عیسائیت اور بائبل کی حقیقت جاننے کیلئے ایک منفرد دستاویز

تحریفِ بائبل

بزبانِ

بائبل

مؤلف:

مولانا عبداللطیف مسعود رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقيق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبيه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

عیسائیت اور بائبل کی حقیقت جاننے کیلئے ایک منفرد دستاویز

تحریفِ بائبل

بزبانِ

بائبل

مؤلف:

مولانا عبداللطیف مسعود

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان - فون: 514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تقدیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

ڈسکہ سیالکوٹ کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ (وفات ۱۱/ مئی ۲۰۰۳ء) ڈسکہ کے رہائشی تھے۔ جامعہ مدنیہ ڈسکہ کے حضرت مولانا محمد فیروز خان مدظلہ فاضل دیوبند کے ابتدائی شاگردوں میں سے تھے۔ پرائمری کے بعد دن کو دکان پر جلد سازی کا کام کرتے۔ رات کو مغرب کے بعد حضرت مولانا فیروز خان صاحب سے تعلیم حاصل کرتے۔ فارسی سے مشکوٰۃ تک تمام تعلیم اس طرح حاصل کی۔ دورہ حدیث آپ نے جامعہ اشرفیہ لاہور سے ۱۹۶۴ء میں کیا۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا رسول خانؒ کے شاگرد رشید تھے۔ ۱۹۶۵ء میں دوسری بار دورہ حدیث شریف نصرۃ العلوم گوجرانوالہ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ‘ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ اور حضرت مولانا عبدالقیوم مدظلہ سے پڑھا۔ بیعت کا تعلق حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ حضرت مولانا سرفراز صفدر صاحب مدظلہ‘ حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہ سے تھا۔ ایسے نابغہ روزگار شخصیات کی صحبتوں نے آپ کو کندن بنا دیا تھا۔ صرف ونحو پر مکمل دسترس تھی۔ ذی استعداد عالم دین تھے۔ قدرت نے آپ کو خوبیوں کا مرقع بنا دیا تھا۔ عمر بھر بڑی مستعدی سے عسر و یسر میں تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ مرکزی جامع مسجد کالمونکے‘ مسجد وہاب ڈسکہ‘ مسجد خضراء ڈسکہ میں خطیب رہے۔ تمام بے دین فتنوں کے خلاف آپ کے پاس معلومات کا قابل قدر و قابل فخر ذخیرہ تھا۔ اخلاص وللہیت فقر و استغناء کا پیکر تھے۔ ان کو دیکھ کر اکابر علمائے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ طبیعت میں وقار تھا۔ مزاج میں مسکنت تھی۔ سراپا اخلاص تھے۔ نام و نمود دکھلاوہ و ریا سے کوسوں دور تھے۔ عمر بھر رزق حلال کما کر دین کی فی سبیل اللہ تبلیغ کرتے رہے۔ شان

ابوذر کا پرتو تھے۔ قادیانیت وعیسائیت پر بھرپور گرفت رکھتے تھے۔ ان کا لٹریچر آپ کو ازبر تھا۔ برصغیر میں اس وقت عیسائیت کے لٹریچر پر گہری نظر رکھنے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ قادیانیت وعیسائیت کے خلاف متعدد وقیع کتب اور عام رسائل تالیف کیے۔ جس پر دینی صحافت نے گرانقدر تبصرے شائع کیے۔ حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے والہانہ تعلق تھا۔ تمام مبلغین حضرات کی تعلیم وتربیت کے لئے دل وجان سے مشورے دیتے تھے۔ چناب نگر کے سالانہ ردقادیانیت کورس کے افتتاح پر تشریف لاتے اور اختتامی دعا کے بعد رخصت ہوتے۔ ایسے مخلص رہنما کا وجود مجلس کے لئے انعام الٰہی تھا۔ ان گنت خوبیوں کے مالک تھے۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ کئی بار مختلف بیماریوں کا شکار ہوئے۔ لیکن اتنے مضبوط اعصاب کے انسان تھے کہ ہر دفعہ بیماریوں کو دفع کر کے شیر ہو جاتے تھے۔ یہ محض رب کریم کا کرم تھا۔ آخری دو چار دنوں کے علاوہ کسی کے محتاج نہ ہوئے۔ صوم وصلوٰۃ کی پابندی۔ احکام شرع پر مداومت ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ پرائمری پاس کرنے کے بعد والد صاحب مرحوم کے ساتھ کریانہ کی دکان کرتے تھے۔ اخبارات کی ردی میں انجیل مل گئی۔ انسے دیکھا تو دلچسپی پیدا ہوئی۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سے دورہ حدیث شریف کیا۔ حضرت مولانا کاندھلویؒ کی بھی ردعیسائیت پر مضبوط گرفت تھی۔ خطابت کے دوران میں تفسیر حقانی کا مطالعہ کیا تو اس میں بھی ردعیسائیت پر کافی مواد ہے۔ یوں آپ کو بائبل کے مطالعہ کا شوق ہوا۔ قدیم سے قدیم عیسائیت کی اصل اور ردعیسائیت پر کتب کا ذخیرہ جمع کیا۔ زیر نظر کتاب پچاس سالہ مطالعہ کا نچوڑ ہے۔ اس کا مقدمہ پہلے چھپ چکا ہے۔ اب اصل کتاب ملاحظہ کیجئے۔ اس کے نو ابواب ہیں۔ یقین فرمایئے کہ بائبل کے مطالعہ اور تحریف کے حوالہ سے یکجا اتنا متنوع مواد سوائے اس کتاب کے آپ کو کہیں نہیں ملے گا۔ حضرت مولانا مرحوم نے خود اس کی کتابت کرائی۔ بھیجنے کی کرم فرمائی اور حضرت مولانا مرحوم کے بڑھاپے کے خاطر خواہ اس کی تصحیح نہ ہوسکی۔ تاہم جو جمع ہو گیا یہ حضرت

مولانا مرحوم کا مسودہ جاریہ ہے۔ اسے شائع کرنے کے لئے حضرت مرحوم نے ملتان دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاکر کاپیاں جڑوائیں۔ کام نامکمل تھا۔ علالت نے گھیر لیا۔ چھوڑ کر گھر تشریف لے گئے۔ بارہا خطوط کے ذریعہ یاددہانی کراتے رہے۔ لیکن: ''ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے'' کے تحت ان کی زندگی میں یہ شائع نہ ہوسکی۔ اب حضرت مولانا مرحوم کے شاگرد رشید حضرت مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکوی کی معاونت سے اس کی مکمل کاپیاں جڑوائیں گئیں۔ اسے شائع کرنے کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سعادت حاصل کر رہی ہے۔ اصحاب ذوق کے لئے یہ کتاب سرمہ بصیرت کا کام دے گی۔ اغلاط اور سہو پر مطلع کرنے والوں کے لئے شکریہ کے ساتھ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کردی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو حضرت مرحوم کے لئے توشہ آخرت فرمائیں۔ قارئین نے ہماری سستی کے باعث طویل عرصہ تک انتظار کی زحمت گوارہ کی۔ ان سے معذرت کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

فقیر اللہ وسایا!

خادم دفتر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

محرام الحرام ۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست

باب اول

باب دوم

باب سوم

باب چہارم

باب پنجم

باب ششم

باب ہفتم

باب ہشتم

باب نہم

پیش لفظ

دنیائے عالم کا ہر طبقہ اور ملت اسی نظریہ' عقیدہ اور خوش فہمی میں مطمئن ہے کہ اس کے نظریات اور اصول زندگی بالکل درست اور مثبت و نتیجہ خیز ہیں اور باقی سب کے سب غلط یا کم از کم مرجوح ہیں۔

بالخصوص آسمانی اور الہامی کتب و صحائف کے وارث گروہ (یہود ونصاریٰ) اس خوش فہمی اور خوش عقیدگی میں بہت آگے ہیں۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ ہمارا مذہب ہی انسانیت کے لیے نجات دہندہ ہے اور ہماری بائبل ایک لا تبدیل اور غیر محرف الہامی کتاب ہے۔

اس کے برعکس رب العالمین کی آخری اور عالمگیر دائمی کتاب کا دعویٰ یہ ہے کہ ذالک الکتاب لا ریب فیہ یہ کتاب حق برملا اعلان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رشد وہدایت کی تعلیمات شروع سے انسانیت کو انبیاء ورسل کے ذریعے مل رہی تھیں' وہ اب میرے ذریعے نقطہ کمال تک پہنچ چکی ہیں۔ میں نے سابقہ تمام انبیاء وصحائف کی تمام تعلیمات کو جامع اور کامل ترین صورت میں پیش کر کے ان سب سے مستغنی کر دیا ہے۔ لہذا اب میری ہی اتباع میں انسانی صلاح وفلاح منحصر ہے۔ میرے پیش کرنے والے آرزوئے کونین اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ تمام انبیاء وصحائف کے تقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے نوع انسانی کی نجات و کامیابی کو صرف اور صرف اپنی اتباع ہی میں منحصر فرما دیا ہے۔

ظاہری وجہ یہ ہے کہ سابقہ نبیوں کی دعوت اور سیرت پردۂ خفا میں چلی گئی ہے۔ ان کے صرف اسماء گرامی ہی صفحات تاریخ پر لکھے ہیں۔ ان کی

... و دعوت بالکل مستور ہو چکی ہے۔ اسی طرح ان کے صحیفے اور مجموعہ ... تعلیم یا تو بالکل ناپید ہو گئے یا گڑبڑ کا شکار ہو چکے ہیں۔ اصل صورت میں نہیں ملتے۔ لہٰذا اس کا منطقی نتیجہ یہی تھا کہ خالق کائنات اپنے بندوں پر رحمت فرما کر ان کو ایک ایسی کتاب ہدایت عطا فرماتا جو کہ سابقہ تمام تعلیمات کی جامع اور کامل صورت میں ہوتی اور اس کا پیش کرنے والا ایک ایسا کامل ترین رسول بھیجتا جس کی حیات طیبہ اسی کتاب ہدیٰ کے ایک ایک لفظ کی عملی صورت ہوتی اور پھر اس کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مہر تاباں کی حیثیت اختیار کر جاتا۔ پھر انسانیت قیامت تک کبھی بھی راہ حق سے نہ بھٹک سکے۔ نیز اس کتاب ہدیٰ کی، سابقہ کتب کے برعکس ایسی کامل حفاظت کا انتظام فرمایا جاتا کہ زمانہ کی دست برد اس پر ذرہ بھی اثر انداز نہ ہو سکتی۔ چنانچہ رب العالمین نے ایسا ہی انتظام فرمایا کہ اس نے قرآن کریم کو انہی صفات کاملہ کے ساتھ نازل فرمایا جس کا صفحہ اول ہی اعلان (ذالک الکتاب لا ریب فیہ) سے مزین ہے اور اس کے پیش فرمانے والے کی سیرت طیبہ کتاب ہدیٰ کی مکمل ترین ترجمانی ہے۔ جسے رب کریم نے مثل کتاب کے ہمیشہ کے لیے زندہ و تابندہ بنا دیا۔ لہٰذا اب انسانیت کو ہمیشہ کے لیے کسی مزید کتاب یا نبی کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اب نجات و کامیابی اور سعادت دارین صرف اور صرف اسی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے وابستہ ہے۔

یہ کتاب ہدیٰ اپنے اس اعلان میں روز اول سے تا وم آخر سو فی صد برحق ہے۔ اس کے اس چیلنج کو کوئی فرد یا طبقہ قبول نہیں کر سکا اور نہ قیامت تک کوئی کر سکتا ہے۔ بخلاف اس کے سابقہ کتب تورات، زبور اور انجیل وغیرہ اس کتاب برحق کے اعلان کے مطابق گڑبڑ کا شکار ہو چکی ہیں۔ لہٰذا پھر یہ دعویٰ صرف اسی کتاب کا نہیں بلکہ اس کی تصدیق و تائید خود یہ کتابیں، ان پر ایمان لانے والے، ان کے ماننے والے، تاریخ اور سب سے بڑھ کر مشاہدہ بھی کر رہا ...

ہے۔ چنانچہ بندہ نے بالفعل اس کے چند قدیم و جدید مختلف زبانوں کے نسخوں کا موازنہ کر کے ان حقائق کو علیٰ رؤس الاشہاد پیش کر دیا ہے جس کا ایک مختصر سا نمونہ یعنی صرف انجیل متی کا موازنہ پیش خدمت ہے۔ آپ ملاحظہ فرما کر میرے پیش کردہ دعویٰ کی حقیقت سے آگاہی حاصل فرمائیں اور خدا کے اس آخری' عالمگیر اور دائمی تاجدار رسالت ﷺ کے دامن رحمت سے خود وابستہ ہو کر تمام اخوہ انسانی کو بھی اسی کی دعوت دے کر اپنے فرض منصبی سے عہدہ برآ ہونے کی سعی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو' آمین

احقر مولف

انجیل متی کا تعارف اور اس کے مندرجات

مروجہ عہد جدید کے ۲۷ رسائل میں سے سب سے اول نمبر پر انجیل متی ہے۔ اگرچہ سب سے اول مرقس کی انجیل تحریر ہوئی اور اس کے بعد متی تحریر کی گئی' لیکن غیر معلوم وجوہ کی بنا پر متی کو سر فہرست رکھا گیا۔

اس انجیل کا مصنف متی حواری بتلایا جاتا ہے' مگر اس انجیل کا طرز تحریر اس کی تائید نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر یہ وہی متی ہو جس کا ذکر متی ۹ : ۹ میں آیا ہے تو پھر اس کا انداز تحریر بصیغہ متکلم ہونا چاہئے تھا' جیسا کہ خطوط پولوس میں یہ چیز نمایاں ہے یا کم از کم ایک آدھ دفعہ ہی اس کا تذکرہ ہو جاتا جیسا کہ انجیل لوقا کی ابتداء میں ہے۔ تو جب ان میں سے کوئی بات بھی ساری انجیل میں نہیں ملتی تو اس متی کو ہم اس انجیل کا مصنف کیسے تسلیم کر لیں؟ اس لیے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں اس انجیل کی متی کی طرف نسبت کو غلط قرار دیا گیا ہے۔ لیسے ہی قاموس الکتاب ص ۸۵۷' کالم ا میں اس روایت کو غیر معتبر قرار دیا گیا ہے۔

اس انجیل کے ۲۸ ابواب اور ۱۰۶۸ آیات ہیں۔ اس کے مصنف نے اسے انجیل مرقس سے اخذ کیا ہے حتیٰ کہ پادری برکت اللہ ایم اے نے اپنی کتاب "اصلیت و قدامت اناجیل" میں لکھا ہے کہ متی نے مرقس کی ۶۶۱ آیات سے تقریباً تمام ہی کو اخذ کیا ہے۔

زمانہ تحریر

اناجیل کے مصنفین کی طرح ان کا زمانہ تحریر بھی پردۂ خفا میں ہے' ہر جگہ ظن و تخمین ہی سے کام نکالا جاتا ہے۔ ویسے یہ امر حقیقت ہے کہ چاروں اناجیل خطوط پولوس کے بعد تحریر کی گئی ہیں ورنہ ان میں کہیں کوئی نہ کوئی اقتباس ضرور ہوتا۔

اناجیل کا زمانہ ظہور

پادری ایف ایس خیر اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ دستاویزات سب سے پہلے کہاں اور کب عوام کو دی گئیں' اس کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ (دیکھئے قاموس الکتاب ص ۹۲ کالم ۱) گویا ان کا زمانہ ظہور بھی مستور ہے۔ یہ ہے بھی حقیقت کہ واقعتا ان کا زمانہ تحریر' صاحب تحریر' اور زمانہ ظہور سب کچھ پردۂ خفا میں ہے کیونکہ غیر معلوم الاسم لوگوں نے غیر معلوم زمانہ میں ان کو تحریر کیا اور وہ بھی متن الٰہی یا مذہبی احکام کے طور پر نہیں بلکہ محض ایک تاریخی اور سوانحی سطح پر' جیسا کہ کیتھولک بائبل کے انڈیکس میں ان کو اسفار تواریخی ہی کا عنوان دیا گیا ہے۔

اناجیل کا زمانہ استناد

یہ بات مسلم اور مشہور ہے کہ سب سے اول ان کو الہامی قرار دے کر عہد قدیم کا ہم پلہ قرار دینا دوسری صدی کے آخر میں جناب ٹرٹولین کی طرف سے واقع ہوا۔ (دیکھئے پادری جی ٹی بیٹا کی کتاب "ہماری کتب مقدسہ" ص ۶۵ مطبوعہ لاہور)

پھر باقاعدہ طور پر ان کو مستند ۳۹۷ء میں قرار دیا گیا اور کئی کلیساؤں میں اس کے بھی مدت بعد۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ رجحان اجمالی تھی' ویسے موجودہ مروجہ ہر ایک رسالے کا یہ معاملہ نہیں تھا کئی ایسے رسائل بھی تھے

جن کو اکثر کلیساؤں نے مدت تک تسلیم نہیں کیا بلکہ ان پر جرح و قدح کرتے رہے۔

انجیل متی کی غرض و غایت

مصنف اس انجیل کو عہد قدیم سے مسلسل اور مربوط کرنے کے لیے اس کے متعدد اقتباسات پیش کرتا ہے اور بہت سے ایسے حوالجات بھی درج کرتا ہے جس میں یوں کہتا ہے: "جیسا کہ نبی کی معرفت لکھا گیا" یا "یہ اس لیے ہوا تا کہ جو نبی کی معرفت لکھا گیا تھا' وہ پورا ہو۔" اس میں مسیح کے حق میں عہد قدیم کی متعدد پیش گوئیاں درج کی گئی ہیں' اگرچہ فی الحال اکثر کی تطبیق ناممکن ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مصنف نے اسے ان عیسائیوں کے لیے تحریر کیا ہے جو یہودیت سے مسیحی ہوئے تھے۔ مصنف کی غرض یہ ہے کہ وہ یہ بات ثابت کرے کہ مسیح یہودی امید کی تکمیل تھے اور وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ آپ صرف بنی اسرائیل کے لیے ہادی تھے۔ (متی ۱۰: ۶ و ۱۵: ۲۴) انہی کی تبلیغ اور ہدایت کے لیے آئے تھے نہ کہ دوسری اقوام کے لیے۔ ملاحظہ فرمائیں' مسیح نے کہا:

> "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (متی ۱۵: ۲۴)

ایسے ہی آپ نے شاگردوں کو تبلیغ پر بھیجتے ہوئے یہ ہدایات دیں کہ:

> "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔" (متی ۱۰: ۶)

معلوم ہوا کہ آپ کے مشن کی یہ بنیادی بات تھی کہ آپ صرف بنی اسرائیل کی ہی ہدایت کے لیے آئے تھے۔ مسیح کی رسالت اور دعوت صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی۔ خدا کی آخری لاریب کتاب بھی یہی حقیقت بیان

کرتی ہے۔ (سورۃ الصف: ٦ وغیرہ)

قبل از ولادت پیش گوئی

انجیل مقدس میں لکھا ہے کہ:

١۔ "جب مریم کے منگیتر یوسف نے مریم کو حاملہ پا کر چھوڑ دینے کا ارادہ کیا تو خواب میں ایک فرشتے نے اس سے کہا "اے یوسف ابن داؤد' اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے مت ڈر کیونکہ وہ روح القدس سے حاملہ ہے کہ وہ بیٹا جنے گی اور تو اس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں (بنی اسرائیل) کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا۔" (متی ١: ١٩ تا ٢١)

مگر ساتھ ہی ١: ٢٣ میں اس کے نام کے متعلق عمانوئیل لکھا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسیح کسی موروثی گناہ کے کفارہ کے لیے نہیں بلکہ بنی اسرائیل کو ہر قسم کی اعتقادی اور عملی برائی اور گناہ سے نجات دینے کے لیے آئے تھے۔ (رومیوں ١١: ٢٦ و ٢٧۔ اعمال ٥: ٣١ وغیرہ)

٢۔ "کیونکہ نبی کی معرفت یوں لکھا ہے کہ اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے' تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز چھوٹا نہیں کیونکہ تجھ سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا۔" (متی ٢: ٥ و ٦)

٣۔ "مگر فرشتے نے ان سے کہا ڈرو نہیں' کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں جو ساری امت کے واسطے ہو گی کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لیے ایک منجی پیدا ہوا ہے' یعنی مسیح خداوند۔" (لوقا ٢: ١٠)

٤۔ "یہ نہ سمجھو کہ میں توراۃ یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں' منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔" (متی ٥: ١٧)

معلوم ہوا کہ آپ کی نبوت صرف توراۃ کے متعلق تھی اور توراۃ صرف یہود کے لیے تھی۔

٥۔ "مسیح نے کہا: تم اسرائیل کے سب شہر نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آ

جائے گا۔" (متی ۱۰: ۲۳)

پھر عالمی رسالت کیسی ؟

۶۔ پطرس کی گواہی : "اس (یسوع) کو خدا نے مالک اور منجی ٹھہرا کر اپنے داہنے ہاتھ سے سربلند کیا تا کہ اسرائیل کو (نہ کہ سب کو۔ ناقل) توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے" (نہ کہ کسی مزعومہ موروثی گناہ کا کفارہ بنا کر) (اعمال ۵: ۳۱)

"جو کلام اس نے بنی اسرائیل کے پاس بھیجا جبکہ یسوع مسیح کی معرفت صلح کی خوش خبری دی۔" (اعمال ۱۰: ۳۶۔ نیز ملاحظہ فرمائیں متی ۱۵: ۲۱۔ لوقا ۲ : ۱۰ و ۳۲۔ یوحنا ۷۔ کتاب اعمال ۱۰: ۴۲۔ متی ۱۸: ۱۷)

امت سے مراد صرف بنی اسرائیل ہے۔ (دیکھئے اعمال ۳: ۱۷۔ ۲۶: ۱۷ و ۲۳ ۔ ۲۸: ۱۷ وغیرہ) اس طرح جہاں جہاں عموم کا گمان ہوتا ہے وہاں بھی صرف اسرائیل ہی مراد ہے۔ (اعمال ۴: ۲۵) نیز علاقائی عموم سے بھی صرف فلسطین کے ہی علاقہ جات مراد ہیں۔ گویا خود اناجیل کی داخلی شہادت سے آپ کی دعوت صرف بنی اسرائیل تک ہی محدود ثابت ہوتی ہے۔

انجیل متی کی تاریخی اور حوالجاتی غلطیاں

حقیقت یہ ہے کہ جب ان اناجیل وغیرہ کا ابتدائی ثبوت ہی کوئی نہیں اور نہ ہی مسیح کے ساتھ ان کا کوئی مستند رابطہ ثابت ہے حتی کہ یہ رسائل تو اپنے منسوب کردہ مصنفین تک بھی مربوط نہیں ہو سکتے تو ان کے مندرجات کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ اسی بنا پر زمانہ حال کے علماء مسیحیت کے ایک گروہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اناجیل میں بیان کردہ اقوال مسیح کی ۸۰ فیصد نسبت مشکوک ہے۔ لہذا جب اقوال مسیح کی یہ پوزیشن ہے تو پیش گوئیوں کی کیفیت کتنی نازک ہو گی؟

مسیح کا نسب نامہ

چنانچہ متی کے ابتداء میں مسیح کا بیان کردہ نسب نامہ ہی علمائے مسیحیت کے دردِ سر کا باعث بنا ہوا ہے۔

۱۔ اس میں ابراہیم علیہ السلام سے مسیح تک ۱۴۔ ۱۴ پشتوں کے تین حصے بیان کیے گئے ہیں' جن کا مجموعہ ۱۴ x ۳ = ۴۲ ہوتا ہے۔ مگر ہر شخص اس کی بیان کردہ پشتیں گن سکتا ہے جو صرف ۴۱ ہی بنتی ہیں۔ بیالیسویں کا وجود نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اس کے درمیان کتنے' ان کو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کس قدر ہیں۔ درمیان میں تین تین پشتیں چھوڑ کر پڑپوتے کو پڑدادا کا بیٹا ظاہر کیا گیا ہے' جیسے متی ۱: ۸ میں لکھا ہے کہ یورام سے عزیاہ پیدا ہوا جب کہ اصل یوں ہے کہ یورام سے اخزیاہ اور اس سے یوآس اور یوآس سے امصیاہ پیدا ہوا اور یہ تینوں بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوئے ہیں جن کے حالات سلاطین ثانی کے باب ۸ و ۱۲ و ۱۴ میں اور تواریخ ثانی باب ۲۲ و ۲۴ و ۲۵ میں مذکور ہیں۔ بتلایئے ان تین پشتوں کو کیوں ساقط کیا گیا؟ جب کہ کوئی وجہ بھی نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ متی نے یہ زبردست تاریخی غلطی کی ہے۔ لہذا اگر اناجیل الہامی ہوتیں تو اس میں ایسے گھپلے نہ ہوتے۔

۲۔ متی ۱: ۱۱ میں لکھا ہے کہ بابل کی جلا وطنی میں یوسیاہ سے یکونیاہ اور اس کے بھائی پیدا ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ جلا وطنی میں یوسیاہ زندہ تھا۔ حالانکہ یوسیاہ اس سے ۱۲ سال قبل فوت ہو گیا تھا کیونکہ اس کی وفات کے بعد یہو آخز تین ماہ بادشاہ رہا پھر اس کا دوسرا بیٹا یہو یقیم گیارہ سال تخت نشین رہا۔ پھر یہو یقیم کا بیٹا یکونیاہ تین ماہ بادشاہ رہا جس کو بخت نصر نے قید کیا تھا اور دوسرے اسرائیلیوں کے ساتھ اس کو بھی جلا وطن کیا تھا۔ یہ یکونیاہ یوسیاہ کا پوتا ہے' بیٹا نہیں۔ پھر یکونیاہ کا دوسرا کوئی بھائی نہ تھا' ہاں اس کے باپ کے تین بھائی تھے' چنانچہ انہی مشکلات کے پیش نظر آدم کلارک صاحب مفسر بائبل اپنی تفسیر میں یوں لکھتا ہے کہ:

"شالسٹر کہتا ہے کہ آیت ۱۱ کو اس طرح پڑھا جائے کہ : یوسیاہ سے یہو یقیم اور اس کے بھائی پیدا ہوئے اور یہو یقیم سے یکونیاہ جلا وطنی کے زمانہ میں پیدا ہوا۔"

ملاحظہ فرمائیں بقول عیسائیاں یہ اناجیل الہامی کلام ہے مگر اس کی غلطیوں کی اصلاح غیر الہامی مفسرین کر رہے ہیں۔ عجیب تماشہ ہے۔ اس کے بعد انگلش تراجم میں کچھ ترمیم کر دی گئی ہے۔ اب ان میں یہ عبارت ہے : "یوسیاہ کے ہاں یکونیاہ اور اس کے بھائی اس وقت کے قریب قریب پیدا ہوئے جبکہ انہیں بابل لے جایا گیا۔" دیکھئے اس میں قریب قریب کا لفظ بڑھا کر بائیبل کی کتنی عظیم خدمت سرانجام دی گئی ہے۔ اس کے بعد ۱۹۷۱ء سے لے کر تاحال انگلش تراجم میں بین طور پر ترمیم کر دی گئی کہ "جو یوسیا بابل کی جلاوطنی کے قریب یکونیاہ کا باپ تھا۔"

لیجئے سارا جھگڑا ہی ختم کر دیا کہ وہ کب پیدا ہوا' بس اتنا ہی کافی ہے کہ یوسیاہ اس کا باپ تھا۔ ملاحظہ فرمایئے یہ ہے وہ کلام مقدس جس کے لیے ہمیں مجبور کیا جاتا ہے کہ اسے الہامی تسلیم کرو' اس کی ایک ایک بات کو صحیح مانو۔ کسی غریب عامی کو جو عبرانی یا یونانی نہیں جانتا' ہرگز یہ حق نہیں کہ وہ ان مقدس باپوں پر کسی قسم کی کوئی حرف گیری کر سکے۔ ان مقدسین کو ہر قسم کی ہیرا پھیری کرنے کی کھلی چھٹی ہے۔ کیونکہ کلیسا اصل ہے اور بائیبل اس کے تابع۔ جو الفاظ یا مفہوم کلیسیا بتلائے گی' بس وہی روح القدس کا الہام ہے۔ یا للعجب۔

۳۔ ایک اور عجوبہ یہ ہے کہ وہ تین اقسام جن کو متی نے ذکر کیا ہے' ان میں سے دوسری قسم کے اندر پشتوں کی صحیح تعداد ۱۸ ہے نہ کہ ۱۴' جیسا کہ تواریخ ثانی کے باب سوم سے واضح ہوتا ہے۔ اس بنا پر نیوٹن بڑی حسرت سے کہتا ہے کہ اب تک تو مذہبی راہنما تین اور ایک کا اتحاد (تثلیث) ضروری سمجھتے تھے' مگر اب یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ۱۸ اور ۱۴ بھی ایک ہی ہیں' اس لیے

کہ کتب مقدسہ میں غلطی کا امکان نہیں۔ وہ تو غلطی سے مبرا ہیں۔

ناظرین کرام! اس طرح کے عجوبے متی کے بیان کردہ نسب نامہ میں کافی ہیں۔ اس کے بعد درج کردہ پیش گوئیوں اور دیگر امور میں تو کہنا ہی کیا ہے؟ دیکھئے "اظہار الحق" اور "اعجاز عیسوی" وغیرہ جن میں موجودہ بائبل کا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرکے دکھا دیا گیا ہے۔

پیش گوئیاں

۱۔ "یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوئیل رکھیں گے۔" (متی ۱: ۲۳)

مگر مسیح کا نام کبھی بھی عمانوئیل نہیں رکھا گیا نہ ہی خود آپ نے اپنا یہ نام ظاہر کیا۔

نیز اگر اس کو صحیح تسلیم کرلیں تو فرشتہ کی وہ بات غلط ہو جائے گی جو اس نے یوسف کو کہی تھی کہ "تو اس کا نام یسوع رکھنا۔" (متی ۱: ۲۱) جبکہ وہاں اس کا نام عمانوئیل رکھنا بتلایا گیا ہے۔

۲۔ "اور خواب میں ہدایت پا کر گلیل کے علاقے کو روانہ ہوا اور ناصرہ نام ایک شہر میں جا بسا تا کہ جو نبیوں کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائے گا۔" (متی ۲: ۲۲ و ۲۳)

ملاحظہ فرمایئے کہ موجودہ بائبل میں یہ بات کہیں بھی مذکور نہیں تو ظاہر ہے یا تو سابقہ قدیم عہد محرف ہو چکا ہے یا یہ انجیل متی میں تحریف ایزادی ہو چکی ہے۔

ایسے ہی متی کی ذکر کردہ اکثر پیش گوئیاں ثابت نہیں ہو سکتیں بلکہ وہ خلاف واقع ہیں۔ مزید سنئے۔

۳۔ متی ایک جگہ لکھتا ہے کہ مسیح نے کہا:

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آ جائے گا۔" (متی ۱۰ : ۲۳)

مگر زمانہ گواہ ہے کہ مسیح کے شاگرد سارا اسرائیل پھر چکے' آس پاس کے جزائر بھی پھر چکے مگر مسیح نے وعدہ وفا نہ کیا اور نہ آیا۔ اسی طرح اس کا چہیتا فرزند پولوس بھی کافی علاقے روند چکا مگر مسیح نہ آیا۔ اس کے بعد دو ہزار سال میں مسیحی مشنریاں دنیا کے کونے کونے میں پولوسی مسیحیت پھیلانے میں مصروف ہیں مگر مسیح ابھی تک نہ آیا۔ اس کے باوجود بھی مسیح کی باتیں اٹل ہیں' آسمان و زمین ٹل جائیں مگر مسیح کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ یا للعجب۔

کیا یہ حقائق اس چیز کی غمازی نہیں کر رہے کہ یہ تحریرات کسی الہام سے نہیں نہ کسی راست باز کے قلم سے نکلی ہیں ورنہ یہ خلاف واقع کیوں ہوتیں۔ فافہم

۲۔ متی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ :

"کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا۔ اس وقت ہر ایک کو اس کے کاموں کے مطابق بدلا دے گا ○ (اب کفارہ کدھر گیا؟ ناقل) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اس کی بادشاہت میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں' موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے۔" (متی ۱۶ : ۲۷ و ۲۸)

اسی طرح یہ پیش گوئی مرقس باب ۸ میں اور لوقا باب ۹ میں بھی مذکور ہے۔ اب فرمایئے کیا یہ پیش گوئی پوری ہو گئی؟ جبکہ آپ کے مخاطب دو ہزار سال کے فوت ہو چکے ہیں؟

توحید خالص اور انجیل متی

ملحوظ خاطر رہے کہ ہم اناجیل یا بائبل کے ایک ایک جملہ کو محرف نہیں مانتے بلکہ وہ حصہ جو حقائق کے خلاف ہے۔ ویسے اس میں صحیح باتیں بھی ہیں

قرآن کی چھان بین بہت مشکل ہے سوائے اس کے کہ ہم خدا کی آخری دائمی اور لاریب کتاب قرآن حکیم کے ساتھ موازنہ کر کے صحیح اور غلط کا فیصلہ کر لیں۔ اس کے سوا دوسری کوئی صورت نہیں۔ چنانچہ متی میں اصل توحید بھی مذکور ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ مسیح نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا کہ:

"خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ انہی دو حکموں پر تمام توریت اور انبیا کے صحیفوں کا مدار ہے۔" (متی ۲۲: ۳۷ تا ۴۰۔ نیز مرقس ۱۲: ۲۹ تا ۳۱ اور لوقا ۱۰: ۲۵ تا ۲۷)

اس کے بعد اس انجیل کا باب ۲۳ قابل مطالعہ ہے۔ نیز انا جیل کا ایک دوسری انجیل سے موازنہ قابل تعجب نتائج کا حامل ہے۔ علاوہ ازیں بائبل کی الحاقی تفاسیر بھی قابل دید ہیں۔

انجیل متی کے استناد کے متعلق مزید تحقیق

سکارٹ چرچ کے ریورینڈ ڈبلیو سی سومروائل پی ایچ ڈی نے دلیرانہ شہادت دی ہے کہ یہ انجیل کسی غیر معروف مؤلف نے ۹۰ء میں تالیف کی۔ یہ کسی ایسے ذہن کی پیداوار ہے جو یہودیت اور عہد عتیق میں گہری دلچسپی رکھتا ہو گا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کی تیاری میں غالباً یہ امر پیش نظر رکھا گیا کہ اسے ایسے مرکز میں استعمال کیا جائے جہاں ان عیسائیوں کی کثرت ہو جو قبل ازیں یہودی تھے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ انجیل کسی ایسے مؤلف کی تالیف ہے کہ جو نہ تو مسیحؑ کا شاگرد تھا اور نہ ہی اس نے براہ راست آپ سے تعلیم حاصل کی تھی، بلکہ حضرت مسیحؑ اور ان کی تعلیمات کے متعلق اس کی معلومات کا سرچشمہ محض عوامی روایات ہیں۔ نیز یہ دعویٰ کہ یہ آسمانی ہے، محض بے

ہوئی اُسے بے بنیاد ہے۔ اس سلسلہ میں ریورینڈ ڈملو کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ:

"جو کچھ بیان کیا گیا ہے' اس سے عیاں ہے کہ متی کا اس انجیل کو براہ راست تالیف و تدوین کرنا بعید از قیاس ہے۔

بقول عیسائی علماء اس کا ماخذ مرقس کی انجیل مرکزی حیثیت رکھتی ہے مگر جہاں تک حقائق کا تعلق ہے' مرقس کو بھی مستند دستاویز کی حیثیت حاصل نہیں۔ پھر یہ امر بھی قابل وثوق ہے کہ متی کا مولف مرقس کی تالیف سے مطمئن نہ تھا اور وہ اس سے جامع تر انجیل لکھنا چاہتا تھا۔ مثال کے طور پر مرقس نے نہ پیدائش کی تفصیلات کا ذکر کیا۔ نہ ہی اس نے متی والے پہاڑی وعظ کا متن درج کیا اور نہ ہی متی کی طرح عہد عتیق کے اتنے حوالہ جات دیئے۔ تاہم باوجود واضح اختلافات کے ان دونوں میں گہری مشابہت بھی پائی جاتی ہے۔ لہذا قیاس یہی ہے کہ متی کی انجیل یا عبرانی نسخہ کا یونانی ترجمہ ہے یا اس پر نظر ثانی کی گئی ہے مگر یہ نتیجہ بھی جزوی ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اگر یہ عبرانی انجیل کا ترجمہ یا نظر ثانی شدہ نسخہ ہوتا تو کلیسا اسے بدعت کا لیبل لگا کر اسے غیر مستند قرار نہ دیتی۔

جیمز ہیسٹنگز نے تحریر کیا ہے کہ سینٹ متی نے عبرانی زبان میں انجیل لکھی یا نہیں' تاہم داخلی شہادتوں سے جو اب تک موجود ہیں' یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ کلیسا کے ابتدائی ادوار میں یہودیہ و جنوبی فلسطین میں رائج عبرانی زبان میں ایک انجیل موجود تھی۔" (منقول از حقیقت عیسائیت از پروفیسر عبد الحمید قادری ایم اے)

انجیل متی کے متعلق ایک تحقیقی پیراگراف

کیا یہ الہامی ہے؟ انجیل متی متقدمین اور جمہور علمائے متاخرین کے قول کے مطابق اصل میں یہ عبرانی زبان اور عبرانی حروف میں تھی اور اب ناپید

اور معدوم ہے۔ اور جو آج کل موجود ہے' وہ اس کا ترجمہ ہے جو کبھی بھی الہامی نہیں ہو سکتا۔ (منقول از اظہار الحق ص ۵۲۰' ج ۱)

ناظرین کرام یہ ہے متی کا مختصر سا تبصرہ جس سے قارئین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کس قدر الہامی اور مستند ہو سکتی ہے؟ اور پھر اس کے مندرجات کی کیا حیثیت طے کی جا سکتی ہے۔ دنیاے عالم میں کوئی بھی ماخذ اس قدر کمزور نہیں ہو سکتا۔ اب آپ ہی فیصلہ فرمالیں کہ ایسی بے ثبوت اور موہوم تحریر سے کسی نظریہ یا عمل کا استخراج کیسے صحیح ہو سکتا ہے اور اس پر دوسروں کو عمل پیرا ہونے کے لیے کیسے دعوت دی جا سکتی ہے؟

انجیل متی کی امتیازی خصوصیات

ویسے تو اناجیل کی استنادی حیثیت یکساں غیر مستند اور غیر معتبر' کسی ایک کو بھی قابل قبول اور صحیح مقام اعتماد و استناد حاصل نہیں مگر ان کی کچھ باہمی خصوصیات' امتیازات' اور تفرد و انفرادیت بھی ہے جن کی بنا پر ان کی مجموعی پوزیشن پر مزید زد پڑتی ہے۔ ذیل میں اپنے حاصل مطالعہ کے تحت متی کی کچھ خصوصیات کا تذکرہ ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ انجیل متی مسیح کے نسب نامہ کے بیان میں اگرچہ اصولی اور اجمالی طور پر انجیل لوقا کے ساتھ ہم عمل ہے' مگر تفصیلات میں اس کے مقابلہ میں نہایت منفرد ہے جیسا کہ اس تحریر کی ابتداء میں ان کے کچھ اختلافات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ دیگر اناجیل مرقس اور یوحنا میں نسب نامہ سرے سے مذکور ہی نہیں۔

۲۔ یہ انجیل مسیح کے نام کے بارے میں بھی تمام دیگر اناجیل سے مختلف ہے' نیز اپنے بیان میں بھی مختلف ہے۔ دیکھئے متی میں حضرت مسیح متعلق لکھا ہے کہ:

"یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا

"دیکھو ایک کنواری حاملہ ہو گی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے۔" (متی ۱: ۲۲ و ۲۳)

یہ پیش گوئی دیگر کسی انجیل میں نہیں ہے۔ نیز ان کا یہ نام کبھی بھی نہیں رکھا گیا۔ نیز متی ۲: ۲۳ والی پیش گوئی کہ وہ ناصری کہلائے گا" یہ بھی کسی انجیل میں نہیں اور نہ ہی بائبل کے کسی رسالہ میں اس کا حوالہ مذکور ہے اور نہ ہی آپ عموماً" ناصری کہلائے۔ سب بالکل غیر صحیح ثابت ہوئیں۔

۳۔ ایسے ہی متی کا بیت لحم کا حوالہ اور سفر مصر بھی دیگر اناجیل میں نہیں ہے۔ اس بیان میں جناب متی منفرد ہیں' حالانکہ یہ اکثر و بیشتر انجیل دوم مرقس سے ماخوذ ہے مگر وہاں ایسی کوئی بات مذکور نہیں۔

۴۔ لوقا میں مذکور مریم و زکریا کی مناجات اور حمد و ثنا بھی متی میں مذکور نہیں ہیں۔

۵۔ عیسائیوں کا مایہ ناز پہاڑی وعظ جو متی ۵: ۲ سے شروع ہو کر ۷: ۲۷ تک کل ۱۰۵ آیات پر مشتمل ہے' لوقا میں اس کے چند جملے متفرق طور پر تو پائے جاتے ہیں لیکن یہ کسی انجیل میں یہ مذکور نہیں' نہ الفاظ اور نہ ہی یہ عنوان۔

اس وعظ میں اتباع شرائع موسوی کی عمدہ تلقین ہے نیز باہمی اخوت و محبت' انفاق فی سبیل اللہ' اخلاص و تقویٰ کی بہترین تعبیر فرمائی گئی ہے جس سے اب عیسائیت محروم ہے۔

۶۔ اس انجیل میں مسیح کی پیدائش کا عام تاریخی سطح پر تذکرہ ہے' ماسوا اس کے کہ وہ خدا کی قدرت سے بلا پدر پیدا ہوئے۔ (۱: ۲۰) مگر لوقا میں اس سے کافی تفصیل ہے جو متی میں نہیں ہے۔ پھر اس کے بچپن کا مختصر ذکر ہے جبکہ لوقا نے اس کو کچھ تفصیل سے بیان کیا ہے جس سے آپ کی انسانیت بشریت مزید نمایاں ہو جاتی ہے اور اس کی الوہیت کی مکمل نفی ہو جاتی ہے جیسے ختنہ' عقیقہ وغیرہ۔

مسیح صرف بنی اسرائیل کے لیے نبی تھے۔ یہ بات بھی اس سے نمایاں طور پر مذکور ہے' جیسے لکھا ہے: "کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو (یا اپنی امت کو) ان کے گناہوں سے نجات دے گا۔"

دوسری جگہ بطور سابقہ پیش گوئی کے لکھا ہے کہ: "کیونکہ تجھ سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا۔" (متی ۲:۶)

متی ۴: ۱۵ و ۱۶ بھی اسی کا مویّد ہے۔

متی ۱۰ میں ہے کہ جب مسیح نے شاگردوں کو تبلیغ کے لیے بھیجا تو ان کو بھی صرف بنی اسرائیل تک جانے کا ہی حکم دیا' نیز خود اپنے متعلق صاف کہہ دیا کہ: "میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (۱۵: ۲۴)

یہ اور اس جیسے مزید حوالجات اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ رسالت مسیح صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی' عالمگیر نہ تھی۔ موجودہ عیسائی حضرات اپنی تبلیغ دوسری اقوام تک بالخصوص اہل اسلام تک پہنچانے میں سراسر مخالف مسیح ہیں جس کا انہیں حق نہیں۔ یہ تو صرف پولوس نے اپنی پوزیشن بنانے کے لیے نیز بنی اسرائیل میں غیر معتبر اور غیر موثر ہو جانے کی وجہ سے غیر قوموں کو دعوت دینا شروع کی جس کی عام حواری تائید نہ کرتے تھے۔ اس نے خود کہا کہ میں غیر قوموں کا رسول (مبلغ ہوں) اور نہ ہی اسے بارھواں رکن بنایا گیا تھا۔ یہ خود آپ ہی آپ اپنی ہوشیاری سے حواریوں میں گھس گیا تھا۔

مسیح خدا کا بیٹا نہیں ہے

انجیل نویسوں نے پولوس سے متاثر ہو کر چند مشتبہ عنوانات اختیار کیے ہیں جو کہ محض مغالطہ آمیز ہیں۔ ان میں ایک ابن خدا کا عنوان بھی ہے۔ مگر یہ عنوان محض غلط ہے۔ دیکھئے:

"جب یسوع قیصریہ فلپی کے علاقہ میں آیا تو اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا

لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا (یعنی لوگوں کے تاثرات بیان کیے کہ) بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں۔ (یہ بھی انسان تھے) بعض ایلیا (یہ بھی انسان تھے) بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی (جو کہ سب انسان ہی تھے) اس نے ان سے کہا مگر تم مجھے کیا کہتے ہو؟ شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔" (متی ۱۶: ۱۳تا۱۶)

اب غور فرمائیے کہ مسیح خود اپنے آپ کو ابن آدم کا خطاب دے کر سوال فرما رہے ہیں کہ لوگوں کے تاثرات میرے متعلق کیا ہیں تو حواریوں نے دائرۂ مخلوق کے اندر ہی رکھ کر جواب دیا۔ پھر اپنے حواریوں کو سمجھانے اور پکا کرنے کے لیے پوچھا کہ تم مجھے کیا کہتے ہو تو پطرس کا جواب کہ تو ہمارے نزدیک زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اس جواب کو مسیح کے اپنے اظہار کے (ابن آدم) ساتھ فٹ نہیں کیا جا سکتا یا کر بھی لیں تو وہی اعزازی طور پر کہ خدا کا بیٹا یعنی اس کا پیارا نبی اور رسولؑ، لیکن موجودہ مفہوم دے کر ان کو خدا کا بیٹا نہیں کہہ سکتے، ورنہ دیکھئے:

یہی سوال و جواب دوسری اناجیل مثلاً مرقس ۸: ۲۹ اور لوقا ۹: ۲۰ میں بھی مذکور ہیں مگر وہاں جواب میں یہ لفظ بیٹا مذکور نہیں۔ معلوم ہوا یہ محض مصنف متی کی اپنی ذہنی اختراع ہے جیسے کہ (اعمال ۸: ۳۷) کسی کاتب یا پادری نے اسی مطلب کے لیے گھڑ کر داخل کر لیا تھا (دیکھئے پادری ولیم ینگ کی کتاب "رسول کے نقش قدم پر" ص ۲۱۸)

اسی طرح کسی کاتب یا بشپ یا پوپ صاحب نے اسی ابنیت کو ثابت کرنے کے لیے مرقس کی پہلی آیت میں "خدا کے بیٹے" کا مرکب ناقص داخل کر دیا۔ ایسے ہی (یوحنا ۹: ۳۵) میں کسی سینہ زور نے ابن آدم کی بجائے ابن خدا کر لیا تھا۔ اسی قسم کی تخریبی اور انقلابی کارروائیاں اناجیل وغیرہ عیسائی لٹریچر میں عام ملتی ہیں۔ یہ تو خدا کے پیاروں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

مسیح خدا کا بیٹا ہے؟

اس عنوان کے متعلق بھی اس انجیل میں کافی مواد موجود ہے' اس کی وجہ تسمیہ اور اس کا اطلاق' پھر دونوں کی روشنی میں عیسائیوں کا انہیں خدا کا بیٹا قرار دے کر مرتبہ الوہیت پر فائز کرنے کی کوشش نفی ہو جاتی ہے۔ درمیان میں صاحب انجیل کی غلط بیانی اور سینہ زوری سے مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دینے کا رد بھی ہو جاتا ہے۔ قدرے تفصیل یہ ہے:

وجہ تسمیہ

انجیل میں مذکور ہے کہ:

۱۔ "کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔" (۱:۲۰)

مقام نبوت پر فائز فرماتے وقت خدا کا اعلان:

"یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔" (۳:۱۷)

گویا خدا سے مولود نہیں بلکہ بوجہ محبوب خدا ہونے کے خدا نے اسے بیٹا کہا نہ کہ خدائی صفات حاصل ہونے کی بنا پر۔ جبکہ اس بنا پر تو یہ بھی لکھا ہے کہ:

"مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔" (۵:۹)

معلوم ہوا کہ یہ اعزازی طور پر بیٹا کہا گیا ہے' اس میں مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں' وہاں تو سب بنی اسرائیل بھی خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ (استثناء ب ۱۴)

اگر کہو مسیح نے خدا کو باپ کہہ کر پکارا ہے اس لئے وہ اس کا بیٹا ہے تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ مسیح نے خدا کو سب کا باپ بھی کہا ہے (۵:۴۵)

ظاہر ہے کہ باپ کے مقابلہ پر لوگ بیٹے ہی کہلائیں گے۔ تو یہ اعزازی صورت مسیح کی ہے اسی لیے مسیح کو ابن داؤد اور ابن انسان بار بار کہا گیا ہے کہ درحقیقت تو وہ انسانی نسل ہی سے ہے' مریم کا بیٹا ہے جس کا نسب نامہ حضرت آدم تک جاتا ہے ہاں اعزازی طور پر اسے خدا کا بیٹا یعنی اس کا پیارا کہا گیا ہے اور یہ نام دوسرے انسانوں کو بھی عطا فرمایا گیا ہے۔ مسیح کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ چنانچہ مسیح نے خود اپنے آپ کو نبی اور راستباز کے عنوان سے تو ظاہر کیا ہے مگر خدا یا اس کے بیٹے کے عنوان سے پیش نہیں فرمایا۔ (دیکھئے متی ۱۰: ۴۰ تا ۴۲)

لہٰذا یہ اصطلاح عیسائیوں کی سینہ زوری ہے' یہ اصطلاح ویسے بھی غیر اسرائیلی ہے۔ (دیکھئے قاموس الکتاب ص ۳۶۱) ۔

ایک اور مغالطہ آمیز حوالہ

انجیل متی میں مذکور ہے کہ بوقت گرفتاری جب سردار کاہن نے مسیح سے سوال کیا کہ:

"میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا۔ بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔" (متی ۲۶: ۶۳ تا ۶۴)

ملاحظہ فرمائیں اس اقتباس میں مسیح نے اپنے متعلق کیا اظہار کیا ہے (ابن آدم) اور خدا کا بیٹا کس نے کہا؟ اس اقتباس کے بغور مطالعہ سے حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ مسیح نے خود اپنے آپ کو خدا کا بیٹا نہیں فرمایا بلکہ سابقہ حوالہ (متی ۱۲: ۱۲) کی طرح یہاں بھی اپنے آپ کو ابن آدم ہی فرمایا ہے۔ یہ خطاب دوسرے لوگ استعمال کر رہے ہیں جس کی نفی خود مسیح نہایت

صراحت سے فرما رہے ہیں کہ بغیر جتلانے کے اپنے آپ کو اس اہم موقعہ پر ابن آدم کے خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ بات وہی بنی کہ اگر مسیح کو خدا کا بیٹا مانا گیا ہے تو محض محبوب کے معنی میں اعزازی طور پر لیکن اس طرح دوسرے لوگ بھی خدا کے بیٹے بن سکتے ہیں بلکہ تمام لوگ خدا کے بیٹے ہی ہیں کیونکہ اس کی پیدائش میں اور اس کی تربیت انتظام میں ہیں۔ مگر اس طرح کا بیٹا کہلانا یا کسی کو کہنا کہ وہ بھی خدائی صفات کا حامل ہو، وہ بھی ازلی ابدی مربی و مالک ہو، مستحق عبادت ہو، یہ سراسر خدائی کلام و منشا میں تحریف و دجل ہے جس کا کوئی جواز نہیں۔ یہی مسئلہ مسیح انجیل (یوحنا: ۳۰ تا ۳۴) میں حل فرما رہے ہیں کہ خدا نے اپنے محبوں کو مجازاً" خدا ہی کہا ہے تو اس کہنے سے وہ نبی واقعی خدا بن گئے؟ اب ان کو خدا کا لقب و خطاب دیا جائے گا جیسے مسیح کو بیٹے کا دیا گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس لیے مسیح نے اس مغالطہ کی نفی کرتے ہوئے اپنے آپ کو بیسیوں مرتبہ ابن آدم کہا۔ دوسرے انسانوں کو اپنا بھائی فرمایا۔ خدا کو اپنا اور سب کا باپ بھی فرمایا۔ منشا یہی تھا کہ اس بیٹے کے لفظ سے کوئی غلط نظریہ نہ قائم کر لینا یہ لقب صرف اعزازی ہے۔ خدا نے تو سلیمان، داؤد، ابراہیم علیہم السلام وغیرہم بیشتر افراد مقدسین کو اپنے بیٹے بلکہ اکلوتے بیٹے کے لقب سے بھی یاد فرمایا ہے تو کیا ان کے متعلق بھی یہ عنوان مستقل طور پر اختیار کر لیا گیا ہے؟ تو جب ان کے متعلق نہیں تو پھر مسیح کے متعلق کیسے؟

انجیل متی پر ایک متبحر عیسائی عالم کا تبصرہ مع تجزیہ

کیتھولک کلیسا کی دو ہزار سالہ تاریخ نامی کتاب (از جان سی دوائیا) کو اس کے مترجم جناب عمانوئیل نیئو نے ایک انمول خزانہ قرار دیتے ہوئے اس کی ترجمانی پر اپنی بڑی خوشی محسوس کا اظہار کیا ہے۔

ذیل میں مصنف مذکور کی تحقیق کا اختصار ملاحظہ فرمائیے۔ مصنف لکھتا ہے:

"اس انجیل کے مصنف کے متعلق اکثر کہا جاتا ہے کہ وہ لاوی ہے جو محصول لینے والا تھا اور جس کی تبدیلی کا ذکر خود اسی انجیل میں ہے۔ (متی باب 9 آیت 9) یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس کا مصنف وہ لاوی تھا جس کا دوسرا نام متی تھا اور وہ رسولوں کی فہرست میں شامل ہے۔ تاہم یہ روایت قابل اعتبار نہیں۔ خود اس انجیل کے مطالعہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اس کا مصنف وہ نہیں جو آپ کے پیچھے ہو لیا تھا (یعنی متی مذکور) یا مسیح کی زندگی کا چشم دید گواہ ہو۔

درحقیقت اس کا مصنف ایک رجعت پسند یہودی ہے جو دوسری یا تیسری پشت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ یا اس کا مصنف وہ متی نام کا آدمی ہے جس کی انجیل پہلے نمبر پر رکھی گئی ہے فقط۔ (یعنی اس کے مصنف کا تعین ناممکن ہے صرف شراکت اسمی کا ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے) پھر اس انجیل کا مصنف شریعت کے بارے میں بڑا سنجیدہ معلوم ہوتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ یہودی کلام مقدس کا بڑا ماہر معلوم ہوتا ہے۔ یہودی اس زمانہ میں ایک مسیح کے منتظر تھے تو یہ مصنف عہد عتیق کی رو سے متعدد پیش گوئیاں نقل کر کے یہ باور کرانے کی سعی کر رہا ہے کہ تمہاری امیدوں کا مرکز مسیح یہی یسوع ہے اور اسی مناسبت سے مصنف اپنی انجیل میں شریعت کی نہایت تاکید ظاہر کرتا ہے مسیح کو بھی ایک پابند شرع ہستی ثابت کر رہا ہے۔ اسی لیے اس انجیل کی نسبت دوسری اناجیل میں شریعت کی اتنی اہمیت و تاکید واضح نہیں کی گئی۔

مسیح کو ایک راست باز انسان اور مقدس نبی کی حیثیت میں ظاہر کرنے پر زور دیتا ہے۔ لہٰذا پر اس نے اگرچہ مرقس کو ماخذ بنایا ہے مگر اس کے نظریات کو اپنی سطح پر لا کر پیش کیا ہے"

زمانہ تحریر کے بارہ میں ایک نہایت سنجیدہ جملہ لکھ کر مصنف موصوف فن پرستی کا ثبوت یوں دیتا ہے:

"مقدس مرقس کی انجیل لکھے جانے کے ستر برس بعد شام اور فلسطین کی کلیساؤں کے درمیان ایک اور دستاویز گردش کرتی تھی۔ اگرچہ یہ بھی انجیل کہلاتی تھی مگر اپنے مقصد اور وسعت کے اعتبار سے مرقس کی انجیل سے مختلف تھی۔"

پھر اس کے ماخذ کے تحت لکھتا ہے:

"متی نے اس تحریر میں مرقس کا استفادہ لیا اور پھر مسیح خداوند کے تحریری اقوال کا بھی استعمال کیا جس کا آج خود ذاتہ کوئی وجود نہیں مگر اس کو "کیو Q" کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ بھی روایت ہے کہ اس نے ایک آرامی زبان کی دستاویز کو بھی استعمال کیا ہے جسے کسی حواری نے لکھا تھا اور یہ آرامی دستاویز اتنی ہی قدیم ہے جتنی پیپاس کی تصانیف یعنی تقریباً ۱۳۰ء کی تصنیف کردہ مگر پیپاس کے دیگر ریمارکس کی طرح اس کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ جب یہ دستاویز ۱۳۰ء کی ہے تو انجیل متی لازماً اس کے بعد کی تحریر ہوگی۔ یہ متی ابتدا میں یونانی زبان میں تحریر ہوئی تھی۔" (ملاحظہ ہو کتاب تاریخ کلیسا از جان سی ڈوانیا ترجمہ عمانویل نیئو ص ۸۷ تا ۹۰ مطبوعہ کیتھولک سنٹر کراچی مارچ ۱۹۹۳ء)

تبصرہ

اس سے معلوم ہو گیا کہ دیگر اناجیل کی طرح یہ بھی کوئی الہامی رسالہ

نہیں بلکہ ایک تاریخی اور خفیف سا سوانحی مواد ہے' نہ الہامی ہے نہ لسانی نہ پھر نہ تو جس کے مصنف کا تعین ممکن ہے اور نہ ہی زمانہ تحریر و مآخذ وغیرہ کا۔ تو جب اس کی یہ حیثیت ہے تو عیسائی پادریوں کا ایسے مبہم رسائل پر اپنے عقائد و مسائل کی بنیاد رکھنا کہاں کی عقل مندی ہے؟ نیز ایک متعین و مشخص اور مستند کلام الٰہی کے مقابل میں پیش کرنا کہاں کی سنجیدگی اور معقولیت ہے۔

بائیبل کی مجموعی پوزیشن ایک مستند عیسائی عالم کی نظر میں

ڈاکٹر پیٹرسن سمائتھ لکھتے ہیں کہ:

"تب کیا رسولوں اور نبیوں اور ہمارے خداوند یسوع نے کبھی یہ وعدہ دیا ہے کہ کتاب مقدس ایسی باتوں سے بری ہونی چاہیے؟ کیا بائبل اپنے لکھنے والوں کی نسبت ایسا عالمگیر کیا ہے؟ کیا کسی بائبل کے صحیفے کے لکھنے والے نے یہ دعویٰ کیا ہے یا اس کے کلام سے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ اسے خدا کی طرف سے ایسی راہنمائی حاصل تھی کہ وہ اپنی کتاب کی چھوٹی چھوٹی تفصیلی باتوں میں بھی خطا و غلطی کے امکان سے محفوظ رہے گا یا کیا ان میں سے بعض مصنفوں نے اپنے سے پہلے مصنفوں کے حق میں اس قسم کی شہادت دی ہے؟ یا کوئی مصنف اس قسم کی تحریر چھوڑ گیا ہے کہ اسے خاص الہام کے ذریعے سے یہ حکم ملا ہے کہ باتوں کے سہو و خطا سے مبرا ہونے پر گواہی دے۔ یقیناً اس قسم کا کوئی بیان دکھلایا نہیں جا سکتا"

اور مزید تاکید سے لکھتے ہیں کہ:

"اور میں پھر کہے دیتا ہوں کہ اس قسم کا دعویٰ کتاب مقدس میں کہیں نہیں کیا گیا۔ لکھنے والے کبھی اس امر کے دعوے دار نہیں ہوئے کہ ان کی یہ تحریر غلطی سے مبرا ہے۔ اگر ہم ان کے حق میں اس قسم کے دعوے کرنے لگ جائیں تو یقیناً اس میں ان کا کوئی قصور نہیں۔" (بائبل کا الہام ص ۲۳۳، ۱۲۳)

صاف ظاہر ہے کہ بائبل کے کسی بھی رسالہ یا حصہ کے متعلق ان کا کوئی وعدہ یا دعویٰ ہرگز نہیں۔ یہ پادری حضرات محض اپنے پاس سے اپنے نظریات اور تقدس کے غلاف بائبل پر چڑھاتے پھرتے ہیں اور پھر اس کے خلاف ثابت ہو جانے پر مسیح پا ہونے لگتے ہیں' ورنہ در اصل نہ یہ بائبل کا مقام ہے اور نہ یہ ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ شان تو صرف اور صرف خدا کے آخری' عالمگیر اور دائمی کلام مقدس قرآن برحق کی ہے کہ ذاتی اور خارجی اور مشاہداتی ہمہ قسم کے شواہد و براہین نے ثابت کیا ہے اور ان کو کسی بھی سطح پر چیلنج نہیں کیا جا سکتا اور نہ کیا جا سکا ہے۔ کل من مبارز لہذا ہم پورے خلوص اور اعتماد سے تمام اقوام عالم کو اس مینارۂ نور کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

مسیح اور تحریف بائبل کا اعلان

گزشتہ صفحات میں آپ نے تحریف بائبل پر بے شمار داخلی اور خارجی شہادات ملاحظہ فرمائیں۔ یہ گواہی دینے والے انبیاء بھی ہیں اور علمائے بائبل بھی نیز خود بائبل بھی۔ اب ذیل میں آپ خود حضرت مسیح کی گواہی بھی سماعت فرمائیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ:

ایک موقعہ پر آپ اپنے شاگردوں کے ہمراہ کھانے پر بیٹھے تھے تو کچھ یہودی علماء نے آپ کے سامنے یہ شکایت کی کہ آپ تو موسیٰ اور بعد کے انبیاء کی تعلیم کے برحق ہونے کے مدعی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان تعلیمات کی روشنی میں آپ کے شاگرد کھانا کھاتے وقت ہاتھ نہیں دھوتے؟ تو حضرت مسیح نے ان کو جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ تم نے میرے شاگردوں پر ایک ادنیٰ سی حکم عدولی کا الزام لگایا مگر تم بتاؤ کہ کیوں تم اپنے من گھڑت قوانین کے تحت خدا کے ایک اہم حکم کو ٹالتے اور شرک کرتے ہو؟ پھر آپ نے اس حکم کو یوں بیان فرمایا کہ دیکھو خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تو اپنے ماں باپ

عزت کرنا (خروج ب ۲۰) اور جو کوئی اپنے باپ یا ماں کو برا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے (متی ۱۵: ۱ تا ۶ و مرقس ۷: ۱ تا ۱۳) یہ خدا کا اہم اور لازمی حکم تھا مگر تم نے اسے یوں باطل کیا کہ تم کہتے ہو کہ جو کوئی ماں باپ یا ماں سے کہے کہ جس چیز (خدمت) سے تجھے مجھ سے فائدہ پہنچ سکتا تھا وہ خدا کی نذر ہو چکی تو وہ اپنے ماں باپ کی عزت نہ کرے۔ پس تم نے اپنی روایت سے خدا کا کلام باطل کر دیا۔ (متی ۱۵: ۵ و ۶) یعنی والدین کی تعظیم و خدمت سے سبک دوش ہو کر خدمت دین کے لیے وقف ہو گئے۔

مزید وضاحت کے لیے انجیل مرقس کا مطالعہ فرمائیں۔ حضرت مسیحؑ نے یہود کے اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ:

"تم خدا کے حکم کو ترک کر کے آدمیوں کی روایت کو قائم رکھتے ہو اور اس نے ان سے کہا کہ تم اپنی روایت کو ماننے کے لیے خدا کے حکم کو باطل کر دیتے ہو کیونکہ موسیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے باپ کی اور اپنی ماں کی عزت کر اور جو کوئی باپ یا ماں کو برا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے لیکن تم کہتے ہو کہ اگر کوئی باپ یا ماں سے کہے کہ جس چیز کا تجھے مجھ سے فائدہ پہنچ سکتا تھا (یعنی عزت و خدمت) وہ قربان (یعنی خدا کی نذر) ہو چکی۔ تو تم اسے پھر باپ یا ماں کی عزت نہیں کرنے دیتے۔ یوں تم خدا کے کلام کو اپنی روایت سے جو تم نے جاری کی ہے باطل کر دیتے ہو۔" (انجیل مرقس ۷: ۸ تا ۱۳)

مطلب واضح ہے کہ خدا کا تورات میں حکم یوں تھا کہ تم خدا کو ایک ماننا' اس کی تعظیم و توقیر کرنا' دوسرے نمبر پر ماں باپ کی عزت کرنا۔ آخر میں پڑوسی کے حقوق کا ذکر فرمایا۔ یہ تورات کے احکام عشرہ ہیں جو کتاب خروج باب ۲۰ کے شروع میں مذکور ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید نے بھی یوں بیان ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو گے۔ (۲: ۸۳) مگر بد فطرت یہود نے اس حکم الٰہی کے بارے میں یہ

تجویز کر دی کہ خدا کا یہ حکم اٹل تو ہے مگر جو شخص اپنے آپ کو دین کے لیے وقف کر دے تو وہ والدین کو اس تعظیم و خدمت کو منتقل کر کے خدا کے کھاتے میں داخل کر دے۔ گویا وہ اپنے اس فرض کو والدین سے ہٹا کر خدا کے ساتھ وابستہ کر دے تو اب وہ اس حق کو والدین کے ساتھ وابستہ نہ رکھے یعنی ان کی خدمت اور تعظیم سے سبکدوش اور فارغ ہو گیا ہے' حالانکہ یہ سراسر کلام الٰہی میں تحریف تھی کیونکہ توراۃ میں خدا تعالیٰ کے حقوق الگ تھے اور والدین کے الگ' مگر ظالموں نے اس میں گڑبڑ کر دی جبکہ ایسے خدا پرست کو والدین کی زیادہ تعظیم اور حق ادائی کرنی چاہیے تھی؟ کیونکہ خدا نے ہی والدین کی تعظیم اور خدمت کا حکم دیا ہے۔

انجیل والوں کی تحریف اور ظلم

ناظرین کرام! اوپر آپ نے بزبان عیسیٰ علیہ السلام یہود کی تحریف تو ملاحظہ فرمائی۔ اب ذیل میں انجیل والوں کا ظلم بھی ملاحظہ فرمایئے۔

متی' مرقس اور لوقا تینوں انجیلوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ ایک موقعہ پر کسی یہودی عالم نے حضرت مسیح ؑ سوال کیا کہ فرمایئے توراۃ کا سب سے اول اور بڑا حکم کون سا ہے؟ تو تینوں انجیلوں میں مسیح کا یہی جواب مذکور ہے کہ:

> "تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ' بڑا اور پہلا حکم یہی ہے اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ انہی دو حکموں پر تمام توریت اور انبیاء کے صحیفوں کا مدار ہے۔" (متی ۲۲: ۳۴ تا ۴۰۔ مرقس ۱۲: ۲۸ تا ۳۴۔ لوقا ۱۰: ۲۵ تا ۲۸)

حالانکہ خدا کے بعد والدین کا نمبر ہے کیونکہ عالم اسباب میں وجود انسان کا باعث والدین ہی ہیں۔ اب ملاحظہ فرمایئے محولہ کتاب خروج باب ۲۰' وہاں دس احکام بالتفصیل یوں مذکور ہیں کہ پہلے تین نمبروں میں توحید الٰہی کی تعلیم

اور بت پرستی سے ممانعت مذکور ہے' چوتھے نمبر میں سبت یعنی ہفتہ کی تعظیم کا حکم ہے۔ یہ بھی عبادت الٰہی کے ساتھ ہی متعلق ہوا' اس کے بعد پانچویں نمبر پر یہ مذکور ہے کہ :

"تو اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا کہ تیری عمر اس ملک میں جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہو" (خروج ۲۰ : ۱۲)

یعنی تعظیم والدین دنیا میں خیر و برکت کا باعث ہے۔ پھر چھٹے نمبر پر ہے

"تو خون نہ کرنا' تو زنا نہ کرنا' تو چوری نہ کرنا"

ان کے بعد نویں اور دسویں نمبر میں پڑوسی کے حقوق کی تلقین ہے۔ (دیکھئے خروج ۲۰ : ۱۴ و ۱۷)

اب انجیل نویسوں کا ظلم دیکھئے کہ دوسرا اہم حکم تورات میں تعظیم والدین کا تھا یا پڑوسی کے حقوق کا؟ وہ تو آخری درجہ پر تھا۔ لیکن انہوں نے درمیانی تمام احکام کو رد کر کے آخری نمبر کو جا دبوچا جو کہ سراسر ظلم ہے اور تحریف ہے۔ لہذا بقول مسیحؑ یہود نے خدا کے اس عظیم حکم کو اپنی روایت سے باطل کر دیا ہے تو مسیحیوں نے اس کا بالکل کانٹا ہی نکال دیا ہے کیونکہ یہود نے اصل حکم تو تورات میں باقی رکھا تھا جبکہ عیسائیوں نے اس کا نشان ہی گم کر دیا' ظالموں نے یہ ظلم مسیح کے ذمہ لگا دیا کہ انہوں نے پہلا حکم توحید کا اور دوسرا پڑوسی کے حقوق کا بیان فرمایا۔ الامان والحفیظ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظلم سے محفوظ فرمائے۔

ناظرین کرام! بندہ کے پیش کردہ مندرجہ بالا حقائق کو بنظر غائر بار بار مطالعہ فرمایئے اور انجیل نویسوں نیز عیسائی پادریوں کی اس فن کاری کی داد دیجئے کہ یہ کتنے بے باک اور نڈر ہیں کہ نہ ظالموں نے کلام الٰہی کو معاف کیا اور نہ خود اپنے مسیحؑ کو کہ وہ جس بات کا الزام اور طعن یہود کو دے رہے ہیں' وہ انہوں نے سو درجہ بڑھ کر خود اپنا لیا اور ستم بالائے ستم یہ کہ یہ شور بھی مچاتے ہیں کہ ہماری اناجیل لا تبدیل اور غیر محرف ہیں۔ کیا اس سے بڑھ

ہر کوئی بدعنوانی اور بے اصولی دنیا میں ممکن ہے؟ اگر میرے پیش کردہ نکات درست نہیں تو ہے کوئی مسیحی جیالا جو اس انجیلی ابواب کی صحیح تشریح کر کے اہل راستی و دیانت کو مطمئن کر سکے۔ علاوہ ازیں اس بحث کے ضمن میں کتاب ہدیٰ (قرآن کریم) کی صداقت اور حقانیت بھی اظہر من الشمس ہو گئی جس کا ذکر البقرہ آیت ۸۴ میں کیا گیا ہے۔

اب فرمایئے مسیح اور انجیل مقدس نے تمہارے جرم تحریف پر مہر تصدیق لگائی یا نہیں؟ اب کہاں ہے بڑھ بڑھ کر لاف و گزاف مارنے والے پادری سی جی فانڈر' برکت اللہ اور ان کے ہم نوا کہ ہماری بائبل بے خطا اور غیر محرف ہے' یہ علمائے اسلام کو ویسے ہی الزام دیتے رہتے ہیں۔ بندہ غلام نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سامنے کر دیا ہے' لہٰذا اپنی سعادت یا شقاوت کا فیصلہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔

اب یا تو اناجیل کو محرف مان کر خدا کی آخری لا تبدیل کتاب برحق سے وابستہ ہو کر سعادت اور نجات دائمی سے مالا مال ہو جاؤ یا وہی مرغ کی ایک ہی ٹانگ کا شور مچاتے ہوئے بدبختی اور شقاوت کے اندھے گڑھے میں ہمیشہ کے لیے رونا اور دانت پیسنا اختیار کر لو۔ رب رحیم طالبان راستی کا حامی و ناصر ہو' آمین۔

انجیل متی کی زیر بحث آیات

باب	آیات
۵	۴۴
۶	۱۳، ۱۸
۱۲	۸، ۳۵، ۴۷، ۳۹، ۴۰
۱۶	۲، ۳
۱۷	۲۱
۱۸	۱۱
۱۹	۹، ۱۶، ۱۷
۲۰	۱۶، ۲۲، ۲۳
۲۱	۴۴
۲۳	۱۴
۲۴	۱۵
۲۵	۱۳
۲۶	۹، ۲۳، ۳۵، ۴۹
۲۸	۱۹

آیات کا تفصیلی جائزہ

حوالہ (۱)

۱۔ انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۵ آیت ۴۴ یوں درج ہے:

"پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں ان کے لیے برکت چاہو۔ اور جو تم سے کینہ رکھیں ان کا بھلا کرو۔ اور جو تمہیں دکھ دیں اور ستائیں' ان کے لیے دعا مانگو۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال یہ آیت صرف اتنی ہے:

"لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لیے دعا مانگو۔"

بقیہ تین جملے حذف کر دیئے گئے ہیں۔

۴۔ فارسی بائبل (مطبوعہ ۱۹۸۶ء) میں آیت یوں درج ہے:

"لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور لعنت کرنے والوں کے لیے برکت چاہو اور جو تم سے نفرت کریں' ان کے ساتھ بھلا کرو اور جو تمہیں ستاویں اور ظلم کریں ان کے لیے دعائے خیر کرو۔"

۵۔ نیو ٹسٹامنٹ انگلش مطبوعہ ۱۹۵۳ء اور آز تھورائزڈ ورشن میں بھی یہ آیت اسی طرح ہے۔

۶۔ دی نیو انگلش بائبل میں یہ آیت مثل ۱۹۰۸ء کے ہے مگر حاشیہ میں زائد الفاظ کے متعلق درج کر دیا ہے کہ کچھ قدیم نسخوں میں یہ الفاظ پائے جاتے ہیں۔

۷۔ بقیہ تمام انگلش، گورمکھی، جرمن وغیرہ بائبلوں میں خط کشیدہ الفاظ حذف ہیں۔

۸۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۰ء و ۱۹۵۸ء میں یہ آیت یوں ہے کہ:

"لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو۔ اور اپنے ستانے والوں کے لیے دعا مانگو۔"

بقیہ الفاظ آیت ۴۵ میں ڈال دیے گئے ہیں کہ "اور جو تمہیں ستائیں اور بدنام کریں ان کے لیے دعا مانگو۔"

۹۔ دی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، کیتھولک ایڈیشن فلاڈلفیا میں صرف دو جملے ہیں مثل ۱۹۰۸ء وغیرہ کے۔ مگر دی ینگ کنگ جیمس ورشن مطبوعہ ۱۹۹۰ء میں یہ آیت مکمل الفاظ میں مثل ۱۸۷۵ء کے درج ہے لیکن حاشیہ میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ بعض نسخوں میں صرف دو جملے ہی مذکور ہیں۔ بقیہ خارج کر دیے گئے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے کہ ۱۸۷۵ء اور دیگر کئی نسخوں میں یہ آیت چار ڈبل جملوں پر مشتمل ہے بعد میں صرف دو جملوں پر مشتمل رہ گئی گویا صرف آدھے بلکہ آدھے سے بھی کم الفاظ باقی رہ گئے۔ اب پادری صاحبان وضاحت فرمائیں کہ چار جملوں والی بائبلیں درست اور بے خطا ہیں یا دو والی، پھر یہ بھی فرمائیں کہ یہاں اضافہ ہوا ہے یا کسی نے کمی کر دی ہے۔ نیز بتائیں کہ یہ کمی بیشی اور گڑبڑ کس نے کی ہے، کب کی ہے اور کیوں کی ہے؟ یہ بھی بتایا جائے کہ جب رومن کیتھولک بائبل اردو میں ۱۹۵۹ء تک یہ الفاظ پورے تھے اگرچہ دیگر بائبلز کے خلاف دو آیتوں میں تقسیم کر دیے گئے تھے مگر ۱۹۹۳ء والے انگلش ایڈیشن سے یہ کیوں خارج کر دیے گئے؟ کیا یہ کاروائی محترم پوپ کی مرضی سے ہوئی؟ روح القدس کے مشورے سے؟ یا کسی بشپ یا کاتب کی حرکت ہے؟ مکمل وضاحت فرمائی جائے۔

ایک ضروری وضاحت

آپ مندرجہ بالا حوالہ میں اور پھر آخر تا انجیل تک سینکڑوں حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں گے کہ ۱۸۷۵ء میں ایک آیت بمع نمبر موجود تھی مگر بعد میں اسے کسی ایڈیشن سے نکال دیا گیا ہے اور کسی میں بریکٹ لگا دی گئی ہے۔ اس طرح یہ لمبا چوڑا چکر ہے مگر ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ آپ ان مناظر کو صرف انگلش کی دو بائبلوں میں بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ وہ یوں کہ دی نیو جیمس کنگ ورشن مطبوعہ ۱۹۹۰ء میں آیات زیر بحث مطابق ۱۸۷۵ء کے ہو بہو مندرج ہیں مگر صرف تین سال بعد کے ایڈیشن دی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کیتھولک ایڈیشن فار انڈیا سے بالکل خارج کر دی گئیں۔

یہ حوالہ جات اس موازنہ میں مسلسل نہیں کیونکہ یہ دونوں نسخے مسودہ مرتب ہو جانے کے بعد موصول ہوئے۔ اس لیے یہاں ان کی پوزیشن کی اصولی وضاحت کر دی گئی ہے۔ غرض یہ تو چند نسخوں کا موازنہ ہے شاید بعد میں اور بھی قدیم یا جدید نسخے حاصل ہو جائیں۔ ان کا معاملہ دیگر ہو گا۔

حوالہ (۲)

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۶ آیت ۱۳ یوں درج ہے:

"اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ آمین"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۱ء میں صرف اتنے الفاظ ہیں: "اور ہمیں آزمائش میں نہ لا بلکہ برائی سے بچا" بقیہ الفاظ نکال دیے گئے ہیں۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یوں ہے: "اور ہمیں آزمائش میں نہ پڑنے دے بلکہ ہمیں برائی سے چھڑا" بقیہ حذف

۴۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تاحال سے خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں کر دیے گئے ہیں۔

۵۔ عربی اور فارسی بائبل میں خط کشیدہ الفاظ بلا بریکٹ درج ہیں۔ یعنی یہ ۱۸۷۵ء کے مطابق ہیں۔

۶۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں خط کشیدہ الفاظ مشکوک حالت (اٹیلیکس) میں درج ہیں۔

۷۔ جرمن اور انگلش بائبلوں سے یہ الفاظ خارج کر دیے گئے ہیں۔

۸۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ مطبوعہ ۱۹۴۳ء میں یہ آیت مثل نسخہ ۱۸۷۵ء کے مکمل طور پر مذکور ہے۔ ایسے ہی دی نیو کنگ جیمس ورشن ۱۹۹۰ء میں بھی۔

اب فرمائیے یہ ہے تحریف (کمی بیشی) لہٰذا پادری صاحبان بتلائیں کہ کس نے کی، کب کی، کیوں کی؟ نیز بتایا جائے کہ دی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن مطبوعہ ۱۹۹۳ء سے خارج ہے جبکہ اسی فرقہ یعنی کیتھولک کی مطبوعہ اردو بائبل میں یہ بریکٹ میں یا بلا بریکٹ موجود ہے۔ نیز اس نسخہ سے خارج لیکن صرف تین سال پہلے دی نیو کنگ جیمس ورشن میں یہ الفاظ ہو بہو درج ہیں۔ تو کیا صرف تین سال میں روح القدس نے اس کے اخراج کا مشورہ دے دیا؟ اور ساتھ ہی فرمایا کہ خبردار بائبل کی تحریف کا اقرار نہ کرنا۔ یہ تو بے خطا اور غیر محرف کلام الٰہی ہے۔ سبحان اللہ۔ پادری صاحبان اس الجھن کا قابل فہم حل پیش فرمائیں۔

ناظرین کرام! سابقہ حوالہ کی طرح یہ بات مسلسل ذہن نشین رکھیں کہ اس مسودہ کے بعد بھی کئی نسخے ملے نیز اور بھی ملتے رہیں گے جن کا موازنہ موجودہ حالت کے علاوہ ہے۔ ممکن ہے دوسرے ایڈیشن میں شامل ہو جائے۔ آپ بھی اس تلاش میں میرا تعاون کریں۔

(۶ : ۱۳) اس آیت کے متعلق سلطان المناظرین علامہ رحمت اللہ

کیرانوی اپنی مایہ ناز کتاب اعجاز عیسوی میں لکھتے ہیں کہ رومن کیتھولک والے اس آیت کے اس حصہ کو الحاقی قرار دیتے ہیں۔ لاطینی ترجمہ اور رومن کیتھولک کے تمام انگلش تراجم میں یہ الفاظ نہیں۔ اور نہ ہی ۱۶۷۱ء و ۱۸۳۱ء کے عربی ترجمہ میں۔ اس کی عبارت اتنی ہی ہے: و لا تدخلنا فی التجارب ونجنا من الشر آمین۔

۱۸۳۹ء و ۱۸۴۴ء کے اردو ایڈیشن میں اس پر علیحدگی کا نشان لگا دیا گیا ہے یعنی بریکٹ۔ وارڈ اپنی کتاب اغلاط نامہ کے ص ۱۸ پر لکھتے ہیں کہ:

"متی باب ۶ آیت ۱۳ میں یہ جملہ "کیونکہ بادشاہی اور قدرت الخ" الحاقی ہے ارازمس نے اسے ناپسند کیا ہے اور بلنجر کا کہنا ہے کہ یہ جملہ بعد میں ملایا گیا ہے اور ملانے والے کا کوئی پتہ نہیں۔ لارن شش ولا نے لاطینی ترجمہ میں اس جملہ کے متروک ہونے کی وجہ سے اعتراض کیا تھا (کہ یہ جملہ کیوں نکالا گیا) جس کے جواب میں بلنجر نے اس کو ملامت کرتے ہوئے کہا ہے کہ لارن شش کا یہ کہنا دلیل ہے کہ کلام خدا سے یہ جملہ کٹ گیا ہے۔ اس کو تو چاہئے تھا کہ وہ ان لوگوں پر لعنت کرتا جنہوں نے یہ جملہ بے احتیاطی سے اپنی بات کو خداوند کی نماز کا جزو بنا دیا ہے" (ص ۳۹۷ تا ۳۹۹)

ناظرین، بائبل میں کمی بیشی کرنے والوں کی حالت کا اندازہ لگائیں کہ ایک داخل کرنے والے پر لعنت کرتا ہے دوسرا نکالنے والے پر۔ اب فیصلہ ہمارے دیسی پادری کریں کہ کون سچا ہے؟ یا دونوں ہی روح القدس سے مامور ہیں؟

حوالہ (۳)

ا۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۶ آیت ۱۸ یوں درج ہے:

"تا کہ تو آدمی پر نہیں بلکہ تیرے باپ پر جو پوشیدہ ہے، روزہ دار ظاہر

ہو اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے' آشکارا تجھے بدلہ دے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۸۲ء تا حال میں یہ آیت یوں درج ہے :

"تا کہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے' تجھے بدلہ دے گا۔"

یعنی آیت کے آخر میں لفظ "آشکارا" (علانیہ) جو پہلے تھا' بعد میں نکال دیا گیا۔

۳۔ عربی اور فارسی بائبلوں میں اب بھی یہ لفظ موجود ہے۔

بقیہ تمام بائبلوں سے یہ لفظ خارج کر دیا گیا ہے جبکہ بقول مصنف کتاب "تحریف کے یہ مجرم" قدیم انگلش بائبلوں میں یہ لفظ موجود تھا' مگر اب تمام سے خارج کر دیا گیا۔ اگر یہ واقعی خدائی کلام تھا اور الہام پر مبنی تھا تو عیسائی محققین نے کیوں کہا کہ یہ الحاقی ہے۔ آدم کلارک اس آیت کی شرح کرتے ہوئے اور الحاق ثابت کر کے کہتا ہے کہ :

"چونکہ اس لفظ کی کوئی پوری سند نہیں تھی اس لیے گریسباخ' گروٹیش اور مل وبنجل نے اس کو متن سے خارج کر دیا۔"

لہٰذا اگر یہ عبارت صحیح ہے تو قدیم نسخے غلط اور محرف قرار پائیں گے اور اگر قدیم صحیح ثابت ہو جائیں تو موجودہ نسخے محرف اور مبدل قرار پائیں گے۔ اب فیصلہ پادری صاحبان کے ہاتھ میں ہے۔ بالخصوص دیسی پادریوں کے جو عنوان تحریف پر بڑے سیخ پا ہو جاتے ہیں۔

صرف قدیم اور جدید پر معاملہ منحصر نہیں بلکہ قابل تشویش تو موجودہ عربی' فارسی' بائبل ہے کہ جس میں اب بھی یہ لفظ برملا موجود ہے۔ اب اس صورت میں جناب عیسائی روح القدس کی ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے۔

حوالہ (۴)

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۲ آیت ۸ یوں درج ہے کہ:

"کیونکہ ابن آدم سبت کے دن کا بھی خداوند ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۶ء میں یہ آیت یوں ہے: "کیونکہ ابن آدم سبت کا مالک ہے۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں ۱۸۷۵ء کی طرح "بھی" کا لفظ موجود ہے۔

۴۔ عربی اور فارسی بائبل نیز آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۳ء میں بھی "بھی" کا لفظ موجود ہے۔

۵۔ اردو بائبل (پروٹسٹنٹ) ۱۹۵۲ء تا حال میں "بھی" کا لفظ نہیں ہے۔

۶۔ علاوہ ازیں تمام انگلش بائبلوں سے یہ لفظ نکال دیا گیا ہے۔

۷۔ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی" اعجاز عیسوی میں لکھتے ہیں کہ:

"یہ لفظ ستاسی قلمی نسخوں اور بیشتر مطبوعہ نسخوں' سریانی' عربی' اور پہلی کلاث بشپ والٹن کے فارسی ترجمہ' کاتلیک ترجمہ اور قدیم روسی و اطالوی ترجموں میں موجود نہیں۔ گریس بیک نے بہت اچھا کیا جو اس الحاقی لفظ کو نکال دیا۔"

(ص ۲۹۵)

اب الزام تحریف بائبل کے لفظ پر سیخ پا ہونے والے پادری صاحبان بتلائیں کہ جب آپ کے پہلے فاضل مفسر بلا جھجک تحریف کا اقرار کر رہے ہیں تو آپ کیوں ناراض ہوتے ہیں؟

حوالہ (۵)

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۲ آیت ۳۵ یوں درج ہے:

"اچھا آدمی دل کے اچھے خزانے سے اچھی چیزیں نکالتا ہے اور برا آدمی
برے خزانے سے بری چیزیں باہر لاتا ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیت یوں درج ہے:
"اچھا آدمی ...... اچھے خزانے سے اچھی چیزیں نکالتا ہے اور برا آدمی برے خزانے سے بری چیزیں نکالتا ہے" یعنی اس بائبل سے "دل کو" خارج کر دیا گیا۔

۳۔ عربی اور فارسی بائبل میں اب بھی یہ حذف شدہ لفظ "دل کے" موجود ہے۔

۴۔ بقیہ بائبلوں میں یہ لفظ موجود نہیں۔

۵۔ آرتھورائزڈ ورشن میں یہ لفظ "دل کے" موجود ہے۔

کتاب "تحریف کے یہ مجرم" کے مصنف مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی لکھتے ہیں کہ بعض قدیم انگلش تراجم میں یہ لفظ موجود ہے۔ مسٹر ہورن اپنی تفسیر ص ۳۳۰، ج ۲ پر اس کے الحاقی ہونے پر دلائل دے رہے ہیں۔ اگر "دل کے" کے الفاظ واقعی الہامی تھے تو موجودہ ترجمہ سے ان کو کیوں نکال دیا گیا اور پہلوں نے اپنی طرف سے کیوں داخل کیا؟

نیز اب جن تراجم (عربی، فارسی) میں ہے، اس کا کیا جواز ہے؟

حوالہ (۶)

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۲، آیت ۴۷ یوں درج ہے کہ:

"تب کسی نے اس سے کہا کہ دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے تجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

۲۔ اسی طرح یہ آیت تمام اردو بائبلوں میں بمع نمبر موجود ہے۔

۳۔ دی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور دی یروشلم بائبل سے یہ آیت

ترجمہ بائبل سے نکال دی گئی ہے۔

۴۔ گڈ نیوز بائبل کے متن میں یہ آیت موجود ہے مگر حاشیہ پر درج ہے کہ بعض نسخوں میں یہ آیت موجود نہیں ہے۔

۵۔ دی نیو یروشلم بائبل' دی امریکن بائبل (کیتھولک) اور گورکھی بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۶۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل نیو ٹیسٹامنٹ میں یہ آیت بحالت مشکوک (اٹیلیکس) موجود ہے۔

۷۔ بقیہ تمام انگلش بائبلوں میں بمع جرمن بائبل' عربی اور فارسی بائبل یہ آیت بلا بریکٹ موجود ہے۔

۸۔ نئے امریکی ترجمہ (R.S.V) سے یہ آیت نکال دی گئی ہے۔

ناظرین کرام اب دیسی پادریوں سے دریافت فرمائیں کہ کونسی بائبل صحیح اور کونسی محرف ہے۔ کیا وہ بائبل جس میں یہ آیت درج ہے یا وہ جن سے یہ آیت خارج کر دی گئی ہے؟

حوالہ (۷)

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۲ آیت ۳۹ و ۴۰ یوں مندرج ہے:

"اس نے انہیں جواب دیا اور کہا کہ اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں' پس یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان انہیں دکھلایا نہ جائے گا۔ کیونکہ جیسا یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا' ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔"

۲۔ بائبل مطبوعہ ۱۸۸۷ء و ۱۹۰۸ء تاحال میں اسی طرح درج ہے کہ "جیسا یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل ۱۹۵۸ء میں بھی ایسے ہی ہے۔

۴۔ فارسی بائبل مطبوعہ ۱۹۸۶ء میں ہے: "و یونس سہ روز و سہ شب در شکم ماہی ماند۔"

۵۔ گڈ نیوز بائبل "گڈ نیوز فار ماڈرن مین میں ہے: "تین راتیں اور دن" یعنی راتوں کے ساتھ تو تین لگایا گیا مگر دن کے ساتھ نہ لگایا گیا۔

۶۔ اس کے بعد عربی بائبل میں ہے: ثلثہ ایام و ثلاث لیال۔ یعنی تین دن اور تین راتیں۔

۷۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' دی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کیتھولک ایڈیشن' کرسچن کمیونٹی بائبل' دی یروشلم بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' آرتھورائزڈ ورشن' لیونگ انگلش بائبل' نیو کنگ جیمس ورشن' جرمن بائبل وغیرہ میں یوں درج ہے: "تین دن اور تین راتیں۔"

۸۔ پھر یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہ مدت یونس نبی کی کتاب میں بھی اسی طرح درج ہے یعنی جس بائبل میں (متی ۱۲: ۴۰) میں تین دن رات ہے' اس میں یونس ۱: ۱۷ میں بھی ایسا ہی کر دیا گیا ہے مگر جس میں تین دن اور راتیں ہے' وہاں یونس ۱: ۱۷ میں بھی ایسا ہی ہے سوائے فارسی بائبل کے۔ اس میں (متی ۱۲: ۴۰) کے بخلاف یوں لکھا ہے کہ "یونس سہ روز و سہ شب در شکم ماہی ماند۔" (یونس نبی کی کتاب ۱: ۱۷)

دونوں تحریروں میں فرق یہ ہے کہ اگر اردو بائبل اور بعض انگلش بائبلوں کی رو سے تین رات کہا جائے تو مفہوم یہ ہو گا کہ مدت ۱۲ x ۳ = ۳۶ گھنٹے کی ہے۔ یعنی دو رات اور ایک دن یا دو دن اور ایک رات' کل تین ٹائم مراد لیے جا سکتے ہیں۔ مگر جب دوسرا جملہ بولا جائے کہ تین دن اور تین رات تو یہ وقت دگنا ہو جائے گا کہ تین پورے دن اور تین پوری راتیں۔ تو کل مدت ۶ x ۱۲ = ۷۲ گھنٹے ہوگی۔

وجہ تبدیلی یہ ہے کہ اس مقام پر جو مسیح نے نشان بتلایا کہ ابن آدم بھی

اسی طرح زمین میں (مصلوب ہونے کے بعد) تین دن اور تین رات رہنا کا گویا سے گھٹنے' مشاہدہ اس کے خلاف ہے یعنی از روئے واقعہ اور اناجیل' مسیح کا مصلوب ہونے کے بعد اتنی مدت زمین کے اندر رہنا ثابت نہیں ہو سکتا جس کے نتیجے میں مسیح کا معجزہ مکمل اور سچا ثابت نہیں ہوتا لہٰذا اصحاب بائبل نے اس کو واقعہ کے مطابق کرنے کے لیے انجیل میں تبدیلی کر دی کہ بجائے "تین دن اور تین رات" کے "تین دن رات" کر دیا۔ اردو تراجم میں یہ تبدیلی میرے خیال میں ۱۸۳۱ء کے بعد کی گئی ہے جبکہ تمام انگلش بائبلوں میں ابھی معاملہ حسب سابق ہی ہے۔ شاید آہستہ آہستہ وہاں بھی کر لی جائے۔ مگر اب ان کی اس تحریف سے کیا فرق پڑے گا کیونکہ ان کی چوری طشت از بام ہو چکی ہے۔ یہ لوگ بائبل میں اپنے خیالات کی تائید کے لیے یا بائبل کو خارج کے مطابق کرنے کے لیے ایسی کارروائیاں کرتے ہی رہتے ہیں جن کے اظہار ہی کے لیے بندہ نے یہ طویل اور قیمتی محنت برداشت کی ہے۔

آپ یہ بھی سماعت فرمائیں کہ عیسائیوں کا عقیدۂ صلیب مسیح اور پھر ان کا قبر سے جی اٹھنا ایک بنیادی اور مرکزی عقیدہ ہے جس پر تمام مسیحیت کا دار مدار ہے اسی لیے اس کے لیے انہوں نے اتنی رسوا کن محنت بھی کی ہے۔ مگر آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان کی بات بن نہ سکی لہٰذا اب نہ تو مسیح کی صلیب ہی ثابت ہوئی ہے اور نہ جی اٹھنا اور نہ ہی مسیح کا کوئی معجزہ ثابت ہو سکا کیونکہ از روئے اناجیل مسیح کو جمعہ کے دن پچھلے ٹائم صلیب دی گئی اور رات تک قبر میں رکھ دیا گیا۔ اگلے دن ہفتہ یعنی یہود کا سبت تھا جس میں وہ کوئی کام نہ کر سکتے تھے۔ بروز اتوار جب کچھ خواتین قبر پر گئیں تو قبر خالی تھی۔ لہٰذا مشہور کر دیا گیا کہ وہ تو جی اٹھا ہے۔ اب خدا جانے ابھی اٹھا ہے یا کل ہی کا اٹھ چکا ہے' بالفرض اگر اتوار صبح بھی اٹھے تو بھی ایک دن اور دو راتیں بنتی ہیں۔ اصل پیش گوئی تین دن اور تین رات پوری نہ ہو سکی' لہٰذا انہوں نے اس عبارت کو نہایت ہوشیاری سے بدلنے کی ناکام کوشش کی۔

مزید وضاحت یہ ہے کہ واقعہ صرف متی ہی میں درج ہے۔ دو انا جیل اس سے خاموش ہیں تو اگر یہ واقعہ اسی طرح ہوتا تو لازماً دوسری اناجیل بھی بیان کرتیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ یار لوگوں کا اپنا ہی منصوبہ ہے ورنہ حقیقت میں نہ مسیح نے یہ پیش گوئی فرمائی' نہ وہ مصلوب ہوئے اور نہ ہی قبر سے جی اٹھے۔ جیسا کہ بندہ نے اپنے رسالہ "کسر صلیب" میں تفصیل سے مسیح کے مصلوب ہونے کی نفی مدلل طور پر پیش کر دی ہے۔

ایک حیران کن اور دلچسپ موازنہ

اوپر آپ نے متی ۱۲ : ۳۹ و ۴۰ کے حوالہ سے لوگوں کا طلب نشان اور مسیح کا تفصیلی جواب ملاحظہ فرمالیا کہ ان کو صرف یونس نبی والا نشان دیا جائے گا مگر وہ بھی پورا نہ ہوا۔ اب یہی سوال و جواب دوسری انجیل مرقس سے ملاحظہ وہاں لکھا ہے کہ:

"پھر فریسی (یہود کا ایک فرقہ) نکل کر اس سے بحث کرنے لگے اور اسے آزمانے کے لیے اس سے کوئی آسمانی نشان طلب کیا' اس نے اپنی روح میں آہ کھینچ کر کہا' اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان طلب کرتے ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہ دیا جائے گا۔ اور وہ انہیں چھوڑ کر پھر کشتی میں بیٹھا اور پار چلا گیا۔" (مرقس ۸ : ۱۱ و ۱۲)

انجیل لوقا میں یہ واقعہ یوں لکھا ہے کہ:

"بعض اور لوگ آزمائش کے لیے اس سے ایک آسمانی نشان طلب کرنے لگے مگر اس نے ان کے خیال کو جان کر ان سے کہا کہ جس کسی بادشاہت میں پھوٹ پڑے' وہ ویران ہو جاتی ہے۔" (۱۱ : ۱۶ و ۱۷)

ناظرین کرام آپ ان دونوں اقتباسات کو بھی ملاحظہ فرمائیں اور بتلائیں کہ کیا مرقس جو کہ سب سے پہلی انجیل ہے' اس میں یونس نبی کے معجزہ کے مشابہ کسی نشان کا ذکر ہے کہ مسیح بھی زمین میں تین رات دن رہے گا۔ نیز

لوقا تو اس سے بھی مختصر بیان کرتا ہے۔ اب فرمائیے کہ متی کے اس بیان میں کتنی صداقت باقی رہ جاتی ہے۔ یہ ہے ان کے عقیدہ صلیب اور جی اٹھنے کی بنیاد اور حقیقت۔ جب بنیاد ہی بے حقیقت ثابت ہوئی تو پھر باقی کیا رہا جس پر یہ لوگ اپنے نظریہ کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔

حوالہ (۸)

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۶ آیت ۲ و ۳ بلا بریکٹ درج ہیں:

"اس نے جواب میں ان سے کہا کہ جب شام ہوتی تو کہتے ہو کہ کھلا رہے گا کیونکہ آسمان لال ہے۔ اور صبح کو کہتے ہیں کہ آج آندھی چلے گی کیونکہ آسمان لال اور دھندلا ہے۔ اے ریاکارو! تم آسمان کی صورت کو تمیز کرتے ہو۔ پر وقتوں کی نشانیاں نہیں دریافت کر سکتے۔"

۲۔ رومن کیتھولک اردو بائبل اور تمام اردو پروٹسٹنٹ بائبلوں میں بھی یہ آیات بلا بریکٹ ہیں۔

۳۔ دی نیو انگلش بائبل سے آیت ۲ کا آخری حصہ اور آیت ۳ مکمل طور پر نکال دی گئی ہے۔

۴۔ گورکھی بائبل، نیو امریکن بائبل، کرسچن کمیونٹی بائبل میں یہ آیات بریکٹ میں موجود ہیں۔

۵۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، گڈ نیوز بائبل، اور نیو انٹرنیشنل ورشن میں نمبر بمع الفاظ موجود ہیں۔ مگر حاشیہ پر نشاندہی کی گئی ہے کہ اتنا حصہ کچھ نسخوں میں موجود نہیں۔

۶۔ دی گڈنیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں مشکوک حالت میں (اٹیلیکس) موجود ہیں۔

۷۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، یروشلم بائبل، نیو یروشلم بائبل، نیو ورلڈ

ٹرانسلیشن، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں بلا بریکٹ موجود ہیں۔

۸۔ عربی، فارسی اور جرمن بائبل میں بھی بلا بریکٹ موجود ہیں۔

حوالہ (۹)

۱۔ بائبل، انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۷، آیت ۲۱ یوں درج ہے۔

"مگر اس طرح کے دیو (جن) بغیر دعا اور روزہ کے نہیں نکالے جاتے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء سے یہ آیت مع الفاظ و نمبر آیت خارج کر دی گئی ہے۔ آیت ۲۰ کے بعد آیت نمبر ۲۲ درج کر دی گئی ہے۔ پھر اس کے ۱۹۳۵ء کے ایڈیشن میں یہ آیات بریکٹ میں کر دی گئی ہیں۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل (ڈوائے ورشن) مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یہ الفاظ مع نمبر آیت بریکٹ کے اندر یوں درج ہیں: "مگر یہ جنس سوائے روزہ اور دعا کے نہیں نکل سکتی۔" جبکہ ۱۹۵۰ء کے ایڈیشن میں یہ بلا بریکٹ ہیں۔

۴۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۷ء تا حال تمام ایڈیشنوں میں یہ آیت بریکٹ میں درج کر دی گئی ہے۔ اور یہ بریکٹ کا چکر سب سے پہلے ۱۹۳۵ء کے ایڈیشن سے شروع ہوا۔

۵۔ عربی اور فارسی بائبل میں یہ آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔

۶۔ کرسچین کمیونٹی بائبل اور جرمن بائبل میں بھی یہ آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

۷۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، گڈ نیوز بائبل، دی نیو انگلش بائبل، دی یروشلم بائبل، نیو انٹرنیشنل ورشن اور نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن سے بھی یہ آیت خارج کر دی گئی ہے۔

۸۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن، دی نیو یروشلم بائبل، نیو امریکن بائبل

(کیتھولک) سے الفاظ خارج کر دیے گئے، مگر نمبر آیت موجود ہے۔
۹۔ گڈ نیوز کلر نیو ٹسٹامنٹ اور گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔
۱۰۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل نیو ٹسٹامنٹ میں یہ آیت بمع نمبر مشکوک (اٹیلیکس) حالت میں درج ہے۔
۱۱۔ امریکی ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن سے یہ آیت حذف کر دی گئی ہے۔
۱۲۔ گورکھی بائبل مطبوعہ ۱۹۷۸ء میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔
پادری صاحبان ارشاد فرمائیں کہ آیت درج والی بائبلیں غیر محرف ہیں یا وہ صحیح اور بے خطا ہیں جن سے یہ آیت خارج کر دی گئی؟
رومن کیتھولک اور ایڈیشن ۱۹۵۹ء میں جو آیات بریکٹ میں ہیں وہ ۱۹۵۰ء کے ایڈیشن میں بلا بریکٹ ہیں۔

حوالہ (۱۲)

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۸ آیت ۱۱ یوں درج ہے کہ:

"کیونکہ ابن آدم آیا ہے کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھ کے بچاوے۔"

۲۔ اردو ایڈیشن ۱۹۰۸ء سے یہ آیت بمع نمبر خارج کر دی گئی۔ آیت ۱۰ کے بعد نمبر ۱۲ لگا دیا گیا۔
۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں بریکٹ کے اندر یہ آیت یوں ہے کہ: "کیونکہ ابن انسان (مسیح) اس لیے آیا ہے کہ کھوئے ہوئے بچائے۔"
۴۔ اردو پروٹسٹنٹ بائبل ۱۹۵۲ء تا ۱۹۸۹ء تمام ایڈیشنوں میں یہ آیت بریکٹ میں یوں ہے: (کیونکہ ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے)
۵۔ عربی اور فارسی بائبل میں نیز جرمن اور کرسچن کمیونٹی انگلش بائبل

آیت بلا بریکٹ موجود ہے۔

۶۔ گورمکھی کے قدیم ایڈیشن سے یہ آیت بمع نمبر غائب ہے مگر ۱۹۸۴ء کے ایڈیشن میں بریکٹ کے اندر موجود ہے۔

۷۔ انگلش ایڈیشنوں میں سے ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' گڈ نیوز بائبل' نیو انگلش بائبل' دی نیو یروشلم بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن سے یہ آیت بمع نمبر نکال دی گئی ہے۔

۸۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' دی نیو یروشلم بائبل' نیو ٹسٹامنٹ میں یہ آیت بریکٹ کے اندر ہے۔

۹۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گڈ نیوز کا نیو ٹسٹامنٹ میں یہ آیت بریکٹ کے اندر ہے۔

۱۰۔ دی گڈ نیز انٹرنیشنل نیو ٹسٹامنٹ میں یہ نمبر مشکوک حالت میں موجود ہے۔ (اٹیلیکس)

۱۱۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن آف امریکہ سے بھی یہ آیت نکال دی گئی ہے۔

۱۲۔ انگلش ریوائزڈ ورشن نیو ٹسٹامنٹ ۱۸۸۱ء میں بھی یہ بلا بریکٹ موجود ہے۔

اب مسیحی پادری وضاحت فرمائیں کہ کونسی بات درست ہے۔ آیا یہ آیت جعلی تھی اس لیے وہ بائبلیں درست ہیں جن سے یہ نکال دی گئی۔ یا وہ جن میں اسے صحیح سمجھ کر باقی رکھا گیا ہے۔ نیز بریکٹ میں باقی رکھنے کا کیا جواز ہے؟ نمبر باقی رکھ کر الفاظ خارج کرنے کی کیا توجیہ ہے؟ محض بیچارے کاتبوں کے سر الزام تھوپ کر جان چھڑانے کی کوشش نہ کیجئے بلکہ پادری اور پوپ صاحبان روح القدس سے معمور ہو کر صحیح اور دو ٹوک فیصلہ کریں۔

حوالہ (۱۱):

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۰ آیت ۱۶ یوں درج ہے:

"اسی طرح پچھلے پہلے ہوں گے اور پہلے پچھلے۔ کیونکہ بہت سے بلائے گئے پر برگزیدہ تھوڑے ہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء تا حال میں یہ آیت اتنی درج ہے: "اسی طرح آخر اول ہو جائیں اور اول آخر۔" بقیہ حذف کر دی گئی۔

۳۔ رومن کیتھولک بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء اور جرمن بائبل میں آخری حصہ "کیونکہ بہت سے بلائے گئے" بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی، فارسی، آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ میں یہ حصہ بلا بریکٹ درج ہے۔

۵۔ بقیہ تمام بائبلوں سے یہ حصہ بالکل خارج کر دیا گیا ہے۔

وارڈ اپنی کتاب اغلاط نامہ میں لکھتا ہے کہ:

"جان کالون کے عقیدہ میں یہ شبہ تھا کہ آیا یہ انہی کا بتایا ہوا ہے یا نہیں۔ اسی بنا پر اس نے متی باب ۲۰، آیت ۱۶ سے یہ جملہ "کیونکہ بہت سے بلائے گئے، پر چنے ہوئے تھوڑے ہیں" غلط قرار دے کر نکال دیا ہے۔"

ملاحظہ کیجئے کہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے پیشوا جان کالون نے ہمیں یہ دو باتیں عنایت کیں:

ا۔ حواریوں کا یہ عقیدہ جس کو ہمارے زمانے کے مسیحی مدار ایمان قرار دیتے ہیں، اس کی حواریوں کی طرف نسبت قطعی دلیل سے ثابت نہیں۔

۲۔ انجیل میں سے مذکورہ بالا جملہ غلط ہونے کی بنا پر نکال دینے کے قابل ہے۔ (اعجاز عیسوی ص ۳۴۷)

ملاحظہ فرمائیں یہ ہے پادری کی وہ بے خطا کتاب، جس کا اغلاط نامہ بھی شائع کر دیا گیا ہے جس میں لاکھوں غلطیاں ہیں۔ جس کی سینکڑوں آیات آپ کے سامنے مشکوک، الحاقی اور جعلی ثابت ہو چکی ہیں۔ ہمارے نبی

ان کو لا تبدیل کلام الٰہی کہنے پر تلے ہوئے ہیں، حالانکہ اس حالت میں بھی کتاب یا تحریر ہرگز قابل وثوق نہیں رہ سکتی۔

حوالہ (۲)

ا۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۷ آیت ۳۳ یوں درج ہے:

"اور ایک مقام گلگتا نامی یعنی کھوپری کی جگہ پہنچ کر۔" الخ

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء تا حال میں یوں ہے: "اور اس جگہ جو گلگتا یعنی کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے، پہنچ کر۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل اردو میں یہ آیت یوں درج ہے: "اور جب اس مقام پر پہنچے جو جلجتا یعنی کھوپڑی کی جگہ کہلاتا ہے۔"

۴۔ نیو ٹرانسلیشن ورشن، نیو امریکن بائبل، نیو انگلش بائبل، ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں ہیں۔

۵۔ عربی، فارسی اور بقیہ انگلش بائبلوں میں بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ (۳)

ا۔ انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۱، آیت ۴۴ یوں مذکور ہے کہ:

"جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گا جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔"

۲۔ اس کے بعد تمام اردو بائبلوں میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ عربی، فارسی، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، نیو انٹرنیشنل ورشن، نیو ورلڈ ٹرانسلیشن اور جرمن بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۴۔ دی نیو یروشلم بائبل میں نمبر موجود مگر الفاظ غائب۔

حوالہ نمبر (۱۲)

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۹ آیت ۱۶ و ۱۷ یوں درج ہے کہ:

"دیکھو ایک نے آکر اس سے کہا اے نیک استاد میں کون سا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں ○ اس نے اس سے کہا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے؟ نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا، پر اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں (توراۃ کے دس مشہور احکام) پر عمل کر۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں آیت ۱۷ یوں کر دی گئی ہے: "اس نے اس سے کہا تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے، نیک تو ایک ہی ہے۔"

۳۔ عربی اور فارسی بائبل میں بھی ۱۸۷۵ء کی طرح مذکور ہے۔ یعنی مسیح نے کہا کہ مجھے نیک (بے عیب) کیوں کہتا ہے؟ چونکہ یہ الفاظ مسیح کی عبدیت اور رسالت پر واضح دلالت کرتے ہیں اس لیے ان کو بدلنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ مگر بے سود، کیونکہ اگلا جملہ کہ "نیک تو ایک ہی ہے" ان کی اس

۵۔ گڈ نیوز فلر نیو ٹسٹامنٹ، گڈ نیوز فار ماڈرن مین، کرسچن کمیونٹی بائبل (کیتھولک)، نیو امریکن بائبل سمیت کئی بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۶۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، دی نیو انگلش بائبل، گڈ نیوز بائبل، دی یروشلم بائبل سے یہ آیت بمع نمبر خارج کر دی گئی ہے۔

۷۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ آیت بحال مشکوک (الیلکس) موجود ہے۔

۸۔ امریکن سٹینڈرڈ ورشن میں بتایا گیا ہے کہ اس آیت کا مصداق مسیح نہیں ہے

کار حقانی کو ملیا میٹ کر رہا ہے۔

علاوہ ازیں عربی' فارسی بائبل میں اس تبدیلی کو قبول نہیں کیا گیا اب بھی موجود ہے: لماذا تدعونني صالحا یعنی تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔

نیز انجیل مرقس ۱۰ : ۱۸ و لوقا ۱۸ : ۱۹ میں بھی یہی ہے کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ قدیم و جدید انگلش بائبلز میں بھی یہی لفظ پایا جاتا ہے۔

ناظرین کرام پادری صاحبان کا مرکزی عقیدہ ہے کہ انسان کے موروثی گناہ کے کفارہ کے لیے ایک بے عیب قربانی کی ضرورت تھی جو کہ بالکل بے عیب ہو اور وہ مسیح ہے۔ اسی نے مصلوب ہو کر انسانیت کا کفارہ ادا کیا۔ لہذا کفارہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔

اب بتلائیں کہ مسیح تو خود کہہ رہے ہیں کہ بے عیب ذات صرف خدائے واحد کی ہے۔ میں بے عیب نہیں' کیونکہ مخلوق میں کوئی نہ کوئی کمی ہو سکتی ہے۔ لہذا تمہارا کفارہ تو بے بنیاد رہ گیا۔ تم نے الفاظ میں رد و بدل کی (تحریف) کی کوشش بھی کی مگر سب کچھ بے سود۔ نیز بتلایئے کہ یہ تحریف کس نے کی؟ کب کی؟ کس غرض سے کی؟ صاحبان چوری آپ کے سامنے ہے لہذا چور کا پکڑنا تمہارا کام ہے۔ اسی طرح اس مسئلہ کی دوسری بنیادیں مثلاً متی ۱۲ : ۴۔ عبرانیوں ۱۰ : ۵ بھی بوجہ تحریف کے بے مقصد ثابت ہو چکی ہیں۔ (ملاحظہ ہو رسالہ کسر صلیب جو کہ اسلامی مشن لاہور سے مل سکتا ہے۔)

حوالہ (۱۵)

ا۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۹' آیت ۹ اس طرح درج ہے کہ:

"اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو (بیوی) کو سوا زنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے' زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے' زنا کرتا ہے۔"

۲۔ عربی، فارسی اور اردو کی بائبلوں میں یہ آیت اسی طرح موجود ہے۔

۳۔ اردو بائبل ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ خط کشیدہ الفاظ موجود ہیں مگر حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ الفاظ یونانی متن میں موجود نہیں۔ کیا ہم مسیحی علماء سے دریافت کر سکتے ہیں کہ جب یہ الفاظ یونانی متن (جس کو تم اصل متن کہتے ہو) میں موجود نہیں تو آپ لوگوں نے یہ کہاں سے لے کر موجودہ بائبلوں میں داخل کر لیے ہیں؟

۴۔ بقیہ تمام انگلش، گورمکھی اور جرمن نسخوں میں یہ عبارت موجود ہے۔

۵۔ امریکی ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن سے بھی یہ الفاظ خارج کر دیے گئے۔

حوالہ (۴)

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۰ آیت ۲۲ و ۲۳ یوں مذکور ہے:

"یسوع نے جواب میں کہا تم نہیں جانتے کہ کیا مانگتے ہو۔ کیا وہ پیالہ جو میں پینے کو ہوں، پی سکتے ہو اور وہ بپتسمہ جو میں پاتا ہوں، تم پا سکتے ہو؟ وے اس سے بولے، ہم سکتے ہیں۔ اس نے ان سے کہا۔ تم البتہ میرا پیالہ پیو گے اور وہ بپتسمہ جو میں پاتا ہوں، پاؤ گے لیکن میری دہنی اور میری بائیں طرف بیٹھنا میرے اختیار میں نہیں کہ کسی کو دوں۔ مگر جن کے لیے میرے باپ کی طرف سے تیار کیا گیا انہیں کے لیے ہے۔"

گویا اس ایڈیشن سے دو جملے نکال دیے گئے۔

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ دونوں آیتیں اسی طرح درج ہیں۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل اور پروٹسٹنٹ اردو بائبل کے بقیہ تمام ایڈیشن ۱۹۲۶ء کے مطابق ہیں۔

۴۔ عربی' فارسی بائبلز میں بھی یہ جملے بلا بریکٹ موجود ہیں۔

۵۔ بقیہ انگلش بائبلز میں یہ جملے موجود نہیں۔

حوالہ (۱۷)

۱۔ انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۴ آیت ۱۵ یوں درج ہے کہ:

"پس جب تم اس ویران کرنے والی مکروہ چیز کو جس کی خبر دانیال نبی نے دی' پاک جگہ کھڑے دیکھو۔ (جو پڑھے سو سمجھ لے)"

۲۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کی تمام اردو بائبلز میں یہ آیت اسی طرح درج ہے' یعنی آخری جملہ بریکٹ میں ہے۔

۳۔ مگر عربی اور فارسی بائبل میں یہ جملہ بلا بریکٹ درج ہے۔ بقیہ تمام بائبلز میں یہ جملہ بریکٹ میں ہے۔ (بائبل میں ردوبدل حصہ دوم' ص ۳۰)

حوالہ (۱۸)

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۷ آیت ۳۵ یوں درج ہے کہ:

"اور اسے صلیب پر کھینچ کر اس کے کپڑوں پر چٹھی ڈال کے انہیں بانٹ لیا تا کہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہو کہ انھوں نے میرے لباس آپس میں بانٹ لیے اور میرے کپڑوں پر چٹھی ڈالی۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیت یوں درج ہے:

۱۔ "...نے اسے صلیب پر چڑھلیا اور اس کے کپڑے قرعہ ڈال کر...
لیے" بلا تمام خط کشیدہ الفاظ خارج کر دیے۔

۳۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تا حال سے یہ الفاظ بالکل خارج کر دیے گئے۔

۴۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یہ الفاظ بریکٹ میں ہیں اسی طرح جرمن بائبل میں بھی یہ الفاظ بریکٹ کے اندر ہیں۔

۵۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ الفاظ بحالت مشکوک موجود ہیں (اٹیلیکس)

۶۔ عربی اور فارسی بائبل میں یہ الفاظ بلا بریکٹ موجود ہیں۔

۷۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کے متن سے یہ الفاظ خارج مگر حاشیہ پر ان کی نشاندہی موجود ہے۔

۸۔ بقیہ تمام بائبلز انگلش اور گورمکھی بائبل سے یہ الفاظ خارج کر دیے

۹۔ آتھورائزڈ ورشن میں یہ آیت مثل ۱۸۷۵ء بلا بریکٹ درج ہے۔

"تحریف کے یہ مجرم" کے مصنف فرماتے ہیں کہ:

"۱۸۷۵ء سے پہلے کے انگلش تراجم میں بھی یہ آیت عربی بائبل کی طرح ہے۔ یعنی "تا کہ وہ پورا ہو جو نبی کی معرفت کہا گیا تھا۔"

عیسائی محققین کے ہاں یہ بالکل قطعی محرف ہیں' اور ان الفاظ کو حذف کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ گر مسباخ نے اس جملہ کو بالکل حذف کر دیا۔ مسٹر ...رن نے بھی قطعی دلائل سے ان کا الحاقی ہونا ثابت کیا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ گر مسباخ نے یہ جھوٹ ثابت ہو جانے پر اس کو حذف کر کے بہت اچھا کام کیا ہے۔ اسی طرح مفسر آدم کلارک نے اپنی تفسیر نمبر ۵ میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ اس عبارت کا ترک کرنا واجب ہے۔ صحیح تراجم میں اس کو ترک کر دیا گیا ہے۔ بہت سے محققین نے بھی اس کو ترک کیا ہے یہ صاف الحاقی جملہ

اب ملاحظہ فرمائیں کہ کتنی صفائی سے اناجیل میں کمی بیشی اور تحریف کا اقرار کیا جا رہا ہے لیکن پھر بھی موجود کئی تراجم میں مثلاً عربی' فارسی میں یہ جعلی الفاظ موجود ہیں۔ اب پادری صاحبان فرمائیں کہ یہ کیا چکر ہے؟ یہ تحریف یہ اضافے کس نے' کس غرض سے اور کب کیے ہیں؟ اور اب تک ان کو عربی فارسی بائبل سے کیوں نہیں نکالا گیا؟ کوئی ہے اس گتھی کو سلجھانے والا؟

حوالہ (۱۹)

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۳ آیت ۱۴ یوں درج ہے کہ:

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو' تم پر افسوس کہ بیواؤں کے گھر نگل جاتے ہو اور مکر سے لمبی چوڑی نماز پڑھتے ہو۔ اس سبب سے تم زیادہ سزا پاؤ گے۔"

۲۔ اردو بائبل ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء سے یہ آیت بمع نمبر خارج کر دی گئی۔ آیت ۱۳ کے بعد ۱۵ لگا دی گئی۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ آیت چھوٹی بریکٹ میں بایں الفاظ درج ہے کہ: "تم پر افسوس' اے فقیہو اور فریسیو۔ اے ریا کارو' جو بیواؤں کے گھروں کو نگلتے ہو اور دکھاوے کے لیے نمازوں کو طول دیتے ہو۔ تم اس لیے زیادہ سزا پاؤ گے۔" جبکہ ۱۹۵۸ء کے ایڈیشن میں بلا بریکٹ ہے۔

۴۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۶ء تاحال ۱۰ ایڈیشنوں میں اور جرمن ایڈیشن میں بھی یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۵۔ عربی' فارسی' کرسچین' کمیونٹی بائبل (کیتھولک) میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۶۔ گورمکھی بائبل مطبوعہ ۱۹۷۸ء میں بھی یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۷۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' نیو امریکن بائبل' (کیتھولک) سے یہ

نکال دیئے گئے مگر نمبر موجود ہیں۔

۸۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' اور گڈ نیوز کلر نیو ٹسٹامنٹ میں بھی یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۹۔ دیگر انگلش بائبلز سے یہ آیت بمع نمبر خارج کر دی گئی ہے۔

۱۰۔ دی گڈ نیز انٹر نیشنل نیو ٹسٹامنٹ میں یہ آیت بحالت مشکوک (اٹیلیکس) موجود ہے۔

۱۱۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن آف ۱۹۵۲ء سے بھی یہ آیت خارج کر دی گئی ہے۔

۱۲۔ آتھورائزڈ بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے' اس طرح دی نیو کنگ جیمس ورشن میں۔

۱۳۔ دی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کیتھولک ایڈیشن فار انڈیا ۱۹۹۳ء سے یہ آیت بمع نمبر خارج کر دی گئی۔

پادری صاحبان فرمائیں کہ آیا اس آیت کے اندراج والی بائبلز سچی تھیں اور غیر محرف ہیں یا اخراج والی۔ نیز فرمائیے کہ یہ گڑبڑ کس نے کی؟ کب کی؟ کیوں کی؟ آیا یہ گڑبڑ کسی پوپ نے کی ہے یا کسی بشپ اور پادری صاحب نے یا کسی کاتب یا ناشر کی شرارت ہے؟

نیز کیتھولک والے بتائیں کہ جب ۱۹۸۵ء میں یہ آیت بلا بریکٹ درج تھی تو صرف ۹ سال بعد بریکٹ میں کیوں کر دی گئی؟ کیا مسیح کے حکم سے یا روح القدس کے مشورہ سے۔ فرمائیے آپ بھی تحریف ثابت ہوئی یا نہیں؟

حوالہ (۲۰)

۱۔ بائبل انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۷ آیت ۹ یوں مذکور ہے:

"تب وہ جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہوا کہ انھوں نے وہ تیس روپے لے لیے، اس کی ٹھہرائی ہوئی قیمت جس کی قیمت بنی اسرائیل میں سے بعض نے ٹھہرائی۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۶ء میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

"اس وقت جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہوا کہ جس کی قیمت ٹھہرائی گئی تھی انھوں نے اس کی قیمت کے وہ تیس روپے لے لیے۔ (اس کی قیمت بعض بنی اسرائیل نے ٹھہرائی تھی۔)"

یعنی اس کا آخری حصہ بریکٹ میں ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

"تب وہ پورا ہوا جو ارمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا کہ انھوں نے وہ تیس مثقال لیے یعنی وہ لگان جو اس پر لگایا گیا۔ انھوں نے لگایا جو بنی اسرائیل میں سے تھے۔"

۴۔ رومن کیتھولک بائبل اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۰ء میں یوں مذکور ہے:

"تب وہ جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہوا کہ انھوں نے وہ تیس روپے لیے اس کی ٹھہرائی ہوئی قیمت جس کی قیمت بنی اسرائیل نے ٹھہرائی۔"

یعنی ان دونوں میں تمام عبارت بلا بریکٹ ذکر ہے۔ جیسے ۱۸۷۵ء کے نسخہ میں ہے۔

۵۔ عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۴۳ء لندن میں یہ آیت یوں مذکور ہے: ترجمہ: "اور اس وقت وہ پورا ہوا جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا۔ سو انھوں نے وہ تیس درہم لے لیے جو اس کی طے شدہ قیمت تھی جسے بنی اسرائیل نے مقرر کیا تھا۔"

اسی طرح عربی بائبل مطبوعہ ۱۹۸۵ء میں بھی اس کے قریب قریب تمام آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۶۔ نیو انگلش بائبل میں آخری حصہ بریکٹ میں ہے۔

اس حوالہ میں دو طرح کی بحث ہے : ا۔ اقتباس کا حوالہ (یرمیاہ نبی) ۲۔ آخری حصے کا معاملہ' بریکٹ بلا بریکٹ۔ تو ملحوظ خاطر رہے کہ یہ اقتباس یرمیاہ نبی کی کتاب میں کہیں بھی مذکور نہیں بلکہ یہ زکریا ۱۱ : ۱۲ میں مذکور ہے مگر اس کا مصداق بلکہ الفاظ بھی یہ نہیں ہیں۔ وہاں یہ لفظ ہیں :

"اور میں نے ان سے کہا کہ اگر تمہاری نظر میں ٹھیک ہو تو میری مزدوری مجھے دو۔ نہیں تو مت دو اور انہوں نے میری مزدوری کے لیے تیس روپے تول کر دیے۔"

گویا یہاں اس مفہوم کا نام و نشان ہی نہیں جس کے پیش نظر مصنف انجیل یہ سینہ زوری کر رہا ہے۔ چنانچہ ساری انجیلوں میں تقریباً" ہر جگہ ایسی ہی سینہ زوری کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ نہ الفاظ' وہاں کے ہوتے ہیں اور نہ ہی مصداق اور مفہوم۔ پھر اسی بل بوتے پر پادری صاحبان کہتے پھرتے ہیں کہ عہد قدیم میں مسیح کی ۳۳۵ پیش گوئیاں مذکور ہیں۔ جبکہ وہاں شاید چند ایک ہوں تو ہوں۔ سینکڑوں بلکہ بیسیوں کا بھی وجود نہیں ملتا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہاں حوالہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ عبارت یرمیاہ میں نہیں۔ پھر الفاظ بھی متغائر اور اس کے نتیجہ میں اسکے مفہوم کا تو وہاں دور دور تک کوئی نشان ہی نہیں۔

عالم عیسائیت کے مشہور اور نہایت عالم پادری فنڈر نے اپنی کتاب "حل الاشکال" میں صاحب کشف الاستار کا (جنہوں نے یہ غلطی نکالی تھی) نہایت بھونڈے طریقہ پر دفاع کیا ہے کہ ایسی چیز تحریف سے متعلق نہیں ہوتی

بلکہ تحریف تو تب ہو جبکہ کسی مقام پر مفہوم بدل دیا جائے۔ کوئی بنیادی تعلیم متاثر ہو گئی ہوتی (حل الاشکال ص ۶۴ مطبوعہ ۱۸۴۷ء اکبر آباد)

اس کے بعد حسب عادت نہایت چابک دستی سے اور عجیب طریقہ سے الزام تحریف کو دبانے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ کسی کی کتاب میں ہی مذکور ہو بلکہ دوسرے لوگ نقل تواتر کے ذریعے اس کو نقل کرتے ہیں۔ (دیکھئے کتاب مذکور ۶۵) مگر یہ کوئی جواب نہیں' محض ہوشیاری اور سینہ زوری ہے۔ جبکہ وہاں تو حوالہ بھی غلط الفاظ بھی دیگر اور بریکٹ اور عدم بریکٹ کا بھی چکر ہے۔ بتلایئے کس کس دفعہ کا دفاع کرو گے۔ لہٰذا سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ شرافت کے ساتھ اقرار تحریف کر لو۔ حقیقت واقعی کا انکار کوئی معقول حرکت نہیں۔

حوالہ (۲۱)

۱۔ انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۷ آیت ۴۹ یوں مذکور ہے :

"باقیوں نے کہا رہ جا ہم دیکھیں۔ الیاس اسے چھڑانے آتا ہے یا نہیں ؟"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۶ء تا حال میں یوں ہی درج ہے۔

۳۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں مزید یہ عبارت ہے۔ (ذیل بریکٹ میں)

"ایک دوسرے آدمی نے نیزہ لیا اور اس کے پہلو میں چبھو دیا۔ تو اس سے خون اور پانی نکلا۔"

۴۔ عبرانی نسخہ میں بھی یہاں بریکٹ موجود ہے۔

حوالہ (۲۲)

انجیل متی (۲۵ : ۱۳) بھی عبرانی نسخہ میں جزوی بریکٹ کا شکار ہے۔

حوالہ (۱۴)

ا۔ انجیل متی اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۸ آیت ۱۹ یوں درج ہے:
"اس لیے تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔"

پادری ڈملو صاحب لکھتے ہیں کہ:
"بعض جدید نقاد اس آیت کو الحاقی یا کم از کم مسیح کا ایک غیر مستند قول قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ عہد جدید میں تمام بپتسمے یسوع کے نام پر دیئے گئے ہیں، تثلیث کے نام پر نہیں۔ ملاحظہ فرمایئے (اعمال ۲: ۳۸ و ۸: ۱۶، ۱۰: ۴۸، ۱۹: ۵)"

چنانچہ تثلیثی مسئلہ لازمی طور پر مسیح کے شاگردوں کے زمانے کے بعد کی پیداوار ہے۔

پروفیسر پیک اپنی کتاب ص ۷۲۳ پر لکھتے ہیں کہ کئی نقاد اس مقولہ "کہ انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو" کو مشکوک سمجھتے ہیں۔

یعنی اگر یہ واقعی فرمان مسیح ہوتا تو شاگرد مسیح باپ بیٹا اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دیتے مگر کتاب اعمال میں جتنے بپتسمے منقول ہیں وہ صرف مسیح کے نام پر ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ قول مسیح کا نہیں ورنہ شاگردان مسیح لازماً اس کے مطابق تثلیث کے نام سے بپتسمہ دیتے۔ جب ایسے نہیں دیا تو معلوم ہوا کہ یہ قول بعد میں مسیح کے نام لگایا گیا ہے۔ جیسے کہ یوحنا ۵: ۷ بھی بنا کر داخل کر دیا گیا۔ ایسے ہی اعمال ۸: ۳۷ خدا کا بیٹا ہونے کی تائید میں گھڑ کر داخل کر دی گئی ہے۔

مقام حیرت اور افسوس

مقام حیرت اور افسوس یہ ہے کہ اس آیت کے الحاقی ہونے کی اہل

داخلی اور خارجی شہادت کے باوجود دنیائے عیسائیت کا مایہ ناز عالم پادری سی۔ سی فانڈر صاحب اس آیت کو مسئلہ تثلیث کی دلیل قرار دیتے ہوئے کہتا ہے کہ : "تثلیث مقدس کی تعلیم (متی ۲۸ : ۱۹) اور بہت سے مقامات میں نہایت صفائی اور صراحت کے ساتھ دی گئی ہے۔" (میزان الحق ص ۱۴۲ و ۱۴۳) اسی طرح نیو امریکن بائبل (رومن کیتھولک) میں اس آیت کے حاشیہ پر بھی اسے تثلیث کی دلیل قرار دیا گیا ہے۔

حالانکہ یہ حسب تصریح پادری (جلو مسیح کے مدتوں بعد کا عقیدہ ہے۔

جس کی تائید کے لیے (یوحنا ۵ : ۷) والی آیت بنا کر داخل کی گئی مگر اس کو محققین نے جعلی قرار دے کر خارج کر دیا۔ جیسے کہ مسیح کو خدا کا بیٹا ثابت کرنے کے لیے (اعمال ۸ : ۳۷) کسی ہوشیار کاتب نے داخل کر دی۔ اگرچہ آج بھی کئی ترجموں (عربی' آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۷۳ء) میں اسی طرح موجود ہیں۔ مگر اکثر نسخوں سے یہ آیت خارج کر دی گئی اور بعض میں بریکٹ میں درج ہے۔

پھر ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس کو کسی نے تثلیث کی دلیل بھی نہیں قرار دیا۔ پھر انہوں نے مزید آیات کی نشاندہی نہیں کی جو مسئلہ تثلیث کی تائید میں ہوں۔ محض سینہ زوری سے یہ بات کہہ دی ہے اور یہی ان لوگوں کی علامت ہے۔

عرض مولف

ناظرین کرام! مندرجہ بالا سطور میں آپ نے صرف انجیل متی کا موازنہ اور اس کے نتائج مطالعہ فرمائے ہیں۔ یہ مروجہ اناجیل اور خطوط (نیو ٹسٹامنٹ) کا ایک حصہ اور نمونہ ہے' بندہ خادم نے اسی انداز سے تمام مروجہ عہد جدید کا تقابلی موازنہ کر کے چار صد آیات کا الحاقی اور تحریف شدہ ہونا واضح کر دیا ہے جن کے ضمن میں مروجہ عیسائیت کے بنیادی مسائل عقائد و نظریات کی نہایت آسانی سے نفی ہو جاتی ہے۔ موازنہ کے متعلقہ مقامات

نہایت مفصل، دلچسپ، معنی خیز، اہمیت کے حامل ہیں جن کے ضمن میں عیسائی روایات کی تردید اس جدید اور آسان ترین انداز سے ہو جاتی ہے۔ نیز ہمارے دیسی پادری صاحبان کا یہ دعویٰ کہ ہماری اناجیل الہامی اور لاتبدیل اور غیر محرف ہیں، بالکل مضحکہ خیز نظر آنے لگتا ہے۔ بندہ خادم نے اس تقابلی موازنہ کے علاوہ دیگر متعدد مباحث اور عنوانات پر بھی بیش بہا تحقیقی مواد پیش کیا ہے مثلاً: ا۔ بائبل کی جمع و تدوین، ۲۔ مختلف قدیم و جدید تراجم اور ان پر عیسائی علماء کی نقد و جرح، ۳۔ قدیم نسخوں کی حقیقت، ۴۔ عہد جدید میں عہد قدیم کے مندرج حوالجات کی کیفیت، ۵۔ بائبل کے اغلاط و اختلافات اور تضادات، ۶۔ بائبل کی صحت اور تحریف و تبدیلی کے متعلق داخلی اور خارجی ٹھوس شہادات، ۷۔ مسئلہ نسخ، ۸۔ مسئلہ عصمت و استغفار انبیاء، ۹۔ موجودہ عیسائیت اور مسیح اناجیل کے تقابل میں، ۱۰۔ قرآن و بائبل کا تقابلی مطالعہ، ۱۱۔ تصور باہمی تعلق، ۱۲۔ خاتم الانبیاء کی بشارات، ۱۳۔ مثلھم فی التوراۃ و مثلھم فی الانجیل کے جلوے، ۱۴۔ عظمت قرآن کی ذاتی شہادت، ۱۵۔ اہم عیسائی اعتراضات کے جوابات، ۱۶۔ بائبل اسٹڈی کے لیے متعدد مفید اشاریے وغیرہ۔ گویا یہ کتاب ایک مکمل گائیڈ بک اور انسائیکلو پیڈیا کا کام دے گی۔ اس کی ضخامت تقریباً ہزار صفحات ہوگی، رسالہ ہذا کے قارئین سے التماس ہے کہ وہ رسالہ کے مطالعہ کے پیش نظر مکمل کتاب کے بارے میں اپنی قیمتی آراء سے ممنون فرمائیں۔

مثلاً رسالہ ہذا کو خود مطالعہ فرما کر زیادہ سے زیادہ اس ذوق کے دیگر افراد تک پہنچائیے اور ان کے ہمہ قسم کے تعاون کے حصول کے لیے کوشش فرمائیں۔ انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے، لہٰذا رسالہ ہذا یا مکمل کتاب کے بارے میں، اس کی ترتیب یا دیگر متعلقات کے بارے میں اپنی قیمتی آراء سے بلا جھجک مشرف فرماویں۔

کسی ضروری اشکال کے حل یا کسی اہم موضوع جس کی ضرورت

محسوس کریں اس کی طرف راہنمائی فرمائیں۔ نفس کتاب کے نام و عنوان کے متعلق مشورہ دیں۔

کتاب کی مکمل یا جزوی طباعت کے متعلق یا اس کی ترویج و اشاعت کے بارے میں بھی مفید اور نتیجہ خیز امور کے متعلق اپنے قیمتی مشوروں سے ممنون فرمائیں۔ کتاب کی فائنل ٹریٹنگ (کتابت) قریب الاختتام ہے' آگے طباعت کا مرحلہ ہے۔ اس سلسلہ میں اشتراک یعنی مالی اور اشاعتی تعاون سے بھی مشکور فرمائیں۔

احقر عبد اللطیف مسعود' خادم مجلس تحفظ ختم نبوت ڈسکہ

انجیل دوم مرقس

موجودہ عہد جدید میں سے یہ انجیل سب سے پہلے لکھی گئی۔ اس کا مصنف مرقس بتایا جاتا ہے جو کہ پطرس کا شاگرد اور اس کا ترجمان تھا۔ (قدامت و اصلیت اناجیل اربعہ ص ۹۵' ج ا از پادری برکت اللہ ایم اے) اس نے یہ انجیل پطرس کی وفات کے بعد اس سے سنی ہوئی باتوں سے اخذ کر کے لکھی۔ (قدامت و اصلیت اناجیل ص ۴۳' ج ۱) اس کے علاوہ اس نے زبانی روایات اور دیگر ماخذ سے بھی استفادہ کیا۔ (کتاب مذکور بالا ص ۱۱' ج ۱) اس کا زمانہ تالیف ۶۰ء تا ۷۰ء ہے (ہماری کتب مقدسہ ۴۳۴ از پادری جی ٹی مینلی ایم اے) اس کی کل آیات ۶۶۱ بتائی جاتی ہیں۔ (قدامت و اصلیت اناجیل ص ج ۱) مگر موجودہ اردو نسخے میں ۶۷۷ کل آیات اور ۱۶ ابواب ہیں۔ یہ انجیل ابتداء میں آرامی یا یونانی زبان میں لکھی گئی تھی۔

تعجب انگیز یہ بات ہے کہ انجیل متی کا مصنف جو کہ خود مسیح کا شاگرد تھا وہ بھی اس غیر حواری (شاگرد) سے دیگر ماخذ کے استفادہ کرتا ہے۔

یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ چاروں انجیلوں سے پیشتر پولوس کے خطوط مرتب ہوتے ہیں جو نہ حواری ہے اور نہ ان کا شاگرد' اسی لیے وہ اپنے خطوط میں کسی بھی انجیل کا حوالہ نہیں دیتا۔ بلکہ وہ سب کچھ اپنے طور پر ابتداءً لکھ رہا ہے۔ اب عیسائی اس کو مسیحیت کا ترجمان حقیقی تسلیم کرتے ہیں جبکہ عیسائیت کے اصل ترجمان حواری تھے۔

پھر یہ بات بھی باعث تعجب ہے کہ رومن کیتھولک کے انڈکس میں

اناجیل اربعہ کو تاریخی رسائل اور خطوط پولوس کو اسفار ہدایت تسلیم کیا گیا ہے۔

مقام تحریر

پادری ایس ایف خیر اللہ کے بقول اکثر علمائے مسیحیت قدیم شہادتوں کی بنا پر اس انجیل کا مقام تحریر اٹلی بیان کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر تجویز کردہ مقامات سکندریہ' قیصریہ اور شامی انطاکیہ شامل ہیں۔ (دیکھئے قاموس الکتاب ص ۹۰۰)

اس انجیل کے ماخذ

ایک روایت کے مطابق جس کا تعلق پپیاس (۷۰ تا ۱۴۰ء) سے ہے' مرقس انجیل کی پشت پر پطرس رسول کی منظوری اور اختیار ہے۔ پپیاس اور یوسی بئس کہتے ہیں کہ چونکہ مرقس پطرس کا ترجمان تھا اس لیے اس نے پطرس کے ہر بیان کو خواہ اس میں مسیح کے الفاظ یا اعمال کا تذکرہ ہو بالکل صحیح طور پر ذکر کیا لیکن وہ ترتیب وار نہیں تھے۔ ان کی تصدیق دیگر آبائے کلیسیا بھی کرتے ہیں حتیٰ کہ ڈاکٹر ونسنٹ ٹیلر کہتے ہیں کہ

> اگر ہمارے پاس یہ روایت نہ ہوتی تو ہمیں یقیناً اس جیسی خود تالیف کرنا پڑتی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرقس محض ایک کاتب تھا۔ اس نے اس انجیل کی تالیف میں دیگر ماخذوں اور اپنے حافظے کو استعمال نہیں کیا۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ مصنف نے جو اگرچہ خود رسول نہیں تھا جو کچھ بیان کیا اس سے خود اس کا نزدیکی تعلق تھا۔ اس کے بیان میں اصلیت کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔ بلا شبہ پپیاس کی روایت میں اس کی ترتیب پر تنقید کی گئی ہے لیکن خود انجیل سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وقائع نگاری کے بجائے مواعظ پر مشتمل ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ انجیل ذہنی سوچ اور نقل پر مشتمل ہے' الہامی نہیں۔ (ناقل)"

یہ انجیل ولادت مسیح کے بارے میں کچھ بیان نہیں کرتی۔ یہ اس مقام

سے شروع ہوتی ہے جہاں سے پطرس مسیح کا شاگرد بنتا ہے۔

چونکہ یہ انجیل سب سے اول تحریر ہوئی لہٰذا متی اور لوقا کے مقابلے میں اس کے ماخذوں کا پتہ چلانے میں اتنی کامیابی نہیں ہوئی۔ ویسے فرض کر لیا گیا ہے کہ انجیلوں کے تحریری شکل میں آنے سے قبل زبانی روایات موجود تھیں۔ ممکن ہے کچھ تحریریں بھی ہوں۔ جیسا کہ لوقا کے دیباچے سے ظاہر ہے لیکن مختلف نقادوں کے نزدیک ان روایات کے مجموعے مختلف تھے۔ کوئی ضرب المثل' کوئی تمثیلات کا مجموعہ کچھ مکالمات اور معجزات کے تذکرے اور کوئی ابتلاء و تکالیف پر مشتمل۔

پھر ان روایات کی گروہ بندی کے طریقے اتنے مختلف ہیں کہ اس طریقہ تنقید میں پنہاں خطرات صاف نظر آ گئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ گروہ بندی فرض اور غیر معروضی ہے۔ اگر ہم مسودوں کے ماخذوں کا کھوج اس طریقے سے لگانے کی کوشش کریں تو کسی بھی منصوبے کو پیش کیا جا سکتا ہے۔
(کوس ص ۴۰۰)

اس کی ابتدائی زبان تحریر

کہا جاتا ہے کہ ابتداء میں یہ یونانی میں تحریر ہوئی مگر زیادہ تر سامی ماحول اور رنگ میں رنگی ہوئی۔ یہ مرقس کی یونانی میں آرامی عناصر کی موجودگی سے صاف ظاہر ہے۔ بعض نے کہا کہ اصل میں آرامی تھی اس سے یونانی میں ترجمہ ہوا۔

پولوس کے ساتھ تعلق

بعض علمائے مسیحیت کا کہنا ہے کہ مرقس کی انجیل پر پولوس کا اثر ہے۔ اس موضوع پر کئی برس بحث چلتی رہی' اس انجیل کے ذخیرہ الفاظ اور خیالات پرکھنے سے یہ حقیقت نمایاں ہو جاتی ہے کہ مرقس اور پولوس کی بہت سی باتیں یکساں ہیں۔

مرقس روم میں رہا اور اس نے اس انجیل کو رومی ماحول میں لکھا اور ممکن ہے اس نے اس سے پہلے پولوس کے خطوط بھی پڑھے ہوں۔ (قاموس الکتاب ص ۹۰۱ و ۹۰۲)

حاصل کلام یہ ہوا کہ من جملہ دوسرے رسائل بائبل کی طرح اس کا مصنف' زمانہ تحریر' ماخذ اور ابتدائی زبان وغیرہ تمام امور پردہ خفا میں ہیں' کوئی بھی بات یقینی اور قابل اعتبار نہیں۔ اس کے اقتباسات بھی عہد قدیم کے موافق نہیں۔ ویسے اس انجیل میں لفظ انجیل جو مسیح کی طرف منسوب ہے' کئی دفعہ ذکر آیا ہے۔

اس انجیل کی کل تیس آیات زیر بحث ہیں جن میں بارہ آیات آخری باب ۹ : ۲۰ کی ہیں جن کو واضح طور پر الحاقی تسلیم کیا گیا ہے۔ باقی ۱۷ آیات مختلف ابواب میں شامل ہیں۔

متی کی طرح اس کی ابتداء بھی نہایت تعجب خیز اور حیران کن ہے۔ گویا تحریف و تبدیلی کا شاہکار ہے۔ حوالہ بھی غیر صحیح اور الفاظ بھی غیر موافق۔ ملاحظہ فرمایئے۔

اس میں مسیح کی ابتدائی تعلیمات' نیز توحید خالص کا خصوصی اور نمایاں تذکرہ کیا گیا ہے۔ بلکہ دیگر اناجیل کی بہ نسبت اس کے بعض مقالات نہایت صاف اور فیصلہ کن سطح پر مذکور ہیں۔ جیسے توحید اور نفی ابنیت لیکن بعض مقالات دوسری اناجیل کی بہ نسبت مجمل بھی ہیں۔

اب ذیل میں اس کی ۳۰ الحاقی اور مشکوک آیات پر تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

انجیل دوم مرقس، زیر بحث آیات

ابواب	زیر بحث آیات
۱	۱ و ۲
۲	۱۷
۵	۸ و ۱۳
۷	۳، ۴، ۱۹
۹	۴۴، ۴۶، ۴۹
۱۱	۲۶، ۳۲
۱۳	۱۴
۱۴	۶۸
۱۵	۲۱، ۲۲، ۲۸
۱۶	۹ تا ۲۰، ۱۲ (۱۲ آیات)
مجموعہ	۴۹ آیات

آیات پر تفصیلی تبصرہ

حوالہ (۱)

۱۔ "خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی انجیل کا شروع" (۱:۱ مطبوعہ ۱۸۷۵ء)

۲۔ بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۶ء کے متن میں یہ آیت اسی طرح درج ہے مگر ان کے حاشیہ پر درج ہے کہ "یونانی متن میں پہلا لفظ خدا کے بیٹے نہیں ہے۔" یعنی وہاں صرف اتنا ہے کہ: "یسوع مسیح کی انجیل شروع"

۳۔ نیو امریکن بائبل میں یہ لفظ بریکٹ میں دیا گیا ہے۔

۴۔ نیو ورلڈز ٹرانسلیشن میں یہ لفظ "خدا کے بیٹے" سرے سے درج ہی نہیں کیا گیا۔

۵۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، دی نیو انگلش بائبل، گڈ نیوز بائبل اور نیو انٹرنیشنل ورشن کے متن میں یہ لفظ موجود ہے، مگر نیچے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ لفظ کئی نسخوں میں موجود نہیں۔

۶۔ عربی، فارسی اور دیگر تمام اردو اور بقیہ انگلش بائبلز میں یہ لفظ بلا بریکٹ اور بلا تبصرہ موجود ہے۔

تبصرہ

ابن اللہ کا عقیدہ عیسائیوں کا مرکزی اور متفقہ عقیدہ ہے۔ لیکن از روئے اناجیل مروجہ یہ عقیدہ اختراعی ثابت ہو چکا ہے۔ جیسا کہ کتاب الملل

(نمبر ۳) کے تحت مفصل بیان ہو گا۔

بہرحال اس عقیدہ کے اختراعی ہونے کی ایک دلیل مرقس کی یہ پہلی آیت ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح سب سے پہلی انجیل کا پہلا لفظ ہی اس عقیدے کی تائید میں جوڑ دیا گیا ہے۔ گویا اناجیل کی ابتداء ہی جعل سازی سے ہو رہی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ لفظ اصل یونانی متن میں نہیں ہے جس میں یہ انجیل تصنیف کی گئی تھی تو مترجمین نے ترجمہ میں یہ لفظ کہاں سے داخل کر لیا۔ چنانچہ اس قسم کی سینہ زوری (یوحنا ۹ : ۳۵) وغیرہ میں بھی کی گئی ہے۔

اب اصل حقیقت تو اناجیل کو الہامی اور غیر محرف قرار دینے والے پادری صاحبان ہی واضح کر سکتے ہیں' انہیں چاہئے کہ وہ تالوث پاک کے تعاون سے اصل حقیقت عوام الناس کے سامنے واضح فرمائیں ورنہ لفظ تحریف سے توبہ کریں۔

حوالہ نمبر (۲)

۱۔ بائبل انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب اول آیت ۲ یوں درج ہے:

"جیسا نبیوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ دیکھ میں اپنے رسول کو تیرے آگے بھیجتا ہوں' وہ تیری راہ کو تیرے سامنے تیار کرے گا۔"

۲۔ عربی بائبل' آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ میں یہ الفاظ "نبیوں کی کتابوں میں" درج ہیں۔

۳۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال' رومن کیتھولک بائبل اور بقیہ تمام بائبلز میں یوں درج ہے "جیسا کہ یسعیاہ نبی کے صحیفے میں لکھا ہے کہ دیکھ میں اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیری راہ تیار کرے گا" یعنی نبیوں کی کتابوں کی بجائے یسعیاہ نبی کے صحیفے کا نام لکھا ہے۔

نہ یہوداہ و ٹشس فرقہ جن کا دعویٰ ہے کہ ہمارے سوا تمام بائبلیں غلطی کا شکار ہیں کیونکہ انہوں نے و لگیٹ (لاطینی) سے ترجمہ کیا ہے اور ہم نے اصل یونانی متن سے ترجمہ کیا ہے' لہٰذا ہماری بائبل نیو ورلڈ ٹرانسلیشن سب سے صحیح ہے' ان کی بائبل میں یہ اقتباس بریکٹ میں درج ہے۔ گویا وہ بھی اس کی صحت کے قائل نہیں۔

پادری ہورن صاحب ڈاکٹر ریڈلف کا قول نقل کرتے ہیں کہ مخالفت کا سبب آسانی سے بیان کرنا ممکن نہیں سوائے اس کے کہ قدیم نسخوں میں تحریف کی گئی۔ (تفسیر ج ۲ بحوالہ بائبل سے قرآن تک ص ۲۰۳ ج ۱)

پادری صاحبان وضاحت فرمائیں کہ یہ ردو بدل کہاں ہے؟

موجودہ اتفاقی الفاظ کے مطابق عرض ہے کہ ہے کوئی روح القدس سے معمور بشپ یا پادری صاحب جو یہ اقتباس کتاب یسعیاہ سے برآمد کر دے؟

غرضیکہ نہ حوالہ متعدد نبیوں کی کتب میں ہے اور نہ ہی یسعیاہ کی کتاب میں۔ دونوں باتیں غلط ہیں ہاں اگر پادری صاحبان انجیل مقدس کی دونوں غلطیاں تسلیم کر کے تحریف کا اقرار کرلیں تو ان کے لیے بہت بہتر ہو گا ورنہ اگر وہ اس کو درست کر کے صحیح حوالہ بتلانے کی کوشش کریں گے تو بات مزید بگڑ جائے گی۔ پھر وہاں یک نہ شد دو شد والا معاملہ بن جائے گا' کیونکہ یہ حوالہ ملاکی ۳ : ۱ کا ہے مگر وہاں یوں لکھا ہے کہ : "دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا" وہ میرے آگے راہ درست کرے گا۔"

ناظرین کرام' ذرا مرقس صاحب کا نقل کردہ اقتباس اور اس اصل عبارت میں غور فرما کر فیصلہ کریں کہ یہ اقتباس صحیح ہے یا اس میں بھی تحریف کا چسکا اور عادت پوری کی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اصل عبارت میں اقتباس والا لفظ "تیرے" نہیں ہے بلکہ صرف ایک دفعہ "میرے" ہے۔ کیا پادریوں کے ہاں ضمیر مخاطب اور متکلم میں کوئی فرق نہیں؟

تحریف بائبل کے نام پر چڑنے والو' ذرا غور سے دیکھو کیا یہ تحریف اور

رد و بدل کیں؟ بتلاؤ یہ کس نے کی، کب کی، کس غرض سے کی، کیوں کی؟ ہمیں گھورنے والو ذرا گریبان میں منہ ڈال کر سوچو۔ کیا یہ مقولہ کسی نے تمہارے ہی حق میں تو ادا نہیں کیا کہ "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد" ذرا اپنے پیش رو یہودیوں کے متعلق خدائی ریمارکس دیکھیں (یرمیاہ ۸ : ۸ اور ۲۳ : ۳۶)

آپ کا بھلا اسی میں ہے کہ یہ مقام دیکھ کر اور اپنا آبائی کردار دیکھ کر چپ سادھ لو۔ کیوں کہ تحریف کا انکار ممکن نہیں۔ دیکھئے بندہ نے بائبل مقدس میں تحریف کے انبار لگا دیے ہیں لہٰذا آئندہ کسی بدی تحریف پر ناراض نہ ہونا۔

مندرجہ بالا سطور میں تو لفظی تحقیق اور چھان بین تھی۔ اب ذرا معنوی تحقیق سنئے۔

۱۔ پہلے جملہ میں "ابن خدا" کا لفظ ان لوگوں نے محض اپنے غلط عقیدہ کے اثبات کے لیے شامل کیا ہوا ہے ورنہ جس طرح کسی مخلوق کو خدا کہنا کفر ہے اسی طرح خدا کا بیٹا۔ جس کا حل خود مسیح نے (یوحنا ۱۰ : ۳۵ تا ۳۴) میں کر دیا ہے اور بندہ نے "چند سوالات کے جوابات نامی رسالہ" اور "تحقیق برنباس" میں کھ رکھا ہے۔

۲۔ بقول پادری صاحبان عہد جدید میں قدیم کے تین صد کے قریب حوالہ جات اور اقتباسات پائے جاتے ہیں جن میں سے بیشتر غلط اور بے محل ہیں اور کئی مقامات پر عہد قدیم کے الفاظ کو بھی بدل دیا گیا ہے۔ مفہوم تو کجا رہا جس کی ایک بد ترین مثال عبرانیوں ۱۰ : ۵ بمقابلہ زبور ۴۰ : ۶ ہے۔

چنانچہ اس انجیل مرقس کی آیت نمبر ۲ کا ایک تو حوالہ غلط ہے کہ کہیں یسعیاہ کی کتاب مذکور ہے اور کہیں نبیوں کی کتابوں لکھا ہے حالانکہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ نہ وہ یسعیاہ میں ہے نہ کئی نبیوں کی کتب میں۔ وہ تو صرف ملاکی نبی کی کتاب میں ہے۔ پھر ملاکی نبی کی عبارت کو انتہائی وحشیانہ طریق سے

لفظاً و معناً" برباد کیا گیا ہے۔ لفظی فرق تو آپ نے اوپر ملاحظہ فرما لیا۔ ذرا ایک دفعہ پھر نظر ڈال لیں۔

معنوی فرق یہ ہے کہ در اصل یہ عبارت سو فیصد اور علی الاعلان سید دو جہاں خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی تھی کہ میں اپنے رسول کو بھیجوں گا کیونکہ رسول کا لقب اکثر و بیشتر اس ذات مقدسہ کے بارے میں استعمال ہوا ہے۔ پھر اس کے بعد آپ کی صفات و علامات اتنی وضاحت سے مذکور ہیں کہ کوئی معمولی فہم والا انسان بھی اس عبارت کو سوائے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے کسی اور ہستی پر فٹ نہیں کر سکتا۔ مگر پادریوں نے لفظی ہیر پھیر کر کے اس کو مسیح پر فٹ کرنے کی شرمناک کوشش کی ہے جو کہ عقل و دیانت کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ بندہ نے اس کی تفصیل اپنے رسائل "دو عہد کا رسول" اور "حقیقی نجات کے پیغام" میں کر دی ہے۔ وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ جس بات (الزام تحریف) سے یہ لوگ چڑتے تھے وہی کتنی وضاحت سے ان کی سب سے پہلی انجیل کے شروع میں نظر آ رہی ہے بلکہ ان کا منہ چڑا رہی ہے مگر آخر ڈھیٹ پن بھی کوئی شے ہے۔ اللہ ہدایت دے۔

حوالہ نمبر(۳)

ا۔ بائبل انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲ آیت ۱۷ یوں درج ہے کہ:

"یسوع نے سن کر انہیں کہا ان کے لیے جو تندرست ہیں حکیم کچھ ضروری نہیں بلکہ ان کے لیے جو بیمار ہیں۔ میں راست بازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو بلانے آیا ہوں کہ وے توبہ کریں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال سے آخری خط کشیدہ جملہ خارج کر دیا گیا۔

۳۔ عربی فارسی بائبل' آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء میں یہ جملہ بلا بریکٹ یوں درج ہے کہ میں نیکو کاروں کو دعوت دینے نہیں آیا بلکہ خطا کاروں کو توبہ کی دعوت دینے آیا ہوں۔

۴۔ باقی بائبلز سے یہ جملہ نکال دیا گیا۔

مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی لکھتے ہیں کہ:

"بعض قدیم انگلش بائبلز میں یہ جملہ موجود ہے۔ جناب آدم کلارک نے اپنی تفسیر میں اس کا الحاق ہونا ثابت کیا اور کہا کہ گریسباخ نے اس کو اڑا دیا ہے اور اس کی تائید کروبش' ڈاکٹر مل اور بنجل نے بھی کی ہے۔" (تحریف کے یہ مجرم ص ۹۳)

پادری صاحب فرمائیں کہ یہ جملہ اصل کلام الٰہی میں موجود تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو کس ظالم نے اس کو کس غرض سے نکالا؟ اگر نہیں تھا تو کس محرّف نے اس کو داخل کر دیا؟ فیصلہ خود کر لو مگر مدلل۔ دیکھنا کہیں اپنے کسی موجودہ نظریہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط فیصلہ نہ کرنا کیونکہ بظاہر یہ آپ عقیدۂ صلیب و کفارہ پر ضرب کلیم ہے۔ پھر اس کی تائید (اعمال ۳ : ۱۹) میں بھی موجود ہے۔

نوٹ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء میں (مرقس ۲ : ۱) میں ایک جملہ بریکٹ زدہ ہے۔ (اس نے مفلوج سے یہ کہا) مگر عربی' فارسی میں بلا بریکٹ ہے۔ اسی طرح ۱۸۷۵ء میں بھی بلا بریکٹ ہے۔ بقیہ انگلش بائبلز میں مخلوط وحدانی میں ہے۔

حوالہ نمبر(۴)

۱۔ بائبل انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۵ آیت ۳۸ بلا بریکٹ یوں درج ہے:

"کیونکہ اس نے اسے کہا' اے ناپاک روح اس آدمی سے نکل آ۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت اسی طرح بلا

بریکٹ درج ہے۔

۲۔ دی نیو انگلش بائبل' گڈ نیوز بائبل' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' نیو امریکن بائبل (کیتھولک) اور گورمکھی بائبل میں یہ نمبر بمع الفاظ بریکٹ میں درج کر دیا گیا ہے۔

۳۔ عربی' فارسی' اور بقیہ انگلش بائبلز میں یہ آیت ۱۸۷۵ء کا بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر (۵)

۱۔ انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۵ آیت ۱۳ یوں درج ہے کہ:

"یسوع نے فی الفور انہیں اجازت دی اور وے ناپاک روحیں نکل کے سوروں میں بیٹھ گئیں اور وہ غول کراڑے پر سے دریا میں کودا اور وے قریب دو ہزار کے تھے جو دریا میں ڈوب کر مر گئے۔"

۲۔ اردو بائبل ۱۹۰۸ء تا حال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے:

"پس اس نے انہیں اجازت دی اور ناپاک روحیں نکل کر سوروں کے اندر گئیں اور وہ غول جو کوئی دو ہزار کا تھا کراڑے پر سے جھپٹ کر جھیل میں جا پڑا اور جھیل میں ڈوب مرا۔"

۳۔ عربی' فارسی بائبل' دی ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' دی نیو یروشلم بائبل میں یہ مکمل آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۴۔ آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۷۳ء گڈ نیوز فار ماڈرن مین' گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ (وے قریب دو ہزار کے تھے) بریکٹ میں درج ہیں۔

۵۔ نیو ریوائزڈ ورشن' کرسچین کمیونٹی بائبل میں میں سرے سے یہ الفاظ

ہی موجود نہیں۔

پادری صاحبان فرمائیں کہ اگر بائبل کلام خدا ہے تو یہ جملہ اصل میں موجود تھا یا نہیں' اگر تھا تو یہ نکالنے والا کون ہوتا ہے؟ اگر اصل میں نہیں تھا تو داخل کرنے والا شریر کون ہے؟

۶۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' دی نیو انگلش بائبل' گڈ نیوز بائبل اور دی انٹرنیشنل ورشن سے یہ آیت بمع نمبر نکال دی گئی ہے۔

۹۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ آیت بحالت مشکوک موجود ہے۔

۱۰۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن آف امریکہ (R.S.V) سے بھی یہ آیت نکال دی گئی ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ بائبل انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۳ و ۴ یوں درج ہیں:

"اس لیے کہ فریسی اور سب یہودی بزرگوں کی روایت پر عمل کر کے جب تک اپنے ہاتھ کہنی تک نہ دھوتے' نہ کھاتے۔ اور بازار سے آ کے جب تک غسل نہ کر لیں' نہیں کھاتے اور بہت سی باتیں ہیں جن کو وے رواج کے سبب مانتے ہیں جیسے پیالوں اور لوٹوں اور تانبے کے برتنوں میں چارپائیوں کا دھونا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں یہ آیتیں اسی طرح بلا بریکٹ درج ہیں۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' نیو امریکن بائبل (کیتھولک) گڈ نیوز بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن اور دی نیو انگلش بائبل

میں یہ دونوں آیات بریکٹ میں درج ہیں۔

مت عربی فارسی، جرمن، گورمکھی بائبل، دی یروشلم بائبل، دی نیو یروشلم بائبل، کرسچن کیونٹی بائبل (کیتھولک) نیو ورلڈ ٹرانسلیشن آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء میں یہ آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔

اس بریکٹ اور عدم بریکٹ پر مسیحی علماء ہی کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں۔

حوالہ نمبر(۷)

۱۔ انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۱۶ یوں درج ہے کہ:

"اگر کسی کے کان سننے کے ہوں تو سنے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء میں آیت ۱۵ کے دو حصے کرکے دوسرے حصے کو آیت ۱۶ بنا دیا گیا ہے اور مندرجہ بالا الفاظ کو بالکل خارج کر دیا گیا ہے۔

۳۔ اردو بائبل ۱۹۲۶ء میں آیت نمبر ۱۵ دوسری بائبلوں کی طرح مکمل ہے مگر آیت نمبر ۱۶ کو بمع الفاظ خارج کر دیا گیا ہے حتیٰ کہ آیت نمبر ۱۵ کے بعد آیت ۱۷ درج کر دی گئی ہے۔

۴۔ اردو بائبل ۱۹۵۶ء تا حال میں یہ آیت بریکٹ میں کر دی گئی ہے۔

۵۔ رومن کیتھولک اردو بائبل، جرمن، گورمکھی، عربی، فارسی بائبل، دی یروشلم بائبل، دی نیو یروشلم بائبل، اور کرسچن کیونٹی بائبل، آتھورائزڈ ورشن اور نسخہ ۱۹۴۳ء میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۶۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن اور نیو امریکن بائبل میں آیت کا نمبر موجود مگر الفاظ غائب ہیں۔

۷۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

حوالہ نمبر(۸)

۱۔ بائبل انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۹ آیت ۴۴ و ۴۶ یوں درج ہے۔

"جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیتیں بریکٹ میں کر دی گئی ہیں۔

۳۔ رومن کیتھولک بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں ان الفاظ کو آیت ۴۳ و ۴۵ بنا کر بریکٹ میں کر دیا گیا ہے۔

۴۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تا حال میں یہ آیتیں بریکٹ میں کر دی گئی ہیں۔

۵۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں بھی یہ آیتیں بریکٹ شدہ ہیں۔

۶۔ عربی، فارسی، گورمکھی، جرمن، آتھورائزڈ ورشن، انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء میں یہ آیت بلا بریکٹ ہیں۔

۷۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن، نیو امریکن بائبل (کیتھولک) میں ان آیات کا نمبر موجود مگر الفاظ غائب ہیں۔

۸۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، گڈ نیوز بائبل، دی یروشلم بائبل، کرسچن کمیونٹی بائبل، نیو انٹرنیشنل ورشن، نیو انگلش بائبل اور نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن سے یہ آیات بمع نمبر خارج کر دی گئی ہیں۔

۹۔ گڈ نیز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ آیت بحالت مشکوک (اٹیلیکس) موجود ہیں۔

۱۰۔ نئے امریکی ترجمہ سے بھی یہ آیات خارج کر دی گئی ہیں۔

کیا ان دونوں آیتوں کو ادخال و اخراج یا بریکٹ بھی تحریف ہے یا نہیں ؟ پادری صاحبان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس چکر کا کوئی معقول حل پیش کریں یا پھر تحریف کا اقرار کر کے خاموش ہو جائیں۔ آخر یہ کوئی نئی چیز

نہیں شروع سے چلی آرہی ہے' ملاحظہ فرمائیں یرمیاہ نبی کی کتاب (۸ : ۸ و ۳۶ : ۲۲)

حوالہ نمبر(۹)

۱۔ بائبل انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۹ آیت ۴۹ یوں درج ہے۔

"کیونکہ ہر شخص آگ سے نمکین کیا جائے گا اور ہر ایک قربانی نمک سے نمکین کی جائے گی۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیت فقط اتنی ہی مذکور ہے کہ : "کیونکہ ہر شخص آگ سے نمکین کیا جائے گا۔" دوسرا حصہ حذف کر دیا گیا۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل ۱۹۵۸ء میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے اور اس کا نمبر بھی ۴۸ ہے۔

۴۔ اردو پروٹسٹنٹ بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تاحال یہ الفاظ بریکٹ میں کر دیے گئے ہیں۔

۵۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گڈ نیو کلر ایڈیشن میں بھی یہ الفاظ بریکٹ میں درج ہیں۔

۶۔ عربی' فارسی' گورمکھی' جرمن بائبل' آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۲۷ء میں یہ الفاظ بلا بریکٹ درج ہیں۔

۷۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' نیو امریکن بائبل' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' گڈ نیوز بائبل' دی یروشلم بائبل' کرسچن کیمونٹی بائبل' (کیتھولک) نیو انٹرنیشنل ورشن دی نیو انگلش بائبل سے یہ حصہ بالکل خارج کر دیا گیا ہے۔

۹۔ نئے امریکی ترجمہ سے بھی یہ حصہ خارج کر دیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں گفتگو بعض سطحی قسم کے پادری کہہ دیتے ہیں کہ ہماری بائبل کلام الٰہی اور الہامی ہے اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی کیونکہ لکھا ہے کہ:

"میں ہر ایک آدمی کے آگے جو اس کتاب کی نبوت کی باتیں سنتا ہے گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی ان میں کچھ بڑھائے تو خدا اس پر اس کتاب میں لکھی ہوئی آفتیں نازل کرے گا اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اس زندگی کے درخت اور مقدس شہر میں سے جن کا اس کتاب میں ذکر ہے اس کا حصہ نکال ڈالے گا" (مکاشفہ ۲۲: ۱۸ و ۱۹)

یعنی اس میں کمی بیشی کرنے والا آفت زدہ اور خدا کی بادشاہت سے محروم ہو جائے گا۔ تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ اول تو یہ کتاب مکاشفہ ہی صدیوں بعد معتبر قرار دے کر بائبل میں شامل ہوئی ہے ورنہ پہلے اس کو جعلی کتاب سمجھا جاتا تھا۔

نیز دیکھئے لوگوں نے اس مظلوم بائبل سے سینکڑوں آیات نکال دیں اور سینکڑوں ڈال دیں۔ خاص کر امریکی ترجمہ سے کافی آیات نکال دی گئی ہیں مگر امریکہ والے دن بدن ترقی پر جا رہے ہیں حتیٰ کہ پادری حضرات وہاں ہی جا کر پناہ لیتے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ سب کارروائی خود ساختہ ہے جو محض سادہ لوح عوام کو عیسائیت میں جکڑنے کے لیے کی گئی ہے۔

حوالہ نمبر(۱۰)

۱۔ بائبل انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۳ آیت ۱۴ یوں درج ہے۔

"جس وقت تم اس خراب کرنے والی مکروہ چیز کو جس کا دانیال نبی نے ذکر کیا اس جگہ میں جہاں اس کا کھڑا ہونا روا نہیں دیکھو۔ (جو پڑھتا ہے سو سمجھ لے) تب وے جو یہودیہ میں ہوں پہاڑوں پر بھاگیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

"پس جب تم اس اجاڑنے والی مکروہ چیز کو اس جگہ کھڑا ہوا دیکھو جہاں اس کا کھڑا ہونا روا نہیں۔ (پڑھنے والا سمجھ لے) اس وقت جو یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں۔"

یعنی "جس کا دانیال نبی نے ذکر کیا ہے" کے الفاظ نکال دیئے گئے۔

۳۔ عربی، فارسی بائبل، آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ میں ۱۸۷۵ء والی تمام عبارت بلا بریکٹ درج ہے۔ خط کشیدہ جملہ اور بریکٹ شدہ جملہ دونوں خالی از بریکٹ ہیں۔

۴۔ ان کے علاوہ تقریباً" تمام بائبلز میں دوسرا بریکٹ شدہ جملہ (پڑھنے والا سمجھ لے) بریکٹ میں ہے جبکہ پہلا خارج کر دیا گیا ہے۔

حوالہ نمبر (۱۱)

۱۔ بائبل انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۱ آیت ۲۶ یوں درج ہے:

"اور اگر تم معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہارے قصور بھی معاف نہ کرے گا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء سے یہ آیت خارج کر دی گئی ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء، پروٹسٹنٹ اردو بائبل ۱۹۵۲ء تا حال میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ نیو امریکن بائبل، نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں نمبر موجود مگر الفاظ غائب ہیں۔

۵۔ عربی، فارسی بائبل، آتھورائزڈ ورشن، انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں یہ آیت بلا بریکٹ موجود ہے۔

۶۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن، جرمن کیتھولک بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۷۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ آیت بحالت مشکوک (اٹیلیکس) موجود ہے۔

۸۔ دی یروشلم بائبل' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' گڈ نیوز بائبل' دی نیو انگلش بائبل' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور نیو انٹرنیشنل ورشن سے یہ آیت بمع نمبر نکال دی گئی ہے۔

۹۔ نئے امریکی ترجمہ (R.S.V) سے بھی یہ آیت خارج کر دی گئی ہے۔

حوالہ نمبر(۱۲)

ا۔ انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۱ آیت ۳۲ یوں درج ہے:

"اور اگر ہم کہیں انسان سے تو لوگوں سے ڈرتے اس لیے کہ سب یوحنا کو نبی برحق جانتے تھے۔"

ب۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیت یوں مذکور ہے کہ:
"اور اگر کہیں انسان کی طرف سے تو لوگوں کا ڈر تھا اس لیے کہ سب لوگ واقعی یوحنا کو نبی جانتے تھے۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یوں مذکور ہے کہ:
"پھر کیا کہیں کہ آدمیوں سے؟ وہ عوام سے ڈرتے تھے کیونکہ سب یوحنا کو حقیقی نبی جانتے تھے۔"

۴۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' نیو انٹرنیشنل ورشن' گڈ نیوز بائبل میں یوں درج ہے: "لیکن اگر ہم کہیں انسان کی طرف (وہ لوگوں سے ڈرتے تھے اس لیے کہ سب لوگ یوحنا کو حقیقی نبی جانتے تھے)" گویا آخری حصہ بریکٹ میں ہے۔ بقیہ تمام بائبلز میں یہ الفاظ بلا بریکٹ درج ہیں۔

حوالہ نمبر(۱۳)

۱۔ بائبل انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۴ آیت ۶۸ یوں درج ہے کہ:

"اس نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں اسے نہیں جانتا اور نہیں سمجھتا کہ تو کیا کہتی ہے اور باہر صحن میں گیا اور مرغ نے بانگ دی۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء میں یہ آیت اس طرح درج ہے:

"اس نے انکار کیا اور کہا میں تو نہ جانتا تھا اور نہ سمجھتا ہوں کہ تو کیا کہتی ہے۔ پھر وہ باہر ڈیوڑھی میں گیا اور مرغ نے بانگ دی"

مگر حاشیہ میں لکھا ہے کہ آخری جملہ "اور مرغ نے بانگ دی" یونانی متن میں نہیں۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یوں درج ہے۔

"اس نے انکار کیا اور کہا میں تو نہ جانتا اور نہ سمجھتا ہوں کہ تو کیا کہتی ہے اور وہ باہر دہلیز میں گیا اور مرغ نے بانگ دی۔"

یعنی بلا بریکٹ موجود ہے۔

۴۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل ۱۹۵۸ء تاحال' عربی' فارسی بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' دی نیو یروشلم بائبل' آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۷ء میں یہ جملہ بلا بریکٹ موجود ہے۔

۵۔ گڈ نیوز بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' دی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ آیت متن میں درج ہے مگر حاشیہ میں وضاحت ہے کہ کئی قدیم نسخوں میں یہ جملہ (اور مرغ نے بانگ دی) موجود نہیں۔

۶۔ نیو امریکن بائبل (کیتھولک) میں یہ الفاظ بریکٹ میں درج ہے۔

۷۔ کرسچین کمیونٹی بائبل' دی نیو انگلش بائبل' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' دی یروشلم بائبل' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' اور نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن آف امریکہ سے یہ الفاظ بالکل نکال دیے گئے ہیں۔

حوالہ نمبر(۱۴)

۱۔ انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۵ آیت ۲۱ و ۲۲ یوں مذکور ہے۔

"اور ایک شخص کرینی شمعون نامی جو سکندر اور روفس کا باپ تھا' دیہات سے آتا ہوئے ادھر سے گزرا۔ انھوں نے اسے بیگار میں پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھائے چلے اور وے اسے مقام گلگتا میں جس کا ترجمہ کھوپڑی کی جگہ ہے' لائے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیات اسی طرح بلا بریکٹ درج ہیں۔

۳۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں آیت ۲۱ کا ابتدائی خط کشیدہ حصہ بریکٹ میں دیا گیا ہے ایسے ہی گڈ نیوز بائبل میں بھی یہ حصہ بریکٹ زدہ ہے۔

۴۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور نیو امریکن بائبل (کیتھولک) میں آیت نمبر ۲۲ کا آخری حصہ' (جس کا ترجمہ کھوپڑی کی جگہ ہے) بریکٹ میں ہے۔

۵۔ بقیہ تمام بائبلز میں یہ حصہ بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۱۵)

۱۔ بائبل انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۵ آیت ۲۸ یوں درج ہے کہ:

"تب وہ نوشتہ اس مضمون کا کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا' پورا ہوا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء سے یہ آیت بمع نمبر خارج کر دی گئی۔

۳۔ رومن کیتھولک بائبل اور پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء

تاحال میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی، فارسی، جرمن اور گورمکھی بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۵۔ دی نیو یروشلم بائبل، نیو امریکن بائبل، نیو ورلڈ ٹرانسلیشن بائبل میں نمبر موجود الفاظ غائب ہیں۔

۶۔ کرسچین کمیونٹی بائبل، نیو انٹرنیشنل ورشن بائبل، نیو امریکن بائبل، ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، دی نیو انگلش بائبل، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، گڈ نیوز بائبل، دی یروشلم بائبل سے بھی یہ آیت خارج کر دی گئی ہے۔

۷۔ گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور گڈ نیوز فار ماڈرن مین نیو ٹسٹامنٹ میں یہ آیت رومن کیتھولک کی طرح بریکٹ میں ہے۔

۸۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ آیت بحالت مشکوک (ایلیکس) بم نمبر موجود ہے۔

۹۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن آف امریکہ سے بھی یہ آیت مع نمبر نکال دی گئی ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۶ آیات ۹ تا ۲۰ بلا تبصرہ و بریکٹ درج ہیں۔

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیات متن میں بلا بریکٹ درج ہیں مگر حاشیہ میں لکھا ہے کہ یونانی متن کے حاشیہ میں ان آیات کی جگہ یہ عبارت پائی جاتی ہے:

"اور جو انہیں فرمایا گیا تھا وہ سب انہوں نے پطرس کے ساتھیوں کو سنا دیا اور اس کے بعد خود یسوع نے بھی ان کی معرفت مشرق سے مغرب تک ہمیشہ کی زندگی اور لازوال منادی پھیلائی۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، نیو

امریکن بائبل' گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ آیات بریکٹ میں درج ہیں۔

۴۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل ۱۹۵۲ء تامل عربی' فارسی' جرمن' کرسچن کمیونٹی بائبل (کیتھولک) دی یروشلم بائبل' دی نیو یروشلم بائبل' دی نیو انگلش بائبل' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں بلا تبصرہ اور بلا بریکٹ درج ہیں۔

۵۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں یہ آیات حاشیہ میں درج ہیں اور ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن آف امریکہ سے یہ آیات بالکل خارج کر دی گئی ہیں۔

۶۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ آیات مشکوک حالت (اٹیلیکس) میں موجود ہیں۔

۷۔ نیو انٹرنیشنل ورشن اور گورمکھی ایڈیشن وغیرہ میں ان آیات کے متعلق لکھا ہے کہ یہ قدیم اور معتبر نسخوں میں نہیں ملتیں۔

۸۔ پادری ولیم میکن صاحب اپنی تفسیر لوقا ص ۳۱۸ پر لکھتے ہیں کہ یہ ۱۲ آیات ارستین نامی بعد کے کسی شخص نے لکھ کر ملا دی ہیں۔ اسی طرح پادری جی سی فانڈر بھی ان آیات کے الحاقی ہونے کا قائل ہے۔ (میزان الحق ص ۱۴۲)

انجیل مرقس کی آخری ۱۲ آیات کے متعلق چند قابل توجہ امور

انجیل مرقس عیسائی محققین کے نزدیک سب سے پہلی انجیل ہے جو کہ مرتب کی گئی۔ اس کے بعد اس کو بنیاد بنا کر بقیہ اناجیل متی لوقا یوحنا وغیرہ لکھی گئیں۔ تو جب ان آخری ۱۲ آیات کے متعلق یہ بات مدلل طور پر ثابت ہو گئی کہ یہ مصنف نے خود درج نہیں کی بلکہ بعد میں ملائی گئی ہیں تو ان میں مندرج اور ثابت شدہ نتائج کی حیثیت بھی لازماً مخدوش اور غیر ثابت تسلیم کرنا ہو گی۔ مثلاً

۱۔ مسیح کا قبر سے جی اٹھنا اور کئی حواریوں کو نظر آتے رہنا۔

۲۔ مسیح کا یہ کہنا کہ تم تمام دنیا میں جا کر انجیل کی منادی کرو۔ (آیت

(۱۵

ص۔ "ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے کہ وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکال لیں گے، نئی نئی زبانیں بولیں گے، سانپوں کو اٹھائیں گے، اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے تو انہیں کچھ ضرر نہ ہوگا، وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائیں گے۔ (آیت ۱۷ و ۱۸)

ہ۔ مسیح کا آسمان پر اٹھایا جانا وغیرہ

فیصلہ پادریوں کے ہاتھ میں ہے۔

ایک دلچسپ پہلو

نمبر ۳ کے متعلق بندہ نے ایک عیسائی پادری سے گفتگو کی کہ تم ایمان دار ہو تو یہ معجزات دکھاؤ۔ وہ کہنے لگے کہ یہ آیات جب الحاقی ہیں تو ان کا مضمون کیسے ہم پر حجت ہو سکتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہاں تو بات اس طرح ہو سکتی ہے مگر تمہاری مسلمہ انجیل یوحنا میں جو لکھا ہے کہ:

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے، یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے بھی بڑے کام کرے گا۔" (یوحنا ۱۴: ۱۲)

تو آپ جس مشکل سے وہاں ان ۲ آیات کو الحاقی اور جعلی کہہ کر جان چھڑانا چاہتے تھے وہی یہاں بھی ہے بلکہ اس سے بھی بڑی ہے اب بتلایئے کیا یہ بھی الحاقی ہے؟ اب یا تو ان معجزات کا اظہار کرو یا پھر اس آیت کو بھی جعلی تسلیم کرو یا پھر اپنے عدم ایمان بر مسیح کا اقرار کر لو۔ بتلاؤ کونسی صورت تمہارے بارے میں ہے؟ فبہت الذی کفر الغرض مروجہ اناجیل کو صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں عیسائیت اس قسم کی بے شمار مشکلات سے جان نہیں چھڑا سکتی۔

ہاں صرف ایک صورت ہے کہ یہ لوگ اناجیل کو محرف و مبدل تسلیم کر لیں اور جو بات متضاد نظر آئے، اس پر تحریف کا عنوان قائم کر لیں تو پھر ان کا بوجھ ہلکا ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد ان کو ہماری دعوت حق میں دلچسپی پیدا

انجیل سوم لوقا

تعارف

یہ انجیل لوقا نامی ایک یونانی طبیب کی تحریر کردہ بتلائی جاتی ہے جو کہ پطرس کا ترجمان تھا۔ اس نے یہ تحریر پطرس کی وفات کے بعد ایک معزز دوست تھیفلس کے لیے لکھی تھی۔ اس تحریر کی بنیاد مندرجات اور غرض و غایت خود اس کے ابتدائی فقروں میں موجود ہیں کہ اس نے اس قسم کی سابقہ متعدد تحریروں کو غیر مرتب اور ناقص سمجھتے ہوئے ذرا تحقیق سے لکھی ہے کسی کتاب کی ایک مذہبی متن کے طور پر اور عام مسیحی امت کے لیے شائع کرنے یا ہونے کے خیال سے نہیں لکھا اور نہ اس کو روح القدس کے الہام سے لکھنے کا دعویٰ کیا اور نہ ہی اس کا نام انجیل رکھا۔ یہ سب بعد کی کارروائی ہے۔ اس کا ماخذ عام مسیحی سنائی روایات' انجیل مرقس وغیرہ ہیں مگر خوش قسمتی سے چوتھی صدی کے انتخاب اناجیل میں یہ بھی شمار ہو گئی۔

پولوس کے عہد تک اس کا کوئی نام و نشان نہیں ملتا ورنہ وہ ضرور اس کا حوالہ دیتے۔

دیگر مسیحی تحریرات کی طرح اس کا زمانہ تحریر بھی اندھیرے میں ہے اور لوقا کی طرف نسبت بھی کوئی یقینی بات نہیں۔ پھر یہ رسالہ بھی بکثرت رد و بدل اور تحریف کا شکار ہوا ہے جیسے کہ آگے آپ ملاحظہ کر لیں گے۔

ذیل میں آپ ایک مسیحی فاضل لارڈنر کا ایک تبصرہ عہد قدیم و جدید خاص کر انجیل کے متعلق سماعت فرمائیں۔ لکھتے ہیں کہ:

"فرقہ مارسیونیہ عہد قدیم کی تمام کتابوں کا نہ صرف منکر تھا بلکہ ان سے سخت نفرت کرتا تھا۔ اس کا نظریہ تھا کہ چونکہ بہت سی چیزیں عہد عتیق میں عہد جدید کے خلاف ہیں اس لیے یہ ایک ہی ذات کی طرف سے نہیں ہو سکتیں۔ اس نے عہد قدیم کے ذکر پر مشتمل بہت سی آیات عہد جدید سے نکال کر اس میں بہت کچھ اضافہ کر لیا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہود کا خدا اور ہے اور عیسیٰ کا باپ اور۔ اور عیسیٰ آئین (تورات) کو مٹانے کے لیے آیا تھا کیونکہ وہ انجیل کے مخالف تھا۔" (تفسیر ص ۲۸۴ تا ۲۸۶)

پھر اسی جلد میں لکھتے ہیں کہ:

"فرقہ مارسیونیہ عہد جدید کی صرف ۱۱ کتابوں کو مانتا تھا۔ پھر ان گیارہ کو بھی ناقص اور تحریف شدہ قرار دیتا تھا۔ انجیل میں سے صرف لوقا کو مانتا تھا اور خطوط میں سے صرف پولوس کے خطوط کو۔ پھر انجیل لوقا سے اس نے مختلف ابواب سے تقریباً دو صد آیات نکال دی تھیں۔ پہلا دوسرا باب تو مکمل نکال دیا تھا۔" (بحوالہ اعجاز عیسوی ص ۵۳ تا ۵۴ طبع جدید لاہور)

پادری ایس ایف خیر اللہ لکھتے ہیں کہ:

"انجیل لوقا کے کل ۲۸ ابواب ہیں۔

یہ صاحب پولوس کے جلیس اور ہم خدمت ہیں۔ مصنف ابتداء میں اس وقت کا ماحول اور تصنیف کی غرض و غایت بیان کرتا ہے۔ لوقا اعلیٰ تعلیم یافتہ مورخ اور غیر یہودی نو مرید تھا۔ وہ اپنی تحریر کو پہلے یونانی مورخین کی علمی روایت کے مطابق پیچیدہ طرز تحریر کے مطابق شروع کرتا ہے لیکن اس کے بعد عام زبان استعمال کرتا ہے۔ وہ ایک مستند مورخ ہے جس نے عہد جدید میں نہایت پر زور بیانیہ تحریرات نقل کی ہیں۔

سن تصنیف   اس حقیقت کے پیش نظر کہ اعمال کی کتاب انجیل لوقا کے کچھ بعد لکھی گئی (اعمال ۱:۱ و ۲) اس انجیل کے سن تصنیف کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ ہم کتاب اعمال کی تصنیف کا سال کونسا قبول کرتے ہیں۔

مقام تصنیف

پادری صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ: "ہمیں اس مقام کا صحیح علم نہیں جہاں لوقا نے اپنی انجیل کو مکمل کیا۔" (قاموس ص ۸۶۶)

تاریخ صحت و استناد

لیس ایف خیر اللہ لکھتے ہیں کہ:

"پہلی صدی کے اواخر میں بعض لوگوں نے اس انجیل کی تاریخی صحت پر انگلیاں اٹھائیں لیکن آج کل اکثر علماء اس کی تاریخی صحت پر متفق ہیں۔ (ایضاً")

فرمائیے متقدمین اور متاخرین کے درمیان کونسا فرق نکلا؟ پہلے بھی کچھ لوگ اس کی صحت میں متردد تھے اور آج کل بھی کچھ متردد ہیں۔ کلی اتفاق رائے نہیں۔

ناظرین کرام یہ اس انجیل کی حالت ہے جس کے مصنف کا نام داخلی طور پر معلوم ہے لیکن جن کا نام ہی پردۂ خفا میں ہے' ان کی تاریخی صحت کی کیا حالت ہو گی؟

یہ انجیل نہایت حوالجاتی اور کثیر مواد کی حامل ہے۔ اس کے کل ۲۴ ابواب ہیں۔ میرے مطالعہ کے پیش نظر اس کی ۳۶ آیات الحاقی اور جعلی ہیں جن پر تبصرہ پیش خدمت ہے۔

اس کی مطالعاتی اور حوالجاتی خصوصیات یہ ہیں کہ اس میں عورتوں کے ساتھ میل جول بکثرت ہے۔ (لوقا ۸ - ۱۰ باب ۴۲) مرتھا اور مریم کے واقعات ہیں' توحید خالص (لوقا ۱۰: ۲۵ تا ۲۸) اور رد کفارہ (۲۳: ۲۲ تا ۳۰) ہے۔ اس کے باب ۲۳ اور ۲۴ میں الحاق بکثرت پایا جاتا ہے۔

انجیل لوقا، زیر بحث آیات

باب	آیات
۱	۷۰
۲	۲، ۲۳، ۳۵
۷	۲۹، ۳۰، ۳۱
۸	۲۹، ۳۷، ۴۳، ۴۵
۹	۱۴، ۲۹، ۳۳، ۵۴ تا ۵۶
۱۱	۲ و ۴
۱۷	۳۶
۱۹	۲۵
۲۲	۱۹، ۲۰، ۴۳، ۴۴
۲۳	۱۷، ۱۹، ۳۴، ۵۱
۲۴	۳، ۶، ۱۲، ۳۶، ۴۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۴۲
مجموعہ	۳۸ آیات

آیات کا تفصیلی جائزہ

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱ آیت ۷۰ یوں درج ہے کہ:

"جیسا اس نے اپنے پاک نبیوں کی معرفت جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے کہا۔"

۲۔ اردو بائبل ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت بریکٹ میں کر دی گئی ہے

۳۔ رومن کیتھولک بائبل اردو اور نیو انٹرنیشنل ورشن میں بھی یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ تمام بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲ آیت ۲ بریکٹ میں یوں درج ہے کہ:

"(یہ پہلی اسم نویسی (مردم شماری) تھی جو سوریہ کے حاکم فرسنتوس کے وقت میں ہوئی)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' نیو انٹرنیشنل ورشن اور آتھورائزڈ ورشن میں یہ آیت بریکٹ میں درج کر دی گئی ہے۔

۴۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۵۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو انگلش بائبل' دی نیو یروشلم بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور آتھورائزڈ ورشن میں یہ نمبر بریکٹ میں درج ہے۔

۶۔ عربی' فارسی' جرمن' گورمکھی اور بقیہ انگلش بائبلز میں یہ نمبر بلا بریکٹ درج ہے۔

۷۔ نیو کنگ جیمس ورشن اور دی ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کیتھولک ایڈیشن فار انڈیا میں بھی یہ آیت بریکٹ میں مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۳)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲ ایت ۳۵ یوں درج ہے کہ:

"(اور تیری جان بھی تلوار سے چھد جائے گی) تا کہ بہتوں کے دلوں کے خیال کھل جائیں۔"

۲۔ اردو بائبل ۱۹۰۸ء تا ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ نیو امریکن بائبل' دی یروشلم بائبل' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور آتھورائزڈ ورشن اور نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں ۱۸۷۵ء کی طرح پہلا حصہ بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ تمام بائبلز میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ درج ہے۔

۵۔ نیو کنگ جیمس ورشن مطبوعہ ۱۹۹۰ء میں یہ آیت مثل ۱۸۷۵ء کے بریکٹ شدہ ہے اسی طرح یہ نسخہ بائبل تقریباً تمام کا تمام مثل نسخہ مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے ہے۔

حوالہ نمبر(۴)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲ آیت ۲۳ بریکٹ میں یوں درج ہے کہ:

"(جیسا کہ خداوند کی شریعت میں لکھا ہے کہ ہر ایک پہلوٹھا لڑکا خداوند کے لیے مخصوص کہلائے گا)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۹۰ء تا حال میں یہ آیت حسب سابق بریکٹ میں یوں مذکور ہے:

"(جیسا کہ خداوند کی شریعت میں لکھا ہے کہ ہر ایک پہلوٹھا خداوند کے لیے مقدس ٹھہرے گا)"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل اردو میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۴۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو انگلش بائبل' دی نیو یروشلم بائبل' نیو انٹرنیشنل' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور آتھورائزڈ ورشن میں بھی یہ آیت بریکٹ شدہ ہے۔

۵۔ عربی' فارسی' جرمن' گورمکھی اور بقیہ انگلش بائبلز میں بلا بریکٹ درج ہے۔

۶۔ نیو کنگ جیمس ورشن اور دی ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' کیتھولک ایڈیشن فار انڈیا میں بھی یہ آیت بریکٹ زدہ ہے۔

حوالہ نمبر(۵)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۷ آیت ۲۹ و ۳۰ بلا بریکٹ یوں درج ہے کہ:

"اور سب لوگوں نے سن کے اور محصول لینے والوں نے خدا کو سچ مان کے یوحنا سے بپتسمہ لیا۔"

۲۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو انٹرنیشنل

ورشن میں یہ دونوں آیات بریکٹ میں دی گئی ہیں' ایسے ہی نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں بھی۔

۳۔ عربی' فارسی اور بقیہ تمام بائبلز میں یہ آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔

حوالہ نمبر(۶)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۷ آیت ۳۱ بلا بریکٹ یوں درج ہے کہ:

"اور خداوند نے کہا پس اس زمانہ کے لوگوں کو کس سے نسبت دوں اور کس کی مانند کہوں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء سے خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے۔

۳۔ عربی' فارسی' آتھورائزڈ ورشن میں خط کشیدہ جملہ بریکٹ موجود ہے۔

۴۔ بقیہ بائبلز سے یہ جملہ خارج کر دیا گیا ہے۔

پادری حضرات بتلائیں کہ یہ جملہ اصل کلام میں موجود تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو نکالنے والوں کے لیے کیا جواز ہے؟ اگر اصل کلام میں موجود نہ تھا تو داخل کرنے والوں کے لیے کیا جواز ہے؟

حوالہ نمبر(۷)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۸ آیت ۲۹ بریکٹ میں یوں درج ہے:

"(اس لیے کہ وہ اس ناپاک روح کو حکم کرتا تھا کہ اس آدمی سے نکل جا۔ کیونکہ اکثر اسے پکڑتی تھی اور ہر چند اسے زنجیروں اور بیڑیوں سے جکڑ کے خبرداری کرتے تھے پر وہ زنجیروں کو توڑتا تھا اور دیو اسے بیابان میں دوڑاتا تھا۔)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ مکمل آیات بلا بریکٹ

درج ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ آیت صرف خط کشیدہ الفاظ تک بریکٹ میں ہے اور بقیہ بلا بریکٹ ہے۔

۴۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں یہ آیت مکمل طور پر بریکٹ میں ہے۔ اسی طرح انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں ہے۔

۵۔ نیو امریکن بائبل (کیتھولک) ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں خط کشیدہ چھوڑ کر بقیہ تمام آیت بریکٹ میں ہے۔

۶۔ عربی، فارسی، جرمن، گورمکھی اور بقیہ انگلش بائبلز میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ ہے۔

بائبل مقدس کو بے خطا و تحریف قرار دینے والے پادری صاحبان بتلائیں کہ یہ بریکٹ اور عدم بریکٹ یا جزوی بریکٹ کا کیا مطلب ہے؟ کیا تمام آیت کلام الہٰی ہے یا تمام ہی بعد میں شامل کیا گیا ہے؟ رومن کیتھولک والے اردو میں تھوڑی سی بریکٹ اور بقیہ کلیئر۔ مگر وہی کیتھولک پہلا حصہ بریکٹ سے آزاد رکھ کر بقیہ تمام کو بریکٹ میں کر رہے ہیں۔ بتایئے اردو اور انگلش میں یہ تضاد کیوں ہے؟

حوالہ نمبر(۸)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۸ آیت ۴۵ یوں درج ہے:

"تب یسوع نے کہا کہ کس نے مجھے چھوا؟ جب سب انکار کرنے لگے پطرس اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اے صاحب لوگ تجھ پر گرے پڑتے ہیں اور دبائے لیتے (اور تو کہتا ہے کہ کس نے مجھے چھوا)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۶ء تا حال میں یوں مذکور ہے:

"اس پر یسوع نے کہا وہ کون ہے جس نے مجھے چھوا؟ جب سب انکار کرنے لگے تو پطرس اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اے صاحب لوگ تجھے

دیاتے اور تجھ پر گرے پڑتے ہیں۔" (باقی حذف)
جرمن بائبل میں ۱۸۷۵ء کی طرح بریکٹ موجود ہے۔
۳۔ عربی، فارسی میں یہ الفاظ بلا بریکٹ موجود ہیں اور بقیہ بائبلز سے یہ الفاظ خارج کر دیے گئے ہیں۔

حوالہ نمبر(۹)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۳۱ یوں درج ہے کہ:
"اور خداوند نے کہا پس اس زمانہ کے لوگوں کو کس سے نسبت دوں اور کس کی مانند کہوں۔"
۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء تا حال میں یہ آیت یوں درج ہے:
"پس اس زمانے کے آدمیوں کو میں کس سے تشبیہ دوں اور وہ کس کی مانند ہیں؟"
۳۔ رومن کیتھولک بائبل ۱۹۵۸ء میں یوں ہے:
"اس پشت کے لوگوں کو میں کس سے تشبیہ دوں اور وہ کس کی مانند ہیں۔"
۴۔ عربی اور فارسی بائبل، آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں مثل ۱۸۷۵ء کے درج ہے یعنی خط کشیدہ جملہ (اور خداوند نے کہا) بلا بریکٹ درج ہے۔
۵۔ گڈ نیوز بائبل میں ہے کہ "یسوع نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا"
۶۔ بقیہ بائبلز میں یہ آیت ۱۹۰۸ و ۱۹۲۹ کی طرح یعنی پہلے جملہ کے بغیر درج ہے۔
سلطان المناظرین حضرت العلام کیرانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:
"۱۸۴۴ء کے عربی ترجمہ میں ہے فقال الرب بمن اشبه

۱۸۴۳ء کے نسخہ عربی میں ہے ثم قال الرب بماذا اشبہ اناس هذا الجيل وبمن يشبهون

۱۸۴۲ء کے فارسی ترجمہ میں ہے کہ:

"حضرت فرمود کہ من اشخاص ایں طبقہ بچہ تشبیہ کنم"

۱۸۴۱ء کے اردو ترجمہ میں ہے کہ:

"اور خداوند نے یہ بھی کہا میں اس زمانہ کے" الخ

تمام تصدیق شدہ انگلش تراجم اسی کے مطابق ہیں۔ "اور خداوند نے کہا"

جبکہ ۱۸۴۱ء کے اردو مترجم نے لفظ "یہ بھی" بڑھا دیا ہے۔

رومن کیتھولک ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۶ء کے حاشیہ پر تحریر ہے کہ: "مطبوعہ نسخوں میں یہ آیت یوں شروع ہوتی ہے "اور خداوند نے کہا"

بیشتر نسخوں میں یہ لفظ موجود نہیں۔ چوٹی کے محققین نے اس کو رد کیا ہے

۱۸۴۲ء کے اردو مترجم نے یہ لفظ نکال کر بہت اچھا کام کیا ہے۔" (اعجاز عیسوی ص ۲۰۱ و ۲۰۲)

حوالہ نمبر(۱۰)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۸ آیت ۴۳ یوں درج ہے:

"اور ایک عورت نے جس کو بارہ برس سے لہو جاری تھا اور اپنا سارا مال حکیموں پر خرچ کیا پر کسو سے چنگی نہ ہو سکی۔

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال یہیں یوں درج ہے:

"اور ایک عورت نے جس کے بارہ برس سے خون جاری تھا اور اپنا سارا مال حکیموں پر خرچ کر چکی تھی اور کسی کے ہاتھ سے اچھی نہ ہو سکی تھی۔"

۳۔ نیو امریکن میں مندرجہ بالا خط کشیدہ حصہ بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی، فارسی، آتھورائزڈ ورشن، انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۸۴۳ء اور

رومن کیتھولک اردو بائبل میں پوری آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۵۔ بقیہ بائبلز سے یہ الفاظ "وہ اپنا سارا مال حکیموں پر خرچ کر چکی تھی" حذف کر دیا گیا ہے۔

حوالہ نمبر(۱۱)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۹ آیت ۱۴ بلا بریکٹ یوں درج ہے کہ:

"کیونکہ وے پانچ ہزار مرد کے قریب تھے تب اس نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ ان کو پچاس پچاس کی پانت کر کے بٹھاؤ۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۲ء تاحال میں یہ آیت بلا بریکٹ یوں درج ہے کہ:

"کیونکہ وہ پانچ ہزار مرد کے قریب تھے۔ اس نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ ان کو تخمیناً پچاس پچاس کی قطاریں کر کے بٹھاؤ۔"

۳۔ نیو انگلش بائبل، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز بائبل، گڈ نیوز کلر ایڈیشن نیو ٹسٹامنٹ، نیو انٹرنیشنل ورشن اور گورمکھی بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں درج ہیں۔

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں بلا بریکٹ درج ہیں۔

حوالہ نمبر(۱۲)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۹ آیت ۳۳ بلا بریکٹ یوں درج ہے کہ:

"اور ایسا ہوا کہ جد وے اس سے جدا ہونے لگے پطرس نے یسوع سے کہا کہ اے صاحب ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے۔ تین ڈیرے بناویں ایک تیرے اور ایک موسیٰ اور ایک الیاس کے لیے۔ اور نہیں جانتا تھا کہ کیا کہتا ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۱۰ء میں یہ الفاظ بلا بریکٹ درج ہیں۔

۲۔ گڈ نیوز' بائبل گڈ نیوز کلر ایڈیشن' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور یو انٹر نیشنل ورشن میں بھی یہ الفاظ بریکٹ میں درج ہیں۔

۳۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ الفاظ بلا بریکٹ درج ہیں۔

حوالہ نمبر(۳)

بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۹ آیت ۵۵ و ۵۶ یوں درج ہے کہ:

"تب اس نے پھر کے انہیں دھمکایا اور کہا تم نہیں جانتے کہ تم کیسی روح کے ہو۔ کیونکہ ابن آدم لوگوں کی جان برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے آیا ہے تو وے دوسری بستی کو چلے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۲ء میں مندرجہ بالا دونوں آیتوں کے خط کشیدہ الفاظ خارج کر دیے گئے۔ اسی طرح اس سے قبل آیت ۵۴ کا آخری حصہ (جیسا کہ الیاس نے کیا) جو کہ ۱۸۷۵ء کے نسخہ میں موجود ہے وہ بھی حذف کر دیا گیا۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ خط کشیدہ حصے بریکٹ میں درج کر دیے گئے۔

۴۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل ۱۹۵۴ء تا حال میں بھی یہ حصے بریکٹ میں کر دیے گئے ہیں۔

۵۔ عربی' فارسی اور آرتھوڈوکس ورشن میں یہ حصے مکمل طور پر بلا بریکٹ درج ہیں اسی طرح انگلش نیو ٹسٹامنٹ مطبوعہ ۱۹۴۳ء

۶۔ گورمکھی بائبل میں آیت نمبر ۵۴ و ۵۵ کے خط کشیدہ حصے بریکٹ میں کر دیے گئے اور ۵۶ کے الفاظ بالکل خارج کر دیے گئے۔

۷۔ جرمن ایڈیشن بھی آیت ۵۵ و ۵۶ کے خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں دیے گئے ہیں۔

۸۔ بقیہ تمام انگلش بائبلز سے یہ الفاظ بالکل نکال دیے گئے۔

۹۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن آف امریکہ سے بھی آیت نمبر ۵۵ کا آخری حصہ نکال دیا گیا۔

بائبل کی بریکٹ شدہ آیات کے متعلق وضاحت

پادری ولیم میچن اپنی تفسیر لوقا میں لکھتے ہیں کہ: "اردو ترجمہ میں جہاں جہاں بریکٹ پائی جاتی ہے وہ الفاظ قدیم نسخوں میں موجود ہیں مگر بہترین نسخوں میں موجود نہیں لیکن ان کو لوقا نے (مصنف انجیل) اصل انجیل میں نہیں لکھا تھا۔" (ص ۲۴۰ مطبوعہ ۱۹۲۹ء ایس پی سی کے انارکلی لاہور)

اسی طرح بائبل کی تمام بریکٹ شدہ آیات کا یہی معاملہ ہے کہ وہ مشکوک اور بعد میں شامل کی گئی ہیں۔ ویسے مجموعی طور پر موجودہ انجیل کی سند متصل ہی پیش نہیں کی جا سکتی۔

بائبل کے جو قدیم نسخے (لاطینی اور یونانی وغیرہ) پائے جاتے ہیں وہ مکمل نہیں بلکہ انتہائی ادھورے اور ناقص ہیں، بعض تو محض چند اوراق ہیں۔ پھر آپس میں بھی بڑے مختلف ہیں۔ حتی نسخہ سینا میں مکتوب برنباس بھی شامل ہے۔ اسی لیے پادری صاحبان ان کو شائع کر کے منظر عام پر نہیں لا سکتے۔

حوالہ نمبر (۱۴)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۰ آیت ۴۲ یوں درج ہے:

"پر ایک چیز ضروری ہے سو مریم نے وہ اچھا حصہ چنا ہے جو اس سے پھیر لیا نہ جائے گا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۶ء تا حال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"لیکن ایک چیز ضرور ہے اور مریم نے وہ اچھا حصہ چن لیا ہے جو اس سے چھینا نہ جائے گا۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یوں درج ہے۔

"مگر ایک ہی بات درکار ہے پس مریم نے اچھا حصہ چن لیا جو اس سے چھینا نہ جائے گا"

۴۔ اردو بائبل ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں اس آیت کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یونانی متن میں یہ آیت یوں ہے:

"لیکن ضرورت چند ہی چیزوں کی ہے بلکہ ایک کی، اور مریم نے وہ اچھا حصہ چن لیا ہے۔"

۵۔ عربی، فارسی اور دیگر بائبلز میں مثل ۱۹۰۸ء کے ہے۔

حوالہ نمبر(۱۵)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۱ آیت ۲ یوں درج ہے کہ:

"اس نے ان سے کہا جب تم دعا مانگو تو کہو اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے۔ تیری مراد جیسی آسمان پر زمین پر بھی آوے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیت صرف اتنی درج ہے۔ خط کشیدہ الفاظ نکال دیے گئے ہیں۔

"اس نے ان سے کہا جب تم دعا مانگو تو کہو کہ اے باپ تیرا نام پاک مانا جائے تیری بادشاہت آئے۔" (باقی حذف)

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تاحال سے بھی خط کشیدہ الفاظ خارج کر دیے گئے ہیں۔

۴۔ عربی، فارسی، بائبل میں یہ آیت بلا کم و کاست ۱۸۷۵ء کے مطابق ہے اور ایسے ہی آتھورائزڈ ورشن میں (ایسے ہی انگلش نیو ٹیسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں)

۵۔ بقیہ بائبلز میں مثل ۱۹۰۸ء کے درج ہے۔

گویا اس آیت میں تین حذف پائے گئے ہیں۔ موجودہ بائبلز میں خط

کشیدہ الفاظ حذف کرنے سے شائد یہ مقصود ہو کہ پادری صاحبان زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں چاہتے کیونکہ پھر ان کی من مانی نہیں چلتی۔

حوالہ نمبر(۱۶)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۱ آیت ۴ یوں درج ہے کہ:

"اور ہمارے گناہوں کو بخش کیونکہ ہم بھی ہر ایک کو جو ہمارا قرض دار ہے بخشتے ہیں اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ ہم کو برائی سے چھڑا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ و ۱۹۲۶ء سے خط کشیدہ الفاظ نکال کر یوں درج کی گئی ہے۔

"اور ہمارے گناہ معاف کر کیونکہ ہم بھی اپنے ہر قرض دار کو معاف کرتے ہیں اور ہمیں آزمائش میں نہ لا۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یوں مذکور ہے کہ:

"اور ہمارے گناہ ہمیں بخش کیوں کہ ہم بھی اپنے ہر ایک قرض دار کو بخشتے ہیں اور ہمیں آزمائش میں پڑنے نہ دے۔"

۴۔ عربی اور فارسی بائبل میں یوں ہے کہ:

"اور ہمیں ہمارے گناہ بخش دے کیونکہ ہم بھی ہر اس آدمی کو بخش دیتے ہیں جو ہمارے ساتھ برائی کرے اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ ہم کو شریر سے بچا۔"

۵۔ بقیہ بائبلز سے خط کشیدہ الفاظ نکال دیئے گئے ہیں۔

حوالہ نمبر(۱۷)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۱ آیت ۱۱ یوں درج ہے:

"تم میں سے کون ایسا باپ ہے کہ جب اس کا بیٹا روٹی مانگے اسے پتھر

دے یا مچھلی مانگے مچھلی کے بدلے اسے سانپ دے۔"

۲۔ اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں یہ آیت یوں مندرج ہے:

"تم میں سے ایسا کونسا باپ ہے کہ جب اس کا بیٹا روٹی مانگے تو اسے پتھر دے یا مچھلی مانگے تو مچھلی کے بدلے اسے سانپ دے۔"

۳۔ بائبل ۱۹۲۶ء کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یونانی متن میں یہ آیت صرف اتنی ہے:

"تم میں سے کونسا ایسا باپ ہے کہ جب اس کا بیٹا مچھلی مانگے تو مچھلی کے بدلے اسے سانپ دے"

درمیان والا جملہ "اس کا بیٹا روٹی مانگے" حذف کر دیا گیا۔

۴۔ نیو انٹرنیشنل ورشن، نیو ورلڈ ٹرانسلیشن، دی نیو انگلش بائبل، ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن وغیرہ میں بھی یہ آیت یونانی متن کے مطابق ہے، دی گڈ نیز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یونانی متن سے زائد عبارت مشکوک حالت میں تحریر ہے۔

حوالہ نمبر(۱۸)

ا۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۷ آیت ۳۶ یوں مذکور ہے کہ:

"اور دو آدمی جو کھیت میں ہوں گے ایک پکڑا دوسرا چھوڑا جائے گا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء میں اس باب کی کل آیات ۳۷ کو چھتیس کر دیا گیا ہے۔ اس لیے یہ آیت ہی نمبر سمیت بے نشان کر دی گئی تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ کاش کہ دیگر حذف شدہ آیات کو بھی یوں ہی کر دیتے تا کہ معلوم ہو جاتا کہ واقعی یہ آیت بعد کی شامل شدہ ہے، علماء نے اس کو نکال کر اور نمبر ملا کر حق تحقیق ادا کر دیا ہے۔

۳۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۲۶ء میں نمبر آیت مع الفاظ حذف کر دیے گئے لیکن اس کا خانہ باقی رکھا گیا ہے یعنی آیت نمبر ۳۵ کے بعد آیت ۳۷

درج کر دی گئی' درمیان میں ۳۶ بمع الفاظ غائب ہے۔

۴۔ رومن کیتھولک بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۵۸ء عربی' فارسی بائبل' آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۵۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تاحال میں یہ آیت بریکٹ میں کر دی گئی ہے۔

۶۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن اور نیو امریکن بائبل (کیتھولک) میں نمبر موجود مگر الفاظ غائب۔ ایسے ہی دی نیو یروشلم بائبل میں۔

۷۔ گور یکمی اور جرمن بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں یہ آیت بمع نمبر بریکٹ میں موجود ہے۔

۸۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' کلاروزن بائبل' دی نیو انگلش بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' دی یروشلم بائبل اور کرسچن کمیونٹی بائبل (کیتھولک) سے یہ آیت بمع نمبر خارج کر دی گئی۔

۹۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ آیت بحالت مشکوک (اٹیلیکس) بمع نمبر موجود ہے۔

حوالہ نمبر (۱۹)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۹ آیت ۲۵ بریکٹ میں یوں درج ہے:

"تب انہوں نے اسے کہا اے خداوند اس کے پاس دس منا تو ہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء یہ آیت بریکٹ میں اس طرح ہے کہ:

"(انہوں نے اس سے کہا اے خداوند اس کے پاس دس اشرفیاں تو ہیں)

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' آرتھورائزڈ ورشن میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے' اس طرح انگلش ٹسٹامنٹ مطبوعہ

۷۔ ۱۹۷۸ء میں بھی بریکٹ میں ہے۔

۸۔ عربی، فارسی، جرمن، گورکمی اور بقیہ انگلش بائبلز نیز رومن کیتھولک بائبل بھی بریکٹ سے پاک ہیں۔

حوالہ نمبر (۲۰)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۲ آیت ۱۹ و ۲۰ یوں درج ہے کہ:

"پھر روٹی لی اور شکر کر کے توڑی اور یہ کہہ کر ان کو دی کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے، یہ میری یادگاری کی واسطے کیا کرو۔ اور اسی طرح کھانے کے بعد اس پیالہ کو لے کر کہا کہ یہ پیالہ میرا لہو ہے جو تمہارے واسطے بہایا جاتا ہے ایک نیا عہد ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

"پھر اس نے روٹی لی اور شکر کر کے توڑی اور یہ کہہ کر ان کو دی کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے۔ میری یادگاری کے لیے یہی کیا کرو۔ اور اسی طرح کھانے کے بعد پیالہ یہ کہہ کر دیا کہ یہ پیالہ میرے اس خون میں نیا عہد ہے جو تمہارے واسطے بہایا جاتا ہے۔"

۳۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گورکمی بائبل اور کرسچین کمیونٹی بائبل میں یہ دونوں آیتیں بریکٹ میں دی گئی ہیں۔

۴۔ گڈ نیوز بائبل میں یہ آیت متن میں درج کر کے حاشیہ میں وضاحت ہے کہ یہ کچھ قدیم نسخوں میں نہیں۔

۵۔ دی نیو انگلش بائبل اور نیو ریوائزڈ ورژن سے یہ آیتیں بالکل نکال دی گئی ہیں۔

۶۔ عربی، فارسی، اردو اور بقیہ انگلش بائبلز میں یہ آیات بلا بریکٹ موجود ہیں۔

جدید تحقیق کے نتیجہ میں مغربی محققین نے مروجہ مسیحیت کے عقیدہ

مسائل کا انکار اور ان کے متعلقہ آیات کو بھی بائبل مقدس سے نکال دیا ہے جیسے ۱۹۲۳ء میں ۲۴۰ مسیحی علماء کی ایک کونسل نے ۳۹ بنیادی عقائد کا انکار کر دیا ہے۔

مندرجہ بالا دو آیات کو نکال کر یا بعض نسخوں میں بریکٹ میں کر کے مسئلہ عشائے ربانی کو اڑا دیا گیا ہے۔ اسی طرح بقیہ مسائل کا حال ہے۔

ملاحظہ فرمائیے کیسی عجیب موافقت ہے کہ پہلے عیسائی کاتب اور پادری اپنے من گھڑت عقائد کی تائید میں آیات بنا بنا کر بائبل میں شامل کرتے تھے۔ اب ان کے مقابلہ میں اپنے غیر پسندیدہ نظریات کے متعلقہ آیات کو خارج کر رہے ہیں۔ پھر عجیب تر یہ امر ہے کہ باوجود ان واضح مناظر کے ہمارے دیسی پادری بائبل کو لا تبدیل کہنے سے باز نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے۔

حوالہ نمبر(۲۱)

۱۔ انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۲ آیات ۴۳ و ۴۴ یوں درج ہے کہ:

"اور آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا جو اسے قوت دیتا تھا ○ اور وہ جان کنی میں پھنس کے بہت گڑگڑا کر دعا مانگتا تھا اور اس کا پسینہ لہو کی بوند کی مانند ہو کر زمین پر گرتا تھا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۳ء میں یہ آیات بلا بریکٹ یوں درج ہیں:

"اور آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا۔ وہ اسے تقویت دیتا تھا۔ پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا مانگنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں بن کر زمین پر ٹپکتا تھا۔"

دلیر خدا ہے۔ (معاذ اللہ)

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن سے یہ دونوں نمبر بالکل خارج کر دیے گئے

ہیں۔

۴۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، گور کھی بائبل، نیو امریکن بائبل (کیتھولک) میں یہ دونوں آیات بریکٹ میں موجود ہیں۔

۵۔ عربی، فارسی، پروٹسٹنٹ بائبل ۱۹۵۲ء تاحال، گڈ نیوز کلر ایڈیشن، نیو انٹرنیشنل ورشن، دی یروشلم بائبل، دی نیو یروشلم بائبل، کرسچن کمیونٹی بائبل، نیو ورلڈ ٹرانسلیشن، دی نیو انگلش بائبل، جرمن بائبل، انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء آتھورائزڈ ورشن میں یہ آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔

۶۔ گڈ نیوز بائبل کے حاشیہ پر ہے کہ یہ دونوں نمبر بعض نسخوں میں نہیں ہیں۔

اعجاز عیسوی جدید ص ۲۰۳ پر لکھا ہے کہ لوقا ۲۲: ۴۳، ۴۴ سے نسخہ اسکندریانوس کے علاوہ دوسرے نسخوں سے بھی صرف اس لیے نکال دیا گیا کہ بعض دین دار عیسائیوں کے خیال میں خداوند کے فرشتے کے مدد کرنے سے خداوند (مسیح) کے مقام الوہیت میں نقص واقع ہوتا ہے۔

اس حوالہ اور اس کتاب کے دیگر حوالہ جات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ یہ راسخ الاعتقاد مسیحی اپنے اپنے نظریات کی تائید کے لیے کلام مقدس سے کبھی کچھ نکال لیتے ہیں اور حسب ضرورت کبھی اس میں کچھ شامل بھی کر دیتے ہیں۔ جیسے اعمال ۸: ۳۷، یوحنا ۵۲: ۷ وغیرہ۔ دریں صورت اس کتاب مقدس کا تحریف و تبدیلی سے پاک ہونا کون ذی ہوش انسان تسلیم کر سکتا ہے، یہ چیز عقل و فہم سے ماوراء ہے لہٰذا ہمارے دیسی پادریوں کو بائبل کو محرف ثابت کرنے پر ناراض نہیں ہونا چاہیے۔

حوالہ نمبر (۲۲)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۳ آیت ۱۷ بریکٹ میں یوں مذکور ہے کہ:

"(اسے ہر عید میں ضرور تھا کہ کسو کو ان کے واسطے چھوڑ دے)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء سے یہ آیت بمع نمبر خارج کر دی گئی ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یہ آیت بریکٹ میں موجود ہے۔ ایسے ہی گورکھی اور گڈ نیوز فار ماڈرن مین میں بھی بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل ۱۹۵۲ء تاحال میں بھی یہ آیت بریکٹ میں موجود ہے۔

۵۔ گڈ نیوز کلر ایڈیشن' جرمن بائبل' عربی اور فارسی بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے' ایسے ہی آتھورائزڈ ورشن میں۔

۶۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' نیو امریکن بائبل میں نمبر آیت موجود مگر الفاظ غائب ہے۔

۷۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' دی نیو انگلش بائبل' دی یروشلم بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' کرسچن کمیونٹی بائبل (کیتھولک) دی نیو یروشلم بائبل اور گڈ نیوز بائبل سے بمع نمبر خارج کر دی گئی ہے۔

۸۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ آیت بحالت مشکوک (اٹیلیکس) موجود ہے۔

۹۔ پادری ولیم میکن تفسیر لوقا میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت بہترین نسخوں میں درج نہیں ہے۔

اب دیسی پادری بتلائیں کہ یہ کلام الٰہی ہے یا ادخال و اخراج کا رجسٹر؟

حوالہ نمبر (۲۳)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۳ آیت نمبر ۱۷ بریکٹ میں یوں درج ہے کہ:

"(وہ) جو بلوا جو شہر میں ہوا تھا اور خون کے سبب قید تھا)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیت چھوٹی بریکٹ میں یوں درج ہے:

"(یہ کسی بغاوت کے باعث جو شہر میں ہوئی تھی) اور خون کے سبب قید میں ڈالا گیا تھا۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل ۱۹۵۸ء میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔ ایسے ہی کورکمی اور گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن میں بھی۔

۴۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۶۶ء حال میں اسی طرح بریکٹ میں درج ہے۔

۵۔ گڈ نیوز کلر ایڈیشن، جرمن بائبل اور عربی فارسی بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔ ایسے ہی آتھورائزڈ ورشن میں۔

۶۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن، نیو امریکن بائبل میں نمبر آیت موجود مگر الفاظ غائب ہیں۔

۷۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، دی نیو انگلش بائبل، دی یروشلم بائبل، نیو انٹر نیشنل ورشن، کرسچن کمیونٹی بائبل (کیتھولک)، دی نیو یروشلم بائبل اور گڈ نیوز بائبل سے بمع نمبر خارج کر دی گئی ہے۔

۸۔ دی گڈ نیوز انٹر نیشنل ایڈیشن میں یہ آیت بحالت مشکوک موجود ہے۔

۹۔ پادری ولیم میکن کی تفسیر لوقا میں بھی یہ آیت بریکٹ زدہ ہے (ص ۳۰۳) مگر انھوں نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

حوالہ نمبر(۲۴)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۳ آیت ۳۴ یوں بلا بریکٹ درج ہے کہ:

اور یسوع نے کہا کہ اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ وے نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں اور انہوں نے چٹھی ڈال کے اس کی پوشاک بانٹ لی۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء یوں درج ہے کہ:

"یسوع نے کہا اے باپ ان کو معاف کر' کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں اور انہوں نے اس کے کپڑوں کے حصے کیے اور ان پر قرعہ ڈالا۔"

۳۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل ۱۹۵۲ء تا حال' رومن کیتھولک اردو بائبل میں بلا بریکٹ درج ہے۔

۴۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو امریکن بائبل میں خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں کر دیے گئے ہیں۔

۵۔ عربی' فارسی' گورمکھی' جرمن اور بقیہ انگلش بائبلوں میں تمام آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۶۔ نیو انٹرنیشنل ورشن کے حاشیہ میں درج ہے کہ یہ حصہ کئی قدیم نسخوں میں نہیں پایا جاتا' ایسے ہی گڈ نیو بائبل اور نیو انگلش بائبل کے حاشیہ پر پادری ولیم میکن (لوقا ۲۳: ۳۴) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

"یہ عجیب بات ہے کہ بعض نسخوں میں یہ آیت موجود نہیں۔ سٹریٹر صاحب لکھتے ہیں کہ غالباً دوسری صدی میں کسی نقل نویس نے اس آیت کو اس خیال سے نکال دیا کہ یہ آیت غلط ہے کیونکہ ناممکن اور نامناسب تھا کہ خدا یہودیوں کو معاف کرے' نیز اس نے یہ بھی سمجھا ہو گا کہ در حقیقت خدا نے ان کو معاف نہ کیا تھا۔ ستر برس کے اندر یروشلم مسمار کر دیا گیا اور لاکھوں یہودی قتل ہوئے یا غلام بنائے گئے تھے۔ یہ الفاظ پورے طور پر ہمارے خداوند کی طبیعت اور طرز زندگی کے مطابق ہیں۔" (ص ۳۰۸)

ملاحظہ فرمائیں کہ ہر بات کو کسی نہ کسی نقل نویس کے ذمہ لگا کر تحریف سے احتراز کیا جا رہا ہے اور پھر اخراج کی توجیہ کیسی عجیب ہے۔ گویا کسی کو معافی دینا یا دعا کرنا جائز نہیں۔ حالانکہ ہر خدا رسیدہ ہستی ستانے والوں کو دعا

ہی دی گئی ہے۔ خود متی ۵: ۴۴ میں اس کی تلقین ہے کہ ایذاء دینے والوں اور لعنت کرنے والوں کو معاف کرو۔ مگر اس توجیہ سے اس آیت کے اخراج یا ادخال پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سوال تو یہ ہے کہ اصل نسخہ میں موجود تھی یا نہیں یا وہ معاملہ مشکوک ہو گیا۔ لہذا تحریف ثابت ہوئی۔ وہو المراد

حوالہ نمبر(۲۵)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۳ آیت ۵۱ یوں درج ہے کہ:

"اور وہ ان کی صلاح اور کام میں شریک نہ ہوا" یہ یہودیوں کے شہر ارمتیہ کا تھا اور وہ خود خدا کی بادشاہت کا منتظر تھا۔" (مسیح کا قاتل یوسف رامتیاز)

۲۔ اردو بائبل ۱۹۰۸ء تاحال، رومن کیتھولک بائبل لندن، عربی، فارسی وغیرہ تمام بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ مگر آتھورائزڈ ورشن بائبل میں یہ آیت بریکٹ کے اندر درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۶)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۴ آیت ۶ یوں درج ہے:

"وہ یہاں نہیں ہے بلکہ اٹھا ہے یاد کرو ہنوز جب جلیل میں تھا، تم سے کیا کہا تھا کہ"

۲۔ بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء و ۱۹۴۵ء تاحال میں اس طرح ہے کہ:

"وہ یہاں نہیں بلکہ جی اٹھا ہے۔ یاد کرو جب وہ گلیل میں تھا تو اس نے تم سے کہا تھا۔"

۳۔ عربی، فارسی، رومن کیتھولک بائبل ۱۹۵۰ء و ۱۹۵۹ء میں بھی اسی

طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۴۔ کرسچن کمیونٹی بائبل میں یہ آیت بریکٹ شدہ ہے۔

۵۔ نیو انگلش بائبل، ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن فار انڈیا (کیتھولک ایڈیشن) میں اس آیت کا پہلا حصہ مذکور نہیں ہے۔

حوالہ نمبر(۲۷)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۴ آیت ۱۲ یوں درج ہے:

"تب پطرس اٹھ کے قبر کی طرف دوڑا اور جھک کر دیکھا کہ صرف کفن پڑا ہے اور اس ماجرے سے تعجب کرتا ہوا اپنے گھر کو چلا گیا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۱ء و ۱۹۳۵ء تاحال میں یہ [illegible] بریکٹ ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک بائبل ۱۹۵۰ء و ۱۹۵۹ء نیز عربی فارسی میں بھی اسی طرح ہے۔

۴۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور نیو انگلش بائبل سے یہ آیت مکمل طور پر خارج کردی گئی ہے۔

۵۔ گڈ نیوز بائبل اور نیو امریکن بائبل کے متن میں موجود ہے مگر حاشیہ میں لکھا ہے کہ آیت مغربی نسخوں میں موجود نہیں ہے۔ ایسے ہی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن فار انڈیا میں۔

۶۔ کرسچن کمیونٹی بائبل اور نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں یہ آیت بریکٹ شدہ ہے۔

۷۔ بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ موجود ہے۔

۸۔ پادری ولیم میکڈونلڈ اپنی تفسیر لوقا میں لکھتے ہیں کہ:

"بعض علماء کا خیال ہے کہ اس آیت کو لوقا نے نہیں لکھا بلکہ کسی نقل نویس نے اس اقتباس کو چوتھی انجیل سے لیا ہے۔" (ص ۳۱۶)

حوالہ نمبر(۲۸)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۴ آیت ۲۴ یوں درج ہے:

"اور بعضوں نے ہمارے ساتھیوں میں سے قبر پر جا کے جیسا کہ ان عورتوں نے کہا تھا پایا پر اس کو نہ پایا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تاحال میں بھی یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ عربی فارسی نیز رومن کیتھولک بائبل سے بھی یہ آیت اسی طرح درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۹)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۴ آیت ۳۶ یوں درج ہے:

"اور وے یہ باتیں کہہ رہے تھے کہ یسوع آپ ان کے بیچ میں کھڑا ہوا اور ان سے کہا تمہیں سلام۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ عربی فارسی نیز رومن کیتھولک اردو بائبل ۱۹۵۰ء و ۱۹۵۹ء میں بھی ایسے ہی ہے۔

۴۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کے متن سے آخری حصہ خارج مگر حاشیہ پر لکھا ہے کہ بعض نے اس کو بڑھا لیا ہے۔

۵۔ گڈ نیوز بائبل کے متن میں موجود مگر حاشیہ میں لکھا ہے کہ بعض نسخوں میں یہ جملہ نہیں ہے۔ ایسے ہی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن فار انڈیا اور نیو انگلش بائبل میں۔

۵۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں حصہ بریکٹ میں درج ہے۔

۷۔ پادری ولیم میچن بھی لکھتے ہیں کہ یہ حصہ لوقا نے نہیں لکھا بلکہ کسی نقل نویس نے دوسری جگہ سے لے کر لکھ دیا ہے۔ (ص ۳۲۱)

حوالہ نمبر(۳۰)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۴ آیت ۴۰ یوں درج ہے:

"اور یہ کہہ کر انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تاحال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ عربی فارسی رومن کیتھولک ۱۹۵۰ء و ۱۹۵۹ء وغیرہ میں یہ آیت اس طرح مذکور ہے۔

۴۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور نیو انگلش بائبل سے یہ آیت بالکل نکال دی گئی ہے۔

۵۔ کرسچن کمیونٹی بائبل اور نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں یہ آیت بریکٹ شدہ ہے۔

۶۔ گڈ نیوز بائبل کے متن میں موجود مگر حاشیہ میں لکھا ہے کہ بعض نسخوں میں یہ آیت درج نہیں ہے۔

حوالہ نمبر(۳۱)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۴ آیت ۴۲ یوں درج ہے:

"تب انہوں نے بھونی ہوئی مچھلی کا ایک ٹکڑا اور شہد کا ایک چھتہ اس کو دیا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء و ۱۹۳۵ء تاحال میں یوں درج

ہے۔ ۳ انھوں نے اسے بھنی ہوئی مچھلی کا ٹکڑا دیا۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۵۹ء' ریوائزڈ اور نیو ریوائزڈ و دیگر انگلش بائبلز میں بھی یہ آیت مثل ۱۹۰۸ء کے ہے۔

۴۔ دی نیو کنگ جیمس ورشن مطبوعہ ۱۹۹۰ء کے متن میں یہ آیت مثل ۱۸۷۵ء کے پوری درج ہے مگر حاشیہ میں لکھا ہے کہ بعض نسخوں میں آخری جملہ نہیں ہے۔

۵۔ رومن کیتھولک اردو نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۵۰' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء' عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۴۳ء و ۱۸۸۵ء' فارسی بائبل' آتھو رائزڈ ورشن میں یہ آیت مثل ۱۸۷۵ء کے پوری مندرج ہے۔

٦۔ پادری ولیم میچن اپنی تفسیر لوقا میں لکھتے ہیں کہ شہد کے چھتہ کا ذکر غیر مستند نسخوں میں ہی ہے۔ (ص ۳۴۳)

۷۔ جرمن نیو ٹسٹامنٹ ۲۴: ۴۲ و ۴۳ میں جزوی بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر (۴۴)

۱۔ بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۴ آیت ۵۱ یوں درج ہے:

"اور ایسا ہوا کہ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا' ان سے جدا ہوا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء ناظل میں یہ آیت یوں ہی بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ کرسچن کمیونٹی بائبل کیتھولک ایڈیشن میں آخری حصہ آیت بریکٹ میں مندرج ہے۔

۴۔ نیو انگلش بائبل میں یہ خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے' لیکن حاشیہ میں لکھا کہ بعض نسخوں میں یہ جملہ بڑھایا گیا ہے۔

۵۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کے متن میں یہ جملہ موجود ہے مگر حاشیہ

میں درج ہے کہ بعض معتبر نسخوں میں یہ جملہ نہیں ہے۔ ایسے ہی گڈ نیوز بائبل کے حاشیہ میں مذکور ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں آپ ان کے اس زندہ ہو کر رفع سماوی کے نظریہ کی حقیقت معلوم کر سکتے ہیں۔

تبصرہ و تجزیہ لوقا باب ۲۴

ناظرین کرام' خدا کی آخری لا تبدیل و لا زوال کتاب برحق قرآن مجید کے تناظر میں عیسائیت کا مسئلہ صلیب و کفارہ نہایت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ موجودہ عیسائیت میں یہ مسئلہ بنیادی حیثیت کا حامل ہے اور قرآن مجید کی روشنی میں یہ مسئلہ بالکل بے اصل ہے۔

اب جب ہم عیسائیوں کی موجودہ اناجیل کو بغور ملاحظہ کرتے ہیں تو وہ بھی محض شک و شبہات کا ہی اظہار کرتی ہیں' قطعی اور یقینی بات کا اظہار نہیں کرتیں۔

ملاحظہ فرمائیں سب سے اول انجیل مرقس ہے جس میں صلیب کی تفصیلات نہایت مختصر اور غیر واضح ہیں۔ اسی طرح انجیل متی کا آخری باب بھی شک و شبہات کا ہی مظہر ہے۔ اس کے بعد تیسری انجیل لوقا کا نمبر ہے۔ اس کا آخری چوبیسواں باب جس میں دوبارہ لوٹنے کی تفصیل ہے' اس کے متعلقہ آیات اکثر بریکٹ زدہ ہیں جو کہ الحاقی ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ مسیحی علماء نے چوبیسویں باب میں اکثر الحاقات کا اقرار کیا ہے جس کا مشاہدہ بندہ نے آپ کے سامنے کر دیا ہے۔ لہذا قرآن مجید کا نظریہ عدم صلیب و کفارہ واضح ہو گیا کہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم

اب عیسائیوں اور ان کے آلہ کار قادیانیوں کو اس نظریہ سے اجتناب کر کے اصل حقیقت کی طرف لوٹ آنا چاہئے کہ حضرت مسیح اصل میں خدا کے پاک بندے اور پیغمبر برحق تھے۔ نہ وہ خدا تھے نہ اس کے بیٹے۔ وہی دوبارہ تشریف لا کر یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں پر اپنی اصل حقیقت واضح فرمائیں گے

اور تمام غلط نظریات کا عملاً ازالہ فرمائیں گے۔

ایک قابل توجہ چکر

لوقا ۲۴: ۵۱ کے متعلق مندرجہ بالا تصریحات کے بعد ایک حیران کن پروگرام سماعت فرمایئے کہ دی نیو یروشلم بائبل سٹینڈرڈ ایڈیشن میں اس جملہ "اور آسمان پر اٹھایا گیا" کے متعلق حاشیہ میں لکھا ہے کہ:

"یہ الفاظ معتبر لاطینی ر مغربی اور کئی اقسام کے نسخوں سے غائب ہیں۔ کیوں؟ گمان غالب ہے کہ یہ حذف و اخراج مسیح کے مرکر جی اٹھنے کے دن آسمان پر چڑھ جانے سے بچنے کی ایک کوشش ہے جو کہ اعمال ۱: ۳ تا ۹ سے براہ راست متصادم ہے کہ مسیح چالیس دن کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔"

یعنی چونکہ لوقا ۲۴: ۵۱ کے اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح دفن کے بعد اتوار کو حواریوں سے ملاقات کر کے اسی دن آسمان پر چلے گئے (جیسا کہ اس نے ڈاکو سے وعدہ بھی کیا تھا ۲۳: ۴۳) مگر اعمال ۱: ۳ تا ۱۱ میں مذکور ہے کہ آنجناب چالیس دن کے بعد آسمان پر گئے تو بظاہر دونوں مقامات میں کھلا ہوا تضاد اور تصادم ہے لہذا مسیحی علماء نے اس تصادم سے بچنے کے لیے اس جملہ ہی کو حذف کر دیا تا کہ اعمال ۱: ۳ تا ۹ والی بات صحیح رہے' اس لیے کہ یہ دونوں رسالے (انجیل لوقا اور کتاب اعمال) ایک ہی مصنف کے تحریر کردہ ہیں مگر میرے خیال میں یہ بات ان کو مفید نہ رہے گی کیونکہ لوقا ۲۳: ۴۳ کے مطابق مسیح نے اس ڈاکو سے بھی وعدہ کیا تھا کہ تو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہوگا لہذا اگر چالیس دن والی بات صحیح تسلیم کر لیں تو صرف ۲۴: ۵۱ ہی سے تضاد لازم نہیں آتا بلکہ اس وعدہ مسیح سے بھی تصادم لازم آتا ہے۔ پادریوں نے ایک عبارت کی تصحیح کے لیے ایک جملہ کو تو حذف کر لیا مگر اس جملے کا خیال نہ کیا چاہئے کہ اس کو بھی نکال دیں تا کہ لائن بالکل صاف ہو جائے۔

سچ یہ ہے کہ ایک غلطی کو چھپانے کے لیے کتنی غلطیاں کرنا پڑتی ہیں

مگر پھر بھی وہ غلطی نظر آ ہی جاتی ہے۔ دیکھیے ان ادخال و اخراج اور تحریف و تبدیلی کے علاوہ مجرموں نے لائن صاف کرنے کے لیے ۲۴ : ۵۱ کے اس جملے کو خارج کر دیا مگر ۲۳ : ۴۳ والا کانٹا ابھی باقی ہے۔

مزید بر آں یہاں تو ایک رات اور چالیس دن کا چکر ہے جس سے بچنے کے لیے اپنے مزعومہ کلام الٰہی میں یہ حرکت بد کی۔ مگر ایک اور زبردست خطرہ ان کے سروں پر اب بھی منڈلا رہا ہے' اس کی بھی فکر کرنی چاہیے۔ وہ ہے جناب پولوس کا یہ فرمان کہ

"چنانچہ میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی ہے جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتاب مقدس کے بموجب ہمارے گناہوں کے لیے موا اور دفن ہوا اور تیسرے دن کتاب مقدس کے بموجب جی اٹھا اور کیفا کو اور اس کے بعد ان بارہ کو دکھائی دیا۔ پھر پانچ سو سے زائد بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا جن میں سے اکثر اب تک موجود ہیں اور بعض سو گئے۔ پھر یعقوب کو دکھائی دیا' پھر سارے رسولوں کو اور سب سے پیچھے مجھ کو جو گویا ادھورے دنوں کی پیدائش ہوں' دکھائی دیا۔" (کرنتھیوں اول ۱۵ : ۳ تا ۸)"

ناظرین کرام گذشتہ اقتباسات کے ساتھ اس اقتباس کو بھی مطالعہ فرمایئے کہ رویت مسیح کا سلسلہ کتنا طویل ہو گیا۔ وہاں تو ایک اور ۴۰ کا تصادم تھا مگر یہاں کتنے طویل عرصے کا تصادم ہے جس کی پادریوں کو کوئی فکر نہیں۔ کیونکہ جناب پولوس واقعہ صلیب کے تقریباً سات سال بعد مسیحی ہوا تھا تو جب اس کو سابقہ تسلسل کے ساتھ مسیح نظر آیا تو اب ایک اور ۴۰ دن کا تصادم نہیں بلکہ ایک اور ہزارہا ایام کا تصادم سامنے آ گیا۔ پادری حضرات نے اس تصادم سے تو جان چھڑا لی کہ ۲۴ : ۵۱ کو حذف کر دیا تا کہ اعمال ۱ : ۳ تا ۹ سالم رہے مگر اب کیا کریں گے؟ آیا اعمال والا حوالہ حذف کرتے ہیں یا کہ کرنتھیوں والا حوالہ؟

پادری حضرات' یہ بڑے کڑے امتحان کا موقعہ ہے جو آج تک تمہارے لیے

لکھوں سے اوجھل رہا' لہٰذا اب ایک کونسل اس کے لیے بھی منعقد کرو۔

ناظرین' یہ ہے عیسائیوں کی مشکلات اور ان کے ادخال و اخراج کا طویل سفر۔ اب بھی دیسی پادری اقرار تحریف سے گریز کریں تو نہایت عجیب بات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

پادری ڈملو کی شہادت

پادری صاحب اسی لوقا ۲۴ : ۵۱ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ

> "اور آسمان پر اٹھایا گیا" چند قدیم نسخے ان الفاظ کو حذف کرتے ہیں۔ اگر انہیں محذوف مان لیا جائے تو ممکن ہے کہ اس واقعہ سے آسمان پر چڑھ جانا مراد نہ لیا جائے بلکہ مسیح کی ملاقات جو کہ فقرہ ۳۶ سے شروع ہوتی ہے کے آخر میں مسیح کا معجزانہ طور پر غائب ہونا سمجھا جائے"

ملاحظہ فرمایئے' پادری صاحب اس جملہ کے متعلق کن خیالات کا اظہار فرماتے ہیں کہ واقعی اس جملہ کو کئی قدیم نسخوں سے نکال دیا گیا ہے' لیکن بصورت حذف صرف تصادم سے بچنا مقصود و ملحوظ نہیں بلکہ اس سے مطلب یہ ہوگا کہ جناب مسیح حواریوں سے مل کر اچانک معجزانہ طور پر غائب ہو گئے ہوں۔ مگر آگے یہ وضاحت نہیں فرماتے کہ آیا یہ غیبت صغریٰ ہے (اعمال ۱ : ۳ تا ۹) یا غیبت کبریٰ کر نتھیوں ۱۵ : ۸ والی؟

بہرحال لوقا باب ۲۴ جو آخر مسیح کے زندہ ہو کر آسمان پر جانے کا تذکرہ کرتا ہے' تحریف و تبدیلی کا شکار ہے جس سے یہ مسئلہ ہی مخدوش ہو جاتا ہے۔ نیز اس طرح تمام بائبل میں وقوع تحریف کے امکانات نہایت روشن ہو جاتے ہیں۔ دیسی پادریوں کو فراخ دلی سے یہ حقیقت قبول کر لینی چاہیے۔

انجیل چہارم یوحنا

انجیل یوحنا کا پایہ اعتبار

یہ بات سو فیصد حقیقت ہے کہ اناجیل اربعہ میں سے ایک بھی کسی حواری کی تحریر نہیں ہے جیسے کہ لوقا کی ابتداء سے ثابت ہے۔ یہ نسبتیں محض تبرکاً یا شہرت کے لیے کر دی گئی ہیں۔ اس کے کل ۲۱ ابواب ہیں۔

۱۔ شعبہ مطالعہ مذاہب کے چیئرمین پروفیسر آر فوجیمس جانسن لکھتے ہیں کہ:

"ابتدائی کلیسیا نے چاروں انجیلوں کو مستند مان لیا' اگرچہ ان کے مصنفین کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ آہستہ آہستہ کلیسیا نے دو کو مسیح کے رسولوں (متی' یوحنا) کے ناموں سے منسلک کر دیا اور دو انجیلوں کو مسیح کے رسولوں کے ساتھیوں مرقس اور لوقا کی طرف منسوب کر دیا۔" (دی ورلڈ انسائیکلو پیڈیا ۱۹۷۹ء ص ۲۳۲ ج ۲ کالم ۲ بحوالہ رسالہ انجیل برناباس کی حقیقت ص ۲۱)

۲۔ فاسٹس جو فرقہ مانی کیز کا عالم ہے وہ چوتھی صدی میں پکار کر کہتا ہے کہ:

"یہ بات محقق (ثابت شدہ اور یقینی) ہے کہ اس عہد جدید کو نہ تو مسیح نے تصنیف کیا اور نہ حواریوں نے بلکہ ایک گمنام شخص نے تصنیف کر کے حواریوں اور ان کے ساتھیوں کی جانب منسوب کر دیا۔" (بائبل سے قرآن تک ص ۳۶۹ ج ۱)

۳۔ پادری یوسف صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

"ہم کو مورخین نبی کی معرفت اناجیل کی تالیف کے زمانہ کے جو حالات پہنچے ہیں وہ ناقص اور غیر معین ہیں جن سے کسی معین چیز تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ اور مشائخ متقدمین نے واہیات روایات کی تصدیق کی' اور انکو قلمبند کر ڈالا۔ بعد کے آنے والے لوگوں نے ان کی لکھی ہوئی چیزوں کو ان کی تعظیم کی وجہ سے قبول کر لیا اور یہ سچی جھوٹی اور روایتیں ایک کاتب سے دوسرے کاتب تک پہنچتی رہیں' مدت مدید گزر جانے کی وجہ سے اب ان کی تنقید اور کھرا کھوٹا معلوم کرنا بھی دشوار ہے۔" (جلد چہارم قسم دوم اور باب ۲ مطبوعہ ۱۸۲۲ء بحوالہ بائبل سے قرآن تک ص ۳۴۳ ج ۱)

یہ انجیل استاڈلن اور محقق برطشینذر کے قول کے مطابق الہامی نہیں اور اس کا آخری باب گروٹیس کی تحقیق کے مطابق الہامی نہیں۔

اسی طرح یوحنا کے تمام رسائل محقق برطشینذر اور فرقہ الوجین کے قول کے مطابق الہامی نہیں نیز پطرس کا دوسرا خط اور یہودا کا خط یعقوب اور یوحنا کا رسالہ ۲ و ۳ اور مکاشفہ اکثر کے نزدیک الہامی نہیں۔ (دیکھئے بائبل سے قرآن تک ص ۵۴۰ ج ۱)

یہ ہے وہ کتاب مقدس جس کے متعلق دیسی پادری صاحبان الہامی ہونے اور بے خطا ہونے کی رٹ لگاتے تھکتے نہیں مگر ان کے علماء ان کے اس موقف کی ذرا بھی تائید نہیں کرتے۔

انجیل یوحنا کے مخصوص حالات

مندرجہ بالا حالت تو ان مسیحی علماء کے ہاں تمام عہد جدید کی ہے مگر چوتھی انجیل یوحنا کا معاملہ قریباً سب سے الگ اور نرالا ہے۔

۱۔ حسب تحقیق یہ انجیل تمام انجیلوں کے بعد ۹۸ء میں تحریر ہوئی۔

۲۔ اس کی ایک اندرونی شہادت یہ ہے کہ اس کے باب ۲۱ آیت ۲۴ میں لکھا ہے کہ:

"یہ وہی شاگرد ہے جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے اور جس نے ان کو لکھا

ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے۔"

دیکھئے یہاں لکھنے والا اور معلوم ہوتا ہے اور گواہی دینے والا اور۔ یہ لکھنے والا یوحنا کے حق میں یہ الفاظ کہتا ہے کہ یہ وہ شاگرد ہے جو یہ شہادت دے رہا ہے اور اس کی شہادت اور اس کے حق میں ہم جانتے ہیں۔ یہ واضح ترین ثبوت ہے کہ لکھنے والا یوحنا خود نہیں بلکہ وہ صرف بیان کرنے والا ہے۔ جیسا کہ لوقا کی ابتدائی آیتوں سے بھی یہ بات تمام اناجیل کے بارہ میں ثابت ہوتی ہے۔

۳۔ پادری خیر اللہ قاموس الکتاب میں لکھتے ہیں کہ:

"ایک وقت تھا جبکہ یوحنا کی انجیل کو یونانی کتاب سمجھا جاتا تھا" کیونکہ اس میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو یونانی مائل یہودیت' اسراری مذہب' یہاں تک کہ یونانی فلسفہ سے مماثلت رکھتی ہیں۔" (ص ۱۱۴۹)

۴۔ نیز لکھتے ہیں کہ

"پیپے ئس جو رسولی روایات کو خوب جانتا ہے اس کے بارے میں خاموش ہے اور پولی کارپ نے بھی جو اورینس کے مطابق یوحنا رسول کا شاگرد تھا' اس انجیل کا ذکر نہیں کیا البتہ اس کے خطوط کا ذکر ہے۔ نیز یوحنا کے اعمال (جو کہ غیر معتبر ہیں) میں اس انجیل کے متعلق کوئی بیان نہیں ملتا۔ تیسری صدی کے آغاز میں اس بات کی مخالفت ہوئی کہ اس کو یوحنا رسول نے لکھا ہے۔ تھوڑی بہت مخالفت ہوئی لیکن اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کو غناسطی لوگ استعمال کرتے تھے۔" (قاموس الکتاب ص ۱۱۴۷)

بندہ عرض کرتا ہے کہ یوحنا کے تینوں خطوط میں بھی اس انجیل کا کوئی تذکرہ نہیں۔ اگر یہ انجیل اسی کی ہوتی تو وہ اعمال میں لوقا کی طرح ضرور حوالہ دیتا۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ یہ انجیل یوحنا کی نہیں ہے۔

۵۔ یوحنا کی انجیل بدعتی غناسطی (عیسائیوں کا ایک بدعتی فرقہ) میں بھی خوب پہچانی جاتی تھی مثلاً" بطلیموس بھی اسے جانتا تھا۔ یہ بتاتا کہ اس عرصے

کے دیگر مصنفین بھی اس سے آگاہ تھے قدرے مشکل ہے تاہم اغناطیسوس کی تحریرات میں یوحنا کی سی زبان کی جھلک ملتی ہے۔ (قاموس ص ۱۱۴۷)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ کسی فلسفی ذہن کی پیداوار ہے' کلام مسیح اور حواریوں سے اس کی کوئی مناسبت نہیں ہے' حتی کہ اس کی ابتداء محض یونانیت کی ترجمان ہے۔ نیز انجیل یوحنا کی ابتداء کتاب پیدائش کی ابتداء سے بھی موافق نہیں ہے' بلکہ سراسر متضاد ہے۔

۶۔ پادری صاحب لکھتے ہیں کہ:

"دوسری مشکل کا تعلق ان واقعات سے ہے جہاں انجیلوں کے بیانات میں بظاہر تاریخی تضاد ہے' مثلاً" یسوع مسیح کی گرفتاری (خاص طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اناجیل متوافقہ میں لعزر کے زندہ کیے جانے کا بیان کیوں نہیں) ہیکل کو پاک کرنے کی تاریخ' آخری فسح اور تصلیب کی تاریخ اس قسم کی مشکلات کو بڑھا چڑھا کر بیان تو کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ ماننے بغیر چارہ نہیں کہ بعض حقیقی مشکلات پائی جاتی ہیں جن کا ابھی جواب تلاش کرنا باقی ہے۔" (قاموس ص ۱۱۴۸ از پادری خیر اللہ)

بندہ عرض کرتا ہے کہ عیسائی پادری پہلی تین انجیلوں کو متوافقہ کہتے ہیں اور اس کو الگ۔ تو یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جو اس کے ہر صفحہ سے نمایاں ہے' گویا پہلی تینوں اناجیل سے اس کو کوئی مناسبت ہی نہیں یا گویا وہ کسی اور شخصیت اور زمانہ کا تذکرہ کرتی ہیں اور یہ کسی اور شخصیت اور زمانہ کا۔ مثلاً" لعزر اور مریم کے عطر ڈالنے کا قصہ لیجیے۔ دوسری اناجیل میں یہ واقعہ قبل از ایمان مریم ہے اور اس انجیل میں حیات لعزر کے بعد ہے۔ غرضیکہ تقریباً" ہر واقعہ میں دوسری اناجیل سے تضاد ہے۔

ایک عمومی جائزہ یہ ہے کہ اگرچہ اس انجیل میں بعض اسراری اور یونانی فلسفہ کی موشگافیاں ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ انجیل الوہیت مسیح کے اثبات کے لیے تحریر کی گئی ہے مگر بندہ حقیر عرض کرتا ہے کہ اس کے باوجود

اس انجیل میں مسیح کی بشریت، رسالت، نزول انجیل و وحی، عدم الوہیت، حقیقت معجزات، بشارت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جس واضح انداز سے بیان ہے، دوسری اناجیل میں مفقود ہے۔ ذرا اس کا باب ۱۷ مطالعہ فرمایئے۔ شاید اس انجیل کو تعلیم مسیح کے موافق یا اس کا پایہ اعتبار ظاہر کرنے کے لیے یہ امور اس میں شامل کر دیے گئے۔ جبکہ دیگر امور میں یہ دوسری اناجیل کے موافق نہیں ہے۔

مشہور وکیل اناجیل پادری برکت اللہ ایم اے بھی لکھتا ہے کہ چوتھی انجیل ابھی زیر تحقیق ہے۔ (دیکھئے کلمتہ اللہ کی تعلیم ص ۱۸)

۷۔ موجودہ عہد جدید میں یوحنا کی طرف منسوب دو چیزیں ملتی ہیں، ایک تو یہ انجیل اور دوسری آخر میں اس کے تین خطوں کا مجموعہ۔ دونوں کے طرز تحریر میں زمین و آسمان کا فرق ہے، کیونکہ خطوط میں ہر جگہ کاتب نے صیغہ متکلم استعمال کیا ہے مگر اس انجیل میں ایک جگہ بھی یہ طرز اختیار نہیں کیا۔ آخر کیوں؟ ایک ہی مصنف کی تحریر میں یہ فرق غیر ممکن ہے۔

۸۔ دوسری صدی عیسوی میں لوگوں نے اس انجیل کا انکار کر دیا کہ یہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے تو اس زمانہ میں ارنیوس جو کہ یوحنا کے شاگرد پولی کارب کا شاگرد ہے، اس نے منکرین کے جواب میں اور اس کے اثبات میں بالکل خاموشی اختیار کی۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ یہ تو یوحنا کی تصنیف ہے۔

۹۔ کیتھولک ہیرلڈ ۱۸۴۳ء ص ۲۰۵ ج ۷ میں لکھا ہے کہ:

"اسٹاولن نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ بلاشک و شبہ پوری انجیل یوحنا اسکندریہ کے مدرسہ کے ایک طالب علم کی لکھی ہوئی ہے۔"

اسی طرح محقق بریشنڈر کہتا ہے کہ:

"یہ ساری انجیل اسی طرح یوحنا کے تمام رسالے اس کی تصنیف قطعی نہیں ہیں بلکہ کسی شخص نے ان کو دوسری صدی میں لکھا ہے۔" (از بائبل سے قرآن تک ص ۳۴۱ ج ۱)

۱۰۔ دوسری صدی میں فرقہ لوجین کے لوگ اس انجیل کے منکر تھے، اسی طرح یوحنا کی تمام تصانیف کا بھی انکار کرتے تھے۔

ایک عجیب بات یہ ہے کہ عیسائی صاحبان کہتے ہیں کہ متی ۳۷ء میں تحریر ہوئی، دوسری ۵۶ء تا ۶۵ء تک، تیسری ۵۳ء تا ۶۳ء تک تصنیف ہوئی، مگر اس میں کسی انجیل یا پولوس کے خط کا حوالہ نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ اس وقت تک ان میں سے کوئی بھی تحریر نہ ہوئی تھی۔ یا اگر ہوئی تھی تو پولوس بوجہ مخالفت کے ان کا نام یا حوالہ نہیں استعمال کرتا۔ پھر یہ بات ہو سکتی ہے کہ یہ اناجیل اور دیگر بے شمار اناجیل لکھی گئی تھیں اور لکھی جا رہی تھیں، مگر یہ ایک ذاتی طرز کی ایک عام سی تحریرات تھیں۔ کسی مذہب کی حیثیت سے نہ لکھی گئی تھیں اور نہ ہی اس کی ضرورت کا احساس تھا، کیونکہ مسیح وعدہ دے گئے تھے کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ابھی تم اسرائیل کے سارے شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آ جائے گا۔" (متی ۱۰: ۲۳) مگر جب انتظار طول پکڑ گیا تو لوگوں نے انہی چلتے پھرتے رسائل کو ۱۵۰ء کے بعد انجیل کا نام دے لیا۔ (قاموس الکتاب ص ۹۳)

نیز فرمایا تھا "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہو لیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہو گی۔" (متی ۲۴: ۳۴ مرقس ۱۳: ۳۰ لوقا ۲۱: ۳۲)

ان ارشادات کے پیش نظر مسیحی امت دن رات ابن آدم (مسیح) کی آمد کے منتظر رہتے تھے اس لیے انہوں نے کسی مذہبی متن کی ضرورت محسوس کی اور نہ ہی ان کے پاس تھا۔

موجودہ عہد جدید کا ظہور

مشہور عیسائی فاضل ٹرٹولین نے دوسری صدی کے آخر میں ان چلتے پھرتے رسائل کو عہد جدید کا نام دے کر عہد قدیم کے ہم پلہ قرار دے دیا۔ (ہماری کتب مقدسہ ص ۶۵)

یاد رہے کہ ٹرٹولین کا عہد جدید اور موجودہ عہد جدید ایک جیسے نہ تھے

بلکہ وہ چند مختلف رسائل کا مجموعہ تھا' شائد اناجیل اربعہ اور کچھ مزید رسائل ہوں۔ موجودہ عہد جدید والے تمام رسائل نہ تھے کیونکہ ان میں سے کئی رسائل (خط یعقوب' یوحنا ۲ و ۳' مکاشفہ وغیرہ) خارج تھے۔ شاید ان کے علاوہ اور کئی ہوں یا یہی عہد جدید مختصر ہو۔

پھر اس زمانہ میں مختلف مکاتب فکر کے پاس اپنی اپنی انجیلیں تھیں۔ اپنے اپنے عقائد و عبادات تھیں۔ جیسے ایبونی فرقہ کی الگ انجیل تھی اور دوسرے فرقوں کی الگ۔

چوتھی صدی تک یہ رسائل جن کو ۱۵۰ء کے بعد انجیل کا نام دیا جانے لگا' سینکڑوں کی تعداد تک پہنچ گئے تو بقول جیمس ان کے الہامی اور غیر الہامی ہونے کی تمیز کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ گرجا کی میز کے نیچے کل کتابیں گڈ مڈ کر کے رکھ دی جائیں اور تمام بشپ اس طور پر دعا کریں کہ اے خداوند جو کتابیں الہامی ہیں' وہ میز پر چڑھ جائیں اور غیر الہامی نیچے پڑی رہیں۔ (یہ معاملہ نیقیہ کی مجلس ۳۲۵ء میں واقع ہوا) دیکھئے آئیس انویلڈ ص ۲۵۱ ج ۲ مطبوعہ نیو یارک ۱۸۷۷ء مولفہ ایچ پی بلاوٹکی بحوالہ زبدۃ الاقاویل ص ۱۹ از عمدۃ المتکلمین مولانا فقیر محمد جہلمی مطبوعہ ۱۳۰۷ھ)

حاصل کلام یہ ہوا کہ ابتدائی زمانہ میں اس انجیل کی پوزیشن صاف نہیں ہے اور آج تک اسی طرح اس کا معاملہ مخدوش چلا آرہا ہے تو ظاہر ہے کہ جس تحریر کو مسیحی عوام نے یوحنا کے نام سے قبول نہیں کیا اس کو آج کس طرح یقینی طور پر یوحنا کے نام نامزد کیا جا سکتا ہے اور جب اس کی نسبت ثابت نہ ہوئی تو اس کی تعلیمات کس طرح الہامی اور قابل صحت ہو سکتی ہیں؟ اور یہ الہامی رسائل کے مجموعہ میں کیسے جگہ پا سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی پیش نظر اس موازنہ میں اس کی ۸۳ آیات جعلی' الحاقی ہیں جن پر تبصرہ کیا گیا ہے' اتنی دوسری کسی انجیل میں نہیں۔

انجیل یوحنا کی چند مفید معلومات

اس کے کل ۲۱ ابواب ہیں' پادری صاحبان کہتے ہیں کہ اس انجیل کو یوحنا نے مسیح کی الوہیت کے اثبات میں لکھا ہے مگر میرا حاصل مطالعہ یہ ہے کہ مسیح کی بشریت اور نبوت جتنی اس انجیل میں ہے اتنی دوسری کسی انجیل میں نہیں۔ دیکھیے لکھا ہے کہ:

۱۔ "میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا جیسا سنتا ہوں' عدالت کرتا ہوں۔" (۵ : ۳۰)

۲۔ "کیونکہ میں آسمان سے اترا ہوں نہ اس لیے کہ اپنی مرضی کروں بلکہ اس لیے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں۔" (۶ : ۳۸)

ایسے ہی ۱۵ : ۱۶ میں اتباع وحی کا بیان ہے۔

۳۔ خدا کی توفیق ہی سے مومن ہو سکتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ:

"پھر اس نے کہا اس لیے میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نہیں آسکتا جب تک باپ کی طرف سے اسے یہ توفیق نہ دی جائے۔" (۶ : ۶۵)

۴۔ لعزر جب مر گیا تو مسیح کی آمد پر اس کی بہن نے کہا کہ:

"اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا اور اب بھی میں جانتی ہوں کہ جو کچھ تو خدا سے مانگے گا وہ تجھے دے گا۔" (انجیل یوحنا ۱۱ : ۲۱ و ۲۲)

معلوم ہوا کہ مسیح خدا نہیں مخلوق ہے' مختار نہیں بلکہ مجبور اور سائل ہے۔

۵۔ "کیونکہ میں نے کچھ اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اسی نے مجھے حکم دیا کہ کیا کہوں اور کیا بولوں۔" (۱۲ : ۴۹)

۶۔ "یہ باتیں کہہ کر یسوع اپنے دل میں گھبرایا۔" (۱۳ : ۲۱)

معلوم ہوا کہ مسیح مخلوق اور غیر مختار ہے ورنہ گھبراتا نہ۔

۷۔ "اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔" (۱۷ : ۳)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ خدا ایک ہی ہے' تین نہیں اور مسیح اس

کا بھیجا ہوا نبی ہے نہ خدا ہے' نہ اس کا بیٹا۔

۸۔ مسیح پر وحی اور کلام نازل ہوا تھا۔ دیکھئے:

"کیونکہ جو کلام تو نے مجھے پہنچایا وہ میں نے ان کو پہنچا دیا اور انہوں نے اسے قبول کر لیا۔" (۱۷: ۸ و ۱۴)

معلوم ہوا کہ مسیح کو انجیل (کلام الٰہی) ملی تھی انہوں نے امت تک اسے پہنچا دیا یہ ہی اصل قرآن والی انجیل ہے جس سے عیسائی اب انکار کرتے تھے کیونکہ ان کے پاس وہ محفوظ ہی نہیں رہی۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ مسیح جس پر کلام الٰہی اترا تھا وہ نبی اور رسول تھے۔ نہ خدا' اور نہ ہی اس کا بیٹا۔

یاد رہے کہ یوحنا کا باب ۱۷ نہایت معنی خیز اور قابل مطالعہ ہے۔

بشارت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ (۱۴: ۱۴) میں آپ کی واضح بشارت مذکور ہے۔ وہ نبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے بعد ۱۴: ۱۶ و ۲۶ و ۳۰۔ ۱۵: ۲۶۔ ۱۶: ۷ تا ۱۶

اسی طرح اس میں کافی ایسے مضامین ہیں جو کہ عام دوسری اناجیل کے خلاف ہیں۔

اب ذیل میں ان ۸۳ آیات پر تبصرہ ملاحظہ فرمائیے جو بوجہ الحاق ہونے کے زیر بحث ہیں۔

انجیل یوحنا کی زیر بحث آیات

باب	آیات
۱	۱۴، ۱۵، ۲۳، ۳۸ تا ۴۲، ۴۴
۲	۹
۳	۱۳، ۲۴ ـ
۴	۲، ۸، ۹، ۴۴
۵	۳، ۴
۶	۶، ۲۳، ۳۹، ۴۶، ۵۰
۷ ۲	۵، ۲۴ (کرسچین کمیونٹی بائبل میں ۷ : ۴۹
۸	۵۹ ـ
۹	۷، ۳۵
۱۰	۳۵
۱۱	۲، ۳۰، ۵۱ و ۵۲
۱۲	۶، ۸، ۴، ۱۶، ۳۳
۱۳	۱۱، ۲۸ و ۲۹، ۳۱
۱۴	۶
۱۶	۱۶
۱۷	۱۱
۱۸	۵، ۹، ۱۰، ۳۲، ۴۰، ۲۸

۱۹ ۳، ۱۷، ۳۱، ۳۵، ۳۸

۲۰ ۹، ۱۳، ۱۸

۲۱ ماڈرن مین او ۲، ۷، ۸، ۱۹، ۲۳، ۲۴، ۲۰

مجموعہ ۸۳ آیات

مقام تصنیف

پادری صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ: "ہمیں اس مقام کا صحیح علم نہیں جہاں لوقا نے اپنی انجیل کو مکمل کیا۔" (قاموس ص ۸۱۲)

تاریخ صحت و استناد

ایس ایف خیر اللہ لکھتے ہیں کہ:

"پہلی صدی کے اواخر میں بعض لوگوں نے اس انجیل کی تاریخی صحت پر انگلیاں اٹھائیں لیکن آج کل اکثر علماء اس کی تاریخی صحت پر متفق ہیں۔ (ایضاً")

فرمایئے متقدمین اور متاخرین کے درمیان کونسا فرق نکلا؟ پہلے بھی کچھ لوگ اس کی صحت میں متردد تھے اور آج کل بھی کچھ متردد ہیں۔ کلی اتفاق رائے نہیں۔

ناظرین کرام یہ اس انجیل کی حالت ہے جس کے مصنف کا نام داخلی طور پر معلوم ہے لیکن جن کا نام ہی پردۂ خفا میں ہے' ان کی تاریخی صحت کی

آیات کا تفصیلی جائزہ

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱ میں آیت ۱۴ یوں مذکور ہے:

"اور کلام مجسم ہوا اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور ہو کے ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال۔"

۲۔ بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں بھی یہ آیت اسی طرح درج ہے لیکن حاشیہ پر لکھا ہے کہ: "یونانی آیت کا آخری جملہ "جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال" کی جگہ لکھا ہے "باپ کے پاس سے" یعنی "اکلوتے کا جلال" یونانی متن میں نہیں ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل ۱۹۵۸ء پروٹسٹنٹ بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تا حال میں بھی یہ آیت ۱۸۷۵ء کی طرح ہے۔

۴۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش بائبلز میں انگلش ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۳ء میں خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں ہیں۔

۵۔ بقیہ بائبلز میں یہ الفاظ بلا بریکٹ درج ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے یونانی متن اور دو انگلش ورشن میں یہ حصہ آیت الحاقی قرار دیا گیا ہے۔

اب پادری صاحبان بتلائیں کہ یہ تبدیلی کس نے کی؟ کب کی؟ اور کس لیے کی؟ اور جب یونانی متن میں نہیں تو اب کیوں اس کو لا تبدیل کلام الٰہی

میں باقاعدہ طور پر شامل کر لیا گیا ہے؟

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱ آیت ۱۵ یوں درج ہے:

"یوحنا نے اس بات کی گواہی دی اور پکار کے کہا یہ وہی ہے جس کا ذکر میں کرتا تھا کہ وہ جو میرے پیچھے آنے والا ہے مجھ سے مقدم ہے کیونکہ وہ مجھ سے پہلے تھا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں نیز رومن کیتھولک بائبل میں بھی اس طرح درج ہے۔

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں یہ پوری آیت بریکٹ میں دی ہوئی ہے۔

۴۔ بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے:

گویا تین گواہوں کی رو سے یہ آیت بھی الحاقی قرار پائی اور اب اس سے کوئی استدلال نہیں ہو سکتا۔

ناظرین کرام مروجہ عیسائیت کے تمام نظریات حضرت مسیح ؑ کے تعلیم فرمودہ ہرگز نہیں ہیں۔ بلکہ جناب پولوس اور اس کے ہم نوا صاحبان نے دین مسیح کو بگاڑنے کے لیے اس قسم کے عقائد (الوہیت مسیح' خدا کا بیٹا' مصلوب ہونا وغیرہ) خود بنا کر مسیح کی طرف منسوب کیے اور پھر ان کی تائید میں آیات بنا بنا کر انجیل میں شامل کرتے رہے جیسے کہ آپ ایسے تمام نظریات کا حال میرے اس موازنہ میں دیکھیں گے اور اسی بنا پر مغربی محققین اس قسم کے نظریات کا برملا انکار کر رہے ہیں۔

حوالہ نمبر(۳)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱ آیت ۳۳ یوں مذکور ہے

"اس نے کہا کہ میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا بیابان میں پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ درست کرو۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن میں خط کشیدہ جملہ بریکٹ میں کر دیا گیا ہے۔

۴۔ بقیہ بائبلز میں یہ پوری بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۴)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت ۳۸ تا ۴۲ یوں درج ہیں:

"تب یسوع نے منہ پھیر کے اور انہیں پیچھے آتے دیکھ کر ان کو کہا تم کیا ڈھونڈتے ہو؟ انہوں نے اس سے کہا اے ربی (جس کا ترجمہ یہ ہے اے استاد) تو کہاں رہتا ہے؟ اس نے انہیں کہا چلو دیکھو۔ پس وے آئے اور جہاں وہ رہتا تھا دیکھا اور اس روز اس کے ساتھ رہے اور یہ دسویں ساعت کے قریب تھا۔ ایک ان دونوں میں سے جنہوں نے یوحنا کی سنی اور اس کے پیچھے ہو لیے' شمعون پطرس کا بھائی اندریاس تھا۔ اس نے پہلے اپنے بھائی شمعون کو پایا اور اس سے کہا کہ ہم نے مسیح کو جس کا ترجمہ کرسٹس ہے پایا۔ تب وہ اسے یسوع کے پاس لایا اور یسوع نے اس پر نگاہ کر کے کہا کہ تو یونس کا بیٹا شمعون ہے۔ تو کیفا کہلائے گا جس کا ترجمہ پطرس ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں صرف پہلی بریکٹ ہے اسی طرح آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء تا حال میں صرف پہلی بریکٹ ہے۔ اسی طرح انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں بھی صرف یہی بریکٹ ہے باقی تین مقامات بلا بریکٹ ہیں۔

۳۔ عربی اور فارسی بائبل میں کوئی بریکٹ نہیں۔

(۴) گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں مندرجہ بالا چاروں بریکٹیں موجود ہیں۔

۵۔ کرسچن کمیونٹی بائبل' دی نیو انگلش بائبل' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' نیو انٹرنیشنل ورشن وغیرہ تقریباً" تمام انگلش بائبلز میں صرف تین بریکٹیں ہیں' چوتھی نہیں۔

اب فرمایئے کہ یہ بریکٹ والے نسخے صحیح ہیں یا بلا بریکٹ والے۔ آخر کلام الٰہی میں کمی بیشی کرنے والا انسان کیسے راست باز ہو سکتا ہے؟ نیز اس مشکوک کلام کو کسی مذہب کا متن کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

حوالہ نمبر(۵)

(۵) ۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب آیت ۴۴ یوں مذکور ہے:

"اور فیلبوس بیت صیدا کا جو اندریاس اور پطرس کا شہر ہے' باشندہ تھا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ گڈ نیوز بائبل یعنی گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں یہ آیت بریکٹ میں دی گئی ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ تمام بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۶)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۹ یوں درج ہے:

"جب میر مجلس نے وہ پانی جو مے بن گیا تھا چکھا اور نہیں جانا کہ یہ کہاں سے تھا مگر چاکر کہ جنہوں نے وہ پانی نکالا تھا جانتے تھے تو میر مجلس نے دولہا کو بلایا اور اس سے کہا"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیت اس طرح درج ہے:

"جب میر مجلس نے وہ پانی چکھا جو مے بن گیا تھا اور نہ جانتا تھا کہ یہ کہاں سے آئی ہے (مگر خادم جنہوں نے پانی نکالا تھا جانتے تھے) تو میر مجلس نے دولہا کو بلا کر اس سے کہا"

یعنی درمیان کا جملہ "مگر خادم" بریکٹ میں ہے۔

۳۔ اردو پروٹسٹنٹ بائبل ۱۹۵۶ء تا حال' نیو امریکن بائبل (کیتھولک) گڈ نیوز فار ماڈرن ایڈیشن اور گڈ کلر ایڈیشن میں بھی یہ حصہ بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ انگلش بائبلز میں یہ پوری آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۵۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ مطبوعہ ۱۸۲۷ء میں بھی یہ حصہ بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر(۷)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۳ آیت ۱۳ یوں درج ہے:

"اور کوئی آسمان پر نہیں گیا۔ سوا اس شخص کے جو آسمان سے اترا یعنی ابن آدم جو آسمان پر ہے"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں بھی یہ آیت اسی طرح ہے' مگر حاشیہ پر لکھا ہے کہ جملہ "جو آسمان پر ہے" یونانی متن میں نہیں۔

۳۔ نیو امریکن بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' کرسچن کمیونٹی بائبل' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' گڈ نیوز بائبل' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' نیو انٹرنیشنل ورشن سے یہ جملہ حذف کر دیا گیا۔

۴۔ جرمن بائبل میں یہ جملہ بریکٹ زدہ ہے۔

۵۔ عربی' فارسی' دی یروشلم بائبل' دی نیو یروشلم بائبل' آتھورائزڈ

ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ مطبوعہ ۱۹۳۷ میں یہ جملہ بلا بریکٹ درج ہے۔
میرے خیال میں "یعنی ابن آدم" بھی الحاقی ہونا چاہئے اس لیے کہ کلام الٰہی میں یعنی کا لفظ نہیں ہونا چاہئے۔

حوالہ نمبر(۸)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۳ آیت ۲۴ یوں درج ہے:

"یوحنا ہنوز قید خانہ میں ڈالا نہ گیا تھا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔
۳۔ کرسچن کمیونٹی بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور گڈ نیوز بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں کر دی گئی ہے۔
۴۔ عربی' فارسی بائبل' دی نیو یروشلم بائبل' نیو امریکن بائبل' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن جرمن بائبل اور رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔
اب بتلایئے کہ یہ آیت کلام الٰہی میں موجود تھی یا نہیں؟ اگر تھی تو بریکٹ لگانے والوں نے اسے الحاقی کیوں قرار دیا؟ اور اگر نہ تھی تو بلا بریکٹ لکھنے والوں نے اسے کیوں بلا نشان شامل کیا؟ خلق خدا کو کیوں شک میں ڈالا جا رہا ہے؟

حوالہ نمبر(۹)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۴ آیت ۲ یوں مذکور ہے:

"حالانکہ یسوع آپ نہیں بلکہ اس کے شاگرد بپتسمہ دیتے تھے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تامحال میں یہ آیت بریکٹ میں کر دی گئی ہے۔

۳۔ انجیل یوحنا (یونانی، فارسی، اردو) مطبوعہ ۱۸۹۰ء میں بھی یہ آیت بریکٹ زدہ ہے۔

۴۔ رومن کیتھولک اردو بائبل، گڈ نیوز بائبل، گورکھی، گڈ نیوز کلر ایڈیشن، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، نیو امریکن بائبل، (کیتھولک) آتھورائزڈ ورشن انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۷۰ء میں بھی یہ آیت بریکٹ شدہ ہے۔

۵۔ عربی، فارسی بائبل، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، دی یروشلم بائبل، دی نیو یروشلم بائبل، کرسچن کیمونٹی بائبل، نیو ورلڈ ٹرانسلیشن، دی نیو انگلش بائبل، جرمن بائبل اور نیو انٹرنیشنل ورشن میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

اس آیت کے مشکوک اور الحاقی ثابت ہونے سے معلوم ہوا کہ مسیح کی تعلیم میں بپتسمہ کا کوئی تصور نہ تھا یہ بعد کی اختراع ہے، جیسے کہ عہد عتیق میں یہ تصور نہ تھا۔

حوالہ نمبر (۱۰)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۴ آیت ۸ بلا بریکٹ یوں درج ہے۔

"کیونکہ اس کے شاگرد شہر میں گئے تھے کہ کچھ کھانے کو مول لیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تامحال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل، نیو ورلڈ ٹرانسلیشن، نیو انٹرنیشنل ورشن، جرمن و گورکھی بائبل، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں یہ آیت بریکٹ میں درج کی گئی ہے۔

۴۔ عربی، فارسی بائبل، دی گڈ نیز انٹرنیشنل ایڈیشن اور دی یروشلم

بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۱۱)

ا۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۴ آیت ۹ یوں درج ہے:

"سامریہ کی اس عورت نے اسے کہا کہ کیونکہ تم تو جو یہودی ہے مجھ سے جو سامریہ کی عورت ہے پانی پینے کو مانگتا ہے کیونکہ یہودی سامریوں سے صحبت نہیں رکھتے تھے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں کر دیے گئے۔

۳۔ رومن کیتھولک بائبل، جرمن گورکھی بائبل میں بھی یہ آیت بریکٹ زدہ ہے۔

۵۔ یروشلم بائبل، دی نیو یروشلم بائبل، عربی، فارسی بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ ہے۔

۶۔ بقیہ تمام بائبلز میں یہ حصہ بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر(۱۲)

ا۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۴ آیت ۴۴ یوں درج ہے:

"کیونکہ یسوع نے خود گواہی دی کہ نبی اپنے وطن میں عزت نہیں پاتا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ صرف نیو انٹرنیشنل ورشن میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ بقیہ تمام بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے

حوالہ نمبر(۱۳)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ فقرہ میں باب ۵ آیت ۳ یوں درج ہے:

"اس میں ' ناتوانوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور پژ مردوں کی ایک بڑی بھیڑ پڑی تھی جو پانی ہلنے کی منتظر تھی۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء، ۱۹۲۹ء سے مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ نکال دیے گئے۔ صرف یہ الفاظ باقی ہیں کہ "ان میں بہت سے بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور پژمردہ لوگ پڑے تھے۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ الفاظ بلا بریکٹ ہیں۔

۴۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تاحال گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن گورمکھی بائبل' یونانی انجیل یوحنا (مترجم فارسی و اردو ۱۸۹۸ء) میں یہ الفاظ بریکٹ میں درج ہیں۔

۶۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' گڈ نیوز بائبل' دی نیو انگلش بائبل' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' کرسچین کمیونٹی بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' نیو امریکن بائبل' جرمن بائبل اور نیو ورلڈ ٹرانسلیشن سے یہ الفاظ خارج کر دیے گئے۔

۷۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں یہ الفاظ بلا بریکٹ موجود ہیں۔

۸۔ دی گڈ نیز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ الفاظ بحالت مشکوک موجود ہیں۔

۹۔ نیو ریوائزڈ ورشن آف امریکہ سے بھی یہ الفاظ خارج کر دیے گئے۔

آخر الذکر بائبل سے یوحنا ۱: ۱۲ سے یہ لفظ اکلوتا (۳: ۱۳) سے آخری الفاظ یعنی "ابن آدم جو آسمان میں ہے" اور ۳: ۱۶ سے بھی لفظ اکلوتا نکال دیا گیا ہے۔

کیا پادری سی جی فانڈر سے لے کر آخری پادری تک وضاحت کرنے کی

زحمت گوارا فرمائیں گے کہ یہ ادخال و اخراج کا کیا چکر ہے؟ بتلایئے کہ اخراج والے نسخے محرف ہیں یا ادخال والے، یا بریکٹ والے، نیز یہ تحریف سامنے ہے۔ اب آپ اپنے گھر کا معاملہ بتلائیں کہ یہ تحریف کس نے کی، کب کی اور کیوں کی؟ نیز مزید کہاں کہاں کی؟

حوالہ نمبر(۱۴)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۲۵ء میں باب ۵ آیت ۴ یوں درج ہے کہ:

"کیونکہ ایک فرشتہ بعض وقت اس حوض میں اتر کر پانی کو ہلاتا تھا اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی پہلے اس میں اترتا، کیسی ہی بیماری میں گرفتار ہو اس سے چنگا ہو جاتا تھا۔"

۲۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یہ آیت چھوٹی بریکٹ میں یوں مذکور ہے:

"کیونکہ خداوند کا فرشتہ وقتاً فوقتاً حوض میں اتر کر پانی کو ہلاتا تھا اور جو کوئی پانی کے ہلنے کے بعد حوض میں پہلے اترتا خواہ کیسی ہی بیمار ہوتی وہ اس سے شفا پاتا۔"

۳۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تاحال میں بھی یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

۵۔ گورمکھی، بائبل، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن، انجیل یوحنا تین ترجموں والی مطبوعہ ۱۸۹۰ء میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۶۔ عربی فارسی، بائبل، دی یروشلم بائبل، کرسچن کمیونٹی بائبل، آتھورائزڈ ورشن، انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۷۳ء اور جرمن بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۷۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، نیو انٹرنیشنل ورشن، دی نیو انگلش بائبل، گڈ نیوز بائبل، دی نیو یروشلم بائبل سے یہ آیت

بمع نمبر خارج کر دی گئی ہے۔

بتلایئے یہ آیت جعلی تھی؟ جعل سازی کس نے کی کس مقصد کے لیے کی؟ شائد الوہیت مسیح پر زد پڑتی ہو۔ آخر کچھ تو بات ہے۔

حوالہ نمبر(۱۵)

۱۔ انجیل یوحنا (۶ : ۴۶) تمام بائبلز میں بلا بریکٹ موجود صرف رومن کیتھولک اردو بائبل میں بریکٹ میں ہے۔ اسی طرح (یوحنا ۶ : ۷۱) نیو انٹرنیشنل ورشن کے علاوہ تمام بائبلز میں بلا بریکٹ درج ہے۔ نیز رومن کیتھولک میں اس چھٹے باب کی کل بہتر(۷۲) آیات بنائی گئی ہیں جبکہ بقیہ تمام بائبلز میں کل آیات ۷۱ ہیں۔

۔۔ یاد رہے کہ بائبل کی یہ آیت بندی شروع میں نہ تھی بلکہ تیرھویں چودھویں صدی عیسوی میں کی گئی ہے۔ گویا کل کی بات ہے۔

حوالہ نمبر(۱۶)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۶ آیت ۶ بلا بریکٹ یوں درج ہے:

"پر اس نے امتحان کی راہ سے کہا تھا۔ کیونکہ وہ آپ جانتا تھا جو کیا چاہتا ہے"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال نیز رومن کیتھولک بائبل میں بھی یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ گڈ نیوز بائبل، گڈ نیوز کلر ایڈیشن، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، جرمن اور گورمکھی بائبل میں یہ آیت چھوٹی بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی، فارسی بائبل، نیو امریکن بائبل، آتھورائزڈ ورشن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، دی نیو انگلش بائبل، دی یروشلم لیٹڈ دی نیو یروشلم بائبل اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ مطبوعہ ۱۹۳۷ء میں یہ آیت بلا

بریکٹ درج ہے۔

۵۔ عبرانی بائبل میں اس آیت میں جزوی بریکٹ موجود ہے۔

حوالہ نمبر(۱۷)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۶ آیت ۲۳ بریکٹ میں یوں درج ہے:

"(پر اور کشتیاں طبریاس سے اس جگہ کے نزدیک' جہاں انہوں نے خداوند کے شکر کے بعد روٹی کھائی تھی' آئیں)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں بھی یہ آیت چھوٹی بریکٹ میں ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں پوری آیت اور گورمکھی بائبل میں جزوی طور پر بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور دیگر تمام انگلش بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۵۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ مطبوعہ ۱۹۴۷ء میں بھی یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۶۔ رومن کیتھولک اردو مطبوعہ ۱۹۵۰ء میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے

حوالہ نمبر(۱۸)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۵ یوں مذکور ہے۔

"کیونکہ اس کے بھائی بھی اس پر ایمان نہ لائے تھے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں بھی یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' گڈ نیوز بائبل'

گورکھی اور جرمن بائبل اور نیو ریوائزڈ ورشن میں یہ آیت بریکٹ میں مندرج ہے۔

۳۔ عربی، فارسی اور بقیہ تمام بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۱۹)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۲۵ء میں باب ۷ اور آیت ۲۲ اس طرح درج ہے کہ:

"موسیٰ نے تمہیں ختنہ کا حکم دیا تھا (حالانکہ وہ موسیٰ سے نہیں بلکہ باپ دادوں سے چلا آیا ہے) اور تم سبت کے دن آدمی کا ختنہ کرتے ہو۔"

یعنی اس کا درمیانی حصہ بریکٹ میں ہے

۲۔ رومن کیتھولک اردو بائبل، گڈ نیوز کلر ایڈیشن، گڈ نیوز فار ماڈرن مین، گورکھی بائبل، گڈ نیوز بائبل، آتھورائزڈ ورشن، انگلش نیو ٹیسٹامنٹ ۱۹۷۰ء، نیو انٹرنیشنل ورشن، نیو امریکن بائبل، ریوائزڈ اور نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں بھی درمیانی حصہ بریکٹ میں ہے۔

۳۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۰)

کرسچن کمیونٹی بائبل میں یوحنا ۷: ۱۹ تا ۲۲ حذف کر دی گئی ہیں۔

حوالہ نمبر(۲۱)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۲۵ء میں باب ۷ آیت ۳۹ یوں درج ہے:

"اس نے روح کی بابت کہا جسے وے جو اس پر ایمان لاتے پانے پر تھے، کیونکہ روح القدس اب تک نہ اتری تھی۔ اس لیے کہ یسوع ہنوز اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تاحال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۷ء اور گورکھی بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۴۔ بقیہ تمام بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ مذکور ہے۔

اناجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روح تو اترتی ہی رہتی تھی۔ یہاں انکار کی کیا وجہ ہے ؟

حوالہ نمبر(۲۲)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۵۰ یوں درج ہے:

نقدیموس نے جوران کو یسوع کے پاس آیا تھا اور ان میں سے ایک تھا انہیں کہا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تاحال میں یہ آیت یوں درج ہے۔

نکدیمس نے جو پہلے اس کے پاس آیا تھا اور انہی میں سے تھا' ان سے کہا۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ آیت یوں درج ہے:

"لیکن نیقودیمس نے جو پہلے اس کے پاس آیا تھا اور انہی میں سے تھا' ان سے کہا"

۴۔ آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۷ء اور دی نیو انگلش بائبل میں خط کشیدہ حصہ بریکٹ میں ہے۔

۵۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں پوری آیت بلا بریکٹ ہے۔

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ بعض نسخوں میں ہے کہ: "جو رات کو مسیح کے پاس آیا تھا" اور اکثر میں ہے "جو پہلے اس کے پاس آیا تھا"

پادری صاحبان بتلائیں کہ بریکٹ والے نسخے (جو ان الفاظ کو الحاقی بتلا

رہے ہیں) تبدیل شدہ ہیں یا دوسرے۔ اصل کلام الٰہی میں کیا تھا؟ دوسرا فرق جو لفظ "زلت" اور "پہلے" کا ہے ان میں سے الہامی کون سا ہے؟

فرمایئے کہ یہ تبدیلیاں آپ کی بائبل مقدس میں کس نے کیں؟ کب کیں؟ کیوں کیں؟

آپ نے ہم سے یہ چار شقی سوال کیا تھا ہم نے آپ کے سامنے اس کو حل کر دیا کہ یہ آپ کی اناجیل میں کمی و بیشی سامنے ہے۔ فرمایئے کہ یہ کارروائی کس نے کی؟ کب اور کیوں کی ہے؟ گویا ہمارا بوجھ اب آپ کے کندھوں پر ہے۔ اس سے جلد جلد از سبکدوش ہونے کی کوشش کریں۔ ورنہ ان مشکوک تحریرات کو چھوڑ کر ایسی لا تبدیل کتاب کو قبول کر لیں جس میں چودہ صدیوں میں نہ تو کوئی آیت نکالی گئی اور نہ اس میں کوئی بریکٹ نمودار ہوئی کیونکہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون○

حوالہ نمبر(۲۳۴)

۱۔ بائیبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۵۳ سے باب ۸ آیت ۱۱ تک کل ۱۲ آیات میں ایک زانیہ کا قصہ چھوٹی بریکٹ میں لکھا ہوا ہے جو کہ عین زنا کے وقت پکڑی گئی تھی۔ فریسی اور فقیہ اسے پکڑ کر مسیح ؑ کے پاس لائے اور کہا کہ اے استاد یہ عورت عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہے۔ توراۃ موسوی میں اس کے متعلق سنگساری کا حکم ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں؟ مسیح نے کہا جو تم میں سے بے گناہ ہو' وہ اسے پہلے پتھر مارے۔ یہ سن کر وہ سب کھسک گئے اور مسیح نے عورت کو فرمایا کہ جا پھر گناہ نہ کرنا۔ (مختصراً)

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ ۱۲ آیات بریکٹ میں درج ہیں۔

۳۔ اسی طرح گڈ نیوز بائبل' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو امریکن بائبل' کورکمی بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور

انجیل یوحنا ۱۸۹۰ء (یونانی' فارسی' اردو) میں یہ آیات بریکٹ زدہ ہیں۔

۴۔ عربی' فارسی' دی یروشلم بائبل' دی نیو یروشلم بائبل۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' آتھورائزڈ ورشن' رومن کیتھولک بائبل میں یہ آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔ اسی طرح نیو کنگ جیمس ورشن ۱۹۹۰ء میں۔

۵۔ دی نیو انگلش بائبل' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن اور آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی بائبل سے یہ آیات خارج کر دی گئی ہیں اور یہ باب آیت ۱۲ سے شروع کیا گیا ہے۔

۶۔ دی گڈ نیز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ آیات مشکوک حالت میں مندرج ہیں۔

پادری صاحبان فرمائیں کہ یہ ۱۲ آیات کلام الٰہی میں تھیں یا نہیں؟ اگر تھیں تو نکالنے والے محرف اور اگر نہ تھیں تو ڈالنے والے محرف دونوں حالتوں میں تحریف تو ثابت ہو گئی۔

اب فیصلہ آپ کر لیں کہ ان ۱۲ آیات کا چکر کس نے چلایا؟ کب چلایا؟ اور کس غرض سے چلایا؟

وارڈ صاحب اپنے اغلاط نامہ ص ۳۸ پر لکھتے ہیں کہ:

"بعض محققین نے یوحنا کے آٹھویں باب کے ابتدائی حصہ پر شبہ کیا ہے۔ ڈاکٹر گل کی موافقت میں ان آیات کی سچائی کی حمایت کرتے ہوئے ہورن اپنی تفسیر ج ۴ ص ۳۱۰ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں :

شہادت ان آیات کی سچائی کے حق میں ہے اگرچہ یہ آیات انتہائی قدیم ترجموں میں موجود نہیں اور نہ کریزسٹم' تھیو فلکیٹ اور نونس کے حوالوں میں اور نہ ہی ان کی تفسیروں میں اس کی شرح موجود ہے۔" (اعجاز عیسوی ص ۴۰۰)

اس کے بعد منفی اور مثبت طور پر کافی بحث تحریر کی ہے مگر معاملہ وہی شک و ابہام والا ہے' اسی طرح سہ ترجموں والی انجیل یوحنا ۱۸۶۰ء میں بھی کافی بحث درج ہے' لیکن فی زمانہ ان آیات کو نکالنے کا ہی رجحان پایا جاتا

ہے کیونکہ یہ الحاقی ہیں' کسی کاتب کے ہاتھ کی صفائی ہے۔

ان آیات کے متعلق تازہ ترین تحقیق

جناب کیپٹن اسلم محمود صاحب آف اٹک جو کہ ایک باذوق محقق ہیں انہوں نے مندرجہ بالا آیات یوحنا کے متعلق انگلستان کی کیمبرج یونیورسٹی کے سڈنی سیکس کالج کے شعبہ دینیات کے سربراہ پل ہاکنز کو انہی آیات کے متعلق ایک خط لکھا تو ہاکنز صاحب نے جواب لکھا کہ :

"میں نے یوحنا ۷ : ۵۳ تا ۸ : ۱۱ سے متعلق آپ کے سوال میں بہت دلچسپی لی ہے۔ کوئی شخص حتیمّا ان سوالات کے جوابات سے آگاہ نہیں' لیکن غالباً یہ کہانی اس آزادانہ روایت کا ایک حصہ ہے جو انجیل سے علیحدہ چند دہائیوں سے رائج الوقت تھی جسے بعد میں یوحنا کی انجیل میں شامل کر دیا گیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ یسوع کے متعلق کچھ ایسی کہانیاں تھیں جن کی اشاعت کلیساؤں کے ذریعے سے بار بار ہوئی' لیکن ان کو اناجیل میں شامل نہیں کیا گیا۔ یہ کہانی (یوحنا ۷ : ۵۳ تا ۸ : ۱۱) اسی سلسلہ کی ایک مثال ہے یہ انجیل کے لاطینی اور یونانی نسخوں میں شامل ہے اس لیے کہ باوجودیکہ یہ پہلی انجیل کا حصہ نہیں تھی بہت جلد یوحنا کی انجیل میں شامل کر لیا گیا۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟

بائبل کے صحائف کے بے عیب' الہامی اور بے خطا ہونے سے متعلق آپ کے سوال کے بارے میں میں یہ کہوں گا کہ بائبل الہامی ہے لیکن بے خطا اور بے عیب یقیناً نہیں۔ یہ بالکل واضح بات ہے۔ نکتے کی بات' مجھے یقین ہے' یہ ہے کہ خدا انسانوں کے ذریعے سے کلام کرتا ہے اور انسان غلطیاں کرتے ہیں لیکن خدا نے ابلاغ کا یہی طریقہ منتخب فرمایا ہے کہ وہ اپنے کلام اور انسانوں کے ذریعے سے ایسا کرے۔ ان کے ذریعے سے ہم خدا کو اپنے ساتھ کلام کرتا ہوا سن سکتے ہیں' میرے انداز نظر کے مطابق کم از کم یہی طریقہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ وضاحتیں آپ کے لیے دل چسپ ہوں گی اگرچہ بلا شبہ یہ ایک فرد کی آراء

ہیں۔"

(شائع شدہ ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا وضاحتی خط ایک حقیقت کو واشگاف کر رہا ہے کہ یہ ۱۲ آیات محض ایک افسانوی کہانی تھی جو پہلے عام سطح پر چلی پھر انجیل کا باقاعدہ حصہ بن گئی جس کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے مگر سب بے سود۔ پھر جن نسخوں میں سے اسے خارج کیا ہے ان کے آیات نمبر اسی طرح ان الحاقی آیات کی غمازی کر رہے ہیں۔ جب ایک اقتباس جعلی قرار دے لیا تو پھر ایسی حرکت سے کیا غرض ہے؟ نیز یہ بھی واضح کیا جائے کہ عورت عین فعل کے وقت اکیلی ہی تھی؟ اس کے ساتھ کوئی مرد نہ تھا؟ وہ کیوں گرفتار کر کے نہ لایا گیا؟

حوالہ نمبر(۲۴)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۸ آیت ۵۹ یوں درج ہے:

"تب انہوں نے پتھر اٹھائے کہ اسے ماریں پس یسوع نے اپنے تئیں پوشیدہ کیا اور ان کے بیچ سے گزر کے ہیکل سے نکلا اور یوں چلا گیا۔"

بائبل اردو مطبوعہ ۱۸۷۸ء میں بھی اسی طرح ہے۔

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا ۱۹۲۶ء تا حال بمع رومن کیتھولک بائبل میں یوں درج ہے:

"پس انہوں نے اس کے مارنے کو پتھر اٹھائے مگر یسوع چھپ کر ہیکل سے نکل گیا۔"

دونوں عبارتوں میں فرق نمایاں ہے۔ اب خدا جانے کہ پہلا الہامی ہے یا دوسرا اور یہ کمی بیشی کس نے؟ کب اور کس غرض سے کی؟ یہ بتلانا پادری صاحبان کا ذمہ ہے۔

۳۔ عربی' فارسی' آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ میں یہ آیت

۱۸۴۵ء کی طرح پوری درج ہے۔

- بقیہ بائبلز میں ۱۹۰۸ء کی طرح یعنی اس میں سے "بیچ سے ہو کر" اور "یوں چلا گیا" نکال دیا گیا ہے۔

سلطان المناظرین علامہ رحمت اللہ کیرانویؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں "اور ان کے بیچ میں ہو کے" اور "یوں چلا گیا" کے الفاظ الحاقی ہیں۔

رومن کیتھولک کے تمام انگلش تراجم میں یہ الفاظ موجود نہیں۔ وہ حضرات ان کو الحاقی قرار دیتے ہیں اور ۱۶۷۱ء اور ۱۸۳۶ء کے عربی ترجمہ میں یہ الفاظ متروک تھے۔ وہاں یہ عبارت ہے فاخذوا حجارة ليرجموه فاما يسوع فتوارى وخرج من الهيكل ترجمہ ۱۹۰۸ء کے مطابق ہے۔

وارڈ صاحب اغلاط نامہ کے ص ۱۸ پر لکھتے ہیں کہ:

"یوحنا باب ۸ آیت ۵۹ کے یہ الفاظ "ان کے بیچ میں ہو کے" اور "یوں چلا گیا" الحاقی ہیں۔ بیضاء لکھتا ہے کہ یہ الفاظ انتہائی قدیم نسخوں میں موجود ہیں۔ مگر اراز مس کی رائے کے مطابق میرا خیال بھی یہ ہے کہ یہ الفاظ "ان کے بیچ میں ہو کے" لوقا باب ۴ آیت ۳۰ سے لیے گئے ہیں اور کاتب نے حاشیہ پر لکھے ہوئے دیکھ کر غلطی سے متن میں داخل کر دیے اور "یوں چلا گیا" کے الفاظ کسی نے صرف اس باب کا اگلے باب سے ربط پیدا کرنے کے لیے بڑھائے ہیں۔ اور میں نے اپنے اس خیال کو اس لیے لائق اعتنا نہیں سمجھا کہ نہ صرف کریزاسٹم اور آگسٹائن نے اس جملہ کو ذکر نہیں کیا بلکہ یہ جملہ ویسے بھی بے ربط اور لغو ہے۔ اس لیے کہ جب وہ چھپ گیا تو پھر ان کے بیچ میں سے ہو کے کیسے نکل گیا بیضاء کے اسی استدلال کی وجہ سے اس کے معتقدین نے ۱۵۵۶ء، ۱۵۶۲ء، ۱۵۷۷ء اور ۱۵۷۹ء کے مطبوعہ انگریزی ترجمے سے یہ جملہ نکال دیا تھا مگر اس کے بعد ۱۵۸۰ء اور ۱۵۸۳ء میں ان الفاظ کو پھر داخل کر لیا گیا۔" (اعجاز عیسوی جدید ص ۳۹۷ و ۳۹۸)

ناظرین کرام ' انگلش تراجم میں شامل کرنے یا نکالنے کی طرح عربی ترجمہ

کا بھی یہی معاملہ ہے کہ ۱۶۷۱ء اور ۱۸۳۱ء میں موجود نہیں مگر موجودہ نسخوں میں مکمل طور پر موجود ہیں۔ اسی طرح دو انگلش تراجم آتھورائزڈ ورشن اور ۱۹۴۳ء کے انگلش ترجمہ میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ مگر دیگر انگلش تراجم میں موجود نہیں۔ اسی طرح ۱۸۷۵ء کے اردو ترجمہ میں موجود مگر بعد کے نسخوں سے غائب۔

اب پادری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ روح القدس کی مدد حاصل کر کے اس لاینحل گتھی کو سلجھائیں کہ یہ ادخال و اخراج کا کیا چکر ہے؟ کیا ادخال تحریف ہے یا اخراج؟ کسی فیصلہ پر متفق ہو کر حقیقت واضح فرمائیں۔ ورنہ نہایت دیانت و شرافت کے ساتھ بائبل میں وقوع تحریف قبول فرمالیں۔ آپ کو کوئی فرق نہیں پڑے گا' کیونکہ اصل معاملہ اب کھل چکا ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے۔

حوالہ نمبر(۲۵)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۹ آیت ۷ یوں درج ہے:

"اور اس سے کہا جا اور سلو آم کے حوض میں (جس کا ترجمہ بھیجا ہوا ہے) نہا۔ بس وہ جا کے نہایا اور بینا ہو کے آیا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۲ء تاحال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"اس سے کہا جا شیلوخ کے حوض میں دھو لے (جس کا ترجمہ بھیجا ہوا ہے) پس اس نے جا کر دھویا اور بینا ہو کر واپس آیا۔"

۳۔ عربی اور فارسی بائبل میں یہ تفسیری جملہ بلا بریکٹ درج ہے۔

۴۔ بقیہ بائبلز میں یہ جملہ بریکٹ میں ہے۔

نوٹ: جب یہ جملہ کسی کاتب کی طرف سے تفسیری تھا تو اس کو بلا بریکٹ درج کرنا تحریف ہو گی۔ اور دیگر جب یہ براہ راست کلام الٰہی میں موجود

تھا تو اس کو بریکٹ میں لانا تحریف ہو گا۔

حوالہ نمبر(۲۶)

ا۔ بائبل مطبوعہ ۱۸۲۵ء میں باب ۱۰ آیت ۳۵ یوں درج ہے:

"جبکہ اس نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا" خدا کہا۔ اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تاحال یعنی رومن کیتھولک بائبل میں یوں درج ہے۔

"جبکہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ (اور کتاب مقدسہ کا باطل ہونا ممکن نہیں)

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں بھی یہ حصہ بریکٹ میں ہے اور انجیل یوحنا (بہ سہ ترجمہ) مطبوعہ ۱۸۹۰ء میں بھی یہ حصہ بریکٹ میں ہے

۴۔ بقیہ تمام بائبلز میں یہ جملہ بلا بریکٹ درج ہے۔

پادری صاحبان بتلائیں کہ بریکٹ والے نسخے محرف ہیں یا دوسرے؟ آخر خدا کے کلام میں دخل اندازی کر کے اپنے الفاظ داخل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ جبکہ کلام الٰہی کی تفسیر و تشریح کرنا بھی انسان کے اختیار میں نہیں۔

نوٹ: دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں بھی یہ حصہ بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر(۲۷)

ا۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۸۸ء میں باب ۹ آیت ۳۵ یوں درج ہے:

"یسوع نے سنا کہ انہوں نے اسے خارج کر دیا۔ جب اس نے اسے پا کر کہا کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے؟"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تاحال میں اسی طرح درج ہے کہ کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے، مگر نیچے حاشیہ پر لکھ دیا ہے کہ یونانی میں ابن خدا کی

جگہ ابن آدم کا لفظ موجود ہے۔

۲۔ رومن کیتھولک اردو بائبل اور تمام انگلش بائبلز میں خدا کے بیٹے کی جگہ انسان کے بیٹے کا لفظ ہے۔

۳۔ عربی' فارسی' آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۷ء میں ۱۸۷۵ء و ۱۹۰۸ء کی طرح ابن خدا کا لفظ درج ہے۔

یہ حوالہ بھی اس حوالوں کی فہرست میں ہے جن میں تحریف کر کے اصل حقیقت کے خلاف مسیح کو "خدا کا بیٹا" کہا گیا ہے۔ چنانچہ مرقس ۱:۱ کے تحت اس پر کافی تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ اسی طرح اعمال ۸: ۳۷ کے ضمن میں کہ مسیح خدا کے بیٹے نہیں بلکہ اس کے عاجز بندے اور عظیم الشان رسول تھے۔ ابتدائی عقیدہ بھی اس کے خلاف تھا اس کے بعد پولوس یہودی نے عیسائیت کا لبادہ اوڑھ کر منجملہ دیگر مسائل کے یہ مسئلہ بھی مسیحی تعلیمات میں داخل کر دیا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور اس کے مطابق آیات بنا کر اناجیل میں شامل کی جاتی رہیں اور آج ان کی یہ جعل سازی صاف واضح ہو چکی ہے۔

حوالہ نمبر (۲۸)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۱ آیت ۲ یوں مذکور ہے۔

"(وہی مریم جس نے خداوند کو عطر ملا اور اپنے بالوں سے اس کے پاؤں پو نچھا تھا اسی کا بھائی لعزر بیمار تھا)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ گورمکھی' جرمن' کرسچین کمیونٹی بائبل' گڈ نیوز بائبل' نیو انگلش بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن' دی یروشلم بائبل' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۷ء اور رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں دی گئی ہے۔

عربی، فارسی بائبل، نیو امریکن بائبل، نیو انٹرنیشنل ورشن، ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

یہ آیت واقعی جعلی ہے کیونکہ عطر ڈالنے کا واقعہ اس کے بعد ۱۲: ۳ میں دوران دعوت اور حیات لعزر کے بعد واقع ہونا لکھا ہے جبکہ دوسری اناجیل میں حیات لعزر کا واقعہ نہیں ہے مگر قبل از ایمان عطر ڈالنے کا واقعہ ہے۔

حوالہ نمبر(۲۹)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۱ آیت ۳۰ یوں مذکور ہے (بلا بریکٹ)

"اور یسوع ہنوز بستی میں نہ پہنچا تھا بلکہ اسی جگہ تھا جہاں مرتھا اُسے ملی تھی۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۱ء تا حال میں یہ آیت چھوٹی بریکٹ میں درج ہے۔

۳۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن، گڈ نیوز بائبل، فارسی، اردو اور یونانی انجیل ۱۸۹۰ء میں بھی یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

حوالہ نمبر(۳۰)

انجیل یوحنا ۱۱: ۵۱ و ۵۲ دونوں نمبر گور مکھی بائبل میں بریکٹ شدہ ہے اور دیگر تمام بائبلز میں بلا بریکٹ مذکور ہیں۔

اس کی وجہ کوئی راسخ الاعتقاد پادری ہی بتا سکتا ہے۔ ممکن ہے اور بھی کسی بائبل میں یہ آیت بریکٹ زدہ ہو یا خارج کر دی گئی ہو بہرحال میرے پاس موجودہ بائبلز کی رپورٹ یہی ہے۔

حوالہ نمبر(۳۱)

ا۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۲ آیت ۶ یوں مذکور ہے

"اس نے یہ اس لیے نہ کہا کہ وہ محتاجوں کی کچھ فکر کرتا تھا۔ پر اس لیے کہ وہ چور تھا اور تھیلی اس کے پاس رہتی تھی اور جو کچھ اس میں پڑتا تھا اٹھا لیتا تھا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ آیت چھوٹی بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی، فارسی وغیرہ بقیہ تمام بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

عہد جدید ۱۹۳۶ء کے حاشیہ میں تھیلے کی بجائے صندوقچی کا لفظ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۳۳)

ا۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۲ آیت ۸ یوں مذکور ہے:

"کیونکہ محتاج ہمیشہ تمہارے ساتھ رہتے ہیں۔ پر میں ہمیشہ تمہارے ساتھ نہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۶ء تا حال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"کیونکہ غریب غربا تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں لیکن میں تمہارے پاس نہ ہوں گا۔"

۳۔ کرسچین کمیونٹی بائبل میں یہ آیت چھوٹی بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ بقیہ تمام بائبلز میں بلا بریکٹ ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ مسیح ہمیشہ رہنے والے نہ تھے، بلکہ ان کی رسالت ایک زمانے کی تھی۔ دائمی رسالت کے مالک صرف خاتم الانبیاء ہیں۔

حوالہ نمبر(۳۴)

یوحنا ۱۲: ۴ میں ایک جملہ "جو اسے پکڑوانے کو تھا" دی گڈ نیوز ٹریشنل

ایڈیشن کمل بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر(۳۴)

یوحنا ۲:۲۲ بائبل ۱۸۵۸ء میں یوں درج ہے:

"اس کے شاگرد پہلے یہ باتیں نہ سمجھے۔ لیکن یسوع جب اپنے جلال کو پہنچا تب انہوں نے یاد کیا کہ یہ باتیں اس کے حق میں لکھی تھیں اور یہ کہ انہوں نے اس سے یہ سلوک کیا۔"

یہ آیت تمام بائبلز میں بلا بریکٹ درج ہے مگر رومن کیتھولک اردو بائبل ۱۹۵۸ء میں چھوٹی بریکٹ میں درج ہے۔ (ویسے آخر الذکر بائبل کا موقف درست ہے) نیز بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں بھی ایسے ہی ہے۔

حوالہ نمبر(۳۵)

(۱) انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۸ آیت ۳۲ یوں مذکور ہے:

"اس نے یہ کہہ کے پتہ دیا کہ وہ کس موت سے مرنے پر ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یوں مذکور ہے:

"اس نے اس بات سے اشارہ کیا کہ میں کس موت سے مرنے کو ہوں۔"

۳۔ گڈ نیوز بائبل، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور جرمن بائبل میں یہ آیت چھوٹی بریکٹ میں ہے جبکہ بقیہ تمام بائبلز میں بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۳۶)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۳ آیت ۱۱ یوں درج ہے کہ:

"کیونکہ وہ تو اپنے پکڑوانے والے کو جانتا تھا۔ اس لیے اس نے کہا کہ تم سب پاک نہیں ہو۔"

مگر ایک موقعہ پر بارہ کے بارہ کو فرما چکے ہیں کہ تم بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔ (متی ۱۹: ۲۸)

حوالہ نمبر(۳۷)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۳ آیت ۲۸ و ۲۹ یوں درج ہیں:

"پر ان میں سے جو کھانا کھانے بیٹھے تھے، کسی نے جانا کہ یہ اس نے اسے کس لیے کہا کیونکہ بعضوں نے گمان کیا کہ اس لیے کہ یہوداہ کے پاس تھیلی تھی کہ یسوع اسے یہ کہتا تھا کہ جو ہم کو عید کے لیے درکار ہے مول لے۔ یا یہ کہ محتاجوں کو کچھ دے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ گورمکھی، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور گڈ نیوز بائبل میں یہ آیت چھوٹی بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی، فارسی، جرمن اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۳۸)

اسی طرح انجیل یوحنا آیت ۳۰ بھی گورمکھی بائبل میں بریکٹ میں درج ہے۔

حوالہ نمبر(۳۹)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۴ آیت ۶ یوں درج ہے:

"یسوع نے اسے کہا" راہ حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی بغیر میرے وسیلے

باپ کے پاس نہیں سکتا ہے۔"

۲۔ یونانی، فارسی اور اردو انجیل مطبوعہ ۱۸۹۰ء میں یہ آیت یوں درج ہے:

"زندگی اور سچائی اور راستہ میں ہوں یسوع نے کہا ہے۔"

۳۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال اور رومن کیتھولک، اردو بائبل میں بھی یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۴۔ کرسچین کمیونٹی بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ (اور حق اور زندگی) بریکٹ شدہ ہیں۔

۵۔ عربی، فارسی، جرمن، گورمکھی اور انگلش بائبلز میں یہ الفاظ بلا بریکٹ موجود ہیں۔

پادری صاحبان بتلائیں کہ خط کشیدہ بائبل محرف ہے یا دوسری بائبل، نیز رومن کیتھولک کی اس بائبل اور اردو بائبل میں یہ فرق کیوں رکھا گیا ہے کیا ہر فرقے کا روح القدس الگ الگ ہے۔

حوالہ نمبر(۴۴)

عبرانی بائبل میں یوحنا ۱۴: ۱۴ میں جزوی بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۴۱)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۹۰ء میں باب ۱۷ آیت ۱۱ یوں مذکور ہے۔

"میں آگے کو دنیا میں نہ ہوں گا مگر یہ دنیا میں ہیں اور میں تیرے پاس آتا ہوں۔ اے قدوس باپ اپنے نام کے وسیلے سے جو تو نے مجھے بخشا ہے، ان کی حفاظت کر کہ وہ بھی ہماری طرح ایک ہوں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال نیز تمام بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے مگر

۵۔ کرسچن کمیونٹی بائبل (کیتھولک) میں مندرجہ بالا خط کشیدہ حصہ بریکٹ میں درج ہے۔

حوالہ نمبر(۴۲)

ا۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۸ آیت ۹ بلا بریکٹ یوں درج ہے:

"یہ اس لیے ہوا کہ وہ کلام جو اس نے کہا پورا ہو کہ جنہیں تو نے مجھے دیا' میں نے ان میں سے ایک کو بھی کم نہ کیا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ گڈ نیوز کلر ایڈیشن' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز بائبل' گورکھی بائبل' رومن کیتھولک اردو بائبل اور نیو انگلش بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ تمام بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۴۳)

ا۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۸ آیت ۳۲ یوں مذکور ہے:

"(یہ اس لیے ہوا تا کہ یسوع کی بات جو اس نے اپنی موت کی طرح سے اشارہ کر کے کہی تھی' پوری ہو جس میں اس نے اشارہ کیا تھا کہ میں کس موت سے مروں گا)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل' نیو ریوائزڈ ورشن' گڈ نیوز بائبل اور گورکھی بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔ نیز گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن میں بھی بریکٹ میں ہے۔

بوجہ بریکٹ زدہ ہونے کے یہ آیت الحاقی ثابت ہوئی تو معلوم ہو گیا کہ

یسوع نے اپنی موت' صلیب اور جی اٹھنے کے متعلق کچھ بھی نہ کہا تھا جیسے کہ رسالہ "Q" میں اس کے متعلق کوئی ذکر نہیں اور جیسے مرقس کا اس بیان پر مشتمل حصہ ۱۶: ۹ تا ۲۰ الحاقی ثابت ہو چکا ہے۔ یہ محض یار لوگوں کی بنائی ہوئی کہانی ہے جیساکہ بندہ اپنے رسالہ کسر صلیب میں ثابت کر چکا ہے۔

۳۔ عربی' فارسی کو ڈ دیگر تمام بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۴۴)

نیو انٹرنیشنل ورشن میں ۱۸: ۵ و ۱۰ میں جزوی طور پر بریکٹ ہے اور دی نیو انگلش بائبل میں صرف ۱۸: ۱۰ جزوی بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر(۴۵)

ا۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۸ آیت ۴۰ یوں درج ہے:

"تب ان سبھوں نے پھر چلا کر کہا کہ اس کو نہیں بلکہ برابّاس کو۔ برابّاس بٹمار تھا"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ مندرج ہے۔

۳۔ گڈ نیوز بائبل' دی نیو انگلش بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں آیت کا آخری جملہ (پر برابّاس بٹمار (ڈاکو) تھا) بریکٹ میں دیا گیا ہے۔

حوالہ نمبر(۴۶)

یوحنا ۱۸: ۲۸ میں کرسچن کمیونٹی بائبل میں جزوی بریکٹ میں موجود ہے۔ اسی طرح نیو انٹرنیشنل ورشن میں یوحنا ۱۸: ۱۰

معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایڈیٹر نے بائبل مقدس میں اپنا اپنا حصہ شامل کیا

ہے تا کہ خدمت کلام سے کوئی بھی محروم نہ رہے۔

حوالہ نمبر(۴۷)

۱۔ انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۲۵ء باب ۱۹ آیت ۱۳ یوں درج ہے:

"پلاطوس یہ بات سن کر یسوع کو باہر لایا اور اس مقام پر جو چبوترہ اور عبرانی میں گبتا کہلاتا ہے، مسند پر بیٹھا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال بمع رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔ مندرجہ بالا خط کشیدہ جملہ بریکٹ میں درج کر دیا گیا ہے۔

۳۔ نیو انگلش بائبل، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز ایڈیشن اور گڈ نیوز بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ جملہ بریکٹ میں درج کر دیا گیا ہے۔

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ دیگر بائبلز میں مکمل یہ آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۴۸)

یوحنا ۱۹: ۱۷ بھی اسی طرح بریکٹ اور عدم بریکٹ میں منقسم ہے۔ الفاظ دونوں میں یکساں ہیں۔

اگر یہ الفاظ الہامی تھے تو ان کو بریکٹ میں لا کر الحاقی اور تشریحی کیوں قرار دیا۔ اور اگر غیر الہامی تھے تو بلا بریکٹ کیوں درج کیے گئے؟

حوالہ نمبر(۴۹)

۱۔ انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۲۵ء باب ۱۹ آیت ۳۱ یوں مذکور ہے:

"پھر یہودیوں نے اس لحاظ سے کہ لاشیں سبت کے دن صلیبوں پر نہ رہ جاویں کیونکہ وہ دن تیاری کا تھا بلکہ بڑا ہی سبت تھا پلاطوس سے عرض کی کہ اس

کی ٹانگیں توڑی اور لاشیں اتاری جائیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

"پس چونکہ تیاری کا دن تھا' یہودیوں نے پیلاطس سے درخواست کی کہ ان کی ٹانگیں توڑی جائیں اور لاشیں اتار لی جائیں تاکہ سبت کے دن صلیب پر نہ رہیں کیونکہ وہ سبت ایک خاص دن تھا۔"

۳۔ آتھورائزڈ ورشن' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن اور نیو ٹسٹامنٹ مطبوعہ ۱۹۳۷ء میں آخری حصہ بریکٹ میں ہے۔ بقیہ بائبلز میں تمام آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

یونانی اردو بائبل ۱۸۹۰ء میں بھی بریکٹ ہے۔ مسئلہ تثلیث کی طرح مسئلہ بریکٹ بھی ایک عجیب گورکھ دھندہ ہے۔ اصل کلام کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔

حوالہ نمبر (۵۰)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۹ آیت ۳۵ یوں درج ہے:

"اور جس نے یہ دیکھا گواہی دی اور اس کی گواہی سچی ہے اور وہ جانتا ہے کہ سچ کہتا ہے تاکہ تم ایمان لاؤ۔"

بائبل اردو مطبوعہ ۱۸۸۷ء میں بھی اسی طرح ہے۔

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

۳۔ گڈ نیوز بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' نیو ریوائزڈ ورشن' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں یہ آیت مکمل طور پر بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی' فارسی بائبل اور بقیہ بائبلز میں یہ نمبر بلا بریکٹ موجود ہے۔

یہ آیت اور ۲۱ : ۲۴ اس انجیل کی سند میں پیش کی جاتی ہے مگر ان دونوں آیات کے الحاقی ثابت ہونے سے یوحنا کا سلسلہ اسناد فیل ہو گیا اور وہی بات باقی رہ گئی کہ اس کو اسکندریہ کے کسی طالب علم نے تحریر کیا ہے نہ کہ یوحنا حواری نے۔

حوالہ نمبر(۵۱)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۹ آیت ۳۸ یوں درج ہے:

"اور بعد اس کے یوسف اور ارمتیاہ نے جو یسوع کا شاگرد تھا لیکن یہود کے ڈر سے پوشیدہ تھا پلاطوس سے اجازت چاہی کہ یسوع کی لاش کو لے جائے اور پلاطوس نے اجازت دی سو وہ آ کے یسوع کی لاش لے گیا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں مندرجہ بالا خط کشیدہ حصہ بریکٹ میں ہے۔ ایسے ہی رومن کیتھولک بائبل میں بھی یہ حصہ بریکٹ زدہ ہے۔

۳۔ گورکھی بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز بائبل اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں بھی یہ حصہ بریکٹ شدہ ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلوں میں تمام آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۵۲)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۰ آیت ۹ یوں درج ہے:

"کیونکہ وے ہنوز اس نوشتہ کو نہ جانتے تھے کہ مردوں میں سے اس کا جی اٹھنا ضرور ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو کلر ایڈیشن' نیو انٹرنیشنل ورشن' نیو انگلش بائبل اور گورکھی بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں درج ہیں۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں پوری آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

آپ مسلسل دیکھیں کہ جی اٹھنے کی تمام آیات الحاقی ثابت ہو رہی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مسیح نے نہ اس کی تعلیم دی اور نہ ہی اس وقت کوئی ایسا معاملہ ہوا بلکہ یہ ایک افسانہ ہے جس کی حقیقت قدم قدم پر کھل رہی ہے۔

۵۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں بھی بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۵۳)

یوحنا ۲۰ : ۱۶ کا آخر نیو انگلش بائبل وغیرہ میں بریکٹ زدہ ہے جیسے رومن کیتھولک اردو' ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ ورشن' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' نیو انٹرنیشنل ورشن اور گورکھی بائبل میں۔

حوالہ نمبر(۵۴)

۱۔ انجیل یوحنا مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۰ آیت ۱۴ یوں مذکور ہے کہ:

"جب وہ یوں کہہ چکی تو پیچھے پھری اور یسوع کو کھڑے دیکھا اور نہ پہچانا کہ یہ یسوع ہے"

۲۔ جرمن بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ جملہ طویل بریکٹ میں ہے اور بقیہ بائبلز میں مکمل آیت بلا بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۵۵)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۱ آیت ۷ یوں درج ہے :

"اس لیے اس شاگرد نے جسے یسوع پیار کرتا تھا پطرس سے کہا کہ یہ خداوند ہے۔ شمعون پطرس نے سن کے کہ وہ خداوند ہے کرتا کمر سے باندھا کیونکہ وہ ننگا تھا اور اپنے تئیں دریا میں ڈال دیا۔"

۲۔ آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں ایسے ہی گڈ نیوز فار ماڈرن مین اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں بھی بریکٹ زدہ ہیں۔

۳۔ بقیہ بائبلز میں تمام آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۴۔ انجیل یونانی اردو فارسی ۱۸۹۰ء میں بھی یہ آیت اس موقعہ پر بریکٹ زدہ ہے۔

حوالہ نمبر(۵۶)

ا۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۱ آیت ۸ یوں درج ہے:

"اور باقی شاگرد مچھلیوں کا جال کھینچتے ہوئے کشتی پر آئے کیونکہ وہ کنارے سے دور نہ تھے مگر دو سو ہاتھ الکل۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

"اور باقی شاگرد ڈونگی پر سوار مچھلیوں کا جال کھینچتے ہوئے آئے کیونکہ وہ کنارے سے کچھ دور نہ تھے بلکہ تخمیناً دو سو ہاتھ کا فاصلہ تھا۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل' آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ میں مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں ہیں۔ ایسے انجیل یونانی (اردو فارسی) ۱۸۹۰ء

حوالہ نمبر(۵۷)

ا۔ انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۱ اور آیت ۱۱ یوں درج ہے:

"اس نے ان باتوں سے پتہ دیا کہ وہ کونسی موت سے خدا کا جلال ظاہر کرے گا اور یہ کہہ کر اسے پھر کہا کہ وہ میرے پیچھے ہو لے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء تا حال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' گڈ نیوز بائبل' گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گورمکھی بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ حصہ بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور دیگر بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۵۸)

ا۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۱ آیت ۲۰ یوں درج ہے:

"تب پطرس نے پھر کے اس شاگرد کو جسے یسوع پیار کرتا تھا اور جس نے رات کو اس کے سینے پر جھک کے پوچھا کہ اے خداوند وہ جو تجھے پکڑواتا ہے کون ہے؟ پیچھے آتے دیکھا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء تا حال میں یہ آیت یوں درج ہے

"پطرس نے پھر کر اس شاگرد کو پیچھے آتے دیکھا جس سے یسوع محبت رکھتا تھا اور جس نے شام کے کھانے کے وقت اس کے سینے کا سہارا لے کر پوچھا تھا اے خداوند تیرا پکڑوانے والا کون ہے؟"

۳۔ نیو انٹرنیشنل ورشن میں مندرجہ بالا خط کشیدہ حصہ بریکٹ میں دیا گیا ہے۔

۴۔ بقیہ بائبلز میں پوری آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۵۹)

۱۔ بائبل انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۱ آیت ۲۳ یوں درج ہے:

"تب بھائیوں میں یہ بات مشہور ہوئی کہ وہ شاگرد نہ مرے گا۔ لیکن یسوع نے اسے نہیں کہا کہ وہ نہ مرے گا مگر یہ کہا کہ اگر میں چاہوں کہ میرے آنے تک ٹھہرے تو تجھے کیا؟"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال بمع رومن کیتھولک یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ نیو امریکن میں آخری جملہ (تو تجھے کیا؟) بریکٹ میں دیا گیا ہے۔

۴۔ بقیہ تمام بائبلز میں مکمل آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

اناجیل میں مندرج کئی پیش گوئیاں ایسی ہیں جو کہ آج تک پوری نہیں ہو سکیں اس لیے ان میں لفظی ہیر پھیر کر کے جان چھڑانے کی کوشش کی جاتی ہے جیسے متی ۱۰: ۲۳ میں مذکور ہے کہ:

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم بنی اسرائیل کے سب شہر نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آ جائے گا۔"

"کیا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ باتیں نہ ہو لیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی۔" (متی ۲۴: ۳۴۔ مرقس ۱۳: ۳۰۔ لوقا ۲۱: ۳۲ وغیرہ)

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم آسمان کو کھلا دیکھو گے اور خدا کے فرشتوں کو اوپر جاتے اور ابن آدم پر اترتے دیکھو گے۔" (یوحنا ۱: ۵۱)

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اس کی بادشاہت میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں گے، موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے۔" (متی ۱۶: ۲۸ مرقس ۹: ۱ لوقا ۹: ۲۷)

اس کتاب کے آخر میں اس پیش گوئی کی بقیہ تفصیلات بمع تبصرہ ملاحظہ فرمایئے۔

حوالہ نمبر (۶۰)

دیکھیں انجیل یوحنا اردو مطبوعہ ۱۸۷۰ء میں باب ۲۱ آیت ۲۴ یوں درج ہے:

"یہ وہ شاگرد ہے جس نے ان کاموں کی گواہی دی اور ان باتوں کو لکھا اور ہم کو یقین ہے کہ اس کی گواہی سچی ہے۔"

یہاں لکھنے والا حضرت مسیح کے شاگرد یوحنا کے بارے میں شہادت دے رہا ہے کہ ان باتوں کا لکھنے والا مسیح کا شاگرد ہے جس نے کچھ باتیں لکھی ہوں گی مگر موجودہ انجیل کی صورت میں نہیں بلکہ اس انجیل کا لکھنے والا کوئی دوسرا آدمی ہے جو اپنے متعلق لکھتا ہے کہ: "ہم کو یقین ہے کہ اس کی گواہی سچی ہے۔"

یہ شہادت اس آیت کے الحاقی ہونے پر واضح دلیل ہے اسی طرح یوحنا (۲۱:۲۵) چنانچہ بائبل کے مشہور مفسر ویسٹ کٹ جو کہ تنقید بائبل کے بارے میں نہایت محتاط اور رجعت پسند نقطہ نظر کے حامی ہیں، وہ بھی لکھنے پر مجبور ہیں کہ:

"ان دونوں آیتوں کے بارے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ درحقیقت وہ حاشیے ہیں جو انجیل کی اشاعت کے قبل اس میں بڑھا دیئے گئے۔ اگر آیت نمبر ۲۴ کا مقابلہ ۱۹:۳۵ سے کر کے دیکھا جائے تو نتیجہ خیز طور پر یہ بات نظر آتی ہے کہ یہ شہادت مصنف انجیل کی نہیں۔ غالباً یہ الفاظ افسس کے بزرگوں نے بڑھا دیئے ہیں۔"

عہد حاضر کے مشہور مصنف بشپ گور (GORE) بھی اس کی تائید کرتے ہیں" ملاحظہ ہو (بائبل آف کرائسٹ ص ۱۶۱) یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں آیتیں نسخہ سینائی ٹکس میں موجود نہیں۔ (دی فور گاسپلز ص ۴۲۸ بحوالہ کتاب تحریف کے یہ مجرم ص ۸۲ و ۸۳)

علاوہ ازیں میرے پاس موجود نیو امریکن بائبل کے حاشیہ پر بھی اس بات کی شہادت مندرج ہے۔

خدا ہی خوب جانتا ہے کہ ان بزرگوں نے کیا کچھ گڑبڑ کر کے کلام خدا کو مجسم تحریف بنا دیا ہے کہ اس شک و شبہات کے بحر عمیق میں اصل حقیقت کا کچھ پتہ نہیں چل سکتا۔ اسی بنا پر رب رحیم نے بندوں پر رحم فرماتے ہوئے اپنا آخری اور لاتبدیل کلام قرآن مجید نازل فرما کر عالم انسانیت کی مکمل راہنمائی کی اور اسے یقینی سطح پر اور عالمگیر اور دائمی طور پر قائم فرما دیا۔ لہٰذا عالم انسانیت کو ہم نہایت ہمدردی سے اس مینارۂ نور کی طرف دعوت دیتے ہیں (۶۹ + ۱ = ۷۰)

موازنہ کتاب اعمال

باب	آیات زیر بحث
۱	۱۵، ۱۸، ۱۹، ۲۳
۴	۳۶، ۱۶ و ۱۷، ۱۹
۵	۱۲ آخر تا ۱۳ مکمل، ۱۷
۷	۲۵، ۳۰
۸	۲۶، ۳۷
۹	۵ و ۶
۱۰	۶، ۳۶
۱۱	۲۸، ۲۹
۱۲	۳
۱۳	۱، ۸، ۹
۱۵	۲۴، ۳۲، ۳۴
۱۷	۲۱
۲۱	۸، ۲۹
۲۲	۲
۲۳	۸
۲۴	۶ تا ۸

آیات کا تفصیلی جائزہ

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت ۱۵ یوں درج ہے:

"انہی دنوں پطرس شاگردوں کے درمیان (جو سب مل کر ایک سو بیس کے قریب تھے)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' جرمن اور گورکھی بائبل' نیو امریکن بائبل اور نیو انٹرنیشنل ورشن میں مندرجہ بالا بریکٹ شدہ الفاظ بریکٹ ہی میں ہیں۔

۴۔ عربی' فارسی بائبل اور دیگر تمام بائبلز میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت ۱۸ و ۱۹ یوں درج ہے:

"سو اس نے (یہوداہ اسکریوطی) اپنی بدی کی مزدوری سے ایک کھیت حاصل

لیا اور اوندھے منہ گرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اس کی تمام انتڑیاں نکل پڑیں اور یہ سب یروشلم کے رہنے والوں کو معلوم ہوا یہاں تک کہ اس کھیت کا نام ان کی زبان میں "حقل دما" ہوا یعنی خون کی کھیت"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۲۶ء رومن کیتھولک بائبل اردو، پروٹسٹنٹ اردو بائبل ۱۹۵۲ء تامل، گورمکھی بائبل، نیو انگلش بائبل، کرسچن کمیونٹی بائبل، نیو انٹرنیشنل ورشن، ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ ورشن اور نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں یہ آیتیں بریکٹ میں درج کی گئی ہیں۔

۳۔ عربی، فارسی، جرمن بائبل، دی یروشلم اینڈ نیو یروشلم بائبل، آتھورائزڈ ورشن، انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء، اردو بائبل ۱۹۰۸ء، عبرانی بائبل، اور دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں بلا بریکٹ درج ہے۔

پادری صاحبان بتائیں کہ بریکٹ والے نسخے درست ہیں یا بغیر بریکٹ والے؟

حوالہ نمبر(۳)

۱۔ کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت ۲۳ یوں مذکور ہے۔

"تب انہوں نے دو کو کھڑا کیا۔ ایک یوسف جو برسباس کہلاتا جس کا لقب جوستس تھا اور دوسرا متھیاس۔"

۲۔ اردو بائبل ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تامل میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

"پھر انہوں نے دو کو پیش کیا" ایک یوسف کو جو برسبا کہلاتا ہے اور جس کا لقب یوستس تھا دوسرا متیاہ کو۔"

۳۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن، نیو انٹرنیشنل

ورشن اور گڈ نیوز بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ جملہ "جس کا لقب یوستس تھا" بریکٹ میں ہے۔

۳۔ عربی' فارسی وغیرہ تمام بقیہ بائبلز میں یہ جملہ بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۴)

عبرانی عہد جدید ۲ : ۳۰ و ۴۳ میں جزوی طور پر بریکٹ موجود ہے۔

حوالہ نمبر(۵)

ا۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۴ آیت ۳۶ یوں درج ہے:

"اور یوسیس جس کا رسولوں نے برناباس (یعنی نصیحت کا بیٹا) نام رکھا تھا قوم کا لیوی اور پیدائش سے کپرسی تھا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء تاحال میں یہ آیت یوں درج ہے۔

۳۔ اردو بائبل رومن کیتھولک میں یوں ہے:

"اور یوسف نام ایک لاوی تھا (جس کا لقب رسولوں نے برناباس (مترجم فرزند تسکین) اور جس کی پیدائش قبرس کی تھی۔"

۴۔ گڈ نیوز بائبل' نیو امریکن بائبل' آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن ایڈ ریوائزڈ' دی یروشلم اینڈ نیو یروشلم بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین اینڈ گڈ نیوز کر کلیشن' نیو انٹرنیشنل ورشن اور دی نیو انگلش بائبل میں مندرجہ بالا آیت بریکٹ میں درج ہے۔

۵۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۶)

عبرانی جدید عہد نامہ میں ۴ : ۲۵ میں جزوی بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۷)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۵ آیت ۱۲ تا ۱۴ یوں درج ہے:

"اور رسولوں کے ہاتھوں سے بہت سی نشانیاں اور معجزے لوگوں کے درمیان ظاہر کیے گئے (اور وے سب ایک دل ہو کے سلیمان کے برآمدے میں اکٹھے تھے۔ پر اوروں میں سے کسی کا مقدور نہ تھا کہ ان میں جا ملے مگر لوگ ان کی تعریف کرتے تھے۔ اور اور بھی زیادہ مرد اور عورتیں گلہ گروہ کے گروہ خداوند پر ایمان لا کے ان میں شامل ہوتے تھے)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال بمع رومن کیتھولک بائبل میں یہ آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔

۳۔ نسخہ ۱۸۷۵ء کی طرح آتھورائزڈ ورشن، انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۸۷۵ء میں یہ آیات (آیت ۱۲ کے آخر سے لے کر ۱۴ تک) بریکٹ میں درج ہیں۔

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلوں میں یہ آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔

حوالہ نمبر(۸)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۵ آیت ۱۷ یوں درج ہے:

"تب سردار کاہن اور اس کے سب ساتھی (جو صدوقی فرقہ کے تھے) ڈاہ سے بھر کے اٹھے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء تا حال میں یوں درج ہے:

"پھر سردار کاہن اور اس کے سب ساتھی جو صدوقیوں کے فرقے کے تھے، حسد کے مارے اٹھے۔"

حوالہ نمبر(۹)

دی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں اعمال ۲: ۲۴ کا آخر اور ۲۵ کا اول حصہ بریکٹ زدہ ہے۔ نیز ۲: ۱۹ بھی تنوی طور پر بریکٹ شدہ ہے۔

حوالہ نمبر(۱۰)

۱۔ بائبل کتاب اعمال مطبوعہ ۱۸۱۸ء باب ۵ آیت ۳۰ یوں مذکور ہے:

"ہمارے باپ دادوں کے خدا نے یسوع کو اٹھایا جسے تم نے کاٹھ پر لٹکا کے مار ڈالا۔"

۲۔ بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

"ہمارے باپ دادا کے خدا نے یسوع کو جلایا جسے تم نے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا تھا۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل مطبوعہ ۱۹۵۰ء میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

"ہمارے باپ دادوں کے خدا نے یسوع کو زندہ کیا جسے تم نے کاٹھ پر لٹکا کر مار ڈالا۔"

ایسے ہی [illegible] بائبلز میں سے کسی میں کراس پر لٹکا کر مارنے کا ذکر ہے، کسی میں لکڑی پر، کسی میں درخت پر اور کسی میں چوکھٹے پر لٹکا کر مارنے کا تذکرہ ہے۔ مگر عربی بائبل مطبوعہ [illegible] لندن میں یہ نمبر یوں مذکور ہے:

ان الہ آبائنا اقام یسوع الذی قتلتموہ انتم و علقتموہ علی خشبۃ

"بے شک ہمارے آباؤ اجداد کے معبود نے اس یسوع کو کھڑا کیا جسے تم نے قتل کر دیا اور لکڑی پر لٹکا دیا۔"

یعنی اس بائبل میں دوسری بائبلز کے خلاف یہ مذکور ہے کہ تم نے اسے لکڑی یا صلیب وغیرہ پر لٹکا کر نہیں مارا بلکہ تم نے اسے قتل کیا اور پھر اسے

لکڑی پر لٹکایا۔

گویا اصل بائبل میں الگ الگ دو فعلوں کا تذکرہ ہے کہ تم نے اسے قتل کیا اور پھر لکڑی پر لٹکایا اور موجودہ بائبلوں میں یہ ہے کہ تم نے اسے الگ قتل نہیں کیا بلکہ اسے لکڑی یا درخت' صلیب کے ذریعے مارا ہے' گویا ایک ہی فعل کا بیان ہے۔

لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ موجودہ ترجمہ اصل قانون کے خلاف ہے۔ دیکھئے توراۃ کتاب استثنا ۲۱: ۲۲ و ۲۳ میں مذکور ہے:

"اور اگر کسی نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور تو اسے مار کر درخت سے ٹانگ دے۔"

یہ قانون پیدائش ۴۰: ۱۹ اور یشوع ۱۰: ۲۶ میں بھی مذکور ہے۔

یعنی پہلے قتل کیا جائے اور پھر اسے برائے عبرت درخت پر لٹکایا جائے۔

اب چونکہ یہ عربی بائبل والی عبارت اصول توراۃ کے تو موافق تھی مگر موجودہ عام اناجیل کے طریقہ صلیب کے خلاف تھی لہذا عیسائی علماء نے آہستہ آہستہ تالوث پاک کی برکت و تعاون سے اس میں ہیرا پھیری شروع کر دی تا کہ ہمارے مشہور و معروف واقعہ صلیب کے موافق ہو جائے لیکن ان لوگوں کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اصل حقیقت (عدم قتل و صلیب) پھر بھی واضح ہو گئی اس لیے کہ خدا کے آخری لاریب الہام اور لا تبدیل کلام برحق (قرآن مجید) نے اصل واقعہ واضح کر دیا تھا کہ و ما قتلوہ و ما صلبوہ کہ مسیح نہ تو مقتول ہوئے اور نہ ہی مصلوب ہوئے۔ بلکہ اللہ نے اسے بحفاظت تمام زندہ ہی آسمان پر اٹھا لیا۔ گویا ان لوگوں کے دونوں دعووں کو تردید کر دی گئی کہ نہ وہ قتل ہوئے اور نہ ہی مصلوب۔

یہ ہیں ان لوگوں کے عقائد و نظریات خدائی کلام میں تبدیلی اور تحریف کی حرکات کہ اپنی نفسانی خواہشات کے موافق خود آیات بنا بنا کر خدائی کلام

میں داخل کر دیتے ہیں و یقولون هو من عند الله و ما هو من عند الله

ان لوگوں نے ایسی حرکات اثبات تثلیث کے سلسلہ میں اور مسیح کو خدا کا بیٹا کہنے کے اثبات میں بھی کی ہیں۔ دیکھئے یوحنا ۵ : ۷،۸ اور اعمال ۸ : ۳۷ وغیرہ

عربی ۱۸۶۴ء کی موافقت میں کچھ انگلش بائبلیں بھی ہیں جیسے آتھورائزڈ انگلش ورشن اور نیو ٹسٹامنٹ انگلش ورشن مطبوعہ ۱۹۴۷ء۔

یہ چند بائبلوں کا موازنہ ہے جو کہ قریبی مطبوعہ ہیں۔ خدا جانے ابتدا سے اب تک مختلف بائبلز میں کیا کیا گل کھلائے گئے ہیں۔ اب اس پر بھی پادری حضرات آسمان سر پر اٹھائے رکھتے ہیں کہ ہماری بائبل مقدس غیر محرف اور لا تبدیل کلام الٰہی ہے۔ فرمایئے اس سے بڑھ کر کوئی مغالطہ اور غلط بیانی ہو سکتی ہے؟

بندہ نے ان کے اس نظریہ کو سو فیصد غلط ثابت کرنے کے لیے دس بیس نہیں بلکہ سینکڑوں آیات کا موازنہ پیش کر دیا ہے تا کہ ہر ایک موافق یا مخالف اس حقیقت کو ذہن نشین کر لے کہ سابقہ تمام کتب سماوی بوجہ عدم ضرورت کے صحیح حالت میں نہیں رہی ہیں بلکہ ان میں نا قابل بیان حد تک رد و بدل اور تحریف ہو چکی ہے۔ اب صرف خدائی تعلیمات کا حامل کلام بر حق قرآن مجید ہی قیامت تک کے لیے انسانیت کا ہادی و راہنما ہے۔ یہی وہ مینارۂ نور ہے جس کی روشنی میں انسانیت کو کسی بھی وقت کوئی ٹھوکر لگنے کا امکان نہیں ہے۔ لہٰذا ہم بیانگ دہل تمام بنی نوع انسان کو اس نور کامل کی طرف دعوت دینا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۲۵ یوں

درج ہے:

"کیونکہ اس نے خیال کیا کہ میرے بھائی سمجھیں گے کہ خدا میرے ہاتھوں سے انہیں چھٹکارا دے گا پر وے نہ سمجھے۔"

۲۔ اردو بائبل ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ گڈ نیوز بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور گور مکھی بائبل میں یہ آیت بریکٹ کے حوالے کر دی گئی ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۱۲)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۸ آیت ۲۶ یوں مندرج ہے:

"تب خداوند کے فرشتے نے فیلبس سے کلام کیا اور کہا کہ اٹھ اور دکھن کی طرف اس راہ پر چلا جا جو یروشلم سے غزہ کو جو بیابان میں ہے جاتی ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور گور مکھی بائبل میں اس آیت کا آخری حصہ (جو بیابان میں جاتی ہے) بریکٹ شدہ ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ جملہ بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۱۳)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۸ آیت ۳۷ یوں مذکور ہے:

"فیلبس نے کہا اگر تو اپنے تمام دل سے ایمان لاتا ہے تو روا ہے۔ اس نے جواب میں کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء سے یہ آیت خارج کر دی گئی ہے' مگر ۱۹۰۸ء میں نمبر آیات پورا کرنے کے لیے یہ ہوشیاری کی گئی ہے کہ آیت ۳۶ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ۳۶ اور ۳۷ نمبر بنا لیے گئے۔ گویا سانپ بھی مر گیا اور لاٹھی بھی بچ گئی۔

ویسے اگر یہ طریقہ تمام ایسی آیات کے متعلق استعمال کیا جاتا تو مقدس کاتبوں کی ہیرا پھیری کی پردہ پوشی ہو سکتی ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل ۱۹۵۸ء' کرسچین کیمونٹی بائبل' آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء نیز عربی اور فارسی بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ موجود ہے۔

۴۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن اور نیو امریکن بائبل میں نمبر آیت موجود مگر الفاظ غائب ہیں۔

۵۔ ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' گڈ نیوز بائبل' دی یروشلم بائبل' دی نیو یروشلم بائبل' دی نیو انگلش بائبل اور نیو انٹرنیشنل ورشن سے یہ آیت بمع نمبر خارج کر دی گئی ہے۔ ایسے ہی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ آف امریکہ سے بھی خارج ہے۔

۶۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تا حال میں تمام ایڈیشنوں میں یہ آیت بریکٹ میں موجود ہے۔

۷۔ دی گڈ نیز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ آیت مشکوک حالت میں موجود ہے۔

اس آیت کے متعلق پادری ولیم جی بیک لکھتے ہیں:

"غالباً" کلیسیا کا پہلا عقیدہ یہ تھا کہ یسوع مسیح خداوند ہے (یعنی حضرت یا جناب) (رومیوں ۱۰ : ۹۔ کرنتھ اول ۱۲ : ۳۔ کرنتھ دوم ۴ : ۵) اور کچھ عرصہ کے بعد یہ کہ "میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے" (اعمال ۸ : ۳۷)

یہ آیت سب سے قدیم نسخوں میں موجود نہیں اور علماء کا خیال ہے کہ کسی کاتب نے نسخہ نقل کرتے وقت اس عقیدہ کو شامل کر لیا جو وہ خود استعمال کرتا تھا۔" (رسولوں کے نقش قدم پر ص ۳۱۸ طبع ۱۹۸۸)

ملاحظہ فرمائیں کہ باقرار خود یہ آیت محض اپنے بناوٹی عقیدے کی تائید کے لیے گھڑ کر شامل کر لی گئی۔ اسی طرح عقیدۂ ابنیت کی تائید میں انہوں نے کئی آیات گھڑ کر انجیل میں شامل کر لی ہیں۔ جیسے مرقس ۱:۱۔ یوحنا ۹:۳۵ وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ اصل کلام الہٰی میں عقیدہ ابن اللہ کی کوئی حقیقت نہیں' یہ تو بعد میں وضع کیا گیا ہے۔

یہ کھلی اور واضح دلیل ہے کہ ان لوگوں نے اصل خدائی کلام کو بدل ڈالا۔ پہلے اپنے بت پرستانہ ماحول سے متاثر ہو کر ایک عقیدہ وضع کر لیتے تھے پھر اس کی تائید کے لیے آیات گھڑ گھڑ انجیل میں شامل کرتے رہے۔ آپ اس بیان کی تصدیق و تائید زیر نظر کتب میں روز روشن کی طرح پائیں گے۔ مگر پھر بھی بعض وحیت طبع دیسی پادری صاحبان کہتے پھرتے ہیں کہ ہماری کتب مقدسہ بالکل صحیح اور غیر محرف ہیں۔ ان میں مطلق رد و بدل نہیں ہوا اور بعض جہل مرکب کے مریض مدعیان علم یوں بھی کہہ اٹھتے ہیں کہ مسئلہ ابن اللہ ہمارا الہامی عقیدہ ہے۔ قرآن نے اس کو رد کر کے ہماری کتب مقدسہ کی توہین کی ہے اور پھر جبرئیل امین پر بھی بے ہودہ قسم کی زبان طعن دراز کرنے سے نہیں چوکتے۔ حالانکہ یہ سراسر بہتان ہے۔ قرآن مجید لا تبدیل کلام الہٰی ہے۔ اس کی ایک بات بھی خلاف واقعہ نہیں ہو سکتی اور نہ ہوئی ہے۔ آپ میرے بیان کردہ حقائق سے خود فیصلہ کر لیں کہ حق کیا ہے؟ کیا قرآن مجید کا چودہ سو سالہ چیلنج کا یہ اعلان سچ ثابت نہیں ہوا کہ یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ

پادری ٹی واکر نے اپنی تفسیر اعمال ص ۲۵۳ پر یہ الفاظ بالکل حذف کر

کے آیت نمبر ۸سو کا پہلا جملہ "پس اس نے اٹھ کر کھڑا کرنے کا حکم دیا" آیت نمبر ۷ ۳ بنا دیا ہے۔ پھر لکھا ہے

"نہایت قدیم نسخوں میں یہ آیت نہیں پائی جاتی۔ اس لیے حاشیہ پر ڈال دی گئی اور اردو میں بالکل چھوڑ دی گئی ہے۔ اس آیت کے چھوڑے جانے سے خوجہ کا سوال بے جواب رہ جاتا ہے الیم یزا کے نسخہ یا مغربی نسخہ میں یہ پائی جاتی ہے اور آئری نیوس اس کو صحیح ٹھہراتا ہے۔ اس آیت کا نفس مضمون بائبل کے مطابق ہے مگر پھر بھی شائد یہ پیچھے درج ہوئی۔"

ملاحظہ فرمائیں اول تو وہ آیت نوٹ ہی نہ کی بلکہ اس نمبر میں اگلی آیت کا ایک جملہ لے کر نقل کر دیا۔ پھر اس کی ضرورت کا اظہار کیا اس کا بعض نسخوں میں وجود اور ایک عالم کی گواہی نقل کی' آخر میں نہایت صفائی سے اس کو بعد میں شامل شدہ تسلیم کر لیا۔

پادری صاحبان' تمہارے اس گواہ نے بھی تحریف بائبل کا اقرار کیا یا نہیں؟ کیا یہ بھی بقول پادری سی جی فانڈر اختلاف قراءت ہے؟ جبکہ اس کے عوض کوئی دوسرا جملہ نہیں۔ اسی طرح تم لوگوں نے اپنے فاسد عقائد کی تائید و ترویج کے لیے کلام الٰہی کو بگاڑ' اس سے نکالا بھی اور داخل بھی کیا۔ الفاظ بدلے' جملے بدلے' سب کچھ بدلا اور پھر عدم تحریف کا شور۔

حوالہ نمبر (۱۳)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۰ آیت ۶ یوں درج ہے:

"وہ شمعون نامی ایک دباغ کے یہاں جس کا گھر سمندر کے کنارے ہے' مہمان ہے۔ جو کچھ کرنا تجھ پر واجب ہے وہ تجھ کو بتائے گا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں آیت مختصر طور پر یوں درج

"وہ شمعون دباغ کے ہاں مہمان ہے جس کا گھر سمندر کے کنارے ہے۔"
باقی الفاظ خارج کر دیے گئے۔

۳۔ عربی' فارسی بائبل میں یہ آیت ۱۸۷۵ء کے نسخہ کے مطابق ہے اسی طرح آتھورائزڈ ورشن۔

۴۔ جرمن بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں کر دی گئی ہے۔

۵۔ بقیہ بائبلوں میں یہ آیت ۱۹۰۸ء کے مطابق درج ہے۔

عیسائی محققین کے نزدیک یہ آخری حصہ الحاقی ہے اسی لیے موجودہ بائبل سے اس کو خارج کر دیا گیا ہے (بحوالہ تحریف کے یہ مجرم ص ۸۹ از مولانا محمد اقبال صاحب رنگونی)

۶۔ موجودہ عبرانی نیو ٹسٹامنٹ میں یہ حصہ ڈبل بریکٹ میں درج ہے۔

حوالہ نمبر(۱۵)

عبرانی بائبل میں اعمال ۹:۵ و ۶ اور ۱۰:۲۱ و ۳۲ بریکٹ میں ہیں۔

حوالہ نمبر(۱۶)

۱۔ اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۰ آیت ۳۶ یوں درج ہے:

"یہ وہی کلام ہے جو اس نے پہلے بنی اسرائیل کے پاس بھیجا جب یسوع کی معرفت (جو سبھوں کا خداوند ہے) صلح کی خوشخبری دیتا تھا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء میں یوں مذکور ہے:

"جو کلام اس نے بنی اسرائیل کے پاس بھیجا جبکہ یسوع مسیح کی معرفت (جو سب کا خداوند ہے) صلح کی خوشخبری دی۔"

۳۔ دی نیو انگلش بائبل' ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ حصہ بریکٹ شدہ ہے۔

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ جملہ بلا بریکٹ موجود ہے۔

۵۔ اتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں بھی یہ جملہ بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر(۱۷)

۱۔ کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۱ آیت ۲۸ اس طرح درج ہے:

"اور ان میں سے ایک نے جس کا نام اگبس تھا کھڑا ہو کے روح کی ہدایت سے ظاہر کیا کہ تمام مملکت میں بڑا کال پڑے گا جو کلودیوس قیصر کے وقت میں پڑا تھا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء میں یہ آیت بلا بریکٹ یوں درج ہے:

"ان میں سے ایک نے جس کا نام اگبس تھا کھڑے ہو کر روح کی ہدایت سے ظاہر کیا کہ تمام دنیا میں بڑا کال پڑے گا اور یہ کلودیس کے عہد میں واقع ہوا۔"

۳۔ گورنمنٹ بائبل، نیو انٹرنیشنل ورشن، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور گڈ نیوز بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ جملہ بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۱۸)

۱۔ کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۱ آیت ۲۹ یوں درج ہے:

"تب شاگردوں میں سے ہر ایک نے ٹھانا کہ اپنے مقدور کے موافق ان

بھائیوں کی خدمت میں جو یہودیہ میں رہتے ہیں' کچھ بھیجے۔"

۲۔ کرسچین کمیونٹی بائبل میں بریکٹ کے اندر "اور بہنوں" کا اضافہ ہے۔

۳۔ بقیہ تمام بائبلوں میں بلا بریکٹ مندرجہ بالا نسخے کے مطابق۔

حوالہ نمبر(۱۹)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۲ آیت ۳ یوں درج ہے:

"اور جب دیکھا کہ یہودیوں کو یہ پسند آیا تو اور بھی زیادتی کی کہ پطرس کو بھی پکڑ لیا (اور یہ بے خمیری روٹی کے دنوں میں ہوا)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء میں یہ آیت بلا بریکٹ یوں درج ہے:

"جب دیکھا کہ یہ بات یہودیوں کو پسند آئی تو پطرس کو بھی گرفتار کر لیا اور یہ عید فطیر کے دن تھے۔"

۳۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' گورکھی بائبل' جرمن بائبل' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور کلر ایڈیشن' نیو امریکن بائبل اور رومن کیتھولک بائبل' آتھرائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء میں یہ حصہ اور الفاظ بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی' فارسی' نیو انٹرنیشنل ورشن' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو انگلش بائبل' کرسچین کمیونٹی بائبل میں تمام آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۵۔ پادری ٹی واکر صاحب کی تفسیر اعمال میں بھی یہ حصہ بلا بریکٹ دیا ہوا ہے۔ (ص ۳۱۸)

حوالہ نمبر(۲۰)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۳ آیت اول یوں درج ہے:

"اور انطاکیہ کی کلیسیا میں کئی نبی اور معلم تھے یعنی برنباس اور شمعون جو نیگر کہلاتا ہے اور لوقیوس قرینی اور مناین جو چوتھائی کے حاکم ہیرودیس کے ساتھ پلا تھا اور سولس۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"انطاکیہ میں اس کلیسیا کے متعلق جو وہاں تھی کئی نبی اور معلم تھے۔ یعنی برنبا اور شمعون جو کالا کہلاتا ہے اور لوکیس کرینی اور مناہیم جو چوتھائی ملک کے حاکم ہیرودیس کے ساتھ پلا تھا اور ساؤل۔"

۳۔ نیو انٹرنیشنل ورشن، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور گڈ نیوز بائبل میں تین بریکیٹس ہیں ۱۔ (جو کالا کہلاتا ہے) ۲۔ (کرینی) ۳۔ (جو چوتھائی ملک کے حاکم کے ساتھ پلا تھا)

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۱)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۳ آیت ۸ یوں مذکور ہے:

"پر الیماس جادوگر نے (کہ یہ اس کے نام کا ترجمہ ہے) ان کی برخلافی کی اور چاہا کہ صوبہ کو ایمان سے پھیر دے۔"

۲۔

"مگر الیماس جادوگر نے (یہی اس کے نام کا ترجمہ ہے) ان کی مخالفت کی

اور صوبے کو ایمان لانے سے روکنا چاہا۔"

۳۔ نیو امریکن بائبل (کیتھولک)' گڈ نیوز فار ماڈرن مین اور کلر ایڈیشن' ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن اور دی گڈ نیز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ جملہ بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۲)

کتاب اعمال ۱۳:۹ یوں مذکور ہے

"تب ساؤل یعنی پولس نے روح قدس سے بھر جا کے اسے گھور کے۔"

۱۹۲۶ء میں یوں ہے:

"اور ساؤل نے جس کا نام پولس بھی ہے' روح القدس سے بھر کر اس پر غور سے نظر کی۔"

صرف آتھورائزڈ ورشن میں یہ خط کشیدہ جملہ بریکٹ میں ہے۔ بقیہ تمام بائبلز میں پوری آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۳)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۵ آیت ۲۴ یوں درج ہے:

"ازبسکہ ہم نے سنا کہ ہم میں سے بعض نے جن کو ہم نے حکم نہیں دیا جا کے تمہیں اپنی باتوں سے گھبرا دیا اور تمہارے دلوں کو یہ کہہ کر پریشان کیا کہ ختنہ کرو اور شریعت پر چلو۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یوں درج ہے:

"چونکہ ہم نے سنا ہے کہ بعض نے ہم میں سے جن کو ہم نے حکم نہ دیا

تھا، یہاں تک کہ تمہیں اپنی باتوں سے گھبرا دیا اور تمہارے دلوں کو الٹ دیا۔"
دونوں عبارتوں میں فرق حیرت انگیز ہے۔
۳۔ عربی، فارسی اور آتھورائزڈ ورشن میں ۱۸۷۵ء کی طرح ختنہ اور شریعت کا ذکر ہے۔
۴۔ بقیہ تمام بائبلز سے مندرجہ بالا خط کشیدہ جملہ نکال دیا گیا ہے۔

دونوں اقتباسات میں نمایاں فرق ہے۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ابتداء سے ہی تعلیم مسیح میں گڑبڑ شروع ہو چکی تھی۔ حواری مسیح کی تعلیم یعنی شریعت توراۃ پر قائم رہنا چاہتے تھے اور جناب پولوس مسیحیت کو یونانی بت پرستی میں خلط ملط کر کے لے سے ختم کرنا چاہتے تھے۔ آخر کار یہ صاحب کامیاب ہو گئے۔ اصل مسیحیت دنیا سے ناپید ہو گئی اور پولوسیت کا راج قائم ہو گیا۔
۵۔ عبرانی بائبل میں آخری حصہ بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر (۲۴)

ا۔ کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۵ آیت ۳۲ یوں مذکور ہے:
"اور یہوداہ اور سیلاس نے کہ وے بھی نبی تھے، بھائیوں کو بہت سی باتوں سے نصیحت کر کے تقویت دی۔"

پادری ٹی واکر اپنی تفسیر اعمال میں لکھتے ہیں کہ:
"نسخہ بیزا میں لفظ نبی کے بعد یہ لفظ ہیں "روح القدس سے معمور"
اعمال ۱۴ : ۷ موجودہ نسخوں میں یوں ہے کہ "وہاں خوشخبری سناتے رہے" مگر بیزا کے نسخہ میں یہ بھی اضافہ ہے کہ "اور کل آبادی اس تعلیم سے متاثر ہوئی لیکن پولس اور برنباس سترہ میں ٹھہرے رہے۔" (تفسیر اعمال ص ۳۱۵)

"اعمال ۱۰ : ۸ میں بھی کچھ اضافہ ہے "جو خدا کا خوف رکھتا تھا" (ایضاً ص ۳۶۲)

"اعمال ۱۴ : ۱۰ موجودہ نسخوں میں یوں ہے کہ "تو بڑی آواز سے کہا کہ اپنے پاؤں کے بل سیدھا کھڑا ہو جا۔ پس وہ اچھل کر چلنے پھرنے لگا۔"

بیزا کے نسخہ میں یہ تفصیل ہے "بلند آواز سے کہا میں تمہیں یسوع مسیح کے نام سے کہتا ہوں' اپنے پاؤں پر سیدھا کھڑا ہو جا اور چل پھر اور فی الفور اسی وقت وہ اچھل کر چلنے پھرنے لگا۔" (حوالہ بالا)

اس طرح اس مفسر نے کئی مقامات کا اختلاف ذکر کیا ہے۔ خدا جانے دوسرے نسخے کس قدر مختلف ہوں گے۔

حوالہ نمبر (۲۵)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۵ آیت ۳۴ یوں درج ہے:

"مگر سیلاس نے وہاں رہنا بہتر جانا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء اور ۱۹۲۶ء کے نسخہ سے یہ آیت مع نمبر نکال دی گئی۔

۳۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تاحال میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی' فارسی' رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ موجود ہے۔ اسی طرح آتھورائزڈ ورشن اور نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۳ء میں۔

۵۔ فارسی بائبل میں یہ الفاظ تو نکال لیے گئے مگر سیریل نمبر ہموار کرنے کے لیے آیت نمبر ۳۵ کے دو حصے کر کے ۳۴ اور ۳۵ بنا لیا گیا (واہ رے ذہانت)

۶۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن گڈ نیوز بائبل میں یہ نمبر بریکٹ میں درج ہے۔

۷۔ پادری ٹی والکر کی تفسیر ص ۳۹ پر لکھا ہے کہ

"البتہ زمانے سے یہ آیت کے وجود کے قائل ہیں کیونکہ بعض قدیم نسخوں میں پائی جاتی ہے۔ اس قصہ کو مکمل کرنے کے لئے بعد کے نسخوں میں یہ الفاظ مزید ہیں کہ اور پولوس اکیلا چلا گیا واپس یروشلم کو"

حالانکہ خود ٹی واکر نے اس آیت کو تفسیر میں نوٹ ہی نہیں کیا جس سے اس آیت کا الحاق ہونا مزید مؤید ہو جاتا ہے۔

۸۔ دی یروشلم اینڈ نیو یروشلم بائبل کریسٹ لارڈ میڈ سٹینڈرڈ ورشن، گڈ نیوز بائبل، دی نیو انگلش بائبل، نیو امریکن بائبل، کامن بائبل، نیو انٹرنیشنل ورشن سے یہ آیت بمع نمبر نکال دی گئی ہے۔ امریکن بائبل اور نیو ورلڈ میں نمبر موجود مگر الفاظ غائب۔

۹۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں بحالت مشکوک موجود ہے۔

۱۰۔ جرمن بائبل میں تمام نسخوں سے بڑھ کر لکھے ہوئے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں۔

حوالہ نمبر(۳۶)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۷ آیت ۲۱ یوں درج ہے کہ

"(اس واسطے کہ سارے اتھنے والے اور مسافر جو وہاں رہتے تھے اپنی فرصت کا وقت سوائے بات کہنے اور سننے کے اور دوسرے کام میں نہیں کاٹتے تھے)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت اس طرح بریکٹ میں درج ہے۔

۳۔ عربی، فارسی، نیو امریکن بائبل، کرسچن کمیونٹی بائبل، دی یروشلم

بائبل' جرمن بائبل' ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' عبرانی بائبل اور دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

ب۔ رومن کیتھولک اردو بائبل' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' دی نیو انگلش بائبل' گورمکھی بائبل اور آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۷)

ا۔ کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۱ آیت ۲۹ یوں مندرج ہے:

"کیونکہ انہوں نے آ کر طرو فیمس افسی کو اس کے ساتھ شہر میں دیکھا تھا جس کی بابت انہوں نے خیال کیا کہ پولس اس کو ہیکل میں لایا ہے۔"

ب۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

ج۔ گورمکھی بائبل' گڈ نیوز کلر اینڈ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' نیو انٹرنیشنل ورشن اور گڈ نیوز بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ میں بھی یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

د۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۸)

ا۔ بائبل کتاب اعمال اردو طبعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۲ آیت ۲ یوں درج ہے:

"جب انہوں نے سنا کہ عبرانی زبان میں ان سے بولتا ہے تو اور بھی چپ ہوئے سو اس نے کہا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یوں ہے:

"جب انھوں نے سنا کہ ہم سے عبرانی زبان میں بولتا ہے تو اور بھی چپ چاپ ہو گئے پس اس نے کہا۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل، نیو ورلڈ ٹرانسلیشن، آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں یہ پوری آیت بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی، فارسی، جرمن "گورمکھی" عبرانی اور دیگر تمام انگلش بائبلز میں بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۹)

عبرانی بائبل میں اعمال ۲۱: ۸ بھی جزوی بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر(۳۰)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۳ آیت ۸ یوں درج ہے کہ:

"کیونکہ صدوقی تو کہتے ہیں کہ قیامت نہیں اور نہ فرشتہ اور نہ روح ہے۔ پر فریسی دونوں کا اقرار کرتے ہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء تا حال میں بھی یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ گورمکھی، جرمن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن، دی نیو انگلش بائبل، نیو انٹرنیشنل ورشن، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گڈ نیوز بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی، فارسی، عبرانی، آتھورائزڈ ورشن وغیرہ تمام بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۳۱)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۴ آیت ۶ تا ۸

یوں درج ہیں:

"اس نے ہیکل کو ناپاک کرنے کا بھی قصد کیا اور ہم نے اسے پکڑا اور چاہا کہ اپنی شریعت کے موافق اس کی عدالت کریں۔ پس لسیاس سردار آ کے بڑی زبردستی کے ساتھ اسے ہمارے ہاتھوں سے چھین لے گیا اور اس کے مدعیوں کو حکم دیا کہ تیرے پاس جائیں سو تو آپ تحقیق کرکے ان سب باتوں کو جن کی ہم اس پر نالش کرتے ہیں، خود اسی سے دریافت کر سکتا ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء میں یہ آیات اس طرح درج ہیں:

"اس نے ہیکل کو ناپاک کرنے کی بھی کوشش کی تھی اور ہم نے اسے پکڑا (باقی الفاظ اور آیت نمبر ۷ پوری حذف۔ آگے آیت نمبر ۸ یوں ہے :) اسی سے تحقیق کرکے تو آپ ان سب باتوں کو دریافت کر سکتا ہے جن کا ہم اس پر الزام لگاتے ہیں۔"

گویا آیت ۶ سے آخری خط کشیدہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے۔ آیت نمبر ۷ پوری کی پوری نکال دی گئی اور ۸ کا ابتدائی خط کشیدہ حصہ بھی خارج کر دیا۔

۳۔ رومن کیتھولک بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یہ تینوں آیات ۱۸۷۵ء کے مطابق درج ہیں مگر ۱۹۰۸ء سے خارج۔ الفاظ بریکٹ میں کر دیے گئے ہیں۔

۴۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۴ء تاحال میں بھی یہ حصے (یعنی آیت ۶ کا نصف، آیت ۷ مکمل اور آیت ۸ کا ایک تہائی) بریکٹ میں موجود ہیں۔

۵۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن ۱۹۷۶ء اور جرمن بائبل میں بھی یہ الفاظ بریکٹ میں ہیں۔

۶۔ عربی، فارسی، کرسچین کمیونٹی بائبل (کیتھولک)، آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں یہ آیات بلا بریکٹ مکمل طور پر درج ہیں۔

۷۔ دی یروشلم اینڈ نیو یروشلم بائبل، ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، گڈ نیوز بائبل، دی نیو انگلش بائبل، اور نیو انٹرنیشنل ورشن سے یہ تمام حصے بالکل نکال دیے گئے۔

۸۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن اور نیو امریکن بائبل (کیتھولک) سے آیت نمبر ۶ اور نمبر ۸ کے الفاظ نکال دیے گئے اور آیت نمبر ۷ کا نمبر موجود مگر الفاظ خارج کر دیے گئے۔ اسی طرح نیو یروشلم بائبل میں بھی۔

۹۔ دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ حصے اور آیت بعلامات مشکوک (اٹیلیکس) موجود ہیں۔

۱۰۔ جناب پادری ٹی ڈاکٹر صاحب ایم اے اپنی تفسیر اعمال میں لکھتے ہیں کہ:
([illegible])

"اکثر قدیم نسخوں میں آیت نمبر ۶ کا باقی حصہ اور کل آیت نمبر ۷ نہیں پائی جاتی۔ اگرچہ یہ عبارت بیزا کے نسخہ میں پائی جاتی ہے، جو چھٹی صدی کا ہے، لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ اس جملے کے بغیر یہ عبارت ادھوری سی معلوم ہوتی ہے۔" (تفسیر اعمال مطبوعہ ۱۹۰۸ء پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور)

۱۱۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کیتھولک ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۶۶ء میں آیت نمبر ۶ ادھوری اور ساتویں آیت مکمل طور پر خارج کر دی گئی تھیں۔ صفحہ ۱۸۵

۱۲۔ اس کے بعد نیو کنگ جیمس ورشن مطبوعہ ۱۹۹۰ء میں پھر مکمل طور پر ۶ تا ۸ آیات بلا بریکٹ درج کر دی گئی ہیں۔

اب خدا جانے یہ کیسا روح القدس ہے جو مختلف طبقوں کو وقتاً فوقتاً الہام کرتا رہتا ہے، کسی کو نکالنے کا اور کسی کو شامل کرنے کا۔ یا للعجب میرے خیال میں یہ ادخال و اخراج کا مسئلہ بھی مسئلہ تثلیث کی طرح ایک الٰہی بھید ہے جو انسانی عقل و فہم سے ماورا ہے۔

حوالہ نمبر (۳۴)

۱۔ بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۸ آیت ۲۹ یوں

درج ہے کہ:

"جب اس نے یہ کہا' یہودی آپس میں بہت بحث کرتے چلے گئے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء سے یہ آیت بمع نمبر خارج کر دی گئی ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۴۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل ۱۹۵۲ء تاحال میں بھی یہ آیت بریکٹ زدہ ہے۔

۵۔ اسی طرح گڈ نیوز فار ماڈرن مین اینڈ کلر ایڈیشن' جرمن اور گورمکھی بائبل میں بھی یہ آیت بریکٹ کے اندر موجود ہے۔ اسی طرح عبرانی بائبل میں بھی۔

۶۔ عربی' فارسی' آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۷۔ دی یروشلم بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' کرسچین کمیونٹی بائبل (کیتھولک) اور گڈ نیوز بائبل سے یہ آیت بمع نمبر خارج کر دی گئی ہے۔

۸۔ دی گڈ نیز انٹرنیشنل ایڈیشن میں یہ آیت مشکوک حالت میں موجود ہے۔

۹۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن آف امریکہ سے بھی یہ آیت خارج کر دی گئی۔

حوالہ نمبر(۳۳)

اعمال ۲۴ : ۲۴ کی عبارت بیزا کے نسخے میں کافی مختلف ہے۔ (تفسیر کتاب اعمال از ٹی واکر ص ۵۶۴)

پولوس کے خطوط، یوحنا کے رسائل اور مکاشفہ

پولوس نے مختلف علاقوں کی طرف جو خطوط لکھے اور موجودہ عہد جدید میں سب سے پہلی تحریر تسلونیکی کا پہلا خط ہے۔ اس کے بعد دوسرے خطوط اور پھر کہیں جا کر اناجیل کا نمبر آتا ہے۔ پھر یہ جناب پولوس بھی عجیب شخصیت ہے جس کی زندگی کے حالات و کوائف پردۂ خفا میں ہیں۔

ڈاکٹر پیٹرسن سمائتھ لکھتا ہے کہ:

"اس کی زندگی کے ابتدائی اور انتہائی حصص پردۂ خفا میں ہیں۔" (حیات خطوط پولوس ص ۷)

"اس نے یہ خطوط اشاعت کی غرض سے تحریر ہی نہیں کیے۔ شاید اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی۔" (کتاب مذکور ص ۱۱)

اب ظاہر ہے کہ اس صورت میں انھیں الہامی کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو محض ایک رسمی اور ذاتی تحریر ہے نہ کوئی مذہبی متن ہے اور نہ ہی الہامی۔

ان خطوط کے سن تحریر کا بھی صحیح حال معلوم نہیں نیز ان کو مدت تک تسلیم بھی نہیں کیا گیا۔ ذیل میں ان کے متعلق علمائے عیسائیت کے تاثرات سماعت فرمایئے۔

رسالہ عبرانیہ، پطرس کا دوسرا خط، یوحنا کا دوسرا اور تیسرا خط، یعقوب اور یہودا کا رسالہ، مکاشفہ اور خط یوحنا کے بعض جملوں کی نسبت حواریوں کی طرف بلا دلیل ہے۔ یہ خطوط ۳۶۳ء تک مشکوک رہے۔ اور بعض مذکورہ

جملے مردود اور آج تک جمہور محققین کے نزدیک غلط ہیں (جیسا کہ آئندہ تبصرہ اور مواردہ میں معلوم ہو جائے گا) یہ جملے سریانی ترجمہ میں قطعاً" موجود نہیں' نیز عرب کے تمام گرجوں نے پطرس کے دوسرے رسالہ اور یوحنا کے دونوں رسالوں اور یہوداہ کے رسالہ اور مکاشفہ کو رد کیا ہے۔ اسی طرح ان کو سریانی گرجے ابتداء سے آج تک رد کرتے آئے ہیں۔ (منقول از اظہار الحق اردو ص ۳۶۳ ج ۱)

اب عیسائیوں کے اقوال و آراء سنئے

پادری ہارن اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۲ء میں لکھتا ہے کہ:

"سریانی ترجمہ میں پطرس کا خط دوم' یہوداہ کا رسالہ اور یوحنا نمبر ۱ و نمبر ۲ اور مکاشفہ یوحنا اور انجیل یوحنا باب ۸' ۱ تا ۱۱) اور خط یوحنا ۵ جملے بھی موجود نہیں ہیں۔" (ص ۲۰۶ و ۲۰۷ ج ۲)

فرمایئے موجودہ عہد جدید میں اتنی تحریرات غیر صحیح ہیں تو باقی کا کیا اعتبار رہ جاتا ہے؟ پھر سریانی ترجمہ کے مترجم نے ان چیزوں کو اس لیے حذف کیا کہ وہ اس کے نزدیک معتبر اور ثابت نہیں۔ چنانچہ وارڈ کیتھولک اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۴۱ء صفحہ ۳۷ پر لکھتا ہے کہ:

"فرقہ پروٹسٹنٹ کے بہت بڑے عالم راجرس نے اپنے فرقہ کے ان بہت بڑے علماء کا ذکر کیا ہے جنہوں نے درج ذیل کتب کو جھوٹی سمجھ کر کتب مقدسہ سے خارج کر دیا ہے۔ رسالہ عبرانیوں' رسالہ یعقوب' یوحنا نمبر ۲ و ۳' یہودا کا خط اور مکاشفہ یوحنا"

۲۔ فرقہ پروٹسٹنٹ کا ڈاکٹر پلس کہتا ہے کہ:

"تمام کتابیں یوسی بیس کے عہد تک واجب التسلیم ہیں۔ اور اس پر اصرار کرتا ہے کہ خط یعقوب اور پطرس نمبر ۲' یوحنا نمبر ۲ و ۳ حواریوں کی تصنیف نہیں ہیں۔ نیز رسالہ عبرانیوں عرصہ تک مردود رہا۔ اسی طرح سریانی گرجوں نے پطرس نمبر ۲' یوحنا نمبر ۱ و ۳' خط یہوداہ اور مکاشفہ کو واجب التسلیم نہیں مانا ہے

حالت عربی گرجوں کی تھی مگر ہم تسلیم کرتے ہیں۔"

لارڈنر اپنی تفسیر میں لکھتا ہے کہ:

"سرل اور اسی طرح اور شلیم کے گرجے اپنے زمانہ میں کتاب المشاہدات (مکاشفہ) کو تسلیم نہیں کرتے تھے اس کے علاوہ اس کا نام بھی اس قانون فہرست میں نہیں پایا جاتا جو اس نے لکھی تھی۔" (ص ۳۲۳ ج ۴)

پھر آگے ص ۳۲۳ پر لکھتا ہے کہ:

"مشاہدات یوحنا قدیم سریانی ترجمہ میں موجود نہیں تھی نہ اس پر بارہی بریوس نے یا یعقوب نے کوئی شرح لکھی۔ ا۔بڈ جوسو نے بھی اپنی فہرست میں پطرس کے رسالہ نمبر ۲ اور یوحنا نمبر ۲ و ۳ اور یہوداہ اور مشاہدات یوحنا (مکاشفہ) کو چھوڑ دیا ہے۔ یہی رائے دوسرے سریانیوں کی ہے۔"

کیتھولک ہیرلڈ مطبوعہ ۱۸۴۴ء ص ۲۰۶ ج ۷ میں ہے کہ:

"روز نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے کہ بہت سے پروٹسٹنٹ محقق کتاب المشاہدات کو واجب التسلیم نہیں مانتے اور پرو برایوالڈ نے مضبوط اور قوی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ یوحنا کی انجیل' اس کے رسالے اور اشتہ' ایک مصنف کی تصانیف نہیں ہو سکتیں۔"

یوسی بیس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ:

"ڈیونیسش کہتا ہے کہ بعض متقدمین نے کتاب المشاہدات کو کتب مقدسہ سے خارج کر دیا اور اس کے رد میں مبالغہ کیا ہے اور اسے بے معنی اور التا کا پردہ قرار دیا ہے۔ اس کی نسبت یوحنا حواری کی طرف غلط ہے۔ اس کا مصنف نہ یوحنا ہو سکتا ہے نہ کوئی نیک شخص اور نہ کوئی عیسائی۔ اس کی نسبت یوحنا کی طرف در حقیقت ایک بد دین اور ملحد شخص سرن تھس نے کی ہے مگر میں اس کو کتب مقدسہ سے خارج کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ بہت سے بھائی اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ یہ یوحنا کوئی دوسری شخصیت ہے جو ایشیا کا باشندہ تھا۔ شہر افسس میں یوحنا نام سے دو قبریں موجود ہیں۔ عبارت اور مضمون سے معلوم

ہوتا ہے کہ انجیل والا یوحنا اس کتاب کا مصنف نہیں ہے کیونکہ انجیل اور اس کے رسالہ کی عبارت یونانیوں کے اسلوب کے مطابق بڑی پاکیزہ ہے۔ اس میں مشکل الفاظ کی بھرمار نہیں، اس کے برعکس مکاشفہ کی عبارت یونانی محاورات کے قطعی خلاف ہے۔ اس میں نامانوس اسلوب استعمال کیے گئے ہیں۔ نیز حواری اپنا نام کہیں نہیں ذکر کرتا۔ نہ انجیل میں اور نہ رسالہ عامہ میں۔ بلکہ اپنے آپ کو متکلم یا غائب کے صیغہ سے تعبیر کرتا ہے اور مقصود کو بلا تمہید بیان کرتا ہے۔ اس کے برعکس اس نے باب ۱ میں یسوع کا مکاشفہ لکھا ہے جو اللہ نے اسے عطا کیا تھا تا کہ اپنے بندوں کو وہ چیزیں جن کا عنقریب ہونا ضروری ہے، ظاہر کرے اور اس نے اپنے فرشتے کو بھیج کر اس کی معرفت اپنے بندے یوحنا پر ظاہر کیا۔" (ص ۲۵ ج ۷)

"اور چوتھی آیت میں ہے کہ "یوحنا کی جانب سے سات کلیسیاؤں کے نام" آیت نمبر ۹ میں ہے، "میں یوحنا جو تمہارا بھائی یسوع کی مصیبت اور بادشاہی اور صبر میں تمہارا شریک ہوں۔" باب ۲۲ آیت ۸ میں لکھتا ہے کہ : "میں وہی یوحنا ہوں جو ان باتوں کو سنتا اور دیکھتا تھا" ان آیتوں میں لکھنے والے نے حواریوں کے طریقہ کے خلاف اپنے نام کو ظاہر کیا ہے۔" (ص ۲۵ ج ۷ بحوالہ اظہار الحق اردو)

معلوم ہوا کہ یہ تحریر کسی حواری کی نہیں ہے کیونکہ طرز تحریر ان کے بالکل موافق نہیں ہے، وہ اپنا نام ظاہر نہیں کرتے اور یہ اپنا نام ظاہر کر رہا ہے۔

پھر اسی تاریخ میں لکھا ہے کہ :

"پطرس کا رسالہ نمبر ا سچا ہے۔ البتہ دوسرا رسالہ کسی زمانہ میں بھی کتب مقدسہ میں داخل نہیں ہو سکا مگر پولوس کے ۱۴ رسالے ضرور پڑھے جاتے ہیں اور کچھ لوگوں نے رسالہ عبرانیہ کو خارج کر دیا ہے۔" (کتاب مذکور باب ۳)

پھر کتاب مذکور کے باب ۲۵ میں تصریح ہے کہ :

"اس امر میں لوگوں کا اختلاف ہے کہ رسالہ یعقوب' یہودا' پطرس نمبر ۲' یوحنا نمبر ۲ و ۳ انجیل والوں کے لکھے ہوئے ہیں یا کسی دوسرے اشخاص کے جو انہی ناموں سے موسوم تھے اور یہ بات سمجھ لینا چاہئے کہ اعمال پولوس اور پاشتر اور مکاشفہ پطرس اور رسالہ برنبا اور وہ کتاب جس کا نام استیتیوشنش حواریین ہے۔ یہ سب جعلی اور فرضی کتابیں ہیں اور اگر ثابت ہو جائے تو مشاہدات یوحنا کو بھی ایسا ہی شمار کرنا چاہئے۔"

نیز اپنی کتاب ۶ باب ۲۵ میں اریجن کا قول دربارہ عبرانیوں لکھتا ہے:

"وہ حال جو لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہے یہ ہے کہ بعض کے نزدیک اس رسالہ کو روم کے بشپ کلیمنٹ نے لکھا ہے اور کچھ کا خیال ہے کہ اس کو لوقا نے ترجمہ کیا ہے۔

علاوہ ازیں ارنیس بشپ لیس جو ۱۷۸ھ کو گزرا ہے اور ہپ پولی ٹس جو ۲۲۰ھ کو گزرا ہے' روم کا بڑا پادری نوتیس جو ۲۵۱ھ میں گزرا' انہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ ٹرٹولین کارتھج کا بڑا پادری ۲۰۰ھ کہتا ہے کہ یہ برنبا کا رسالہ ہے۔ روم کے پادری کیس متوفی ۲۱۲ھ نے پولوس کے رسالوں کو ۱۳ شمار کیا ہے اور عبرانیوں کو شامل نہیں کیا سائی پرن' کارتھج کا لاٹ پادری متوفی ۲۴۸ھ بھی اس کا ذکر نہیں کرتا۔ سریانی گرجہ کا انکار پہلے نقل ہو چکا ہے وہ اس کو پھر کہتا ہے جس نے پطرس نمبر ۲ لکھا ہے یعنی جس نے اپنا وقت ضائع کیا۔" (منقول از اظہار الحق اردو ص ۳۶۸ ج ۱)

یوسی بیس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ:

"یعقوب کا رسالہ جعلی اور فرضی ہے مگر بہت سے متقدمین نے اس کا ذکر کیا ہے اور یہی خیال ہمارا یہودا کے خط کے بارے میں ہے مگر بہت سے گرجوں میں اس پر عمل در آمد ہے۔" (کتاب ۲ باب ۲۳ بحوالہ اظہار الحق اردو)

تاریخ بائبل مطبوعہ ۱۸۵۰ء میں لکھا ہے:

"کروٹیس کہتا ہے کہ یہ رسالہ یعنی یہودا کا رسالہ اس پادری کا ہے جو

ایرینیس کے دور میں یروشلیم کا پندرھواں پادری تھا۔"

یوسی بیس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ:

"اوریجن نے انجیل یوحنا کی شرح جلد پنجم میں کہا ہے کہ پولوس نے تمام گرجوں کو کچھ نہیں لکھا اور اگر کسی گرجہ کو لکھا ہے تو صرف دو یا چار سطریں لکھی ہیں۔" (کتاب ۶ باب ۲۵)

بقول اریجن وہ تمام رسالے جو پولوس کی طرف منسوب ہیں وہ اس کی تصنیف نہیں ہیں بلکہ جعلی اور فرضی ہیں جن کی صرف نسبت اس کی طرف کر دی گئی ہے اور شاید دو چار سطروں کی مقدار ان رسالوں میں بھی پولوس کے کلام کی موجود ہو گی۔

مندرجہ بالا اقوال میں غور کرنے سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ فاسٹس کا یہ قول کہ:

"اس عہد جدید کو نہ مسیح علیہ السلام نے تصنیف کیا ہے اور نہ حواریوں نے بلکہ ایک مجہول نام شخص نے تصنیف کر کے حواریوں اور ان کے ساتھیوں کی طرف منسوب کر دیا ہے"

بالکل سچا ہے جس میں ذرہ بھی اشتباہ نہیں ہے۔ اس کی رائے بالکل صحیح اور قطعی ہے۔ اور پہلے آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ چھ رسالے اور مکاشفہ ۳۲۳ء تک مشکوک اور مردود چلے آتے تھے اور جن کو نائس کی بڑی مجلس نے بھی تسلیم نہیں کیا تھا۔ پھر یہ چھ رسالے لوڈیشیا کی مجلس منعقدہ ۳۶۴ء میں قبول ہوئے' لیکن کتاب مشاہدات ابھی مردود تھی۔ بعد میں کارتھیج کی مجلس منعقدہ ۳۹۷ء میں مقبول ہوئی' لیکن ان مجالس کی قبولیت حجت نہیں ہو سکتی اول تو اس لیے کہ ہر مجلس کے علماء نے کتاب یہودیت کو تسلیم کیا تھا اور لوڈیشیا کی مجلس نے کتاب استیر کے باب ۱۰ کی ۱۰ آیات کو اور باب ۱۰ کے بعد کے چھ ابواب کو تسلیم کیا تھا اور کارتھیج کے علماء نے کتاب دانش' طوبیا' باروخ اور کتاب چند کلیسا اور کتاب مقابیین کو تسلیم کیا تھا اور بعد کی مجالس نے اس

مجلس کے فیصلہ کو بحال رکھا۔

اب اگر ان کا فیصلہ دلیل و برہان کی بنیاد پر ہوتا تب تو ان سب کو تسلیم کرنا ضروری تھا۔ اور اگر بلا دلیل تھا جیسا کہ حقیقت ہے تو ان سب کا رد کرنا ضروری تھا۔ پھر تعجب ہے کہ پروٹسٹنٹ ان کا فیصلہ چھ رسائل اور مکاشفہ کی نسبت تسلیم کرتا ہے اور دوسری کتب کے متعلق ان کے فیصلہ کو رد کر دیتا ہے خاص کر کتاب یہودیت کے متعلق جس کے متعلق تمام مجالس کا اتفاق تھا۔

کتاب آستر کے علاوہ دوسری مردود کتب کی نسبت ان کا یہ عذر لنگ کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا کہ ان کی اصل معدوم ہو گئی تھی کیونکہ جیروم کہتا ہے کہ اسے یہودیت کا اصل نسخہ' طوبیا کا اصل مسودہ ڈیک زبان میں اور مقابین اول کا اصل نسخہ اور کتاب پند کلیسا کی اصل عبرانی زبان میں ملی ہیں اور ان کتب کا ترجمہ اصلی کتب سے کیا گیا ہے اس لیے ان کو لازم ہے کہ ان کتب کو تسلیم کر لیں جن کے اصل نسخے جیروم کو دستیاب ہوئے تھے۔ اسی طرح ان کے لیے لازمی ہے کہ وہ انجیل متی کو بھی تسلیم نہ کریں کیونکہ اس کی اصل گم ہو چکی تھی۔ دوسرے اس لیے کہ بقول ہورن ان کے متقدمین کے یہاں روایات کی چھان بین اور تنقید نہیں کی جاتی تھی اور وہ بے اصل اور واہیات روایات کو بھی تسلیم کر لیتے تھے اور لکھ لیتے تھے بعد میں آنے والے ان کی پیروی کرتے جاتے۔ تو غالب یہی ہے کہ ان مجالس کے علماء تک بھی ان کتابوں کی بعض روایات ضرور پہنچی ہوں گی اور انہوں نے صدیوں تک مردود رہنے کے بعد ان کو تسلیم کر لیا۔ تیسرے اس لیے کہ کتب مقدسہ کی پوزیشن عیسائیوں کی نگاہ میں قوانین و انتظامات ملکی کی طرح ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک حیران کن انکشاف

۱۔ یونانی ترجمہ ان کے بزرگوں کے یہاں حواریوں کے زمانہ سے پندرھویں صدی تک معتبر چلا آ رہا تھا اور عبرانی نسخوں کی نسبت ان کا عقیدہ

مضبوط گرفت کی جاتی ہے تو یہ بہانے بناتے ہیں کہ مسیح ؑ نے عہد عتیق کی صداقت کی شہادت دی تھی مگر اس شہادت کی صحیح پوزیشن آپ کو اسی کتاب میں معلوم ہو جائے گی۔ (اظہار الحق اردو ص ۳۴۳ تا ۳۴۷ ج ۱ مختصراً)

ناظرین کرام مندرجہ بالا اقتباسات نہایت وضاحت اور تفصیل سے اصل حقائق سے پردہ اٹھانے کے لیے کافی ہیں' آپ تمام عیسائی لٹریچر بابت تحقیق بائبل ملاحظہ فرمالیں تو آپ کو یہی الفاظ ملیں گے کہ شاید' ممکن ہے' گمان یہ ہے' ہو سکتا ہے' یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا وغیرہ۔

گویا کسی بھی پہلو کے بارے میں ان کے یہاں صحیح علم اور یقین نامی کوئی چیز موجود نہیں۔ اس پر بھی ہمارے عام دیسی پادری بڑی ڈھٹائی سے بائبل کو کلام الٰہی غیر محرف اور بے خطا کہتے تھکتے نہیں۔ لیکن جب کسی پہلو کی تفصیل ان کے سامنے رکھی جائے تو بغلیں جھانکتے ہوئے کہنے لگتے ہیں کہ در اصل بات ایمان اور نجات کی ہے۔ الفاظ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ یہ جملہ انہوں نے ہر چھوٹے بڑے بلکہ عوام تک کو رٹایا ہوا ہے مگر ہر عقل مند انسان جان سکتا ہے کہ ان کے اس مغالطہ میں کوئی معقولیت نہیں ہے۔ کیونکہ الفاظ بمنزلہ جسم اور ہڈی کے ہوتے ہیں اور مفہوم و معانی بمنزلہ روح کے۔ اور ظاہر ہے کہ روح بلا جسم کے کیسے ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ بھولے لوگ الفاظ کے پھندے سے جان نہیں چھڑا سکتے۔

ان کی بائبل خاص کر اناجیل کا مسئلہ نہایت گھمبیر اور الجھا ہوا ہے جس کا کوئی سرا ہاتھ نہیں آ سکتا۔ آج دو ہزار سال کے بعد بھی مغرب والے اناجیل کو ریسرچ کی سان پر چڑھائے ہوئے ہیں۔ مگر آج تک ان کو یقین کی کرن نظر نہیں آ سکی۔ محض ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ کبھی قدیمی نسخوں کا ہوا کھڑا کر دیتے ہیں اور کبھی بحر مردار کے طوماروں کا۔ مگر ان کی یہ محنت محض لاطائل ہے حاصل کچھ نہیں ہوتا۔ نہ اس کی سند مسیح تک پہنچا سکے ہیں اور نہ ہی ان کو الہامی اور بے خطا ثابت کر سکے ہیں۔ یہ تو محض غیر معلوم

خط رومیوں

باب	زیر بحث آیات
۱	۲، ۱۳، ۲۵
۲	۱۳ تا ۱۵
۳	۵، ۸
۴	۱، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۹
۵	۱۳ تا ۱۷
۶	۵، ۱۹
۷	۷، ۱۸
۸	۱
۹	۱۱، ۱۲، ۲۷
۱۰	۶، ۷، ۸، ۹
۱۱	۶، ۳۶
۱۲	۳
۱۳	۱، ۸، ۹
۱۵	۲۴، ۳۲، ۳۴
۱۶	۲۲، ۲۴، ۲۵ تا ۲۷

ترمیمات کا تفصیلی جائزہ

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۶۵ء میں باب اول آیت دوم یوں مذکور ہے:

"جس کو اس نے آگے سے اپنے نبیوں کے وسیلے پاک نوشتوں میں ظاہر کیا۔"

۲۔ بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"وہ جس کا اس نے پیشتر سے اپنے نبیوں کی معرفت کتب مقدس میں۔" الخ

۳۔ ریوائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی، فارسی اور دیگر بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ بائبل خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۶۵ء میں باب ۱ آیت ۱۳ یوں مذکور ہے:

"بھائیو میں نہیں چاہتا کہ تم اس سے ناواقف رہو کہ میں نے بارہا تمہارے پاس آنے کا ارادہ کیا تا کہ جیسا اور قوموں کے درمیان پھل پایا ویسے ہی کچھ تمہارے درمیان بھی پاؤں پر آج تک رکا رہا۔"

۔ آتھورائزڈ ورشن، انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۷۷ء، ریوائزڈ سٹینڈرڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں آخری جملہ "تیرا آج تک رکا رہا" بریکٹ میں ہے۔ اس طرح نیو انٹرنیشنل ورشن میں۔

۳۔ عربی، فارسی اور بقیہ تمام بائبلز میں مکمل آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۳)

۱۔ بائبل خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۵۵ء میں باب اول آیت ۲۵ یوں درج ہے:

"انہوں نے خدا کی سچائی کو جھوٹ سے بدل ڈالا اور بنانے والے کی نسبت سے (جو ہمیشہ ستائش کے لائق ہے۔ آمین) بنائی ہوئی چیزوں کی زیادہ پرستش اور بندگی کی۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں بلا بریکٹ یوں درج ہے:

"اس لیے کہ انہوں نے خدا کی سچائی کو بدل کر جھوٹ بنا ڈالا اور مخلوقات کی زیادہ پرستش اور عبادت کی بہ نسبت اس خالق کے جو ابد تک محمود ہے۔ آمین۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل میں بھی مندرجہ بالا بریکٹ شدہ حصہ بریکٹ میں ہے۔

۴۔ بقیہ تمام بائبلز میں مکمل آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۴)

۱۔ بائبل خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۵۵ء میں باب دوم آیت ۱۳ تا ۱۵ یوں درج ہیں:

"کیونکہ خدا کے نزدیک شریعت کے سننے والے راستباز نہیں ٹھہرتے بلکہ شریعت پر عمل کرنے والے راستباز ٹھہریں گے۔ اس لیے جب غیر قومیں

شریعت نہیں رکھتیں اگر طبیعت سے شریعت کے کام کرتی ہیں سو وے شریعت نہ رکھتے ہوئے اپنے لیے آپ ہی اپنی شریعت ہیں۔ وے اس کام کو جس سے شریعت کا مقصود ہے اپنے دلوں میں لکھا ہوا دکھاتے ہیں۔ ان کی تمیز بھی گواہی دیتی اور ان کے خیال آپس میں الزام دیتے یا عذر کرتے ہیں)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں بھی یہ تینوں آیات بریکٹ میں درج ہیں۔

۳۔ عربی' فارسی' رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ بائبل ۱۹۵۲ء تاحال اور دیگر تمام بائبلز میں یہ آیات بلا بریکٹ درج ہیں

حوالہ نمبر(۵)

ا۔ بائبل خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۳ آیت ۵ یوں درج ہے:

"پر اگر ہماری ناراستی خدا کی راستی کو ظاہر کرتی ہے تو ہم کیا کہیں کیا خدا ناراست ہے جو قہر نازل کرتا ہے (میں تو انسان کی طرح بولتا ہوں)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں بھی یہ حصہ بریکٹ شدہ ہے۔

۳۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو انگلش بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اینڈ گڈ نیوز کلر ایڈیشن' گورنکھی اور جرمن بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء میں یہ حصہ بریکٹ میں ہے۔ اسی طرح رومن کیتھولک اردو بائبل میں ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلوں میں یہ مکمل آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۶)

ا۔ خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۳ آیت ۸ یوں درج ہے:

"اور ہم کیوں برائی نہ کریں تا کہ بھلائی نکلے (چنانچہ یہ تہمت ہم پر کی جاتی اور بعضے بولتے کہ ہم یوں کہتے) ایسوں پر سزا کا حق ہے۔"

۲۔ بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یوں درج ہے:

"اور ہم کیوں برائی نہ کریں تا کہ بھلائی پیدا ہو؟ چنانچہ ہم پر یہ تہمت لگائی بھی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا یہی مقولہ ہے مگر ایسوں کو مجرم ٹھہرانا انصاف ہے۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یوں درج ہے:

"اور ہم کیوں برائی نہ کریں تا کہ بھلائی نکلے (چنانچہ یہ تہمت ہم پر لگائی بھی جاتی ہے اور بعض ایسی باتیں ہم سے منسوب بھی کرتے ہیں) ایسوں پر فتوی لگانا حق ہے۔"

۴۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں مندرجہ بالا بلیک شدہ حصہ بریکٹ میں ہے۔

نوٹ۔ اس کے علاوہ تمام بائبلز میں مکمل آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر (۸)

۱۔ بائبل خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۴ آیت ۱ یوں درج ہے:

"پھر ہم کیا کہیں کہ ہمارے باپ ابراہام نے جسم کی بابت کچھ پایا؟"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۱ء تاحال میں یوں ہے:

"پس ہم کیا کہیں کہ ہمارے جسمانی باپ ابراہیم کو کیا حاصل ہوا؟"

۳۔ گورمکھی بائبل میں "کہ ہمارے باپ ابراہیم نے جسم کی بابت کچھ پایا" بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر (۹)

۱۔ بائبل خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۴ آیت ۶ یوں

درج ہے چنانچہ لکھا ہے کہ میں نے تجھے بہت قوموں کا باپ مقرر کیا) اس خدا کے سامنے جس پر وہ ایمان لایا جو مردوں کا جلانے والا اور ان چیزوں کا جو موجود نہیں یوں ذکر کرتا ہے کہ گویا وہ ہیں۔

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال مع رومن کیتھولک اردو بائبل میں بھی مندرجہ بالا بریکٹ موجود ہے۔

۳۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں آیت ۱۶ کا آخری جملہ "وہی ہم سب کا باپ ہے" اور آیت ۱۷ کا ابتدائی حصہ بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر(۱۰)

اسی طرح آیت ۱۹ کا ابتدائی حصہ بریکٹ میں درج ہے۔ نمبر ۱۹ کا یہ حصہ نیو انگلش بائبل، نیو انٹر نیشنل ورشن اور نیو امریکن بائبل میں بھی بریکٹ شدہ ہے۔

حوالہ نمبر(۱۱)

رومیوں ۴:۱۵ رومن کیتھولک بائبل میں بریکٹ میں ہے

"اس لئے کہ شریعت تو غضب پیدا کرتی ہے اور جہاں شریعت نہیں وہاں عدول بھی نہیں۔"

بقیہ بائبلوں میں بلا بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۱۲)

۱۔ خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۵ آیات ۱۳ تا ۱۷ بریکٹ میں ہیں۔

"کیونکہ شریعت کے ظاہر ہونے تک گناہ دنیا میں تھا پر جہاں شریعت نہیں گناہ گنا نہیں جاتا۔ تو بھی موت نے آدمؑ سے موسیٰؑ تک ان پر بھی جنہوں نے

(آدم) کا سا گناہ نہ کیا ہو کہ آنے والے کا نقش تھا بادشاہت کی۔ پر یہ نہیں کہ جس
قدر خطا اسی قدر بخشش بہتیروں کے لیے کتنی زیادہ ہوئی۔ اور نہ کہ جیسا ایک
کے گناہ (کرنے) کا انجام ہوا سو ویسا بخشش کیونکہ ایک ہی خطا کے سبب سزا کا حکم
ہوا پر راستباز ہونے کے لیے بہت خطاؤں کی بخشش ہے۔ کیونکہ اگر ایک کی خطا
کے سبب موت نے ایک ہی کے وسیلے سے بادشاہت کی تو وے جو نہایت فضل
اور راستبازی کا انعام پاتے ہیں ایک یعنی یسوع مسیح کے وسیلے زندگی میں کتنا زیادہ
بادشاہت کریں گے۔"

یہ پانچ آیات بریکٹ شدہ ہیں۔

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ مقام یوں درج ہے:

"کیونکہ شریعت کے دیے جانے تک دنیا میں گناہ تو تھا مگر جہاں شریعت
نہیں وہاں گناہ محسوب نہیں ہوتا۔ تاہم آدم سے لے کر موسیٰ تک موت نے
ان پر بھی بادشاہی کی جنہوں نے اس آدم کی نافرمانی کی طرح جو آنے والے کا
مثیل تھا گناہ نہ کیا تھا لیکن قصور کا جو حال ہے وہ فضل کی نعمت کا نہیں۔ کیونکہ
جب ایک شخص کے قصور سے بہت سے آدمی مر گئے تو خدا کا فضل اور اس کی
جو بخشش ایک ہی آدمی یعنی یسوع مسیح کے فضل سے پیدا ہوئی بہت سے
آدمیوں پر ضرور ہی افراط سے نازل ہوئی اور جیسا آدمی کے گناہ کرنے کا انجام ہوا
بخشش کا ویسا حال نہیں کیونکہ ایک ہی کے سبب سے وہ فیصلہ ہوا جس کا نتیجہ
سزا کا حکم تھا۔ مگر بہتیرے قصوروں سے ایسی نعمت پیدا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ
لوگ راستباز ٹھہرے کیونکہ جب ایک شخص کے قصور کے سبب موت نے اس
ایک کے ذریعے سے بادشاہی کی تو جو لوگ فضل اور راستبازی کی بخشش افراط سے
حاصل کرتے ہیں وہ ایک شخص یعنی یسوع مسیح کے وسیلے سے ہمیشہ کی زندگی میں
ضرور ہی بادشاہی کریں گے۔"

۳۔ آکسفورڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ [illegible] میں بھی بریکٹ
شدہ ہے۔

۴۔ عربی' فارسی وغیرہ تمام بقیہ بائبلز میں یہ آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔

۵۔ کرسچن کمیونٹی بائبل میں صرف ۵ : ۱۴ ہی بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر(۱۳)

۱۔ بائبل خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۶ آیت ۱۹ یوں درج ہے:

"میں تمہارے جسم کی کمزوری کے سبب آدمی کی طرح بیان کرتا ہوں۔ سو جیسے تم نے اپنے عضو ناپاکی اور شرارت کی غلامی میں سونپے تھے تا کہ شرارت کریں ویسے ہی اب اپنے عضو راستبازی کی غلامی میں پاک ہونے کے واسطے سونپو۔"

۲۔ بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ مندرج ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل اور نیو انگلش بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ حصہ بریکٹ میں دیا گیا ہے۔

۴۔ عربی' فارسی و دیگر بائبلز میں تمام آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۱۴)

۱۔ بائبل خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۷ آیت یوں درج ہے:

"اے بھائیو کیا تم نہیں جانتے (میں تو ان سے کہتا ہوں جو شریعت سے واقف ہیں) کہ کوئی آدمی جب تک جیتا ہے اس پر شریعت کا حکم ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یوں درج ہے:

"اے بھائیو! کیا تم نہیں جانتے (میں ان سے کہتا ہوں جو شریعت سے واقف ہیں) کہ جب تک آدمی جیتا ہے اسی وقت تک شریعت اس پر اختیار رکھتی ہے؟"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں بریکٹ ہے مگر آخر میں جملہ

سوالیہ نہیں ہے بلکہ مثبت ہے۔
۴۔ آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ' فارسی بائبل' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' نیو انٹرنیشنل ٹرانسلیشن ورشن' نیو انگلش بائبل' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو امریکن بائبل میں یہ حصہ بریکٹ میں ہے۔
۵۔ کرسچن کمیونٹی بائبل' یروشلم بائبل' عبرانی بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین اینڈ کلر ایڈیشن اور جرمن میں یہ حصہ خارج کر دیا گیا ہے۔
۶۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں "اے بھائیو" کے بعد "بہنوں" کا لفظ زیادہ ہے۔ نیز یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ درج ہے' اسی طرح گڈ نیوز بائبل۔

حوالہ نمبر(۱۵)

۱۔ بائبل خط رومیوں اور مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۱۸ یوں درج ہے:

"کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں (یعنی میرے جسم میں) کوئی اچھی چیز نہیں بسی کیونکہ خواہش تو مجھ میں موجود ہے پر جو کچھ اچھا ہے کرنے نہیں پاتا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت یوں بلا بریکٹ درج ہے:

"کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں البتہ ارادہ تو موجود ہے مگر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے۔"

۳۔ آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ' یروشلم بائبل اور دی نیو انگلش بائبل میں یہ جملہ (یعنی میرے جسم میں) بریکٹ شدہ ہے۔ بقیہ بائبلز میں تمام آیت بلا بریکٹ ہے۔

۴۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اینڈ کلر ایڈیشن اور جرمن بائبل سے یہ حصہ خارج کر دیا گیا ہے۔

حوالہ نمبر(۱۶)

عبرانی بائبل میں رومیوں ۸ : ۱ بریکٹ شدہ ہے۔

حوالہ نمبر(۱۷)

۱۔ خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۹ آیت ۱۱ و ۱۲ یوں درج ہے:

"جب ہنوز لڑکے پیدا نہ ہوئے اور نہ نیک و بد کے فاعل تھے تا کہ چننے میں خدا کا ارادہ جو کاموں پر نہیں بلکہ بلانے والے پر موقوف ہے قائم رہے) تب ہی اس سے کہا گیا کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا۔"

ملاحظہ فرمائیے کہ آیت نمبر۱۱ پوری کی پوری بریکٹ زدہ ہے اور آیت نمبر۱۲ بلا بریکٹ درج ہے۔

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یوں درج ہے:

"اور ابھی تک نہ تو لڑکے پیدا ہوئے تھے اور نہ انہوں نے نیکی یا بدی کی تھی کہ اس سے کہا گیا کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا۔ تا کہ خدا کا ارادہ جو برگزیدگی پر موقوف ہے اعمال پر مبنی نہ ٹھہرے بلکہ بلانے والے پر۔"

اس میں دونوں آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل ۱۹۵۸ء میں یہ دونوں نمبر اس طرح درج ہیں کہ:

"اور جب ہنوز لڑکے پیدا نہ ہوئے تھے اور نہ انہوں نے نیکی یا بدی کی تھی (تا کہ انتخاب میں خدا کا ارادہ قائم رہے۔ اعمال کے سبب سے نہیں) بلکہ بلانے والے کے ارادہ کے سبب سے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا۔"

اس میں آیت ۱۱ کا آخر اور ۱۲ کا اول بریکٹ میں ہے۔

۴۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور نیو انٹرنیشنل ورشن میں یہ دونوں نمبر رومن کیتھولک کی طرح جزوی بریکٹ کے ساتھ درج ہیں۔ مگر نیو انٹرنیشنل ورشن میں بریکٹ لمبے خطوط کے انداز پر ہے۔

۵۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء مثل ۱۸۷۵ء کے ہے یعنی آیت نمبر۱۱ مکمل بریکٹ میں اور آیت نمبر۱۲ بلا بریکٹ۔

۶۔ بقیہ بائبلز میں دونوں نمبر بلا بریکٹ مندرج ہیں۔

حوالہ نمبر(۱۸)

رومیوں ۹ : ۲۷ کا آخری حصہ عبرانی نسخہ میں بریکٹ شدہ ہے۔

حوالہ نمبر(۱۹)

ا۔ بائبل خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۰ آیت ۶ و ۷ یوں درج ہے:

"پھر وہ راستبازی جو ایمان سے ہے یوں کہتی ہے کہ تو اپنے دل میں مت کہہ کہ آسمان پر کون چڑھے گا (یعنی مسیح کو اتار لانے کو) یا گہراؤ میں کون اترے گا (یعنی مسیح کو مردوں میں سے اٹھا لانے کو۔)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ دنوں آیات یوں مندرج ہیں:

"بلکہ جو راستبازی ایمان سے ہو وہ یوں کہتی ہے کہ تو اپنے دل میں یہ نہ کہہ کر آسمان پر کون چڑھے گا ؟ (یعنی مسیح کو اتار لانے کو) یا گہراؤ میں کون اترے گا ؟ (یعنی مسیح کو مردوں میں سے جلا کر اوپر لانے کو)"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل نیز تمام انگلش' جرمن اور گورمکھی بائبلز میں ۱۸۷۵ء کی طرح بلا بریکٹ درج ہیں۔

یہ دونوں آیات مضمون کے لحاظ سے بھی قابل توجہ ہیں۔ کیونکہ ریفرنس بائبل کے مطابق ان کا اقتباس کتاب استثنا ۳۰ : ۱۲ سے لیا گیا ہے مگر انتہائی فریب اور دھوکے کے ساتھ۔ وہاں تو شریعت موسوی پر عمل کی تاکید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"کیونکہ وہ حکم جو آج کے دن میں تجھ کو دیتا ہوں' تیرے لیے بہت مشکل

نہیں اور نہ یہ دور ہے وہ آسمان پر تو ہے نہیں کہ تو کہے کہ آسمان پر کون ہماری خاطر چڑھے اور اس کو ہمارے پاس لا کر سنائے تا کہ ہم اس پر عمل کریں نہ وہ سمندر پار ہے کہ تو کہے کہ سمندر پار کون ہماری خاطر جائے اور اس کو ہمارے پاس لا کر سنائے تا کہ ہم اس پر عمل کریں بلکہ وہ کلام تیرے بہت نزدیک ہے۔ وہ تیرے منہ میں اور تیرے دل میں ہے تا کہ تو اس پر عمل کرے" (کتاب استثناء باب ۳۰ آیت ۱۱ تا ۱۴)

ملاحظہ فرمائیں' وہاں توراۃ موسوی کے متعلق فرمایا جا رہا ہے کہ آج کے دن ملنے والے احکام عمل کے لیے نہایت آسان ہیں۔ وہ کہیں آسمان پر نہیں کہ وہاں سے لانے اور سنانے کی دقت ہو۔ اور نہ کہیں سمندر پار اور دور دراز سے لانے پڑیں گے بلکہ وہ تو تیرے منہ میں اور دل میں موجود ہیں۔ لہذا اب صرف ان پر عمل کرنا باقی ہے' ان کا حصول مشکل نہیں۔

اب بتلائیے کہ اس مضمون کو جناب پولوس کے محرفانہ کلام سے کیا واسطہ ہے کہ اس کو بریکٹ میں لا کر مسیح پر فٹ کر دیا گیا ہے؟ مگر تحریف پکڑی گئی۔ مقصود حاصل نہ ہو سکا۔

یاد رہے کہ مروجہ اناجیل میں مسیح کے متعلقہ تقریباً" تمام پیش گوئیاں محض سینہ زوری سے توڑ مروڑ کر اور اقتباسات میں تحریف کر کے آپ پر فٹ کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بیسیوں پیشگوئیاں واضح طور پر ملتی ہیں مگر یہ لوگ ان پر عجیب قسم کی حاشیہ آرائیاں کرنے لگتے ہیں۔

پھر اس تحریف سے مقصود چونکہ شریعت موسوی کا نسخ اور تعطل ثابت کرنا تھا اس لیے ہر بائبل میں مختلف انداز میں قوسین ڈال کر مطلب برآری کی ناکام کوشش کی گئی مگر سب بے سود۔ کتاب استثناء کے مطالعہ سے پولوس کا بنایا ہوا ریت کا گھروندہ آن واحد میں زمین بوس ہو گیا۔ ایسے عقل کل ہوشیار انسان ور اس کی ذریت نے کئی مقامات پر اپنے اختراعی اور بناوٹی عقائد کو

ثابت کرنے کے لیے اس قسم کی کھلم کھلا مجرمانہ حرکات کا ارتکاب کیا ہے جیسے اثبات تثلیث کے لیے خط اول یوحنا ۵: ۷' اثبات ابنیت کے لیے اعمال ۸: ۳۷ اور یوحنا ۹: ۳۵' مرقس باب ا وغیرہ۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

ایک عجیب بات

پادری خیر اللہ اپنی قاموس الکتاب ص ۲۹ پر لکھتے ہیں کہ بنارس کمیٹی نے ۱۸۴۳ء میں عہد جدید (اناجیل' مروجہ خطوط) کے ترجمہ اردو کی عہد قدیم کے مطابق کرنے کے لیے نظر ثانی کی گئی۔ یا للعجب

یعنی محض سینہ زوری سے دونوں کتابوں کے مضامین کو متفق کرنے کی سعی کی گئی ہے' چاہے بریکٹ ڈال کر چاہے ویسے ہی بلا بریکٹ۔ آخر ان روح القدس سے معمور لوگوں کو کون پوچھے گا؟

اب یہاں پادری صاحبان فرمائیں کہ تمہارے انجیل مقدس کے اسی طرح بے شمار حوالہ جات جو تحریف کا شکار ہیں' ملا کر ملاحظہ کر لیں تو کیا تمہاری اناجیل محرف ہیں یا وہ کتاب جس کا حوالہ دیا گیا ہے؟

حوالہ نمبر (۲۰)

ا۔ خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۰ آیت ۸ و ۹ یوں درج ہے:

"پھر وہ کیا کہتی ہے کہ کلام تیرے نزدیک تیرے منہ اور تیرے دل میں ہے۔ یہ وہی کلام ایمانی ہے جس کی ہم منادی کرتے ہیں کہ اگر تو اپنی زبان سے خداوند یسوع کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لاوے کہ خدا نے اسے پھر کے جلایا تو تو نجات پاوے گا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء میں یہ آیتیں یوں درج ہیں:

"بلکہ کیا کہتی ہے؟ یہ کہ کلمہ تیرے نزدیک ہی ہے یہ ایمان کا وہ کلمہ ہے

جس کی ہم منادی کرتے ہیں کہ اگر تو اپنے منہ سے اقرار کرے کہ یسوع خداوند ہے (نہ خدا نہ اس کا بیٹا) اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ خدا نے اسے مردوں میں سے زندہ کیا ہے تو تو نجات پائے گا۔"

۴۔ نیو امریکن بائبل' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' گڈ نیوز بائبل اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں یہ خط کشیدہ حصہ بریکٹ میں دیا گیا ہے۔

۵۔ عربی' فارسی اور دیگر بائبلز میں پوری آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ آیت ۶ و ۷ میں بریکٹ لگا کر کلام کا رخ اپنی مرضی کے مطابق موڑا گیا۔ اب ۸ و ۹ میں کھل کر اپنے اختراعی نظریہ کے مطابق کر لیا کہ اس کلام سے مراد یہ ہے کہ ہم مسیح کے مر کر زندہ ہونے پر ایمان لاویں تا کہ نجات حاصل ہو۔ حالانکہ کتاب استثناء میں اس اختراعی اور من گھڑت مفہوم کا نام و نشان بھی نہیں ہے بلکہ اس کا تو موسیٰ کے دل میں وسوسہ بھی نہ گزرا ہو گا بلکہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کے اس مظاہرہ پر آسمان و زمین اور اس کے باسی بھی انگشت بدنداں ہوں گے کہ اتنی جسارت؟ اے ہمارے مولیٰ یہ تیرے کیسے بندے ہیں جو تیرے کلام میں اس جرأت سے رد و بدل کر رہے ہیں۔ ادھر ابلیس صاحب بھی خوشی سے ناچتے ہوں گے کہ واہ رے واہ کیا خوب لیاقت ہے۔ یہ چالاکی تو مجھے بھی نہ سوجھی۔

حوالہ نمبر(۲۱)

رومیوں ۱۱:۶ کا آخری حصہ عبرانی نیو ٹسٹامنٹ میں بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر(۲۲)

۱۔ بائبل خط رومیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۶ آیت ۲۴ یوں درج ہے:

"ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم سب کے ساتھ ہووے۔ آمین"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ و ۱۹۲۶ء سے یہ آیت بمع نمبر خارج کر دی گئی ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں مندرجہ بالا آیت نمبر ۲۴ کو نکال کر آیت ۲۳ ہی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے نمبر شمار پورے کر لیے گئے ہیں۔

اس میں آیت نمبر ۲۴ یوں درج ہے:

"ارستس شہر کا خزانچی اور بھائی کوارٹس تم سے سلام کہتے ہے۔"

حالانکہ یہ الفاظ بقیہ بائبلوں میں آیت ۲۳ کا ایک حصہ ہے۔

۴۔ فارسی بائبل سے بھی یہ الفاظ نکال کر آیت نمبر ۲۳ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے سیریل نمبر پورے کر لیے گئے ہیں۔

۵۔ پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تاحال میں یہ آیت بریکٹ میں لکھ دی گئی ہے۔

۶۔ گڈ نیوز کلر لینڈ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، جرمن اور گورمکھی بائبل میں بھی یہ آیت بریکٹ شدہ ہے۔

۷۔ ریوائزڈ اینڈ دی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، دی یروشلم اینڈ دی نیو یروشلم، نیو انٹرنیشنل ورشن، گڈ نیوز بائبل، دی نیو انگلش بائبل سے یہ آیت بمع نمبر نکال دی گئی۔

۸۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن اور نیو امریکن بائبل (کیتھولک) میں نمبر موجود مگر الفاظ غائب ہیں۔

۹۔ دی گڈ نیز انٹرنیشنل ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں یہ آیت مشکوک حالت میں موجود ہے۔

۱۰۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن آف امریکہ سے بھی یہ آیت خارج کر دی گئی۔

۱۱۔ عربی بائبل، آتھورائزڈ ورشن، انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۷ء اور عبرانی

بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ موجود ہے۔

حوالہ نمبر(۲۳۴)

نیو امریکن بائبل میں رومیوں ۱۶ : ۲۵ تا ۲۷ تینوں آیات بریکٹ میں ہیں۔

فارسی بائبل میں رومیوں کے سولہویں باب کی ۲۷ آیات کی بجائے ۲۶ کردی گئی ہیں کیونکہ آیت ۲۳ اور ۲۴ کو ایک ہی نمبر میں شامل کر دیا گیا۔

کرنتھیوں کے نام خط

کرنتھ اول

باب	زیر بحث آیات
۱	۵، ۱۴، ۳۱
۲	۱۴
۶	۲۰
۷	۶، ۲۴، ۳۱
۸	۱۰
۹	۳، ۱۹، ۲۰ ۲۱، ۲۲
۱۰	۲۰، ۲۸ و ۲۸
۱۱	۸، ۹، ۱۱، ۳۴
۱۳	۳۳ تا ۳۶
۱۴	۱۵

کرنتھ دوم

۲	۱۰
۵	۳، ۷
۶	۲
۷	۸
۹	۴، ۹ و ۱۰
۱۰	۴
۱۱	۱۷، ۲۱، ۲۳، ۳۱
۱۲	۲ و ۳

آیات کا تفصیلی جائزہ

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ کرنتھیوں اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت ۱۶ یوں درج ہے

:

"اور میں نے استفناس کے خاندان کو بھی بپتسمہ دیا علاوہ ان کے میں نہیں جانتا کہ میں نے کسی اور کو بپتسمہ دیا ہو۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت یوں درج ہے

:

"ہاں ستفناس کے خاندان کو بھی میں نے بپتسمہ دیا۔ باقی میں نہیں جانتا کہ میں نے کسی اور کو بپتسمہ دیا ہو۔"

یعنی ان نسخوں میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ ریوائزڈ اور نیو ریوائزڈ اسٹینڈرڈ ورشن' گڈ نیوز بائبل' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' نیو انٹر نیشنل ورشن' نیو امریکن بائبل اور گورمکھی بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔ ایسے ہی دی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' کیتھولک ایڈیشن فار انڈیا میں بھی بریکٹ ہے۔

۴۔ عربی' فارسی' جرمن' دی نیو انگلش بائبل' دی یروشلم اینڈ نیو یروشلم بائبل' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' رومن کیتھولک اردو بائبل' آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء اور عبرانی بائبل میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

نوٹ: دی نیو انگلش بائبل میں کرنتھیوں اول کے مندرجہ ذیل مقامات بھی بریکٹ شدہ ہیں (جزوی طور پر) ۱:۳۱، ۲:۶، ۸:۱۰، ۹:۱۳ و ۲۴، ۱۰:۲۰ (چھ آیات)

حوالہ نمبر(۲)

ا۔ کرنتھیوں اول ۷:۱۰ صرف امریکی بائبل میں جزوی بریکٹ میں مندرج ہے، بقیہ میں بلا بریکٹ

حوالہ نمبر(۳)

ا۔ کرنتھیوں اول ۱:۵ صرف نیو انٹرنیشنل ورشن میں جزوی بریکٹ ہے، بقیہ میں نہیں۔

حوالہ نمبر(۴)

۱۔ کرنتھیوں اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۱ آیت ۸ و ۹ یوں مذکور ہے:

"اس لیے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے اور مرد عورت کے لیے نہیں بلکہ عورت مرد کے لیے پیدا ہوئی۔"

۲۔ ریوائزڈ اسٹینڈرڈ ورشن میں یہ دونوں آیات بریکٹ میں ہیں۔

۳۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلوں میں یہ آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔

حوالہ نمبر(۵)

کرنتھیوں اول باب ۱۱ آیت ۱۱ و ۱۲ صرف ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں بریکٹ شدہ ہیں۔

حوالہ نمبر(۶)

ا۔ بائبل خط کرنتھیوں اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۱۱

یوں درج ہے:

"اور اگر چھوڑ چکی ہو تو وہ بے نکاح رہے یا اپنے خصم سے پھر میل کرے اور خصم اپنی جورو کو چھوڑ نہ دے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں بریکٹ میں اس طرح ہے:

"(اور اگر علیحدہ ہو تو بے نکاح رہے یا اپنے شوہر سے پھر ملاپ کرلے) نہ شوہر بیوی کو چھوڑے۔"

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور یروشلم بائبل میں بھی یہ آیت بریکٹ شدہ ہے۔ ایسے ہی نیو ریوائزڈ ورشن (کیتھولک ایڈیشن) فار انڈیا میں۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ تمام بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۷)

ا۔ بائبل خط کرنتھیوں اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۱۲ یوں مذکور ہے:

"اور باقیوں کو یہ کہتا ہوں نہ خداوند' میں کہتا ہوں کہ اگر کسی بھائی کی جورو بے ایمان ہو اور وہ اس کے ساتھ رہنے کو راضی ہو تو وہ اس کو نہ چھوڑے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ گڈ نیوز بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں درج کیے گئے ہیں۔ ایسے ہی نیو انٹرنیشنل ورشن میں' مگر کرسچن کیمونٹی بائبل میں صرف بریکٹ میں ہے' پہلے الفاظ بلا بریکٹ ہیں۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ درج ہے

حوالہ نمبر(۸)

کرنتھیوں اول ۷: ۲۱ رومن کیتھولک بائبل میں یوں درج ہے:

"کیا تو غلامی کی حالت میں بلایا گیا تو فکر نہ کر (لیکن اگر تجھے آزادی مل سکے تو اسے اختیار کر)"

بقیہ تمام موجودہ بائبلز میں بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۹)

کرنتھیوں اول عبرانی بائبل میں ۶: ۲۰ میں 7 کی بریکٹ پائی جاتی ہے۔

حوالہ نمبر(۱۰)

۱۔ بائبل خط کرنتھیوں اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۹ آیت ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ یوں درج ہے:

"کیونکہ میں نے باوجود کہ سب سے آزاد ہوں' آپ کو سب کا غلام بنایا کہ میں بہتوں کو نفع میں پاؤں۔ میں یہودیوں کے درمیان یہودی سا تھا تا کہ میں یہودیوں کو نفع میں پاؤں' شریعت والوں میں' میں شریعت والا بنا تا کہ شریعت والوں کو نفع میں پاؤں۔ اور بے شریعت لوگوں میں بے شریعت سا (ہر چند میں خدا کے نزدیک بے شریعت نہیں ہوا بلکہ مسیح کی شریعت کے تابع تھا) تا کہ میں بے شریعت لوگوں کو نفع میں پاؤں۔"

۲۔ اردو بائبل ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء میں بھی نمبر ۲۱ بریکٹ شدہ ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک بائبل میں یہ آیت یوں ہے:

"میں یہودیوں کے درمیان یہودیوں کی طرح بنا تا کہ یہودیوں کو حاصل کر سکوں اور اہل شریعت کے لیے میں اہل شریعت کی طرح بنا (گو میں شریعت کے تابع نہیں تا کہ میں اہل شریعت کو حاصل کر سکوں۔ بے شرعوں کے لیے میں بے شرع بنا (گو میں خدا کی شریعت کے بغیر نہیں تھا بلکہ مسیح کی شریعت کے۔ تابع

تھا) تاکہ میں بے شرموں کو حاصل کر سکوں۔"

۴۔ نیو انٹرنیشنل ورشن، یروشلم بائبل، ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں دونوں آیتوں میں بریکٹ پائی جاتی ہے جیسے رومن کیتھولک بائبل اور نیو ریوائزڈ ورشن (کیتھولک ایڈیشن) فار انڈیا میں۔

۵۔ بقیہ تمام بائبلز میں یہ آیتیں بلا بریکٹ پائی جاتی ہیں۔

حوالہ نمبر(۱۱)

عبرانی بائبل میں بھی ۹: ۲۰ میں جزوی بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۱۲)

۱۔ بائبل مطبوعہ کرتھیوں اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۰ آیات ۲۸ و ۲۹ یوں درج ہیں:

"پر اگر کوئی تمہیں کہے کہ یہ بتوں کی قربانی ہے تو اس کی خاطر جس نے جتایا اور امتیاز دہی کے سبب مت کھاؤ کہ زمین اور اس کی معموری خداوند کی ہے اور امتیاز کرنا جو کہتا ہوں دوسرے کے لیے اور نہ اپنے لیے کہ کاہے کو دوسرے کی سمجھ میری آزادی کو غلط کرے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۸۹۸ء اور ۱۹۳۶ء سے آیت نمبر ۲۸ سے مندرجہ بالا الفاظ "کہ زمین اور اس کی معموری خداوند کی ہے" حذف کر دیے گئے۔ نیز لفظ "بتوں کی قربانی" کی بجائے صرف "قربانی کا گوشت" کر دیا گیا ہے۔

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ آیت نمبر ۲۸ مکمل اور آیت نمبر ۲۹ کا ابتدائی حصہ بریکٹ میں کر دیا گیا ہے۔

۴۔ عبرانی بائبل میں آیت نمبر ۲۸ میں جزوی بریکٹ ہے۔

۵۔ عربی، فارسی، آتھورائزڈ ورشن، انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۸۹۶ء میں یہ دونوں آیات مکمل طور پر بلا بریکٹ مندرج ہیں۔

۵۔ بقیہ بائبلز سے یہ جملہ بالکل حذف کر دیا گیا ہے۔

مسٹر ہورن' گر یسباخ اور آدم کلارک مفسرین بائبل نے اس جملہ کو قطعی الحاقی قرار دے کر خارج کر دیا ہے۔ (بحوالہ تحریف کے یہ مجرم ص ۸۹ و ۹۰)

۶۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یوں ہے:

"ضمیر سے میری مراد تیرا نہیں بلکہ دوسرے کا ہے بھلا میری آزادی دوسرے کے ضمیر سے کیوں پرکھی جائے۔"

اس سے بھی آیت ۲۸ کا آخری حصہ "کہ زمین اور اس کی معموری" حذف ہے۔

سلطان الناظرین" لکھتے ہیں کہ یہ جملہ کوڈکس اسکندریانوس' وایکانوس' کوڈکس گنٹاری من سن اور باسین سیس' بروملی بارلیانوس' نڈیلی اسی طرح گراس بیک کے ساتوں نسخوں میں مندرجہ بالا جملہ نہیں ہے ایسے ہی سریانی ترجمہ اور ارپی نیس کے عربی ترجمہ کاپٹک' ڈک' اتھیوپک' ارمنی' لاطینی ولگیٹ کے تراجم اور نہ ہی قدیم اطالوی ترجمہ میں یہ جملہ موجود تھا اور کئی مسیحیوں اس آیت کے حوالہ میں اس جملہ کو نقل نہیں کرتے اور گریس بیک نے یقیناً قابل اخراج سمجھ کر متن سے نکال دیا۔ حقیقت میں اس کی کوئی سند نہیں اور یہ فضول جملہ غالباً" ۲۶ سے لے کر ملایا گیا ہے اور ۱۶۷۱ء و ۱۸۳۱ء کے عربی ترجمہ میں بھی یہ جملہ موجود نہیں۔ (المختصر اعجاز عیسوی جدید ص ۳۹۴ و ۳۹۵)

مگر موجودہ عربی ترجمہ میں یہ جملہ پھر داخل کر لیا گیا ہے۔

حوالہ نمبر(۱۳)

۱۔ بائبل مخط کرنتھیوں اول اردو مطبوعہ ۱۸۲۵ء میں باب ۱۱ و ۱۲ یوں درج ہے:

"مگر خداوند میں نہ مرد عورت کے بغیر ہے نہ عورت مرد کے بغیر کیونکہ جیسا عورت مرد سے ہے ویسا ہی مرد بھی عورت کے وسیلے سے ہے پر سب خدا

سے ہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یوں مذکور ہے:

"تاہم خداوند میں نہ عورت مرد کے بغیر ہے نہ مرد عورت کے بغیر کیونکہ جیسے عورت مرد سے ہے ویسے ہی مرد بھی عورت کے وسیلے سے ہے مگر سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں۔"

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ آیات بریکٹ میں ہیں:

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں بلا بریکٹ ہیں۔

نوٹ: آیت نمبر ۱۱ میں دونوں جملے بالکل الٹ دیے گئے ہیں۔

حوالہ نمبر (۳)

۱۔ بائبل خط کرنتھیوں اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۴ آیت ۳۳ تا ۳۶ یوں درج ہے:

"کیونکہ خدا بے انتظامی کا مالک نہیں پر سلامتی کا ہے جیسی مقدس لوگوں کی ساری کلیسیاؤں میں ہے۔ تمہاری عورتیں کلیسے سے چپکی رہیں جس طرح شریعت میں بھی لکھا ہے۔ اور اگر وے کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے خصم سے پوچھیں کیونکہ شرم کی بات ہے کہ عورتیں کلیسے میں بولیں۔ کیا خدا کا کلام تمہیں سے نکلا یا صرف تمہیں تک پہنچا۔"

۲۔ رومن کیتھولک بائبل اردو میں یوں درج ہے:

"کیونکہ خدا بے ترتیبی کا نہیں بلکہ ترتیب کا بانی ہے اور مقدسوں کی سب کلیسیاؤں میں اسی طرح ہے۔ عورتیں اجتماع میں چپ رہیں کیونکہ انہیں بولنے کی اجازت نہیں بلکہ چاہیے کہ تابع رہیں کیونکہ شریعت بھی ایسا ہی کہتی ہے۔ اور اگر وہ کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے شوہروں سے پوچھیں کیونکہ یہ شرم کی بات ہے کہ عورت اجتماع میں بولے۔ کیا خدا کا کلام تم سے نکلا ہے؟ یا صرف تمہیں تک پہنچا ہے؟"

۳۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں آیت ۳۳ کے نصف آخر سے لے

کر ۳۶ کے آخر تک بریکٹ میں ہے اور کرسچن کمیونٹی بائبل میں صرف ۳۴ و ۳۵ مکمل طور پر بریکٹ شدہ ہیں۔

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔

حوالہ نمبر(۱۵)

کرنتھیوں اول ۱۶ : ۱۵ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۹۷ء میں تقریباً" پوری آیت بریکٹ میں ہے" بقیہ میں آزاد ہے اسی طرح جرمن میں بھی۔ ۱۸۷۵ء کے اردو نسخہ میں بھی بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۱۶)

۱۔ بائبل خط کرنتھیوں دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۱۰ یوں درج ہے :

"جسے تم کچھ معاف کرتے ہو ایسے میں بھی کرتا ہوں اور جسے میں نے کچھ معاف کیا تمہاری خاطر مسیح کے قائم مقام ہو کر معاف کیا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۹۶ء تا حال میں یہ آیت یوں درج ہے :

"جسے تم کچھ معاف کرتے ہو۔ اسے میں بھی معاف کرتا ہوں۔ کیونکہ جو کچھ میں نے معاف کیا اگر کیا تو مسیح کا قائم مقام ہو کر تمہاری خاطر معاف کیا۔"

۳۔ رومن کیتھولک میں یہ آیت اس طرح ہے :

"جسے تم کچھ معاف کرتے ہو اسے میں بھی معاف کرتا ہوں کیونکہ جو کچھ میں نے معاف کیا ہے اگر کیا ہے تو مسیح کے حضور تمہاری خاطر کیا ہے۔"

۴۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گورمکھی بائبل، گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں ہیں۔

۵۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۱۷)

۱۔ بائبل خط کرنتھیوں دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۵ آیت ۷ بریکٹ میں یوں درج ہے:

"(کہ ہم ایمان سے اور یہ کہ دیکھ دیکھ کے چلتے ہیں)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء تاحال میں یہ آیت بلا بریکٹ یوں درج ہے:

"کیونکہ ہم ایمان پر چلتے ہیں نہ کہ آنکھوں دیکھے۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل اردو' آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

(کرنتھ دوم ۵: ۳) مکمل طور پر بریکٹ شدہ ہے (کرسچن کیتھولک بائبل)

حوالہ نمبر (۱۸)

۱۔ بائبل خط کرنتھیوں دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۶ آیت ۲ یوں درج ہے۔

"(کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میں نے قبولیت کے وقت میں تیری سنی' اور نجات کے دن تیری مدد کی' دیکھو اب قبولیت کا وقت ہے' دیکھو اب نجات کا دن ہے)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۷ء تاحال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء میں یہ آیت مثل ۱۸۷۵ء کے بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی' فارسی' جرمن' عبرانی اور بقیہ انگلش بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر (۲۰)

۱۔ بائبل خط کرنتھیوں دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۸ یوں درج ہے:

"جو میں نے اس خط سے تمہیں غمگین کیا' اس سے میں نہیں پچھتاتا۔ اگرچہ میں پچھتاتا تھا اس لیے کہ دیکھتا ہوں کہ جو غمگینی اس خط سے ہوئی تھوڑی ہی مدت تک تھی۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء تا حال میں یہ آیت بلا بریکٹ یوں ہے:

"گو میں نے تم کو اپنے خط سے غمگین کیا مگر اس سے پچھتاتا نہیں اگرچہ پہلے پچھتاتا تھا چنانچہ دیکھتا ہوں کہ اس خط سے تم کو غم ہوا گو تھوڑے عرصے تک رہا۔"

۳۔ نیو ریوائزڈ ورشن' نیو امریکن بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' کرسچن کیمونٹی بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں درج ہیں۔

۴۔ رومن کیتھولک اردو بائبل اور ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں بریکٹ مختصر ہے یعنی (اگرچہ تھوڑی ہی مدت تک) بقیہ الفاظ آزاد اور بلا بریکٹ ہیں۔

۵۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر (۲۱)

۱۔ بائبل خط کرنتھیوں دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۹ آیت ۴ یوں درج ہے:

"کہیں ایسا نہ ہو کہ اگر مقدونیہ کے لوگ میرے ساتھ آویں اور تمہیں تیار نہ پاویں ہم (تو ہم نہیں کہتے کہ تم) اس سے بڑائی پر اعتماد کرنے سے شرمندہ ہوویں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"ایسا نہ ہو کہ اگر مکدنیہ کے لوگ میرے ساتھ آویں اور تم کو تیار نہ پاویں تو ہم (یہ نہیں کہتے کہ تم) اس بھروسے کے سبب شرمندہ ہوں۔"

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، گڈ نیوز فار ماڈرن مین اینڈ کلر ایڈیشن، نیو امریکن بائبل، گڈ نیوز بائبل، جرمن بائبل، نیو ورلڈ ٹرانسلیشن، رومن کیتھولک اردو ۱۹۵۸ء، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ آیت جزوی بریکٹ شدہ ہے۔ اسی طرح گورمکھی بائبل میں۔

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۴۴)

۱۔ بائبل خط کرنتھیوں دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۹ آیت ۹ و ۱۰ یوں مذکور ہے:

"(چنانچہ لکھا ہے کہ اس نے بکھیر دیا ہے، اس نے کنگالوں کو دیا ہے، اس کی راستبازی ابد تک ہے۔ اب جو بونے کے لیے بیج اور کھانے کے لیے روٹی بخشا ہے سو تم کو بونے کے لیے بخشے اور زیادہ کرے اور تمہاری راستبازی کے پھل بڑھائے گا)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں بلا بریکٹ یوں درج ہیں:

"چنانچہ لکھا ہے کہ اس نے بکھیرا ہے اس نے کنگالوں کو دیا ہے۔ اس کی راستبازی ابد تک باقی رہے گی۔ پس جو بونے والے کے لیے بیج اور کھانے کے لیے روٹی بہم پہنچاتا ہے وہی تمہارے لیے بیج بہم پہنچائے گا اور اس میں ترقی دے گا اور تمہاری راستبازی کے پھلوں کو بڑھائے گا۔"

۳۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں یہ آیات بریکٹ میں درج ہیں۔

عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ دونوں آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔

حوالہ نمبر(۲۳)

۱۔ بائبل خط کرنتھیوں دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۰ آیت ۴ بریکٹ میں یوں ہے:

"اس لیے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی نہیں پس خدا کے سبب قلعوں کو ڈھا دینے پر کارگر ہیں)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یوں درج ہے:

"اس لیے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی نہیں بلکہ خدا کے نزدیک قلعوں کے ڈھا دینے کے قابل ہیں۔"

۳۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۷۳ء میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۴)

کرنتھیوں دوم ۱۲:۱۷ و ۱۸ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں بریکٹ میں درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۵)

۱۔ بائبل خط کرنتھیوں دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۱ آیت ۲۱ یوں درج ہے۔

"میں بے حرمتی کی بابت بولتا ہوں کہ گویا ہم کمزور ہوتے پر جس بات میں کوئی دلیر ہے تو میں بھی (بے وقوفی سے یہ کہتا ہوں) دلیر ہوں۔"

۲۔ بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں بھی یہ آیت جزوی طور پر بریکٹ شدہ ہے۔

۳۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۷۳ء میں بھی بریکٹ موجود ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور دیگر بائبلز میں یہ بریکٹ نہیں پائی جاتی بلکہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۶)

۱۔ خط کرنتھیوں دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۱ آیت ۲۳ یوں درج ہے:

"کیا مسیح کے خادم ہیں میں (نادانی سے کہتا ہوں) زیادہ تر ہوں۔ محنتوں میں زیادہ کوڑے کھانے میں حد سے زیادہ' قیدوں میں اکثر' موتوں میں اکثر۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یوں مذکور ہے:

"کیا وہی مسیح کے خادم ہیں؟ (میرا یہ کہنا دیوانگی ہے) میں زیادہ تر ہوں۔ محنتوں میں زیادہ' قید میں زیادہ' کوڑے کھانے میں حد سے زیادہ' بارہا موت کے خطروں میں رہا ہوں۔"

۳۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۷۳ء میں بھی بریکٹ

بقیہ میں بلا بریکٹ

حوالہ نمبر(۲۷)

۱۔ بائبل خط کرنتھیوں دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۱ آیت ۳۱ یوں مذکور ہے:

"ہمارے خداوند یسوع مسیح کا خدا اور باپ جو ہمیشہ مبارک ہے جانتا ہے کہ میں جھوٹ نہیں کہتا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک بائبل' گڈ نیوز فار ماڈرن مین اینڈ کلر ایڈیشن'

کرسچن کمیونٹی بائبل' دی یروشلم بائبل' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' گڈ نیوز بائبل اور نیو انگلش بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ جملہ بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی' فارسی' جیمس' گورکھی اور دیگر بائبلز میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲۸)

۱۔ بائبل خط کرنتھیوں دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۲ آیت ۲ و ۳ یوں درج ہے:

"مسیح کے ایک شخص میں جانتا ہوں کہ چودہ برس گزرے ہوں گے (وہ یا تو بدن کے ساتھ کہ یہ مجھے معلوم نہیں یا بغیر بدن کے یہ بھی مجھے معلوم نہیں خدا کو معلوم ہے) تیسرے آسمان تک لیا ایک پہنچایا گیا اور میں ایسے شخص کو جانتا ہوں کہ وہی (یا بدن کے ساتھ یا بغیر بدن کے کہ مجھے معلوم نہیں خدا کو معلوم ہے)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء میں یہ دونوں آیات یوں مذکور ہیں:

"میں مسیح میں ایک شخص کو جانتا ہوں' چودہ برس ہوئے کہ وہ یکایک تیسرے آسمان تک اٹھا لیا گیا۔ نہ مجھے یہ معلوم کہ بدن سمیت' نہ یہ معلوم کہ بغیر بدن کے' یہ خدا کو معلوم ہے۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں (کہ اس شخص نے بدن سمیت یا بغیر بدن کے یہ مجھے معلوم نہیں خدا کو معلوم ہے)"

یعنی ۱۸۷۵ء کے نسخے میں دونوں آیتوں میں بریکٹ ہے مگر ۱۹۰۸ء وغیرہ میں صرف ایک آیت یعنی تیسری بریکٹ میں ہے۔

۳۔ کرسچن کمیونٹی بائبل میں آیت ۲ سے خط کشیدہ الفاظ حذف اور نمبر ۳ میں بریکٹ ہے۔

۴۔ آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء' نیو انٹرنیشنل ورشن'

گڈ نیوز فار ماڈرن مین اینڈ کلر ایڈیشن' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' دی نیو انگلش بائبل میں یہ دونوں آیات بریکٹ زدہ ہیں۔ اسی طرح گڈ نیوز بائبل اور نیو امریکن بائبل میں بھی بریکٹ ہے۔ رومن کیتھولک اردو' عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں بلا بریکٹ مندرج ہیں۔

گلتیوں کے نام خط

ابواب	آیات زیر بحث
باب ۱	۱' ۷' ۲۰
باب ۲	۶' ۸

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل خط گلتیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت ۲۰ یوں درج ہے :

"جو باتیں میں تم کو لکھتا ہوں دیکھو خداوند کے آگے کہتا ہوں کہ وے جھوٹی نہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء تاحال میں یوں درج ہے :

۳۔ رومن کیتھولک میں بائبل یوں ہے :

"دیکھو خدا حاضر ہے۔ جو باتیں میں تم کو لکھتا ہوں' وہ سچی ہیں۔"

۴۔ نیو امریکن بائبل اور ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

۵۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

ا۔ بائبل خط گلتیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۶ یوں درج ہے:

"پر ان سے جو ظاہر میں بزرگ تھے (سو جیسے تھے ویسے تھے مجھے کچھ کام نہیں خدا کسی آدمی کے ظاہر پر نظر نہیں کرتا) خیر ان ہی کی طرف سے جو بزرگ تھے مجھے کچھ خاص حاصل نہ ہوا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء تا حال میں یوں درج ہے:

"اور جو لوگ کچھ سمجھے جاتے تھے (خواہ وہ کیسے ہی تھے مجھے اس سے کچھ واسطہ نہیں خدا کسی کا طرف دار نہیں) ان سے جو کچھ سمجھے جاتے تھے مجھے کچھ حاصل نہ ہوا۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یوں ہے:

"اور جو صاحب اعتبار سمجھے جاتے تھے (وہ پہلے کیا تھے مجھے اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ خدا آدمی کا ظاہر حال نہیں دیکھتا) جو صاحب اعتبار سمجھے جاتے تھے انہوں نے مجھے اور کچھ نہ دیا۔"

۴۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، جرمن بائبل، دی نیو انگلش بائبل، گڈ نیوز کلر ایڈیشن، اینڈ گڈ فار ماڈرن مین ایڈیشن، نیو امریکن بائبل، آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء میں مندرجہ بالا بریکٹ موجود ہے۔ ایسے ہی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کیتھولک ایڈیشن میں۔

۵۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۳)

ا۔ بائبل خط گلتیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت اول یوں درج ہے:

"پولس جو نہ آدمیوں سے نہ آدمی کے وسیلے سے بلکہ یسوع مسیح اور خدا

باپ ہے جس نے اس کو مردوں میں سے جلایا" رسول ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یوں ہے:

"پولس کی طرف سے جو نہ انسانوں کی جانب سے نہ انسان کے سبب سے بلکہ یسوع مسیح اور خدا باپ کے سبب سے، جس نے اس کو مردوں میں سے جلایا" رسول ہے۔"

۳۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء، آتھورائزڈ ورشن اور گورمکھی بائبل میں یہ آیت تقریباً ساری کی ساری بریکٹ میں ہے۔ صرف یہ جملہ "پولس رسول ہے" بلا بریکٹ ہے۔ اسی طرح نیو انٹرنیشنل ورشن میں۔

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں پوری آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۴)

ا۔ بائبل خط گلتیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت ۷ یوں درج ہے:

"سو وہ دوسری تو نہیں مگر بعضے ہیں جو تم کو گھبراتے ہیں اور مسیح کی انجیل الٹ دینا چاہتے ہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یوں درج ہے:

"مگر وہ دوسری نہیں البتہ بعض ایسے ہیں جو تمہیں گھبرا دیتے اور مسیح کی خوشخبری (انجیل) کو بگاڑنا چاہتے ہیں۔"

۳۔ نیو امریکن بائبل میں ابتدائی خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں ہیں۔

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں مکمل آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۵)

ا۔ بائبل خط گلتیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۸ یوں درج ہے:

"(کیونکہ جس نے مختونوں کی رسالت کے لیے پطرس میں اثر کیا تھا' اس نے غیر قوموں کے لیے میں بھی اثر کیا)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یوں مذکور ہے:

"(کیونکہ جس طرح مختونوں کی رسالت کے لیے پطرس میں اثر پیدا کیا' اسی نے غیر قوموں کے لیے مجھ میں بھی اثر پیدا کیا)"

۳۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' رومن کیتھولک' آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۷۲ء میں بھی یہ آیت بریکٹ شدہ ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ موجود ہے۔

افسیوں کے نام خط

باب	زیر بحث آیات
۲	۵، ۱
۳	۳ و ۴، ۱۴، ۹
۴	۹ و ۱۰
۵	۵، ۹، ۱۴، ۲۹ و ۳۰
۶	۲، ۲۰

عہد جدید کے دسویں رسالہ افسیوں کے خط میں ۱۴ آیات بریکٹ میں ہیں۔

حوالہ نمبر (۱)

۱۔ بائبل خط افسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲ آیت ۵ یوں درج ہے:

"ہم کو جو گناہوں کے سبب مردے تھے مسیح کے ساتھ جلایا (تم فضل ہی سے بچ گئے)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۲ء تاحال میں مندرجہ بالا بریکٹ بحال ہے۔

۳۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن اور دی یروشلم بائبل میں یہ حصہ مستطیل خطوط کے درمیان ہے۔

۴۔ رومن کیتھولک بائبل اردو میں یہ حصہ بریکٹ شدہ ہے۔

آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ میں بھی اسی طرح ہے۔
۵۔ عربی، فارسی بائبل اور دیگر تمام بائبلز میں یہ پوری آیت بلا بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ خط افسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲ آیت ۱۱ یوں مذکور ہے:

"اس واسطے یاد کرو کہ تم لوگ جسم کی نسبت غیر قوم والے تھے ایسے کہ وے جو اپنے آپ کو مختون کہتے ہیں جن کا ختنہ جسمی اور ہاتھ سے ہوا تم کو نامختون کہتے ہیں۔"

۲۔ اردو بائبل ۱۹۰۸ء و ۱۹۰۶ء تاحال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔
۳۔ کرسچن کمیونٹی بائبل، نیو انگلش بائبل، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں دیے گئے ہیں۔
۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ تمام بائبلز میں پوری آیت بلا بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۳)

۱۔ خط افسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۳ آیت ۳ و ۴ یوں درج ہے:

"اس نے الہام سے بھید کو مجھ پر کھولا (چنانچہ میں نے اس کو تھوڑے میں آگے لکھا جسے تم پڑھ کے جان سکتے ہو کہ میں مسیح کا بھید کس قدر سمجھتا ہوں)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۱۲ء سے تاحال میں یہ دونوں آیات بلا بریکٹ درج ہیں۔
۳۔ گورمکھی بائبل میں صرف آیت نمبر ۳ کا آخری حصہ بریکٹ میں ہے۔
۴۔ گڈ نیوز بائبل، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن، گڈ نیوز کلر ایڈیشن

میں آیت نمبر ۳ کا آخر اور پوری چوتھی حش ۱۸۷۵ء کے بریکٹ میں ہے۔
آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ میں بھی بریکٹ ہے' بقیہ بائبلز میں یہ
آیات بلا بریکٹ ہیں۔

حوالہ نمبر (۴)

عبرانی میں ۳: ۹ بریکٹ میں ہے۔

حوالہ نمبر (۵)

ا۔ خط افسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۳ آیت ۱۴ یوں درج ہے:
"اس واسطے میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے باپ کے آگے گھٹنے ٹیکتا ہوں۔"

۲۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ آیت یوں ہے:
"اسی سبب سے میں باپ کے حضور دو زانو ہوتا ہوں (جس سے آسمان میں اور زمین پر ہر خاندان نامزد ہے)"

گویا اس میں بریکٹ والے الفاظ بریکٹ ڈال کر بڑھا دیئے گئے ہیں جبکہ ۱۸۷۵ء اور دوسری بائبلوں میں ان الفاظ کو آیت ۱۵ بنا دیا گیا ہے۔
پھر اس آیت ۱۵ کو ۱۸۷۵ء والی بائبل میں بریکٹ میں درج کر دیا گیا ہے جبکہ دیگر تمام بائبلز میں یہ نمبر بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر (۶)

۶۔ خط افسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۴ آیت ۹ و ۱۰ بریکٹ میں یوں درج ہے:
"(اس کا اوپر چڑھنا سو اس کے اور کیا ہے کہ وہ پہلے زمین کے نیچے اترا۔ وہ جو اترا سو وہی ہے جو سارے آسمانوں پر چڑھا تا کہ سب چیزوں کو بھرپور کرے)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۱ء تاحال میں اسی طرح یہ دونوں آیتیں بریکٹ زدہ ہیں۔

۳۔ نیو انٹرنیشنل ورشن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں بھی یہ آیتیں بریکٹ میں ہیں۔ ایسے ہی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کیتھولک ایڈیشن میں۔

۴۔ عربی، فارسی اور دیگر بائبلز میں بلا بریکٹ ہیں۔ آتھورائزڈ ورشن اور نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں بھی یہ نمبر بریکٹ شدہ ہیں۔

حوالہ نمبر(۷)

۱۔ خط افسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۵ آیت ۵ یوں درج ہے:

"کیونکہ تم تو یوں جانتے ہو کہ کسی حرام کار یا ناپاک یا لالچی کی جو بت پرست ہے مسیح اور خدا کی بادشاہت میں میراث نہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۱ء میں یہ آیت بلا بریکٹ یوں درج ہے:

"کیونکہ تم یہ خوب جانتے ہو کہ کسی حرامکار یا ناپاک یا لالچی کی جو بت پرست کے برابر ہے مسیح اور خدا کی بادشاہت میں کچھ میراث نہیں۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل میں یہ آیت یوں ہے کہ:

"کیونکہ یہ خوب سمجھ لو کہ کسی حرام کار یا ناپاک یا لالچی کی (جو بت پرست کے برابر ہے) مسیح اور خدا کی بادشاہی میں کوئی میراث نہیں۔"

حوالہ نمبر(۸)

۱۔ خط افسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۵ آیت ۹ بریکٹ میں یوں درج ہے:

"(اس لیے کہ روح کا پھل جو ہے کمال خوبی اور راستبازی اور سچائی ہے)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۱ء تاحال سب میں بھی یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی' فارسی بائبل اور دیگر بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ ہے۔

۵۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء میں بھی یہ آیت بریکٹ شدہ ہے۔

حوالہ نمبر(۹)

۱۔ خط افسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۶ آیت ۲۰ یوں درج ہے:

"جس کے لیے زنجیر سے جکڑا ہوا ایلچی ہوں' ظاہر کروں کہ میں اس کو بے دھڑک ایسا کہوں جیسا مجھے کہنا فرض ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء تاحال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ آیت یوں درج ہے:

"(جس کے لیے میں زنجیروں سے جکڑا بندھا ہوا ایلچی ہوں) اور اسے ایسا بے دھڑک بیان کروں جیسا کہ مجھے بیان کرنا چاہیے۔"

۴۔ بقیہ تمام بائبلز میں یہ پوری آیت بلا بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۱۰)

۱۔ خط افسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۶ آیت ۲۰ یوں درج ہے:

"جس کے لیے زنجیر سے جکڑا ہوا ایلچی ہوں' ظاہر کروں کہ میں اس کو بے دھڑک ایسا کہوں جیسا مجھے کہنا فرض ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء تاحال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ آیت یوں درج ہے:

"(جس کے لیے میں زنجیروں سے جکڑا بندھا ہوا ایلچی ہوں) اور اسے ایسا

ہے جو مرقس بیان کروں جیسا کہ مجھے بیان کرنا چاہئے۔"
۳۔ بقیہ تمام بائبلز میں یہ پوری آیت بلا بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۱۱)

۱۔ افسیوں کا خط اردو مطبوعہ ۱۸۲۵ء باب ۵ آیت ۱۲ یوں مذکور ہے:
"کیونکہ ان کے پوشیدہ کاموں کا ذکر بھی کرنا شرم ہے۔"
۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء حال میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

یہ گڈ نیوز بائبل اور گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن میں اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔
۳۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۱۲)

۱۔ افسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۲۵ء باب ۵ آیت ۲۹ و ۳۰ یوں مذکور ہے:
"کیونکہ کسی نے اپنے جسم سے کبھی دشمنی نہ کی بلکہ وہ اسے پالتا اور پوستا ہے جیسا کہ خداوند نے بھی کلیسے کو۔ کیونکہ ہم اس کے بدن کے عضو اور اس کے گوشت اور ... میں سے ہیں۔"
۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیتیں بلا بریکٹ ہیں۔
۳۔ کورکمی بائبل، گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن، گڈ نیوز بائبل میں یہ دونوں آیات بریکٹ میں ہیں جبکہ جرمن بائبل میں صرف آیت ۲۹ ہی بریکٹ شدہ ہے۔ بقیہ بائبلز میں یہ آیتیں بلا بریکٹ ہیں۔

حوالہ نمبر(۱۳)

۱۔ بائبل خط انسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۶ ایت ۲ یوں درج ہے:

"تو اپنے ماں باپ کی عزت کر کہ یہ پہلا حکم ہے جس کے ساتھ وعدہ ہے"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"اپنے باپ کی اور اپنی ماں کی عزت کر (یہ پہلا حکم ہے جس کے ساتھ وعدہ ہے)"

یعنی اس میں آیت کا دوسرا حصہ بریکٹ میں ہے۔

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں بھی یہ آیت جزوی طور پر بریکٹ زدہ ہے

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ تمام بائبلز میں یہ پوری آیت بلا بریکٹ درج ہے

فلپیوں کے نام خط

باب	زیر بحث آیات
۲	۱۵ و ۱۶
۳	۱۸ و ۱۹

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل خط فلپیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۱۵ و ۱۶ یوں درج ہیں:

"تا کہ تم بے الزام اور بے بد ہو کے ٹیڑھی ترچھی پشت کے درمیان خدا کے بے عیب فرزند بنے رہو (جن کے بیچ تم نور کی مانند جو دنیا میں ہے چمکتے ہو کہ زندگی کا کلام لیے ہوئے رہتے) تا کہ مسیح کے دن میری بڑائی ہو کہ میری دوڑ اور محنت بے فائدہ نہ ہوئی۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"تا کہ تم بے عیب اور بھولے ہو کر ٹیڑھے اور کج رو لوگوں میں خدا کے بے نقص فرزند بنے رہو (جن کے درمیان تم دنیا میں چراغوں کی طرح دکھائی دیتے ہو اور زندگی کا کلام پیش کرتے ہو) تا کہ مسیح کے دن مجھے فخر ہو کہ نہ میری دوڑ دھوپ بے فائدہ ہوئی نہ میری محنت اکارت گئی۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں بھی یہ دونوں آیات مندرجہ بالا ہیکٹ کا شکار ہیں۔

عربی، فارسی اور دیگر بائبلز میں یہ آیات بلا بریکٹ مندرج ہیں۔

حوالہ نمبر(۲)۔

۱۔ بائبل خط فلپیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۳ آیات ۱۸ و ۱۹ یوں درج ہیں:

"(کیونکہ بہتیرے چلنے والے ہیں جن کا ذکر میں نے تم سے بارہا کیا اور اب رو رو کے کہتا ہوں کہ وے مسیح کی صلیب کے دشمن ہیں۔ ان کا انجام ہلاکت ہے ان کا خدا پیٹ ان کا ننگ ان کی بڑائی ہے۔ وے دنیاوی چیزوں پر خیال رکھتے ہیں)"

یہ دونوں آیات اس نسخہ میں بریکٹ زدہ ہیں۔

۲۔ اسی طرح آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو سٹینڈرڈ کے ایڈیشن میں بھی یہ آیات بریکٹ زدہ ہیں۔

۳۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ و ۱۹۴۹ء تا حال میں بمع رومن کیتھولک بائبل میں یہ آیات بلا بریکٹ ہیں۔

۴۔ عربی، فارسی اور دیگر بائبلز میں بھی یہ آیات بلا بریکٹ مندرج ہیں۔

کلسیوں کے نام خط

باب	زیر بحث آیات
۲	۲۱ و ۲۲
۳	۵
۴	۱۰

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل خط کلسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ ایت ۲۱ و ۲۲ یوں درج ہیں:

"کہ یہ چھونا' مت چکھنا' مت ہاتھ لگانا۔ یہ ساری چیزیں انھیں کام میں لاتے ہی نیست ہو جاتی ہیں) آدمیوں کے حکموں اور تعلیموں کے موافق۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۶ء تاحال میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

"اسے نہ چھونا' اسے نہ چکھنا' اسے ہاتھ نہ لگانا (کیونکہ یہ ساری چیزیں کام میں لاتے ہی فنا ہو جائیں گی)"

یعنی اس میں ۱۸۷۵ء کے برعکس آیت نمبر ۲۲ بریکٹ میں ہے اور کچھ حذف ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یوں مذکور ہے:

"مت چھونا' مت چکھنا اور مت ہاتھ لگانا۔ یہ سب چیزیں کام میں لاتے لاتے فنا ہو جاتی ہیں اور یہ اصول صرف آدمیوں کے احکام اور تعلیموں سے قرار

چھپی ہیں۔"
اس میں دونوں آیات بلا بریکٹ ہیں نیز ۱۹۰۸ء والا حذف بھی نہیں ہے۔

۴۔ آتھورائزڈ ورژن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۲ء میں آیت نمبر ۲۱ اور آیت نمبر ۲۲ کا اول حصہ بریکٹ میں ہے۔

۵۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں صرف آیت ۲۲ بریکٹ شدہ ہے' آیت نمبر ۲۱ بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر (۲)

۱۔ بائبل خط کلسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۳ آیت ۵ یوں مذکور ہے:

"بس واسطے تم اپنے عضووں کو جو زمین پر ہیں یعنی حرام کاری اور ناپاکی اور شہوت اور بری خواہش اور لالچ جو بت پرستی ہے کشتہ کرو۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"پس اپنے ان اعضا کو مردہ کرو جو زمین پر ہیں یعنی حرام کاری اور ناپاکی اور شہوت اور بری خواہش اور لالچ کو جو بت پرستی کے برابر ہے۔"

۳۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن میں مندرجہ بالا خط کشیدہ حصہ بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں پوری آیت بریکٹ شدہ ہے۔

حوالہ نمبر (۳)

۱۔ بائبل خط کلسیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۴ آیت ۱۰ یوں درج ہے:

"ارسترخس جو میرے ساتھ قید ہے اور مرقس جو برنباس کا بھانجا ہے اور جس

کی بابت تم نے حکم پائے اگر وہ تمہارے پاس آوے تو اس کی خاطر کرو)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"ارسترخس جو میرے ساتھ قید ہے اور برناباس کا رشتے کا بھائی مرقس (جس کی بابت تمہیں حکم ملے تھے اگر وہ تمہارے پاس آئے تو اس سے اچھی طرح ملنا)"

۳۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۶۳ء نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن گڈ نیوز بائبل' نیو امریکن بائبل' نیو انگلش بائبل اور نیو انٹرنیشنل ورشن میں یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں پوری آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

تھسلونیکیوں کے نام خط

باب	زیر بحث آیات
۲	۱۳ و ۱۷

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل خط تھسلونیکیوں اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۱۳ یوں درج ہے:

"اس واسطے ہم بھی بلا ناغہ خدا کے شکر گزار ہیں کہ جب وہ کلام جو خدا کا ہے جسے ہم سناتے ہیں تم کو ملا تم نے اسے آدمیوں کا کلام نہیں بلکہ خدا کا کلام جان کر کہ وہ حقیقت میں ایسا ہی ہے قبول کیا اور وہ تم ایمانداروں اثر کرتا ہے"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۶ء تاحال میں مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں ہیں۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ الفاظ بریکٹ میں ہیں۔

۴۔ عربی، فارسی اور دیگر بائبلز میں یہ الفاظ بلا بریکٹ مندرج ہیں۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ بائبل خط تھسلونیکیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۱۷ یوں درج ہے:

"پس ہم نے اے بھائیو تم سے تھوڑی مدت تک دل سے نہیں ظاہر میں جدا ہو کے کمال آرزو سے نہایت کوشش کی کہ تمہارا منہ دیکھیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ نیو انٹرنیشنل ورشن اور دی نیو انگلش بائبل وغیرہ میں یہ خط کشیدہ جملہ بریکٹ میں ہے۔ ایسے ہی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کیتھولک ایڈیشن فار انڈیا میں بھی یہ حصہ لمبی بریکٹ میں دیا گیا ہے۔

۴۔ عربی' فارسی وغیرہ میں پوری آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۳)

تھسلونیکی اول ۲:۱۴ عبرانی بائبل اور نیو امریکن بائبل میں جزوی بریکٹ کا شکار ہے۔

حوالہ نمبر(۴)

۱۔ بائبل خط تھسلونیکیوں دوم اور مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت ۱۰ یوں درج ہے:

"اس دن جب وہ آوے گا کہ اپنے مقدسوں میں جلال پاوے اور ان سب میں جو ایمان لائے (کیونکہ ہماری گواہی جو ہم نے تم کو دی ہے یقین کی گئی) تعجب کا باعث ہو۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یوں درج ہے:

"یہ اس دن ہو گا جبکہ وہ اپنے مقدسوں میں جلال پانے اور سب ایمان لانے والوں کے سبب سے تعجب کا باعث ہونے کے لیے آئے گا کیونکہ تم ہماری گواہی پر ایمان لائے۔"

۳۔ آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں مذکورہ بالا بریکٹ موجود ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور دیگر بائبلز میں یہ پوری آیت بلا بریکٹ ہے۔

تمتھیس کے نام پہلا خط

باب	زیر بحث آیات
۱	۴
۲	۷، ۱۰
۳	۵، ۳، ۱۶
۶	۵، ۳

حوالہ نمبر (۱)

۱۔ بائبل خط تمتھیس اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۱۰ یوں درج ہے:

"بلکہ (جیسا عورتوں کو جو خدا پرستی کا اقرار کرتی ہیں مناسب ہے) آپ کو نیک کاموں میں سنواریں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یہ آیت یوں درج ہے:

"بلکہ نیک کاموں سے جیسا خدا پرستی کا اقرار کرنے والی عورتوں کو مناسب ہے"

باقی حذف ہے۔

۳۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ [illegible]ء میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ مکمل آیت بلا بریکٹ موجود ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

ا۔ بائبل خط تیمتھیس اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۷ یوں درج ہے:

"جس کے لیے میں منادی کرنے والا اور رسول مقرر ہوا (میں مسیح میں سچ بولتا ہوں اور جھوٹ نہیں لکھتا) اور غیر قوموں میں ایمان اور سچائی کا سکھلانے والا ہوں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یوں درج ہے:

"میں سچ کہتا ہوں جھوٹ نہیں بولتا کہ میں اسی غرض سے منادی کرنے والا اور رسول اور غیر قوموں کو ایمان اور سچائی کی باتیں سکھلانے والا مقرر ہوا۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل، گورکھی بائبل، نیو ورلڈ ٹرانسلیشن نیو امریکن بائبل، نیو انٹرنیشنل ورشن، نیو انگلش بائبل، ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، یروشلم بائبل اور نیو ریوائزڈ ورشن (کیتھولک ایڈیشن) فار انڈیا میں مندرجہ بالا بریکٹ موجود ہے۔

۴۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز اس بریکٹ سے خارج ہیں۔

۵۔ عربی نسخہ مطبوعہ ۱۸۷۲ء لندن میں یہ جملہ بریکٹ زدہ ہے۔

حوالہ نمبر(۳)

ا۔ بائبل خط تیمتھیس اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۳ آیت ۱۶ یوں درج ہے:

"اس میں کلام نہیں کہ دینداری کا بھید بڑا ہے۔ یعنی خدا جسم میں ظاہر کیا گیا روح سے راست ٹھہرایا اور فرشتوں کو دکھائی دیا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں بمع رومن کیتھولک یہ آیت یوں ہے:

"اس میں کلام نہیں کہ دینداری کا بھید بڑا ہے یعنی وہ جو جسم میں ظاہر ہوا۔"

۳۔ عربی' فارسی بائبل' آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۷ء میں ۱۸۷۵ء کی طرح لفظ خدا مذکور ہے ایسے ہی عربی نسخہ مطبوعہ لندن ۱۸۴۳ء میں

۴۔ بقیہ بائبلز میں یہ آیت مثل ۱۸۰۸ء کے ہے۔

یہ لفظ "وہ خدا جو جسم میں ظاہر ہوا" مسیح کی الوہیت اور خدائی ثابت کرنے کے لیے گھسیڑا گیا ہے۔ اس طرح خدا جانے کیا کچھ ردو بدل کیا گیا ہے۔

حوالہ نمبر(۴)

۱۔ بائبل خط تیمتھس اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۳ آیت ۵ یوں مذکور ہے:

"اگر کوئی اپنے ہی گھر کا بندوبست کرنا نہ جانے وہ خدا کی کلیسے کی خبرداری کیسے کرے گا۔"

۲۔ اردو بائبل ۱۸۰۸ء میں ہے

"(جب کوئی اپنے گھر میں بندوبست کرنا نہیں جانتا تو خدا کی کلیسیا کی کیونکر خبرگیری کرے گا؟)"

۳۔ آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۷ء' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' گورنکس بائبل' رومن کیتھولک اردو بائبل اور نیو انٹرنیشنل ورشن میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۵)

۱۔ بائبل خط تیمتھس اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۶ آیت ۳

یوں درج ہے:

"میں خدا کے سامنے جو ہر ایک چیز کو زندہ رکھتا ہے اور مسیح یسوع کے حضور جس نے پنطوس پلاطوس کے آگے اچھا اقرار کیا تجھے تاکید کرتا ہوں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یوں درج ہے:

"میں اس خدا کو جو سب چیزوں کو زندہ کرتا ہے اور مسیح یسوع کو جس نے پنطیس پیلاطس کے سامنے اچھا اقرار کیا تھا گواہ کر کے تجھے تاکید کرتا ہوں۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل میں یہ آیت یوں درج ہے:

"میں خدا کو (جو سب کو زندہ کرتا ہے) اور مسیح یسوع کو (جس نے پنطوس پیلاطس کے عہد میں جلالی شہادت دی ہے) گواہ لا کر تجھے تاکید کرتا ہوں۔"

دیکھئے اس بائبل میں نصف سے زیادہ آیت بریکٹ زدہ ہے اور پھر اس آیت کا مفہوم دوسرے نسخوں سے واضح طور پر مختلف ہے۔

تیمتھیس کے نام دوسرا خط

باب	زیر بحث آیات
۱	۱۸
۴	۱، ۲

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل خط تیمتھیس دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت ۱۸ یوں مذکور ہے:

"اور خداوند اسے یہ بخشے کہ اس دن خداوند کا رحم اس پر ہو اور جو جو خدمتیں اس نے افسس میں کیں تو انہیں خوب جانتا ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۹ء تاحال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"(خداوند اسے یہ بخشے کہ اس دن اس پر خداوند کا رحم ہو) اور اس نے افسس میں جو جو خدمتیں کیں تو انہیں خوب جانتا ہے۔"

یعنی اس بائبل میں ابتدائی آیت بریکٹ شدہ ہے۔

۳۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلوں میں پوری آیت بلا بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ بائبل خط تیمتھیس دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۴ آیت ۱ یوں مذکور ہے:

"پس میں خدا اور خداوند یسوع مسیح کے آگے جو اپنے ظاہر ہونے کے وقت اور اپنی بادشاہی میں زندوں اور مردوں کی عدالت کرے گا تاکید کرتا

ہوں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت بلا بریکٹ یوں مذکور ہے:

"خدا اور مسیح یسوع کو جو زندوں اور مردوں کو عدالت کرے گا گواہ کر کے اور اس کے ظہور اور بادشاہت کو یاد دلا کر میں تجھے تاکید کرتا ہوں۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل ۱۹۵۸ء میں یہ آیت یوں درج ہے:

"میں خدا اور مسیح یسوع کو (جو زندوں اور مردوں کی عدالت کرے گا) گواہ لا کر اس کے ظہور اور بادشاہی کے سبب سے تجھے تاکید کرتا ہوں۔"

یعنی درمیانی حصہ بریکٹ زدہ ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ پوری آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۳)

۱۔ بائبل خط تیمتھس دوم اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۴ آیت ۲ یوں مذکور ہے:

"کہ تو کلام کی منادی کر' وقت اور بے وقت مستعد رہ' کمال برداشت اور تعلیم سے الزام دے اور ملامت اور نصیحت کیا کر۔"

۲۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن (۱۹۷۶ء) میں مندرجہ بالا خط کشیدہ جملہ بریکٹ میں ہے۔

۳۔ بقیہ بائبلز میں پوری آیت بلا بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر(۴)

عبرانی بائبل میں تمو تھی اول کے ۱:۴' ۴:۶ اور ۶:۵ آیات جزوی بریکٹ کا شکار ہیں۔

ططس کے نام خط

باب	زیر بحث آیات
۱	۱ تا ۳

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل خط ططس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت ۱ تا ۳ یوں درج ہیں:

"پولس کی جانب سے جو خدا کا بندہ اور یسوع مسیح کا رسول ہے خدا کے برگزیدوں کے ایمان اور اس سچائی کے پہچان کے واسطے جو دین داری کے باعث ہے۔ اس ہمیشہ کی زندگی کی امید پر جس کا وعدہ خدا نے جو جھوٹ نہیں بولتا ابدی زمانوں کے آگے کیا ہے۔ اور وقت پر اپنے کلام کو اس منادی سے جو ہمارے بچانے والے خدا کے حکم سے مجھے سونپی گئی ظاہر کیا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یوں بریکٹ میں درج ہے:

"(پولس کی طرف سے جو خدا کا بندہ اور یسوع مسیح کا رسول ہے (خدا کے برگزیدوں کے ایمان اور اس حق کی پہچان کے مطابق جو دینداری کے موافق ہے۔ اس ہمیشہ کی زندگی کی امید پر جس کا وعدہ ازل سے خدا نے کیے ہے جو جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اور اس نے مناسب وقتوں پر اپنے کلام کو اس پیغام میں ظاہر کیا جو ہمارے ---- خدا کے حکم کے مطابق میرے سپرد ہوا)"

اس نسخہ میں تقریباً تینوں آیات بریکٹ میں ہیں۔

۳۔ بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

عبرانیوں کے نام خط

باب	زیر بحث آیات
۲	۷
۳	۴، ۷ تا ۱۱
۷	۲، ۱۱، ۱۹، ۲۱، ۲۷
۹	۵
۱۰	۷، ۸، ۴۳
۱۱	۳۸
۱۲	۲۰ و ۲۱

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۷ یوں مذکور ہے:

"تو نے اس کا مرتبہ فرشتوں سے تھوڑا کم رکھا تو نے جلال و عزت کا تاج اس پر رکھا اور اپنے ہاتھ کے کاموں پر اسے اختیار بخشا۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یوں مذکور ہے:

"تو نے اسے فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا تو نے اس پر جلال و عزت کا تاج رکھا اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اسے اختیار بخشا۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل میں یہ آیت صرف اتنی ہے:

تو نے اسے فرشتوں سے کچھ ہی کم تر بنایا اور شان و شوکت کا تاج اس پر رکھا۔

دیکھئے اس میں آخری جملہ نہیں ہے۔ اسی طرح ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یونانی نسخہ میں یہ تیسرا جملہ اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اسے بخشا نہیں ہے۔

۴۔ عربی' فارسی' آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء اور نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں یہ آخری جملہ موجود ہے۔

۵۔ دی یروشلم اینڈ نیو یروشلم بائبل' کوریجمن عبرانی' ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' کمیونٹی کریچین بائبل' دی گڈ نیوز انٹرنیشنل ایڈیشن' گڈ نیوز بائبل وغیرہ تمام نسخوں میں یہ جملہ نہیں ہے۔

یہ جملے زبور ۸: ۴ تا ۶ کا اقتباس ہیں۔ اس زبور میں اللہ نے نوع انسانی کے شرف کو بیان فرمایا ہے کہ اس نے اسے تمام مخلوق سے اعلیٰ بنایا۔ اصحاب انجیل نے اسے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کر دیا ہے اور اس جملہ سے مسیح کا با اختیار خالق ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں جو کہ سراسر دجل و فریب ہے۔ بالفرض اگر یہ جملے مسیح ہی کے متعلق ہوں تو پھر بھی اس کی خالقیت اور ازلیت ثابت نہیں ہوتی بلکہ ایک مخلوق ہی ثابت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت اور اختیارات ثابت کرنے کے لیے اس قسم کے بے تکے اور بے محل اقتباس نقل کرتے رہتے ہیں۔ مگر مخلوق آخر مخلوق ہے۔ اس کو سینہ زوری سے خالق نہیں بنایا جا سکتا۔ مسیح کی اصل حقیقت یہی ہے کہ اللہ نے ان کو مقام نبوت و رسالت سے نوازا اور ایک پاکباز ہستی قرار دیا جیسے کہ عبرانیوں ۱: ۹ سے بھی واضح ہو رہا ہے۔ نیز اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقام فرشتوں سے کم ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی ہستی خالق کیسے ہو سکتی ہے۔ اس سے بھی مختصر بات یہ ہے کہ جب انجیل نویسوں نے اس آخری جملہ کو شان مسیح میں نقل ہی کیا تو معلوم ہوا کہ

ان کے نزدیک بھی مسیح خالق نہ تھے۔ حتیٰ کہ رومن کیتھولک والوں نے اس جملہ کو اس مقام پر نقل نہیں کیا۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۳ آیت ۴ یوں درج ہے:

"ہر ایک کا کوئی بنانے والا ہے پر جس نے سب کچھ بنایا وہ خدا ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء ملکال ڈی میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور گڈ نیوز بائبل میں یہ آیت بریکٹ میں دی گئی ہے۔

۴۔ عربی فارسی' بائبل اور دیگر بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ مندرج ہے

حوالہ نمبر(۳)

بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۳ آیت ۷ تا ۱۱ یوں درج ہے:

"اس واسطے (جیسا روح قدس فرماتی ہے اگر آج تم اس کی آواز سنو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو جس طرح بیابان میں آزمائش کے دن غضب انگیزی کے وقت ہوا۔ جس وقت تمہارے باپ دادوں نے مجھے آزمایا اور انہوں نے مجھے پرکھا اور چالیس برس سے میرے کام دیکھتے تھے۔ اس لیے میں نے اس نسل سے ناراض ہو کے کہا کہ ان لوگوں کے دل ہر وقت گمراہ ہوتے ہیں۔ انہوں نے میری راہوں کو نہیں پہچانا۔ چنانچہ میں نے اپنے غصہ میں قسم کھائی کہ یہ میرے آرام میں ہرگز داخل نہ ہوں گے)"

یہ اقتباس زبور ۹۵: ۷ تا ۱۱ سے لیا گیا ہے۔ مگر عبرانیوں کے مصنف نے کافی ردو بدل کیا ہے۔ وہاں یوں ہے

"کیونکہ وہی ہمارا خدا ہے اور ہم اس کی پاسبانی کی امت' بلکہ اس کی ہدایت کا گلہ ہیں۔ کاش آج تم اس کی آواز سنو' تم اپنے دلوں کو سخت نہ کرو جیسے مریبہ میں یا جیسا مسہ کے دن بیابان میں کیا تھا جہاں تمہارے اجداد نے میرا امتحان کیا اور میرے کاموں کو دیکھ کر بھی مجھے آزمایا۔ چالیس برس میں اس نسل سے بے زار رہا۔ اور میں نے کہا کہ یہ گمراہوں کی قوم ہے اور وہ میری راہوں سے ناواقف ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے غضب میں قسم کھائی ہے کہ یہ میرے اطمینان میں ہرگز داخل نہ ہوں گے۔" (زبور)

دیکھئے دونوں عبارتوں میں کیا فرق ہے؟ اب بتلایا جائے کہ زبور والی عبارت درست ہے یا عبرانیوں والی۔ ان میں سے ایک تو ضرور غلط ہو گی۔

۲۔ یہ آیات آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ میں بریکٹ شدہ ہیں۔ باقی ہر بائبل میں بلا بریکٹ ہیں۔

یاد رہے کہ بریکٹ الحاق کی علامت ہے یعنی یہ آیات مصنف نے نہیں لکھی تھیں بعد میں کسی مقدس نے ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے۔

فرمائیے اب بھی کسی قدیم یا جدید پادری کو حق پہنچتا ہے کہ وہ ہم سے یہ سوال کرے کہ کتب مقدسہ تحریف و خطا سے پاک اور مبرا ہیں ورنہ بتلائیے کس نے تحریف کی؟ کہاں کی؟ کب کی؟ اور کس غرض سے کی؟

محترم چوری آپ کے سامنے ہے اب یہ آپ کا فرض ہے کہ ان امور اربعہ کی تحقیق کریں۔ جناب من اب ہم سوال کرتے ہیں کہ بتلائیے آپ کی کتاب مقدسہ میں یہ تحریف ہوئی یا نہیں؟ بتلائیں یہ کس نے کی' کب کی' کیوں کی؟

حوالہ نمبر(۴)

۱۔ بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۲ یوں مذکور ہے:

"جس کو ابراہیم نے دہ یکی دی تھی وہ پہلے اپنے نام کے معنوں کے موافق

راستی کا بادشاہ ہے پھر شاہ سالیم یعنی سلامتی کا بادشاہ"

اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں بلا بریکٹ یوں درج ہے:

"اسی کو ابراہیم نے سب چیزوں کی دہ یکی دی۔ یہ اول تو اپنے نام کے معنی کے موافق راستبازی کا بادشاہ ہے اور پھر شالیم یعنی صلح کا بادشاہ"

۳۔ گڈ نیوز بائبل 'گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن اور گورکھی بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ حصہ بریکٹ شدہ ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ تمام بائبلوں میں یہ پوری آیت بلا بریکٹ درج ہے

حوالہ نمبر(۵)

ا۔ بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۱۱ یوں درج ہے:

"پس اگر لاوی والی کہانت سے کاملیت ہوئی (کہ اسی لحاظ سے لوگوں نے شریعت پائی ہے) تو اور کیا احتیاج تھی کہ دوسرا کاہن ملک صدق کے طور پر پیدا ہوا اور ہارون کے طور پر نہ کہلاوے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۹۳ء میں یہ آیت یوں درج ہے:

"پس اگر بنی لیوی کی کہانت سے کاملیت حاصل ہوتی (کیونکہ اسی کی ماتحتی میں امت کو شریعت ملی تھی) تو پھر کیا حاجت تھی کہ دوسرا کاہن ملک صدق کے طریقے کا پیدا ہو اور ہارون کے طریقے کا نہ گنا جائے۔"

۳۔ دی نیو انگلش بائبل' ریوائزڈ ایڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو انٹرنیشنل آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۹۳ء میں یہ آیت بریکٹ شدہ ہے۔ اسی طرح فارسی بائبل میں۔

۴۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں بھی مندرجہ بالا خط کشیدہ حصہ بریکٹ شدہ ہے۔

۵۔ عربی' فارسی اور بقیہ تمام بائبلز میں مکمل طور پر یہ آیت بلا بریکٹ

مندرج ہیں۔

حوالہ نمبر(۶)

۱۔ بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۲۱ یوں درج ہے:

"کیونکہ وے کاہن تو بغیر قسم کھائے مقرر ہوتے ہیں۔ پر یہ قسم کھانے کے ساتھ اس سے کاہن ہوا جس نے اس سے کہا کہ خداوند نے قسم کھائی اور نہ بدلے گا کہ تو ملک صدق کے طور پر ہمیشہ کو کاہن ہے۔"

۲۔ اردو بائبل ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یوں درج ہے:

"کیونکہ وہ تو بغیر قسم کھانے کے مقرر ہوتے ہیں مگر یہ قسم کے ساتھ اس کی طرف سے ہوا جس نے اس کی بابت کہا کہ خداوند نے قسم کھائی ہے اور اس سے پھرے گا نہیں کہ تو ابد تک کاہن ہے۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل اور نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں یہ آیت بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی، فارسی، جرمن، گورمکھی بائبل اور بقیہ تمام بائبلز میں یہ بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۷)

۱۔ بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۱۹ یوں درج ہے:

"کیونکہ شریعت نے کچھ کامل نہ کیا بلکہ ایک بہتر امید درمیان داخل ہوئی، جس کے وسیلے ہم خدا کے حضور پہنچتے ہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت یوں مندرج ہے:

"(کیونکہ شریعت نے کسی چیز کو کامل نہیں کیا) اور اس کی جگہ ایک بہتر

امید رکھی گئی جس کے وسیلے سے ہم خدا کے نزدیک جا سکتے ہیں۔

۳۔ رومن کیتھولک بائبل' نیو انٹرنیشنل ورشن' ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں ابتدائی حصہ بریکٹ شدہ ہے۔ اسی طرح فارسی بائبل میں بھی بریکٹ ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۸)

نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں عبرانیوں ۲:۷ کا نصف آخر بریکٹ شدہ ہے۔

حوالہ نمبر(۹)

۱۔ بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۹ آیت ۱۱ یوں درج ہے:

"لیکن جب مسیح آنے والی نعمتوں کا سردار کاہن ہو کر آیا تو بزرگ تر اور کامل تر خیمے کی راہ سے جو ہاتھ سے بنا نہیں یعنی اس خلقت کا نہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۶ء تا حال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"لیکن جب مسیح آئندہ کی اچھی چیزوں کا سردار کاہن ہو کر آیا تو اس بزرگ تر اور کامل تر خیمے کی راہ سے جو ہاتھوں کا بنا ہوا یعنی اس دنیا کا نہیں۔"

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں ہیں۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں پوری آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۱۰)

۱۔ بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۰ آیت ۷ (۱۰:۷) یوں درج ہے۔

"تب میں نے کہا کہ دیکھ میں آتا ہوں (میری بابت کتاب کے دفتر میں لکھا ہے) تاکہ اے خدا تیری مرضی بجا لاؤں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت یوں مندرج ہے:

"اس وقت میں نے کہا کہ دیکھ میں آیا ہوں (کتاب کے ورقوں میں میری نسبت لکھا ہوا ہے) تاکہ اے خدا تیری مرضی بجا لاؤں۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل میں اس طرح ہے کہ:

"تب میں نے کہا کہ دیکھ میں آیا ہوں (طومار کے سرے پر میری بابت لکھا ہے) تاکہ اے خدا تیری مرضی بجا لاؤں۔"

۴۔ نیو انٹرنیشنل ورشن میں بھی مندرجہ بالا الفاظ حذف شدہ ہیں۔

۵۔ عربی فارسی وغیرہ تمام بائبلز میں پوری آیت بلا حذف مندرج ہے۔

حوالہ نمبر (۱)

۱۔ بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۰ آیت ۸ یوں مذکور ہے:

"پہلے جب کہا کہ ذبیحہ اور ہدیہ اور سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی کی خواہش تو نے نہ رکھی نہ ان سے خوش ہوا اور یہی قربانیاں شریعت کے مطابق موافق گذرانی جاتی ہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"اوپر تو وہ کہتا ہے کہ نہ تو نے قربانیوں اور نذروں اور پوری سوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں کو پسند کیا اور نہ ان سے خوش ہوا حالانکہ وہ قربانیاں شریعت کے موافق گذرانی جاتی ہیں۔"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ آیت یوں درج ہے:

"اوپر یہ کہہ کر قربانیاں اور نذرانے اور سوختنی قربانیاں اور گناہ کی قربانیاں

تو نہ چاہیں اور وہ تجھے پسند نہ آئیں (حالانکہ وہ مطابق شریعت گزرانی جاتی ہیں۔)"

نیو انٹرنیشنل ورشن؛ نیو انگلش بائبل اور ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ آیت جزوی بریکٹ میں درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۰ آیت ۲۳ یوں درج ہے:

"اپنی امید کے اقرار کو مضبوطی سے تھامے رہیں کیونکہ وہ جس نے وعدہ کیا وفادار ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تاحال بمع رومن کیتھولک بائبل میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ ہے۔

۳۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں مندرجہ بالا بریکٹ موجود ہے۔

۴۔ عربی فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۳)

۱۔ بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۱ آیت ۳۸ یوں درج ہے:

"(دنیا ان کے لائق نہ تھی) وے بیابانوں اور پہاڑوں اور غاروں اور زمین کے گڑھوں میں خراب خستہ پھرا کیے۔"

۲۔ رومن کیتھولک بائبل اردو' آتھورائزڈ ورشن اور نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں بھی یہ حصہ بریکٹ میں ہے۔

۳۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں پوری آیت بلا بریکٹ ہے۔

حوالہ نمبر (۱۴)

ب۔ بائبل خط عبرانیوں اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۲ آیت ۲۰ و ۲۱ یوں ہیں:

"(کیونکہ وے اس حکم کی جو انہیں دیا گیا تھا برداشت نہ کر سکے اگر کوئی جانور اس پہاڑ کو چھووے تو پتھراؤ کیا جائے یا بھالے سے چھیدا جاوے اور جو وہ نظر آیا ایسا ڈرونا تھا کہ موسیٰ بولا میں حیران اور لرزاں ہوں)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء قوسین میں یوں درج ہے:

"کیونکہ وہ اس حکم کی برداشت نہ کر سکے کہ اگر کوئی جانور بھی اس پہاڑ کو چھوئے تو سنگسار کیا جائے اور وہ نظارہ ایسا ڈراؤنا کہ موسیٰ نے کہا میں نہایت ڈرتا اور کانپتا ہوں۔"

۳۔ آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۲ء اور نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ دونوں آیات بریکٹ میں ہیں۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیات بلا بریکٹ مندرج ہیں۔

پطرس کا پہلا خط

باب	زیر بحث آیات
۲	۵
۳	۸،۲۱
۴	۱

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل خط پطرس اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت ۵ بلا بریکٹ یوں درج ہے:

"جو خدا کی قدرت سے ایمان کے وسیلے اس نجات تک جو آخری وقت میں ظاہر ہونے کو تیار ہے محفوظ کیے ہوئے ہے۔"

۲۔ بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء [illegible] میں یوں مذکور ہے:

"وہ تمہارے واسطے جو خدا کی قدرت سے ایمان کے وسیلے اس نجات کے لیے جو آخر وقت میں ظاہر ہونے کو تیار ہے حفاظت کیے جاتے ہو آسمان پر محفوظ ہے۔"

۳۔ اردو پروٹسٹنٹ بائبل مطبوعہ ۱۹۵۲ء تاحال میں یوں بریکٹ میں درج ہے:

"وہ تمہارے واسطے (جو خدا کی قدرت سے ایمان کے وسیلے سے اس نجات کے لے جو آخری وقت میں ظاہر ہونے کو تیار ہے حفاظت کیے جاتے ہو)

آسمان پر محفوظ ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ہر زمانہ میں نجات نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ آتی رہی جیسے کہ عبرانیوں کی پہلی آیت میں ہے۔ یہ نہیں کہ آدم سے لے کر آخر تک انسانیت نجات کے حصول سے محروم رہی بالآخر اللہ نے مسیح کو انسانیت کی نجات کے لیے بھیجا جس نے مصلوب ہو کر یہ مرحلہ طے کیا۔ یہ نیا نظریہ من گھڑت اور خلاف کلام الٰہی ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ بائبل خط پطرس اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۳ آیت ۲۱ یوں بریکٹ میں درج ہے:

"مطابق اس علامت کے بپتسمہ (جو بدن کا میل چھڑانا نہیں بلکہ نیک نیتی سے خدا کا طالب ہونا ہے) یسوع مسیح کے جی اٹھنے کے وسیلے اب ہم کو بھی بچاتا ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"جس پانی کا مشابہ بھی یعنی بپتسمہ یسوع مسیح کے جی اٹھنے کے وسیلے سے اب تمہیں بچاتا ہے اس سے جسم کی نجاست کا دور کرنا مراد نہیں' بلکہ خالص نیت سے خدا کا طالب ہونا مراد ہے۔"

۳۔ آتھورائزڈ ورشن' نیو ریوائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۷۳ء میں بھی مندرجہ بالا بریکٹ موجود ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور دیگر بائبلز میں پوری آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۳)

۱۔ بائبل خط پطرس اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۴ آیت اول یوں درج ہے:

"پس چونکہ مسیح نے ہمارے واسطے جسم میں دکھ اٹھایا تو تم بھی ویسی ہی طبیعت کے ہتھیار باندھو' کیونکہ جس نے جسم میں دکھ اٹھایا سو گناہ سے فراغت پائی۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تاحال میں بھی یہ آیت بلابریکٹ مندرج ہے۔

۳۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور نیو امریکن بائبل میں مندرجہ بالا خط کشیدہ حصہ بریکٹ میں دیا گیا ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ درج ہے

پطرس کا دوسرا خط	باب	زیر بحث آیات
حوالہ نمبر(۱)	۲	۸

۱۔ بائبل خط پطرس دوم اور مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۸ یوں درج ہے:

"(وہ راستباز ان میں رہ کر ان کے بے شرع عملوں کو دیکھ سن کے ہر روز اپنے سچے دل کو شکنجے میں کھینچتا تھا)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یہ آیت یوں درج ہے:

"(چنانچہ وہ راستباز ان میں رہ کر اور ان کے بے شرع کاموں کو دیکھ دیکھ کر اور سن سن کر گویا ہر روز اپنے سچے دل کو شکنجے میں کھینچتا تھا)"

۳۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو انٹرنیشنل ورشن' آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۷ء' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں بھی یہ آیت بریکٹ شدہ ہے۔ اور بقیہ بائبلز میں بلا بریکٹ درج ہے۔

یوحنا کا پہلا خط

باب زیر بحث آیات

۲۱

۴۲

۷۵، ۸

حوالہ نمبر (۱)

۱۔ بائبل خط یوحنا اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب اول آیت ۲ بریکٹ میں یوں درج ہے:

"(کیونکہ وہ زندگی ظاہر ہوئی اور ہم نے اسے دیکھا اور ہم گواہی دیتے ہیں اور اس ہمیشہ کی زندگی کو خبر تم کو دیتے ہیں جو باپ کے پاس تھی اور ہم پر ظاہر ہوئی)"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء تا حال میں یہ آیت بریکٹ میں یوں درج ہے:

"(یہ زندگی ظاہر ہوئی اور ہم نے اسے دیکھا اور اس کی گواہی دیتے ہیں اور اسی ہمیشہ کی زندگی کی تمہیں خبر دیتے ہیں جو باپ کے ساتھ تھی اور ہم پر ظاہر ہوئی)"

۳۔ آتھورائزڈ ورشن، انگلش نیو ٹسٹامنٹ، ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں بھی یہ آیت بریکٹ شدہ ہے۔

۴۔ عربی فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ بائبل خط یوحنا اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۱۶ یوں درج ہے:

"کیونکہ ہر ایک چیز جو دنیا میں ہے یعنی جسم کی شہوت اور آنکھوں کی بری خواہش اور زندگی کا جھوٹا فخر باپ سے نہیں پر دنیا سے ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ درج ہے۔

۳۔ گڈ نیوز بائبل' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو انٹرنیشنل ورشن' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن میں بھی مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں ہیں۔

حوالہ نمبر(۳)

۱۔ بائبل خط یوحنا اول اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۵ آیت ۷ و ۸ یوں درج ہیں:

"کہ تین ہیں کہ جو (آسمان پر گواہی دیتے ہیں۔ باپ کلام اور روح قدس اور یہ تینوں ایک ہیں اور تین ہیں جو زمین) پر گواہی دیتے ہیں روح' پانی اور لہو اور یہ تینوں ایک پر متفق ہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یوں درج ہے:

"اور جو گواہی دیتا ہے وہ روح ہے کیونکہ روح سچائی ہے اور گواہی دینے والے تین ہیں' روح پانی اور خون' اور یہ تینوں ایک ہی بات پر متفق ہیں۔"

در اصل یہاں آیت نمبر ۶ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دوسرے حصے کو ۷ بنا دیا گیا ہے۔

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل ۱۹۵۸ء میں یہ آیات یوں درج ہیں:

"کیونکہ تین ہیں جو گواہی دیتے ہیں یعنی (آسمان پر باپ' بیٹا اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہی ہیں اور تین ہیں جو زمین پر گواہی دیتے ہیں) روح' پانی اور خون اور یہ تینوں ایک ہی بات پر متفق ہیں۔"

۴۔ اردو پروٹسٹنٹ بائیبل ۱۹۵۲ء تاحال میں بھی مثل ۱۹۰۸ء کے ہے۔

۵۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۳۷ء میں یہ دونوں آیات بلا بریکٹ ہیں مگر الفاظ ۱۸۷۵ء والے ہیں۔

۶۔ اسی طرح عربی بائیبل میں بھی الفاظ ۱۸۷۵ء کی طرح ہیں مگر بلا بریکٹ۔

۷۔ جرمن بائیبل میں مثل ۱۸۷۵ء کے بریکٹ میں درج ہیں۔

۸۔ بقیہ انگلش' فارسی اور گورکھی بائیبل میں یہ آیت پروٹسٹنٹ بائیبل کی طرح ہیں۔

۹۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن (کیتھولک ایڈیشن) فار انڈیا کے متن میں مثل موجودہ پروٹسٹنٹ متن کے درج ہے مگر حاشیہ میں بعض نسخوں کے حوالہ سے اردو رومن کیتھولک کے متن کے مطابق تحریر کیا گیا ہے۔

در اصل یہ آیت یار لوگوں نے حسب عادت صدیوں بعد گھڑ کر تثلیث کی تائید کے لیے شامل کی ہے. حالانکہ از روئے اناجیل بھی تمام نبیوں اور کتابوں کا مدار توحید خالص پر ہے۔ (دیکھیے متی ۲۲: ۴۰) جیسے اعمال ۸: ۳۷ اُ تثلیث کی تائید کے لیے گھڑی گئی۔ مگر یہ آیت دوسری آیات کی طرح مقبول نہ ہو سکی۔ اس لیے محققین نے دوسری بے شمار آیات کی طرح اس کو بھی خارج کر دیا۔ مگر پھر بھی موجودہ کئی نسخوں میں پائی جاتی ہے۔

اب بائیبل کو مبرا از خطا و تحریف قرار دینے والے پادری صاحب تو بتلائیں کہ یہ جعل سازی ہوئی یا نہیں؟ بتلایئے کس نے کی؟ کب کی؟ اور کس لیے کی؟ آئندہ ہم سے ایسا سوال ہرگز نہ کریں۔

یہوداہ کا عام خط

باب	زیر بحث آیات
۱	۱۴

حوالہ نمبر(۱)

۱۔ بائبل اردو یہوداہ کا عام خط مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب اول آیت ۱۴ یوں مذکور ہے:

"بلکہ حنوک نے جو آدم کی ساتویں پشت تھا ان کی بابت پیش گوئی کی کہ دیکھو خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آتا ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تاحال میں یوں مذکور ہے کہ:

"ان کے بارے میں حنوک نے بھی جو آدم سے ساتویں پشت میں تھا یہ پیش گوئی کی تھی کہ دیکھو خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا۔"

بعض رومن کیتھولک بائبلز میں مذکور ہے "کہ آیا ہے"

۳۔ گڈ نیوز بائبل اور گڈ نیوز فار نیو ٹسٹامنٹ میں ہے کہ:

"خداوند کئی ہزار مقدسوں کے ساتھ آیا۔"

۴۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو امریکن بائبل' نیو انگلش بائبل' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں مطلق "مقدسوں کے ساتھ آیا" مذکور ہے۔

۵۔ دی یروشلم بائبل میں ہے:

"وہ دسیوں ہزاروں مقدسوں کے ساتھ آیا۔"

ایسے ہی کنگ نیو یروشلم بائبل میں ہے۔

۶۔ عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۶۴ء نیو انٹرنیشنل ورشن' عربی ۱۹۸۵ء' فارسی بائبل اور کرسچن کمیونٹی بائبل (کیتھولک) میں ہے۔ "وہ ہزارہا قدوسیوں کے ساتھ آیا۔"

۷۔ نیو کنگ جیمس' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن (کیتھولک) دی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کیتھولک ایڈیشن فار انڈیا اور آتھورائزڈ انگلش ورشن میں ہے کہ:

"وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔"

ملاحظہ فرمائیں کہ ایک ہی جملہ کا مختلف بائبلز میں کس طرح حلیہ بگاڑا ہے۔ آخر یہ کیوں؟ اور کس غرض و غایت کے لیے؟

یہ اصحاب بائبل کی فطرت اور دائمی مزاج ہے کہ وہ ہر حقیقت کو مسخ کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں چنانچہ انہوں نے کتاب استثناء ۳۳:۲ میں یہی حرکت بد کی تھی کہ وہاں بھی سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں خدا کی پیش گوئی تھی کہ وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آئے گا جو کہ فتح مکہ کے عظیم الشان منظر کی تصویر کشی تھی۔ چونکہ ان لوگوں کو آپ کی ذات گرامی سے خاص عناد ہے لہٰذا انہوں نے اس حقیقت پر ہمیشہ پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ وہاں بھی انہوں نے پہلے دس ہزار ہی لکھا پھر جب شعور جاگا کہ یہ تو رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار ہے تو لگے ہیرا پھیری کرنے۔ کبھی دس ہزار' کبھی مطلق ہزاروں' کبھی لاکھوں اور کبھی کروڑوں لکھنے لگے' گویا جتنے منہ اتنی ہی باتیں۔ ایسے ہی یہ پیش گوئی بھی ہے کہ اس میں بھی آپ کی ذات اقدس ہی کی بشارت تھی لہٰذا انہوں نے حسب عادت اسے بھی مستور کرنے کی ناپاک سعی کی۔ مگر حقیقت کبھی چھپ نہیں سکتی۔ اب آپ کے سامنے انہی کی مطبوعہ چند بائبلز کا کچا چٹھا رکھ دیا ہے۔ آپ خود فیصلہ کرلیں کہ اصل حقیقت کیا ہے اور یہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور

کہاں تک اس میں کامیاب ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ دس ہزار قدسیوں والا سرتاج انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لا کر یہ نورانی جلوہ دکھا چکا ہے لہذا یہ لوگ کسی بھی صورت میں اس حقیقت پر پردہ نہیں ڈال سکتے۔ اب تو پیش گوئی مع اپنے مصداق کے جلوہ افروز ہو چکی ہے۔ اب اس سے کیسے آنکھیں بند کی جا سکتی ہیں؟

لہذا ہم ہر ایک ہوش مند فرد انسانی کے سامنے دو ٹوک انداز میں اس رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق پیش کرتے ہیں کہ آپ کی ذات اقدس سے وابستہ ہو کر دونوں جہاں کی سعادتیں حاصل کر لو اور خدا کی ابدی بادشاہت کے وارث بن جاؤ کہیں ہمیشہ کے جہنم میں نہ ڈال دیے جاؤ۔ اللہ کریم سب کو اس مینارہ نور کی روشنی میں آنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

دوسری حقیقت

اس آیت میں دوسری بات یہ بھی قابل توجہ ہے کہ یہ لوگ خدا معلوم اپنا کونسا شوق پورا کرتے ہوئے بائبل میں تحریف و تبدیلی کرنے کی مشق کرتے رہتے ہیں دیکھیے تمام بائبلز میں مذکور ہے کہ: "حنوک آدم سے ساتویں پشت میں تھا" مگر گڈ نیوز فار ماڈرن مین، نیو ٹسٹامنٹ گڈ نیوز بائبل اور گڈ نیوز فار ماڈرن مین، نیو ٹسٹامنٹ میں چھٹی پشت درج ہے۔ آخر کیوں؟

کتاب مکاشفہ

باب	زیر بحث آیات
۱	۱۰، ۱۱
۲	۹
۸	۱۱
۱۴	۵
۱۶	۲
۲۰	۵

حوالہ نمبر (۱)

۱۔ بائبل کتاب مکاشفہ اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱ آیت ۱۰ و ۱۱ یوں درج ہے:

"میں خداوند کے دن روح میں شامل ہو گیا اور میں نے ترہی کی سی ایک بڑی آواز اپنے پیچھے سنی جو کہتی تھی کہ میں الفا اور امیگا، میں اول و آخر ہوں اور جو کچھ تو دیکھتا ہے کتاب میں لکھ۔"

۲۔ بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں مندرجہ بالا خط کشیدہ حصہ بالکل خارج کر دیا گیا ہے۔ وہاں صرف یہ درج ہے:

"خداوند کے دن روح میں آ گیا اور اپنے پیچھے نرسنگے کی سی یہ ایک بڑی آواز سنی کہ جو کچھ تو دیکھتا ہے اس کو کتاب میں لکھ کر"

۳۔ آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۶۲ء اور عربی' فارسی بائبل میں ۱۸۷۵ء کی طرح میں "الفا اور اومیگا اول و آخر ہوں" موجود ہے۔

۴۔ بقیہ بائبلز سے یہ الفاظ خارج کر دیے گئے ہیں۔

حوالہ نمبر(۲)

۱۔ بائبل کتاب مکاشفہ اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲ آیت ۹ یوں درج ہے:

"میں تیرے کام اور مصیبت اور کنگالی کو جانتا ہوں (پر تو دولت مند ہے) اور ان کے لعن طعن کو بھی جو آپ کو یہودی کہتے پر نہیں ہیں بلکہ شیطان کی جماعت ہیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء تا حال میں یہ آیت یوں ہے:

"میں تیری مصیبت اور غریبی کو جانتا ہوں (مگر تو دولت مند ہے) اور جو اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں اور ہیں نہیں بلکہ شیطان کی جماعت ہیں ان کے لعن طعن کو بھی جانتا ہوں۔"

۳۔ آتھورائزڈ ورشن اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۶۲ء میں یہ حصہ بریکٹ میں ہے۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ جملہ بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۳)

۱۔ بائبل کتاب مکاشفہ اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۸ آیت ۱۱ یوں درج ہے:

"اس ستارے کا نام گدونا ہے اور پانیوں کی تہائی گدونا ہو گیا اور بہت سے آدمی اس پانی کے سبب سے مرگئے کہ وے کڑوے ہو گئے تھے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۶ء میں یوں درج ہے:

"اس ستارے کا نام ناگ دونا کہلاتا ہے اور تہائی پانی ناگ دونے کی طرح

کڑوا ہو گیا اور پانی کے کڑوے ہو جانے سے بہت سے آدمی مر گئے"

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

"اس ستارے کا نام افسنتین ہے اور تہائی پانی افسنتین بن گیا اور بہت سے آدمی اس پانی کے سبب سے مر گئے کیونکہ وہ کڑوا ہو گیا تھا"

۴۔ گڈ نیوز بائبل، گورکھی بائبل، گڈ نیوز فار ماڈرن مین اور گڈ نیوز کلر ایڈیشن میں خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں دیئے گئے ہیں۔

۵۔ عربی، فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر(۴)

۱۔ بائبل کتاب مکاشفہ اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۶ آیت ۱۵ یوں درج ہے:

"دیکھ میں چور کی مانند آتا ہوں۔ مبارک ہے وہ جو جاگتا اور اپنی پوشاک کی خبرداری کرتا ہے ایسا نہ ہو کہ ننگا پھرے اور لوگ اس کی شرم دیکھیں۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تاحال میں یہ آیت بریکٹ میں یوں مذکور ہے:

"(دیکھو میں چور کی طرح آتا ہوں مبارک وہ ہے جو جاگتا ہے اور اپنی پوشاک کی حفاظت کرتا ہے تا کہ ننگا نہ پھرے اور لوگ اس کی برہنگی نہ دیکھیں)"

۳۔ اسی طرح ریوائزڈ اینڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، گورکھی بائبل، نیو انگلش بائبل، نیو امریکن بائبل، گڈ نیوز بائبل، دی یروشلم اینڈ نیو یروشلم بائبل میں بھی یہ آیت بریکٹ میں ہے۔ ایسے ہی نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن (کیتھولک ایڈیشن) فار انڈیا ایڈیشن میں بھی مکمل آیت بریکٹ شدہ ہے۔

۴۔ جرمن بائبل میں اور یروشلم بائبل میں علامت بریکٹ بجائے ( ) کے۔ ۔ سے یعنی لمبے خطوط سے دی گئی ہے

۵۔ رومن کیتھولک بائیبل اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر (۵)

ا۔ بائبل کتاب مکاشفہ اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۹ آیت ۸ یوں درج ہے:

"اور اسے یہ دیا گیا کہ وہ صاف اور شفاف مہین کتانی کپڑے پہنے کہ مہین کتانی کپڑا مقدس لوگوں کی راستبازی ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء ۱۹۳۱ء تاحال میں یوں مذکور ہے:

"اور اس کو چمکدار اور صاف مہین کتانی کپڑا پہننے کا اختیار دیا گیا کیونکہ مہین کتانی کپڑے سے مقدس لوگوں کی راستبازی کے کام مراد ہیں۔"

۳۔ گورمکھی بائبل 'گڈ نیوز فار ماڈرن مین لیڈیشن' نیو امریکن بائبل' نیو انگلش بائبل 'گڈ نیوز بائبل اور نیو انٹر نیشنل ورشن میں خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں دیے گئے ہیں۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

حوالہ نمبر (۶)

ا۔ بائبل کتاب مکاشفہ اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۱۹ آیت ۲۰ یوں درج ہے:

"اور وہ درندہ جانور پکڑا گیا اور اس کے ساتھ جھوٹا نبی جس نے اس کے حضور وے کراماتیں دکھائیں جن سے اس نے ان کو جنھوں نے اس درندہ جانور کا نشان اپنے پر قبول کیا اور ان کو جو اس کی مورت کو پوجتے تھے گمراہ کیا یہ دونوں اس آگ کی جھیل میں جو گندھک سے جل رہی ہے جیتے ڈالے گئے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

"جن سے اس نے حیوان کی چھاپ لینے والوں اور اس کے بت کی پرستش

کرنے والوں کو گمراہ کیا تھا وہ دونوں اس آگ کی جھیل میں زندہ ڈالے گئے جو گندھک سے جلتی ہے۔"

۳۔ گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' گڈ نیوز بائبل اور گورکھی بائبل میں خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں دیے گئے ہیں۔

۴۔ بقیہ تمام بائبلز میں مکمل آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

حوالہ نمبر(۷)

۱۔ بائبل کتاب مکاشفہ اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۲۰ آیت ۵ یوں درج ہے:

"اور باقی مردے جب تک یہ ہزار برس پورے نہ ہولیں نہ جے یہ پہلی قیامت ہے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۶ء تاحال میں یہ آیت یوں مذکور ہے

"(اور جب تک یہ ہزار برس پورے نہ ہوئے' باقی مرے زندہ نہ ہوئے) پہلی قیامت یہی ہے۔"

۳۔ نیو انٹرنیشنل ورشن' گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن' گڈ نیوز کلر ایڈیشن' گورکھی' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن ورشن میں بھی مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ بریکٹ میں ہیں۔

۴۔ عربی' فارسی اور بقیہ بائبلز میں یہ آیت بلا بریکٹ درج ہے۔

آخری گزارش

ناظرین کرام یہ سینکڑوں آیات کا تقابلی موازنہ مع تبصرہ بندہ حقیر نے محض اپنی بساط کے مطابق مرتب کیا ہے۔ بندہ چونکہ انگلش وغیرہ اچھی طرح نہیں جانتا اس لیے یہ مواد مختصر مرتب ہو سکا۔ اگر انگلش جانتا ہوتا اور کچھ ساتھی میرے ساتھ معاون ہوتے اور تفصیلی تقابلی مطالعہ پیش کیا جاتا تو خدا

جانے یہ تحریر کتنی طویل ہو جاتی۔

پھر یہ صرف تین درجن بائبلز کا تقابل ہے اگر عیسائیوں کے سابقہ قدیمی ہزاروں نسخے ملائے جائیں تو خود ہی اندازہ کرلیں کہ یہ کتاب کتنی جلدوں میں ہو جاتی۔ یہ ستر مختصر آیات لاکھوں تک پہنچ جاتیں' جیساکہ پہلے حصہ میں خود مسیحی علماء کے حوالہ سے یہ باتیں نقل ہو چکی ہیں۔

لہذا یہ کتاب باوجود ادھوری اور مختصر ہونے کے پھر بھی ایک عملی اور مشاہداتی دستاویز ہے' ایک نئی لائن اور عنوان ہے جس کو نقطہ آغاز بنا کر شائقین اس میں بہت کچھ اضافہ کر سکتے ہیں' نیز اوری حضرات کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ بندہ نے یہ محنت کسی تعصب یا ضد کی بنا پر نہیں کی بلکہ تمہاری خیر خواہی اور قرآن و بائبل کے اعلان تحریف کی تائید و تصدیق کے لیے کی ہے تا کہ نیک بخت افراد اس کو ملاحظہ کر کے رشد و ہدایت کو علی وجہ البصیرہ پا سکیں۔ بندہ اس بات کا بھی معترف ہے کہ باوجود نہایت احتیاط کے کسی حوالہ وغیرہ میں غلطی کا امکان باقی ہے لہذا ایسے موقع پر کوئی پادری یا عیسائی عالم بجائے خفا ہونے کے بندہ کو مطلع کرے۔ ان شاء اللہ حقیقت کو قبول کیا جائے گا اور جو بات ثابت ہو جائے' اس کے متعلق ان کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ وہ بھی قبول فرمالیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی پیاری مخلوق بنی نوع انسان کو راہ حق پر چلنے کی توفیق عنایت فرما کر ان کو آخرت کی بادشاہت اور خوش نصیبی عطا فرمائے۔

احقر الانام عبد اللطیف مسعود ڈسکہ

بعض متفرق حوالہ جات

حوالہ نمبرا

(۱) بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ باب ۲ آیت ۳۵ بریکٹ میں یوں مذکور ہے۔

"(اور تلوار تیری جان کے اندر بھی گزر جائے گی) تاکہ بہتوں کے دلوں کے خیالات کھل جائیں۔"

(۲) بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء میں یہ آیت یوں بلا بریکٹ مذکور ہے۔

"بلکہ خود تیری جان بھی تلوار سے چھد جائے گی تاکہ بہت لوگوں کے دلوں کے خیال کھل جائیں"

اس نسخہ میں مکمل آیت بلا بریکٹ درج ہے جبکہ ۱۸۷۵ء میں یہ آیت کا پہلا حصہ بریکٹ زدہ ہے۔

(۳) اس کے بعد تاحال تمام اردو نسخوں میں یہ آیت مکمل طور پر بلا بریکٹ ہی درج ہے۔

(۴) جبکہ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' دی نیو کنگ جیمس ورشن' نیو امریکن بائبل اور ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں' ایسے ہی آتھورائزڈ ورشن میں ۱۸۵۷ء کی طرح اس آیت کا پہلا حصہ "اور تلوار تیری جان کے اندر بھی گزر جائے گی" بریکٹ میں درج ہے۔

(۵) رومن کیتھولک بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں یہ آیت یوں بلا بریکٹ درج ہے

"اور تیری اپنی جان کے اندر سے تلوار گزر جائے گی تاکہ بہت لوگوں کے دلوں کے خیال کھل جائیں۔"

ایسے ہی کیتھولک بائبل مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں مذکور ہے۔

اب محترم پادری صاحبان عقدہ کشائی کریں کہ یہ بریکٹ اور عدم بریکٹ

کا کیا معاملہ ہے؟ جبکہ قابل غور یہ امر بھی ہے کہ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن والوں کا دعویٰ ہے کہ ہم نے اصل یونانی متن سے نہایت اہتمام سے ترجمہ کیا ہے۔ اور اس میں یہ حصہ بریکٹ زدہ ہے ایسے ہی نیو کنگ جیمس ورشن بھی جدید یعنی ۱۹۹۰ء کا طبع شدہ ہے آخر ان لوگوں نے اس حصہ آیت کو کیونکر بریکٹ میں کر دیا ہے؟ بقیہ انگلش ایڈیشن میں ایسا کیوں نہ کیا گیا حالانکہ وہ بھی علمائے عیسائیت کے اجتماعی اور مستند تراجم ہیں امید ہے کہ بائبل کے متعلق لاتبدیل ہونے کی رٹ لگانے والے دیسی پادری صاحبان ضرور اس نکتہ پر غور فرما کر اصل حقیقت واضح فرمائیں گے۔

علاوہ ازیں ایک قدیمی انگلش بائبل میں لوقا ۲: ۳۶ تا ۳۷ کے تقریباً آخر تک تمام عبارت بھی بریکٹ زدہ ہے۔ بتائیے یہ بریکٹ بازی کہاں تک جائے گی (انگلش بائبل مطبوعہ ۱۹۳۸ء)

حوالہ نمبر ۳

بائبل انجیل لوقا مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۲۱ آیت ۳۳، ۳۴ یوں درج ہے۔

"(۳۳) آسمان و زمین ٹل جائیں پر میری باتیں کبھی نہ ٹلیں گی (۳۴) اپنے سے خبردار رہو ایسا نہ ہووے کہ تمہارا دل بہت کھانے اور متوالا ہونے اور زندگی کی فکروں سے بھاری ہو اور وہ دن تم پر اچانک آ پڑے۔"

اس موقع پر مفسر بائبل ہارن اپنی تفسیر میں لکھتا ہے کہ۔

"انجیل لوقا کے باب ۲۱ آیت ۳۳، ۳۴ کے درمیان پوری ایک آیت حذف کر دی گئی ہے اس لیے انجیل متی ۲۴: ۳۶ کا حصہ یا مرقس ۱۳: ۳۲ کا جز لے کر بڑھانا ضروری ہے تاکہ لوقا دوسری انجیلوں کے موافق ہو جائے۔" (تفسیر ہارن ج ۴، ص ۲۷۴ بحوالہ اظہار الحق ج ۲ ص)

پھر حاشیہ پر لکھتا ہے کہ

"جملہ محققین اور مفسرین نے اس زبردست کمی سے چشم پوشی کی ہے جو لوقا کے متن میں نظر آتی ہے یہاں تک کہ اس پر ہیلز نے توجہ کی" (بحوالہ اظہار الحق ج ۲ ص ۹۸)

ناظرین کرام یہ ہے اناجیل کی پوزیشن کہ بقول محققین عیسائیت ان کا متن ہی ناقص اور ادھورا ہے جسے بعد کے پادری حضرات مکمل کرنے کا حق رکھتے ہیں اور وہ بھی مدت بعد ورنہ بڑے بڑے خدا رسیدہ راہب وپادری تو آنکھیں بند کر کے سب کچھ حرز جان بنائے بیٹھے تھے کیا اسی انجیل مقدس یا بائبل مقدس کے متعلق ہمارے دیسی پادری شور مچاتے نہیں تھکتے کہ یہ قدرت کا غیر محرف اور لازوال کلام ہے؟ سبحان اللہ

کلام خدا کا ہے اور اس کی اصلاح کریں عام انسان یہ عجیب فارمولا ہے۔ اچھا وہ آیت جس کو یہاں داخل ہونا چاہیے وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے

"لیکن اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر باپ" (متی ۲۴: ۳۶ و مرقس ۱۳: ۳۲)

اب یہ بھی قابل توجہ بات ہے کہ جب یہ آیت باقی دو انجیلوں میں درج ہے تو پھر جناب لوقا نے کیوں نہ نقل فرمائی۔ جبکہ اس کی انجیل کا ماخذ اندراج آیت والی انجیل مرقس بھی ہے' پھر اس نے اسے کیوں ترک کر دیا؟

کہیں یہ بات تو نہیں کہ چونکہ اس سے مسیح کی الوہیت پر زد پڑتی تھی اس لیے اس کانٹا کو نکالا گیا۔ جیسے کہ یہی حال لوقا ۲۲: ۴۳ کا کیا گیا ہے کہ اسے لوقا نے نقل تو کیا ہو گا مگر بعد کے محققین اور خدا رسیدہ لوگوں نے نکال دیا کیونکہ یہ الوہیت مسیح کے خلاف تھی۔ سبحان اللہ یہ حربے اور منصوبے مسیح کی الوہیت ثابت کرنے کے لیے کیے جا رہے ہیں اسی طرح ۲۳: ۳۴ کو بوجہ خلاف مشاہدہ ہونے کے حذف یا اس کی اصلاح کی جا رہی ہے (دیکھئے نیو ورلڈ ٹرانسلیشن اور ماہنامہ قاصد جدید بابت ماہ اپریل ص ۱۳) اسی طرح چونکہ یہ آیت مسیح کے عالم الغیب ہونے کے خلاف تھی لہٰذا لوقا نے حذف کر دی۔

مگر دوسری انجیلوں کے متعلق نہ سوچا کہ ان کا کیا بنے گا۔

ناظرین کرام اس طرح کا اخراج و ادخال کا چکر عیسائیوں کے ہاں بہت طویل اور گھمبیر ہے کسی نے اپنے عقیدہ کی موافقت میں کوئی ایک آیت شامل کر دی جیسے اعمال ۸ : ۳۷ اور یوحنا ۵ : ۷ وغیرہ اور کسی نے اپنے خلاف سمجھ کر اسے نکال دیا اور باقی شور مچانے لگے کہ ہماری بائبل مقدس خدا کا لاریب اور لا تبدیل کلام ہے۔

واقعی یہ لا تبدیل کلام ہے یعنی خدا نے یہ تبدیلی نہیں کی۔ اسے ضرورت ہی کیا تھی؟ اس نے یہ انجیل لکھی ہی نہیں تو تبدیل کیسے کرتا۔ یہ تو سب خود انسانوں نے لکھی ہیں اور یہی کمی یا بیشی بھی کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ

پادری صاحبان ! اس ترقی کے دور میں مشاہدہ کا منکر ہونا کوئی معقولیت نہیں ہے لہذا آپ شرح صدر سے اناجیل میں واضح ترین گربڑیشن کا اعتراف کر لیں تا کہ آپ کو مزید کسی لا تبدیل کلام کی طرف توجہ کرنے اور بنانے کا موقع ملے ورنہ تمہارا انجام وہی ہو گا جو متی اور لوقا میں بزبان مسیح مذکور ہے۔

حوالہ نمبر ۳

(۱) بائبل کتاب اعمال اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۶ آیت یوں مذکور ہے

"تب وہ میسیہ میں آ کے بتونیہ میں جانے کی تدبیر میں لگے پر روح نے انہیں جانے نہ دیا۔"

(۲) بائبل اردو مطبوعہ ۱۸۹۶ء میں یوں مذکور ہے کہ۔

"تب وے میسیہ میں آ کے بتونیہ میں جانے کی تدبیر میں لگے پر روح نے انہیں جانے نہ دیا۔"

نوٹ : اس کے حاشیہ میں وضاحت ہے کہ پرانے نسخوں میں مسیح کی

روح" مذکور ہے۔

(۳) بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء میں یوں مذکور ہے۔

"اور انہوں نے موسیا کے قریب پہنچ کر بتونیا میں جانے کی کوشش کی مگر یسوع کی روح نے انہیں جانے نہ دیا۔"

نوٹ: اس سے قبل آیت نمبر ۶ میں ہے:

"وہ فروگیا اور گلتیہ کے علاقے میں سے گزرے کیوں کہ روح القدس نے انہیں آسیا میں کلام سنانے سے منع کیا۔"

(۴) اس کے بعد پروٹسٹنٹ بائبل مطبوعہ ۱۹۲۶ء بائبل میں "یسوع کی روح" ہی مندرج ہے۔

(۵) ایسے ہی رومن کیتھولک بائبل مطبوعہ ۱۹۵۰ء، ۱۹۵۹ء بھی "یسوع کی روح" کا ہی ذکر ہے۔

(۶) عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۶۳ء اور جدید ایڈیشن میں صرف "روح" کا ذکر ہے اسی طرح نیو سٹامنٹ انگلش مطبوعہ ۱۹۴۳ء میں بھی یہی "روح" ہی مذکور ہے یسوع کی روح کا مرکب اضافی نہیں ہے۔

اب پادری صاحبان بتلائیں کہ یہ حذف و اضافہ کی کیا حکمت ہے جب قدیم نسخوں میں مسیح کی روح کا مرکب اضافی مذکور تھا تو پھر بعد کے محققین کو اس میں کیا اشتباہ ہو گیا کہ انہوں نے صرف روح کا ہی لفظ ذکر دیا' یسوع کا لفظ حذف کر دیا نیز عربی ایڈیشن قدیم اور جدید میں یہ تبدیلی کیوں نہ کی گئی۔ وہاں دونوں میں صرف "روح" ہی مذکور ہے' آخر اس معما کا کیا حل ہے کہ حسب منشا ہر ایڈیشن میں ادخال و اخراج کا عمل جاری ہے یہ خدائی کلام کی پوزیشن نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا واضح ہو گیا کہ یہ سب نوشتے انسانی دستکاری کا ہی نتیجہ ہیں مذہبی متن کی حیثیت کے حامل نہیں' اس لیے آئے دن کمی بیشی کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔

جدالہ نمبر ۴

حوالہ

۱۔ بائبل انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۵ آیت ۴۲ بلا بریکٹ یوں مذکور ہے۔

"وونہیں وہ لڑکی اٹھ کے چلنے لگی کیونکہ وہ بارہ برس کی تھی تب وہ بہت ہی حیران ہوئے۔"

۲۔ اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء میں یہ آیت یوں مذکور ہے اور تا حال میں اسی طرح ہے۔

"وہ لڑکی فی الفور اٹھ کر چلنے پھرنے لگی کیونکہ وہ بارہ برس کی تھی اس پر لوگ بہت ہی حیران ہوئے۔"

۳۔ اردو رومن کیتھولک بائبل مطبوعہ ۱۹۵۰ء میں یوں مذکور ہے

"اور فورا وہ لڑکی اٹھی اور چلنے لگی کیونکہ وہ بارہ برس کی تھی تب وہ بہت حیران ہوئے۔"

۴۔ رومن کیتھولک بائبل مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں مذکور ہے۔

"لڑکی فوراً اٹھی اور چلنے پھرنے لگی کیونکہ وہ بارہ برس کی تھی تب لوگ نہایت ہی حیران ہوئے۔"

۵۔ عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۷۱ء میں یوں مذکور ہے

والوقت قامت الفتاة و مشت لانها بنت اثنتى عشرة سنة فبهتوا غاية البهت

۶۔ عربی بائبل مطبوعہ ۱۹۸۵ء میں یوں مذکور ہے

وللوقت قامت الصبية و مشت لانها كانت ابنة اثنتى عشرة سنة فبهتوا بهتا عظيما

۷۔ گڈ نیوز بائبل' نیو ریوائزڈ اسٹینڈرڈ ورشن' دی نیو کنگ جیمس ورشن' نیو انگلش بائبل' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' آتھورائزڈ ورشن' انگلش نیو

ٹسٹامنٹ ورشن ۱۹۷۳ء یروشلم اینڈ نیو یروشلیم بائبل میں بھی یہ جملہ (کیونکہ وہ بارہ برس کی تھی) بلا بریکٹ مذکور ہے۔

۸۔ لیکن ریوائزڈ اسٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ اسٹینڈرڈ ورشن (کیتھولک ایڈیشن فار انڈیا) کرسچین کمیونٹی بائبل' کیتھولک اور گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن میں یہ جملہ بریکٹ زدہ ہے۔

۹۔ اسی طرح نیو انٹرنیشنل ورشن میں بھی یہ جملہ بریکٹ زدہ ہے۔ نیز اس ورشن میں آیت نمبر۴۱ کا اکثر حصہ (اس نے لڑکی سے کہا کہ اٹھ کھڑی ہو) بریکٹ میں درج ہے۔ اس طرح گویا یہ معجزہ ہی مخدوش ہو رہا ہے۔

اب پادری صاحب فرمائیں کہ بریکٹ اور عدم بریکٹ کا کیا چکر ہے۔ کس نے چلایا' کب چلایا' کیوں چلایا؟ فرمائیے بریکٹ زدہ بائبلز معتبر اور غیر متبدل ہیں یا عدم بریکٹ والی؟ نیز نمبر۴۱ کا کیا معاملہ ہے؟ مکمل وضاحت فرما کر بائبل مقدس کی اصل پوزیشن واضح کی جائے۔

حوالہ

۱۔ بائبل انجیل مرقس مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۷ آیت ۱۱ بلا بریکٹ یوں مذکور ہے۔

"پر تم کہتے ہو اگر کوئی اپنے باپ یا ماں کو کہے کہ جو فائدہ مجھ سے تجھ کو پہنچتا تھا سو قربان یعنی ہدیہ ہوا"

۲۔ بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں یہ آیت اسی طرح مذکور چلی آ رہی ہے

۳۔ رومن کیتھولک اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۵۰ء ۱۹۵۸ء میں بھی یہ آیت اسی طرح بلا بریکٹ مذکور ہے۔

۴۔ عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۶۳ء میں یہ آیت یوں مذکور ہے: واما انتم تقولون ان احد قال لابیہ او امہ ان ما تستفیدہ منی انما ھو قربان

اي هدية

عربی بائبل ۱۹۸۵ء میں یوں ہے۔ واما انتم فتقولون ان قال انسان لابیہ او امہ قربان ای ھدیۃ ھو الذی تنتفع بہ منی

۵۔ آتھورائزڈ ورشن، انگلش نیو سٹامنٹ ۱۹۱۳ء میں مذکور ہے کہ "تو وہ آزاد ہوگا"

۶۔ بقیہ تمام بائبلز میں یہ جملہ بریکٹ میں مذکور ہے۔

۷۔ کرسچین کمیونٹی بائبل میں بلا بریکٹ یوں مذکور ہے کہ "وہ چیز ٹمپل (یعنی معبد) کی نذر ہو چکی"

اب فرمایئے کہ یہ اختلاف عبارت اور بریکٹ اور عدم بریکٹ کا کیا معاملہ ہے؟ کون سی عبارت درست ہے اور پھر کون سی بائبل اصل ہے۔ بریکٹ والی یا بلا بریکٹ والی؟ یہ بریکٹ کس نے لگائی، کب لگائی، کیوں لگائی؟ مکمل معقول وضاحت فرما کر بائبل کو غیر محرف ثابت کیجئے۔

حوالہ

۱۔ بائبل انجیل مرقس مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں باب ۷ آیت ۱۹ یوں درج ہے کہ

"اس لیے کہ وہ اس کے دل میں نہیں بلکہ پیٹ میں جاتی ہے اور پاخانے میں نکل جاتی ہے یوں سب کھانے کی نجاست چھٹ جاتی ہے۔"

۲۔ بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء، ۱۹۳۱ء میں یوں مذکور ہے بلکہ تاحال تمام اردو بائبلز میں یوں ہی مذکور ہے

"اس لیے کہ وہ اس کے دل میں نہیں، پیٹ میں جاتی ہے اور پاخانے میں نکل جاتی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے تمام کھانے کی چیزوں کو پاک ٹھہرا دیا۔"

۳۔ رومن کیتھولک بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں آخری جملہ بریکٹ میں "یوں کھانے کی سب چیزیں پاک ٹھہرا کر"

۴۔ رومن کیتھولک اردو مطبوعہ ۱۹۵۰ء میں یوں مذکور ہے بلا بریکٹ "یوں سب کھانے پاک ہیں۔"

۵۔ عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۶۳ء میں یہ جملہ یوں مذکور ہے۔ الذی ینقی جمیع الاطعمة یعنی جو تمام کھانوں کو پاک کر دیتا ہے۔

۶۔ عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۸۵ء میں یہ جملہ یوں مذکور ہے۔ وذالک یطهر کل الاطعمة اور یہ تمام کھانوں کو پاک کر دیتا ہے

۷۔ نیو کنگ جیمس ورشن' نیو ورلڈ ٹرانسلیشن' نیو انگلش بائبل' کرسچین کمیونٹی بائبل فار کیتھولک اور انگلش نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۷۲ء میں پوری آیت بلا بریکٹ مندرج ہے۔

۸۔ لیکن نیو امریکن بائبل' ریوائزڈ ایڈ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن' نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن فار کیتھولک' گڈ نیوز بائبل' نیو انٹر نیشنل ورشن' کلر ایڈیشن اور گڈ نیوز فار ماڈرن مین ایڈیشن میں یہ جملہ بریکٹ میں مندرج ہے۔

اب محترم پادری صاحبان فرمائیں کہ بریکٹ والی بائبلز الہامی ہیں یا بلا بریکٹ؟ نیز بتلائیں کہ یہ بریکٹ کس نے لگائی' کب لگائی' کیوں لگائی؟ آیا اس کے بغیر نیو ٹسٹامنٹ پیورٹر اور کامل نہ تھا؟ ہاں یہ بھی بتلاتے جائیں کہ مندرجہ بالا بائبلز میں تو صرف بریکٹ اور عدم بریکٹ کا معاملہ ہے مگر آتھورائزڈ ورشن' ریوائزڈ ورشن ۱۹۳۸ء اور نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء میں کھانے کی چیزوں یا کھانوں کا ذکر ہے مگر ان میں ALL MEATS کا ذکر ہے اور وہ بھی بلا بریکٹ۔ اب اس نئی الجھن کا بھی کوئی معقول حل پیش کریں کہ اس تبدیلی کا پس منظر کیا ہے؟

حوالہ نمبر ۴

(۱) بائبل کتاب اعمال مطبوعہ ۱۸۲۵ء باب ۲۰ آیت ۲۸ یوں مندرج ہے کہ۔

"پس اپنی اور اس سارے گلہ کی خبرداری کرو جس پر روح القدس نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا کہ خدا کی کلیسا کو جسے اس نے اپنے ہی لہو سے مول لیا' چراؤ۔"

(۲) بائبل اردو مطبوعہ ۱۸۹۹ء میں یوں مذکور ہے۔

"پس اپنی اور اس سارے گلے کی خبرداری کرو جس کا روح القدس نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا تاکہ خدا کے کلیسا کی گلہ بانی کرو جسے اس نے خاص اپنے خون سے مول لیا۔"

(۳) بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال میں اسی طرح مذکور ہے

(۴) رومن کیتھولک بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۸ء میں یہ آیت یوں مذکور ہے

"اپنی اور اس سارے گلے کی خبرداری کرو جس پر روح القدس نے تمہیں اساقیف یا اسقف ٹھہرایا کہ خدا کی کلیسیا کی جسے اس نے اپنے خون سے مول لیا' نگہبانی کرو۔"

(۵) عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۲۶ء لندن میں یہ آیت یوں مذکور ہے۔

فاحذروا ولجميع القطيع الذى جعلكم الروح القدس عليهم مناظرين لترعوا كنيسة الله التى اشتراها بدمه

(۶) اور عربی بائبل مطبوعہ ۱۹۸۵ء میں یوں مذکور ہے

احترزوا اذا لانفسكم ولجميع الرعية التى اقامكم الروح القدس فيها اساقفة لترعوا كنيسة الله التى اقتناها بدمه

اسی طرح کئی انگلش بائبلز میں لفظ (God) ہی مذکور ہے جیسے آتھورائزڈ

ورشن، کنگ نیوز کلر ایڈیشن، دی یروشلم بائبل، نیو امریکن بائبل وغیرہ۔

(۸) گڈ نیوز ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، گڈ نیوز بائبل، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن (کیتھولک ایڈیشن) نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کے متن میں لفظ گاڈ ہی مذکور ہے مگر حاشیہ میں لکھا ہے "کئی نسخوں میں گاڈ کی بجائے لارڈ کا لفظ مذکور ہے"

(۹) نیو کنگ جیمس ورشن کے حاشیہ میں Lord اینڈ God مذکور ہے۔

(۱۰) نیو انگلش بائبل کے متن میں لفظ Lord ہے مگر حاشیہ پر لکھا ہے کہ بعض نسخوں میں اس موقع پر لفظ God مندرج ہے۔

نوٹ: گویا یہ بائبلز دوسری کے برعکس ظاہر کرتی ہے۔

(۱۱) کریسباخ کہتا ہے کہ لفظ "خدا" غلط ہے، صحیح لفظ رب (Lord) ہے۔ (بحوالہ اظہار الحق ج ۲، ص ۳۳۲)۔

حوالہ نمبر ۵

(۱) بائبل کتاب مکاشفہ مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۸ آیت ۱۳ یوں مذکور ہے۔

"پھر جو میں نے نگاہ کی تو ایک فرشتے کو آسمان کے بیچ بیچ اڑتے ہوئے اور بڑی آواز سے یہ کہتے سنا کہ زمین کے رہنے والوں پر ان تین فرشتوں کے نرسنگے کی باقی آوازوں کے سبب جو پھونکنے پر ہیں۔ افسوس، افسوس، افسوس"

(۲) اردو بائبل مطبوعہ ۱۸۹۶ء میں بھی فرشتے کا لفظ مذکور ہے۔

(۳) اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء تا حال شائع اور اسی طرح رومن کیتھولک بائبل مطبوعہ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۹ء میں بجائے فرشتہ لفظ عقاب مذکور ہے۔

(۴) عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۶۳ء لندن میں یہ آیت یوں مذکور ہے:

ونظرت فسمعت ملكا طائرا فى وسط السماء يقول بصوت

عظیم الویل الویل الویل لسکان الارض من باقی اصوات ابواق الملائکة الثلاثة المزمعة علی المتبویق

ایسے ہی جدید ایڈیشن میں ملاکا طائرا کا ہی لفظ مذکور ہے۔

(۵) رومن کیتھولک بائبل مطبوعہ ۱۹۵۰ء، ۱۹۵۹ء میں یوں مذکور ہے۔

"پھر میں نے دیکھا تو آسمان کے بیچوں بیچ ایک عقاب کو اڑتے ہوئے بڑی آواز سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ زمین کے رہنے والوں پر ان تین فرشتوں کی باقی آوازوں کے سبب جو نرسنگا پھونکنے پر ہیں، افسوس، افسوس، افسوس۔"

یعنی بجائے فرشتہ کے عقاب کا لفظ مذکور ہے۔

(۶) فارسی ایڈیشن میں بھی عقاب کا لفظ درج ہے۔

(۷) آتھو رائزڈ ورشن اور نیو سٹامنٹ انگلش مطبوعہ ۱۹۳۲ء میں لفظ (Angel) یعنی فرشتہ مذکور ہے۔

(۸) نیو کنگ جیمس ورشن کے متن میں تو لفظ (Angel) مذکور ہے مگر حاشیہ پر لکھا ہے کہ بعض معتبر نسخوں میں (Eagle) درج ہے۔

تبصرہ: پادری صاحبان فرمائیں کہ کیا چکر ہے۔ کہیں فرشتہ اور کہیں عقاب کیا ایگل اور اینجل میں کوئی فرق نہیں ہے؟

حوالہ نمبر ۶

(۱) بائبل انجیل لوقا مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۳ آیت ۶ یوں درج ہے۔

"اور ہر ایک انسان خدا کی نجات دیکھے گا۔"

بائبل مطبوعہ ۱۸۹۶ء سے تاحال میں یوں مذکور ہے۔

"اور ہر ایک بشر خدا کی نجات دیکھے گا۔"

رومن کیتھولک بائبل مطبوعہ ۱۹۵۰ء میں بھی اسی طرح ہے۔

عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۴۳ء میں یوں مذکور ہے۔

وکل بشری یشاھد خلاص اللہ'

موجودہ نسخہ میں ہے ویبصر کل بشر خلاص اللہ

غرضیکہ تمام اناجیل میں اسی طرح مذکور ہے مگر جس جگہ سے یہ بات نقل کی گئی ہے' وہاں ایسا نہیں ہے چنانچہ انجیل لوقا کا پورا اقتباس یوں مذکور ہے کہ۔

جیسا کہ یشیاہ نبی کے کلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ خداوند کی راہ تیار کرو۔ اس کے راستے سیدھے بناؤ' ہر ایک گھاٹی بھر دی جائے گی اور ہر ایک پہاڑ اور ٹیلہ نیچا کیا جائے گا اور جو ٹیڑھا ہے سیدھا اور جو اونچا نیچا ہے' ہموار رستہ بنے گا اور ہر بشر خدا کی نجات دیکھے گا۔"

اب یہ اقتباس یسعیاہ سے لیا گیا ہے' وہاں یوں مذکور ہے:

"بیابان میں ایک منادی کرنے والے کی آواز' تم خداوند کی راہ درست کرو۔ صحرا میں ہمارے خدا کے لیے ایک سیدھی شاہراہ تیار کرو۔ ہر ایک نشیب اونچا کیا جائے گا اور ہر ایک ٹیڑھی چیز سیدھی اور ناہموار جگہیں ہموار کی جائیں گی اور خداوند کا جلال آشکار ہو گا اور سب بشر ایک ساتھ اسے دیکھیں گے کہ خداوند کے منہ نے یہ فرمایا ہے۔" (یسعیاہ ۴۰: ۳ تا ۵)

اب دونوں اقتباسات کا موازنہ کیجئے تو دونوں میں عدم موافقت واضح ہے بالفرض آخری جملہ جو انجیل میں ہے' "ہر بشر خدا کی نجات دیکھے گا" دیکھئے ایک جملہ ویسے ہی نکال دیا اور دوسرا بالکل اس کے غیر موافق ہے۔ لہذا بات واضح ہے کہ یا تو اصل عہد قدیم میں گڑبڑ ہو گئی یا اناجیل میں' تیسری کوئی صورت ممکن ہی نہیں۔ ایسے حوالہ جات مرہ نے دوسری جگہ بکثرت پیش کیے ہیں۔

حوالہ نمبر ۲

(ا) بائبل انجیل لوقا اردو مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۱۲ آیت ۲۵ یوں درج

ہے کہ:-

"چاہیے کہ تمہاری کمر بندھی رہے اور تمہارا دیا جلتا رہے۔"

(۲) بائبل اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء میں یوں مذکور ہے۔

"تمہاری کمریں (واحد کی بجائے جمع ہے) بندھی رہیں اور تمہارے چراغ جلتے رہیں۔"

(۳) بائبل مطبوعہ ۱۹۳۹ء تا حال میں اسی طرح مذکور ہے۔

(۴) بائبل رومن کیتھولک اردو مطبوعہ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۹ء میں یوں مذکور ہے کہ "کمربستہ رہو اور ہاتھ میں اپنے چراغ روشن رکھو۔"

(۵) عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۶۳ء لندن میں یہ آیت یوں مذکور ہے۔

فلتكن احقاءكم مشدودة و سرجكم موقودة

اور جدید میں ہے۔

لتكن احقاءكم ممنطقة و سرجكم موقدة

(۶) فارسی بائبل میں مثل رومن کیتھولک بائبل کے مذکور ہے۔

اسی طرح انگلش بائبلز میں مختلف الفاظ میں یہ آیت مذکور ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ تمام عبارات باہم متفرق ہیں۔ کسی میں واحد کا لفظ ہے کسی میں جمع مگر صحیح بات تو ایک ہی ہو سکتی ہے پھر یا تو جمع کی لفظ والی بائبل درست ہو گی یا واحد والی دونوں بیک وقت درست نہیں ہو سکتیں۔

ناظرین کرام ایسے چھوٹے چھوٹے فرق تو بے شمار ہیں جن کو بعض عیسائی محققین نے ۳۰ لاکھ تک پہنچا دیا ہے تو اب بھی اگر پادری حضرات اناجیل کو محرف اور تبدیل شدہ تسلیم نہ کریں تو اس سے بڑھ کر ناانصافی کہاں ہو گی؟

لا نسلم (میں نہ مانوں) کا تو علاج ہی نہیں۔ ہاں ہم اہل انصاف سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں وہ اس مذہبی متن کی پوزیشن ملاحظہ فرما کر اپنی عاقبت کی فکر کریں اور اس کو بالوب طور پر ایک طرف رکھ کر اس حیات و نور

کی طرف پیشی کریں کہ جس کا نور از ابتدا تا ہنوز یکساں اور مسلسل ضوفشانی کر رہا ہے اس کا ایک حرف یا لفظ بھی کمی بیشی یا بریکٹ بازی کا شکار نہیں ہوا۔ اس میں کوئی گھپلا اور شک و شبہہ بالکل نہیں۔ اور وہ سابقہ تمام مقدسین کا احترام ہی سکھاتا ہے۔ اللھم وفق عبادک للحق

عیسائیوں کا ایک فرقہ مارسیونیہ اور انجیل لوقا

یہ ایک عیسائی قدیم فرقہ ہے جو تمام کتب عہد عتیق کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ یہ الہامی نہیں اور عہد جدید میں سے بھی صرف انجیل لوقا اور پولوس کے ۱۰ خطوط کو تسلیم کرتا ہے' باقی سب کا انکار کرتا ہے۔ پھر اس فرقہ کی انجیل بھی مروجہ انجیل کے مخالف ہے جیسے کہ فرقہ ابیونی کی انجیل متی مروجہ متی سے مختلف ہے۔ اور اس فرقہ کے مخالفین خود اس فرقہ پر تحریف کا الزام لگاتے ہیں چنانچہ بل اپنی تاریخ میں اس فرقہ کے حالات میں لکھتا ہے کہ یہ فرقہ (مارسیونیہ) عہد عتیق کی کتابوں کا انکار کرتا تھا اور عہد جدید سے صرف انجیل لوقا کو مانتا تھا۔ پھر اس کے بھی دو پہلے ابواب کو نہیں مانتا' اسی طرح وہ پولوس کے صرف دس خطوط کو تسلیم کرتا ہے مگر اس کی بہت سی باتوں کو جو ان کے خلاف ہیں ان کو بھی یہ فرقہ رد کر دیتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ فرقہ صرف لوقا کے پہلے ابواب کا ہی منکر نہیں بلکہ ان کے متعلق لارڈنر اپنی تفسیر جلد ۸ میں لکھتا ہے کہ۔

> "لوقا کی انجیل کے وہ مقامات جن میں ان لوگوں نے تبدیلی کی یا حذف کیا۔ اول کے دو باب میں مسیح کا یحییٰ سے بپتسمہ لینے کا قصہ اور مسیح کا نسب نامہ' ابلیس کے ساتھ امتحان اور مسیح کے ہیکل میں داخل ہونے کا واقعہ' اور یشعیاہ کی کتاب کا پڑھنا باب ۴ میں۔
>
> اور باب ۱۱ کی آیات ۳۰' ۳۱' ۳۲' ۴۹' ۵۰' ۵۱ اور یہ لفظ کہ "سوائے یوحنا کے معجزہ کے" اور باب ۱۲ کی آیت ۶' ۸ تا ۲۰ اور باب ۱۳ کی آیت ۱ تا ۹ باب

۱۵ کی آیت ۱۱ تا ۳۲' باب ۱۸ کی آیت ۲۱' ۲۵ تا ۳۷ اور ۵۰' ۵۱۔ باب ۲۳ کی آیت ۳۳ اور باب ۲۳ کی آیت ۲۶ تا ۲۸۔ اسی نیس نے یہ تمام تفصیل لکھی ہے۔

اور ڈاکٹر ل کا قول ہے کہ انہوں نے باب ۳ کی آیت ۳۸' ۳۹ بھی نکال دی ہے۔"

ناظرین کرام یہ تمام امور قابل یقین ہیں کیونکہ جب مجھ جیسے ادنیٰ آدمی کے مطالعہ سے بالمشاہدہ سینکڑوں آیات کا ادخال و اخراج سامنے آ چکا ہے تو سابقہ ادوار میں اس سے مزید کا بھی احتمال بلکہ یقین ہو سکتا ہے۔ جب اناجیل میں مختلف لوگ اپنی مرضی کے مطابق آیات داخل کر رہے ہیں اور کوئی نکال رہے ہیں اور یہ دونوں قسم کی آیات اب بھی موجود ہیں تو پھر اس تاریخی روایت کا انکار کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

پھر یہ تو سرسری مطالعہ و تقابل ہے اگر انہی موجودہ اور مروجہ نسخوں کا گہری نظر سے مقابلہ کیا جائے تو ان تحقیقات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ جنہوں نے اناجیل کے اختلافات کو ۱۰ لاکھ تک پہنچایا ہے۔ اور پھر اس میں اب بھی ایسی آیات بکثرت ملتی ہیں کہ جن کے متعلق خود علمائے عیسائیت کہتے ہیں کہ یہ آیت فلاں شخص نے اپنے نظریے کی تائید میں شامل کی ہے اور یہ آیت فلاں نے بوجہ اپنے مخالف ہونے کے نکال دی ہے اور یہ آیت بوجہ تعارض آنے کے نکال دی گئی ہے' فلاں فرقے نے ایسی بائبل شائع کر دی ہے اور فلاں نے اسی قسم کی طبع کر ڈالی ہے تو جب یہ تمام حقائق سامنے اور طے شدہ ہیں تو پھر اناجیل کو غیر محرف کہنا کہاں کی معقولیت ہے؟ اتنے ہولناک گھپلوں کی موجودگی میں پادری حضرات کا اصرار کرنا اور لفظ تحریف سے چڑنا یا خفا ہونا کون سی عقلمندی اور دیانت داری ہے؟ نیز مغربی محققین نے نہایت دلچسپی' عقیدت اور بائبل کی ریسرچ کرنے کے بعد اس کی صحت و استناد سے مایوس ہو کر ان اداروں کو ہی موقوف کر دیا ہے۔ وہ لوگ اس کے صحیح متن کی فراہمی سے

اپنی عاجزی اور لاچاری کا اعلان کر چکے ہیں تو پھر ایسی غیر یقینی تحریرات پر اپنے نظریات استوار کرنا اور ان کی دعوت دینا' اس کی ترویج و اشاعت کے لیے بے پناہ سرمایہ لگا کر لاکھوں مشنری پادریوں کو اکناف عالم میں بھیجنا ضیاع زر و وقت نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اس کے برعکس اس نور ہدایت سے پہلو تہی کرنا کہ جس کا لمحہ اول سے تاہنوز غیر متبدل اور لازوال ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے' جس کا لفظ لفظ اور حرف حرف ایک حقیقت ہے' جس کو ہر مخالف نے آج تک ہر معیار اور کسوٹی پر پرکھ کر اپنی لاچاری کا ہی اعلان کیا ہے۔ جس کے کسی لفظ' حرف یا اس کے مفہوم کو آج تک چیلنج نہیں کیا جا سکا۔ جس کی خدمت اور نشر و اشاعت ہر قوم اور طبقہ انسانی کر رہا ہے جبکہ بائبل کے خادم صرف متعصب قسم کے اس کے پیروکار ہی ہیں لہٰذا ہم پرزور اور پرجوش انداز میں ہر فرد انسانی کو اس مینارہ نور کی طرف لپکنے کی دعوت دیتے ہیں تاکہ اس کا بھلا ہو۔ اللھم وفق کل بشر لان ینعش بالقرآن

تحریف بائبل کی مجموعی شہادت

لارڈنر اپنی تفسیر جلد سوم میں فرقہ مانی کیز کے حالات کے تحت آگسٹائن کے حوالہ سے فاسٹس کا قول نقل کرتا ہے جو کہ چوتھی صدی میں اس فرقہ کا سب سے بڑا عالم تھا۔ وہ کہتا ہے کہ۔

"فاسٹس کہتا ہے کہ میں ان چیزوں کا قطعی منکر ہوں جن کو تمہارے باپ دادا نے عہد جدید میں فریب کاری سے بڑھا لیا ہے اور اس کی حسین صورت کو بھونڈا بنا دیا ہے اس لیے کہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اس عہد جدید کو نہ مسیح نے تصنیف کیا ہے اور نہ حواریوں نے۔ ایک مجہول الاسم شخص اس کا مصنف ہے مگر حواریوں اور ان کے ساتھیوں کی جانب اس خوف سے منسوب کر دیا کہ .... لوگ اس کی تحریر کو اس لیے غیر معتبر قرار دیں گے کہ یہ شخص جن حالات کو لکھ رہا ہے' ان سے خود واقف نہیں اور عیسیٰ کے شاگردوں کو

سخت اذیت پہنچائی اس طور پر کہ ایسی کتابیں تالیف کیں جن میں غلطیاں اور تناقض پایا جاتا ہے۔" (بحوالہ اظہار الحق ج ۲ ص ۱۱۸)

آدم کلارک اپنی تفسیر میں لکھتا ہے کہ۔

"یہ طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے کہ بڑے لوگوں کی تاریخ اور حالات بیان کرنے والے بہت ہوتے ہیں یہی حال رب کا ہے یعنی ان کے حالات بیان کرنے والے بھی بے شمار ہیں مگر ان کے اکثر بیان غلط ہیں یہ بے بنیاد واقعات اس طرح لکھا کرتے تھے گویا وہ یقینی واقعات ہیں اور انہوں نے دوسرے حالات میں بھی عمداً" یا سہواً" غلطیاں کیں خاص پور اس سرزمین کے مورخ جہاں لوقا نے اپنی انجیل لکھی تھی۔ اس لیے روح القدس نے مناسب جانا کہ لوقا کو تمام حالات اور واقعات کا صحیح علم دے تاکہ دینداروں کو صحیح حال معلوم ہو سکے" (ج ۵ ص ۳۶ بحوالہ اظہار الحق ج ۲ ص ۱۱۹)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ انجیل لوقا سے قبل ایسی جھوٹی انجیلیں بکثرت پائی جاتی تھیں جن میں خلاف واقعہ حالات اور غلط باتیں درج تھیں۔ پھر اس کے الفاظ کہ "لکھا کرتے تھے" ان کے مولفین کی عام عادت اور عام رواج کا پتہ دے رہے ہے۔ پھر یہ کہنا کہ دوسرے حالات میں بھی عمداً" یا سہواً" غلطیاں کرتے تھے' ان کی عام بددیانتی کی دلیل ہے۔

قارئین کرام ! بائبل بالخصوص عہد جدید کا معاملہ انتہائی دردناک اور گھمبیر ہے' اس کے تمام رسائل اور ان کے مندرجات کسی بھی اصول دیانت اور معقولیت پر پورے نہیں اتر سکتے چنانچہ زمانہ قریب اور حال میں متعدد اجتماعی تحقیقات کا نتیجہ انتہائی مایوس کن اور افسوسناک سامنے آ چکا ہے جس کے اظہار کے لیے بعض کی رپورٹ یہ ہے کہ مروجہ اناجیل میں مسیح کی طرف منسوب اقوال کا ۸۲ فیصد غیر معتبر ہے اور بعض نے ویسے ہی ان کی بے شمار آیات کو الحاقی قرار دے کر متعدد بنیادی اور اہم مسائل و نظریات کا انکار کر دیا جیسے کہ آپ کو میرے اس موازنہ اور تقابل سے واضح ہو رہا ہے بعض

تحقیقاتی ادارے مدتوں مغزماری کرنے کے بعد ادارہ کو ہی برخاست کر بیٹھے کہ بائیبل کے صحیح متن کا حصول اور فراہمی ناممکنات سے ہے لہٰذا اس شعبہ میں کام کرنا محض ضیاع وقت ہے۔

پھر جیسے بے شمار آیات و الفاظ کا الحاق ہونا ثابت ہو چکا ہے اسی طرح عہد جدید کے عنوان سے متعدد رسائل و صحائف بھی گوشہ گمنامی میں جا چکے ہیں اور یہ موجودہ عہد جدید بھی صدیوں کی لے دے کے بعد معرض وجود میں آیا تھا لیکن اب بھی تمام عالم عیسائیت اس پر متفق نہیں۔ کوئی اس کی ترتیب مروجہ سے نالاں ہے تو کوئی اس کے اجزاء سے اور یہ بات بھی طے شدہ حقیقت ہے کہ عیسائیت کے عنوان سے سینکڑوں رسائل بنام اناجیل معرض وجود میں آئے تھے جن سے اب بھی کئی اکا دکا مل ہی جاتے ہیں مگر وہ مروجہ عہد جدید کا حصہ نہیں بن سکے حتیٰ کہ خود مسیح کے حواریوں کی طرف منسوب بے شمار ایسے رسائل کا پتہ ملتا ہے جو کہ کسی نہ کسی وقت اس امت میں مقدس سمجھے جاتے تھے اور اب انہیں بلا وجہ ہی خارج از مجموعہ کر دیا گیا ہے حالانکہ ان کے اثبات اور مروجہ رسائل کے اثبات میں ذرہ فرق نہیں ہے۔ وہ بھی محض اٹکل پچو سے مقدسین کی طرف منسوب تھے اور یہ بھی محض ظن و تخمین سے ہی ان کے ذمے لگا دیے گئے ورنہ علمی اصول پر ان کو بھی نامزد مصنفین کی تالیف ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ محض سینہ زوری اور بطور عقیدت کے ہی ان کے نام پر مشہور ہو چکی ہیں۔

اب ذیل میں بطور نمونہ ابتدائی مقدسین کی طرف منسوب مزید کئی رسائل کے نام سنئے چنانچہ اکسی ہومو اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۸۳ء لندن کے تتمہ کے بارہ میں کہتا ہے کہ۔

"یہ ان کتابوں کی فہرست ہے جن کی نسبت متقدمین عیسائی مشائخ نے یہ ذکر کیا ہے کہ یہ عیسیٰ یا ان کے حواریوں یا دوسرے مریدوں کی طرف منسوب ہیں۔

وہ کتب جو حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب ہیں' وہ سات ہیں۔

(۱) وہ خط جو اڈیسہ کے بادشاہ ایکرس کو بھیجا گیا (۲) وہ خط جو پولس اور پطرس کو بھیجا گیا (۳) کتاب التمثیلات والوعظ (۴) وہ زبور جس کی تعلیم آپ خفیہ طور پر اپنے مریدوں کو دیتے تھے (۵) کتاب الشعبدات والسحر (۶) کتاب مسقط راس المسیح والمریم و ظئرھا (۷) ان کا وہ رسالہ جو چھٹی صدی میں آسمان سے گرایا گیا۔

(وہ کتب جو مریم کی طرف منسوب ہیں۔

(۱) ان کا وہ خط جو سینسیلیان کو ارسال کیا گیا (۲) وہ خط جو اگناشس کو بھیجا گیا (۳) کتاب مسقط راس مریم (۴) کتاب مریم و ظئرھا (۵) تاریخ مریم اور ان کے اقوال (۶) کتاب معجزات المسیح (۷) کتاب السوالات الصغار والکبار (۸) کتاب نسل مریم والخاتم السلمانی۔

وہ کتب جو پطرس کی طرف منسوب ہیں' وہ کل ۱۱ ہیں۔

۱۔ انجیل پطرس' ۲۔ اعمال پطرس' ۳۔ مشاہدات پطرس اول و دوم' ۴۔ خط پطرس بنام حکیمنس' ۶۔ مباحثہ پطرس والی پین' ۷۔ تعلیم پطرس' ۸۔ وعظ پطرس' ۹۔ آداب صلوۃ پطرس' ۱۰۔ کتاب مسافرت پطرس' ۱۱۔ کتاب قیاس پطرس۔

یوحنا کی طرف منسوب کتب' ۹ عدد

(۱) اعمال یوحنا' (۲) انجیل یوحنا' (۳) مسافرت یوحنا' (۴) حدیث یوحنا' (۵) خط یوحنا بنام حیدر دیک' (۶) کتاب وفات مریم' (۷) تذکرہ مسیح اور ان کا سولی سے اترنا' (۸) مشاہدات یوحنا الثانیہ' (۹) آداب صلوۃ یوحنا۔

وہ کتب جو اندریاس حواری کے نام منسوب ہیں۔

(۱) انجیل اندریاس (۲) اعمال اندریاس

وہ کتب جو متی حواری کی طرف منسوب ہیں۔

(۱) انجیل طفولیت (۲) آداب صلوۃ متی

جو کتب جو فیلپس حواری کے نام منسوب ہیں۔

(۱) انجیل فیلپس (۲) اعمال فیلپس

بر تلمائی حواری کے نام منسوب کتاب۔

(۱) انجیل بر تلمائی

جو کتب توما حواری کے نام منسوب ہیں' وہ ۵ عدد ہیں۔

(۱) انجیل توما (۲) اعمال توما (۳) انجیل طفولیت مسیح (۴) مشاہدات توما (۵) کتاب مسافرت توما۔

جو کتب یعقوب حواری کی طرف منسوب ہیں' وہ تین ہیں۔

(۱) انجیل یعقوب (۲) آداب صلوۃ یعقوب (۳) کتاب وفات مریم۔

جو کتب متیاہ حواری کی طرف منسوب ہیں (یہ صاحب یہوداہ کی جگہ داخل کیا گیا تھا)

(۱) انجیل متیاہ (۲) حدیث متیاہ (۳) اعمال متیاہ

جو مرقس حواری کے نام منسوب ہیں' وہ تین ہیں۔

(۱) انجیل مصریین (۲) آداب صلوۃ مرقس (۳) پی شن برہاز۔

جو کتب برنباس حواری کی طرف منسوب ہیں۔

(۱) انجیل برنباس اور خط برنباس' کل ۲ عدد۔

جو کتاب تھیوڈوشن کی طرف منسوب ہے' وہ انجیل تھیوڈوشن ہے۔

جو کتب پولوس کی طرف منسوب ہیں' وہ کل ۱۵ ہیں۔

(۱) اعمال پولوس (۲) اعمال تھکلاء (۳) خط بنام لاوڈیقیس (۴) کرنتھیوں کے نام دوسرا خط (۵) کرنتھیوں کے نام تیسرا خط (۶) کرنتھیوں کا خط اور ان کی جانب سے اس کا جواب (۷) خط پولوس بنام سیکا اور سیکا کا جواب (۸) مشاہدات پولوس (۹) مشاہدات پولس دوم (۱۰) وزن پولس (۱۱) اناپی کس پولس (۱۲) انجیل پولوس (۱۳) وعظ پولوس (۱۴) کتاب رقیہ الحیات (۱۵) پیری سبت پطرس وپولس

یہ کل چوہتر (۷۴) کتب و رسائل ہوتے ہیں جو کہ ضخامت سے مروجہ عہد جدید سے ڈبل بلکہ اس سے بھی ضخیم ہیں ان کے علاوہ بھی کئی کتب و رسائل ہیں جن کا تذکرہ مزید ملاحظہ کتاب میں پہلے ہو چکا ہے جن کا تذکرہ مفسر ہارن وغیرہ کرتے ہیں۔ یہ تمام تفصیل اظہار الحق اردو ج ۲ ص ۱۱۲ تا ۱۱۵ سے لی گئی ہے۔

تحریف بائبل کا دوسرا پہلو

مندرجہ بالا حقائق کے بعد بندہ حقیر آپ کی توجہ ایک دوسرے پہلو کی طرف کرانا چاہتا ہے' وہ یہ کہ بقول مسٹر کڈلی عہد جدید میں' عہد قدیم کے ۸۵۰ حوالجات یا اقتباسات دیے گئے ہیں۔ (دیکھئے مطالعہ کتب مقدسہ ص ۱۴۳)

مگر جب آپ ان اقتباسات کا جائزہ لیں گے تو آپ پر ایک تعجب خیز حیرتناک حقیقت منکشف ہوگی کہ اکثر حوالجات بے موقع یا غلط دیے گئے ہیں۔ عہد قدیم میں الفاظ کچھ اور ہیں اور جدید میں کچھ ہیں۔ یا وہاں وہ عبارت کسی اور کے حق میں ہے اور یہاں اسے مسیح پر فٹ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نیز ایک اقتباس میں دو دو یا تین تین جگہ سے الفاظ لے کر ایک عبارت بنا دی گئی ہے۔

یہ اتنا فرق اس صورت میں بھی پایا جاتا ہے جبکہ بقول پادری خیر اللہ صاحب ۱۸۴۳ء میں بنارس کمیٹی نے عہد جدید کو عہد قدیم کے مطابق کرنے کے لیے نظرثانی کی تھی۔ (دیکھئے قاموس الکتاب ص ۴۲۹) تو جب نظرثانی کے بعد یہ کیفیت ہے تو اصل میں خدا ہی جانتے کہ کیا کیفیت ہوگی۔

بہرحال ذیل میں چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں ان کو ملاحظہ فرما کر پادری صاحبان سے دریافت کریں کہ بتلایئے عہد قدیم محرف اور بدلا ہوا ہے یا آپ کا عہد جدید؟

عہد جدید اور عہد قدیم کے الفاظ موازنہ

(۱) مسیح کی جائے پیدائش کے متعلق لکھا ہے کہ وہ یہودیہ کے بیت لحم میں ہونی چاہئے کیونکہ نبی کی معرفت لکھا ہے کہ:

"اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے، تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں کیونکہ تجھ سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا۔" (متی ۲: ۵ و ۶)

اب عہد قدیم کی عبارت ملاحظہ فرمایئے:

"لیکن اے بیت لحم افراتہ، اگرچہ تو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لیے چھوٹا ہے تو بھی تجھ سے ایک شخص نکلے گا اور میرے حضور اسرائیل کا حاکم ہو گا ...... اور وہ کھڑا ہو گا اور خداوند کی قدرت سے اور خداوند اپنے خدا کے نام کی بزرگی سے گلہ بانی کرے گا اور وہ قائم رہیں گے۔" (میکاہ ۵: ۲)

یہ حوالہ خود انہوں نے ریفرنس بائبل میں دیا ہے۔ آپ ان دونوں عبارتوں میں فرق دیکھ کر حقیقت کا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ دیگر اختلاف الفاظ کے علاوہ اس کے مرکزی الفاظ میں بالکل تضاد ہے کہ "چھوٹا ہے" کو "چھوٹا نہیں" کر لیا گیا ہے۔ اب بتلایئے کہ عہد قدیم محرف ہے یا عہد جدید؟ کیا بنارس کمیٹی نے اسی ردوبدل کا کاروبار کیا تھا؟ بتلایئے اس تحریف کے بل بوتے پر عہد قدیم سے مسیح کی پیشگوئیاں ثابت کرتے ہو؟ یا للعجب

(۲) مسیح کی پیدائش کے بعد مریم کے منگیتر یوسف کو خواب میں حکم ہوا کہ:

"اٹھ اور اس بچہ (مسیح) کو لے کر واپس چل وہ آکر ناصرہ نامی ایک شہر میں جا بسا تا کہ جو نبیوں کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو کہ وہ (مسیح) ناصری کہلائے گا۔" (متی ۲: ۲۳)

مگر یہ پیش گوئی عہد قدیم کے ۳۹ یا ۴۶ رسائل میں سے کسی بھی رسالہ اور صحیفہ میں موجود نہیں، لہٰذا یہ حوالہ بالکل بے بنیاد ہے یا عہد قدیم سے کچھ رسائل ضائع ہو چکے ہیں، چنانچہ بندہ نے ۲۵ ایسے رسائل کا وجود ثابت

کیا ہے جو کبھی بائبل میں موجود تھے مگر پھر ان کو مختلف اوقات میں خارج کر دیا گیا۔ بہرحال آپ کا ناصری لقب موجودہ بائبل میں ہرگز نہیں ہے۔

(۳) انجیل میں ہے:

"خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی خوشخبری کا شروع جیسا کہ یسعیاہ نبی کے صحیفے میں لکھا ہے کہ دیکھو میں اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیری راہ تیرے آگے تیار کرے گا۔" (مرقس ۱: ا۔ متی ۱۱: ج۔ لوقا ۱۰: ۲۷)

یہاں پہلا لفظ "خدا کے بیٹے" الحاقی ہے (دیکھئے ۱۹۳۱ء کا حاشیہ) نیز یسعیاہ نبی کے صحیفے میں ان الفاظ کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ اقتباس ساری بائبل میں کہیں نہیں، ہاں ملاکی میں ہے مگر وہ اس طرح ہے کہ: "دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے راہ درست کرے گا" (ملاکی ب ۳)

دونوں کالموں کو بغور مطالعہ فرما کر اندازہ لگائیے کہ روح القدس کے بھرپور راست باز پادری کتنی دلیری سے ناممکن کو ممکن بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دیکھیں انجیل مرقس کی ابتدائی تین سطروں میں تین غلط بیانیاں ہیں۔ تفصیل کے لیے انجیل مرقس ۱: ۱ پر تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) یہوداہ غدار کے متعلق لکھا ہے کہ:

"کیونکہ زبور میں لکھا ہے کہ اس (یہوداہ) کا گھر اجڑ جائے اور اس میں کوئی بسنے والا نہ رہے اور اس کا عہدہ دوسرا لے لے۔" (کتاب اعمال ۱: ۲۰)

یہ اقتباس بلا تمیز دو جگہ سے لیا گیا ہے۔ پہلے دو جملے زبور ۶۹: ۲۵ سے لیے گئے۔ وہاں داؤد اپنے مخالفوں کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ "ان کا مسکن اجڑ جائے، ان کے خیموں میں کوئی نہ بسے۔" اس سے پہلے آیت ۲۴ میں ہے:

"اپنا غضب ان پر انڈیل دے اور تیرا قہر شدید ان پر آ پڑے۔"

اس اقتباس کا تیسرا جملہ زبور ۱۰۹: ۸ سے لے کر یہاں جوڑ دیا گیا ہے۔ وہاں یہ ہے: "اس کی عمر کوتاہ ہو جائے اور اس کا منصب کوئی دوسرا لے

لے۔" (اعمال ۱: ۲۰)

مسیحی پادری اس عبارت کو یہوداہ اسکریوتی (جس نے تیس روپے رشوت لے کر مسیح کو گرفتار کروایا تھا) پر فٹ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں مگر آپ ملاحظہ کریں کہ یہ دونوں اقتباس کسی بھی صورت میں متعلق نہیں۔ زبوروں کی عبارت داؤد کے کسی دشمن کے متعلق ہے۔ مگر کتاب اعمال میں اس کو کھینچ تان کر مسیح پر فٹ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ اب مسیحی پادری صاحبان فرمائیں کہ آیا عہد قدیم میں ردو بدل ہے یا عہد جدید میں؟ نیز یہ ردو بدل (تحریف) کس نے کب اور کیوں کیا؟ اور کس لیے کیا؟ نیز یہ کتب محرف اور مشکوک ثابت ہو رہی ہیں تو ان سے کسی عقیدہ یا نظریہ پر استدلال کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

(۵) کرنتھیوں اول ۲: ۹ میں ہے:

"بلکہ جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہوا کہ جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں نہ آدمی کے دل میں آئیں' وہ سب خدا نے اپنے محبت رکھنے والوں کے لیے تیار کر دیں۔"

عہد قدیم کی جس جگہ کا حوالہ دیا ہے' وہاں لکھا ہے کہ:

"کیونکہ ابتدا ہی سے نہ کسی نے سنا' نہ کسی کے کان تک پہنچا اور نہ آنکھوں نے تیرے سوا ایسے خدا کو دیکھا جو اپنے انتظار کرنے والوں کے لیے کچھ کر دکھائے۔" (یسعیاہ ۶۴: ۴)

پادری صاحبان مسیح کی صداقت کی قسم کھا کر فرمائیں کہ کیا یہ اقتباس درست ہے؟ جناب من یہاں تو ایک عام آدمی بھی کہہ اٹھے گا کہ دونوں اقتباسات میں نہ لفظی مطابقت اور نہ معنوی بلکہ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ انجیل لکھنے والے نے محض سینہ زوری کا مظاہرہ کیا ہے۔

عیسائی مصنفین یہاں تحریف کا اعتراف کرتے ہیں۔ لیکن تحریف کی

نسبت کتاب مسعود کی طرف کرتے ہیں تا کہ ان کے عہد جدید پر حرف نہ آئے۔ (دیکھئے بائبل سے قرآن تک' ص ۴۰۸' ج ۱)

ایک عجیب بات

ایک عجیب بات یہ ہے کہ پچھلی صدی کے بعض پادری جو کہ دنیوی لالچ میں پھنس کر اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئے تھے' ان میں بعض اپنی وجہ ارتداد یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں مطالعہ انجیل سے بہت اطمینان و سکون حاصل ہوا جو کہ قرآن و حدیث میں نہیں تھا۔ مگر ان کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ جو کتب محرف و مبدل ہیں' ان سے کیسے صحت اعتقاد و سکون قلب میسر آ سکتا ہے۔

(۶) مسیح کو گرفتار کر کے صلیب دینے والوں کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"قوموں نے کیوں دھوم مچائی اور امتوں نے کیوں باطل خیال کیے؟ خداوند اور اس کے مسیح کی مخالفت کو زمین کے بادشاہ اٹھ کھڑے ہوئے اور سردار جمع ہو گئے۔" (اعمال ۴: ۲۵ و ۲۶)

زبور ۲: ۱ تا ۳ میں لکھا ہے کہ:

"قومیں کس لیے طیش میں ہیں اور لوگ کیوں باطل خیال باندھتے ہیں۔ خداوند اور اس کے مسیح کے خلاف زمین کے بادشاہ صف آرائی کر کے اور حاکم آپس میں مشورہ کر کے کہتے ہیں آؤ' ہم ان کے بندھن توڑ ڈالیں اور ان کی رسیاں اپنے اوپر سے اتار پھینکیں۔"

دونوں عبارتوں کو ملاحظہ فرمایئے۔ کیا ان دونوں میں کوئی مطابقت ہے سوائے لفظ مسیح کے؟ حالانکہ یہ لقب خدا کی طرف سے منتخب ہر سردار اور بادشاہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں زبور میں بھی حضرت داؤد کے لیے ہے۔ لہٰذا اعمال کے مصنف کا اس کو مسیح کی صلیب کی پیش گوئی بنانا ایک بے

جوڑ کی بات ہے۔

(۷) حضرت مسیحؑ کے مصلوب ہونے کے متعلق لکھا ہے کہ:

"لوگ اسے بھیڑ کی طرح ذبح کرنے کے لیے لے گئے جس طرح برہ اپنے بال کترنے والے کے سامنے بے زبان ہوتا ہے' اس طرح وہ اپنا منہ نہیں کھولتا۔ اس کی پست حالی میں اس کا انصاف نہ ہوا۔ اور کون اس کی نسل کا حال بیان کرے گا۔ کیونکہ زمین پر سے اس کی زندگی مٹائی جاتی ہے۔" (اعمال ۸: ۳۲ و ۳۳)

جس مقام کا حوالہ دیا گیا ہے' وہاں یوں لکھا ہے کہ:

"وہ ستایا گیا تو بھی اس نے برداشت کی اور منہ نہ کھولا جس طرح برہ جسے ذبح کرنے کو لے جاتے ہیں اور جس طرح بھیڑ اپنے بال کترنے والے کے سامنے بے زبان ہے' اسی طرح وہ خاموش رہا۔ وہ ظلم کر کے اسے لے گئے پر اس کے زمانے کے لوگوں میں سے کس نے خیال کیا کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا۔ میرے لوگوں کی خطاؤں کے سبب سے اس پر مار پڑی۔ اس کی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی۔" (یسعیاہ ۵۳: ۷ و ۸)

اسے یہ اقتباس مسیحؑ کے حق میں پیش گوئی قرار دے کر اسے صبر و برداشت والا اور منہ نہ کھولنے والا مظلوم برہ قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بات سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔ انجیل متی ۲۷: ۴۶ میں لکھا ہے کہ:

"اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی' ایلی لما شبقتنی یعنی اے میرے خدا' اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔"

بتلایئے کیا یہ آہ و فغاں صبر و برداشت کا مظاہرہ ہے؟ کیا یہ منہ کھولے بغیر ہی اظہار ہو گیا؟

ایسے ہی مرقس ۱۵: ۳۴ اور لوقا ۲۳: ۴۶ میں ہے' بلکہ اس سے بھی سنگین۔

۱۔ یہ جملہ کہ "کون اس کی نسل کا حال بیان کرے گا" کتاب اعمال میں نقل نہیں کیا گیا۔

۲۔ یسعیاہ کا آخری جملہ کہ "اس کی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی۔" یہ بھی مسیح پر فٹ نہیں کیونکہ اس کی قبر ازروئے انجیل الگ تھلگ تھی۔ الغرض یسعیاہ کے اس اقتباس کو مسیح کے واقعہ صلیب کے ساتھ کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ پھر دونوں کتابوں کی عبارات کے اختلاف الفاظ کے متعلق فرمائیے کہ محرف کون سی کتاب ہے؟ کیا یسعیاہ محرف ہو گئی یا کتاب اعمال؟ آخر ایک کو تو لازماً محرف ماننا پڑے گا۔

پادری ٹی واکر نے بھی تفسیر کتاب اعمال ص ۱۵۱ پر لکھا ہے کہ ان الفاظ کی ترتیب سپواجنٹ (سترون) کے ترجمہ میں عبرانی اصل سے مختلف ہے۔

(۸) ایک علاقہ میں جب پولس اور برنباس کی تقریر و دعوت پر لوگ ان کی مخالفت کرنے لگے تو وہ دونوں بولے کہ چونکہ تم نے خدا کا کلام رد کر دیا ہے تو ہم غیر قوموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کیونکہ خداوند نے ہمیں حکم دیا ہے کہ:

"میں نے تجھ کو غیر قوموں کے لیے نور مقرر کیا کہ تو زمین کی انتہا تک نجات کا باعث ہو۔" (اعمال ۱۳: ۴۶ تا ۴۷)

کتاب یسعیاہ جس کا حوالہ دیا گیا ہے' وہاں مطلق قوم اسرائیل کا ذکر ہے' کسی مخصوص فرد کا نہیں۔ وہاں لکھا ہے کہ:

"چونکہ میں خداوند کی نظر میں جلیل القدر ہوں اور وہ میری توانائی ہے' اس لیے وہ جس نے مجھے رحم ہی سے بنایا تاکہ اس کا خادم (نہ کہ بیٹا۔ ناقل) ہو کر یعقوب کو اس کے پاس واپس لاؤں اور اسرائیل کو اس کے پاس جمع کروں' یوں فرماتا ہے' ہاں خداوند فرماتا ہے کہ یہ تو ہلکی سی بات ہے کہ تو یعقوب کے قبائل کو برپا کرنے اور محفوظ اسرائیلیوں کو واپس لانے کے لیے میرا خادم ہو بلکہ میں تجھ کو قوموں کے لیے نور بناؤں گا کہ تجھ سے میری نجات زمین کے کناروں

تک پہنچے۔" (یسعیاہ ۴۹: ۵ و ۶)

دیکھئے یہاں مطلق قوم اسرائیل کا تذکرہ ہے کہ خدا اس کو بحال کرے گا اور دنیا کے لیے اسے نمونہ بنائے گا۔ یہاں مسیح کا اشارہ تک نہیں۔ کیونکہ وہ تمہارے ہاں خدا کا بیٹا ہے نہ کہ خادم' یہاں تو اسرائیلی قوم کو خطاب ہے کہ تمہیں قوموں کے لیے نور بناؤں گا اور تجھ سے میری نجات زمین کے کناروں تک پہنچے۔

زمین سے مراد صرف علاقہ فلسطین ہے نہ کہ تمام دنیا۔ (ملاحظہ ہو مرقس ۱۵: ۳۳۔ لوقا ۲۳: ۴۴ و ۴۵ نسخہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۳۱ء کا حاشیہ) کہ ملک کی جگہ دوسری قراءت ساری زمین ہے۔ گویا فلسطین کے ملک ہی کو ساری زمین کہا گیا ہے نہ کہ تمام عالم کو۔

(۹) ایک موقعہ پر یعقوب حواری کہنے لگا کہ اے بھائیو! شمعون نے بیان کیا ہے کہ خدا نے پہلے پہل غیر قوموں پر کس طرح توجہ کی کہ ان میں سے اپنے نام کی امت بنائے یعنی غیر اسرائیل سے بھی لوگ مسیحیت قبول کرلیں۔ ورنہ سابقہ نبیوں کا کلام بھی یہ پیش گوئی کرتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

"ان باتوں کے بعد میں پھر آ کر داؤد کے گرے ہوئے خیمے کو اٹھاؤں گا اور اس کے پھٹے ٹوٹے کی مرمت کر کے اسے کھڑا کروں گا تاکہ باقی آدمی یعنی سب قومیں جو میرے نام کی کہلاتی ہیں' خداوند کو تلاش کریں۔ یہ وہی خداوند فرماتا ہے جو دنیا کے شروع سے ان باتوں کی خبر دیتا چلا آیا ہے۔" (اعمال ۱۵: ۱۴ تا ۱۸)

عہد قدیم کے مقام حوالہ میں لکھا ہے کہ:

"دیکھو خداوند خدا کی آنکھیں اس گنہگار مملکت پر لگی ہوئی ہیں۔ خداوند فرماتا ہے کہ میں اسے روئے زمین سے نیست و نابود کروں گا مگر یعقوب (اسرائیل) کے گھرانے کو بالکل نابود نہ کروں گا کیونکہ دیکھو میں حکم کروں گا

اور بنی اسرائیل کو سب قوموں میں جیسے چھلنی سے چھانتے ہیں۔ چھانوں گا اور ایک دانہ بھی زمین پر گرنے نہ پائے گا۔ میری امت کے سب مجرم لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم پر نہ پیچھے سے آفت آئے گی اور نہ آگے سے' تلوار سے مارے جائیں گے۔ میں اس روز داؤد کے گرے ہوئے مسکن کو کھڑا کر کے اس کے رخنوں کو بند کروں گا اور اس کے کھنڈر کی مرمت کر کے اسے پہلے کی طرح تعمیر کروں گا تاکہ وہ ادوم (یہ حضرت اسحاق کے دوسرے صاحبزادے عیسو کی اولاد سے ہیں) کے بقیہ اور ان سب قوموں پر جو میرے نام سے کہلاتی ہیں (یعنی یہودیوں کے تمام قبیلے) قابض ہوں۔ اس کو وقوع میں لانے والا خداوند فرماتا ہے کہ دیکھو وہ دن آتے ہیں کہ جوتنے والا کاٹنے والے کو اور اور انگور کچلنے والا بونے والے کو جا لے گا اور پہاڑوں سے نئی مے ٹپکے گی۔" (عاموس ۹: ۸ تا ۱۳)

ملاحظہ فرمائیں کہ کتاب اعمال کے الفاظ کو عاموس کے الفاظ سے دور کا بھی واسطہ ہے؟ عاموس میں تو صرف بنی اسرائیل کو بحال کرنے اور سرفراز کرنے کا تذکرہ ہے اس کو پولس وغیرہ کی غیر قوموں کو تبلیغ کرنے سے کیا واسطہ ہے؟ ایسی ہی شاہی کو خدا کا لا تبدیل (قرآن کریم) کلام کہتا ہے کہ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ دونوں اقتباسات کے الفاظ بھی آپس میں نہیں ملتے' مفہوم تو دور کی بات ہے۔

اب دیسی پادری صاحبان بتلائیں کہ کیا کتاب اعمال میں تحریف اور تبدیلی کی گئی ہے یا عاموس میں؟ یہ تبدیلی کس نے کی' کب اور کیوں کی؟ کیا پادری صاحبان جواب دیں گے؟ یاد رہے کہ جب تک پادری صاحبان اپنی کتاب کو غیر محرف ثابت نہ کرلیں' اس کا حوالہ دینے کے مجاز نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اس سے کوئی نظریہ پیش کر سکتے ہیں۔

(۴) اپنا عقیدہ کفارہ اور صلیب مسیح ثابت کرنے کے لیے تحریف کا ایک عجیب شاہکار دیکھیں۔ عبرانیوں ۱۰: ۵ تا ۷ میں لکھا ہے کہ سابقہ قربانیاں موقوف کر کے صرف مسیح کی صلیبی قربانی سے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا' اس

لیے وہ دنیا میں آتے وقت کہتا ہے:

"تو نے قربانی اور نذر کو پسند نہ کیا بلکہ میرے لیے ایک بدن تیار کیا۔ پوری سوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں سے تو خوش نہ ہوا" اس وقت میں نے کہا کہ دیکھ میں آیا ہوں۔ کتاب کے ورقوں میں میری نسبت لکھا ہے کہ اے خدا تیری مرضی پوری کروں۔"

یہ اقتباس زبور ۴۰ : ۶ تا ۸ سے لیا گیا ہے مگر وہاں یوں لکھا ہے کہ حضرت داؤد کہتے ہیں کہ:

"قربانی اور نذر کو تو پسند نہیں کرتا" تو نے میرے کان کھول دیے۔ سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی تو نے طلب نہیں کی۔ تب میں نے کہا دیکھ میں آیا ہوں۔ کتاب کے طومار میں میری بابت لکھا ہے: اے میرے خدا میری خوشی تیری مرضی پوری کرنے میں ہے بلکہ تیری شریعت میرے دل میں ہے۔"

ملاحظہ فرمائیں کہ جناب پولوس نے کس ہوشیاری سے اپنا گھڑا ہوا عقیدہ کفارہ صحیح ثابت کرنے کے لیے زبور مقدس کے حوالے میں تحریف کی کہ بجائے "میرے کان کھول دیے" لکھ دیا کہ "تو نے میرے لیے بدن تیار کیا" کیا اس سے بڑھ کر بھی ظلم ممکن ہے؟ یہ عبارت عیسائیوں کے عقیدہ صلیب اور کفارہ کی بنیاد ہے جو سراسر تحریف اور دھوکے پر مبنی ہے۔ اس کے بعد اس عقیدہ کی سچائی یا جھوٹ کے پرکھنے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ ان شاء اللہ اس مسئلہ پر ایک الگ رسالہ شائع کیا جائے گا جس میں تمام حقیقت واضح ہو جائے گی۔ یہ مقدس پولوس کے متعلق (دیکھئے رومیوں ۳ : ۷ و کرنتھ اول ۹ : ۲۰) نیز آخری جملہ مسیحیت کے سراسر منافی ہے۔

نوٹ: پادری جے علی بخش نے اپنی تفسیر زبور میں اس مقام پر یہی جملہ "تو نے میرے کان کھول دیے" ذکر کرکے تفسیر کی ہے مگر عبرانیوں ۸ : ۵ والی کارستانی کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔ (ملاحظہ ہو تفسیر ص ۱۰۸)

پادری صاحبان بتلائیں کہ کیا زبور شریف میں تحریف ہوئی ہے یا عہد

جدید کے رسالہ عبرانیوں میں؟ پھر یہ تحریف کرنے والا کون ہے' اس نے کب اور کیوں تحریف کی؟ ان اقتباسات کے آخر کو بھی دیکھئے کہ زبور کی عبارت یہ ہے کہ:

"اے میرے خدا میری خوشی تیری مرضی پوری کرنے میں ہے بلکہ تیری شریعت میرے دل میں ہے"

مگر عبرانیوں میں آخری جملہ چھوڑ دیا گیا۔ کیونکہ یہ شریعت توراۃ کی عظمت بیان کرتا ہے اور جناب پولوس اس کا دشمن اور مخالف ہے۔ یہ ہے میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو۔

(۱۱) جناب پولوس آمد مسیح کے بارے میں صبر و استقامت کی نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"اور اب بہت ہی تھوڑی مدت باقی ہے کہ آنے والا آئے گا اور دیر نہ کرے گا' اور میرا راست باز بندہ ایمان سے جیتا رہے گا وہ ہٹے گا تو میرا دل اس سے خوش نہ ہو گا۔" (عبرانیوں ۱۰: ۳۷ و ۳۸)

مگر حوالہ کے مقام پر لکھا ہے کہ:

"حبقوق کی رویا: تب خداوند نے مجھے جواب دیا اور فرمایا کہ رویا کو تختیوں پر ایسی صفائی سے لکھ کہ لوگ دوڑتے ہوئے بھی پڑھ سکیں۔ کیونکہ یہ رویا ایک مقرر وقت کے لیے ہے یہ جلد وقوع میں آئے گی اور خطا نہ کرے گی۔ اگرچہ اس میں دیر ہو تو بھی اس کا منتظر رہ۔ کیونکہ یہ یقیناً وقوع میں آئے گی۔ تاخیر نہ کرے گی' دیکھ متکبر آدمی کا دل راست نہیں ہے' لیکن صادق اپنے ایمان سے زندہ رہے گا۔ بے شک متکبر آدمی سے کی طرح دغا باز ہے وہ اپنے گھر میں نہیں رہتا۔" (حبقوق ۲: ۲ تا ۵)

عبرانیوں کے اقتباس میں جناب پولس مسیح کی آمد کے متعلق عیسائیوں کو تسلی دے رہا ہے کہ وہ مسیح جس نے وعدہ کیا تھا کہ تم ابھی اسرائیل کے سارے شہر نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آ جائے گا (متی ۱۰: ۲۳) اور جس نے

فرمایا کہ اس نسل کے ختم ہونے سے پیشتر قیامت آجائے گی (متی ۲۴: ۳۴۔ مرقس ۱۳: ۳۰۔ لوقا ۲۱: ۳۲) فکر نہ کرو، گھبراؤ نہیں، مسیح آیا سو آیا۔

ابتدائی عیسائیوں کا یہ ایک عقیدہ تھا جس کو جناب پولوس نے بھی اپنے خطوط میں بڑی وضاحت سے بار بار بیان کیا مگر آج ۲ ہزار سال گزرنے والے ہیں کہ آمد مسیح کا دور دور تک کوئی نشان نہیں ہے۔

اس موقعہ پر پولوس نے اپنے اس نظریہ کی تائید کتاب حبقوق کے مندرجہ بالا اقتباس سے کر رہا ہے، مگر وہاں تو اس کے اس نظریہ کا اشارہ کنایہ تک نہیں ہے۔ وہاں تو حبقوق کے ایک خواب کا ذکر ہے اور بس۔ حضرات موجہ عہد جدید کے مصنفین اسی طرح محض سینہ زوری سے مسیح کے متعلق پیش گوئیاں ثابت کرتے رہتے ہیں۔ مگر جس ذات اقدس خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں واضح طور پر بائبل میں قدم قدم پر تحریر ہیں ان میں قسم قسم کی ہیرا پھیری اور وسوسے ڈال کر ٹالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ گویا غیر ثابت کو ثابت اور ثابت کو غیر ثابت کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت نصیب کرے اور خدا کے آخری اور لا تبدیل کلام قرآن مجید کے نور میں چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

(۱۲) جناب پولوس مقدس بد کردار لوگوں سے علیحدگی کی نصیحت کرتے ہوئے یسعیاہ ۵۲: ۱۱ کے حوالے سے کہتا ہے:

"اس واسطے خدا فرماتا ہے کہ ان میں سے نکل کر علیحدہ رہو اور ناپاک چیزوں کو نہ چھوؤ تو میں تم کو قبول کر لوں گا اور تمہارا باپ ہوں گا اور تم میرے بیٹے بیٹیاں ہو گے۔" (کرنتھ دوم ۶: ۱۷ و ۱۸)

مگر یسعیاہ کے اس مقام پر یوں لکھا ہے کہ:

"اے خداوند کے ظروف اٹھانے والو۔ روانہ ہو، وہاں سے چلے جاؤ، ناپاک چیزوں کو ہاتھ نہ لگاؤ، اس کے درمیان سے نکل جاؤ اور پاک رہو۔" (یسعیاہ ۵۲: ۱۱)

دونوں اقتباسات کے الفاظ اور مفہوم کا فرق واضح ہے۔ اب بتلایا جائے کہ یہ فرق کیوں واقع ہوا ہے۔ جبکہ کسی کتاب کا اقتباس لینے میں الفاظ کی پابندی لازمی ہے۔ یہ دیانت داری کا تقاضا ہے۔ ہاں صرف مفہوم کا حوالہ ہو تو الگ بات ہے' مگر بصورت اقتباس الفاظ میں تبدیلی بد دیانتی ہے۔ لہذا پادری صاحبان فرمائیں کہ کیا عہد قدیم میں تحریف کی گئی ہے یا عہد جدید میں۔ پھر یہ تحریف کرنے والا کون ہے؟ اس نے کب اور کیوں تحریف کی؟ وضاحت فرمایئے' ورنہ اناجیل کو الہامی اور غیر محرف ہرگز نہ کہو۔

پہلی تجویز: لہذا آیئے خدا کی اس لاریب دائمی کتاب کی طرف جس کا ایک ایک لفظ اور حرف روز اول سے لے کر آج تک محفوظ ہے۔ امتحان کرنے والو' آؤ۔ تمام سطح ارضی سے جہاں سے چاہو قرآن مجید لے آؤ' یا کسی بھی علاقے کا کوئی حافظ لے آؤ اور موازنہ کر کے دیکھو ذرا کسی لفظ' حرف یا زیر زبر کا فرق ہے؟

دوسری تجویز: جاؤ تمام دنیا سے چھان پھٹک کر ہماری تفسیر و حدیث اور فقہ کی تمام کتب اکٹھی کر لو۔ پھر ان میں سے قرآنی آیات نکال کر اکٹھی کر لو اور دیکھو کہ کیا کوئی آیت موجودہ قرآن سے باہر تو نہیں؟

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ و ادعوا شہداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین ○ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس و الحجارہ اعدت للکافرین ○ (البقرہ آیت ۲۳ و ۲۴)

مندرجہ بالا نقشل کے حوالجات کے علاوہ ذیل میں کچھ مزید اس طرح کے حوالجات بھی ملاحظہ فرمایئے:

متی ۲: ۱۵	بحوالہ ہوسیع ۱۱: ۱
متی ۲: ۳	سموئیل اول ۲۱: ۱
متی ۲: ۱۸	بحوالہ یرمیاہ ۳۱: ۱۵

رومیوں ۳: ۱۰ تا ۱۲	بحوالہ زبور ۱۴: ۱ تا ۳ و زبور ۵۳: ۱ تا ۴
متی ۶: ۱۵ و ۱۶	بحوالہ یسعیاہ ۹: ۱ و ۲
اعمال ۱۹ تا ۲۲	بحوالہ زبور ۲۲: ۱۸
رومیوں ۳: ۴	بحوالہ زبور ۵۱: ۴
رومیوں ۴: ۷	بحوالہ زبور ۳۲: ۱ و ۲
قلبی ۲: ۱۰	بحوالہ زبور ۴۵: ۲۳

اس کے علاوہ بھی بکثرت ایسے حوالجات موجود ہیں۔ جن میں باہمی اختلافات واضح ہیں۔

اناجیل کے باہمی تضادات

ا فلا یتدبرون القرآن و لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ○ (۴: ۸۲)

کیا یہ (منکرین) قرآن مجید میں غور نہیں کرتے۔ اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔ مگر چونکہ یہ قرآن یقیناً منزل من اللہ ہے' اس لیے اس میں اناجیل کی طرح کہیں کوئی تضاد و تخالف نہیں ہے۔

اناجیل کے لوغلی یا اخراج' بریکٹ بازی' اور عہد قدیم کے مخالف ہونے کے علاوہ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہ معاملہ یہیں نہیں رکتا بلکہ یہ اناجیل ایک دوسرے کے بھی مخالف ہیں۔ ایک میں ایک بات درج ہے تو دوسری میں اس کے خلاف دوسری بات کا تذکرہ ہے' لہذا پادری صاحبان بتلائیں کہ جب اناجیل الہامی ہیں اور روح القدس کی تائید اور الہام سے لکھی گئی ہیں تو ان میں اتنا باہمی تضاد اور مخالفت کیوں ہے؟ خصوصاً" جبکہ متی' لوقا' انجیل مرقس سے ماخوذ ہے تو پھر ماخوذ اور ماخوذ منہ میں اختلاف کیوں؟ نیز تم لوگ الحاقی اور مشکوک آیات کے متعلق کہتے ہو کہ ان آیات کے ہونے نہ

ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا؟ ہدایت و ایمان ان پر موقوف نہیں تو بتلایئے کہ ہر انجیل میں دوسری سے مختلف باتیں ذکر کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ کیا آپ کا ایمان اس سے بھی بڑھتا ہے؟

ذیل میں بطور نمونہ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ متی ۴ : ۱۱ میں لکھا ہے کہ: "آزمائش کے بعد ابلیس اس کے پاس سے چلا گیا اور فرشتے آکر خدمت کرنے لگے۔"

لیکن لوقا میں ۴ : ۲۸ میں ہے کہ: "ابلیس کچھ عرصہ کے لیے چلا گیا" معلوم ہوا مستقل نہیں گیا بلکہ ابھی پھر آئے گا۔ یہ دونوں حوالے آپس میں مختلف ہیں۔

۲۔ متی ۸ : ۲۸ میں لکھا ہے کہ: "گدرینیوں کے علاقہ میں دو شخص بد روحوں والے قبروں سے نکل کر اسے ملے۔"

مگر مرقس ۵ : ۱ اور لوقا ۸ : ۲۷ میں ہے کہ صرف ایک آدمی ملا۔ وجہ فرق واضح کریں۔

۳۔ متی ۹ : ۱۸ میں ہے کہ ایک سردار نے آکر اسے سجدہ کیا اور کہا کہ میری لڑکی ابھی مری ہے' آپ اس پر ہاتھ رکھ کر زندہ کر دیں۔

مگر مرقس ۵ : ۲۳ و لوقا ۸ : ۴۲ میں ہے کہ وہ مرنے کو ہے۔ (یعنی مری نہیں) بتلائیں کہ روح القدس نے سب کو ایک ہی بات کیوں نہ بتائی؟ بتلائیں کہ صحیح بات کون سی ہے؟ دونوں کا بیک وقت صحیح ہونا تو محال ہے۔

نیز جبکہ مرقس پہلے لکھی گئی اور اس سے اخذ کر کے متی اور لوقا لکھی گئیں تو پھر متی نے اصل کے خلاف کیوں لکھا؟

۴۔ متی ۹ : ۲۰ میں ہے کہ ایک بارہ سالہ بیمار عورت نے آپ کی پوشاک کو چھوا تو مسیح نے دیکھ کر فرمایا کہ تیرے ایمان نے تجھے اچھا کر دیا۔

مگر مرقس ۵ : ۳۰ اور لوقا ۸ : ۴۵ میں ہے کہ اس عورت نے مسیح کی بے خبری میں اسے چھوا تو آپ نے اپنے جسم سے قوت نکلتے ہوئے محسوس کیا۔

اور فرمایا کہ کس نے مجھے چھوا ہے۔ جب سب انکار کرنے لگے تو پطرس اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اے صاحب لوگ تجھے دباتے اور تجھ پر گرے پڑتے ہیں۔ پھر نہ چھپا تو اس عورت نے خود سامنے آکر کہا کہ میں نے چھوا ہے۔

۵۔ متی ۱۵: ۲۹ تا ۳۱ میں ہے کہ:

یسوع گلیل کی جھیل کے نزدیک پہاڑ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور بڑی بھیڑ لنگڑوں، اندھوں، گونگوں، ٹنڈوں نے اور بہت سے اور بیماروں کو اس کے پاس لے کر آئی اور انہیں اس کے پاؤں میں ڈال دیا اور اس نے انہیں اچھا کر دیا۔"

مگر مرقس میں ہے کہ وہاں صرف ایک ہکلا اور بہرا آدمی آیا جس کو آپ نے اچھا کر دیا۔ دونوں اناجیل الہامی ہیں مگر الفاظ میں اتنا نمایاں فرق ہے۔ بتلائیے متی کی انجیل درست ہے یا مرقس کی؟ جناب روح القدس نے یہ تفرقہ کیوں ڈالا؟ بقول پادری فانڈر صاحب کہ معمولی اختلاف موجود ہے مگر اس سے اصل ہدایت پر فرق نہیں آتا تو کیا جہاں ہزاروں مریض ٹھیک ہو گئے وہاں صرف ایک ہی کا ٹھیک ہونا کتنی کمی کی بات ہے۔ اگر یہ کلام الٰہی ہے تو اس میں اتنا تفاوت کیوں؟

۶۔ یوحنا ۵: ۳۱ میں ہے کہ: "اگر میں خود اپنی گواہی دوں تو میری گواہی سچی نہیں۔" پھر اسی یوحنا ۸: ۱۴ میں ہے کہ:

یسوع نے جواب میں ان سے کہا اگرچہ میں اپنی گواہی آپ دیتا ہوں، تو بھی میری گواہی سچی ہے۔"

فرمائیے ایک جملہ میں گواہی کو سچا کہا گیا ہے جبکہ پہلے جملہ میں اس کی بالکل نفی کی گئی ہے۔ کیا یہ نفی و اثبات بھی کوئی فرق کی بات اور مدار ایمان ہے یا نہیں؟ بتلائیے دونوں میں سے کون سی سچی ہے کون سی جھوٹی؟

۷۔ یوحنا ۱: ۲۱ میں خود یوحنا نے انکار کیا کہ میں ایلیا نہیں ہوں۔ مگر متی ۱۱: ۱۴ میں فرمان مسیح ہے: "اور چاہو تو مانو" ایلیا جو آنے والا تھا" یہی ہے۔

جس کے سننے کا کان ہوں وہ سن لے۔"

اب بتایئے کہ کسی انسان کی ذاتی گواہی معتبر ہوتی ہے یا دوسرے کی؟ اصل بات یہ ہے کہ یہود کا نظریہ تھا کہ پہلے ایلیاہ آئے گا پھر مسیح آئے گا۔ مگر یوحنا جو مسیح سے پہلے تھے' ان سے یہود نے پوچھا کہ کیا تو ایلیاہ ہے تو اس نے انکار کیا کہ میں نہیں ہوں۔ مگر اس صورت میں مسیح کو یہود کیسے تسلیم کر لیتے جبکہ ایلیاہ پہلے نہیں آیا' اس جگہ مسیح نے کہا یوحنا ہی ایلیاہ تھا۔ مانو یا نہ مانو۔ اسی طرح یہود کے سوال پر کہ مسیح سے پہلے ایلیاہ کا آنا ضرور ہے' جواب دیا کہ ایلیاہ البتہ آئے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک بات ضرور غلط ہے اور دونوں خدا کے معزز پیغمبر ہیں۔ دیکھیں پادری صاحبان انصاف کے ساتھ کس طرف جھکتے ہیں' آیا غلط بیانی کا الزام یوحنا پر تھوپ دیتے ہیں یا مسیح پر۔ (العیاذ باللہ) نیز آخری حوالہ میں خود قول مسیح میں تضاد ہے اس کا کیا حل ہے؟

۸۔ متی ۱۱ : ۱۸ میں ہے کہ : "کیونکہ یوحنا نہ کھاتا آیا نہ پیتا۔" مگر مرقس ۱: ۶ میں لکھا ہے کہ : "وہ ٹڈیاں اور شہد کھاتا تھا۔"

۹۔ متی ۷ : ۱۴ میں ہے کہ : "کیونکہ وہ دروازہ تنگ ہے اور وہ راستہ سکڑا ہے جو زندگی کو پہنچاتا ہے" مگر متی ۱۱: ۲۹ و ۳۰ میں ہے کہ :

> "میرا جوا اپنے اوپر اٹھا لو اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم ہوں اور دل کا فروتن تو تمہاری جانیں آرام پائیں گی' کیونکہ میرا جوا ملائم ہے اور میرا بوجھ ہلکا۔"

پہلے اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ مسیح کی پیروی کر کے زندگی حاصل کرنا بہت مشکل ہے مگر دوسرے اقتباس میں اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے کہ پیروی بالکل آسان ہے۔

۱۰۔ لوقا ۲۲ : ۱۷ میں عشائے ربانی کے دو پیالوں کا ذکر ہے مگر متی ب ۲۶ و مرقس ب ۱۴ میں صرف ایک پیالے کا ذکر ہے۔ لازماً دونوں میں سے

ایک ہی بات درست ہو گی' دونوں نہیں۔

مسیحؑ کا نسب نامہ

۱۔ متی مسیحؑ کے نسب نامہ میں حضرت ابراہیمؑ سے لے کر مسیحؑ تک ۴۲ پشتوں کا ذکر کرتا ہے مگر حسب سیریل نمبر لگائیں تو صرف ۴۱ پشتیں بنتی ہیں۔ اس کے برخلاف لوقا ۵۶ پشتوں کا ذکر کرتا ہے۔ آخر یہ پندرہ نمبروں کے فرق کا کیا چکر ہے؟

علاوہ ازیں یہ عنوان ہی غلط ہے' کیونکہ مسیحؑ تو بلا پدر پیدا ہوئے تھے۔ اور بقول شما وہ ازلی ابدی خدا بھی تھے تو کیا کسی ازلی اور ابدی ہستی کا بھی نسب نامہ ممکن ہے؟ شاید اسی لیے مرقس اور یوحنا نے نسب نامہ نہیں لکھا۔

۲۔ جب وہ در حقیقت خدا اور تثلیث کے ایک اقنوم ہیں تو دوسرے دو اقنوموں کا بھی کوئی نسب نامہ مرتب کرنا چاہئے کیونکہ تینوں اقنوم متحد الذات و الحقیقۃ ہیں۔

۳۔ جناب متی مسیحؑ کو ابن داؤد بواسطہ سلیمانؑ فرماتے ہیں مگر لوقا ابن داؤد بواسطہ ناتن (ان کے دوسرے صاحبزادے کے واسطہ سے) کیا بیک وقت کوئی شخص دو پشتوں سے بھی ہو سکتا ہے؟

۴۔ کیسی اندھیر نگری ہے کہ نسب نامہ یوسف کا بیان کرتے ہو اور چسپاں مسیح پر کرتے ہو' جبکہ وہ یوسف کی اولاد ہی نہیں تو اس کے نسب نامہ میں کیسے سیٹ ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح مزید کئی اشکالات ہیں مگر اتنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ناظرین کرام' یہ اناجیل کی ابتدا کا حال ہے کہ وہ غلط در غلط ہے۔ آگے کیا حال ہو گا شاید اس مشکل سے بچنے کے لیے باقی دونوں انجیلوں میں نسب نامہ بیان نہیں کیا گیا۔

۵۔ متی باب نمبر ۵ سے ۷ کے آخر تک تقریباً" ۱۱۰ آیات پر مشتمل

مسیح کا پہاڑی وعظ مذکور ہے جو کہ مسیحیت کی مرکزی تعلیم اور روح رواں ہے۔ اس کے کچھ جملے متفرق طور پر لوقا نے نقل کیے ہیں۔ باقی دونوں اناجیل اس سے محروم ہیں۔ آخر جب یہ مسیح کی مرکزی تعلیم تھی تو اس کو سب نے ذکر کیوں نہ کیا؟

۱۴۔ متی ۱۶ : ۱۳ میں ہے کہ ایک مرتبہ مسیح نے حواریوں سے دریافت کیا کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ بعض آپ کو یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں' بعض ایلیا اور بعض یرمیاہ یا کوئی نبی۔ پھر مسیح نے فرمایا کہ تم مجھے کیا کہتے ہو؟ تو پطرس نے جواب دیا کہ "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔"

مگر مرقس ۸ : ۲۹ و لوقا ۹ : ۱۸ و ۱۹ میں صرف اتنا جملہ مذکور ہے کہ "تو مسیح ہے۔" (بیٹا وغیرہ نہیں)

معلوم ہوا کہ یہ لفظ انہوں نے از خود بنا کر شامل کر لیا۔ کلام مسیح میں نہ تھا۔ اسی طرح ان لوگوں نے بہت کچھ انجیل میں شامل کیا ہوا ہے جس کی کچھ جھلک اس کتاب میں ملے گی جیسے اعمال ۸ : ۳۷ اور یوحنا ۹ : ۳۵ وغیرہ حتی کہ خود پادری خیر اللہ نے قاموس الکتاب' ص ۳۴۳ کالم ۲ میں صاف لکھا ہے کہ "خدا کے بیٹے" کی اصطلاح غیر اسرائیلی ہے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

۱۵۔ متی ۲۰ : ۲۰ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ زبدی کے بیٹوں کی ماں نے مسیح کو سجدہ کر کے عرض کیا کہ یہ میرے دو بیٹے خدا کی بادشاہت (جنت) میں ایک تیری داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف بیٹھے۔

مگر مرقس ۱۰ : ۳۷ میں ہے کہ یہ درخواست ماں نے نہیں بلکہ خود لڑکوں نے پیش کی تھی۔ (یہ بات الہامی کلام کے منافی ہے)

۱۶۔ متی ۲۰ : ۳۰ میں مذکور ہے کہ جب مسیح یریحو سے نکل کر جا رہے تھے تو راستہ میں دو اندھے بیٹھے ملے جنہوں نے چلا کر کہا کہ اے ابن داؤد ہم پر رحم کر۔

مگر مرقس ۱۰: ۴۶ اور لوقا ۱۸: ۳۵ میں ہے کہ ایک اندھا تھا جس نے یہ درخواست کی۔

۱۷۔ انجیل متی باب ۲۱: ۲ میں ہے کہ ایک مرتبہ یسوع نے دو شاگردوں کو یہ کہہ کر بھیجا کہ اپنے سامنے کے گاؤں میں جاؤ' وہاں پہنچتے ہی ایک گدھی بندھی ہوئی ملے گی اور اس کے ساتھ بچہ بھی تمہیں ملے گا۔ انہیں کھول کر میرے پاس لے آؤ۔ پس شاگردوں نے حسب الحکم لا کر حاضر کر دی تو گدھی اور بچہ کو اپنے پاس لا کر اپنے کپڑے ان پر ڈالے اور وہ ان پر بیٹھ گیا۔

مگر مرقس باب ۱۱ اور لوقا ۱۹: ۳۰ اور یوحنا ۱۲: ۱۴ میں صرف گدھی کے بچے کا ذکر ہے گدھی کا نہیں۔ ویسے بھی دو جانوروں پر کپڑے ڈالنے اور پھر دونوں میں سواری کرنا عقل و فکر سے باہر ہے۔

۱۸۔ متی ۲۷: ۳۲ میں مندرج ہے کہ بوقت صلیب ایک [illegible] آدمی [illegible] کو بیگار میں پکڑ کر اس سے صلیب اٹھوا کر پھانسی کے موقع پر پہنچائی گئی۔ اس طرح مرقس ۱۵: ۲۱ و لوقا ۲۳: ۲۶ میں ہے۔

مگر یوحنا ۱۹: ۱۷ میں ہے کہ خود مسیح سے صلیب اٹھوائی گئی۔ دیکھئے یہ تینوں کے مخالف ہے۔

پادری صاحبان بتلائیں کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ روح القدس نے مختلف انداز میں کیوں لکھوایا؟ کیا کسی کاتب کے ہاتھ کی صفائی ہے؟

۱۹۔ انجیل متی ۲۱: ۱۸ میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ مسیح کو بھوک لگی۔ راستہ پر ایک انجیر کے درخت سے پھل طلب کیا مگر موسم نہ ہونے کی وجہ سے کچھ نہ ملا تو آپ نے اس درخت کو بد دعا دی تو وہ اسی وقت سوکھ گیا۔

مگر انجیل مرقس ۱۱: ۲۰ میں لکھا ہے کہ پھر مسیح کو جب وہ ادھر سے گزرے تو اس انجیر کے درخت کو جڑ تک سوکھا ہوا دیکھا گویا متی کے مطابق اسی وقت نہ سوکھا بلکہ دوسرے دن سوکھا۔

۷۔ انجیل متی ۲۶ : ۱ تا ۱۳ اور مرقس ۱۴۔ ۱ تا ۹ میں عید فسح کے دو روز پہلے کا ایک قصہ لکھا ہے کہ مسیح شمعون کوڑھی کے گھر میں تھا۔ مرقس میں ہے کہ کھانے کی دعوت پر تھا کہ ایک عورت سنگ مرمر کی عطردانی میں قیمتی عطر لے کر آئی تو دوران کھانا وہ عطر اس کے سر پر ڈال دیا جس پر شاگرد خفا ہو کر کہنے لگے کہ یہ کیوں ضائع کیا گیا۔ اس کی قیمت حاصل کر کے غریبوں کو دی جا سکتی تھی مگر مسیح نے کہا کہ اس عورت کو کیوں دق کرتے ہو۔ اس نے میرے سامنے بھلائی کی ہے۔ اس نے یہ عطر میرے دفن کی تیاری کے لیے ڈالا ہے۔

مگر انجیل یوحنا ۱۲ میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ عید فسح کے چھ روز پیشتر پیش آیا جبکہ مسیح، مریم اور مرتھا کے بھائی لعزر کو زندہ کر چکے اور وہ ان کے ہاں دعوت پر بیٹھے تھے۔ مرتھا خدمت کر رہی ہے اور اس کی بہن مریم نے آدھ سیر خالص عطر اس کے سر پر نہیں بلکہ پاؤں پر ڈالا تو سب شاگردوں نے نہیں بلکہ صرف ایک یہوداہ نے یہ اعتراض کیا۔ وہ بھی غریبوں کی ہمدردی کے لیے نہیں بلکہ اپنی چوری کے لیے، کیونکہ وہ مسیح کا خزانچی تھا اور تھیلی سے رقم چوری کر لیتا تھا۔

۱۔ گویا یہ واقعہ مریم اور مرتھا وغیرہ کے ایمان لانے کے بعد ان کے گھر پیش آیا نہ کہ شمعون کوڑھی کے گھر۔

۲۔ یہ واقعہ چھ روز قبل از فسح پیش آیا نہ کہ دو روز پیشتر۔

۳۔ اسی طرح عطر سر پر نہیں بلکہ پاؤں پر ڈال کر اپنے سر کے بالوں سے پونچھنا مذکور ہے۔

۴۔ نیز پہلی دونوں انجیلوں (متی اور مرقس) میں عطر ڈالنے والی کا نام اور ایمان مذکور نہیں۔ پھر آدھ سیر عطر پاؤں میں ڈالنا کوئی معقول بات ہے؟

بتلایئے، یہ اتنی مختلف باتیں صرف ایک ہی روح القدس نے کیوں لکھوائیں۔ نیز پادری صاحبان بتلائیں کہ یہ بھی اختلاف قراءت ہے یا کچھ

اور ہی معاملہ ہے؟

۲۱۔ "جب وہ بھیڑ سے یہ کہہ ہی رہا تھا تو دیکھو اس کی ماں اور بھائی باہر کھڑے ہیں اور اس سے بات کرنی چاہتے ہیں۔" متی ۱۲ : ۴۶۔ مرقس ۳ : ۳۲۔ لوقا ۸ : ۱۹ میں ہے کہ پھر اس کی ماں اور اس کے بھائی اس کے پاس آئے مگر بھیڑ کے سبب اس تک پہنچ نہ سکے۔ پس اس کے بھائیوں نے اس سے کہا یہاں سے روانہ ہو کر یہودیہ کو چلا جا تا کہ جو کام تو کرتا ہے، انہیں تیرے شاگرد بھی دیکھیں۔ (یوحنا ۷ : ۳)

مرقس کے حوالہ کے تحت لکھا ہے کہ یونانی میں بھائی کے ساتھ بہن کا بھی ذکر ہے۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ مندرجہ بالا حوالجات سے ثابت ہوا کہ مسیح کے اور بھی بہن بھائی تھے، جو مریم اور یوسف سے پیدا ہوئے تھے۔ مزید دیکھئے متی ۱ : ۱۸ تا ۲۴ اور لوقا ۲ : ۴۲ تا ۵۰) اور وہ ایک مکمل خاندان تھا۔

مگر یوحنا ۱۹ : ۲۵ تا ۲۷ میں لکھا ہے کہ :

"اور یسوع کی صلیب کے پاس اس کی ماں اور اس کی ماں کی بہن (خالہ) مریم کلوپاس کی بیوی اور مریم مگدلینی کھڑی تھیں۔ یسوع نے اپنی ماں اور اس شاگرد کو جس سے محبت رکھتا تھا، پاس کھڑے دیکھ کر ماں سے کہا کہ اے عورت دیکھ یہ تیرا بیٹا ہے۔ پھر شاگرد سے کہا دیکھ تیری ماں یہ ہے اور اسی وقت سے وہ شاگرد اسے اپنے گھر لے گیا۔"

پہلے حوالجات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے اور بھی بہن بھائی تھے جو مریم کے ساتھ رہتے تھے مگر اس حوالے سے مریم کا تنہا ہونا معلوم ہو رہا ہے۔ حالانکہ دونوں واقعات میں شاید سال کا فاصلہ ہو یا اس سے بھی کم ہو۔

۲۳۔ یہوداہ اسکریوتی نے غداری کی فیس نقد وصول کی یا ادھار کیا؟

انجیل متی میں لکھا ہے کہ :

"اس وقت ان بارہ میں سے ایک نے جس کا نام یہوداہ اسکریوتی تھا،

یہوداہ کاہنوں کے پاس جا کر کہا کہ اگر میں اسے (مسیح کو) تمہارے حوالے کرا دوں تو مجھے کیا دو گے؟ انہوں نے اسے تیس روپے تول کر دے دیے اور وہ اس وقت سے اس کے پکڑوانے کا موقع ڈھونڈنے لگا۔" (متی ۲۶: ۱۴ و ۱۵)

یعنی یہوداہ غدار نے مسیح کو صلیب کے لیے گرفتار کروانے کا محنتانہ یہودیوں سے پہلے ہی وصول کر لیا۔ مگر اس کے خلاف سب سے پہلی انجیل مرقس میں ہے کہ:

"پھر یہوداہ اسکریوتی جو ان بارہ میں سے تھا' سردار کاہنوں کے پاس چلا گیا تا کہ اسے ان کے ہاتھ پکڑوا دے۔ وہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کو روپے دینے کا اقرار کیا اور وہ موقع ڈھونڈنے لگا کہ کس طرح قابو پا کر اسے پکڑوا دے۔" (انجیل مرقس ۱۴: ۱۰ و ۱۱)

دیکھیے انجیل متی کے خلاف یہوداہ نے گرفتاری سے پہلے ہی محنتانہ وصول کر لیا۔ اسی طرح لوقا ۲۲: ۳ تا ۵ میں بھی ہے۔

اب پادری صاحبان بتلائیں کہ کونسی بات درست ہے؟ آیا رقم پہلے وصول کرنے والی بات درست ہے' متی اور لوقا؟ یا ادھار والی تحریر مرقس کی درست ہے؟

۴۴۔ متی میں لکھا ہے کہ حواریوں کو تبلیغ پر بھیجتے وقت فرمایا:

"بیماروں کو اچھا کرنا' مردوں کو جلانا' کوڑھیوں کو پاک صاف کرنا' بدروحوں کو نکالنا۔ تم نے مفت پایا' مفت دینا۔ نہ سونا اپنے کمربند میں رکھنا' نہ چاندی نہ پیسے۔ راستے کے لیے نہ جھولی لینا' نہ دو دو کرتے نہ جوتیاں نہ لاٹھی' کیونکہ مزدور اپنی خوراک کا حق دار ہے۔" (۱۰: ۵ تا ۱۰ و لوقا ۹: ۱ تا ۶)

مگر انجیل مرقس میں لکھا ہے کہ:

"اور اس نے ان بارہ کو پاس بلا کر انہیں دو دو کر کے بھیجنا شروع کیا اور انہیں ناپاک روحوں پر اختیار دیا اور حکم دیا کہ راستے کے لیے سوائے لاٹھی کے کچھ نہ لو۔ نہ روٹی' نہ جھولی' نہ کمربند میں پیسے مگر جوتیاں پہنو اور دو دو کرتے نہ

بحوالہ مرقس ٦: ٧ تا ٨)

ملاحظہ فرمائیں مرقس میں لاٹھی اور جوتی لینے کی اجازت بلکہ حکم دیا جا رہا ہے مگر متی اور لوقا جو کہ اسی مرقس سے ماخوذ ہیں' ان میں دونوں سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اب بتلایئے کہ کون سی انجیل صحیح اور کلام مسیحؑ کو محفوظ کرنے والی ہے اور کون سی اس میں ردوبدل کر رہی ہے؟

۲۵۔ مسیحؑ کو گرفتار کروانے والے کے متعلق کلام مسیحؑ:

"اور جب وہ کھا رہے تھے تو اس نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے پکڑوائے گا۔ وہ بہت دل گیر ہوئے اور ہر ایک اس سے کہنے لگا' اے خداوند کیا میں ہوں۔ اس نے جواب میں کہا کہ جس نے میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالا ہے وہی مجھے پکڑوائے گا ○ ابن آدم تو جیسا اس کے حق میں لکھا ہے' جاتا ہی ہے لیکن اس آدمی پر افسوس ہے جس کے وسیلے سے ابن آدم پکڑوایا جاتا ہے۔ اگر وہ آدمی پیدا نہ ہوتا تو اس کے لیے اچھا ہوتا ○ اس کے پکڑوانے والے یہوداہ نے جواب میں کہا اے ربی کیا میں ہوں؟ اس نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا ○ جب وہ کھا رہے تھے تو یسوع نے روٹی لی اور برکت چاہ کر توڑی اور شاگردوں کو دے کر کہا لو کھاؤ یہ میرا بدن ہے۔" (متی ۲۶: ۲۱ تا ۲۶)

اس کے مقابلہ میں انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ:

"یہ باتیں کہہ کر یسوع اپنے دل میں گھبرایا اور یہ گواہی دی کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص مجھے پکڑوائے گا۔ شاگرد شبہ کر کے کہ وہ کس کی نسبت کہتا ہے' ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ اس کے شاگردوں میں سے ایک شخص جس سے یسوع محبت رکھتا تھا' یسوع کے سینے کی طرف جھکا ہوا کھانا کھانے بیٹھا تھا۔ پس شمعون پطرس نے اس سے اشارہ کر کے کہا کہ بتا تو وہ کس کی نسبت کہتا ہے۔ اس نے اسی طرح یسوع کی چھاتی کا سہارا لے کر کہا کہ اے خداوند وہ کون ہے؟ یسوع نے جواب دیا کہ جسے میں نوالہ ڈبو کے دے دوں

"وہی ہے۔ پھر اس نے نوالہ ڈبویا اور لے کر شمعون اسکریوتی کے بیٹے یہوداہ کو دے دیا اور اس نوالے کے بعد شیطان اس میں سما گیا۔ پس یسوع نے اس سے کہا کہ جو کچھ تو کرتا ہے' جلد کر لے۔" (یوحنا ۱۳: ۲۱ تا ۲۷)

ا۔ دونوں اقتباسات کا فرق واضح ہے کہ متی میں غدار کی نشاندہی طباق میں ہاتھ ڈالنا بیان ہوا ہے مگر یوحنا میں مسیح کا اس کے منہ میں نوالہ ڈالنا مذکور ہے۔

۲۔ پہلے حوالہ میں غدار کے حق میں افسوس کا اظہار ہے مگر یوحنا میں اس کو فرمایا کہ جو کچھ تو کرنا چاہتا ہے' جلد کر لے گویا کہ دونوں عبارتیں متضاد اور مخالف مفہوم دے رہی ہیں۔ اب بتلایئے کہ یہ تضاد و تخالف کیوں ہے؟ لازماً" ایک تو محرف ہو گی۔

۳۶۔ یسوع کا طریقہ گرفتاری۔ انجیل متی میں لکھا ہے کہ:

"وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہوداہ جو ان بارہ میں سے ایک تھا' اور اس کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لیے ہوئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آ پہنچی اور اس کے پکڑوانے والے نے انہیں یہ پتہ دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لوں' وہی ہے' اسے پکڑ لینا' اور فوراً" یسوع کے پاس آ کر کہا' اے ربی سلام اور اس کے بوسے لیے۔" (متی ۲۶: ۴۷ تا ۴۹)

مگر اس کے خلاف انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ یسوع قدرون کے نالہ کے پار ایک باغ میں مع حواریوں کے موجود تھے اور یہوداہ بھی اس جگہ کو جانتا تھا۔ پس وہ سپاہیوں کی پلٹن اور سردار کاہنوں اور فریسیوں سے پیادے لے کر مشعلوں چراغوں اور ہتھیاروں کے ساتھ وہاں آیا۔ یسوع اپنے بارے میں سب پیش آنے والے کا احساس کرتے ہوئے باہر نکلا اور حملہ آوروں کو کہا کہ کسے تلاش کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یسوع ناصری کو۔ یسوع نے کہا کہ میں ہی ہوں اور ان کے ساتھ پکڑوانے والا یہوداہ بھی تھا۔ وہ لوگ مسیح کے یہ الفاظ کہتے ہی کہ میں ہی ہوں' پیچھے ہٹ کر زمین پر گر پڑے۔ مسیح نے

پھر ان کو فرمایا کہ کسے ڈھونڈتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یسوع ناصری کو۔ مسیح نے کہا کہ تم سے کہہ چکا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں' اگر مجھے تلاش کرتے ہو تو انہیں جانے دو۔ (یوحنا ۱۸: ۱ تا ۱۳)

ناظرین کرام' دونوں عبارتوں میں طریقہ یلغار اور گرفتاری میں نمایاں فرق ہے:

پہلے اقتباس میں مسیح کی پہچان خود یہوداہ نے بتلائی کہ جس کا میں بوسہ لوں گا' وہی یسوع ہو گا مگر دوسرے اقتباس میں مسیح نے خود اپنی پہچان کروائی۔ نیز دوسرے حوالہ میں آنے والوں کا مسیح کا جواب سن کر گر پڑنا بھی مذکور ہے مگر متی کے حوالہ میں اس بات کا نشان بھی نہیں ہے۔

بتلائیے جبکہ دونوں اناجیل روح القدس کے الہام سے تحریر ہوئی ہیں تو ان انجیل نویسوں کو ایک ہی بات کیوں نہ بتلائی' یہ کمی بیشی اور مختلف الفاظ و مفہوم کیوں؟

ناظرین کرام' اس قسم کے اختلافات اناجیل میں بکثرت پائے جاتے ہیں یہ تو اس زمانہ کی بات ہے۔ وہاں تو دوسری صدی کا اوریجن ببانگ دہل اعلان کر رہا ہے کہ اناجیل کے اختلافات دیکھ کر انسان کا سر گھومنے لگتا ہے۔ (دیکھئے بائبل کا الہام ص ۷۶ از ڈاکٹر پیٹرسن سائتھ) لہٰذا قرآنی دعویٰ کہ بائبل محرف ہو چکی ہے' عین حقیقت اور مشاہدہ کے مطابق ہے۔ اس لیے کسی پادری صاحب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بائبل کو لاتبدیل اور غیر محرف کہتا پھرے' یہ شان تو صرف خدا کے آخری کلام برحق قرآن مجید کی ہے۔ لہٰذا آؤ اس نور کی طرف جو خدا نے بندوں کی ہدایت اور دائمی نجات کے لیے نازل فرمایا ہے

اناجیل کے متن کی چند غلطیاں

اس سے قبل موازنہ متی کے دیباچہ میں چند غلطیوں کا تذکرہ ہو چکا ہے ان کا دوہرانا مناسب نہیں' لہٰذا ان کے بعد مزید اغلاط کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

غلطی نمبر ا

انجیل متی ا: ۱۲ میں لکھا ہے کہ:

"سیالتی ایل سے زربابل پیدا ہوا۔"

حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ صحیح بات یہ ہے کہ زربابل سیالتی ایل کا بیٹا نہیں بلکہ اس کا بھتیجا ہے۔ اس کے باپ کا نام فرایاہ تھا۔ اس بات کی تصریح ا۔ تواریخ باب ۳ میں ہے۔

غلطی نمبر ۲

انجیل متی ا: ۱۳ میں لکھا ہے کہ:

"زربابل سے ابی ہود پیدا ہوا۔"

یہ بھی غلط ہے کیونکہ زربابل کے پانچ بیٹے تھے جن میں سے ایک بھی اس نام کا نہیں' ملاحظہ ہو تواریخ اول باب ۳

یہاں تک صرف متی کے ذکر کردہ نسب نامہ مسیح کی اغلاط کا تذکرہ ہے۔ اس کے ساتھ اگر لوقا کے بیان کردہ نسب نامہ کی اغلاط بھی شامل کر لی جائیں تو یہ کل ۱۷ تک پہنچ جاتی ہیں۔ اب آپ فیصلہ فرمائیں کہ بقول پادری

حضرات کیا یہ اناجیل کلام الٰہی اور غیر محرف اور بے خطا ہے یا ۔شہادت بائبل ہی اس کے اندر غلطیوں کی بھرمار موجود ہے جن کی موجودگی میں ان کا الہامی اور بے خطا ہونا کسی صورت میں بھی تسلیم نہیں ہو سکتا۔ جیسے صحیح کو غلط کہنا غیر معقول اور غیر مناسب ہے ایسے ہی غلط کو صحیح کہنا بھی جہالت اور نادانی ہے۔

حضرت علامہ رحمت اللہ کیرانویؒ نے اپنی مشہور عالم کتاب اظہار الحق میں کئی پہلوؤں سے تحریف بائبل ثابت کی ہے۔ کہیں تضادات کا ذکر فرمایا' کہیں اختلافات کا' کہیں اغلاط کا' پھر دو چار نہیں بلکہ ان امور کی سینکڑوں کی تعداد شمار فرمائی ہے۔ بندہ حقیر نے یہ عنوان انہی کی کتاب سے مع حذف و اضافہ اخذ کیے ہیں۔

غلطی نمبر ۳

انجیل متی ۱: ۲۲و ۲۳ میں لکھا ہے کہ:

"یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہو گی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوئیل رکھیں گے۔"

اس نبی سے مراد سعیاہ نبی ہیں کیونکہ ان کی کتاب میں لکھا ہے۔

"لیکن خداوند تم کو ایک نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا ہوگا اور اس کا نام عمانوئیل رکھے گی۔" (۷: ۱۴)

ہمارے نزدیک یہ بات چند وجوہ سے صحیح نہیں' کیونکہ

۱۔ وہ عبرانی لفظ جس کا ترجمہ مترجمین نے اور جناب متی نے کنواری کیا ہے وہ "علمہ" مونث ہے جس میں تائے تانیث ہے۔ علمائے یہود کے نزدیک اس کا معنی نوجوان لڑکی ہے خواہ کنواری ہو یا شادی شدہ۔ لہٰذا کنواری کا تعین درست نہ ہوا۔

۲۔ یہ لفظ امثال ۳۰: ۲۳ میں بھی آیا ہے جس کا معنی وہ عورت جس

کی شادی ہو چکی ہو' کیا گیا ہے۔

۳۔ تینوں قدیم یونانی تراجم (اکویلا' تھیوڈشن اور سمیکس) میں بھی اس کے معنی جوان عورت کے کیے گئے ہیں۔ یہ تراجم عیسائیوں کے ہاں نہایت معتبر ہیں جو کہ بالترتیب ۱۲۹ء' ۱۷۵ء اور ۲۰۰ء میں مرتب ہوئے۔

لہٰذا اس لفظ علمہ کا معنی بشہادت علمائے یہود اور تین قدیم مسیحی تراجم کے انجیل متی کے خلاف ہوا تو جناب متی کا مفہوم غلط ثابت ہوا۔ لہٰذا پیشگوئی بھی درست نہ ہو سکی۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسی نے بھی عمانوئیل کے نام سے نہیں پکارا۔ نہ ہی باپ یا ماں نے یہ نام رکھا۔ بلکہ انہوں نے فرشتہ کی ہدایت کے مطابق یسوع نام رکھا۔ (۱: ۲۱) خود جبرائیل نے بھی مریم کو یہی کہا تھا کہ "تو حاملہ ہو گی اور تیرے بیٹا ہو گا اس کا نام یسوع رکھنا۔" نیز اس کی تصریح لوقا ۱: ۳۱ میں بھی ہے۔ علاوہ ازیں جناب مسیحؑ نے بھی کبھی نہ فرمایا کہ میرا نام عمانوئیل ہے۔

۵۔ وہ واقعہ جس میں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ اس کا مصداق حضرت عیسیٰؑ ہوں۔ قصہ یوں ہے کہ آرام کا بادشاہ رضین اور شاہ اسرائیل فقح آخز بن یوتام شاہ یہوداہ سے جنگ کے لیے یروشلم پہنچے۔ شاہ یہودہ ان دونوں کے متحد ہونے سے پریشان ہوا۔ پھر خدا نے یسعیاہ نبی کو وحی بھیجی کہ تم شاہ یہوداہ کو تسلی دینے کے لیے کہو کہ یہ دونوں مل کر بھی تجھ پر غالب نہ آئیں گے' عنقریب ان کی سلطنت مٹ جائے گی اور ان کی سلطنت کے مٹنے کی نشانی یہ بتلائی کہ:

"ایک نوجوان عورت حاملہ ہو گی اور بچہ جنے گی اور اس بچہ کے سن تمیز کو پہنچنے سے پہلے ہی ان دونوں کی سلطنت زیر و زبر ہو جائے گی۔"

اور یہ بات طے شدہ ہے کہ فقح کی سلطنت اس پیش گوئی سے ٹھیک اکیس سال بعد ختم ہو گئی اس لیے لازمی ہے کہ وہ بچہ اس مدت کے اختتام

سے قبل پیدا ہوا اور اس کے سن تمیز کو پہنچنے سے پہلے وہ سلطنت ختم ہو جائے حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام اس سلطنت کے برباد ہو جانے کے ۷۲۱ سال بعد عالم وجود میں آئے۔

پھر مزے کی بات یہ ہے کہ خود عیسائی علما اس پیش گوئی کے مصداق کے بارہ میں مختلف رائیں رکھتے ہیں۔ بعض نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یسعیاہ کی مراد عورت سے اپنی زوجہ ہے۔ وہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ عنقریب حاملہ ہوگی اور ایک لڑکا جنے گی۔ اور جن دو بادشاہوں سے لوگ ڈرتے ہیں ان کی حکومت اس لڑکے کے شعور تک پہنچنے سے پہلے ہی مٹ جائے گی' جیسا کہ اس کی صراحت ڈاکٹر بنسن نے کی ہے جو کہ قابل قبول بھی ہے۔ (بحوالہ اظہار الحق ج ۱' ص ۴۹۳)

۶۔ اس دور میں خود بعض بائبلز میں اس کا ترجمہ کنواری کے بجائے young woman (جوان عورت) کرنا شروع ہو چکا ہے جیسے نیو انگلش بائبل اور ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن۔

یونی چرچ سے باغی ہونے والی ایک جدید تحریک پریسبٹیرین جو کہ ۱۹۲۳ء کو قائم ہوئی' اس نے "نوجوان عورت" والے ترجمہ کو اپنی تنظیم کا ایک بنیادی مسئلہ بنا لیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے ماہنامہ کلام حق بابت فروری ۱۹۹۳ء)

غلطی نمبر ۴

انجیل متی ۲: ۱۵ میں یوں لکھا ہے کہ:

"اور ہیرودیس کے مرنے تک وہیں رہا تاکہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا' وہ پورا ہو کہ مصر میں سے میں نے اپنے بیٹے کو بلایا۔"

یہاں نبی سے مراد ہوسیع ہے اور یہ جملہ ہوسیع ۱۱: ۱ میں یوں درج ہے:

"جب اسرائیل ابھی بچہ ہی تھا' میں نے اس سے محبت رکھی اور اس کی

اولاد کو مصر سے بلایا۔"

دراصل اس آیت میں اس احسان کا ذکر ہے جو ابتدا سے بنی اسرائیل پر ہوا اور بزمانہ موسیٰ علیہ السلام ان کو فرعون مصر کے ظلم سے رہائی دلا کر کنعان میں لانے کا ذکر ہے۔ جناب متی نے صیغہ جمع' مفرد سے اور ضمیر غائب کو متکلم سے بدل دیا۔ یعنی "اس کی اولاد کو مصر سے بلایا" کو یوں لکھ دیا "میں نے اپنے بیٹے کو بلایا"

یہ ایسی واضح تحریف ہے کہ جو کسی عام آدمی سے بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ یہ محض متی کی من گھڑت پیش گوئی کو صحیح ثابت کرنے کے لیے کی گئی ہے۔ مگر جو ہوسیع کا باب ۱۱ مطالعہ کرے گا' وہ بے ساختہ اس تحریف کی گواہی دینے پر مجبور ہو جائے گا۔

وہاں آگے لکھا ہے:

> "انہوں نے جس قدر ان کو بلایا اسی قدر وہ دور ہوتے گئے انہوں نے بعلیم کے لیے قربانیاں گزرانیں اور تراشی ہوئی مورتوں کے لیے بخور جلایا۔ میں نے بنی افرائیم کو چلنا سکھایا میں نے ان کو گود میں اٹھایا لیکن انہوں نے نہ جانا کہ میں ہی نے ان کو صحت بخشی۔" (ہوسیع ۱۱: ۲ تا ۳)

اب فرمایئے ان باتوں کا حضرت عیسیٰ سے کیا تعلق ہے؟ کیا وہ خدا سے دور ہو گئے تھے؟ العیاذ باللہ۔ بلکہ یہ باتیں تو آپ کے ہم عصر یہود پر بھی صادق نہیں آتیں اور نہ ہی ان یہود پر جو آپ سے پانچ سو سال پہلے بلکہ انہوں نے تو ۵۳۶ سال قبل جبکہ وہ بابل کی قید سے واپس آئے تھے اس وقت سے انہوں نے بت پرستی ترک کر دی تھی پھر انہوں نے کبھی صنم پرستی نہیں کی لہذا ان پر یہ الفاظ صادق نہیں آ سکتے۔ یہ تو ان سے بھی قبل کے یہود کے لیے ہیں۔ پھر مزے کی ایک بات یہ بھی ہے کہ بائبل اردو مطبوعہ ۱۸۸۷ء میں اس باب کے شروع میں یہ عنوان دیا گیا ہے کہ

"بابت اس ناشکری کے جو اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کے بدلے میں اس

بنے کی تھی۔ حکم الٰہی سے آفت جو ان پر آئے گی (۸) خدا کی رحمت جو اس پر آئے گی۔"

اب فرمائیں کہ متی کے اس اقتباس کو ہوسیع ۱۱:۱ سے کیا تعلق ہے۔ یہ محض سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا یہ الہامی کلام ہے؟ کیا یہ کھلی ہوئی تحریف نہیں ہے؟ اور سماعت فرمایئے:

عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۱۱ء کلکتہ میں ہوسیع ۱۱: یوں درج ہے:

ان اسرائیل منذ کان طفلا انا احببته و من مصر دعوت اولاده

"جب اسرائیل لڑکا تھا میں نے اسے عزیز رکھا اور مصر سے اس کی اولاد کو بلایا۔

اس کے بعد عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۴۴ء میں یوں کر دیا و من مصر دعوت ابنی جو کہ آج تک اسی طرح مذکور ہے۔ (منقول از رسالہ عیسائیوں کی دین داری کا نمونہ" از مولوی فیروز الدین بن قاضی امام الدین صاحب ڈسکوی مطبوعہ مفید عام پریس سیالکوٹ ۱۳۱۰ھ ص ۲۴) مذکورہ بالا رسالہ کے علاوہ یہ تفصیل فصل الخطاب از حکیم نور دین مرزائی صفحہ ۲۵۱ طبع ربوہ میں بھی ہے۔

اس رسالہ میں جناب مولوی صاحب مزید تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اگر اس آیت کی طرف حضرت متی کے لیے اشارہ کرنے کا کوئی مقام تھا تو وہ (متی ۲: ۲۲) کے آگے تھا جبکہ مسیح "مصر سے نکل کر جلیل کو روانہ ہوئے تا کہ یہ بات صادق آئے کہ میں نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا۔ لیکن جبکہ حضرت مسیح " مصر کے اندر ابھی آئے ہیں تو یہ بات کہنے کا کوئی موقعہ نہیں تھا کہ میں اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے اگر یوں کہا جاتا کہ میں نے اپنے بیٹے کو مصر میں بلایا۔" (رسالہ مذکورہ بالا ص ۲۵)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا تفصیل سے آپ مصنفین اناجیل کی عقل و

فراست اور دیانت داری کا اندازہ لگا سکتے ہیں نیز بعد کے پوپ پادری اور بڑے بڑے مسیحی علماء کی حالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ حضرات کتنے سادہ ذہن اور عقل نارسا کے مالک ہیں۔ نیز بلا تحقیق ایک غیر صحیح بات آنکھیں بند کر کے نقل در نقل کرتے چلے جانے کے مریض ہیں اور پھر بڑے پر اعتماد لہجے اور انداز سے ایسی محرف بائبل کو غیر محرف اور بے خطا کہتے نہیں تھکتے اور اظہار تحریف کرنے والے ناصحین کو کلام الہی کا مخالف اور توہین کرنے والے سمجھتے اور لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ کریم لیلئے فریب خوردہ افراد انسانی کو ہدایت سے نوازیں۔ آمین

غلطی نمبر۵

انجیل متی ۲ : ۱۶ میں یوں مذکور ہے کہ :

"جب ہیرودیس نے دیکھا کہ مجوسیوں نے میرے ساتھ ہنسی کی تو نہایت غصہ ہوا اور آدمی بھیج کر بیت لحم اور اس کی سب سرحدوں کے اندر کے ان سب لڑکوں کو قتل کروا دیا جو دو دو برس کے یا اس سے چھوٹے تھے' اس وقت کے حساب سے جو اس نے مجوسیوں سے تحقیق کی تھی۔"

یہ بات عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ نقلی طور پر تو اس لیے کہ کسی غیر عیسائی معتبر مورخ نے اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا' نہ یوسی بس نے اور نہ ان علمائے یہود نے جو ہیرودیس کے عیب ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالتے اور بیان کرتے ہیں۔ چونکہ یہ حادثہ ظلم عظیم اور بڑا شرمناک ہے۔ اگر اس کی اصل اور بنیاد ہوتی تو یہ لوگ دوڑ کر اس واقعہ کو مزید نمک مرچ لگا کر بیان کرتے۔ اور اگر اس کو کوئی عیسائی مورخ بیان کرتا ہے تو اس کی بنیاد یقیناً یہ انجیل ہی ہو گی لہٰذا اس کا بیان صحت واقعہ کی دلیل نہیں ہو سکتی بلکہ محض انجیلی عقیدت پر مبنی ہو سکتا ہے۔ عقلی طور پر بھی یہ واقعہ درست نہیں ہوتا اس لیے کہ اس وقت بیت لحم ایک چھوٹی سی بستی تھی' کوئی ضلع یا کمشنری نہ تھی کہ چاروں طرف گماشتے دوڑا کر سرحدیں بند کرنا پڑتیں بلکہ یہ چھوٹی سی

بستی جو یروشلم کے قریب تھی وہاں سے اس کا کوئی زیادہ فاصلہ نہ تھا اس پر ہیرودیس ہی کی عملداری تھی نہ کہ کسی دوسرے کی۔ وہ بڑی آسانی سے یہ تحقیق کر سکتا تھا کہ وہ آتش پرست کس کس کے گھر میں آئے اور کس کس کو ہدیے اور نذرانے دے گئے۔ معصوم بچوں کے قتل کی تو ضرورت ہی نہ تھی۔ (منقول از بائبل سے قرآن تک ج ۱ ص ۲۹۲ باضافہ)

غلطی نمبر ۶

انجیل متی ۲: ۱۷ میں یوں درج ہے کہ:

"اس وقت وہ بات پوری ہوئی جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہی گئی تھی کہ رامہ میں آواز سنائی دی رونا اور بڑا ماتم۔ راخل اپنے بچوں کو .... رو رہی ہے اور تسلی قبول نہیں کرتی اس لیے کہ وہ نہیں ہیں۔"

یہ بات بھی قطعی غلط اور صاحب انجیل کی تحریف ہے۔ اس لیے کہ یہ مضمون کتاب یرمیاہ ۳۱: ۱۵ میں موجود ہے۔ ہر شخص اس سے پہلے اور بعد والا مضمون پڑھ کر اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس مضمون کا ہیرودیس کے واقعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ بخت نصر کے واقعہ سے ہے جو یرمیاہ کے زمانہ میں پیش آیا تھا جس میں ہزاروں اسرائیلی قتل ہوئے اور ہزاروں قید ہو کر بابل کی طرف جلا وطن کر دیے گئے۔ چونکہ ان میں بے شمار لوگ راخیل کی نسل سے بھی تھے اس لیے اس کی روح عالم برزخ میں رنجیدہ ہوئی۔ اسی بنا پر خدا نے وعدہ کیا کہ اس کی اولاد کو دشمن کے ملک سے ان کے اصل وطن کی طرف واپس کر دیں گے۔ (کتاب مذکور ص ۲۹۲ ج ۱)

ناظرین کرام اناجیل میں مذکور عہد قدیم کے حوالجات تقریباً تمام کے تمام اسی طرح بے جوڑ اور غیر متعلق ذکر کیے گئے ہیں محض اپنی بات بنانے کے لیے عہد قدیم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر حقیقت آپ کے سامنے ہے۔ پھر یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ۱۸۴۲ء میں بائبل ٹرانسلیشن کے سلسلہ میں بنارس میں ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جو کہ ترجمہ کے

وقت عہد جدید کو عہد قدیم کے مطابق کرتی جائے' اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ تطبیق کے بعد بھی یہ کیفیت ہے تو بلا تطبیق پہلے کیا کیفیت ہوگی۔ نیز یہ حقیقت آپ معلوم کر چکے ہیں کہ موجودہ مروجہ عہد جدید کے مختلف رسائل کو جناب ٹرٹولین نامی ایک عیسائی پادری نے دوسری صدی کے آخر میں الہامی قرار دے کر اور عہد جدید کا نام دے کر عہد قدیم کے ہم پلہ قرار دیا تھا۔ (ملاحظہ فرمائیے پادری جی ٹی میٹلی کی کتاب ہماری کتب مقدسہ ص ۶۵ مطبوعہ لاہور)

غلطی نمبر۷

انجیل متی ۲: ۲۳ میں اس طرح لکھا ہے کہ:

"اور ناصرہ نام ایک شہر میں جا بسا تا کہ جو نبیوں کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائے گا۔"

یہ بات بھی بالکل غلط ہے کیونکہ یہ موجودہ کسی بھی نبی کی کتاب میں نہیں ملتی۔ یہودی بھی شدت سے اس خبر کا انکار کرتے ہیں' ان کے نزدیک یہ قطعی جھوٹ اور بہتان ہے بلکہ اس کے برعکس ان کا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی بھی نبی گلیل سے پیدا نہیں ہوگا چہ جائے کہ ناصرہ سے جیسا کہ انجیل (یوحنا ۷: ۵۲) میں صاف لکھا ہے کہ انہوں نے اس کے جواب میں کہا کیا تو بھی گلیل کا ہے تلاش کر اور دیکھ کہ گلیل میں سے کوئی نبی برپا نہیں ہونے کا۔"

مسیحی علماء اس سلسلہ میں کمزور اور بودے عذر پیش کرتے ہیں جو لائق توجہ نہیں۔ چنانچہ ماضی قریب کا ایک مسیحی مفسر آر اے ناکس اس معاملہ میں مفسرین کی مختلف تاویلیں بیان کرکے لکھتا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ عہد نامہ قدیم میں کوئی عبارت ایسی نہیں ہے جس میں مسیح کی یہ علامت بیان ہوئی ہو کہ وہ ناصری ہوگا۔ (تفسیر عہد نامہ جدید مطبوعہ لندن ۱۹۵۳ء ص ۴ ج ۱ بحوالہ حاشیہ بائبل سے قرآن تک ص ۲۹۸ ج ۱)

غلطی نمبر۸

انجیل متی ۱۴ : ۳ میں یوں مذکور ہے کہ

"کیونکہ ہیرودیس نے اپنے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیاس کے سبب سے یوحنا کو پکڑ کر باندھا اور قید خانہ میں ڈال دیا۔"

یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ ہیرودیاس کے شوہر کا نام بھی ہیرودیس تھا نہ کہ فلپس جیسا کہ یوسفس نے اپنی تاریخ کی کتاب ۸ باب ۵ میں اس کی تصریح کی ہے۔ (بحوالہ اظہار الحق اردو)

غلطی نمبر۹

انجیل متی ۱۲ : ۳ و ۴ میں یوں مندرج ہے کہ :

"اس نے ان سے کہا کہ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ جب داؤد اور اس کے ساتھی بھوکے تھے تو اس نے کیا کیا؟ وہ کیونکر خدا کے گھر میں گیا اور نذر کی روٹیاں کھائیں جن کو کھانا نہ اس کو روا تھا نہ اس کے ساتھیوں کو، مگر صرف کاہنوں کو۔"

انجیل مرقس ۲ : ۲۵ میں ہے :

"وہ کیونکر ابیاتر سردار کاہن کے دنوں میں خدا کے گھر میں گیا اور اس نے نذر کی روٹیاں کھائیں جن کو کھانا کاہنوں کے سوا اور کسی کو روا نہیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی دیں۔"

اس بیان میں سردار کاہن کا نام ابیاتر درج ہے جبکہ سموئیل اول باب ۲۱ میں کاہن کا نام اخیملک مذکور ہے۔

بتلایئے عہد جدید کیوں عہد قدیم کے خلاف ہے جبکہ بقول عیسائیاں یہ الہامی ہے اور روح القدس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔

غلطی نمبر۱۰

انجیل متی ۲۷ : ۵۲ میں مذکور ہے کہ :

ہیکل مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑخ گئیں اور قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم ان مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اٹھے اور اس کے جی اٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر مقدس شہر میں گئے اور بہتوں کو دکھائی دیے۔"

یہ تمام افسانہ بالکل جھوٹا ہے۔ فاضل نورٹن نے گو انجیل کی حمایت کی ہے لیکن اس کے باطل ہونے پر اپنی کتاب میں دلائل پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"یہ قصہ قطعی جھوٹا ہے غالباً" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے قصے یہودیوں میں اس وقت پھیلے ہوئے تھے جبکہ یروشلم برباد و ویران ہو گیا تھا۔ ممکن ہے کہ کسی شخص نے انجیل متی کے عبرانی نسخے کے حاشیہ پر لکھ دیا ہو پھر اس کو بعد میں متن میں شامل کر لیا گیا ہو اور یہ متن پھر مترجم کے ہاتھ لگ گیا جس نے اس کے مطابق ہی ترجمہ کر دیا ہو۔"

اس کے خلاف واقعہ اور جھوٹے ہونے پر بہت سے دلائل قائم ہیں۔ مثلاً"

۱۔ یہودی مسیح کو سولی دیے جانے کے اگلے روز پیلاطوس کے پاس پہنچے اور کہا کہ:

"اے آقا ہم کو خوب یاد آیا کہ اس گمراہ کن شخص نے اپنی زندگی میں کہا تھا کہ میں تین دن بعد زندہ ہو جاؤں گا لہذا آپ پہرہ دار مقرر کر دیں تا کہ وہ اس کی قبر کی تین دن تک نگرانی کریں۔" (متی ۲۷: ۶۴)

نیز متی نے ۲۷: ۱۸ و ۱۹ میں صاف بیان کیا ہے کہ پیلاطس اور اس کی بیوی مسیح کے قتل پر راضی نہ تھے اس لیے اگر یہ باتیں ظاہر ہوئیں تو ممکن نہ تھا کہ وہ اس کی طرف جاتے جبکہ ہیکل کے پردے کا پھٹ جانا' پتھروں کا شق ہو جانا' قبروں کا کھل جانا اور مردوں کا زندہ ہو جانا یہ سب علامتیں پیلاطس کے خیال کی حمایت کر رہی تھیں۔ ایسے حالات میں اگر یہودی اس کے پاس جا کر

کہتے کہ مسیح گمراہ تھے (معاذ اللہ) تو وہ یقیناً ان کا دشمن ہو جاتا یا انہیں جھاڑ جاتا کہ وہ شخص پہلے بھی راضی نہ تھا اور اب تو یہ تمام علامات اس کی سچائی کی واضح ہو گئیں۔ لہٰذا تم مجھ سے کلام بھی نہ کرو۔

۲۔ یہ واقعات نہایت عظیم الشان معجزے ہیں لہٰذا یہ اگر واقعی پیش آئے ہوتے تو عادت کے مطابق بے شمار رومی اور یہودی ایمان لے آتے۔ جیسے بقول لوقا عید پینٹی کوسٹ کے دن جب روح القدس نازل ہوا اور حواریوں نے مختلف زبانوں میں کلام کیا تو لوگ بڑے متعجب ہوئے اور تین ہزار افراد ایمان لے آئے (دیکھئے اعمال ۲: ۱ تا ۴۱) ظاہر ہے کہ یہ واقعات تو مختلف زبانوں میں گفتگو کرنے سے زیادہ عظیم الشان اور حیران کن ہیں۔ مگر ان کا رد عمل کچھ بھی ظاہر نہیں ہوا۔

۳۔ یہ واقعات اگر ایسے ہی ظاہر اور مشہور تھے تو یہ بات نہایت بعید ہے کہ انہیں سوائے متی کے کسی اور انجیل نویس یا اس زمانہ کے کسی مورخ نے ان کے متعلق ایک لفظ تک نہ لکھا نہ اشارہ ہی کیا۔ اسی طرح اس دور کے قریبی زمانہ کا کوئی مورخ بھی ان امور کا ذکر نہیں کرتا۔ اگر عیسائی یہ بہانہ کریں کہ مخالفین نے بوجہ مخالفت اور عناد کے یہ باتیں نہیں لکھیں تو کم از کم مواقفین تو ضرور لکھتے بالخصوص لوقا صاحب اس لیے کہ اسے عجائبات لکھنے کا سب سے زیادہ شوق ہے۔ وہ تو ایسے امور کا سراغ اور کھوج لگاتا رہتا ہے جو مسیح سے صادر ہوئے جیسا کہ اس کی انجیل کے باب ۱ اور اعمال باب ۱ سے معلوم ہوتا ہے مگر یہی صاحب متی کے بیان کردہ تفصیلی عجائبات سے صرف ایک دو ہی جملے نقل کرتا ہے کہ ہیکل کا پردہ درمیان سے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا وغیرہ۔ (لوقا ۲۳: ۴۴ و ۴۵) باقی مردوں کو قبروں سے نکلنا اور لوگوں کو دکھائی دینا کچھ ذکر نہیں کرتا۔ پھر یہ بات کیسے ممکن ہے کہ تمام انجیلیں یا اکثر حضرات عام اور غیر عجیب واقعات کو تو لکھیں اور ان عجیب واقعات کو نظر انداز کر جائیں۔ مرقس تو بالکل اختصار کرتا ہے کہ نیز وہ پھٹ گیا۔ (مرقس ۱۵:

(۳۸) باقی سب امور بالکل ذکر نہیں کرتا۔

۴۔ پھر یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ وہ پردہ ریشمی تھا اور نہایت ملائم' جو کہ بالکل سیدھا نہیں پھٹتا بلکہ ترچھا پھٹتا ہے۔ لہٰذا اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانا ناقابل فہم بات ہے۔ دریں صورت تو ہیکل کی عمارت بھی باقی نہیں رہنی چاہیے تھی۔ یہ اشکال تینوں انجیلوں (متی' مرقس' لوقا) پر لازم آتا ہے۔ چوتھی انجیل تو بالکل ہی ان واقعات سے خاموش ہے۔

۵۔ اس میں مندرج بہت سے مقدسوں کے جسموں کا قبروں سے زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہونا' پولس کے کلام کے خلاف ہے کیونکہ اس نے صاف لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے کھڑے ہوئے اور بیدار ہونے والوں میں سب سے اول ہیں۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ:

"مسیح مردوں میں سے جی اٹھا ہے اور جو سو گئے ہیں ان میں پہلا پھل ہوا۔ (ا۔ کرنتھیوں ۱۵ : ۲۰۔ اعمال ب ۲۶۔ کرنتھ اول ۱۵ : ۲۳۔ کلیسیاب ا۔ مکاشفہ ا : ۵ وغیرہ)

ایسے ہی عہد قدیم بھی یہی گواہی دیتا ہے کہ قبر میں گیا کبھی اوپر نہیں آتا۔ (کتاب ایوب ۷: ۹ و ۱۴ : ۲) نیز ۱۴ : ۱۴ میں ہے "اگر آدمی مرجائے تو کیا پھر جئے گا"

ان حوالجات میں واضح ہو گیا کہ از روئے بائبل مقدس کوئی مر کر جی نہیں سکتا تو یہ اتنے مردے کیسے اٹھ کر چلتے پھرتے رہے۔ لہٰذا یہی بات وہی معلوم ہوتی ہے جو فاضل نورٹن نے کہی ہے۔ پھر اس کے کلام سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انجیل کا مترجم محض اٹکل پچو سے کام لیتا ہے اور اس کو رطب و یابس کی کوئی پہچان نہیں ہے۔ متن میں جو کچھ نظر آیا وہ صحیح ہو یا غلط بس ترجمہ کر دیا۔ کیا ایسے آدمی پر اعتماد ہو سکتا ہے؟ خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ (ماخوذ از اظہار الحق اردو ،بتغیر یسیر ص ۵۰۰ تا ۵۰۳)

غلطی نمبر ۱۱

سے نہیں لکھی جیسے وہ اس موقعہ پر مقصود مسیح نہ سمجھ سکا اور ٹھوکر کھائی اسی طرح ممکن ہے کہ دوسرے مواقع پر بھی اس نے اکثر ٹھوکر کھائی ہو اور بدقسمتی سے غلط سلط لکھ دیا ہو۔ بتلایئے ایسی صورت میں اس کی تحریر پر کیسے بھروسہ کیا جا سکتا ہے اور اسے کیسے الہامی تسلیم کیا جا سکتا ہے کیونکہ الہامی کلام تو بے خطا ہوتا ہے۔ (ماخوذ از کتاب بائبل سے قرآن تک ص ۵۰۳ تا ۵۰۵)

اس حوالہ پر باقی بحث آپ موازنہ بائبل میں متی ۱۲ : ۳۹ کے تحت ملاحظہ فرمائیں جو نہایت دلچسپ ہے۔

انجیل متی ۱۲ : ۳۹ میں یوں لکھا ہے کہ:

"اس نے جواب دے کر ان سے کہا کہ اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے سوا کوئی نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جیسے یوناہ تین رات تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔" (عربی بائبل)

ایسے ہی متی ۱۶ : ۴ میں ہے کہ:

"اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔"

اس طرح متی ۲۷ : ۶۳ میں مذکور ہے کہ:

"ہمیں (یہود) یاد ہے کہ اس دھوکہ باز نے جیتے جی کہا تھا میں تین دن کے بعد جی اٹھوں گا۔"

یہ تمام اقوال اس لیے غلط ہیں کہ مسیح کو بقول اناجیل بروز جمعہ تقریباً دوپہر کے قریب سولی دی گئی (یوحنا باب ۱۹) اور ۹ بجے ان کا انتقال ہوا۔ یوسف نے پیلاطس سے شام کے وقت لاش مانگ کر کفن دفن کیا جیسا کہ مرقس ۱۵ : ۴۲ تا ۴۶ میں مذکور ہے۔ اس لیے وہ لا محالہ ہفتہ کی رات میں دفن ہوئے پھر ان کی نعش بروز اتوار صبح کے وقت غائب تھی (انجیل یوحنا) لہٰذا ان کی نعش زمین میں تین دن تین رات نہ رہی بلکہ صرف ایک دن اور دو رات رہی اس لیے تین دن کے بعد جی اٹھنے والی بات قطعی طور پر غلط نکلی۔ چونکہ

یہ تمام اقوال صحیح نہ تھے اس لیے پالس اور شانزنے یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ متی کی ذاتی تفسیر ہے، مسیح کا قول نہیں ہے۔ اور پھر یہ دونوں کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کا مقصود صرف یہ تھا کہ نینوا کے باشندے جس طرح محض وعظ سن کر ایمان لے آئے اور معجزے کے طالب نہ ہوئے اسی طرح لوگ مجھ سے بھی صرف وعظ سن کر راضی ہو جائیں۔ ان دونوں کی تقریر کی بنا پر غلطی کا منشا متی کی بدفہمی تھی اور یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ متی نے یہ انجیل الہام

غلطی نمبر ۲

انجیل متی ۱۶: ۲۷ و ۲۸ میں مذکور ہے:

"کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا اس وقت ہر ایک کو اس کے کاموں کے مطابق بدلہ دے گا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اس کی بادشاہی میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں گے موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے۔" یہ پیش گوئی مرقس ب ۹ اور لوقا ۹: ۲۶ و ۲۷ میں بھی مذکور ہے۔

مندرجہ بالا پیش گوئی کا غلط اور خلاف واقع ہونا تو اظہر من الشمس ہے کیونکہ ان تمام کھڑے لوگوں میں سے ہر ایک نے موت کا مزہ چکھ لیا۔ ان کی تو ہڈیاں بھی باقی نہ رہیں۔ ان کو مرے ہوئے ۲ ہزار سال ہونے کو ہیں مگر ان میں سے ایک نے بھی ابن آدم کو اپنے جلال میں آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اب بتلایئے اس پر بھی پادری حضرات اناجیل کو بے خطا کہتے چلے جائیں گے؟ خدانخواستہ اگر اس صورت میں بھی اناجیل بے خطا ہیں تو پھر دنیا کی کوئی بھی تاریخ و واقعات غلط نہیں ہو سکتے اور کوئی شخص بھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

غلطی نمبر ۳

انجیل متی ۱۰: ۲۳ میں مذکور ہے:

"جب تم کو ایک شہر میں ستائیں تو دوسرے کو بھاگ جاؤ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آجائے گا۔"

ملاحظہ فرمایئے یہ بھی بالکل غلط ہے کیونکہ حواریوں نے اسرائیل کے تمام شہر اور علاقے پھر لیے۔ حتیٰ کہ پولس نے آس پاس کے تمام جزیرے بھی روند لیے اور اب تک مسیحی مشنریوں نے زمین کا چپہ چپہ پھر لیا۔ ہزار ہا مشنیاں صبح شام اپنی کارروائی میں مصروف ہیں مگر مسیح کی آمد کے دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آرہے۔ حتیٰ کہ ان کے انتقال کو بھی ۲۰ صدیاں ہونے کو ہیں مگر ابن آدم اپنی بادشاہی میں نہیں آیا بلکہ ابھی اس کے دور دور تک کوئی آثار نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہ دونوں فرمان عروج آسمانی سے پہلے کے ہیں۔ اب ذیل میں عروج کے بعد کے اقوال سنئے۔

مکاشفہ یوحنا ۲۲: ۱۲ میں مذکور ہے کہ:

"میں بہت جلد آنے والا ہوں۔"

مکاشفہ ۲۲: ۷ میں ہے کہ:

"اور دیکھ میں جلد آنے والا ہوں۔"

مکاشفہ ۲۲: ۱۰ میں ہے کہ:

"پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اس کتاب کی نبوت کی باتوں کو پوشیدہ رکھ کیونکہ وقت نزدیک ہے۔"

آگے آیت ۲۰ میں ہے۔

"بے شک میں جلد آنے والا ہوں۔"

ناظرین کرام مندرجہ بالا اقتباسات ملاحظہ فرمائیں کہ ان مسیحی ارشادات

کی بنا پر عیسائیوں کا پہلا طبقہ اس بات کا معتقد تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ان کے زمانہ میں ہو گا اور قیامت قریب ہے اور ہم بالکل آخری دور میں ہیں۔ (مزید دیکھئے عبرانیوں ب ۱) ان کے کئی علماء نے اعتراف کیا ہے کہ ہمارا عقیدہ صحیح نہ ثابت ہوا لہذا یا تو مسیح کے ارشاد ہی کو سمجھا نہیں گیا یا پھر تحریف والی بات ہی ہے۔ تیسری صورت کا کوئی امکان نہیں۔

غلطی نمبر ۱۲

یعقوب کے خط ۵ : ۸ میں مذکور ہے کہ :

"تم ابھی صبر کرو اور اپنے دلوں کو مضبوط رکھو کیونکہ خداوند کی آمد قریب ہے۔"

پطرس کے پہلے خط ۴ - ۷ میں ہے :

"سب چیزوں کا خاتمہ جلد ہونے والا ہے پس ہوشیار رہو اور دعا کرنے کے لیے تیار۔"

یوحنا کا اول ۲ : ۱۸ میں ہے کہ :

"اے لڑکو یہ اخیر وقت ہے۔"

تھسلنیکیوں کے نام پہلے خط ۴ : ۱۵ میں یوں مذکور ہے کہ :

"چنانچہ ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہیں گے سوئے ہوؤں سے آگے ہرگز نہ بڑھیں گے کیونکہ خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگہ کے ساتھ اترے گا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے ہیں اٹھیں گے پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے تا کہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے۔"

مگر آج تک عیسائیوں کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی اور نہ ہی کبھی ہو گی۔

فلپیوں ۴ : ۵ میں مذکور ہے :

"خداوند قریب ہے۔"

کرنتھیوں اول ۱۰: ۱۱ میں مذکور ہے :

"اور ہم آخری زمانہ والوں کی نصیحت کے لیے لکھی گئیں۔"

اسی خط کے ۱۵: ۵۱ میں ہے کہ :

"دیکھو میں تم سے بھید کی بات کہتا ہوں ہم سب تو نہیں سوئیں گے مگر سب بدل جائیں گے اور یہ ایک دم میں ایک پل میں پچھلا نرسنگا پھونکتے ہی ہو گا کیونکہ نرسنگا پھونکا جائے گا اور مردے غیر فانی حالت میں اٹھیں گے اور ہم بدل جائیں گے۔"

یہ ساتوں اقتباسات ہمارے دعوی کی دلیل ہیں اور چونکہ ان کا عقیدہ ایسا ہی تھا اس لیے ان اقوال کو ان کے ظاہری معنی ہی پر محمول کیا جائے گا۔ کسی قسم کی مجازیت ہرگز قبول نہ کی جائے گی اور کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہ ہوگی جس کے نتیجہ میں یہ اقوال غلط ہوں گے۔ تو گویا صرف اس ایک پیش گوئی کے سلسلے میں یہ سات اغلاط ہیں۔

غلطی نمبر ۱۵

انجیل متی ب ۲۴ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوہ زیتون پر تشریف فرما تھے۔ لوگوں نے آکے پوچھ کر سوال کیا کہ اس زمانہ کی علامات کیا ہیں جس میں بیت المقدس ویران و برباد ہو گا اور مسیح آسمان سے اتریں گے اور جس میں قیامت واقع ہوگی۔ آپ نے تمام علامات بیان فرمائیں' پہلے وہ وقت بتلایا جس میں بیت المقدس ویران ہو گا پھر فرمایا کہ اس حادثہ کے فوراً بعد اسی زمانہ میں میرا نزول ہو گا اور قیامت آ جائے گی۔

پس اس باب میں آیت نمبر ۲۸ تک بیت المقدس کی ویرانی کے متعلق تذکرہ ہے اور آیت ۲۹ سے آخر تک نزول مسیح اور قیامت کا ذکر ہے۔

اس مسلک کو فاضل پولس اور انسٹار اور دیگر مسیحی علماء نے پسند کیا ہے اور یہی بات سیاق کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ جن لوگوں نے اس کے سوا دوسری راہ اختیار کی ہے وہ غلطی پر ہیں ان کی بات ناقابل التفات ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر یوں لکھا ہے کہ:

"اور فوراً" ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس کنارے سے اس کنارے تک جمع کریں گے۔"

اس کے بعد آیت ۳۴ و ۳۵ میں یوں مذکور ہے:

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ باتیں نہ ہو لیں، یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی۔ آسمان و زمین ٹل جائیں گے، لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔"

مندرجہ بالا اقتباس سے صاف معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور قیامت کی آمد بلا تاخیر اس زمانہ میں ہوگی جب بیت المقدس برباد اور ویران ہوا جیسا کہ مسیح کے یہ الفاظ اس پر شاہد ہیں کہ "فوراً" ان دنوں کی مصیبت کے بعد" اس طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ نسل جو مسیح کی ہمعصر ہے وہ ان تینوں واقعات (بربادی ہیکل، نزول مسیح اور قیام قیامت) کا مشاہدہ کرے جیسا کہ خود حواریوں اور پہلے طبقہ کے عیسائیوں کا یہی نظریہ تھا تا کہ مسیح کی بات نہ ٹل جائے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ وہ بات ٹل گئی اور زمین و آسمان اب تک نہیں ٹلے اور بدستور قائم و استوار ہیں اور حق باطل ہو گیا۔ (العیاذ

بلکہ انجیل مرقس ب ۱۳ اور لوقا ب ۲۱ میں بھی اس قسم کی عبارت ہے اور اس قصہ میں واضح غلطی ہو گئی اور تینوں انجیلوں والوں نے اس غلط واقعہ کو لکھنے پر ہی اتفاق کر لیا۔ اسی بنا پر تینوں کے اتفاق میں تین غلطیاں وجود پذیر ہو گئیں مثل تثلیث کے۔

غلطی نمبر ۱۶

انجیل متی ۱۹: ۲۸ میں مذکور ہے کہ:

یسوع نے ان سے کہا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لیے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔

گویا عیسیٰ علیہ السلام اپنے بارہ حواریوں کے دین حق کا میابی اور نجات پانے اور بارہ کرسیوں پر بیٹھنے کی گواہی دے رہے ہیں' جو غلط ہے اس لیے کہ ان بارہ میں سے ایک صاحب یہودا اسکریوتی تو عیسائی نظریہ کے مطابق مرتد ہو گئے تھے اور اسی حالت میں ان کی موت ہوئی اور جہنمی بنے تو پھر ان کے لیے بارہویں کرسی پر بیٹھنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

غلطی نمبر ۱۷

انجیل یوحنا ۱: ۵۱ میں مذکور ہے کہ:

پھر اس نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم آسمان کو کھلا اور خدا کے فرشتوں کو اوپر جاتے اور ابن آدم پر اترتے دیکھو گے۔"

یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ یہ بات اصطباغ اور روح القدس کے نزول کے بعد کہی گئی تھی حالانکہ ان دونوں واقعات کے بعد نہ تو کسی نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور نہ عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے فرشتوں کو نازل ہوتے اور جاتے

ہوئے دیکھا یعنی دونوں وعدوں کا مجموعہ غلط ہے۔

غلطی نمبر ۱۸

انجیل یوحنا ۳: ۱۳ میں مذکور ہے کہ:

"اور آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اس کے جو آسمان سے اترا یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے۔"

یہ بھی غلط ہے اس لیے کہ حنوک اور ایلیا علیہما السلام آسمان پر لے جائے گئے اور چڑھے جس کی تصریح کتاب پیدائش ۵: ۲۴ اور سلاطین ثانی باب ۲ میں موجود ہے۔ ادھر خاتم المرسلین ﷺ شب معراج میں ہفت افلاک سے بھی اوپر تشریف لے گئے۔

غلطی نمبر ۱۹

انجیل مرقس ۱۱: ۲۳ میں مندرج ہے کہ:

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اس پہاڑ کو کہے کہ تو اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ اور اپنے دل میں شک نہ کرے بلکہ یقین کرے کہ جو کہتا ہے وہ ہو جائے گا تو اس کے لیے وہی ہو گا۔"

پھر اسی انجیل کے ۱۶: ۱۷ میں یوں مذکور ہے:

"اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے کہ وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے' نئی نئی زبانیں بولیں گے' سانپوں کو اٹھائیں گے اور اگر یہ کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائیں گے۔"

انجیل یوحنا ۱۴: ۱۲ میں ہے:

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے بھی بڑے کام کرے گا۔"

ملاحظہ فرمائیں پہلے اقتباس میں ہر یقین والے کے متعلق بیان ہے کہ اگر پہاڑ کو بھی کہہ دے کہ اکھڑ کر سمندر جا پڑ تو وہ جا پڑے گا۔ اس میں کسی خاص شخص کا ذکر نہیں حتی کہ مسیح پر ایمان لانا بھی شرط نہیں۔

دوسرے اقتباس میں بھی کسی شخص یا زمانہ کی قید نہیں۔ اگر کوئی یہ بات کہنے لگے کہ یہ طبقہ اولیٰ کے ساتھ خاص ہے تو اس کا یہ دعویٰ بھی درست نہیں لہٰذا آج بھی یہ ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص پہاڑ کو کہہ دے کہ تو اکھڑ کر سمندر میں جا گر اور وہ ایسے یقین کے ساتھ کہے کہ ایسا ہو جائے گا تو لازماً ایسا ہی واقع ہو گا۔ نیز اس زمانہ میں عیسیٰ پر ایمان لانے والوں کی یہی نشانی کرامت بھی ہوگی اور اسے مسیح کے کارنامے دکھانے ضروری ہوں گے بلکہ ان سے بھی بڑے۔ حالانکہ یہ حقیقت اور واقعہ کے خلاف ہے اور ہمارے علم میں کوئی ایک بھی عیسائی ایسا نہیں ہے جس نے مسیح سے بڑے کارنامے دکھلائے ہوں نہ پہلے طبقہ میں اور نہ بعد کے لوگوں میں لہٰذا یہ کہنا غلط ثابت ہوا کہ "ان سے بھی زیادہ بڑے کام کرے گا" بلکہ یہاں تو مسیح جیسے کارنامے بھی کسی طبقہ میں نہیں پائے جاتے۔ ان سے بڑھ کر تو دور کی بات ہے۔ نیز یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ مسیح کے کارنامے (معجزات) کے پیش نظر عیسائیوں نے انہیں الوہیت کا درجہ دے دیا ہے تو جب آپ کی امت کے کسی بھی طبقہ میں مسیح جیسے یا ان سے بڑھ کر کارنامے صادر ہوں گے تو وہ شخص بھی الوہیت کا مالک ہو گا یا ان سے بھی بڑا خدا کہلانے کا مستحق ہو گا۔

ادھر فرقہ پروٹسٹنٹ کے علماء نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ طبقہ اولیٰ کے بعد کسی سے معجزات کا صدور دلیل قوی سے ثابت نہیں۔ آپ خود ہندوستان میں پروٹسٹنٹ یا کیتھولک کے بڑے بڑے پادریوں کو ملاحظہ کریں کہ باوجود بڑی محنت کے پھر بھی اردو کے صحیح تلفظ پر قادر نہیں ہو سکے۔ مونث مذکر اور واحد جمع میں تمیز کلی نہیں کر سکتے۔ جب زبان دانی پر قدرت

نہیں تو بلاشبہ شیاطین کا نکالنا' سانپوں کو اٹھا لینا' زہر پی لینا اور مریضوں کو شفا دینا تو دور کی بات ہے۔ بات تو یہ ہے کہ ہمارے زمانہ کے عیسائی صحیح عیسائی بھی نہیں اسی لیے ان سے ایسی کرامات صادر نہیں ہوتیں ہاں بعض اوقات ان کے بڑوں نے کرامات دکھانے کے جھوٹے دعوے کیے۔ لیکن وہ صرف دعوے ہی رہے۔ حقیقت کا روپ نہ لے سکے۔ مثلاً"

مارٹن لوتھر کا معجزہ

کتاب مرآۃ الصدق مطبوعہ ۱۸۵۱ء میں ہے کہ ایک دفعہ لوتھر نے دسمبر ۱۵۴۳ء میں ایک شخص سے شیطان نکالنے کا پروگرام بنایا تو اس کے ساتھ وہی معاملہ پیش آیا جو ان یہودیوں کو پیش آ چکا تھا جنہوں نے شیطان کے نکالنے کا ارادہ کیا تھا جس کا ذکر اعمال ۱۹: ۱۴ میں ہے۔ چنانچہ شیطان نے لوتھر پر حملہ کیا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو زخمی کر ڈالا۔ شاگرد نے جب دیکھا کہ شیطان نے اس کے استاد لوتھر کی گردن دبا رکھی ہے اور اسے مار دے گا تو وہ بھاگنے لگا مگر چونکہ بدحواس ہو چکا تھا اس لیے دروازہ کا قفل نہ کھول سکا اور اس ہتھوڑے سے جو اس کے نوکر نے روشن دان کے ذریعے دیا تھا' دروازہ توڑ کر بھاگا۔ (مرآۃ الصدق ص ۱۰۵ تا ۱۰۷ منقول از بائبل سے قرآن تک ص ۵۱۸ ج ۱)

کالون کی شرارت اور اس کا عبرتناک انجام

یہ دوسرا واقعہ بلسک وائل سیرس مورخ نے فرقہ پروٹسٹنٹ کے ایک بڑے پادری کالون کا جو لوتھر کی سی پوزیشن کا مالک تھا ذکر کیا ہے کہ اس نے ایک شخص بیروس کو اس بات کے لیے رشوت دی کہ تم چت لیٹ کر سانس روک کر مردہ کی طرح ہو جانا اور جب میں آؤں اور یہ کہوں کہ اے بیروس مردے اٹھ کھڑا ہو اور زندہ ہو جا تو تم زندہ ہو کر کھڑے ہو جانا۔ ایسے طور پر

جس سے معلوم ہو کہ تم واقعی مردہ تھے اور اب زندہ ہوئے ہو اور پھر اس کی بیوی کو بھی کہا کہ جب تمہارا شوہر اپنے آپ کو مردہ بنا لے تو تم خوب رونا چیخنا۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی نے ایسا ہی کیا۔ عورت کو روتے دیکھ کر بہت سی ہمدردی دینے والی عورتیں جمع ہو گئیں۔ تب کالون صاحب آئے اور اس کی بیوی سے کہا تم مت روؤ میں اس کو زندہ کر دوں گا۔ پھر اس نے چند دعائیں پڑھیں اور بیروس کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ خدا کے نام سے تو کھڑا ہو جا مگر اس کی مکاری اور فریب کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ بیروس واقعی مر چکا تھا اور خدا نے اس کی مکاری اور فریب کا پردہ چاک کر دیا جس سے سچے معجزات کی توہین ہوتی تھی' اس سے انتقام لیا اور کالون کی تمام دعائیں بیکار گئیں اور اسے نہ بچا سکیں۔ جب اس کی بیوی نے یہ انقلاب دیکھا تو دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا اور چلا کر کہا کہ میرا شوہر تو عہد و پیمان کے وقت زندہ تھا اور اب تو یہ پتھر کی طرح مردہ اور ٹھنڈا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے عیسائی بزرگوں کی کرامات کا نمونہ۔ یہ دونوں بزرگ (لوتھر اور کالون) پولس کی طرح مقدس لوگ تصور ہوتے تھے تو جب ان بڑوں کا یہ حال ہے تو ان کے متبعین کا کیا حال ہو گا؟

تیسرا عیسائی معجزہ

پوپ اسکندریہ ششم جو کیتھولک گرجے کا سربراہ اور کیتھولک فرقہ کے خیال میں خدا کا نائب تصور ہوتا تھا اس نے جو زہر دوسرے کے لیے رکھا تھا وہ خود پی لیا جس کے نتیجے میں وہ موت کے منہ میں چلا گیا۔ تو پھر جب گرجے کے سربراہ اور خدائی خلیفہ کا یہ حال ہے تو رعایا کے حال کا آپ خود اندازہ لگا لیں۔ غرضیکہ دونوں فرقوں کے بڑے بڑے حضرات اور سربراہ مذکور بالا علامات سے بالکل خالی ہیں۔ ان مشاہدات کے پیش نظر انہوں نے واضح فتویٰ دے دیا

کہ یہ اظہار معجزات صرف طبقہ اولیٰ کے ساتھ وابستہ تھا۔ اب نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ لوگ اس تجربہ میں بار بار ناکامی کی ذلت اٹھا چکے تھے۔

ایک اور طریقہ سے

کتاب اعمال باب ۱۹ آیات ۱ تا ۶ میں لکھا ہے کہ

"اور جب اپلوس کرنتس میں تھا تو ایسا ہوا کہ پولس اوپر کے علاقے سے گزر کر افسس میں آیا اور کئی شاگردوں کو دیکھ کر ان سے کہا کیا تم نے ایمان لاتے وقت روح القدس پایا؟ انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے تو سنا بھی نہیں کہ روح القدس نازل ہوا ہے۔ اس نے کہا پس تم نے کس کا بپتسمہ لیا؟ انہوں نے کہا کہ یوحنا کا بپتسمہ۔ پولس نے کہا یوحنا نے لوگوں کو یہ کہہ کر توبہ کا بپتسمہ دیا کہ جو میرے پیچھے آنے والا ہے" اس پر یعنی یسوع پر ایمان لانا۔ انہوں نے یہ سن کر خداوند یسوع کے نام کا بپتسمہ لیا۔ جب پولس نے ان پر ہاتھ رکھا تو روح القدس ان پر نازل ہوا اور وہ طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوت کرنے لگے۔"

یہ اقتباس صحیح ایمان کی علامت یہ بیان کر رہا ہے کہ مسیح کے نام کا بپتسمہ لیتے وقت روح القدس نازل ہوتا ہے اور بپتسمہ لینے والا اس سے معمور ہو کر طرح طرح کی زبانیں بولنے لگتا ہے۔ مگر اب تمام پادری مل کر بھی یہ علامت ظاہر نہیں کر سکتے۔ نیز یہ جو لکھا ہے کہ یوحنا کے بپتسمہ میں یہ بات نہ تھی، یہ بھی درست نہیں کیونکہ جب ان سے مسیح نے بپتسمہ لیا تو اسی وقت ان پر روح القدس بشکل کبوتر نازل ہوا۔ باقی اگلی بات کہ وہ بپتسمہ دے کر کہتے ہیں کہ میرے بعد ایک ہستی آ رہی ہے۔ تو یہ بات ہر نبی نے بتلائی ہے۔ خود مسیح نے بھی فرمایا تھا کہ میرے بعد وہ وکیل شفیع اور تسلی دہندہ آنے والا ہے جو تمہیں تمام سچائی بتلا دے گا۔ وہ تھے خاتم الانبیاء صلی

اللہ علیہ وسلم۔ لہذا یہ بات درست نہیں کہ یوحنا کے بپتسمہ سے روح القدس کا نزول نہیں ہوتا تھا اور مسیح کے بپتسمہ سے ہوتا ہے۔ آؤ آج دنیا کا کوئی پوپ' کوئی بشپ اس طرح بپتسمہ دے تو آؤ میں تیار ہوں۔ ہے کوئی فرزند صلیب جو میدان میں آنے کی ہمت کرے؟ جب یہ شرط ہی نہ ظاہر ہے تو ان کے بپتسمہ دینے کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟ نیز یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ خود مسیح نے تو کبھی خود بپتسمہ دیا ہی نہیں۔ (یوحنا)

غلطی نمبر ۲۰

انجیل لوقا باب ۳ میں ہے:

"وہ سلح کا اور وہ قینان کا اور وہ ار فکسد کا۔"

مگر یہ غلط ہے اس لیے کہ سلح ار فکسد کا بیٹا ہے نہ کہ پوتا جس کی تصریح پیدائش ۱۱ اور کتاب تواریخ اول باب ۱ میں مذکور ہے اور تمام علمائے پروٹسٹنٹ کے نزدیک عبرانی نسخہ کے مقابلہ میں ترجمہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لیے کوئی ترجیح محض اس لیے کہ وہ لوقا کی انجیل کی موافقت کرتا ہے خود عیسائیوں کے نزدیک بھی اور ہمارے خیال میں بھی لائق ترجیح نہیں ہو سکتا بلکہ ہم تو کہیں گے کہ اس ترجمہ میں عیسائیوں نے تحریف کی ہے تاکہ اس کو اپنی انجیل کے مطابق بنا سکیں۔ (چنانکہ ۱۸۲۳ء میں بنارس کمیٹی نے یہ انجیلی مطابقت کا کام کیا بھی ہے۔ کاتب الکتاب)

غلطی نمبر ۲۱

انجیل متی ۱۹: ۲۸ میں مذکور ہے کہ:

یسوع نے ان سے کہا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لیے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔"

کہ جناب مسیح ؑ بارہ حواریوں کے بارے میں کامیابی اور نجات اور بارہ تختوں پر بیٹھنے کی گواہی دے رہے ہیں جو صحیح نہیں ہے کیونکہ ان بارہ میں سے ایک فرد یہوداہ اسکریوتی باغوائے شیطانی مرتد ہو گیا تھا اور مسیح ؑ نے ان کے متعلق بد دعا بھی فرمائی تھی۔ وہ اس حالت میں مر کر جہنمی ہو گیا تو پھر وہ اپنی بارہویں کرسی پر کیسے بیٹھ سکتا ہے؟ بلکہ اب گیارہ حواری باقی رہ گئے تو بارہ تختوں والی بات غلط ثابت ہو گئی۔

غلطی نمبر ۲۲

انجیل لوقا ۴ : ۲۵ میں لکھا ہے کہ حضرت ایلیاہ نبیؑ کے زمانہ میں ساڑھے تین سال تک زمین پر بارش نہیں ہوئی۔ نیز یہ بات خط یعقوب ۵ : ۱۷ میں بھی ہے۔ مگر یہ بات خلاف واقع ہے کیونکہ سلاطین اول باب ۱۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش تیسرے سال ہوئی نہ کہ چوتھے سال۔

غلطی نمبر ۲۳

انجیل لوقا باب ۱ میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم سے حضرت مسیح ؑ کے پیدا ہونے کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے گا اور اس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا" (آیات ۳۲ و ۳۳)

یہ بات دو لحاظ سے غلط ہے:

اول تو اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام یہو یقیم کی اولاد سے ہیں متی کے نسب نامہ کے مطابق۔ اور یہو یقیم کی اولاد سے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ داؤد کی کرسی پر بیٹھے جیسے یرمیاہ باب ۳۶ سے معلوم ہوتا ہے۔

دوم اس لیے کہ مسیح ؑ کو ایک منٹ کے لیے بھی داؤد کے تخت پر بیٹھنا

نصیب نہیں ہوا اور نہ ہی ان کو اولاد یعقوب پر بادشاہت میسر ہوئی۔ بلکہ اس کے برعکس ان لوگوں نے دشمن بن کر ان کو گرفتار کر کے پیلاطس سے مصلوب کروا دیا۔ علاوہ ازیں انجیل یوحنا ۶ : ۱۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بادشاہی سے متنفر تھے اور جس کام کے لیے خدا نے ان کو بھیجا تھا اس سے بے زاری عقل میں نہیں آ سکتی۔ لہٰذا مندرجہ بالا بشارت درست نہ ہوئی۔

غلطی نمبر ۲۴

انجیل مرقس باب ۱۰ میں مذکور ہے کہ:

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایسا کوئی نہیں جس نے گھر یا بھائیوں یا بہنوں یا ماں یا باپ یا بچوں یا کھیتوں کو میری خاطر اور انجیل کی خاطر چھوڑ دیا ہو اور اب اس زمانہ میں سو گنا نہ پائے۔ گھر اور بھائی اور بہنیں اور مائیں اور بچے اور کھیت مگر ظلم کے ساتھ اور آنے والے عالم میں ہمیشہ کی زندگی۔" (آیات ۲۹ تا ۳۰)

اور انجیل لوقا ۱۸ میں یہی بات یوں مذکور ہے کہ:

"اور اس زمانہ میں کئی گنا زیادہ نہ پائے اور آنے والے عالم میں ہمیشہ کی زندگی۔"

حالانکہ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ جب اس نے ایک بیوی چھوڑ دی تو اسی زمانہ میں اسے ایک سو بیویاں ملنا محال ہے کیونکہ عیسائیوں کے ہاں ایک سے زیادہ کے ساتھ نکاح ہی درست نہیں اور اگر ان عورتوں سے مراد مسیح پر ایمان لانے والی عورتیں ہیں کہ ان کو بلا نکاح رکھا جائے تو یہ معاملہ اور زیادہ شرمناک اور قبیح ہو جائے گا۔ نیز سو ماؤں کا ملنا بھی قابل توجہ ہے۔ ایسے ہی دوسری نعمتیں۔

نیز یہ مسئلہ انجیل متی ۱۹ : ۲۹ میں اور ہی طرح مذکور ہے کہ:

"اور جس کسی نے گھروں یا بھائیوں یا بہنوں یا باپ یا ماں یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا اس کو سو گنا ملے گا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہو گا"

ناظرین کرام اب دوبارہ اس اقتباس پر نظر ڈالئے کہ کھیت گھر کا سو گنا ملنا تو ممکن ہے مگر بھائی' بہن یا ماں یا باپ' بچوں کا سو گنا ملنا تو ذرا ٹیڑھی ہی کھیر والا معاملہ ہے۔ بالخصوص آج کل کے قانون منصوبہ بندی کے تناظر میں' جس کو یہ عیسائی اپنے ممالک اور دیگر اقوام پر بھی زبردستی ٹھونس رہے ہیں۔ ذرا کوئی پادری یا بشپ یا پوپ بتلائے کہ سو گنا باپ یا ماں کیسے ملیں گے۔ سو بیوی کیسے ملے گی؟ سو بھائی یا بہن ہر ایک کو کیسے ملے گا؟ کیا ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے یا فطری پیدائش کے ذریعے؟ ہاں ہاں کیا یہ صورت نہیں کہ ان سب کی قیمت لگا کر اتنی رقم یا اس کے بدلے کوئی فیکٹری کارخانہ یا چھوٹا موٹا علاقہ اور جاگیر ہی مل جائے۔ کوئی نہ کوئی صورت تو متعین فرمائی جائے۔ علاوہ ازیں مرقس کے اقتباس میں یہ قول کہ "اور کھیت مگر ظلم کے ساتھ" کیونکہ بات تو بہترین جزا کی ہو رہی ہے اس میں ظلم کا کیا دخل ہے؟ الغرض یہ تمام مرحلہ عقل و فکر کے لیے نہایت پریشان کن ہے۔ لہٰذا پادری حضرات کوئی قابل قبول حل تلاش کریں۔

غلطی نمبر ۲۵

انجیل مرقس باب ۵ میں ایک مجنون سے بد روحوں کے نکالے جانے کی کیفیت اسی طرح بیان کی گئی ہے کہ:

"پس انہوں (یعنی بدروحوں) نے اس کی منت کر کے کہا کہ ہم کو ان سوروں میں بھیج دے تاکہ ہم ان میں داخل ہوں پس اس نے ان کو اجازت دی۔ اور ناپاک روحیں نکل کر سوروں میں داخل ہو گئیں اور وہ غول جو کوئی دو

سوروں کا تھا کڑاڑے پر سے جھپٹ کر جھیل میں جا پڑا اور جھیل میں ڈوب مرا۔"

(آیت ۳۳ و ۳۴)

یہ بھی بالکل غلط ہے اس لیے کہ سور یہودیوں کے لیے تو حرام تھا اور عیسائی جو اس دور میں کھانے والے تھے وہ اس قدر کثیر مال کے مالک نہ تھے تو پھر اتنے بڑے ریوڑ کا مالک کون تھا؟ نیز عیسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ ممکن تھا کہ وہ اس دیوانہ کو ان سوروں کو ہلاک کیے بغیر بھی شفا دے دیتے۔ جو نصاریٰ کی نگاہ میں بھیڑ بکری کی طرح پاکیزہ مال تھا' یہ مدت تک ان کے کام آ سکتا تھا۔ یا جس طرح ایک آدمی سے نکالے گئے تھے اسی طرح ایک ہی خنزیر میں داخل کر کے معاملہ مختصر کر دیتے۔ انہوں نے خواہ مخواہ کسی کا اتنا نقصان کیوں کیا؟

غلطی نمبر ۲۶

انجیل متی باب ۲۶ : ۶۴ میں یہودیوں سے ہمکلام ہوتے وقت قول مسیح یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

"اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کو داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔"

یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہودیوں نے کبھی بھی مسیح علیہ السلام کو آسمانی بادلوں سے آتا ہوا نہیں دیکھا نہ وفات سے قبل اور نہ بعد میں۔ تو پھر مسیح "کا یہ فرمان کیسے درست اور سچا ہو گا؟

غلطی نمبر ۲۷

انجیل لوقا ۶ : ۴۰ میں یوں مذکور ہے کہ:

"شاگرد اپنے استاد سے بڑا نہیں بلکہ ہر ایک جب کامل ہوا تو اپنے استاد جیسا ہو گا۔"

ایسے ہی متی ۱۰: ۲۴ میں ہے کہ:

"شاگرد اپنے استاد سے بڑا نہیں ہوتا اور نہ نوکر اپنے مالک سے۔"

یہ بھی غلط ہے کیونکہ ہزاروں شاگرد کمال حاصل ہوجانے کے بعد اپنے استاد سے بڑھ گئے۔ مثلاً" ایک شخص پرائمری کے استاد سے پڑھنے کے بعد ایم اے وغیرہ پڑھ کر بڑے سے بڑا اسکالر بن جاتا ہے مگر استاد ابھی پرائمری میں ہی پڑھا رہا ہوتا ہے۔ لہذا یہ بات مشاہدہ کے بھی خلاف ہے۔ نیز یہ قاعدہ اس وقت بھی مضحکہ خیز نظر آئے گا جبکہ ہم مسیح" کو یوحنا کے تناظر میں دیکھیں گے کہ مسیح باوجودیکہ یوحنا سے بپتسمہ لیتے ہیں مگر اپنے آپ کو ان سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔

غلطی نمبر ۲۸

انجیل یوحنا ۱۱: ۴۹ تا ۵۲ میں یوں مذکور ہے کہ:

"اور ان میں سے کائفا نام ایک شخص نے جو اس سال سردار کاہن تھا ان سے کہا تم کچھ نہیں جانتے اور نہ سوچتے ہو کہ تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی امت کے واسطے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو۔ مگر اس نے یہ اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ اس سال سردار کاہن ہو کر نبوت کی کہ یسوع اس قوم کے واسطے مرے گا اور نہ صرف اس قوم کے واسطے بلکہ اس واسطے بھی کہ خدا کے پراگندہ فرزندوں کو جمع کر کے ایک کر دے۔"

یہ اقتباس بھی کئی وجوہ سے غلط ہے۔

اول تو اس لیے کہ اس کلام کا مقتضا یہ ہے کہ یہودیوں کے سردار کاہن کے لیے نبی ہونا ضروری ہے جو یقینی طور پر غلط ہے۔

دوم اس لیے کہ اگر اس کا یہ قول بحیثیت نبوت کے ہے تو لازم آتا ہے کہ عیسیٰ" کی موت کو فقط یہودیوں کے لیے کفارہ تسلیم کیا جائے نہ کہ

سارے عالم کے لیے جو کہ عیسائی نظریات اور دعاوی کے سراسر خلاف ہے۔

اور یہ بھی لازم آئے گا کہ صاحب انجیل کا یہ قول کہ "نہ صرف اس قوم کے واسطے" قطعی لغو اور نبوت کے خلاف ہو۔

سوم اس لیے کہ یہ پیغمبر جس کی نبوت صاحب انجیل کے نزدیک مسلم ہے وہی ہے جو اس وقت کاہنوں کا رئیس تھا جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے سولی دی گئی تھی اور یہی وہ شخص ہے جس نے مسیح " کے قتل ہونے اور ان کے جھوٹا ہونے اور کافر ہونے کا فتویٰ دیا تھا اور آپ کی توہین اور مارپیٹ پر خوش ہوا تھا۔ چنانچہ انجیل متی ۲۶ : ۵۷ میں لکھا ہے کہ:

"اور یسوع کو پکڑنے والے اس کو کائفا نام سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں فقیہ اور بزرگ جمع ہوئے تھے۔"

پھر آگے آیت ۶۳ میں لکھا ہے کہ:

"مگر یسوع خاموش ہی رہا۔ سردار کاہن نے اسے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے کہا کہ تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کے داہنی طرف بیٹھے ہوئے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔ اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اس نے کفر بکا ہے اب ہم کو گواہوں کی کیا حاجت رہی۔ دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سنا ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ قتل کے لائق ہے۔ اس پر انہوں نے اس کے منہ پر تھوکا اور اس کے مکے مارے اور بعض نے طمانچے مار کر کہا اے مسیح! ہمیں نبوت سے بتا کہ تجھے کس نے مارا؟" (آیات ۶۳ تا ۶۸)

چوتھے انجیلی نے بھی اپنی انجیل یوحنا ۱۸ : ۱۳ و ۱۴ میں یہ اعتراف کیا ہے کہ:

"اور پہلے اسے حنا کے پاس لے گئے کیونکہ وہ اس برس کے سردار کاہن

کائفا کا سسر تھا۔ یہ وہی کائفا تھا جس نے یہودیوں کو صلاح دی تھی کہ امت کے واسطے ایک آدمی کا مرنا بہتر ہے۔"

اب ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ قول بحیثیت نبوت تھا اور اس کے معنی بھی وہی تھے جو اس انجیل نے سمجھے ہیں تو پھر اس نے مسیح کے قتل کا فتویٰ کیسے دیا اور ان کو جھوٹا اور کافر کیونکر قرار دیا۔ ان کی توہین اور مار پیٹ پر کیسے راضی ہوا؟ کیا کوئی پیغمبر اپنے خدا کے قتل کا فتویٰ دے سکتا ہے؟ کیا خدائی میں اسے جھوٹا قرار دے سکتا ہے اور اس کی توہین و تکفیر کر سکتا ہے؟ اور اگر نبوت کے وسیع جامے میں یہ تمام گندگیاں سما سکتی ہیں تو پھر ہم ایسے دعوائے نبوت اور ایسے پیغمبر سے بھی بیزار ہیں۔

سچی بات تو یہ ہے کہ یوحنا حواری بھی اس قسم کے بیہودہ اقوال سے اسی طرح بری اور پاک ہے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعوائے الوہیت سے بری اور پاک ہیں اور یہ تمام خرافات تثلیث پرستوں کی بنائی من گھڑت ہے۔

بالفرض اگر کائفا کے قول کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی اس کا مطلب یہ ہو گا کہ مسیح کے شاگردوں اور معتقدوں نے جب اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی نبی موعود ہیں ادھر عوام کا خیال عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ تھا کہ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ یہودیوں کا عظیم الشان بادشاہ ہو تو خود اس کو اور اکابر یہود کو یہ خطرہ معلوم ہوا کہ اس خیال کی اشاعت موجب فساد ہو گی اور قیصر روم کی خفگی کا سبب بن جائے گی اور نتیجے میں ہم لوگ بیٹھے بٹھائے مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ تب اس نے کہا کہ عیسیٰ کے ہلاک کر دینے میں پوری قوم کی بچت ہو سکتی ہے۔

یہ تھا صحیح مفہوم، نہ یہ کہ سارے عالم کے انسان اس اصلی اور موروثی گناہ سے چھوٹ جائیں گے جس کا مصداق عیسائیوں کے ہاں آدم کا وہ

موروثی گناہ ہے جو آدم کے شجر ممنوع کے کھانے کی بنا پر ہزاروں سال قبل از مسیح صادر ہوا تھا۔ اس لیے یہ ایک محض وہم تھا جس کے یہودی معتقد نہیں ہیں۔ غالباً اس انجیلی کو پڑھ میں یہ فروگزاشت محسوس ہوئی جس کی بنا پر باب ۱۸ میں بجائے "نبوت کرنے" کے "صلاح دی" کے الفاظ کو استعمال کیا گیا کیونکہ کسی بات کی صلاح دینا اور بات ہے اور بحیثیت نبوت کے کلام کرنا دوسری بات ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اناجیل کے تحریر کرنے والے لوگ کچھ بھی سمجھدار نہ تھے۔ کسی بات کی تہہ تک پہنچنا ان کے بس کی بات نہ تھی اس لیے انہوں نے ایسی غیر موافق باتیں درج کر دیں۔ اس کے بعد بھی محض اکابر پرستی اور نقل در نقل کرنے کی مشقت اور زحمت گوارا کرنی پڑی اس کے باوجود پھر بھی بات نہیں بنی۔ اب ایسی بے شمار اغلاط موجود ہیں جو کہ کسی طور پر کوئی منطقی طور پر چسپاں نہیں ہو سکتیں۔ پھر یہ بات اور بھی قابل تعجب ہے کہ اتنے نقائص کے ہوتے ہوئے پھر بھی کسی پوری اناجیل کو بے خطا اور غیر محرف کہتے نہیں تھکتے۔ اللہ ان پر رحم کرے۔

غلطی نمبر ۳۰

خط رومیوں ۹ : ۲۵ میں مذکور ہے کہ:

"چنانچہ ہوسیع کی کتاب میں بھی خدا یوں فرماتا ہے کہ جو میری امت نہ تھی اسے اپنی امت کہوں گا اور جو پیاری نہ تھی اسے پیاری کہوں گا۔"

ریفرنس بائبل میں اس کا حوالہ ہوسیع ۲ : ۲۳ درج ہے مگر وہاں اس چیز کا نام و نشان نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ حوالہ بھی "وہ ناصری کہلائے گا" کی طرح غلط ہے جو کہ کلام الٰہی کے شایان شان نہیں ہے۔

غلطی نمبر ۳۱

یہوداہ کے عام خط میں مذکور ہے کہ:

"ان کے بارے میں حنوک نے بھی جو آدم سے ساتویں پشت میں تھا یہ پیش گوئی کی تھی کہ دیکھو خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا تا کہ سب آدمیوں کا انصاف کرے" (آیت ۱۴)

یہ حوالہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ حنوک کا تذکرہ کتاب پیدائش ۵: ۱۸ تا ۲۴ میں مذکور ہے مگر وہاں اس پیش گوئی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

اب پادری صاحبان بتلائیں کہ آیا عہد جدید میں اضافہ ہو گیا ہے یا عہد قدیم سے اس پیش گوئی کو خارج کر دیا گیا ہے۔ آپ لوگوں نے تو ۱۸۴۲ء میں عہد جدید کو قدیم کے مطابق کرنے کی بھی جدوجہد فرمائی تھی مگر پھر بھی اس قسم کے کافی کھلے نظروں سے اوجھل ہی رہ گئے۔ نیز خدا جانے موافقت کرنے میں کیا رویہ اختیار کیا گیا۔ آیا عدم مطابقت کی صورت میں عہد قدیم سے کچھ نکالا گیا یا داخل کیا گیا تا کہ دونوں میں موافقت پیدا ہو جائے۔ پادری صاحبان! اگر یہ لعنت تحریف نہیں تو فرمائیے کہ تحریف کس جانور کا نام ہے؟ میری تو ہمدردانہ گزارش ہے کہ آپ حقائق سے منہ نہ موڑیں۔ جو ایک حقیقت واقعی ہے اسے تسلیم کر لینا ہی عقلمندی ہے۔ بالخصوص اس سائنٹی اور علمی دور میں ایسی حرکت نہایت ہی نامعقول اور قدامت پسندی کے مترادف ہے۔

اس حوالہ پر مزید تبصرہ موازنہ کے حصہ میں ملاحظہ فرمائیں جو نہایت دل چسپ ہے۔

غلطی نمبر ۳۲

رسالہ عبرانیوں میں لکھا ہے کہ:

"چنانچہ جب موسیٰ تمام امت کو شریعت کا ہر ایک حکم سنا چکا تو بچھڑوں اور بکروں کا خون لے کر پانی اور لال اون اور زوفا کے ساتھ اس کتاب اور تمام

اشخاص پر چھڑک دیا اور کہا کہ یہ اس عہد کا خون ہے جس کا حکم خدا نے تمہارے لیے دیا ہے اور اسی طرح اس نے خیمہ اور عبادت کی تمام چیزوں پر خون چھڑکا۔" (عبرانیوں ۹: ۱۹ و ۲۰)

اس اقتباس میں تین غلطیاں ہیں:

اول یہ کہ وہ خون بچھڑوں اور بکروں کا نہ تھا بلکہ فقط بیلوں کا تھا۔

دوسرے یہ کہ اس موقع پر خون کے ساتھ پانی اور سرخ صوف اور زوفا شامل نہیں تھا بلکہ خالص خون ہی تھا۔

تیسرے یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے خود کتاب پر نہیں چھڑکا اور نہ برتنوں پر بلکہ نصف خون قربان گاہ پر اور نصف قوم پر چھڑکا تھا جس کی تصریح کتاب خروج باب ۲۴ میں موجود ہے۔ اس کی عبارت یوں ہے:

"اور موسیٰ نے لوگوں کے پاس جا کر خداوند کی سب باتیں اور احکام ان کو بتا دیے اور سب لوگوں نے ہم آواز ہو کر جواب دیا کہ جتنی باتیں خداوند نے فرمائی ہیں ہم ان سب کو مانیں گے اور موسیٰ نے خداوند کی سب باتیں لکھ لیں اور صبح کو سویرے اٹھ کر پہاڑ کے نیچے ایک قربان گاہ اور بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے حساب سے بارہ ستون بنائے اور اس نے بنی اسرائیل کے جوانوں کو بھیجا جنہوں نے سوختنی قربانیاں چڑھائیں اور بیلوں کو ذبح کر کے سلامتی کے ذبیحے خداوند کے لیے گزرانے اور موسیٰ نے آدھا خون لے کر باسنوں میں رکھا اور آدھا قربان گاہ پر چھڑک دیا۔ پھر اس نے عہد نامہ لیا اور لوگوں کو پڑھ کر سنایا انہوں نے کہا کہ جو کچھ خداوند نے فرمایا ہے اس سب کو ہم کریں گے اور تابع رہیں گے۔ تب موسیٰ نے اس خون کو لے کر لوگوں پر چھڑکا اور کہا دیکھ یہ اس عہد کا خون ہے جو خداوند نے ان سب باتوں کے بارے میں تمہارے ساتھ باندھا ہے۔" (آیت ۳ تا ۸)

ہمارے خیال میں رومی کلیسا نے انہی خرابیوں کی بنا پر جو آپ کو بتلائی

گئی ہیں عوام کو ان کتب کے پڑھنے سے ممانعت کر دی تھی اور کہتے تھے کہ وہ شر جو ان کے پڑھنے سے پیدا ہو گا وہ ان کے فائدہ سے زیادہ ہو گا۔ ان کی رائے اصل میں ٹھیک تھی۔ واقعی ان کتابوں کے عیوب اور خرابیاں ان کے شائع نہ ہونے کی وجہ سے مخالفین کی نگاہوں سے غائب تھیں۔ پھر جب فرقہ پروٹسٹنٹ پیدا ہوا اور انہوں نے ان کتابوں کا کھوج نکالا تب یورپی ممالک میں اس کا ردعمل ظاہر ہوا۔ دنیا جانتی ہے کہ کئی صاحب علم و فکر حضرات بائبل کے سرے سے منکر اور مخالف ہو گئے اور کئی ملحد اور مرتد ہو گئے۔

کتاب الثلاث عشر مطبوعہ بیروت ۱۸۴۹ء کے تیرھویں رسالہ کے ۴۱۷ و ۴۱۸ میں ہے کہ:

"اب ہم کو وہ قانون دیکھنا چاہئے جو ٹریڈنٹ کی مجلس سے مرتب ہوا ہے اور پوپ کے یہاں سے اس پر مہر تصدیق لگی ہے۔ یہ قانون کہتا ہے کہ تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ جب عوام ان الفاظ کو پڑھیں گے تو اس سے پیدا ہونے والے نقصانات فائدے سے زیادہ ہوں گے۔ اس بنا پر پادری یا قاضی کو چاہئے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق بڑے پادری یا معلم کے مشورہ سے ان کتابوں میں ان الفاظ کے پڑھنے کی ان لوگوں کو اجازت دے جن کی نسبت یہ گمان ہو کہ ان کو نفع پہنچے گا اور یہ بات نہایت ضروری ہے کہ کتاب کسی کیتھولک استاد کی نظر سے گزر چکی ہو اور اس پر اجازت دینے والے کے دستخط ثبت ہوں اور اگر کوئی شخص بغیر اجازت اس کتاب کے پڑھنے یا لینے کی جسارت کرے تو اس کو معافی دینے میں قطعی چشم پوشی نہ کی جائے جب تک وہ کتاب حاکم کے پاس نہ پہنچائی جائے۔"

واقعی یہ فیصلہ درست معلوم ہوتا ہے کہ عوام اپنے الفاظ پڑھ کر کتاب کے باغی بن سکتے ہیں اور کچھ بشپوں اور پادریوں کا راز بھی فاش ہو سکتا ہے اسی بنا پر رومن کیتھولک کا نظریہ ہے کہ اصل کلیسا ہے اور بائبل اس کے

تابع ہے جو مفہوم وہ بتائیں گے وہ معتبر اور قابل تسلیم ہو گا۔ اسی لیے جب پروٹسٹنٹ کے ذریعے بائبل عوام میں شائع ہوئی تو اس سے بغاوت کی لہریں اٹھنے لگیں جن کے دفاع میں پادریوں کو نہایت محنت کرنا پڑی مگر بات نہ بن سکی۔ حتیٰ کہ آج نصف سے زائد عیسائی آبادی انکار و الحاد کے بھنور میں پہنچ چکی ہے۔ یہ شان تو صرف خدا کی آخری لاریب کتاب کی ہے کہ اس میں ایسا کوئی خطرہ یا دعبہ نہیں ہے بلکہ جب اس کا مطالعہ عام ہوا تو اس کی کشش نے بے شمار مخلوق کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا۔ لہٰذا ہم آج پھر خیر خواہانہ دعوت دیتے ہیں کہ آؤ اس نور کی طرف جو عقل و فکر کو روشنی اور علم و عمل کو جلا بخشتا ہے، جس میں کوئی کھپلا یا راز نہیں ہے جو تمام سابقہ صحیح تعلیمات کا خازن اور محافظ بھی ہے۔ اس کے اپنانے سے کچھ چھوٹتا نہیں بلکہ مزید برکات نصیب ہوتی ہیں بلکہ صحیح معنوں میں مسیح علیہ السلام کو پاکیزہ تعلیمات سے وابستگی میسر ہوتی ہے۔

کتاب مقدس کے باغی

خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت کے مطابق ایک مکمل شریعت عطا فرمائی تھی جس کا نام توراۃ تھا۔ اس میں انسانی فلاح کے لیے تمام نظریات اور عملی ہدایات تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والا ہر نبی اسی کی تعلیم و تبلیغ کا پابند تھا۔ اس کتاب ہدیٰ کے آخری مبلغ حضرت مسیح علیہ السلام تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح نے فرمایا کہ "میں توراۃ کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔" (متی ۵: ۱۷) آپ کی حیات طیبہ شریعت موسوی ہی کا پیکر تھی۔ آپ نے اپنی امت کو بھی یہ فرمایا کہ:

۱۔ فقیہ اور فریسی (یہودی علماء) موسیٰ علیہ السلام کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ بس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو۔ (متی ۲۳: ۲ و ۳)

۲۔ ایک سائل کے جواب میں فرمایا کہ اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔ پھر وضاحت فرمائی۔ وہ یہ کہ خون نہ کر' زنا نہ کر' چوری نہ کر' جھوٹی گواہی نہ دے۔ یعنی دس احکام توراۃ۔ (متی ۱۹: ۱۷۔ مرقس ۱۰: ۱۹۔ لوقا ۱۸: ۲۰) نیز فرمایا "توراۃ کا ایک نقطہ یا ایک شوشہ بھی نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔" (متی ۵: ۱۸) یعنی عہد ثانی آنے تک اور وہ قرآن مجید ہے۔ مگر جناب پولوس نے ایک منصوبہ کے تحت شریعت کو لعنت قرار دیا۔ دیکھئے گلتیوں ۳: ۱۳۔ شریعت کو فضول قرار دیا۔ (گلتیوں ۲: ۱۷ و ۲۱ وغیرہ) توراۃ کو کمزور بے فائدہ کہہ کر منسوخ قرار دیا۔ (عبرانیوں ۷: ۱۸) اور کہا "کیونکہ اگر پہلا عہد بے نقص نہ ہوتا تو دوسرے کے لیے موقع نہ

ڈھونڈھا جاتا۔" (عبرانیوں ۸ : ۷) اور اس کو مٹنے والا قرار دیا۔ (عبرانیوں ۸ : ۱۳) رومن کیتھولک بائبل میں قلمی (۳ : ۲) کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ موسیٰ کی شریعت پر عمل کرانے والے جھوٹے اور کتے ہیں۔

پروٹسٹنٹ فرقہ کا بانی مارٹن لوتھر اپنی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ پر لکھتا ہے کہ "ہم نہ موسیٰ کی سنیں گے اور نہ دیکھیں گے کیونکہ وہ صرف یہودیوں کے لیے تھا۔ اس کو ہم سے کسی چیز میں نسبت نہیں ہے۔" (بحوالہ اعجاز عیسوی ص ۳۶۵) نیز لکھا ہے کہ ہم نہ موسیٰ علیہ السلام کو تسلیم کریں گے اور نہ اس کی توراۃ کو کیونکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا دشمن ہے۔ پھر لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام تو جلادوں کا استاد ہے۔ آگے لکھا کہ دس احکام کو عیسائیوں سے واسطہ نہیں۔ نیز لکھا کہ ان دس احکام کو خارج کر دینا چاہیے تا کہ بدعت فوراً ختم ہو جائے اس لیے کہ یہ احکام سب بدعتوں کا سرچشمہ ہیں۔ (بحوالہ اعجاز عیسوی جدید ص ۳۶۹)

فرمایئے اگر یہی بات ہے تو توراۃ وغیرہ کو کیوں شائع کر کے اٹھائے پھرتے ہو۔ اپنی اناجیل کو اس کے مطابق کرنے کے لیے کمیٹیاں بناتے ہو۔ اگر یہ دس احکام منبع بدعت اور ناقابل تسلیم ہیں تو کیا ان کے برعکس چوری' بدکاری' جھوٹ' شرک' والدین کی نافرمانی عین شریعت اور ایمان ہے؟ کیا اسی بنا پر عیسائی حکومتوں نے دنیا میں ظلم و بربریت کرتے ہوئے اودھم مچا رکھا ہے؟ کیا یہی انسانیت کے ساتھ تمہارا محبت و شفقت کا اظہار ہے؟

بائبل کی دو متصل کتابوں کا حیرت انگیز موازنہ

بابل کی قید سے رہا ہو کر واپس آنے والے افراد کی تعداد کا موازنہ عزرا اور نحمیاہ میں:

کتاب عزرا (باب ۲)	کتاب نحمیاہ (باب ۷)
آیت نمبر	آیت نمبر

۵ بنی ارخ ۷۷۵	۱۰ بنی ارخ ۶۵۲
۶ بنی پخت موآب ۲۸۱۲	۱۱ بنی پخت موآب ۲۸۱۲
۸ بنی زتو ۹۴۵	۱۳ بنی زتو ۸۴۵
۲ بنی عزجاد ۱۲۲۲	۱۷ بنی عزجاد ۲۳۲۲
۳ بنی ادونقام ۶۶۶	۱۸ بنی ادونقام ۶۶۷
۱۴ بنی بگوی ۲۰۵۶	۱۹ بنی بگوی ۲۰۶۷
۱۵ بنی عدین ۴۵۴	۲۰ بنی عدین ۶۵۵
۱۷ بنی بفرے ۳۲۳	۲۳ بنی بفر [illegible]
۱۹ بنی حاشوم ۲۲۳	۲۲ بنی حشوم ۳۲۸
۲۱ بنی بیت لحم ۱۲۳	۲۶ بنی بیت لحم اور نطوفہ ۱۸۸
۲۲ بنی نطوفہ ۵۶	
۲۸ بیت ایل اور عی کے لوگ ۲۲۳	۳۲ بیت ایل اور عی کے لوگ [illegible]
۳۳ لود، حادید اور اونو کی اولاد ۷۲۵	۳۷ لود، حادید اور اونو ۷۲۱
۳۵ سناآہ کے لوگ ۳۶۳۰	۳۸ بنی سناآہ کے لوگ ۳۹۳۰
۴۱ گانے والوں میں سے بنی آسف ۱۲۸	۴۴ گانے والے بنی آسف ۱۴۸
۴۲ بنی سلوم، بنی اطیر، طلمون	
عقوب، خطیطا، سوبی کل ۱۳۹	۴۵ دربانوں کی کل ۱۳۸
۶۰ بنی دلایاہ، طوبیا، نقود ۶۵۲	۶۲ بنی دلایاہ، طوبیا اور نقود ۶۴۲
۶۵ غلام اور لونڈیاں ۷۳۳۷	غلام اور لونڈیاں ۷۳۳۷
” دو سو گویے	گانے والے ۲۴۵
۶۹ اکسٹھ ہزار درہم طلائی	بیس ہزار درہم طلائی
۵ ہزار نقرئی، ۱۰۰ پیرہن	۲۲ سو درہم نقرئی

کتاب تواریخ اور کتاب سموئیل کا موازنہ

(۱) "اور داؤد نے اس سے ایک ہزار رتھ اور سات ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے لیے۔" (تواریخ اول ۱۸: ۴)

"ایک ہزار رتھ' سات سو سوار اور بیس ہزار پیادے اسیر کر لیے۔" (سموئیل دوم ۸: ۴)

(۲) "تب آرامی اسرائیل کے سامنے سے بھاگے اور داؤدؑ نے آرامیوں کی سات ہزار گاڑیاں اور چالیس ہزار پیادے ہلاک کیے۔" (تواریخ اول ۱۹: ۱۸)

"اور آرامی اسرائیل کے سامنے سے بھاگ پڑے اور داؤد نے آرامیوں کی سات سو گاڑیاں اور چالیس ہزار سوار قتل کیے۔" (سموئیل دوم ۱۰: ۱۸)

(۳) "اور یوآب نے لوگوں کے شمار کی میزان داؤد کو بتلائی اور سب اسرائیل گیارہ لاکھ شمشیر زن اور یہوداہ چار لاکھ ستر ہزار شمشیر زن" (تواریخ اول ۲۱: ۵)

"اور یوآب نے مردم شماری کی تعداد بادشاہ کو دی۔ سو اسرائیل آٹھ لاکھ بہادر نکلے اور یہوداہ کے مرد پانچ لاکھ تھے۔" (سموئیل ثانی ۲۴: ۹)

(۴) "یا تو تحط کے تین برس یا اپنے دشمنوں کے سامنے تین ماہ تک ہلاک ہوتے رہنا ایسے حال کہ دشمن کی تلوار تجھ پر وار کرتی رہے یا تین دن خدا کی تلوار یعنی ملک میں وبا۔" (تواریخ اول ۲۱: ۱۲)

"سو جاد نے داؤد کے پاس جا کر بتایا کہ تیرے ملک میں سات برس قحط رہے یا تو تین مہینے تک اپنے دشمنوں سے بھاگتا پھرے اور وہ تجھے رگیدیں۔" (سموئیل ثانی ۲۴: ۱۳)

(۵) "بت سوع عمی ایل کی بیٹی تھی۔" (تواریخ اول ۳: ۵)

"بت سبع الیعام کی بیٹی تھی۔" (سموئیل ثانی ۱۱: ۳)

(۶) "داؤد کے سردار سپہ سالار کا نام یسوبعام تھا۔" (تواریخ اول ۱۱:

(۶)
"داؤد کے سپہ سالاروں کے سردار کا نام یوشیب بشیبت" (سموئیل ثانی ۲۳:۸)

(۷) "اور اس نے ان لوگوں کو جو اس میں تھے' باہر نکال کر آروں اور لوہے کے ہینگوں اور کلہاڑوں سے کاٹا" (تواریخ اول ۲۰:۳)

"اور اس نے ان لوگوں کو جو اس میں تھے' باہر نکال کر ان سے آروں اور لوہے کے ہینگوں اور لوہے کے کلہاڑوں سے محنت کرائی اور ان کو اینٹوں کے پزاوے میں سے چلوایا۔" (سموئیل ثانی ۱۲:۳۱)

(۸) "شیطان نے اسرائیل کے خلاف اٹھ کر داؤد کو ابھارا کہ اسرائیل کا شمار کرے۔" (تواریخ اول ۲۱:۱)

"اس کے بعد خداوند کا غصہ اسرائیل پر پھر بھڑکا اور اس نے داؤد کے دل کو ان کے خلاف یہ کہہ کر ابھارا کہ جا اسرائیل اور یہوداہ کو گن۔" (سموئیل ثانی ۲۴:۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرتاج انبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمگیر معجزات

وقالوا لولا انزل علیہ آیات من ربہ قل انما الآیات عند اللہ وانما انا نذیر مبین۔ (العنکبوت ۵۰)

(ترجمہ) اور منکرین نے کہا کہ اس پیغمبر پر اس کے رب کی جانب سے معجزے کیوں نہیں آتے۔ آپ فرما دیجئے کہ معجزات تو اللہ ہی کے پاس یعنی اس کی قدرت و حکمت کے خزانے میں ہیں۔ میں تو صرف برملا آگاہ کرنے والا ہوں۔

اس مضمون و مفہوم کی دیگر آیات کے حوالہ سے عیسائی اور دیگر منکرین حق اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی معجزہ نہیں ملا اور نہ ہی آپ نے ظاہر کیا۔ حالانکہ نبوت اور معجزات لازم و ملزوم ہیں۔ دیکھئے انبیائے بائبل مثل موسیٰ۔ یسعیاہ و یرمیاہ وغیرہ مرسلین برحق اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کے معجزات تو اتنے عام اور مشہور ہیں کہ خود تمہارے قرآن مجید میں بھی ان کا تذکرہ ہے کہ آپ مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں سے ہاتھ پھیر کر شفا دیتے تھے۔ اس کے برعکس خود تمہارے قرآن میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی معجزہ مذکور نہیں بلکہ معجزہ طلب کرنے پر ہر دفعہ یہی جواب ملتا

ہے۔ کہ معجزات تو خدا کے پاس ہیں۔ میرے پاس نہیں میں تو صرف وعظ و تبلیغ کرنے والا ہوں۔ قرآن مجید کی کئی آیات میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے تو بتلایئے کہ تمہارے نبی ہمارے یسوع سے افضل کیسے ہوئے؟ ان کی تو از روئے قرآن نبوت بھی ثابت نہیں ہو رہی۔

الجواب بعون الوہاب المختار

مختصر اور شافی جواب سے قبل مسئلہ معجزہ کے ماہیت و مفہوم۔ اغراض و مقصد اور دیگر متعلقات کے متعلق مختصر سی وضاحت ملاحظہ فرمالیں۔

لفظ معجزہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ عجز بمعنی عدم قدرت۔ بے بسی اور لاچاری ہے اور یہ لفظ باب افعال سے اسم فاعل ہے جس کا معنی ہو گا۔ عاجز کردینے والی بات۔ بے بس اور شکست خوردہ کرنے والی چیز۔

شرعی مفہوم۔ اصطلاح شرع میں اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ نبی اور رسول کے ہاتھ سے کسی ایسے فعل کا واقع یا صادر ہونا۔ کہ جس کا کوئی غیر نبی مقابلہ نہ کر سکے۔ اس جیسا فعل کوئی انسان نہ کر سکے گویا نبی کے اس کام اور فعل نے تمام انسانوں کو ہر لحاظ عاجز اور بے بس کر دیا۔ شکست دیدی۔ کوئی بھی انسان اس جیسا کام یا فعل نہ کر سکے۔

معجزہ دراصل فعل الٰہی ہوتا ہے۔ جو کہ اس کے سچے نبی مکرم کے ہاتھ پر بعض حکمتوں اور مقاصد کے لئے ظاہر ہوتا ہے یہ معجزانہ فعل خدا کی مرضی پر موقوف ہوتا ہے نبی کے اختیار اور ارادہ کے تحت صادر نہیں ہوتا۔ اگر اللہ چاہے تو واقع ہو جاتا ہے ورنہ صرف نبی کی چاہت پر صادر نہیں ہوتا۔

شعبدہ اور معجزہ میں فرق و امتیاز

ایک مداری اور شعبدہ باز ساحر بھی ایسے خلاف عقل اور عادت کام کر دکھاتا ہے اور انبیائے برحق کے ہاتھ پر بھی ایسے امور صادر ہوتے ہیں تو ان میں بنیادی اور نمایاں فرق یہی ہے۔ کہ شعبدہ شعبدہ باز کے اختیار میں ہوتا ہے کہ جب

چاہے ظاہر کر دے لیکن معجزہ رسولؐ۔ خدا کے اختیار و قدرت کے تحت صادر ہوتا ہے نبی کے ارادہ و چاہت کے تحت نہیں۔ نیز شعبدہ میں صرف نظر بندی ہوتی ہے قلب ماہیت نہیں ہوتی مگر نبی کے معجزہ میں قلب ماہیت بھی ہو جاتی ہے۔ تجربہ کیجئے مداری کی دکھائی ہوئی مٹھائی یا کوئی کھانے کی چیز کھا کر کوئی سیر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس میں واقعی اضافہ ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے مقدس و مطہر رسولؐ کے معجزہ سے ظاہر ہونے والی چیزیں حقیقت پر مبنی ہوتی ہیں وہ واقعہ ایک روٹی سے ۱۰۰۰ روٹیاں بن چکی ہوتی ہیں جن کو ۵۰۰ یا ہزار انسان کھا کر غذائیت حاصل کر لیتے ہیں بلکہ عام خوراک کی بہ نسبت اس معجزانہ کھانے میں بدرجہا غذائیت ہوتی ہے انوار و برکات ہوتے ہیں۔ جبکہ شعبدہ بازی کا نتیجہ محض نظر بندی ہوتی ہے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو چند روٹیوں اور مچھلیوں کے متعلق دعا فرمائی جس کی برکت سے وہ تھوڑا سا کھانا چار ہزار آدمی کھا کر سیر ہو گئے بلکہ بچے ہوئے ٹکڑوں کے سات ٹوکرے بچ بھی گئے۔ (متی ۱۵: ۳۲ تا ۳۹ مرقس ۸: ۱ تا ۱۰)

اسی طرح دوسرے موقعہ پر صرف پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں پر مسیح نے آسمان کی طرف دیکھ کر برکت چاہی تو وہ پانچ ہزار انسانوں کو کافی ہو گئیں بلکہ بچے ہوئے ٹکڑوں کی بارہ ٹوکریاں بچ بھی گئیں دیکھئے (متی ۱۴: ۱۳ تا ۲۱ مرقس ۶: ۳۰ تا ۴۴ انجیل لوقا ۹: ۱۰ تا ۱۷ یوحنا ۶: ۵ تا ۱۵)

دیکھئے پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں حقیقتاً اتنی بابرکت بن گئیں تھیں کہ پانچ ہزار انسانوں نے پیٹ بھر کر کھائیں اور ان کی حقیقتاً ان سے غذائیت بھی حاصل ہوئی۔ کوئی نظر بندی یا شعبدہ بازی نہ تھا۔

اس کے برخلاف کوئی شعبدہ باز اور مداری والا یہ منظر پیش نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے اس کی ساحرانہ روٹیاں حقیقت میں گوبر کے اپلے ہوں۔ تو نہ ان میں کوئی غذائیت ممکن ہے اور نہ ہی قلب ماہیت۔ بلکہ محض نظر بندی ہے لہذا یہ نمایاں فرق و امتیاز شعبدہ اور معجزہ میں کہ معجزہ میں واقعی قلب ماہیت ہوتی ہے اور شعبدہ میں صرف نظر بندی۔ دیکھئے (سحروا اعین الناس) (القرآن) یعنی

ساحران فرعون نے لوگوں کی آنکھوں کو سحرزدہ کر دیا جس سے رسیوں اور لاٹھیوں کو وہ سانپ محسوس کر رہے تھے۔

اسکے برخلاف کلیم اللہ علیہ السلام کی لاٹھی حقیقتہ سانپ بن کر جادو گروں کے تمام ڈرامہ بازی کو ہڑپ کر گیا یہ منظر دیکھ کر وہ جادو گر حقیقت کو پا گئے کہ ہمارے مقابل کہ یہ فعل جادو نہیں ہے یہ تو واقعتہ قدرت الٰہی کا عظیم کرشمہ ہے۔

(وضاحت) حضرت عیسیٰؑ کے یہ معجزات برحق ہیں جو کہ درحقیقت فعل خداوندی تھا اور حضرت نے خدا سے دعا کر کے حاصل کیا تھا چنانچہ یہ دعا کا معاملہ صراحتا اناجیل میں مذکور ہے تو یہ خدا کی حکمت کے تحت اظہار معجزہ تھا۔ یہ فعل ذاتی طور پر مسیح کی قدرت اور اختیار سے نہیں ہوا۔ مگر مسیحی گروہ نے ایسے معجزات کو مسیح کی خدائی اور الوہیت کی دلیل بنا لیا۔ جو کہ سراسر ان لوگوں کی کم عقلی اور گمراہی ہے۔

مسیح کا مردہ کو زندہ کرنا

ایسا ہی انجیل یوحنا (۱۱: ۴۱ و ۴۲) بھی صاف بتاتا ہے کہ آپ نے خدا تعالیٰ سے دعا کر کے مردہ (لعزر) زندہ کیا۔ نہ کہ اپنی قدرت سے۔ ایسے ہی تو لوقا میں مذکور ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے نائین نامی شہر میں ایک بیوہ کے نوجوان بیٹے کو بھی زندہ کر دیا تو لوگ پکار اٹھے کہ ایک بڑا نبی ہم میں اٹھا ہے اور یہ کہ خدا نے اپنی امت پر توجہ فرمائی ہے۔ (لوقا ۷: ۱۱ تا ۱۶) یعنی اللہ تعالیٰ نے امت اسرائیل پر رحم وکرم فرمایا کہ اس میں یہ عظیم نبی بھیج دیا۔ خدا یا خدا کا بیٹا نہیں۔ نیز آپ نے بدروحوں کو بھی خدا کی قدرت سے نکالا۔ دیکھئے منکر الزام دیتے تھے کہ یہ بعلزبول یعنی شیطان کے تعاون سے بدروحوں کو نکالتا ہے مگر مسیح نے فرمایا کہ میں بعلزبول کی مدد سے نہیں بلکہ خدا کی قدرت سے نکالتا ہوں۔ (اناجیل) لہٰذا صاف معلوم ہوا کہ حضرت مسیح اور مقدس انسان اور نبی تھے نہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے اس کے بعد ذیل میں سید المرسلین ﷺ کے معجزات کا تفصیلی مطالعہ فرمائیے کہ کتنے ہی مواقع پر معمولی سا کھانا ہزاروں کو کفایت کر گیا۔ جب کہ بخاری

مسلم اور دیگر کتب احادیث میں حضرت جابرؓ کا واقعہ مذکور ہے۔ حضرت ابو ہریرہ والا دودھ کا پیالہ مبارک اصحاب صفہ کو کفایت کر گیا۔ سب نے خوب سیر ہو کر پیا۔

ا۔ ایک دفعہ پانی نہ ہونے کی بنا پر آپ کی انگشتان مبارکہ سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے کہ تمام لشکر نے خود بھی پی لیا۔ جانوروں کو بھی پلا لیا حتی کہ قافلہ کے تمام مشکیزوں اور برتنوں کو بھی بھر لیا گیا غرض یہ کہ برکت و اضافہ طعام و آب کے بے شمار واقعات کتب احادیث میں مذکور ہیں۔

تو یہ اضافے اور برکات حسن اور واقعی تھیں۔ واقعہ خندق میں واقعی مختصر سے کھانے کو سینکڑوں آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور بھرپور غذائیت اور توانائی حاصل کی آپ کے دست اقدس سے پھوٹنے والا پانی واقعتاً بابرکت پانی تھا جس سے انسانوں کی پیاس بجھی۔ جانوروں نے سیر ہو کر پیا۔ مشکیزوں سے بھرا ہوا کئی دنوں تک واقعہ پانی ہی رہا اور اپنے فوائد تاثیرات فراہم کرتا رہا۔ یہ کوئی وقتی طور پر نظر بندی نہ تھی اب اس کے مقابلہ میں دنیائے عالم کا کوئی تماشاگر۔ ساحر۔ شعبدہ باز۔ اور مداری ایسے حقائق پیش کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ تو اپنے قلوب و اذہان میں یہ حقیقت پختہ کر لیجئے کہ نبی کے معجزہ اور مداری کے شعبدہ میں حقیقت اور نظر بندی کا تقابل ہوتا ہے۔ قلب ماہیت اور محض دھوکہ نظر کا تقابل ہوتا ہے۔

معجزہ اور شعبدہ میں اختیار و غیر اختیار کا پہلو

مندرجہ بالا سطور سے آپ روز روشن کی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ معجزہ فعل خداوندی ہوتا ہے اور اسی کے دائرہ اختیار میں ہوتا ہے نبی ہر وقت اس کا اظہار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کے اختیار اور قدرت میں نہیں ہوتا مثلاً حضرت مسیح واقعی بحکم الہٰی مردہ زندہ کرتے تھے مگر ہر وقت نہیں اگر ہر وقت وہ کر لیتے تو آپ کے مرشد حضرت یحییٰؑ جب شہید ہوئے تو انہیں ضرور زندہ کر لیتے اسی طرح اور کئی انسان مرے ان کو زندہ کر لیتے مگر ایسا نہیں ہو سکا کیونکہ اس میں ان

کا ذاتی اختیار اور ارادہ و فعل نہ تھا۔

۲۔ وہ مسیح جس کی دعا سے دو آدمیوں کا کھانا (پانچ روٹی اور دو مچھلیاں) ۵ ہزار کو کفایت کر گیا بلکہ ٹکڑوں کی بارہ ٹوکریاں بچ بھی گئیں۔ مگر ایک دفعہ جب آپ کو خود بھوک لگی تو ایک انجیر سے پھل حاصل نہ کر سکے دیکھئے (انجیل متی ۲۱/۱۸ تا ۲۰ مرقس ۱۱/۱۲ تا ۱۴)

تو اگر مسیح ہمہ وقت اپنے اختیار سے یہ کام لیتے ہوتے تو پھر اب نتیجہ کیوں نہ نکلا؟ لہذا اصل مسئلہ واضح ہو گیا کہ معجزہ فعل خداوندی ہوتا ہے جو حسب ارادہ خدا تعالیٰ نبی کے دست مبارک پر ظاہر ہوتا ہے نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا ایسے ہی مسیح کے دوسرے معجزات کا حال ہے۔

نیز خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں وہ بھی ہر وقت نہیں بلکہ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ظاہر ہوتے ورنہ شعیب ابی طالب میں اتنی وقت پیش نہ آتی۔ غزوہ خندق اتنی پریشان نہ ہوتی کہ پیٹ پر پتھر باندنے پڑے۔ گویا یہ ضابطہ ہر جگہ یکساں ہے۔ حضرت مسیح کے معجزات ہوں یا حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے یا خاتم الانبیاء رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہوں۔ سب کی حقیقت اور اغراض و مقاصد ایک ہی ہوتے ہیں لہذا وہ کسی بھی نبی کی الوھیت کی دلیل نہیں ہو سکتے بلکہ اس نبی کی صداقت و حقانیت کے دلیل ہوتے ہیں۔

آمدم برسر مطلب

اس تمہید کے بعد سماعت فرمایئے کہ

منکرین حق کا مزاج شروع ہی سے یکساں رہا ہے ان کا مقصود قبول حق نہیں ہوتا بلکہ محض بہانہ تراشی ہوتا ہے۔ کیونکہ الانبیائے کرام ابتدائے دعویٰ سے ہی باذن الٰہی حسب ضرورت معجزات پیش کرتے ہیں مگر ان ازلی بد بختوں کو تسلیم حق نصیب نہیں ہو سکتا اس لئے وہ بہانہ سازی کرتے ہوئے مختلف انداز اختیار کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً کبھی کبھی ذات الانبیاءؑ پر اعتراض۔ کہ ایک بشر اور انسان ہو کر

کیسے عہد رسالت پر فائز ہو سکتا ہے نبی اور رسول تو کوئی آسمانی مخلوق یعنی فرشتہ کو ہونا چاہئے تھا۔ کبھی کہیں گے کہ یہ معجزہ ہماری تسلی نہیں کر رہا۔ ہمیں سابقہ نبیوں والے معجزات دکھایئے جیسے موسیٰ علیہ السلام لاٹھی کو سانپ بنا دیتے تھے۔ پتھر سے چشمے جاری فرما دیتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کر دیتے تھے۔ مادر زاد اندھوں کو ٹھیک کر دیتے تھے۔ تو آپ اگر نبی ہیں تو سابقہ نبیوں والے معجزات پیش فرمایئے تاکہ ہم معیار الانبیاء پر سمجھ کر آپ کی اتباع کے متعلق غور کر سکیں۔ چنانچہ کئی آیات میں کفار کا یہ مطالبہ مذکور ہے۔ مثلاً فلیاتنا بایۃ کما ارسل الاولون (الانبیاء ۵)

کبھی اپنی ذہنی اختراع سے عجیب و غریب قسم کے معجزات کا مطالبہ کریں گے جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل کے آخر میں کفار کے طلب کردہ معجزات کا تذکرہ ہے۔

معجزات کی نوعیت اور غرض وغایت

① مقاصد معجزات

یہ ہوتی ہے کہ اس دور میں جو چیز سب سے نمایاں اور انوکھی ہوتی ہے۔ یا اس دور کی کوئی ترقی یافتہ صنعت ہو جس پر اس دور کے لوگ فخر کرتے ہوں تو اس دور کے نبی کو ایسے معجزات عطا فرمائے جاتے ہیں کہ جو ان کی اس عجیب ایجاد یا ترقی کا توڑ ہو۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو گری کا بڑا شہرہ تھا ترقی مواشرہ کا ایک بے مثال نمونہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسے معجزات سے نوازا کہ وہ جادوگر ان کو دیکھ کر فوراً بلا جھجک امنت پڑھ کر سجدے میں گر گئے۔ گویا کلیم اللہ کے معجزات زمانہ کی مروجہ ترقی کا کامیاب توڑ تھا۔ اسی طرح زمانہ مسیح میں حکمت اور طب کا کافی شہرہ تھا۔ تو اللہ کریم نے اپنے مقدس نبی کو ایسے معجزات سے نوازا کہ جن کے سامنے ان کی طبی مہارت و حذاقت بالکل بے بس تھی لاچار تھی۔ اسی طرح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زبان آوری اور ادب و شاعری کا بڑا چرچا تھا افراد عرب اپنے آپ کو عرب یعنی فصیح اللسان اور دوسرے کو عجمی - یعنی گونگا کہتے تھے۔ شعراء اور خطیب حضرات

اپنے قصائد و خطبات کو تفاخرا خانہ کعبہ میں آویزاں کرتے تھے۔ باہمی مشاعرے بھی منعقد ہوتے تھے۔ ادبی مجالس جمتی تھیں۔ غرض یہ کہ اس دور میں زبان آوری اور فصاحت و بلاغت کا بڑا چرچا تھا۔ اب اس اصول سے آپ کے زمان مبارک میں کلیم اللہ والے معجزات کیسے صادر ہو سکتے تھے۔ یا حضرت عیسیٰؑ والے معجزات کیسے ظہور پذیر ہوتے۔ کیونکہ معجزات زمانہ کی کسی نمایاں چیز کا توڑ پیش کرتے ہیں۔ للذا ایک نبی والے معجزے دوسرے نبی کے زمانہ میں ظہور پذیر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ موثر نہ ہوں گے۔ پھر چونکہ معجزات نبی کی تعلیم کی تائید کرتے ہیں۔ لٰہذا ان معجزات کو اس نوعیت کا حامل ہونا بھی لازمی ہے۔

خاتم النبین ﷺ اور آپ کے معجزات

آپ کی ذات اقدس چونکہ تمام سابقہ انبیاء و رسلؑ کے کمالات کے جامع ہیں للذا آپ کے لاتعداد معجزات اپنے اندر سابقہ تمام انبیاء کے معجزات کی شان بھی سموئے ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر حضرت موسیٰ نے لاٹھی کا سانپ بنا دیا تو سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ استوانہ حنانہ کی صورت میں صادر ہوا کہ ایک سوکھی لکڑی جس میں حیات کے آثار بھی نہیں تھے۔ ایک باشعور انسان کے حالات و آثار رونما ہو گئے جو کہ موسوی معجزہ سے بدرجہاں برتر اور فائق ہے۔ اسی طرح یہ معجزہ عیسیٰؑ کے احیاء موتی سے بھی فائق ہے کیونکہ ایک مردہ انسانی ڈھانچے میں دوبارہ آثار حیات کو لوٹا دینا اتنا عجیب نہیں جتنا کہ ایک نا قابل حیات اور بے جان لکڑی میں آثار حیات کاملہ کا ایجاد کر دینا عجیب ہے۔ ایسے ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کئی صحابہؓ کے ٹوٹتے ہوئے اعضا کا صحیح صحیح بحال کر دینے کا معجزات بھی مذکور ہیں۔ نیز حضرت جابرؓ کے دو صاحبزادوں کا زندہ کرنا بھی مذکور ہے۔ اگر حضرت کلیمؑ کا اپنے ہاتھ کو بغل میں دبا کر نکالنے سے وہ ہاتھ بدر کامل ہو جاتا ہے تو ادھر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابہؓ کی لاٹھیوں کا روشن ہو جانا بھی مذکور ہے جو کہ ید بیضا سے زیادہ عجیب ہے الغرض آپ کے معجزات سابقہ انبیاء کے معجزات سے ہر پہلو سے فائق اور برتر ہیں۔ کیفیت میں بھی کمیت میں بھی۔

جن کو بالتفصیل کتب احادیث و سیر میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ علامہ ابن تیمیہ کی مشہور آفاق کتاب الجواب الصحیح کے آخر میں تو کافی حد تک معجزات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

سید المرسلین ﷺ کی امتیازی شان

آپ کی ذات اقدس ویسے تو ہٰذا نذیر من النذر الاولی کے مصداق ہیں۔ ما کنت بدعا من الرسل کے ترجمان ہیں مگر بہ حقیقت آپ کی شان و مقام ہر لحاظ سے سابقہ انبیاء و رسل بلکہ تمام کائنات سے منفرد ممتاز اور بلند و بالا ہے گویا کہ آپ ایک چیز ہی الگ ہیں آپ تمام کائنات میں بے مثال و بے نظیر مقام کے مالک ہیں تلک الرسل کے تحت مشارکت صرف عنوان میں ہے ورنہ معنون ایک حقیقت ہی منفرد اور یکتا ہے۔ مثلاً سابقہ بڑے بڑے جلیل الشان رسول اور نبی آئے۔ نوح و ابراہیمؑ جلوہ افروز ہوئے۔ موسیٰ و ہارون مسند رسالت کے سجادہ نشین ہوئے سلیمان و داؤدؑ شان و شوکت کے پیکر آئے۔ یحییٰ و مسیح جیسے پیکر صدق و صفا بھی تشریف لائے۔ مگر سب کے سب محدود علاقہ اور وقت کے لئے تشریف لائے۔ ان کی دعوت و تعلیم کا دائرہ زمان و مکان میں محدود و مقید تھا۔ اس طرح ان کے ہوشربا معجزات باطل پرستوں کی عقل و فکر کو خیرہ کر دیا مگر یہ سب ہنگامی اور وقتی تھے جو اب محض ایک تاریخی واقعہ بن چکے ہیں ان کے آثار و نشانات خلق خدا کی نظروں سے اوجھل ہو کر تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔

ان کی تعلیمات بے مثال کے ممکن ہو کر "فیہ هدی و نور" کے ترجمان و مصداق تھے وہ اپنی ضرورت پوری کر کے اپنی ضیاپاشیاں موقوف کر چکے ہیں۔

ان معلمین رشد و ہدایت کے تربیت یافتہ افراد انسانی اب اپنا تشخص اور شناخت گم کر چکے ہیں اب ان کے نام لیوا اپنے شعائر و نظریات کو تلپٹ کر چکے ہیں وہ اپنے متون ہدایت کو الٹ پلٹ کر کے انکی اصلی ہیت و صورت سے کہیں دور کر چکے ہیں اب نہ وہ صحیح تصور خدا سے آشنا ہیں اور نہ ہی اس کی توحید اور دوسری صفات سے۔ حتیٰ کہ اب تو وہ خالق و مخلوق اور عبد و معبود کی حد فاصل اور

خط تمیز سے یکسر نا آشنا ہو چکے ہیں گویا اب انہوں نے ہر شعبہ دین (عقائد عبادات معاشرت و معاملات اور آداب و اخلاق) میں مکمل گر بڑ کر کے ایک نئی صورت پیدا کرلی ہے۔ ایک نیا ایڈیشن تیار کرلیا ہے۔

یہ اس لئے ہوا۔ کہ ان انبیاء متقدمین" کا دور محدود تھا ان کی دعوت ابتدائی اور جزوی تھی وہ جانے کے لئے آئے تھے اس لئے ان کی دعوت تعلیمات اور امتوں کا یہ حال ہونا ایک امرلازم تھا۔

مگر جب اس ابتدائی دعوت کو انتہا تک پہنچانے والا فرزانہ آگیا جس کی اطلاع و خبر پر تمام سابقہ نبی اور صحیفہ ہدایت (تورات۔ زبور و انجیل) نے برملا دی۔ تو وہ جانے کے لئے نہیں آیا بلکہ ہمیشہ تک رہنے کے لئے آیا اس کا پیغام و دعوت موقوف ہونے کے لئے نہیں تھا بلکہ تا قیام کائنات اس کا پیغام حق چلنا تھا اس کا متن ہدایت (قرآن مجید) تحریف و تبدل یا ترمیم و تنسیخ کا احتمال و انکار کے ساتھ نہیں بلکہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے تحت ابد تک ضوفشانی کے لئے آیا ہے وہ حسب سابق کسی ایک علاقہ یا قوم کے لئے نہیں بلکہ یاایھا الناس کے تحت تمام زمانوں اور علاقوں کے لئے ہادی کامل بن کر آیا ہے۔ غرض یہ کہ وہ ہر پہلو اور ہر شان میں کمال اور دوام کا ہی مالک بن کر آیا اسی طرح آپ کے معجزات کسی ایک زمانہ کے لئے موثر نہیں تھے۔ نیز وہ تاریخ کا حصہ بننے کے لئے نہیں تھے بلکہ وہ بھی اپنی ذات میں کمال اور دوام کی شان لئے ہوئے تھے۔ ہمیشہ کے لئے مشاہدہ اپنا وقوع و وجود منوانے کے لئے آئے تھے۔ جس طرح عہد رسالت میں وہ حیران کن شان اعجازی کے مالک تھے آج بھی اور آج کے بعد جب تک آسمان و زمین قائم ہیں اسی طرح مثل ابتدا کے اپنی شان اعجازی پر قائم رہیں گے۔ کیونکہ آپ کی شان و مقام کا یہی تقاضا ہے کہ جیسا کہ آپ کی تعلیمات کی جلوہ گری اور ضوفشانی تا قیام قیامت رواں دواں ہے اسی طرح آپ کے معجزات بھی بلا قید زمان و مکان۔ ظاہر ہوتے رہیں گے۔ ان کی تاثیر اور چمک دمک فزوں سے فزوں تر ہو کر ہمیشہ تک تجلی افروز رہے گی۔ ان کی ضوفشانی تمام عالم کو محو حیرت استعجاب کرتی رہے گی۔

معجزات خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت اور ہمہ گیری

اس باب میں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ آپ کے معجزات مخلوقات کی ہر نوع سے متعلق ہیں۔ کوئی بھی نوع خلق ان سے لا تعلق نہیں رہی۔

آپ کے معجزات سابقہ نبیوں کی طرح وقتی بھی تھے جیسے کسی موقعہ ضرورت پر کسی ایسے افعل یا اثر کا ظہور ہو گیا کہ وہ ضرورت پوری ہو گئی۔ جیسے کسی طعام یا مشروب میں برکت و اضافہ کا ظہور۔ کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں فتح و کامیاب ہو جانا۔ کسی مریض کا فوراً شفایاب ہو جانا۔ وغیرہ

چنانچہ قرآن مجید ایسے معجزات کے صدور کا واضح اعلان بھی کر رہا ہے۔

فرمایا:

واقسموا باللہ جهد ایمانهم لئن جاء تهم آیة لیومنن بها (الانعام ۱۰۹)

ولما جاءت آیته قالوالن نومن حتی نوتی مثل ما اوتی رسل اللہ (۱۲۴)

ترجمہ وہ منکر پکی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ان کے سامنے کوئی معجزہ صادر ہو تو وہ ضرور مان لیں گے۔

اور جب ان کے سامنے کوئی معجزہ واقع ہو جاتا ہے تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو اس وقت مانیں گے جب کہ ہمیں وہ معجزے دکھاؤ جو پہلے رسولوں نے دکھائے تھے۔

ف معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کے سامنے معجزے ظاہر ہوئے تھے۔

۲۔ وما تاتیهم من آیته من آیات ربهم الا کانو عنها معرضین (یس ۴۶)

ترجمہ جب بھی ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی اور معجزہ ظہور پذیر ہوتا ہے تو وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

ولذا راوا آیته یستسخرون (الصافات ۱۴)

ترجمہ اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ٹھٹھے کرنے لگ جاتے ہیں۔

۳۔ وان یروا آیته یعرضوا ویقولوا سحر مستمر (القمر ۲)

ترجمہ اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھیں (جیسے یہاں معجزہ شق القمر) تو وہ اسے نظر انداز

کر کے کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو سابقہ ہی جادو چلا آتا ہے۔

ناظرین کرام مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہو گیا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ الانبیاء کی طرح وقتی معجزات بھی دکھائے تھے۔ مگر منکر حسب عادت حیلہ سازی کرتے ہوئے ٹال جاتے کہ یہ تو پرانا جادو چلا آ رہا ہے کوئی انوکھی اور نئی بات سامنے نہیں آ رہی۔

منکرین کا فرمائشی معجزے طلب کرنا

حیلہ باز منکرین ٹال مٹول کرنے کے لئے کھلے کھلے معجزات دیکھ لینے پر بھی کہہ دیتے کہ نہیں صاحب یہ معجزہ ہمارے دل کی تسلی کے لیے کافی نہیں یا یہ تو عام سی بات ہے آپ ہمیں ہمارا مطلوبہ معجزہ دکھلائیں تو پھر ہم یقین کریں گے چونکہ ان کی غرض محض ٹال مٹول ہوتا تھا دل سے ماننا چاہتے ہی نہ تھے اس لئے وہ اپنے ذہن میں سوچ کر نہایت عجیب و غریب معجزات کا مطالبہ کرتے لیکن رب ان کے دلوں کو تو خوب جانتا ہے کہ یہ لوگ ایک ضد پر اڑے ہوئے ہیں ایمان ان کا مقصود ہی نہیں مگر پھر بھی ان کے فرمائش معجزے پورے کر دیئے گئے۔ جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جو کہ ان کی طلب پر ایک پہاڑی چٹان سے برآمد ہوئی تھی مگر ارض وسماء نے دیکھ لیا کہ منکر اپنا مطلوبہ معجزہ دیکھ کر بھی سیدھے نہ ہوئے بلکہ کفر پر ہی اڑے رہے۔ بلکہ اور سخت ہو کر حق کو ملیامیٹ کرنے پر تل گئے۔ اسے ناکام کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینے پر تل گئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے منکروں پر واضح کر دیا کہ ہم ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھتے ہیں ہر بات اور ہر معجزہ ظاہر کر سکتے ہیں لیکن تم یاد رکھو اگر تمہارا یہ فرمائشی معجزہ ظاہر کر دیا گیا اور تم پھر بھی اڑے رہے تو پھر ہم عملی فیصلہ کریں گے اس کے بعد مزید مہلت نہیں دی جائے گی بلکہ عملی فیصلہ کرتے ہوئے منکرین کو صفحہ ہستی سے نابود کر دیا جائے گا۔ ملاحظہ فرمایئے کہ فرمائشی معجزات کی نشانی جو حضرت صالح کے دست مبارک پر اونٹنی کی صورت میں ظاہر ہوا اور پھر اس کے انکار پر قوم کا کیا حال ہوا۔

نیز انجیل اول مرقس میں ہے کہ

پھر فریسی نکل کر اس سے بحث کرنے لگے اور اسے آزمانے کے لئے اس سے کوئی آسمانی نشانی طلب کیا اس نے اپنی روح میں آہ کھینچ کر کہا اس زمانے کے لوگ کیوں نشان طلب کرتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائیں گا اور وہ انہیں چھوڑ کر پھر کشتی میں بیٹھا اور پار چلا گیا۔ (مرقس ۸:۱۱ تا ۱۳)

ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت مسیح نے فرمائشی معجزہ طلب کرنے والوں کو کیسے صاف صاف جواب دیا کہ تمہیں وہ معجزہ نہیں مل سکتا اس کے علاوہ میں نے حقائق حق کے لئے متواتر معجزات دکھائے ہیں اگر تم ان کو دیکھ کر ایمان نہیں لائے تو کیا اشکو ہے کہ اس فرمائشی معجزہ کو دیکھ کر ضرور ہی ایمان لے آؤ۔ ہاں یہ امکان غالب ہے کہ قانون خداوندی کے تحت انکار کی صورت میں تم ملیامیٹ ہو جاؤ پکے پکے خدا کے غضب کا لقمہ بن جاؤ۔ لھذا اس کے دکھانے سے نہ دکھانا ہی بہتر اور فائدہ مند ہے۔

تو جیسے حضرت مسیح نے فرمائشی معجزہ طلب کرنے والوں کو صاف جواب دیا۔

اسی طرح رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محبوب معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائشی معجزات مانگنے والوں کو جواب دیا اور ارشاد فرمایا کہ آپ ان کو سناویں سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا ۝(بنی اسرائیل)

(مگر دونوں جوابات میں نمایاں فرق واضح ہے) یعنی اے میرے حبیب کریم آپ ان طالبین معجزات کو سنا دیں کہ میرا پروردگار میرا مالک اور بھیجنے والا سب کچھ کر سکتا ہے وہ ہر چیز پر پورا پورا قادر ہے وہ تو ان سے بھی بڑھ کر معجزات ظاہر کر سکتا ہے مگر اس کا ایک ضابطہ حکمت ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرتا۔ باقی مجھے نہ خدائی کا دعوی ہے نہ قدرت و اختیار کل اور نہ ہی میں نے تو اس کا دعوی کیا ہے۔ بلکہ میں تو اس کا عاجز بندہ ہوں اور اس کا پیغام رساں ہوں۔ میرے اختیار میں ان امور کا اظہار نہیں۔

فرمایئے قرآن مجید کی اتنی وضاحت و صراحت کے بعد بھی محض مغالطہ وہی

اور بات کو بگاڑنے کے لئے وہی سابقہ منکرین کی روش اختیار کرنا کونسی مسیحیت ہے؟ کونسی راستبازی اور دیانتداری ہے دیکھئے کوشش کرنے پر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حضرت مسیح پر زیادہ سنگین الزام آیا۔ کہ انہوں نے جواب میں منکرین کو برے اور زناکار بھی کہدیا۔ جب کہ ایسی گفتگو رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔

عیسائیوں کی عجیب مکاری

ہاں یار لوگوں نے حسب فطرت ہر جگہ مکرو فریب اور کذب و افترا کی خوب مشق کی ہے دیکھئے یہاں بھی انہوں نے یہی کرتوت ظاہر کردی۔ کہ سب سے پہلی اور صحیح انجیل جس سے اخذ کر کے دوسروں نے بھی اپنی انجیلیں مرتب کیں۔ اس انجیل میں صرف منکرین کا مطالبہ اور مسیح کا کھرا کھرا جواب ہی مذکور ہے مزید کوئی بات مذکور نہیں مگر جناب متی نے مزید ایک اضافہ بھی ساتھ ٹانک دیا کہ

مسیح نے فرمایا کہ اس زمانے کے برے اور زنا کار لوگ نشان مانگتے ہیں مگر ان کو یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہ دیا جائے گا۔ وہ یوں کہ جیسے یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں تین دن اور تین رات رہا اسی طرح ابن آدم تین دن اور تین رات زمین کے اندر رہے گا۔ (متی ۱۲:۳۹ و ۴۰)

ملاحظہ فرمائیں مندرجہ بالا اقتباس میں بات کہاں سے کہاں جا پہنچی کہ مرقس کے خلاف یہاں مسیح نے منکرین کو ایک معجزہ دکھلانے کی حامی بھی بھر لی کہ جیسے یونس نبی قوم کے مقابلہ میں تین دن اور تین رات (قدیم انجیل اردو اور جدید انگلش) مچھلی کے پیٹ میں رہا اس طرح ابن آدم (جو کہ انسان محض اور نبی ہے نہ خدا ہے نہ ابن خدا) بھی زمین میں اتنی مدت رہے گا صرف یہی معجزہ تمہیں دکھلایا جائے گا افسوس متی صاحب نے اپنے ماخذ پر یہ اضافہ تو کر لیا اور لوقا صاحب نے بھی متی کے دیکھا دیکھی مجمل سادہ زبان سے اضافہ کر لیا مگر اس اضافہ کے نتیجہ کا ادراک نہ کر سکے۔ کیونکہ معجزہ تو نبی الہی اپنے حین حیات قوم کو فیصلہ حاصل کرنے کے لئے دکھاتا ہے جیسے یونس نبی تین دن اور تین رات مچھلی کے

پیٹ میں رہ کر پھر قوم کے سامنے آ گئے اور قوم آپ پر ایمان بھی لے آئی۔ مگر کیا متی۔ لوقا یا کوئی پادری پوپ بتا سکتا ہے کہ مسیح بھی قبر سے اٹھ کر ظاہری طور پر قوم کے سامنے اتمام حجت کے لئے قبر سے اٹھ کر قوم کے سامنے آئے۔ اور قوم نے مان لیا۔ یا کم از کم اتنا ہی ثابت کر دو کہ مسیح واقعی پورے تین دن اور تین راتیں قبر میں زندہ ہے اور زندہ ہی اٹھے۔ مگر یہاں تو معاملہ بالکل خراب ہو گیا کہ کوئی عیسائی مسیح کا تین دن اور تین رات قبر میں رہنا ہی ثابت نہیں کر سکتا۔ زندہ ثابت کرنا تو دور کی بات ہے۔ اس بلئے یار لوگوں نے ورڈ آف گارڈ میں ڈنڈی مار لی۔ کہ تین دن اور تین رات کو جو کہ ۶ x ۱۲ = ۷۲ گھنٹے بنتے تھے ان کو مختصر کر کے تین رات دن کر لیا جو کہ صرف ۳ x ۱۲ = ۳۶ گھنٹے بنتے ہیں اگرچہ وہ اتنی مدت بھی ثابت نہیں کر سکتے لیکن اپنا طبعی نشہ اور جبکہ (ہیرا پھیری اور تحریف و گر بڑ) پورا کئے بغیر نہ رہ سکے الغرض مرقس کی عبارت پر متی اور لوقا کا اضافہ غیر صحیح اور الحاقی ہے جو ان کو بجائے فائدہ کے الٹا نقصان وہ ثابت ہو گیا لہذا ان پادریوں کو ہوش کے ناخن لے کر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر قلم چلانے یا زبان کھولنے کی جسارت نہیں کرنا چاہئے۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ خود ان کی انجیل میں موجود ہے کہ جو اس کی نہ سنے گا وہ نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ (اعمال) اب یہ شان تو آپ کی ہی ہے اور کسی نبی کی نہیں۔ چنانچہ بقول شمار مسیح کو مصلوب کرنے والے اسی طرح رہے مگر رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹکرانے والے حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے نابود ہو گئے نہ مکہ کے مشرک باقی رہے نہ مدینہ کے یہودی۔ نہ روم کا قیصر برقرار رہا اور نہ کسری ایران دیکھئے اپنی ہی بائبل مقدس۔ حبقوق نبی ۳ اور ملاکی نبی ۳

اولم یکفهم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیهم

یعنی فرمائشی معجزات کے طلب گاروں کے لئے اس سلسلہ میں اتنی بات کفایت نہیں کر دیتی کہ ہم نے آپ پر ایسی عظیم کتاب نازل فرمائی ہے کہ جو ان کو پڑھ کر سنائی جا رہی ہے۔

غرض یہ ہے کہ منکرین حق کے لئے طلب معجزات کے سلسلہ میں یہ کتاب

برحق ہر طرح مطمئن کر دینے والی ہے کیونکہ اس کا ہر پہلو ایک عظیم الشان اور بے مثال معجزہ ہے جس کی نظیر اور مثال کسی بھی دور اور کسی بھی عہد رسالت میں ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیے

۱۔ اس کا متن (الفاظ و حروف) یہ اعلان خود روز اول سے آخر تک من و عن محفوظ و مصئون ہے اور تاقیام قیامت رہے گا۔ برخلاف اس کے آج کوئی بھی آسمانی صحیفہ یا کتاب نہ یہ دعوی کرتا ہے اور نہ ہی وہ یہ شان رکھتا ہے۔

۲۔ ایسے اس کے الفاظ و حروف بلکہ مفہوم و معانی بھی اپنے اندر۔ کمال۔ کلیت۔ جامعیت اور دوام سمیٹے ہوئے ہیں۔ یعنی اس متن الٰہی کے بیان کردہ جملہ نظریات و عقائد۔ اصول وضابطہ۔ اور اخلاقی تعلیمات تمام بنی نوع انسان کی جملہ ضروریات کے لئے عالمگیر سطح پر تاقیامئے عالم بدرجہ اتم کفایت کرنے والے ہیں۔

۳۔ اس میں بیان کردہ نظریات ایسے فطری۔ معقول اور مدلل ہیں کہ تا قیام قیامت ان کو کسی بھی سطح پر چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ اور ان کی مثال سابقہ تمام کتب و صحائف میں ممکن نہیں ہے اور نہ ہی کسی جدید نظریہ میں۔

۴۔ اس کے پیش کردہ واقعات ماضی اور پیشگوئیاں ایسے اٹل حقائق ہیں کہ گویا وہ ایک مشاہداتی حقیقت ہیں۔

۵۔ قرآن مجید اور صاحب قرآن کی حقانیت و صداقت کے متعلقہ دلائل و براہین روز روشن کی طرح ہر فرد انسان (منکر و موافق) کے سامنے ایک مشاہداتی حقیقت ہیں۔

۶۔ قرآن مجید کی (۳۸ یا ۳۶۔ ۶۲) آیات میں سے ہر ایک آیت ایک دائمی معجزہ ہے جس کو نہ اس زمانہ نزول کا کوئی مخالف چیلنج کر سکا اور نہ ہی آج کوئی کر سکتا ہے۔ قرآن مجید تفصیل اور اجمالی طور پر ایک کائناتی اور بے نظیر معجزہ ہے۔

۷۔ قرآن مجید نے شروع میں ہی اپنے متعلق اعلان کر دیا کہ ذالک الکتاب لاریب فیہ ۝

اور پھر بار بار اور قدم قدم پر ببانگ دہل مخالفین کو چیلنج کرتا چلا گیا۔ کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورہ من مثلہ اور کہیں بعشر

سورہ مثلہ (ھود)

اور کہیں ایک سورۃ سے بھی مکمل کر اعلان فرمایا۔

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا O (بنی اسرائیل)

کہیں اعلان کیا جا رہا ہے۔ یستنبونک احق ھو۔ قل ای وربی انہ لحق۔ وما انتم بمعزین۔ (یونس ۵۴)

غرضیکہ جوں جوں منکرین قرآن مجید کی مخالفت میں سخت ہوتے گئے ویسے ہی ان کو واضح طور پر چیلنج کیا جاتا رہا ہے حتی کہ چند سال میں ہی وہ اپنا سارا دم خم توڑ گئے اور فضا عالم۔۔۔ ان کے ہمنواؤں نے اپنی چشم مادی سے دیکھ لیا۔ اور یہ مشاہدہ مثل مشہور۔ "اظھر من الشمس" کو بھی مات کر گیا

ذکر سے گونج اٹھی۔ ہر سو اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا" کے مسرت انگیز اور حقیقت افروز مناظر نظر آنے لگے جہاں تک جو ہادی اعظم تیرہ برس کی محنت شاقہ کے نتیجہ میں صرف چند نفوس کو راہ حق پر لا سکا وہ صرف ۹ سال کے قلیل سے عرصہ میں سوا لاکھ قدسی صفات افراد انسانی کے پر بہار جھرمٹ میں جلوہ گر ہو رہا ہے اس کا قلب حزیں و غمگین آج اس ملائکہ سرشت مقدسین کو دیکھ کر بے پناہ مسرتوں سے لبریز ہے۔ آج اس معرکہ حق و باطل جس کی ابتدا تبالک الھذا جمعتنا سے ہوئی تھی اس کی انتہا تبت یدا ابی لھب و تب کا نظارہ آسمان و زمین اور کائنات کا ذرہ ذرہ اپنی قلبی دلی اور سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہے۔

یہ ہے وہ اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم کی وضاحت کی ایک ادنی سی جھلک۔ ورنہ یہ باب تو نہایت وسیع و عریض ہے یہ بحر ناپید کنار ہے۔

اور سنئے اور دیکھئے

آج رحمتہ اللعالمین عالم خاتم المرسلین۔ سرور کونین فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس خدا کے وعدہ۔ اور کتاب یتلی علیھم کی مشاہداتی حقانیت

ملاحظہ فرما رہے ہیں مثلاً

اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا تھا۔ اعلان کیا تھا۔ فوربک لنسئلنہم اجمعین عما کانوا یعملون۔ انا کفیناک المستھزین تو چند سال بعد آپ کی زبان اقدس سے ہی اس کی مشاہداتی تفسیر کرائی جا رہی ہے کہ فتح بدر کے بعد اسی میدان میں تمام مخالفین کے لاشوں کو قلیب بدر میں پھینک کر خدا کا حبیب با آواز بلند ان سے مخاطب ہے۔ اے عتبہ۔ اے شیبہ۔ اے ابو جہل۔ اے فلاں۔ اے فلاں۔ سنو۔ ہم نے تو اپنے رب کا وعدہ غلبہ و نصرت دیکھ لیا کیا تم نے بھی وجدتم ما وعدتم ربکم حقا (بخاری ص ۵۶۶ ج ۲) فرمایئے خدائی اعلان کی صداقت صرف چند سال بعد کتنی سچی ثابت ہو گئی انا کفیناک المستھزین کا کیسا روح پرور منظر آسمان و زمین اور مخالف و موافق ملاحظہ کر رہے ہیں۔

ناظرین کرام یہ ہے اولم یکفھم کا مفہوم اور یہ ہے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال دائمی معجزات۔ جن کی نظیر تاریخ رسالت میں ناممکن اور محال ہے۔ آؤ ذرا سراقہ نبی سے پوچھ لیجئے جو کہ ہجرت کے موقعہ پر انعام کے لالچ میں آپ کو زندہ یا غیر زندہ گرفتار کرنے کے لئے تعاقب میں گیا لیکن وہاں کچھ اور ہی دیکھ اور سن کر آیا۔ جو دیکھا سو دیکھا اور یہ سنا کہ اے سراقہ میرا تعاقب کرنے والے۔ آج تو میری حالت یہ ہے کہ بے سرو سامانی کی حالت میں وطن چھوڑنے پر مجبور ہوں مگر صرف دو برس نہیں تو بھی دیکھ لے گا کہ قیصر و کسریٰ مغلوب ہوں گے ان کے خزانے سمٹ کر مدینہ میں آئیں گے اور خاص بات یہ ہے کہ خود تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے شاہی کنگن پہنا کر میری صداقت اور عظمت و شان کا منظر اور جلوہ دیکھا اور دکھایا جائے گا۔ چنانچہ یہ منظر چند سال بعد نگار ارض وسماء نے دیکھ لیا۔ اور دیکھئے قرآن مجید اجمالی اور خصوصی طور پر عظیم الشان اور بے مثل دائمی معجزہ اور تفصیلی طور پر بے شمار معجزات کا خزینہ ہے دیکھئے ن والقلم وما یسطرون○ ما انت بنعمت ربک بمجنون کی شان و عظمت کہ صدر اول سے آج تک بلکہ قیامت کے ہر ماحول میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت و شان میں قلمیں چل رہی ہیں۔ سطریں لکھی جا رہی ہیں اپنے ہاتھ بھی

قلم و قرطاس لئے بیٹھے ہیں اور مخالف کے بھی مگر تا ہنوز یہ سلسلہ ختم ہونے کو نہیں بلکہ مزید سے مزید وسیع ہو رہا ہے۔ دیکھئے اعلان برحق فستبصر و یبصرون کی صداقت کہ چند ہی سال میں مشرق و مغرب نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ لی مخالف خود ہی پکار اٹھے کہ ہادی عالم محمدؐ ہی عقیل و فہیم تھے اور ہم واقعی مفتون و مجنون تھے عقل و بصیرت سے محروم تھے۔ وہ شرمسار ہو کر قدموں میں سرنگوں ہوکر معذرت کرنے لگے۔

ملاحظہ فرمایئے وقتی معجزات تو تاریخ کا حصہ بن جاتے ہیں ان کا بقاء اور تسلسل موقوف ہو جاتا ہے مگر ایسے حقائق کو کون جھٹلائے گا جن کا دوام اور تسلسل کبھی بھی نگاہ عالم سے مستور نہیں کر سکتا اور نہ کر سکا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ خود بڑے ہاتھوں میں کسریٰ کے شاہی کنگن پہنا کر میری صداقت کا منظر دیکھا جائے گا تو چند سال بعد اولم یکفہم کا مفہوم اور سابقہ آیت سے ربط نمایاں ہو گیا۔ لایئے اس کی مثال پیش کرو کوئی اس کی نظیر سے فرمایئے اعلان الٰہی۔ قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم کس آب و تاب اور شان و شوکت سے جلوہ گر ہوا۔

ملاحظہ فرمایئے ولسوف یعطیک ربک فترضی کی شان و عظمت کیسے مشاہدہ میں آ گئی۔ آج اس در یتیم کو جس کے پاس کوئی انسان بھٹکتا نہ تھا ہر کوئی توہین و تحقیر پر دلیر ہو رہا تھا۔ کوئی حمایت والا نہ ملتا تھا۔ دیکھئے وادی طائف میں حبیب کبریاؐ کی بے بسی اور لاچاری۔ مگر آج دیکھئے اس کی عظمت و شان کا جلوہ کہ ۱۰ ہزار قدسی اور ملائکہ رشک فرزندان ابراہیمؑ جو سراپا خداکاری اور جانثاری بن کر جگر گوشہ عبد اللہ و آمنہ کے روح و قلب مسرور کر رہے ہیں۔

آج وہ سرتاج الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو کبھی وقت اپنے پیروکاروں کو بھی اونچی آواز سے نعرہ حق بلند کرنے کی اجازت نہ دیتا تھا آج اس کے اردگرد دس ہزار قدوسی اسی نعرہ کو بلند کر کے فرش سے عرش تک اور مشرق سے مغرب تک گونج پیدا کر رہے ہیں۔ آسمان کے فرشتے اور جنت کے حور و غلمان بھی حیران ہیں کہ یہ آواز حق کہاں سے آ رہی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس سے قبل ایسی کوئی

گونج سنی ہی نہ تھی؟ پھر حجتہ الوداع کے موقعہ پر تو شان و عظمت کا اندازہ لوارک انسانی سے نہایت ماوراء تھا وہ والی بیت اللہ جسے منکرین حرم کعبہ خدا کا نام لینے کی اجازت نہ دیتے تھے آپ کے جسد اطہر پر اونٹ کی اوجھری رکھ دیتے تھے۔ گلے میں کپڑا ڈال کر کھینچتے تھے۔ وہ حرم کعبہ جہاں صدیق اکبر کفار سے مار کھا کھا کر اپنے بدن کو خون سے رنگین کر لیا۔ ابوذر نے اپنے بدن کو رنگین کر لیا۔ جہاں سے حق پرست مجبوراً ہجرت حبشہ کے لئے مجبور کر دیئے گئے پھر خود سرور کونین کو بھی اپنے وطن سے ہجرت پر مجبور کر دیا گیا مگر قرآن کا معجزہ آج بھی دیکھ لیجئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم معجزہ آج تمام عالم کے سامنے ہے کہ وہی ہادی عالم آج پوری شان و شوکت کے ساتھ اکیلا نہیں بلکہ ۱۰ ہزار اشک ملائکہ افراد کے جھرمٹ میں کھڑا پورے زور سے اعلان کر رہا ہے کہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان ذھوقا مگر آج کوئی بھی سامنے آکر بدزبانی کرنے والا نہیں۔ کوئی اوجھری گھسیٹ کر لانے والا نظر نہیں آ رہا۔ کوئی بھی صدیق پر ہاتھ اٹھانے والا نہیں ہے۔ بتایئے وہ کہاں گئے؟ کہاں گئے وہ تین سو ساٹھ خداؤں کے پجاری کہاں ہیں وہ اعل ہبل کے فلک شگاف نعرے لگانے والے۔ کہاں گئے وہ دس ہزار مسلح لشکر کہ جنہوں نے مدینہ کا محاصرہ کر کے ہادی عالم کو پریشان کیا بتایئے اب وہ دس ہزار نہیں ۵ ہزار بھی سامنے نہیں آئے دو ہزار بھی نہیں۔ کہاں کھپ گئے۔ عظمت رسول کے منکرو۔ معجزات محمدؐ کے انکاریو ذرا بتاؤ تو سہی؟ ہاں نظر آیا فخر دو عالمؐ کا معجزہ کیا اب بھی اندھے ہی بیٹھے رہوں گے۔ آنکھیں نہیں کھل رہیں؟

فرمایئے آیا نظر ای وربی انه لحق وما انتم بمعجزین کا نظارہ۔ آیا نظر سرتاج الانبیاء کا معجزہ بے مثل لاؤ تم بھی کوئی ایسا جمیل معجزہ پیش کرو۔ محض زبانی ہر زہ سرائی تو کوئی وزن نہیں رکھتی بتاؤ کتنی عظیم حقیقت ہے۔ قل ای وربی انه لحق وما انتم بمعجزین (۵۳:۱۰) دیکھئے قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جھنم کا زندہ و تابندہ معجزہ۔

اعجاز انگیز ارشادات سرتاج الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

متذکرہ بالا قرآنی اعجاز نمائی کی ایک مختصر سی جھلک کے بعد اب خود سید المرسلین۔ ھادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے بھی حقیقت نما صداقت آمیز اور معجزہ نما ارشادات علیہ کا سلسلہ بے مثل بھی سماعت فرمایئے

اس سلسلہ میں دس بیس نہیں ہزارہا ہدایت نما ارشادات کتب حدیث و سیر میں ملتے ہیں ایک خاص الخاص بات

سید المرسلین علیہ السلام کی شان و عظمت سب انبیاء رسل علیہم الصلوۃ والسلام سے منفرد عجیب اور ممتاز ہے۔

۱۔ مثلاً آپ کی تشریف آوری کی بشارت سابقہ تمام کتب و صحائف اور انبیاء رسل دیتے آئے ہیں۔ چنانچہ بے شمار بشارات آج بھی بائبل (تورات۔ زبور اور انجیل) میں مذکور ہیں حتی کہ خود قرآن نے گواہی دی کہ یہ نبی امی امتیازی شان فرد یگانہ ہے کہ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل کہ اہل کتاب یعنی یہود نصاری آپ کی بشارات اپنی کتب مقدسہ میں واضح ترین انداز میں پاتے ہیں۔

یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم کہ یہ لوگ آپ کو بوجہ کثرت بشارات بائبل کما حقہ آپ کو ایسے پہچانتے ہیں کہ جیسے کوئی اپنی حقیقی اولاد کو جانتا پہچانتا ہے۔

۲۔ آخری بشر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو آپ کی بشارت نہایت ہی اہتمام سے سنائی کہ وہ یعنی روح حق (اور پہلے ایڈیشنوں میں آپ کا اسم گرامی فار قلیط۔ تسلی دہندہ۔ وکیل۔ شفیع وغیرہ مذکور تھا) جب آئے گا تو تمہیں مکمل حقائق سے آگاہ فرما دے گا۔ وہ وہی کہے گا جو سنے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا وہ آئندہ کی خبریں دے گا۔ جو اس کی نہ سنے گا وہ نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ (انجیل یوحنا ص ۲۴ وغیرہ)

تو گویا حضرت مسیح نے آپ کا یہ وصف عالی یہ بھی بیان فرمایا کہ ویسے یہ چاروں اوصاف علیہ نہایت معنی خیز قابل توجہ اور وسعت طلب ہیں جس میں دوسرا کوئی فرد شریک و سہیم نہیں ہے۔وہ آئندہ کی خبریں دے گا (یوحنا ۱۶۔۱۳)

اسی طرح قرآن مجید میں آپ کی اس شان لازم شاہد سے بیان کی گئی ہے

فرمایا لیکون الرسول شهیدا علیکم وتکونوا شهداء علی الناس (الحج آخر)

نیز فرمایا یعنی آپ کا لقب شاہد" اور شہید نمایاں طور پر بیان فرمایا گیا ہے جس کا مفہوم یہی ہے کہ وہ نبی معظم جیسے فرمایا وشهد شاهد من اهلها۔ وقال شهد الله انه لا اله الا هو والملائکة واولوا العلم قائما بالقسط۔ (آل عمران ۱۸ و کذاک النساء ۱۳۵ والمائدہ ۸) وغیرہ

شاہد اور شہید کا مفہوم ہے۔ احوال و حالات بیان کرنے والا۔ گویا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ رسالت سے لے کر تا قیام قیامت بلکہ اس کے بعد بھی دخول جنت تک کے تمام حالات و واقعات بیان فرما دیئے تمام مثبت و منفی حالات بیان فرما دیئے۔ مثلاً نزع کے فلاں فلاں حوادثات رونما ہوں گے پھر اس کے بعد پل صراط کا مرحلہ اس انداز کا ہو گا۔ بعد ازاں جنت کے یہ مناظر ہوں گے اور جہنم کے یہ۔ فلاں عمل و کردار کا انجام وسلہ یہ ملے گا اور فلاں نظریہ و کردار کا انجام یہ ہو گا چنانچہ مشکوۃ شریف کی کتاب الفتن کی پہلی حدیث رسول بحوالہ صحیحین عن حذیفہ یوں مذکور ہے کہ ایک دن سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرما ہو کر اس وقت سے لے کر قیامت تک کے تمام حالات اور پیش آنے والے واقعات و فتن بیان فرما دیئے مشکوۃ ص ۴۶۱

اور ایسے واقعات و حالات جو آئندہ رونما ہونے والے تھے وہ نہایت تفصیل سے کتب احادیث کی کتاب الفتن، اشراط الساعۃ۔ اور کتاب الملاحم وغیرہ میں ہزارہا ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے مذکور ہیں مخبر صادق نے آئندہ رونما ہونے والے تاریخی واقعات بھی بیان فرما دیئے ہے اور مختلف افعال و اعمال کے دنیوی اور اخروی نیز برزخی نتائج بھی واضح فرما دیئے گویا بنی نوع انسان کے اس سفر حیات کے ایک ایک قدم پر پیش آنے والے حالات کو بیان فرما دیا۔ اس طویل ترین سفر کے قدم قدم پر پیش آنے والے خطرات اور انکے تحفظ کی ہر ہر جزئی کو بیان فرما کر شفقت و رحمت کا حق ادا فرما دیا۔ تو جس نے آپ کی زبان اقدس پر یقین کرتے ہوئے آنے والے خطرات سے محتاط ہو کر پیش رفت کی اس

کے لیے آپ مبشر ہیں اور جس نے بے یقینی کے ساتھ سفر حیات طے کیا اس کے لئے آپ نذیر ہیں پھر آپ کے بیان فرمودہ صدہا ایسے منظر بھی ہیں کہ جن کو مختصر سے عرصہ کے بعد مخالفین نے سر کی آنکھوں سے ملاحظہ کر لیا۔

۱۔ مثلاً سراقہ کے کسریٰ کے کنگن پہنائے جانے پر حقیقت پیشگوئی۔ مغلوبی کسریٰ ایرانی اور مابعد کی فتوحات۔

۲۔ قیصرو کسریٰ کی حکومتوں کی مغلوبی اور اختتام کے بعد ان کے خزائن و اموال کا مال غنیمت بن کر فی سبیل اللہ صرف ہونا۔

۳۔ فقروفاقہ یعنی معاشی بدحالی کا خاتمہ۔ ظلم و ستم اور ڈاکہ زنی و سرقہ کا بے نشان اور معدوم ہونے کی پیشگوئی (بخاری ص ۵۰۷) وغیرہ

بے شمار ایسے حالات واقعات کا بیان جو مخاطبین نے چند سال ہی میں اپنے سر کی آنکھوں سے ملاحظہ کر لئے نیز لیاتین علی الناس زمان کے عنوان سے۔ لا تقوم الساعتہ حتی یکون کذا کذا کے عنوان سے اور علامات قیامت کے عنوان سے ہزار ہا امور پیش آمدہ کی پیشگوئیاں کتب حدیث و سیر میں مذکور ہیں۔

یہ ہے دوام دین کا مفہوم

اور فرمان مسیح (وہ آئندہ کی خبریں دے گا) کا مصداق۔ گویا آپ نے دنیا برزخ اور آخرت میں پیش آمدہ ایک ایک جزئی سے باخبر کر دیا ظاہری باطنی بھی۔ تاریخی بھی۔ قانونی بھی۔ غرض یہ کہ معلم کائنات حقیقتہ شاہد اعظم ہیں فرمایئے کہ ہزار ہا حقائق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ بے مثل و تابندہ مشاہداتی معجزات نہیں ہیں؟ جو تا قیام قیامت جاری و ساری رہیں گے۔ اب ان حقائق اور صداقتوں کے ہوتے ہوئے یہ رٹ لگاتے جانا کہ آپ کا کوئی معجزہ نہیں ہے کس قدر جہالت و حماقت کا مظاہرہ ہے۔ فرمایئے اس سائنسی اور ایٹمی دور میں اس جہالت و حماقت کی ذرہ بھی گنجائش ہے۔

زندہ دین اور زندہ نبی معظم ﷺ

ناظرین کرام اس دین کی سب سے نمایاں اور امتیازی شان یہ بھی ہے کہ یہ

دم اول سے آخر تک غیر متبدل رہا ہے اور اس کی بنیادی تعلیمات اور مزاج ہو بہو آج تک غیر متغیر حالت میں جلوہ افروز ہے۔ کسی ایک نظریہ سے دستبرداری نہیں ہوئی۔

۱۔ ملاحظہ فرمایئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا متن قرآن مجید ہو بہو اپنی اصل زبان اور حالت میں موجود و محفوظ ہے۔

۲۔ اسلام کا مرکز کعبۃ اللہ بمع اپنی اصلی عظمت و شان اور پیغام آج تک محفوظ و مشاہد ہے۔

۳۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی مرکز خانہ کعبہ کے ساتھ مسجد نبوی بمع اضافہ و وسعت محفوظ و موجود ہے۔

۴۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و فرمودہ پنجگانہ نماز بمع جملہ تفصیلات و شرائط و حدود مثل وضو۔ رکعات۔ رکوع سجود [illegible] اور اوراد وظائف نماز ہر چیز بعینہٖ موجود اور زیر عمل۔

۵۔ معلم کائنات کی بنائی ہوئی مسجد بمع جملہ ہیت و کیفیت موجود آپ کی تعلیم فرمودہ اذان و اقامت۔ صف بندی۔ امامت وغیرہ محفوظ

۶۔ بنیادی نظریہ توحید خالص عبدیت انبیاء رسل و صلحاء و اکابرین امت بمع فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ و معمول

۷۔ دیگر ارکان اسلام۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ عیدین۔ حج و عمرہ۔ اصول معاملات و معاشرت اور آداب و اخلاق ہو بہو موجود۔

۸۔ غرض یہ کہ آپ کا پیش فرمودہ متن الٰہی (قرآن مجید) اور اس کی عملی تصدیق (اسوہ حسنہ اور سیرت طیبہ) موجود و معمول۔

گویا کہ اگر کوئی نظریہ اپنی اصلی صورت میں موجود ہے اور قابل عمل ہے تو وہ اسلام ہی ہے اگر کوئی کامل ہادی مطلوب ہے تو رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پوری شان و شوکت کے ساتھ اور انہی جملہ تعلیمات اور پیغام کے ساتھ زندہ موجود اور جلوہ گر کوئی لاکھ کوشش کرے مغزماری کر لے مگر اس فرد کامل کی نظیر و مثال پیش کرنے سے قاصر و عاجز رہے گا۔

۹۔ دین اسلام عقائد و عبادات لے کر انسانی زندگی کے ہر شعبہ یعنی معاشرت و معاملات اور آداب و اخلاق کے جملہ پہلوؤں میں مکمل ترین اور واضح ترین تفصیلات پیش کرتا ہے۔ حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی تفصیلات پیش کرتا ہے۔

اس کے برعکس دیگر مذاہب اور اصلاحی تحریکات یہ نمونہ پیش کرنے سے قاصر ہیں نہ ان کا مذہبی متن محفوظ اور نہ ان کے ہادی کی سیرت طیبہ موجود و معمول۔ حتی کہ ان کے پیش کردہ اصلی اصول و ضوابطہ بھی معدوم اور مستور ہو چکے۔ عیسائیت جو کہ بحوالہ مسیح سراپا اخلاق و مروت کا پیکر تھی۔

بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی خیر خواہی اور ایثار کا پیکر تھی۔ اس میں انتقام تعصب شدت کا نام نہ تھا۔ وہ اس نہج سے ہٹ کر۔ نفاق۔ مغالطہ دہی۔ مکر و فریب تشدد۔ انتقام و غلو اور دھونس بازی کے راستہ پر اپنا ابتدائی شعار پچھلی جو عجز و انکساری اور تواضع کی علامت تھی اسے چھوڑ کر صلیب کو اپنا لیا جو کہ ہر قسم کے تشدد اور مار دھاڑ کی علامت ہے چنانچہ عیسائیت کی پوری تاریخ صلیبی حرکات و اعمال سے معمور ہے۔ جس طرح کہ سکھ دھرم کی ابتدا اور اس کے بعد برعکس یہ تحریک تشدد کے راستے پر چل پڑی۔ مگر ایک اسلام اور امت مسلم ہے کہ جس کی ابتدا اور بنیاد خدا پرستی اور خدمت و احترام انسانیت پر استوار کی گئی تھی۔ معاشرہ میں عدل و انصاف اور امن و سکون کی فضا قائم کرنا عہدو معاہدہ کی پاک وری اور ظلم و زیادتی سے اجتناب کلی۔

امت مسلمہ شروع سے مجموعی انہی بنیادوں پر قائم ہے۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ امت اسلامیہ جہاں بھی گئی۔ وہاں معاشرہ اور ماحول کو پر سکون ہی بنایا۔ وہاں معاشرتی اور تمدنی ترقی کو جلا بخشی ہمسایہ اقوام کے ساتھ ہمیشہ پر خیر خواہی کا معاملہ ہی کیا ہر قسم کے عہدو معاہدہ کی پاسداری کی کبھی بھی ظلم و زیادتی اور عہد شکنی کا ارتکاب نہیں کیا جب کہ عیسائی اقوام ہمیشہ اس کے برعکس چلتی رہیں وہ عیسائی ہوں یا اندلس کے۔ یورپ کے ہوں یا کسی اور علاقہ کے وہ سب کے سب ایک ہی طرح معاندانہ پالیسیوں پر کار بند نظر آتے ہیں۔ استحصال اور لوٹ کھسوٹ ہی ان کا مطمع نظر رہا ہے۔ غرض یہ کہ اسلام ہی وہ دین حق ہے جس کی

ابتدا اور انتہا یکساں ہے الحاصل دین اسلام سر تا سر ایک عظیم الشان اور دائمی معجزہ ہے۔ جس کی مثال و نظیر کسی بھی مذہب و امت کے تناظر میں مفقود ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک منفرد اور ممتاز ترین اعجاز

یہ ہے کہ آپ سے قبل ہر قوم اوتار پرستی اور مظاہر پرستی کے گھمبیر شرک میں غرق تھی ہر قوم کا یہی نظریہ تھا کہ قوم کا رئیس۔ پیشوا اور بادشاہ خدا کا نمائندہ اور اوتار ہوتا ہے لہٰذا وہ خصوصی تعظیم و تکریم کا مستحق ہے۔ اس کی اطاعت و تعمیل سے انکار اور انحراف تباہ کن چیز تھی۔ اس کی جبہ گری اور پوجا پاٹ تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ مذہبی سربراہی اس کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ یہ تصور اتنا وسیع تھا کہ آسمانی مذاہب کے پیروکار بھی اسی مرض میں مبتلا تھے جیسے عیسائی۔ یہ بھی مسیح اور مریم کو خدائی کا مقام دیئے بیٹھے تھے اس کے مجسمے بنا کر پوجتے تھے۔ ان سے عرض و مناجات کی جاتی۔ اسلام نے آکر اس سیاسی شرک کا مکمل خاتمہ کر دیا۔ سیاسی اور مذہبی مظاہر پرستی کا جنازہ نکال دیا۔

اب صرف ایک ہی معبود برحق اور لائق پرستش و عظیم ہستی تھی کوئی بڑی سے بڑی ہستی بھی صرف مقام عبودیت ہی میں منحصر ہے حتیٰ کہ خود خاتم الانبیاء ﷺ نے اس نظریہ کو اتنے اہتمام سے امت کے قلب و ذہن میں راسخ کر دیا کہ افراد امت کے سامنے صرف دو ہی حقیقتیں رہ گئیں۔ ایک خالق و معبود کی اور دوسری طرف اس کے سوا تمام مخلوقات ذرہ سے لے کر آفتاب تک کل مخلوقات بندہ مخلوق۔ اور سراپا احتیاج و انکسار ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی خدا ہے نہ اس کا بیٹا یا مظہر و نمائندہ۔ ایک طرف مکمل الوہیت اور دوسری طرف مکمل ترین عبدیت و احتیاج۔ درمیان میں ایک ذرہ بھی نہیں۔

یہ ہے سرتاج الانبیاء کا عظیم الشان اور منفرد دائمی معجزہ جس کی نظیر و مثال کا ملنا محال اور ناممکن ہے یہ آپ کے عالمگیر اور دائمی معجزات کی شان ہے کہ جس کی کائنات میں کوئی مثال یا نظیر نہیں۔ آپ کے معجزات تا قیام قیامت مسلسل اور دائما" جلوہ افروز ہیں جن کی تجلی کسی بھی وقت ماند یا منقطع نہیں ہوگی غرض یہ

کہ جس وقت تک اسلام کا قیام۔ اس وقت تک اسلام کے موئد معجزات کا قیام اور دوام ہو گا۔ اسلام زمان ومکان کی قید سے مبراء و ماوراء ہے اسی طرح اس کے معجزات بھی اسی شان کے ہیں۔ للذا ہر قسم کی کامیابی نجات اور خوش بختی اسلام کے ہی اپنانے میں مخصوص ہے۔ بنابر میں ہم اعتماد اور خلوص سے ہر فرد بشر کو اس مینارہ کی طرف لپکنے کے لئے دعوت پیش کرتے ہیں۔

یاایھاالناس تعالوا الی النور الذی انزل الیکم من رب العالمین۔

ففروا الی اللہ ولا تجعلوا مع اللہ احدا"

انی لکم ناصح امین۔

عصمت انبیاء اور بائبل

عیسائی حضرات کہتے ہیں کہ سوائے حضرت مسیحؑ کے کوئی گناہ سے پاک نہیں۔ چونکہ حضرت آدمؑ کا گناہ موروثی طور پر تمام انسانوں میں منتقل ہوتا چلا آتا تھا جس کے دور کرنے کی کوئی صورت نہ تھی بالآخر اللہ نے ایک صورت نکالی کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو جو کہ بے عیب تھا' دنیا میں بھیجا اس نے اپنے اس کفارہ کی منادی کی آخر کار اللہ نے اس کو صلیب پر چڑھا کر تمام انسانوں کے موروثی گناہ کو دور کیا۔

حالانکہ از روئے بائبل صرف مسیح ہی بے عیب اور راست باز نہ تھے بلکہ دیگر تمام انبیاء بھی راست باز اور بے عیب تھے۔ لہٰذا عیسائیوں کا مسئلہ کفارہ مخدوش ہو جاتا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق بائبل میں مذکور ہے کہ

"تب خدا نے کہا ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں گے۔" (کتاب پیدائش ۱: ۲۶)

دوسری جگہ ہے

"جس دن خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اسے اپنی شبیہ پر بنایا۔" (کتاب پیدائش ۱: ۵)

کیا خدا کی صورت اور شبیہ پر بننے سے بھی بڑھ کر کوئی کمال اور اعزاز ہو سکتا ہے؟ کیا پھر بھی آدم بے عیب نہ ہوئے؟

(۲) حضرت ادریسؑ (حنوک) کے متعلق مذکور ہے۔

۱۔ "حنوک تین سو برس تک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا" (کتاب پیدائش ۵ : ۲۲)

یعنی خدا کا فرماں بردار رہا۔

۲۔ "حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا" (آیت ۲۴)

(۳) حضرت نوح علیہ السلام

"نوح مرد راست باز اور اپنے زمانے کے لوگوں میں بے عیب تھا اور نوح خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا" (کتاب پیدائش باب ۶ آیت ۹)

ایسے ہی بات آیت ۷ اول میں بھی آپ کی راستبازی بیان فرمائی ہے۔ مزعومہ عہد جدید کے رسالہ عبرانیوں میں آپ کی نمایاں راست بازی بیان ہوئی ہے۔ ملاحظہ ہو ۱۱ آیت ۷

(۴) جد انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان رفیع

"جب ابراہیم ننانوے برس کا ہوا تب خداوند ابراہیم کو نظر آیا اور اس سے کہا کہ میں خدائے قادر ہوں تو میرے حضور چل اور کامل ہو اور میں اپنے اور تیرے درمیان عہد باندھوں گا اور تجھے بہت زیادہ بڑھاؤں گا" (کتاب پیدائش باب ۱ آیت ۱، ۲)

قرآن مجید بھی اس کی تصدیق فرماتا ہے۔ فرمایا اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العلمین ○

دوسری جگہ ہے

"اور خداوند کے فرشتہ نے دوبارہ ابراہیم کو پکارا اور کہا کہ وہ خداوند فرماتا ہے کہ چونکہ تو نے یہ کام کیا کہ اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے' دریغ نہ رکھا اس لیے میں نے بھی اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا اور تیری نسل کو بڑھاتے بڑھاتے آسمان کے تاروں اور سمندر کے کنارے کی ریت کی مانند کر دوں گا اور تیری اولاد اپنے دشمنوں کے پھاٹک کی مالک ہوگی اور

تیری نسل کے وسیلے سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی کیونکہ تو نے میری بات مانی" (پیدائش ۲۲: ۱۵ تا ۱۸)

تیسری جگہ مذکور ہے

"اس لیے کہ ابراہیم نے میری بات مانی اور میری نصیحت اور میرے حکموں اور قوانین و آئین پر عمل کیا" (کتاب پیدائش باب ۲۶ آیت ۵)

چوتھی جگہ ہے

"خداوند کے فرشتہ نے اسے آسمان سے پکارا کہ اے ابراہیم اے ابراہیم' اس نے کہا میں حاضر (لبیک) ہوں پھر اس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا اور نہ اس سے کچھ کر کیونکہ میں اب جان گیا کہ تو خدا سے ڈرتا ہے اس لیے کہ تو نے اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے' مجھ سے دریغ نہ کیا" (پیدائش ۲۲: ۱۱' ۱۲)

(۵) صاحب توراۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق

"تم میرے حکموں پر عمل کرنا اور میرے آئین کو مان کر ان پر چلنا میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔ سو تم میرے آئین اور احکام ماننا جن پر اگر کوئی عمل کرے تو وہ ان ہی کی بدولت جیتا رہے گا۔ میں خدا ہوں۔" (کتاب احبار ۱۸: ۴' ۵)

"خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ میں یہ کام بھی جس کا تو نے ذکر کیا ہے' کروں گا کیونکہ تجھ پر میرے کرم کی نظر ہے اور میں تجھ کو بنام پہچانتا ہوں۔" (کتاب خروج باب ۳۳ آیت ۱۷)

(۶) حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق

"عوض کی سرزمین میں ایوب نامی ایک شخص تھا اور یہ شخص بے بد اور راست کار اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے بچتا تھا" (ایوب ۱: ۱ رومن ترجمہ)

پروٹسٹنٹ ترجمہ یوں ہے

"وہ شخص کامل اور راست کار تھا اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا

(۷) فرزند ابو البشر حضرت ہابیل کے متعلق مذکور ہے

(ا) "وہ راستباز تھے۔ (انجیل متی ۲۳ : ۳۵)

(ب) "ایمان ہی سے ہابیل نے قائن سے افضل قربانی خدا کے لیے گزرانی اور اسی کے سبب سے اس کے راست باز ہونے کی گواہی دی گئی۔ کیونکہ خدا نے اس کی نذروں کی بابت گواہی دی۔" (عبرانیوں ۱۱ : ۴)

(ج) قائن کے کام برے تھے اور ہابیل کے کام درستی کے تھے۔" (خط یوحنا اول ۳ : ۱۲)

(۸) حضرت شمسون نبی کے متعلق تو ان کی والدہ کو ولادت سے پہلے ہی ہدایت ملی کہ

"سو خبردار اب تو مے (شراب) یا نشے کی کوئی شے نہ پینا اور ہر ایک ناپاک چیز کھانے سے پرہیز کرنا۔ کیونکہ دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اس کے سر پر کبھی استرا نہ پھرے گا اس واسطے کہ وہ لڑکا پیٹ ہی سے خدا کا نذیر ہوگا۔" (قضاۃ ۱۳ : ۴، ۵)

اور آیت ۷ میں ہے "کیونکہ وہ لڑکا پیٹ ہی سے اپنے مرنے کے دن تک خدا کا نذیر ہوگا۔"

خدا نے آپ کے والد منوحہ کو بھی اسی پرہیز اور احتیاط کا حکم دیا (قضاہ ۱۳ : ۱۴)

جب شمسون پیدا ہوئے تو لکھا ہے کہ

"وہ لڑکا بڑھا۔ خداوند نے اسے برکت دی اور خداوند کی روح اسے تحریک دینے لگی۔" (آیت ۱۳ : ۲۵)

کتاب قضاہ ۱۴ : ۶ و ۱۹ میں حضرت شمسون پر خدا کی روح کے نزول کا نمایاں ذکر ہے۔ ایسے ہی قضاۃ ۱۵ : ۱۴، ۱۹ میں بھی نزول روح کا تذکرہ ہے۔

حضرات ملاحظہ ہو کہ اتنی فضیلت اور اہتمام تو حضرت مسیحؑ کا بھی

اناجیل میں مذکور نہیں پھر کفارہ کے لیے یہ شمسون چاہیئے تھے یا حضرت مسیح؟ معلوم ہوا کہ عیسائیوں کا مزعومہ کفارہ اور اس کی بنیاد محض بناوٹ ہے۔

(۹) حضرت سموئیل کے متعلق

حضرت سموئیل ایک موقعہ پر تمام بنی اسرائیل کے سامنے اپنی پوزیشن کے متعلق اعلان فرماتے ہیں

"تم میرے منہ پر بتلاؤ کہ میں نے کس کا بیل لیا؟ یا کس کا گدھا لیا؟ میں نے کس کا حق مارا؟ کس پر ظلم کیا؟ یا کس کے ہاتھ سے میں نے رشوت لی تا کہ اندھا بن جاؤں؟ بتاؤ اور میں یہ تم کو واپس کر دوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تو نے ہمارا حق نہیں مارا اور نہ ہم پر ظلم کیا اور نہ تو نے کسی کے ہاتھ سے کچھ لیا۔ تب اس نے ان سے کہا کہ خداوند تمہارا گواہ اور اس کا مسیح (یعنی برگزیدہ) آج کے دن گواہ ہے کہ میرے پاس تمہارا کچھ نہیں نکلا۔ انہوں نے کہا گواہ ہے۔" (سموئیل ۱۲: ۳ تا ۵)

(۱۰) حضرت داؤد علیہ السلام صاحب زبور کے متعلق زبور ۸۹ تقریباً تمام تر آپ کی شان سے معمور ہے۔ اس میں فرمایا کہ:

"میرا بندہ داؤد مجھ کو مل گیا" اپنے مقدس تیل سے میں نے اسے مسح کیا ہے میرا ہاتھ اس کے ساتھ رہے گا۔ میرا بازو اسے تقویت دے گا ... اور میں اس کو اپنا پہلوٹھا (محبوب) بناؤں گا اور دنیا کا شہنشاہ۔ میں اس کی نسل کو ہمیشہ تک قائم رکھوں گا اور اس کے تخت کو جب تک آسمان قائم ہے۔"

ایسے ہی حضرت کی راستبازی سلاطین اوّل ۱۴: ۸ میں مذکور ہے۔ گویا وہ تمام مخلوق میں سے نہایت امتیازی شان رکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے کہ داؤد خدا کا اکلوتا بیٹا ہے' اگر کوئی کفارہ ہوتا تو داؤد اس کے لیے زیادہ موزوں تھے۔

"داؤد اپنے وقت میں خدا کی مرضی کا تابع رہ کر سو گیا" (اعمال ۱۳: ۳۶)

(۱۱) حضرت سلیمانؑ بن داؤد کی شان: حضرت داؤدؑ کو فرمایا کہ

"دیکھ تجھ سے ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ وہ مرد صلح ہوگا اور میں اسے چاروں

طرف کے سب دشمنوں سے امن بخشوں گا کیونکہ سلیمان اس کا نام ہوگا اور میں اس کے ایام میں اسرائیل کو امن و امان بخشوں گا وہی میرے نام کے لیے ایک گھر بنائے گا وہ میرا بیٹا ہوگا اور میں اس کا باپ ہوں گا اور میں اسرائیل پر اس کی سلطنت کا تخت ابد تک قائم رکھوں گا۔" (تواریخ اول ۲۲: ۹ و ۱۰)

(۱۲) حضرت آسا کے متعلق

"تو بھی آسا کا دل عمر بھر کامل رہا۔" (تواریخ دوم ۱۵: ۱۷)

(۱۳) حضرت زکریاؑ اور ان کی اہلیہ کے متعلق

"وہ دونوں خدا کے حضور راست باز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔" (انجیل لوقا ۱: ۶)

(۱۴) حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے متعلق: قبل از ولادت بشارت دی جا رہی ہے کہ

"وہ خداوند کے حضور بزرگ ہوگا ہرگز نہ مے نہ کوئی اور شراب پیئے گا اور اپنی ماں کے پیٹ ہی سے روح القدس سے بھر جائے گا" (انجیل لوقا ۱: ۱۵)

حالانکہ مسیحؑ پر روح القدس اسی پاکباز یوحنا (یحییٰ) سے بپتسمہ لینے کے بعد اترا۔ ملاحظہ ہو متی ۳: ۱۶، مرقس ۱: ۱۰، لوقا ۳: ۲۲

ملاحظہ فرمایئے کہ یوحنا کے ساتھ تو روح القدس کا کتنا اہم تعلق ہے کہ وہ شکم مادری میں روح القدس سے معمور ہو گئے۔ لہٰذا ایسے بے عیب کو کفارہ بننا چاہیے تھا نہ کہ مسیحؑ کو۔

"خداوند کا ہاتھ اس پر تھا" (لوقا ۱: ۶۶)

"وہ لڑکا بڑھتا اور روح میں قوت پاتا گیا اور اسرائیل پر ظاہر ہونے کے دن تک جنگلوں میں رہا" (لوقا ۱: ۸۰)

"ہیرودیس یوحنا کو راست باز اور مقدس آدمی جان کر اس سے ڈرتا اور اسے بچائے رکھتا تھا۔" (مرقس ۶: ۲۰)

"یوحنا آیا اور بیابان میں بپتسمہ دیا اور گناہوں کی معافی کے لیے توبہ کے

بپتسمہ کی منادی کرتا تھا" (انجیل مرقس ۱: ۴)

مذکورہ بالا عبارات سے واضح ہوا کہ حضرت یوحنا یعنی یحییٰ نہایت ہی پاکباز، برگزیدہ اور معصوم انسان تھے اور خدا کے عظیم پیغمبر تھے۔ انکی عظمت اور بزرگی اناجیل سے حضرت مسیح ؑ کی ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ تو عیسائی اصول کے مطابق مصلوب یوحنا کو ہونا چاہیئے تھا نہ کہ مسیح ؑ کو۔ ان حضرات کو معلوم نہیں کہ کفارہ کا مفہوم یہ ہے کہ ہر پیغمبر پر ایمان لا کر اعمال صالحہ اختیار کرنے سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ خدا کے پیغمبر توبہ اور استغفار کرا کے کفارہ ذنوب کے ذرائع بنتے ہیں نہ کہ خود ہی مصلوب ہو کر مجرموں اور باغیوں کو مفت میں جنت کا وارث بنا دیتے ہیں۔

(۱۵) بنی اسرائیل کے عظیم بادشاہ حزقیاہ کی راست بازی

"وہ خداوند پر توکل کرتا تھا ایسا کہ اس کے بعد یہوداہ کے سب بادشاہوں میں اس کی مانند ایک نہ ہوا اور نہ اس سے پہلے کوئی ہوا تھا کیونکہ وہ خداوند سے لپٹا رہا اور اس کی پیروی کرنے سے باز نہ آیا بلکہ اس کے حکموں کو مانا جن کو خداوند نے موسیٰ کو دیا تھا۔ یعنی شریعت موسوی کا کامل پیروکار تھا۔" (سلاطین دوم ب ۱۸ آیت ۶)

(۱۶) حضرت کالب کے متعلق لکھا ہے

"لیکن میرا بندہ کالب اس لئے کہ اس کی اور ہی طبیعت تھی اس نے میری پوری پیروی کی ہے" (گنتی ۱۴: ۲۴۔ ۲۳، ۲۴)

(۱۷) حضرت یوسیاہ کے متعلق

"اس نے وہ کام کیا جو خداوند کی نگاہ میں ٹھیک تھا اور اپنے باپ داؤد کی سب راہوں پر چلا اور دہنے یا بائیں ہاتھ کو مطلق نہ مڑا" (سلاطین دوم ۲۲: ۲)

معلوم ہوا کہ یہ بھی کامل راست باز اور بے عیب تھے لہٰذا ان کو جرم انسانیت کے لیے کفارہ بننا چاہیئے تھا۔

(۱۸) حضرت دانیال کے متعلق

الف۔ بنوکد نضر نے گواہی دی کہ

"اس میں مقدس الہوں کی روح ہے" (دانیال ۴ : ۸)

ب۔ ایک موقعہ پر شیروں کے مقابلہ میں حضرت دانیال غالب آئے' فرمایا کہ

"میرے خدا نے فرشتوں کو بھیجا اور شیروں کے منہ بند کر دیئے اور انہوں نے مجھے ضرر نہیں پہنچایا کیونکہ میں اس کے حضور بے گناہ ثابت ہوا"
(دانیال ۶ : ۲۲)

(۱۹) شمعون راست باز کے متعلق مذکور ہے کہ

"دیکھو یروشلم میں شمعون نامی ایک آدمی تھا اور وہ آدمی راست باز اور خدا ترس اور اسرائیل کی تسلی کا منتظر تھا اور روح القدس اس پر تھی" (انجیل لوقا ۲ : ۲۵)

اگر حواریوں پر روح القدس اتر آیا تو کون سی انوکھی بات ہو گئی یہ تو ہر راست باز سے متعلق ہے۔

(۲۰) حضرت مریم کے منگیتر یوسف کے متعلق

"اس کے شوہر یوسف نے جو راست باز تھا' اسے بد نام نہیں کرنا چاہتا تھا چپکے سے اسے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا" (انجیل متی ۱ : ۱۹)

مندرجہ بالا بیس انبیاء و صلحاء کے متعلق بائبل کی بہترین مثبت گواہی ہے کہ یہ لوگ بالکل راست باز اور خدا کے نہایت فرماں بردار اور پسندیدہ بندے تھے حتیٰ کہ کئی افراد کے متعلق حضرت مسیحؑ سے نمایاں اور واضح شہادت پائی جاتی ہے پھر بھی ان کو گنہگار قرار دینا اور مسیحؑ کو بے عیب ٹھہرانا کون سا انصاف ہے؟ عیسائی حضرات مسیحؑ کو صرف اس لیے بے عیب ثابت کرنے کی تگ و دو کرتے ہیں تا کہ مسئلہ کفارہ ثابت کر سکیں کیونکہ ان کے ہاں کفارہ صرف بے عیب فرد ہی دے سکتا ہے جبکہ در حقیقت ان کا مسئلہ کفارہ ہی بے اصل اور خود وضع کردہ ہے۔ اس کے تمام پہلوؤں کی نفی خود

بائبل سے واضح طور پر ثابت ہو رہی ہے کما سیاتی۔

پھر یہ لوگ مزید ظلم یہ کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں مذکور لفظ استغفار سے انبیاء حتی کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس زمرہ میں شامل کرتے ہیں۔ حالانکہ لفظ استغفار سے ان کا یہ استدلال پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتا کیونکہ قرآن مجید نے تمام انبیاء کرام بالخصوص خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت وطہارت نہایت ہی اہتمام سے اور کامل ترین انداز سے واضح فرمائی ہے ان کے کسی گناہ کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ لہذا محض لفظ استغفار سے یہ مدعا ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

مندرجہ بالا حوالجات کے بعد انہی انبیاء و رسل کی کردار کشی کے حوالجات ملاحظہ فرمائیے اور اصحاب بائبل سے اس ذلیل کردار کے متعلق دریافت فرمائیے کہ ایسا کیوں ہے؟ کیا ایسا ہونا ممکن ہے؟

بائبل اور انبیاء کرام علیہم السلام 'منفی پہلو

(۱) حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق بائبل کے پہلے رسالہ پیدائش میں لکھا ہے:

"اور اس نے اس کی (اپنے باغ کے انگوروں کی) مے پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں ننگا ہو گیا" (معاذ اللہ) (کتاب پیدائش باب ۹ آیت ۲۱)

(۲) حضرت لوطؑ کی دونوں بیٹیوں نے باری باری اسے شراب پلا کر اس سے ہمبستر ہوئیں۔ اس طرح دونوں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔ بڑی نے اپنے بیٹے کا نام موآب اور چھوٹی نے بنی عمی رکھا۔ موآبی اور بنی عمون دونوں نسلیں آج تک موجود ہیں۔ (معاذ اللہ) (پیدائش ۱۹: ۳۲ تا ۳۸)

حالانکہ شراب مطلقاً حرام ہے۔ (احبار ۱۰: ۹)

(۳) حضرت اسحاقؑ کے بڑے صاحبزادے عیسو جو اکلوتے تھے' انہوں نے اپنے اکلوتے ہونے کا حق محض دال کی پیالی پر بیچ دیا جس کو حضرت

یعقوب (چھوٹے بھائی) نے خرید لیا۔ (پیدائش ۲۵: ۲۹ تا ۳۴)
ماشاء اللہ کیسی سوداگری ہے۔

(۴) حضرت یعقوب ؑ نے اپنی ماں ربقہ کے کہنے پر حضرت اسحاق ؑ کو دھوکا دے کر برکت کی دعا حاصل کرلی۔ (پیدائش ۲۷: ۱ تا ۳۶)

(۵) حضرت یعقوب ؑ کا اپنے ماموں لابن کی بیٹی سے شادی کرنا اور بوقت رخصتی اپنی مزدوری کے طور پر چتلی، ابلق اور کلی بھیڑ بکریاں لینے کی شرط لگانا اور پھر ایک خاص حیلہ سے تمام بھیڑ بکریوں کو ایسے ہی کرلینا۔ گویا سارا معاملہ ہی دھوکا اور فریب ہے۔ (ملاحظہ ہو پیدائش ۳۰: ۵ تا ۴۳)

(۶) یہودا نے اپنی بہو تمر سے اسے کسبی سمجھ کر ایک بکری کے بچے کے عوض بد کاری کی (معاذ اللہ) جس سے وہ حاملہ ہو گئی اور دو بچے جنے، فارص اور زارح۔ (کتاب پیدائش ۳۸: ۱۲ تا ۳۰)

(۷) حضرت داؤد ؑ کا اپنے مکان کی چھت پر سے پڑوسی اوریاہ کی بیوی کو نہاتے ہوئی دیکھ کر فریفتہ ہو جانا اور پھر اس کو اپنے گھر منگوا کر (معاذ اللہ) اس سے بدکاری کرنا اور پھر اس کے خاوند کو حیلہ بہانہ سے جنگ میں بھیج کر مروا دینا اور اس سے خود شادی کرلینا۔ (ملاحظہ ہو سموئیل دوم باب ۱۱ آیت ۲ تا ۲۷) اور اسی عورت سے حضرت سلیمان ؑ پیدا ہوئے (حوالہ مذکورہ)

(۸) حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے امنون نے اپنی پدری ہمشیرہ تمر کو دھوکا سے گھر بلا کر اس سے بد کاری کی مگر حضرت داؤد ؑ نے اس پر حد جاری نہ کی۔ (سموئیل ۱۳: ۱ تا ۲۲)

معاذ اللہ کیا یہ خدا کے پیغمبروں اور راست بازوں کا کردار ہے؟ بالفرض اگر وہ ایسے ہی تھے تو سابقہ حوالجات میں انہیں کامل اور راست باز کیوں کہا گیا ہے؟ کیا بائبل خدا کے ہاں راست بازی اور کاملیت ایسی ہی ہوتی ہے؟ اگر ایسی ہی ہوتی ہے تو پھر وہ لوگوں کو کن امور کی تبلیغ و تلقین فرمایا کرتے تھے۔

(۹) سامریہ اور یروشلم کو دو بدکار بہنوں سے تشبیہ دے کر انتہائی غلیظ

اور فحش الفاظ استعمال کرنا۔ (ملاحظہ فرمائیے حزقیل ۲۳ : ا و باب ۱۶)

(۱۰) حضرت ہارون کا قوم کی فرمائش پر ان کے زیورات سے ایک بچھڑا بنانا' اس کے سامنے قربان گاہ بنانا۔ (خروج ۳۲ : ا تا ۲۴)

(۱۱) حضرت ہارون علیہ السلام پر غضب الٰہی (کتاب استثنا ۹ : ۲۰)

(۱۲) حضرت یسعیاہ کے متعلق مذکور ہے کہ وہ تین سال بالکل برہنہ پھرا کرتے تھے۔ (یسعیاہ ۲۰ : ۱)

(۱۳) ایک نبی کا جھوٹ بول کر دوسرے نبی کو ورغلانا جس کے نتیجے میں وہ خدا کا نافرمان ہوا اور اس کو سزا ملی مگر پہلے نبی نے اس کی نعش لاکر اپنے شہر میں دفن کی اور اپنا مدفن بھی اس کے ساتھ بنانے کا حکم دیا۔ (سلاطین اول باب ۱۳)

(۱۴) چار سو نبیوں کی پیش گوئی غلط نکلی کیونکہ ان میں ایک بدروح نے داخل ہو کر ان سے غلط بات نکلوا دی۔ (سلاطین ۲۲ : ۱)

یہ تو نبی تھے اور چار سو تھے۔ ادھر ایک شخص نبی بھی نہیں بلکہ ادھورے دنوں کی پیدائش ہو تو اس کا مکاشفہ کیسے شیطان کے اغوا سے پاک کیا جا سکتا ہے؟ لازماً اس کو شیطان نے سبز باغ دکھا کر گمراہ کر لیا ہو گا جس پر اس نے تمام عیسائیت کو ہی تلپٹ کر دیا۔

(۱۵) حضرت یعقوب کے بیٹے روبن نے اپنے باپ کی حرم بلہا سے بدکاری کی مگر یعقوب نے اس پر حد جاری نہ فرمائی۔ (پیدائش ۳۵ : ۲۲)

(۱۶) حضرت یعقوبؑ کا اپنے گھرانے سے بتوں کو دور کرنے کا حکم (پیدائش باب ۳۵) کیا وہ بت خانہ تھا؟

(۱۷) حضرت یعقوبؑ کی بیٹی دینہ سے حوی حمور کے بیٹے سکم کا بدکاری کرنا (پیدائش باب ۳۴)

(۱۸) حضرت ابراہیم کا حضرت سارہ کو جھوٹ کی تلقین کرنا (پیدائش ۲۰ :

(۱۹) حضرت ابراہیم پر شرک کا الزام (طریق الاولیا مطبوعہ مرزا پور ۱۸۴۸ء از پادری ولیم اسمتھ بحوالہ اظہار الحق اردو ص ۳۹۴ ج ۳)

(۲۰) حضرت ابراہیم نے جرار کے بادشاہ کے سامنے سارہ کو بہن کہا۔ اس طرح سارہ نے (پیدائش ۲۰: ۱۰) طریق الاولیاء ص ۹۹ میں ہے جب حضرت ابراہیم پہلی مرتبہ سارہ کے بیوی ہونے کا انکار کیا تو دل میں پختہ عہد کر لیا کہ آئندہ اس قسم کے گناہ کا ارتکاب نہ کروں گا۔ مگر غفلت کے سبب شیطان کے پرانے جال میں آ گئے۔ (بحوالہ اظہار الحق ص ۳۹۵ ج ۳)

(۲۱) حضرت اسحاقؑ کا ملک جرار میں اپنی بیوی کو بوجہ خطرہ قتل بہن بتانا۔ (پیدائش ۲۶: ۶) طریق الاولیا ص ۱۲۸ میں ہے کہ بوجہ بہن بتلانے کے اسحاق کا ایمان برباد ہو گیا' پھر مصنف کا اس پر افسوس کرنا۔ (بحوالہ اظہار الحق اردو ص ۴۰۲ ج ۳)

(۲۲) حضرت یعقوبؑ نے دھوکے سے اپنے باپ اسحاقؑ سے بڑے بھائی عیسو کا حق نبوت اور وراثت خاندانی گوشت کھلا کر حاصل کر لیا' تین مرتبہ سنگین جھوٹ بولا۔ (پیدائش باب ۲۷) مگر افسوس کہ نبوت دیتے وقت خدا کو بھی پتہ نہ چلا۔ (معاذ اللہ) چنانچہ مندرجہ بالا کتاب طریق الاولیاء ص ۱۸۰ میں ہے کہ یہ انتہائی خوف کا مقام ہے کہ اس قسم کے شخص نے بھی پے در پے جھوٹ بولا اور اپنی فریب کاری میں خدا کے نام کو بھی شامل کر لیا۔ (اظہار الحق ص ۴۰۷ ج ۳)

پھر کہا کہ یعقوبؑ نے ایک ایسی بات کہی جو انتہائی کفر کی ہے کہ خدا کا ارادہ یہ تھا کہ میں شکار جلد حاصل کروں' پھر تحریر کیا کہ اس معاملہ میں ہم یعقوبؑ کی حمایت میں کوئی بھی عذر خواہی کرنا پسند نہیں کرتے۔ ہر شخص کو اس بات سے نفرت کرنا چاہیے اور ایسی حرکت سے گریز ضروری ہے۔

(۲۳) حضرت یعقوبؑ کے نکاح کا شرم ناک واقعہ' قبل از نکاح مراحل

(بیوی) کو چومنا وغیرہ۔ (کتاب پیدائش باب ۲۹ آیت ۱۵ تا ۲۰)

(۲۴) بوقت رخصت آپ کی بیوی راحل بڑے عجیب طریقہ سے باپ کے بت چرا کر لے گئی اور یعقوبؑ اپنے ماموں اور سسر لابن سے راتوں رات بلا اجازت بھاگ گئے۔ (پیدائش ۳۱ : ۱۹) آخر لابن نے تعاقب کر کے لسے جا پکڑا اور کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ میرے پاس سے چوری نکل آیا اور میری بیٹیوں (لیاہ و راحل جو بیویاں تھیں) کو بھی ایسے لے آیا گویا وہ تلوار سے اسیر کی گئی ہیں۔ (آیت ۲۶) پھر کیا تھا تو چلا آیا میرے بتوں کو کیوں چرا لایا' تلاش شروع ہوئی' مگر راحل ان کو چھپا کر اوپر بیٹھ گئی اور ایک بڑا جھوٹ بولا۔ (آیت ۳۰ تا ۳۵) گویا سارا خاندان نبوت شرک پرستی' جھوٹ فریب مکاری کا اڈا ہے۔

(۲۵) حضرت موسیٰؑ کا خدا کے سامنے عدم فصاحت کا عذر کرنا مگر خدا کسی دوسرے کو نبوت دینے پر راضی نہ ہوا اور موسیٰ پر خدا کا غضب بھڑکا۔ (خروج ۴ : ۱۰ تا ۱۴)

(۲۶) حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کو خدا نے کہا کہ "چونکہ تم نے میرا یقین نہیں کیا کہ بنی اسرائیل کے سامنے میری تقدیس کرتے۔" الخ (گنتی ۲۰ : ۲۰) گویا خدا کے پیغمبر تقدیس الٰہی نہیں کرتے تھے۔

(۲۷) صاحب کمال شمسون نبی (جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) نے دلیلہ اور ایک دوسری بدکارہ سے زنا کیا۔ (قضاۃ باب ۱۳ : ۵ و ۲۵) حالانکہ ان کی نبوت مسلم ہے۔ (ملاحظہ ہو قضاۃ باب ۱۶ و عبرانیوں ۱۱ : ۳۲)

(۲۸) ابی سلوم سب بنی اسرائیل کے سامنے اپنے باپ کی حرموں کے پاس گیا۔ یہی صاحب اپنے باپ داؤدؑ کے ساتھ جنگ کر کے بیس ہزار اسرائیلیوں کو قتل کرتا ہے۔ (سموئیل ۲۱ : ۲۲ و ۱۸) خدا کے پیغمبر اور بقول بائبل خدا کے بیٹے' فرعون کی بیٹی کے سوا اور بھی بہت سی موآبی' عمونی' ادومی' صیدانی' اور حتی عورتوں سے محبت کرنے لگا جن سے خدا نے پہلے منع

کر دیا تھا۔ پھر ان بیویوں نے سلیمانؑ کا دل غیر معبودوں کی طرف پھیر دیا اور صیدانیوں وغیرہ کی دیویوں، عتارات، معکوم، ملکوس اور مولک کی پیروی کرنے لگے اور خدا کی بدی کی۔ (سلاطین اول ۱۱: ۱ تا ۱۱) معاذ اللہ خود بھی بت پرست اور بیویاں بھی۔ گویا گھرانہ نبوت کیا ہوا آزر بابلی کا کا بت خانہ ہوا۔ کیا یہی خدا کے نبیوں کا کردار ہے؟ اس کے دفاع کے لیے امین و صادق خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر بے بنیاد الزامات لگاتے ہیں۔

حضرت سلیمانؑ نے ایک ہزار عورتوں سے نکاح کیا۔ حالانکہ کتاب استثناء ۱۷: ۱۷ میں حکم ہے کہ وہ بہت سی بیویاں نہ رکھے تا نہ ہو کہ اس کا دل پھر جاوے۔

(۳۰) ہوسیع کو حکم دیا کہ اپنے لیے ایک بدکار بیوی چلے اور بدکاری کی اولاد حاصل کر۔ (ہوسیع ۱: ۲)

ناظرین کرام، یہ ۳۰ حوالجات اس مقدس اور الہامی کتاب سے لیے گئے ہیں جن کو یہود اور عیسائی خدا کی طرف سے نازل شدہ سمجھتے ہیں اور غیر محرف تصور کرتے ہیں اور تمام نوع انسانی کو اس پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں اور جب ان کو اس قسم کی فحش کلامی دکھلائی جاتی ہے تو فوراً کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ سب کچھ الہامی ہے اس میں عقل کا کچھ دخل نہیں۔ نیز ایسے افعال و حرکات منصب رسالت و نبوت کے منافی نہیں کیونکہ سب کے سب اولاد آدم ہیں ان سے گناہ ہو سکتا ہے پاک تو صرف خدا کا اکلوتا بیٹا مسیح ہی ہے اسی لیے اس کو تمام انسانوں کے گناہ کے فدیہ کے لیے سولی پر لٹکا کر مار دیا۔ دیکھئے قرآن مجید میں بار بار استغفار کرنے اور معافی مانگنے کا حکم آیا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی معاذ اللہ استغفر اللہ گناہ گار تھے۔

گویا دو دعوے ہوئے کہ پاک اور بے عیب صرف مسیحؑ ہیں، باقی تمام نبی مع سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم گنہگار ہیں لہٰذا ان دعووں کا جواب تین شقوں میں ملاحظہ فرمائیں: (۱) مقام نبوت و رسالت (۲) حقیقت استغفار (۳)

مسیحؑ کی بے بسی ازروئے بائبل

مقام نبوت و رسالت

(۱) اللہ یصطفی من الملائکہ رسلا ومن الناس ان اللہ سمیع بصیر ○

ترجمہ : "اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اپنے پیغام رساں منتخب کرلیتا ہے اور انسانوں سے بھی۔ بلاشبہ وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

(۲) اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

ترجمہ : "اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ رسالت کہاں (کسے) ودیعت فرمائے۔"

(۳) ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العلمین ○

ترجمہ : "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہان والوں سے منتخب فرمالیا۔"

(۴) ولقد آتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ علمین ○

ترجمہ : "اور البتہ تحقیق ہم نے حضرت ابراہیم کو اس سے قبل صلاحیت (استعداد نبوت) سے نوازا اور ہم اسے خوب جاننے والے تھے۔"

(۵) ووھبنا لہ اسحق ویعقوب نافلہ وکلا جعلنا صالحین ○ وجعلناھم ائمہ یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوہ وایتاء الزکوہ وکانوا لنا عبدین ○

ترجمہ : "اور ہم نے اسی (ابراہیم کو) اسحٰق مرحمت فرمایا اور یعقوب زائد (یعنی مانگنے سے زائد) اور پھر ہم نے سب کو باصلاحیت بنایا اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی فرماتے تھے اور ہم نے ان کی طرف اچھے اعمال نماز و زکوٰۃ کی پابندی کا حکم وحی فرمایا اور وہ سب ہمارے

عبادت گزار تھے۔"

(۶) ووھبنا لہ اسحق ویعقوب کلا ھدینا ونوحا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داود و سلیمن وایوب ویوسف وموسی وھرون وکذالک نجزی المحسنین ○ وزکریا ویحیی وعیسی والیاس کل من الصالحین ○ واسمعیل والیسع ویونس ولوطا وکلا فضلنا علی العلمین ○ و من آباء ھم وذریتھم واخوانھم واجتبینھم وھدینھم الی صراط مستقیم ○ (۶: ۸۵ تا ۸۸)

ترجمہ: "اور ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب عطا فرمائے' ہم نے سب کی راہنمائی فرمائی اور اس سے پہلے ہم نے نوح کی راہنمائی فرمائی اور ان کی اولاد سے داؤد' سلیمان' ایوب' یوسف' موسیٰ' ہارون ہوئے ہم اسی طرح بھلائی کرنے والوں کو نوازا کرتے ہیں۔ نیز ہم نے زکریا' یحییٰ' عیسیٰ اور الیاس کی بھی رہنمائی فرمائی۔ یہ سب کے سب صلاحیتوں والے تھے۔ اور اسمٰعیل' یونس' لوط کی بھی راہنمائی فرمائی۔ اور ہم نے ان سب کو ابنائے عالم پر فوقیت دی اور ان کے آباؤ اجداد' اولاد اور بھائی بندوں سے بھی کئی افراد کو نوازا اور ان کو خصوصیت عطا فرمائی اور ان کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائی۔"

(۷) ووھبنا لہ اسحق ویعقوب وجعلنا فی ذریتہ النبوہ والکتب واتینہ اجرہ فی الدنیا وانہ فی الاخرہ لمن الصالحین ○

"اور ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب عطا فرمائے اور اس کی نسل میں نبوت و کتاب ودیعت فرما دی۔ اور ہم نے اسے دنیا میں بھی اس کا صلہ عطا فرمایا اور وہ آخرت میں یقیناً صالحین میں سے ہوں گے۔"

(۸) کھیعص ○ ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا ○

ترجمہ: "یہ تیرے رب کی اس رحمت کا تذکرہ ہے جو اس کے بندے زکریا پر ہوئی۔"

(۹) یٰیحیی خذ الکتاب بقوہ واتیناہ الحکم صبیا ○ وحنانا

من لدنا وزكوه وكان تقيا ○ وبرا بوالديه ولم يكن جبارا عصيا ○ وسلم عليه يوم ولد ويوم يموت ويوم يبعث حيا ○

ترجمہ : "اے یحییٰ! کتاب مضبوطی سے تھامئے اور ہم نے اسے بچپن ہی میں دانائی عطا فرما دی تھی نیز نرم دلی اور پاکیزگی اور وہ نہایت متقی' والدین کے ساتھ عمدہ سلوک کرنے والے تھے اور وہ سخت گیر اور نافرمان نہ تھے۔ ان پر سلامتی ہے ان کی ولادت کے دن' وفات کے دن اور دوبارہ اٹھنے کے دن۔"

(۱۰) واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اهلها مکانا شرقیا ○ ..... فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا ○

ترجمہ : "اور کتاب (قرآن مجید) میں مریم کا تذکرہ فرمایئے جب وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی مقام پر خلوت گزین ہوئیں تو ہم نے ان کے پاس اپنا روح (فرشتہ) بھیجا جو کہ صحیح سالم انسان کی صورت میں ان کے سامنے رونما ہو گیا۔"

(۱۱) قال انی عبد اللہ اتنی الکتاب وجعلنی نبیا ○ وجعلنی مبارکا این ما کنت واوصانی بالصلوه والزکوه ما دمت حیا ○ وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا ○ والسلم علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا ○

ترجمہ : (عیسیٰ نے) کہا میں تو اللہ کا بندہ ہوں (نہ خدا ہوں نہ اس کا بیٹا) اس نے مجھے کتاب (انجیل) سے نوازا ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے بابرکت بنایا خواہ میں کہیں ہوں اور مجھے تمام زندگی نماز اور زکوٰۃ کی بھی تلقین فرمائی ہے اور مجھے ماں کا انتہائی فرماں بردار بنایا ہے۔ مجھے سخت گیر اور غیر سعادت مند نہیں بنایا۔ مجھ پر میری پیدائش' میری رحلت کے دن اور دوبارہ جی اٹھنے کے دن سلامتی ہے۔"

(۱۲) واذکر فی الکتاب ابراهیم انه کان صدیقا نبیا ○

ترجمہ : "اور کتاب میں حضرت ابراہیم کا بھی تذکرہ فرمایئے وہ یقیناً

نہایت راست باز اور نبی تھے۔"

(۱۳) فلما اعتزلهم وما يعبدون من دون الله وهبنا له اسحق ويعقوب وكلا جعلنا نبيا ○ ووهبنا لهم من رحمتنا وجعلنا لهم لسان صدق عليا ○

ترجمہ: تو جب ابراہیم ان سے الگ ہو گئے اور خدا کے سوا ان کے معبودوں سے بھی تو ہم نے اسے اسحٰق و یعقوب مرحمت فرمائے اور سب کو نبی بھی بنا دیا اور ہم نے انہیں اپنی رحمتوں سے نوازا اور ان کے لیے نہایت اعلیٰ اور سچا بول جاری کر دیا (کہ ہر شخص درود و سلام میں ان کو برابر یاد کرتا رہتا ہے)

(۱۴) واذكر في الكتاب موسى انه كان مخلصا وكان رسولا نبيا ○ وناديناه من جانب الطور الايمن وقربناه نجيا ○ ووهبنا له من رحمتنا اخاه هرون نبيا ○ واذكر في الكتاب اسمعيل انه كان صادق الوعد وكان رسولا نبيا ○ وكان يامر اهله بالصلوه والزكوه وكان عند ربه مرضيا ○ واذكر في الكتاب ادريس انه كان صديقا نبيا ○ ورفعناه مكانا عليا ○ اولئک الذين انعم الله عليهم من النبيين من ذريه آدم وممن حملنا مع نوح ومن ذريه ابراهيم واسرائيل وممن هدينا واجتبينا

ترجمہ: "آپ کتاب (قرآن مجید) میں موسیٰ کا تذکرہ فرمائیے بلاشبہ وہ نہایت مخلص رسول اور نبی تھے۔ ہم نے انہیں کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا اور سرگوشی کرنے کے لیے نہایت قریب بلایا۔ نیز ہم نے انہیں اپنی رحمت خاصہ سے ان کے بھائی کو نبی بنا کر عطا فرمایا۔ اور کتاب میں اسمٰعیل کا بھی تذکرہ کیجئے۔ بلاشبہ وہ نہایت سچے وعدے والے اور رسول و نبی تھے۔ اور وہ اپنے اہل خانہ کو نماز اور زکوٰۃ کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں نہایت محبوب اور پسندیدہ تھے۔ اور کتاب میں ادریس کا بھی

تذکرہ کیجئے بلا شبہ وہ ایک راست باز نبی تھے اور ہم نے انھیں نہایت بلند مقام و مرتبہ سے سرفراز فرمایا۔ یہ اللہ کے وہ نبی تھے جن پر اللہ نے اپنے انعامات فرمائے۔ یہ آدم کی اولاد میں سے تھے اور ان میں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی پر) سوار کر لیا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے اور ان میں سے جن کی ہم نے راہنمائی کی اور انھیں چن لیا۔"

(۱۵) تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجت واتینا عیسی بن مریم البینت وایدناہ بروح القدس (۲: ۲۵۳)

ترجمہ: "یہ رسول ایسے ہیں کہ ہم ان کو ایک دوسرے پر فوقیت اور برتری دی اور ان میں سے بعض سے اللہ نے بالمشافہ گفتگو فرمائی اور بعض کو نہایت رفیع اور بلند مقام سے سرفراز فرمایا اور ہم نے مسیح کو واضح معجزے عطا فرمائے اور ان کو روح القدس سے تقویت بخشی۔"

(۱۶) ولوطا اتیناہ حکما وعلما ونجینہ من القریہ التی کانت تعمل الخبئث انھم کانوا قوم سوء فسقین ○ وادخلناہ فی رحمتنا انہ من الصلحین ○ ونوحا اذ نادی من قبل فاستجبنا لہ فنجینہ واھلہ من الکرب العظیم ○ وداود وسلیمان اذ یحکمن فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمھم شھدین ○ ففھمناھا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما وسخرنا مع داود الجبال یسبحن والطیر وکنا فاعلین ○ وعلمنہ صنعہ لبوس لکم لتحصنکم من باسکم فھل انتم شاکرون ○ ولسیلمن الریح عاصفۃ تجری بامرہ الی الارض التی بارکنا فیھا وکنا بکل شئی عالمین ○ ومن الشیطین من یغوصون لہ ویعملون عملا دون ذالک وکنا لھم حافظین ○ وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الرحمین ○ فاستجبنا لہ فکشفنا ما بہ من ضر واتینہ اھلہ ومثلھم معھم رحمہ من عندنا وذکری

للعلمين ○ واسمعيل و ادريس وذا الكفل كل من الصبرين ○ وادخلنٰهم فی رحمتنا انهم من الصالحین ○ وذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیه فنادی فی الظلمت ان لا اله الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین ○ (الانبیاء آیت ۷۵ تا ۸۷)

ترجمہ: "اور بلا شبہ ہم نے داؤد کو اپنی جناب سے فضیلت سے نوازا۔"

ولقد اتینا داود منا فضلا (۳۴:۱۰)

ولقد نادینا نوح فلنعم المجیبون ○ ونجینٰه واهله من الکرب العظیم ○ وجعلنا ذریته هم البقین ○ وترکنا علیه فی الاخرین ○ سلم علی نوح فی العلمین ○ انا کذالک نجزی المحسنین ○ انه من عبادنا المومنین ○

ترجمہ: "اور بلا شبہ نوح نے ہمیں پکارا تو ہم کیسے اچھی پکار کو سننے والے ثابت ہوئے۔ ہم نے ان کو اور ان کے متعلقین کو اس بڑی مصیبت اور پریشانی سے محفوظ کر لیا۔ اور ہم نے صرف انہی کی اولاد کو باقی رکھا اور پچھلی نسلوں میں یہ آواز جاری کر دی کہ تمام جہان میں نوح پر سلامتی ہو۔ ہم اسی طرح بھلائی کرنے والوں کو نوازا کرتے ہیں۔ بلا شبہ وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے۔"

واذکر عبدنا داود ذا الاید انه اواب ○

ترجمہ: "اور ذکر کرو ہمارے بندے داؤد ہاتھوں والے کا' بے شک وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔"

حضرت محمد ﷺ اور قرآن

آپ کی ذات اقدس کا تعارف' مقام و مرتبہ اور اعلیٰ عمل کا احاطہ نہیں بلکہ ادراک بھی مخلوق کے بس سے ماورا ہے۔ تمام انبیا و رسل میں سے صرف آپ ہی کی ذات اقدس ہے کہ جن کا تعارف ذات وصفات آج تک ہو بہو

جلوہ گر ہے۔ آپ کا پیغام قرآن مجید اور اس کی عملی صورت (اسوۂ حسنہ) روز اول کی طرح مشاہدۃً جلوہ افروز ہے اور قیامت تک رہے گا۔ قرآن مجید کی ایک ایک آیت آپ کی تصدیق کر رہی ہے۔ کتب سابقہ (بائبل کے چھیاسٹھ صحیفے) کے صحیفہ اول سے لے کر آخری صحیفہ مکاشفہ تک آپ کے تذکرہ عالیہ سے معمور و منور ہیں۔ سیرت طیبہ اور آپ کی عظمت شان کے جلوے اس کے صفحہ صفحہ پر جگمگا رہے ہیں۔ یہ صرف آپ کا ہی مقام وشان ہے کہ آپ کی سیرت طیبہ کی ایک ایک جزئی افراد کے اعمال و افعال میں جاری ساری ہے۔ عقائد و عبادات سے لے کر معاشرت' معاملات اور آداب و اخلاق تک سیرت طیبہ کی ہدایت و راہنمائی سے رنگین ہیں۔ یہ آپ ہی کا مقام ہے کہ آپ کے اولین پیروکاروں کے حالات و تعارف سے ہزارہا صفحات قرطاس علم مزین ہیں۔ دوسرے کسی بھی نبی یا ریفارمر کو یہ مقام حاصل نہیں ہوسکا۔

قرآن مجید میں تقریباً" ۲۵ انبیاء کرامؑ کے نام بنام تذکرے مع ان کے سیرت و کردار پائے جاتے ہیں اور باقی کو اجمالاً ذکر کر دیا گیا ہے۔ کسی کو رسول اور کسی کو نبی کہہ کر اور اس کا نام لے کر۔ مگر سالار انبیاؐ کا تذکرہ آپ کے نام گرامی سے نہیں بلکہ صفت نبی اور خاص کر لفظ رسولؐ سے فرمایا گیا ہے۔ بصیغہ خطاب تو ایک دفعہ بھی آپ کا تذکرہ نہیں ہوا جبکہ دوسرے انبیاء کرامؑ کو نام زد خطاب سے ذکر فرمایا ہے' جیسے یا آدمؑ' یا ابراہیمؑ' یا موسیٰؑ' یا عیسیٰؑ' لہٰذا آپ کے تذکرہ کی تفصیل سے ذہن و قلب عاجز' قلم و قرطاس قاصر ہیں۔ صرف چند آیات سماعت فرمایئے۔

ا۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا ○ (الفرقان)

ترجمہ : "بابرکت ہے وہ ذات عالی کہ جس نے اپنے بندۂ کامل پر فرقان (قرآن مجید) نازل فرمایا تاکہ وہ تمام عالم کے لیے ڈرانے والا بنے۔

۲۔ یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی

الله باذنه وسراجا منيرا ○

ترجمہ: "اے نبی کریم ہم نے آپ کو حق کی گواہی دینے والا، بشارت دینے والا، آگاہ کرنے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔" (۳۳:۴۶)

۳۔ انا ارسلناک شاهدا ومبشرا ونذیرا لتومنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بکرة واصیلا ○ (۴۸:۸ و ۹)

ترجمہ: "ہم نے آپ کو تمام حقائق واحوال بتانے والا اور ماننے والوں کو کامیابی کی بشارت دینے والا اور منکرین کو بد انجام سے ڈرانے اور متنبہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ اے لوگو تم اللہ تعالیٰ اور رسول کے اس عظیم رسول پر ایمان لے آؤ، اس کی نصرت وتعاون کرو اور اس کی عزت وتوقیر کرو اور بھیجنے والے کی تسبیح صبح وشام کرتے رہو۔"

۴۔ ان الله و ملئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما ○ (۳۳:۵۶)

ترجمہ: "بلا شبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر خصوصی رحمتیں اور عنایتیں نچھاور کرتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو، تم بھی آپ پر درود وسلام بھیجا کرو۔"

۵۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین وکان الله بکل شئی علیما ○ (۳۳:۴۰)

ترجمہ: "محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے جسمانی باپ تو نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں (جو کہ روحانی باپ ہے) اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

۶۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والانجیل یامرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث ویضع عنهم اصرهم

والاغلال التی کانت علیھم فالذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون ○ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض لا الہ الا ھو یحیی ویمیت فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون○ (الاعرف ۱۵۷' ۱۵۸)

ترجمہ: "وہ لوگ جو اس رسول و نبی کی پیروی کرتے ہیں کہ جن کو وہ اپنی توراۃ وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں' وہ ان کو بھلی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے روکتے ہیں' ان کو پاکیزہ چیز حلال بتلاتے ہیں اور گندی چیزیں حرام بتلاتے ہیں اور ان پر سے ان کے بوجھ اور قیدیں دور کرتے ہیں جو ان پر پہلے تھیں۔ (یعنی مشکل احکام اور مختلف بندگیاں اور غلامی) پس جو اس پر ایمان لے آؤ ان کی رفاقت اختیار کرو اور ان کی نصرت وحمایت کرو اور اس نور (قرآن مجید) کی پیروی اختیار کرو جو آپ کے پاس اترا ہے۔ یہی لوگ کامیاب ہوں گے (پھر اسی نبی معظمؐ سے اعلان کروایا کہ) فرما دیجئے کہ اے روئے زمین کے موجودہ اور آئندہ آنے والے لوگو بلا شبہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسولؐ ہوں۔ وہ اللہ کہ آسمان وزمین اسی کی ملکیت ہے۔ اس کے سوا کوئی بھی معبود نہیں۔ وہی زندگی اور موت کا مالک ہے۔ پس تم اللہ اور اس کے نبی پر ایمان لے آؤ جو اللہ اور اس کے کلام پر یقین کامل رکھتا ہے اور اسی کو پیروی کرو تا کہ تم راہ ہدایت پر چل پڑو۔"

یہ سرتاج انبیاؑ کی شان وعظمت کے چند شہ پارے ہیں۔ تفصیل واحاطہ مخلوق کی طاقت سے باہر ہے۔ اس عظیم ہستی نے سابقہ انبیاؑ کی عظمت وشان کو واضح فرمایا ورنہ بائبل سے تو رسالت ونبوت کا تقدس معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ مندرجہ بالا حوالجات اس پر شاہد عدل ہیں۔

قرآن مجید نے حضرت مسیحؑ اور آپ کی والدہ کو اللہ کی قدرت کی نشانی قرار دیا ہے۔ فرمایا

والتی احصنت فرجها فنفخنا فیها من روحنا وجعلنها وابنها آیہ للعلمین ○ (الانبیاء ۹۱)

ایک جگہ فرمایا وامہ صدیقہ کہ ان کی والدہ (مریمؑ) پیکر صدق وصفا تھیں۔ ایک اور جگہ فرمایا وکانت من القانتین کہ وہ نہایت فرماں برداروں میں سے تھیں۔ نیز فرمایا وصدقت بکلمات ربها کہ اس نے اپنے رب کے کلام کی تصدیق کی۔ نیز فرمایا یا مریم ان الله اصطفاک وطهرک واصطفاک علی نساء العالمین (۳:۴۲) کہ اے مریم' اللہ نے تجھے چن لیا اور تجھے پاک کیا اور تجھے تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت بخشی۔

یہ تو انبیا و مرسلین کی شان ہے۔ یہاں تو غیر انبیا کے لیے بھی خصوصی تحفظ کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ فرمایا:

۱۔ انه لیس له سلطان علی الذین آمنوا وعلی ربهم یتوکلون ○ انما سلطانه علی الذین یتولونه والذین هم به مشرکون ○ (۱۶: ۹۹' ۱۰۰)

۲۔ ان عبادی لیس لک علیهم سلطن وکفی بربک وکیلا ○ (۱۷: ۶۵)

ایک جگہ اپنے مخصوص بندوں کا تذکرہ یوں فرمایا۔ اذا مسهم طائف من الشیطن تذکروا فاذا هم مبصرون ○ کہ جب ان پر شیطان کی طرف سے کوئی حملہ ہوتا ہے تو وہ سنبھل جاتے ہیں اور فوراً علیٰ وجہ البصیرۃ اس کا دفاع کر لیتے ہیں۔ بلکہ وہ مردود خود اپنی بے بسی کا اعلان کرتا ہے۔ ولاغوینهم اجمعین الا عبادک منهم المخلصین (۱۵: ۴۰ و ۳۸: ۸۳)

قرآن مجید کا ایک عظیم ضابطہ

جن انبیاء کرامؑ پر کچھ الزام لگانے کی کوشش کی گئی یا الزام آنے کا امکان تھا ان کی طہارت اور تقدس علیٰ وجہ الکمال ظاہر کر دی گئی ہے۔

(ا) ملاحظہ ہو سورۃ یوسف کہ خدا کے اس برگزیدہ نبیؑ پر ایک الزام آ

رہا تھا تو اللہ کی غیرت نے گوارا نہ فرمایا حتیٰ کہ ابتدائی گھریلو سطح سے لے کر ملکی سطح پر علی رؤس الاشہاد خود اس عورت سے اعلان کروالیا کہ انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین ○ کہ میں نے ہی اسے پھسلانے کی کوشش کی تھی اور وہ یقیناً سچے اور پاکباز تھے۔

وہ عورت اس سے پہلے شہر کی عورتوں کے مجمع میں بھی اعلان کر چکی تھی ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم (یوسف آیت ۳۲) نیز اس انسانی گواہی سے پیشتر خدائی اعلان بھی ہو چکا تھا ولقد ھمت بہ وھم بھا لو لا ان رای برھان ربہ کذالک لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین ○ (آیت ۲۴) ترجمہ: "یقیناً اس عورت نے برا ارادہ کر لیا اور یوسفؑ بھی کر لیتے اگر اپنے رب کا برہان نہ دیکھتے۔ یہ اس لیے ہوا تا کہ ہم یوسفؑ سے برائی اور بے حیائی کو پھیر لیں۔ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔"

یہ انبیاء کرام تو ایسے خدا کے محبوب اور برگزیدہ بندے ہیں کہ جن کے متعلق پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ ان پر شیطان کا داؤ نہ چلے گا۔ الا عبادک منھم المخلصین پھر یہ افراد بائبل کے بیان کردہ کرداروں کے حامل کیسے ہو سکتے ہیں؟

(۲) ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ مشہور ہے۔ بائبل ان کو پہلا گنہگار گردانتی ہے جن سے گناہ تمام انسانوں میں منتقل ہوتا آیا جس کے ازالے کی کوئی صورت ہی نہ تھی' آخر اللہ نے اپنے اکلوتے کو سولی پر چڑھا کر اس گناہ کا مداوا فرمایا۔ مگر ان کی توبہ کا تذکرہ نہیں کرتی لیکن خدا کے اس عہد جدید (قرآن حکیم) نے صاف اعلان فرمایا کہ لم نجد لہ عزما ○ کہ حضرت آدم سے یہ لغزش بلا قصد و ارادہ ہو گئی۔ وجہ یہ بیان فرمائی کہ شیطان نے ان کے روبرو اللہ کا نام لے کر قسمیں کھائیں کہ انی لکما لمن الناصحین ○ کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ خدا کا نام لینے سے اس کی عظمت و شوکت سے

ان کا قلب وذہن معمور ہو گیا اور سابقہ ممانعت کا حکم ذہن سے مضمحل ہو گیا تو ارتکاب لغزش ہو گیا۔ ان کے بلندی مقام کے لحاظ سے لغزش اور قصور شمار ہو گیا اگرچہ عام انسان کے حق میں سہو ونسیان سے خطا سرے سے گناہ شمار ہی نہیں ہوتا کیونکہ انعقاد جرم کے لیے قصد وارادہ ضروری ہے۔

دراصل انسان چاہے کتنا ہی مقرب اور مقدس کیوں نہ ہو مگر انسانی طبعی اور فطری عوارض سے بالکل منقطع نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک پہلو اس کے قلب وذہن پر حاوی ہو جائے تو دوسرا پہلو لامحالہ مغلوب ومستور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ اور قضیہ مشہورہ لا یصدر من الواحد الا الواحد یعنی اللہ نے کسی انسان کے اندر دو دل نہیں رکھے۔ وہ بیک وقت ایک ہی طرف کامل طور پر متوجہ ہو سکتا ہے۔ جیسے خدا کے برگزیدہ پیغمبر حضرت مسیح علیہ السلام اپنے دنیا کے آخری اوقات وحالات میں انتہائی اضطراب وپریشانی سے گزرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو یہ انسانی طبعی تقاضوں کے مطابق بظاہر ایک قسم کی قنوطیت اور مایوسی کا اظہار ہو رہا ہے۔ بقول اناجیل حضرت کا کہنا کہ "میری جان غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کے قریب پہنچ گئی ہے" (متی ۲۶: ۳۸) "پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے" (۲۶: ۳۹) خون کے آنسو بہا بہا کر دعا کرنا۔ صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتنی کہنا (متی ۲۷: ۴۶، مرقس ۱۵: ۳۵) آخر بڑی آواز سے چلا کر جان دینا۔ (متی ۲۷: ۵۰، مرقس ۱۵: ۳۷)

حالانکہ مسیحؑ خدا کے مقرب تھے اور بقول نصاریٰ خدا کے اکلوتے بیٹے ہی نہیں بلکہ مستقل خدا اور صاحب اختیار تھے۔ تو جب یہ خدائی اختیارات کو بھول کر بے بسی اور اضطراب کا اظہار کر رہے ہیں تو اگر حضرت آدمؑ خدا کے نام کی قسم سن کر ممانعت کا حکم بھول جائیں تو کون سی بڑی بات ہے۔ یہ فعصیٰ آدم ربہ وغیرہ کلمات تو ان کی شان رفیع کی بنا پر اور خالق کائنات کی

عظمت و جبروت کی بنا پر ہیں۔ اس ظاہری اور صوری بلا قصد فعل لغزش کو عصیان کا نام دے دیا تا کہ ان کی اولاد زیادہ سے زیادہ محتاط رہنے کی کوشش کرے کہ ہمارے باپ جو کہ خدا کی شبیہ اور صورت پر بنائے گئے تھے' ان سے معمولی تقصیر ناقابل برداشت ہوئی تو ہم عام انسانوں کا کیا بنے گا ورنہ فعل ابو البشر حقیقت میں عصیان نہ تھا۔ علاوہ ازیں قرآن مجید ان کی لغزش کے بعد ان کی بحالی کا بھی تذکرہ کرتا ہے۔ فرمایا ثم اجتبه ربه فتاب علیه وھدی ○ (۲۰: ۱۲۲) مگر بائبل ان کی بحالی کا تذکرہ نہیں کرتی۔

علاوہ ازیں خود بائبل میں مذکور ہے کہ "آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی لیکن اولاد ہونے سے نجات پائے گی۔" (تموتھی ۲: ۱۳' ۱۴) ملاحظہ فرمایئے کہ یہ جو کچھ بھی تھا محض دھوکا اور فریب تھا۔ وہ بھی آدم نے نہیں کھایا بلکہ حوا شیطانی فریب میں آ گئیں۔ قصد و ارادہ کا بھی نہ تھا پھر اگر گناہ ہو بھی گیا تو اس کی سزا کہ عورت درد زہ سے بچے جنے گی' عورت بھگت کر نجات پا جائے گی۔ مزید کسی صلیب و کفارہ کا کہاں ذکر ہے؟ یہ محض اختراعی بات ہے۔

برگزیدہ حضرات کی زلات اپنے اندر کئی فوائد رکھتی ہیں۔ مقربین بارگاہ خداوندی کی زلات میں صرف منفی پہلو نہیں ہوتا بلکہ مثبت پہلو ہوتا ہے۔ بے شمار فوائد اور حکمتیں مضمر ہوتی ہیں۔ مندرجہ بالا واقعہ میں بھی بکثرت حکمتیں مضمر تھیں۔ مثلاً"

(۱) شیطان اور انسان کی سرشت کا اظہار کہ اول سراپا استکبار ثانی سراپا استغفار' عجز و نیاز۔

(۲) نوع انسانی کو اس کے ازلی دشمن سے متعارف کرانا کہ اس سے چوکنا رہو ورنہ پدری وراثت سے محروم ہو جاؤ گے۔

(۳) یہ بتلانا کہ یہ باپ کا دشمن ہے لہٰذا اس کے متعلق کوئی نرم گوشہ نہ رکھنا۔ روز حشر فرمایا جائے گا الم اعهد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا

الشیطان انه لکم عدو مبین ○ (یٰس)

(۲) استغفار موسیٰؑ: سورہ قصص میں آپ کا قصہ یوں مذکور ہے کہ ایک دفعہ آپ نے دو آدمیوں کو آپس میں الجھتے ہوئے دیکھا جن میں سے ایک تو آپ کی قوم سے یعنی اسرائیلی تھا اور دوسرا قبطی تھا۔ چونکہ اس وقت فرعون نے بنی اسرائیل کو مغلوب اور غلام بنا رکھا تھا اس وجہ سے شاہی قوم کا وہ قبطی اسرائیلی پر زیادتی کر رہا تھا پہلے تو حضرت موسیٰ نے قبطی کو سمجھایا کہ قصور تمہارا ہے' زیادتی نہ کرو مگر وہ شاہی قوم کا ہونے کی وجہ سے اکڑا اور کچھ بدتمیزی بھی کی ہوگی۔ آپ کو غصہ آگیا تو اس کو باز کرنے کے لیے ایک مکا رسید کر دیا۔ آپ چونکہ جوان اور صاحب نبوت تھے لہٰذا وہ برداشت نہ کر سکا اور موقعہ پر ہی ختم ہو گیا۔ قرآن میں ہے فوکزہ موسی فقضی علیہ اس غیر متوقع حادثہ پر آپ پریشان ہو گئے کہ میرا تو یہ ارادہ نہ تھا۔ پھر فرعون بوجہ حمایت اسرائیلی کے غضبناک ہو کر مجھے بدلہ لینے پر تل جائے گا حالانکہ آپ کا ارادہ محض حمایت مظلوم تھی جو کہ شرعاً" واخلاقاً" واجب تھی' ارادہ قتل نہ تھا اور ابھی تک شریعت میں حکم جہاد بھی نہ آیا تھا جبکہ وہ جو بھی تھا' کافر تھا۔ پھر آپ کو اس کے علاوہ یہ بھی خدشہ تھا کہ اس فعل اور حادثہ کے ردعمل میں فرعون بنی اسرائیل پر مزید عرصہ حیات تنگ نہ کر دے۔ ان تمام اندیشوں کے پیش نظر مکرر عرض ہوئے:

قال انه من عمل الشیطان انه عدو مضل مبین ○ قال رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی فغفر له انه هو الغفور الرحیم ○ (سورہ القصص)

ترجمہ: "کہا کہ یہ تو (بظاہر) شیطانی فعل سرزد ہو گیا۔ بلاشبہ وہ واضح طور پر بھکانے والا دشمن ہے۔ پھر کہا اے میرے پروردگار میں نے اپنی جان پر زیادتی کر لی پس تو معاف فرما دے تو اللہ نے انہیں معاف فرما دیا۔ بلاشبہ وہی بخشنے والا مہربان ہے۔"

اس واقعہ میں حضرت کلیم اللہ کا حقیقی جرم کوئی نہیں۔ کیونکہ حمایت مظلوم واجب ہے اس پر عمل پیرا ہونے کی کچھ دوسری صورتیں بھی ممکن تھیں۔ مثلاً" بجائے مکہ مارنے کے ویسے ہی اسے کھینچ کر ہٹا دیتے یا کوئی طمانچہ وغیرہ مار لیتے یا محض اس کو فہمائش کر لیتے وغیرہ۔ چونکہ گنجائش تھی کہ اس واجب کی ادائیگی کے لیے کوئی دوسری صورت اپنا لیتے لہذا اس ظاہری تقصیر اور لغزش پر اور اس کے خطرناک ردعمل کو ملحوظ رکھتے ہوئے نیز اپنی رفعت شان کے پیش نظر دربار خداوندی میں اقرار قصور و لغزش کا ہدیہ پیش کر رہے ہیں تو ارحم الراحمین نے معاف فرما دیا یعنی ردعمل کے تمام معاملات ختم فرما کر اپنا حق بھی معاف فرما دیا۔

(۳) استغفار داؤدؑ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ نے اپنے گھرانے میں بندوبست فرما رکھا تھا کہ دن رات کے تمام اوقات میں کوئی لحہ بھی عبادت الہیہ سے خالی نہ رہے۔ تمام افراد خانہ کی باری مقرر تھی کہ اتنا ٹائم فلاں عبادت میں مصروف رہے اور اتنا ٹائم فلاں۔ غرضیکہ چوبیس گھنٹوں میں سے ایک لحہ بھی گھرانہ داؤدی عبادت الہی سے خالی نہ ہو۔ ایک موقعہ پر آپ خود اپنے ٹائم میں مصروف عبادت تھے کہ اچانک اس وقت چند اشخاص اپنا کیس لے کر حاضر ہو گئے جس کی سماعت کرتے ہوئے عبادت کا تسلسل منقطع ہو گیا گویا اللہ نے ظاہر کر دیا کہ یہ دوام عبادت بلکہ محض عبادت بھی میری ہی توفیق سے وابستہ ہے اپنے طور پر کسی بھی مخلوق میں کوئی طاقت اور اختیار نہیں۔ تو حضرت کو اس دوام عبادت اور حسن انتظام پر معمولی سا خیال پیدا ہوا کہ ہمارا گھرانہ ہمہ اوقات اللہ کی عبادت و اطاعت میں مصروف ہے تو اللہ نے اس کو منقطع کر کے واضح کر دیا کہ مقربین سے اتنا خیال بھی خود اختیاری کا گوارا نہیں ان کو تو سراسر عجز و نیاز اور کالقلم بید الکاتب ہونا چاہئے تو اس انتباہ خداوندی پر حضرت داؤدؑ فوراً" دربار کبریا میں جھک کر معترف تقصیر ہو جاتے ہیں۔ فاستغفر ربہ وخر راکعا وانابO

(۲۴:۳۸) اس عجز و نیاز پر رحمت الٰہی جوش میں آئی اعلان ہوا فغفرنا له ذالک کہ ہم نے ان کو یہ معاف فرما دیا۔ پھر فرمایا کہ حیران ہونے کا کوئی موقعہ نہیں کہ اتنی معمولی سے زلت پر اتنی دار و گیر و عتاب اس لیے کہ میرا بندہ داوٗدؑ خاص الخاص شان و مرتبہ پر فائز ہے۔ ان له عندنا لزلفی وحسن ماب ○ یعنی یقیناً ان کا ہمارے ہاں خاص مقام اور بہترین ٹھکانہ ہے۔ پھر اس اظہار بندگی پر مزید نوازشات کا اعلان ہوا یداود انا جعلناک خلیفه في الارض یعنی ہم نے آپ کو خلافت ارضی سے نواز رکھا ہے لہٰذا اپنے مقام رفیع کے پیش نظر مکمل عدل و انصاف سے عدالت فرماتے رہیں' آپ کا مقام و مرتبہ معلوم کرنے کے لیے زبور ۸۹ بھی قابل دید ہے۔

(۴) حضرت مریم صدیقہؑ: آپ پر یہود نامسعود نے ایک نہایت قبیح الزام لگایا جس کا ازالہ انجیل میں قطعاً" کوئی نہیں بلکہ انجیل سے تو ان کا ایمان لانا بھی ثابت نہیں ہوتا مگر قرآن مجید نے حسب قاعدہ اس پاکیزہ بندی کی طہارت و عصمت ثابت کرنے کے لیے بار بار ان کی بزرگی اور طہارت و عصمت بیان فرمائی کہ وہ بالکل پاک دامن اور عفیفہ تھیں۔ سراپا صدق و صفا تھیں اور خدا کی انتہائی فرماں بردار تھیں۔ ایک جگہ فرمایا۔ واذ قالت الملائکه یمریم ان الله اصطفاک وطهرک واصطفاک علی نساء العالمین ○ یمریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین ○ (آل عمران ۴۲' ۴۳) الغرض قرآن حکیم نے آکر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا صحیح مقام و کردار واضح فرمایا ورنہ بائبل کے مطالعہ سے تو ان حضرات کی نبوت و رسالت تو کجا کوئی امتیازی کردار بھی ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کے سابقہ حالات کے پیش نظر ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ جب ان حضرات کو اللہ نے یہ مقام دیا تھا تو ان کا یہ ناقابل بیان کردار کیوں؟ معاذ اللہ ان میں اتنی صلاحیت بھی نہ تھی کہ خدا کے عطا فرمودہ انعامات و احسانات کے پیش نظر اپنا کردار عمدہ نہ بنا سکے۔ اور ادھر خدائے علیم و خبیر پر الزام آتا ہے کہ اس نے

ایسے لوگوں کو مقام نبوت کے لیے منتخب فرمایا مگر یہ سب کچھ یار لوگوں کی کارستانی ہے وہ حضرات قدسی خدا کے مقدس و مطہر' اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک تھے اور اس قسم کے خبیث الزلات سے بالکل اور قطعاً پاک تھے۔ الطیبات للطیبین اس حقیقت کو قرآن مجید نے آ کر واضح فرمایا۔ بالفرض اگر قرآن حکیم نہ آتا تو آج دنیا میں نبوت و رسالت کا تصور بھی نہ ہوتا کیونکہ بائبل میں تو آج بھی موجود ہے کہ "نبی سے لے کر کاہن تک سب دغا باز ہیں" (یرمیاہ ۸ : ۱۰) مسیح کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے فرمایا "جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو ہیں" (انجیل یوحنا آیت ۸) معاذ اللہ

مسئلہ استغفار انبیاءؑ

حضرات نصاریٰ پر از حد افسوس اور حیرانی ہوتی ہے کہ فقط لفظ ذنب اور استغفار دیکھ کر رائی کا پہاڑ بنا لیتے ہیں' یہ نہیں سمجھتے کہ فاعل کے بدلنے سے فعل کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ مثلاً" کسی کا آنا' اگر کوئی کہے کہ پادری صاحب آئے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ خود چل کر یا سواری پر آئے۔ لیکن کہا جائے روز جمعہ آ گیا تو اس کا مفہوم الگ ہوگا۔ اور کہا جائے کراچی آ گیا تو اس کا آنا دوسرا مفہوم رکھے گا۔ ایسے ہی لفظ محبت ہے۔ باپ کی اولاد سے محبت' اولاد کی والدین سے محبت' خاوند کی بیوی سے محبت' استاد کی شاگرد سے محبت' شاگرد کی استاد سے محبت' خدا کی بندوں سے محبت اور بندوں کی خدا سے محبت وغیرہ ہر ایک جملہ میں محبت کا مفہوم جدا جدا ہے تو معلوم ہوا کہ فاعل کے بدلنے سے فعل کی کیفیت بدل جاتی ہے۔

(۱) ایسے ہی سمجھئے کہ انبیاء کرامؑ کی لغزشیں صرف ظاہری اور صوری ہوتی ہیں حقیقتاً نہیں ہوتیں۔ ان کی رفعت شان کے مطابق ترک اولیٰ بھی ذنب شمار ہوتا ہے کیونکہ وہ حضرات مخلوق خدا کے لیے ہادی اور راہنما بن کر آتے ہیں ان کے طور و طریق لوگوں کے لیے قابل اتباع ہوتے ہیں' ان کی

روش اور کردار پر لوگوں کی گہری نگاہ ہوتی ہے۔ معتقدین کی بھی اور مخالفین کی بھی تو اگر ان کی خلاف اولیٰ اور صوری لغزش کو ایسے ہی باقی رہنے دیا جائے تو پس منظر تو نظروں سے او جھل ہو جاتا ہے۔ مگر نفس فعل اور واقعہ باقی رہ جاتا ہے۔ لہذا ظاہری خطا کی صورت میں منکروں کے لیے باعث طعن اور قائلین کے لیے باعث نافرمانی یا ایک غلط طریقہ کیے تصور ہو سکتا ہے۔ خلاف اولیٰ کی صورت میں قائلین کے حیلے عزیمت متصور کر لینے کا باعث ہو جائے گا حالانکہ وہ رخصت تھا لہذا ان کی صوری خطا اور خلاف اولیٰ فعل کو بھی باقی نہیں رکھا جاتا بلکہ ان کی چادر عصمت کو بالکل مطہر اور شفاف کر دیا جاتا ہے تا کہ کسی بھی قسم کا اشتباہ نہ رہے۔

(۲) مقربین و صالحین دربار خداوندی سے قصداً حکم عدولی تو کجا رہی ' ان کو تو اطاعت اور تعمیل حکم میں بھی استغفار و اعتراف تقصیر کی ضرورت ہے کیونکہ کسی مخلوق کے بس میں کہاں کہ وہ اس احکم الحاکمین کی اطاعت اور فرمان برداری اس کیفیت سے کر سکے جو واقعی اس کے شایان شان ہو۔ اس لیے وہ حتی الوسع اطاعت اور عبدیت ہوتے ہوئے بھی لرزاں و ترساں اور معترف تقصیر رہتے ہیں اور زبان حال و قال سے گویا رہتے ہیں کہ اے ہمارے خالق و مالک اور نگہبان' ہم تعمیل احکام اس انداز سے نہیں کر سکے جو تیری شایان شان ہے اس لیے ہماری کوتاہی اور تقصیر کو اپنے فضل اور رحمت سے معاف فرما دے۔ قرآن میں ہے کہ اللہ کے مقرب بندے تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا ومما رزقنھم ینفقون ○ دوسری جگہ ہے قلیلا من اللیل ما یھجعون ○ وبالاسحار ھم یستغفرون ○ (الذاریات) ایسے ہی حدیث میں نماز سے سلام پھیرتے ہی تین مرتبہ استغفر اللہ کہنا سنت ہے۔ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ بھی تین مرتبہ کہنا سنت ہے۔ تو کیا نماز اور تہجد پڑھنا گناہ ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ اعتراف ہے کہ ہم تیری شایان شان عبادت نہیں کر سکے۔ تو

ہماری اس ناقص سی عبادت سے ناراض نہ ہو جانا بلکہ محض اپنے فضل ورحمت سے قبول فرما لے۔ ہم اس تقصیر وکوتاہی پر آپ سے معافی مانگتے ہیں۔ جیسے اپنے سے کم مرتبہ آدمی کو کوئی چیز دینی ہو تو اگر ویسے ہی وہ چیز اس کے ہاتھ میں تھما دیں یا اس کی جھولی یا کپڑے میں ڈال دیں یا اس کے آگے پھینک دیں گے تو کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ ناگواری کا اظہار کرتا ہے کیونکہ اس کی کمتری' حاجت و ضرورت اس کے آڑے آ جاتی ہے مگر جب کسی بڑی شخصیت کو کچھ دینا مقصود ہوتا ہے تو سو قسم کے اہتمام کیے جاتے ہیں پھر بھی عدم قبولیت کا دھڑکا لگا رہتا ہے کہ شاید مزاج عالی پر ناگوار گزرے۔ اس پر احساس معذرت دامن گیر ہوتا ہے کہ ہم آپ کے شایان شان ہدیہ وتحفہ پیش نہیں کر سکے۔ ہم آپ کی کما حقہ خدمت نہیں کر سکے لہٰذا معاف کرنا' برا نہ منانا۔ چنانچہ انجیل لوقا میں لکھا ہے کہ "اسی طرح تم بھی ان سب باتوں کی جن کا تمہیں حکم ہوا' تعمیل کر چکو تو کہو کہ ہم نکمے نوکر ہیں۔ جو ہم پر کرنا فرض تھا وہی کیا ہے۔" (باب ۱ آیت ۱۰) استغفار انبیاء کا معاملہ کچھ اسی طرح کا ہے لہٰذا سرے سے ان کا گنہگار ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ عام قاعدہ ہے کہ بادشاہ اپنے ماتحتوں کو احکامات دیتے وقت یا خطاب کرتے وقت صرف افسر مجاز سے خطاب کرتے ہیں' عوام الناس اور رعایا سے مخاطب نہیں ہوتے۔ ایسے ہی احکم الحاکمین شہنشاہ کائنات جل جلالہ بھی بوقت خطاب اپنے نمائندوں یعنی پیغمبروں کو ہی مخاطب فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا اور ایسا نہ کرنا۔ اصل مخاطب یہ حضرات نہیں ہوتے ہیں بلکہ ان کے واسطہ سے عوام الناس کو خطاب ہوتا ہے۔ یا کسی وقت اس خطاب میں یہ حضرات شامل ہوتے ہیں جیسے تورات میں ہے کہ "سن اے اسرائیل" (استثنا ۶ : ۴) تو کیا یہ صرف اسرائیل یعنی یعقوبؑ کو ہی خطاب ہے آپ کی قوم کو نہیں؟ اس طرح حذف مضاف کی مثالیں بائبل میں بکثرت مل سکتی ہیں۔ تو اس طور پر فاعلم انه لا اله الا هو واستغفر لذنبك آپ کے واسطہ سے ہر ایک امتی کو خطاب ہے

کہ اے مخاطب اپنے گناہ کی معافی مانگتے رہو اور صرف اپنی ہی فکر میں نہ رہنا بلکہ الدین النصیحہ کے تحت اپنے ساتھ تمام مومنوں کو بھی اپنی دعا میں شامل رکھنا۔ یہ قاعدہ کہ مخاطب کوئی ہو اور خطاب بواسطہ اس کے دوسرے کو ہو' بائبل میں بھی عام ہے۔ ملاحظہ ہو' تورات میں لکھا ہے:

"سن اے اسرائیل' خداوند ہمارا خدا ایک ہی ہے تو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت رکھ" (استثنا ۶:۴)

تو یہاں اسرائیل سے یعقوبؑ مراد نہیں جن کا لقب بلکہ ان کی ساری قوم مخاطب ہے مگر صیغہ مفرد سے خطاب ہے۔ آگے لکھا ہے میں ہے "جب خداوند تیرا اتجھ کو اس ملک میں پہنچا دے جس پر قبضہ کے لیے تو جا رہا ہے ...... تو جو ساتوں قومیں تجھ سے بڑی زور آور ہیں' نکال دے ...... تو ان کو مار دے" ایسے بے شمار خطابات صیغہ مفرد سے ہیں تو ان سے مراد فرد واحد معین نہیں بلکہ ساری قوم ہے۔ ایسے ہی واستغفر لذنبک سے مراد ذات آخر الزمان نہیں بلکہ ساری امت کو خطاب ہے بالفرض اگر پیغمبرؐ ہی اس میں مراد ہے تو صرف تعلیم دینے کے لیے اور سنت جاری کرنے کے لیے۔ ورنہ نہ ان کا ذنب نہ ان کو استغفار کی حاجت۔ گویا اس استغفار کی متعدد توجیہات ہو سکتی ہیں اور سب ہی معقول اور درست ہیں لہٰذا منکرین کا اس لفظ سے طعن و تنقیص کرنا نہایت مذموم اور بے اصولی ہے۔

خدا کے بندو یہ صورت حال تو مخلوق کے درمیان بھی پائی جاتی ہے جبکہ خدا کی شان تو اس سے کہیں اعلیٰ وارفع ہے کہ جس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا جس کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جرات نہیں۔ کون اس کی شایان شان اطاعت اور بندگی کر سکتا ہے جس کے سامنے بڑی سے بڑی مخلوق بھی ذرہ ناچیز ہے بلکہ بڑے لوگ عوام سے کہیں زیادہ بوجہ قرب و معرفت کے لرزاں ترساں رہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ حضرت مسیحؑ جن کو آپ لوگ مالک کائنات

سے اونچا مقام دیتے ہیں حتی کہ حقیقی خدا تک تصور کرتے ہیں مگر وہ بھی منہ کے بل گر کر کبھی گھٹنے ٹیک کر اور خون کے آنسو بہا بہا کر گڑگڑا کر دست بدعا ہیں کہ میرے باپ یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے پھر بھی میری نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔ آخر نہایت ہی اضطراب میں چلا چلا کر ایلی ایلی لما شبقتنی کا نعرہ لگاتے ہیں۔ ایسے ہی جمیع مقربین کی حالت ہوتی ہے کہ باوجود سراپا اطاعت اور عبدیت کے پھر بھی ما عبدناک حق عبادتک وما عرفناک حق معرفتک کا اقرار کرتے ہیں۔ تو یہ ان کی تنقیص شان نہیں بلکہ علو مرتبت کی دلیل ہے۔

(۳) فعل میں بڑی وسعت اور مدارج ہوتے ہیں مثلاً اچھا' بہت اچھا' بہت ہی اچھا۔ گڈ' بیٹر' بیسٹ۔ گروہ انبیاءؑ سے گڈ اور بیٹر نہیں بلکہ بیسٹ کا درجہ مطلوب ہوتا ہے ان کے حق میں گڈ اور بیٹر بھی ذنب للاخص شمار ہوتے ہیں مثلاً فعل زنا تو اصل اور ذات فعل ہے۔ مگر ایک راست باز اور پاکباز ہستی سے ابتدائی مراحل مثلاً ارادہ فعل بد بلکہ بد نظری نہیں نہیں بلکہ امکان ارادہ بد نظری بھی برداشت اور گوارہ نہیں۔ اپنے اپنے مقام کا معاملہ ہے بلکہ شبہ امکان بھی گوارا نہیں جیسے سرور عالمؐ نے بوقت مخاطبت حضرت صفیہؓ ایک صحابیؓ کو آواز دے کر حقیقت واضح فرما دی تھی کہ یہ میری اہلیہ ہے۔

مگر دین کی وسعت ظاہر کرنے کے لیے کسی وقت کسی حکم میں عملاً" بیسٹ سے نچلے درجے کو امت عامہ کے لیے اپنانے کا مقصد آ جائے تو اپنے مقام رفیع کے پیش نظر مقربین سراپا اعتراف و استغفار ہو جاتے ہیں کیونکہ انکا مطہر و مقدس باطن فطرتاً" اس درجہ فعل پر مطمئن نہیں ہوتا۔ لہٰذا وہ استغفار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

(۴) عوام اور خواص کا معاملہ جدا جدا ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو اگر کوئی عام اور جاہل آدمی آپ کو گالی دے یا برا بھلا کہے تو شاید برداشت کر لیں کیونکہ وہ

آپ کا مقام نہیں سمجھتا لیکن اگر آپ کا کوئی شاگرد یا سمجھدار بچوں میں سے کوئی ایسی حرکت کر گزرے بلکہ معمولی اف بھی کہہ دے تو آپے سے باہر ہو جائیں گے کہ اس نے آداب ملحوظ نہیں رکھے۔ لہٰذا وہ زیر عتاب آ جاتا ہے۔ اسے ڈانٹ ڈپٹ ہو جاتی ہے اور اسے حد درجہ معذرت اور اعتراف کوتاہی کرنا پڑتا ہے۔

(۵) انبیاء کرامؑ کے ذمہ مخلوق خدا کو ان کے خالق و مالک کے احکام پہنچانا ہوتے ہیں جن پر وہ عمل پیرا ہو کر نجات دارین حاصل کر سکیں مگر جب انبیاء کرامؑ دیکھتے ہیں کہ ہم نے تو پوری کوشش اور محنت سے مخلوق تک احکام الٰہی پہنچا دیئے مگر وہ راہ راست پر نہیں آئے تو یہ گمان گزرتا ہے کہ ممکن ہے ہم سے کماحقہ تبلیغ نہ ہو سکی ہو اس لیے وہ ساتھ ساتھ اس مزعومہ تقصیر پر استغفار کرتے رہتے ہیں کیونکہ ان مقربان بارگاہ الٰہی کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے۔

(۶) انبیاء و رسلؑ خود تو گناہوں سے بالکل معصوم ہوتے ہیں مگر امت کو طریقہ استغفار سکھلانے کے لیے خود بھی استغفار کرتے ہیں تا کہ لوگ اس معاملہ میں بھی اپنے نبیؑ کے طریقے کو اپنا لیں جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق انجیل مرقس ۱: ۳۵ میں ہے کہ وہ صبح دن نکلنے سے پہلے ایک ویرانے میں جا کر دعا کرتے ہیں۔ حواریوں کے مطالبہ پر جو دعا سکھلائی گئی اس میں گناہوں کی معافی کا ذکر ہے۔ ملاحظہ ہو متی ۶: ۹ و لوقا ۱۱: ۱ اور "ہمارے گناہ معاف کر" یہ دعا مسیح خود بھی کرتے ہوں گے۔ نیز دیکھئے لوقا ۵: ۱۶ میں ہے کہ "مگر وہ جنگلوں میں الگ جا کر دعا کیا کرتا تھا۔" اب سوال ہے کہ حضرت کلمۃ اللہؑ بقول شما ذات خداوندی کے ساتھ متحد ہیں تو ان کو اتنی مشقت برداشت کرنے کی کیا حاجت تھی؟ بہرحال تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ سب کام امت کی تعلیم کے لیے کیے جاتے تھے۔ جیسا کہ ایک موقعہ پر شاگردوں کے پاؤں اپنے دست مبارک سے دھو کر اپنے رومال سے پونچھے اور فرمایا یہ اس لیے کرتا ہوں کہ

"تم بھی آپس میں ایسے ہی ایک دوسرے کے خادم بنو" ملاحظہ انجیل یوحنا باب ۱۳۔ اسی طرح معصوم انبیاء کا معاملہ بھی سمجھنا چاہیے۔

(۷) استغفار کا لغوی معنی طلب مغفرت ہے اور مغفرت کا مفہوم کسی قبیح فعل پر پردہ ڈالنا ہے۔ اس ڈھانپنے کی دو صورتیں ہیں' ایک یہ کہ اس فعل قبیح کے ارتکاب سے بچایا جائے اس لیے کہ جو شخص معصوم و محفوظ ہو گیا یقیناً اس کی قبیح خواہش پر پردہ پڑ گیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ فعل قبیح کے وجود میں آ جانے کے بعد اس پر پردہ ڈالا جائے۔ لہٰذا انبیاء کرامؑ کے حق میں پہلا مفہوم مراد لیا جائے گا کہ ان کو ذنب کے ارتکاب سے بھی محفوظ رکھا جائے۔

(عربی ایڈیشن میں دعا کی جگہ نماز کا ذکر ہے اس لیے کہ نماز بھی ایک مکمل دعا ہی ہے۔ ملاحظہ ہو کہ نماز اس کی کبریائی اور تقدیس و تسبیح و حمد ہو کر اس کے کمالات کا اعتراف' اپنی عبدیت کا اظہار کرتے ہوئے اس کی بارگاہ صمدیہ میں جھکتے ہوئے اور جبین نیاز زمین پر رکھ کر اس کی عظمت اور علو شانی کا اقرار کیا جاتا ہے۔ پھر آخر میں اللھم انی ظلمت نفسی میں اعتراف قصور و کوتاہی و طلب معافی کرتے ہوئے بعد از فراغ پھر استغفار کا وظیفہ اور اس کی ارحمیت کا اقرار کیا جاتا ہے۔ آیت الکرسی وغیرہ)

ناظرین کرام' اصحاب بائیبل کے ذہن و قلب سے خداوند عظیم کی کبریائی اور جلالیت نکل چکی ہے' کیونکہ بائیبل میں خدا کا تصور یہ ہے:

(۱) خدا انسان کو پیدا کر کے ملول اور غمگین ہوا۔ (کتاب پیدائش ۶:۶)

(۲) خداوند ٹھنڈے وقت میں باغ میں پھرتا تھا۔ (پیدائش ۳:۸)

(۳) خدا کا حضرت یعقوب کے ساتھ تمام رات کشتی لڑنا اور مغلوب ہونا (پیدائش ۳۲:۲۲ تا ۳۲)

(۴) خدا کا سینا کی چوٹی پر موسیٰ سے ہم کلامی کے لیے اترنا (خروج ۱۹:۲۰) خدا کا کالے بادل میں اترنا (خروج ۱۹:۱۶)

(۵) خدا اپنی اسرائیل کو دکھائی دیا۔ اس کے پاؤں کے نیچے نیلم کا چبوترہ تھا۔ انہوں نے خدا کو دیکھا اور کھایا اور پیا (خروج ۲۴: ۱۰، ۱۱)

(۶) خدا کا کرایہ پہ استرا لینا (معاذ اللہ) (یسعیاہ ۷: ۲۰)

(تفصیل کے لیے دیکھیے میرا رسالہ "ہستی باری تعالیٰ ازروئے قرآن اور بائبل")

ان کو معلوم نہیں کہ وہ ایسا باجبروت، جبار وقہار شہنشاہ ہے کہ تمام مخلوق بمع انبیاء ورسلؑ اس کے حضور ہمہ اوقات لرزاں ترساں رہتے ہیں۔ یدعوننا رغبا ورھبا اس کے سوا کون قدوس ہے؟ (سموئیل ۲: ۲) اس کی ارحمیت اور کبریائی اور بندوں کی بے کسی، عبدیت اور عجز ونیاز کا تقاضا ہی یہ ہے کہ ہمہ اوقات عاجزی اور قصور وکوتاہی کا اقرار و اعتراف کیا جائے اس لیے بڑی سے بڑی مخلوق بھی اس کی جناب میں لائق استغفار ہے بلکہ مقربین زیادہ استغفار و اعتذار کے حقدار ہیں کیونکہ ان پر انعامات واحسانات کی بارش بکثرت ہوتی رہتی ہے اور ان کو مقام قرب خاص سے نوازا جاتا ہے مگر کس مخلوق کے بس میں ہے کہ وہ خدا کی کسی نعمت کما حقہ شکر ادا کر سکے؟ مگر ان بڑے لوگوں کو اس کا خود بے حد اثر ہوتا ہے لہٰذا اس تقصیر کو محسوس کرتے ہوئے سراپا استغفار واعتذار بنے رہتے ہیں اور جب ان پر اس کی کبریائی اور ارحمیت کی تجلیات جلوہ ریز ہوتی ہیں تو ان کو اپنی ہستی محسوس ہی نہیں ہوتی، اپنے اعمال اور اظہار عبودیت کالعدم نظر آتی ہیں تو وہ اس کی عظمت وکبریائی ملاحظہ کرتے ہوئے اور اپنی بے مائیگی کے پیش نظر سراپا استغفار واعتذار بن جاتے ہیں اور اس کی ان کو تلقین بھی ہوتی ہے ملاحظہ ہو: فاعلم انہ لا الہ الا ھو واستغفر لذنبک و للمومنین والمومنات (سورۃ محمد آیت ۱۹) بتلایئے یہاں کون سا ذنب ہے؟

(۸) وہ معبود برحق بلا شرکت غیرے تمام مخلوق کا پیدا کرنے والا اور اس کا انتظام وتدبیر فرمانے والا اکیلا ہی لائق عبادت ہے لہٰذا اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ

تمام مخلوق ہمہ اوقات سراپا عبودیت بن جاتی بالخصوص گروہ انبیاؑ اور پھر سید الرسلؐ مگر دیگر طبعی اور شرعی ضروریات کے لیے بھی توجہ اور وقت درکار ہوتا ہے لہٰذا اس غیر اختیاری تقصیر پر حکم دیا جارہا ہے کہ اس غیر اختیاری خلل عبودیت پر اعتذار و استغفار کیجیے کہ آپ کے شایان شان یہی امر ہے اور عام اہل ایمان کے لیے بھی استغفار فرمایئے کہ وہ حقیقتاً اس کے مستحق ہیں کیونکہ ان کا شعور اتنا گہرا نہیں ہوتا لہٰذا ان کو اس طریقہ استغفار پر چلانے کے لیے آپ کو بھی حکم استغفار دیا جا رہا ہے آخر یا ایھا الناس توبوا الی اللہ فرمانے والا خود کیوں نہ استغفر اللہ فی الیوم مائہ مرہ پر عامل ہو (مسلم)

(۹) مقربین و مخلصین اور عام لوگوں کے استغفار میں فرق سمجھنے کے لیے ایک مثال دیکھئے۔ دو آدمی ہوں جن کا جسم اور لباس غبار آلود ہیں مگر یہ آلودگی ایک ہی طرز پر نہیں ہوئی بلکہ ایک نے تو بوجہ اپنی کم عقلی اور بے سمجھی کے خود ہی اپنے تن اور لباس پر خاک ڈال لی یا اپنے آپ کو غبار اور مٹی سے بچانے کی کوشش نہیں کی لیکن دوسرے شخص نے کسی بے احتیاطی کی وجہ سے اپنے آپ کو غبار آلود نہیں کیا بلکہ انتہائی احتیاط کرنے پر بھی راستہ چلتے چلتے کچھ گرد و غبار اس پر پڑ گیا یا کوئی بے وقوف بے سمجھ خاک اڑا رہا تھا تو گزرتے گزرتے اس پر بھی کچھ پڑ گیا۔ اب ظاہر ہے کہ گرد و غبار دور کرنے کی تو دونوں کو ضرورت ہے' دونوں کو کہا جائے گا کہ لباس اور جسم صاف کرو' جھاڑو' حالانکہ ایک اپنے فعل سے غبار آلود ہوا تھا دوسرا بلا قصد مگر جھاڑنے کی ضرورت دونوں کو ہے۔ ایسے ہی گروہ مقربین کا معاملہ سمجھئے کہ انہوں نے خود قصداً" یا کسی بے احتیاطی سے اپنا دامن غبار آلود نہیں کیا مگر دوسروں کا اڑایا ہوا غبار محسوس ہوا تو وہ ان کو صاف کرنا پڑے گا شاید اسی کو سید دو عالمؐ نے فرمایا ہے انه ليغان على قلبى وانى لا ستغفر الله فى اليوم مائه مره (مسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۲۰۳)

(۱۰) نوع انسانی کے اعمال کچھ ایسے موثر واقع ہوتے ہیں کہ جن کا اثر

تمام کائنات پر ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ آپ کے ہاں پیدائش میں انسان اول آدمؑ کی لغزش سے تمام نوع انسانی کو مجرم گردانا گیا ہے اور اس سے زمین کا ملعون ہونا بھی درج ہے۔ ہم اہل اسلام اس سطح پر گناہ کی تاثیر تسلیم نہیں کرتے مگر ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس کی سطح پر انسان کے برے اعمال کا اثر تمام کائنات پر ہونا تسلیم ہے۔ برے اعمال کا برا اثر اور نیک کا اچھا اثر مسلم ہے۔ قلوب انبیا چونکہ انتہائی حساس ہوتے ہیں اس لیے ان کے قلوب مقدسہ کا نوع انسانی کے برے اعمال و بد کردار سے متاثر ہونا لازمی ہے جس کو زائل کرنے کے لیے ان کو حکم استغفار دیا جاتا ہے اور اسی کو سید کائناتؐ نے انه لیغان علی قلبی سے تعبیر فرمایا کہ نوع انسانی کے اعمال بد سے میرے قلب پر کچھ غبار سا آ جاتا ہے جس کے ازالہ کے لیے میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے سید المرسلینؐ کے استغفار کی۔ اے ناعاقبت اندیشو' تم نے اس مقدس و مطہر جماعت انبیا پر یہ قبیح الزامات تو گھڑ لیے مگر کسی موقعہ پر ان کے استغفار و احتراز کا بھی ذکر کر دیتے؟ کتنا ظلم ہے۔ تمہاری بائبل نے تو تمام انبیاء کرامؑ کو قبیح سے قبیح فعل میں گھرا ہوا دکھلایا مگر جب حبیب کبریا تشریف لائے تو اس لسٹ کو دیکھ کر لرز گئے اور کانپ اٹھے کہ میرے بھائیوں پر تم نے اتنے گھناؤنے جرائم گھڑ لیے ہیں تو فوراً سراپا استغفار بن گئے۔ تمہاری بائبل نے بلا ذکر استغفار کے ایک طویل لسٹ مرتب کر دی مگر قرآن اور صاحب قرآن نے بلا ذکر خطا وذنب توبہ واستغفار کا ورد شروع کرا دیا۔ سبحان اللہ کیسی مطابقت ہے۔ سنو اور غور سے سنو! جب کوئی پاکباز اور شریف انسان کسی کی کوئی قبیح حرکت دیکھتا ہے تو کانوں پر ہاتھ رکھ کر توبہ اور استغفار کا وظیفہ شروع کر دیتا ہے۔ یہ تو عام مشاہدہ کی بات ہے حالانکہ خود اس نے یہ جرم نہیں کیا ہوتا۔ ایسے ہی حضرات انبیا مخلوق خدا کی بے اعتدالیاں اور نافرمانیاں دیکھ دیکھ کر استغفار کرتے رہتے ہیں۔ اور سنیئے

غیر محدود اور لا انتہا صرف خداوند قدوس کی ذات عالی ہے باقی سب مخلوق محدود عن ہے۔ مقربین بارگاہ احدیت بتوفیقہ ہر لحظہ ترقی پذیر رہتے ہیں خصوصاً سید الانبیاء کما قال وللاخرہ خیر لک من الاولی کہ آپ کے لیے ہر لحہ اخریٰ اولیٰ سے بہتر ہے۔ تو جب وہ حضرات اعلیٰ حالت میں پہنچتے ہیں تو سابقہ اس لاحقہ کی نسبت ادون و ناقص ہوتی ہے تو اس کا احساس فرماتے ہوئے وہ استغفار و اعتذار پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یہ حالت اور احساس تقریباً ہر انسان میں پایا جاتا ہے کہ وہ اپنی پہلی تحقیق اور سوچ پر جو ایک حد تک محدود ہوتی ہے جبکہ اس سے آگے وسعت میں پہنچتا ہے تو سابقہ حالت کی کم تری اور نقص کا احساس کرتے ہوئے ایک خجلت اور ندامت سی محسوس کرتا ہے کہ میں کبھی ناقص اور کمزور سوچ میں تھا۔ یہی احساس تقرب الی اللہ کے سلسلہ میں ورحق مقربین باعث استغفار و اعتذار ہوتا ہے

(۱) ناظرین کرام، یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جہاں جہاں استغفار کا حکم آیا ہے وہاں اس کے سابق کو ملاحظہ کریں کیا وہاں کسی ذنب یا گناہ کا بھی ذکر ہے؟ کہ آپ سے فلاں ذنب کا صدور ہوا ہے لہٰذا استغفار کریں۔ بندہ خدا ویسے ہی بلا ہوش و حواس لفظ استغفار کو دیکھ کر جوش میں آکر ایک خلاف واقعہ بہتان قائم کر لیا کہ سب ہی گنہگار تھے سوائے مسیحؑ کے۔ دیکھو قرآن میں ہے واستغفر لذنبک، لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک، فسبح بحمد ربک واستغفرہ مگر ان آیات کے پہلے الفاظ ملاحظہ کریں تو ساری حقیقت کھل جائے گی۔ دیکھئے پہلی آیت کے پہلے ہے۔ فاعلم انہ لا الہ الا اللہ واستغفر لذنبک۔ تو کیا کسی گناہ کا ذکر ہے؟ یہاں تو توحید کا ذکر ہے تو کیا توحید کو جاننا گناہ ہے کہ جس سے استغفار کا حکم ہو رہا ہے؟ ایسے ہی دوسری آیت کے الفاظ انا فتحنا لک فتحا مبینا اور تیسری آیت کے پہلے ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا ان دونوں آیتوں میں آپ کو

غلبہ دین فتح و کامرانی کی بشارت سنا کر تسبیح و استغفار کا حکم دیا جا رہا ہے تو کیا یہ خصوصی عنایات کا فیضان کوئی گناہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ بندہ خدا یہ تو اعزاز و اکرام کا مقام ہے۔ شاہانہ نوازشات کا ذکر ہے جیسے کوئی عالیشان بادشاہ کسی مقرب سے خوش ہو کر اسے نوازنا چاہے تو اعلان ہوتا ہے کہ جاؤ تمہیں ہر قسم کے اعزاز و اکرام سے نوازا جاتا ہے اور تم سے کسی وقت بھی کوئی باز پرس اور دار و گیر نہ ہوگی۔ بالفرض اگر کوئی بھولے سے خطا ہو بھی گئی تو اگلا پچھلا سب کچھ نظر انداز کر دیا جائے گا۔ یہ پچھلے کے ساتھ اگلا کا لفظ ہی دلیل ہے کہ کوئی جرم صادر نہیں ہوا ورنہ معافی تو سابقہ پر ہوتی ہے' آئندہ جرم پر معافی کا کیا مطلب؟ جو جرم ابھی وقوع میں آیا ہی نہیں' اس پر طلب معافی کیسی؟ یہ تو صرف اعزازی اعلان و خطاب ہے۔ یہ حقیقت ہے سالار انبیا کے استغفار کی - فافہم ولا تکن من الھالکین ایسے ہی سورۃ مومن آیت ۵۵ میں ہے فاصبر ان وعد اللہ حق واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار ○ یعنی دعوت حق پیش کرنے پر مخالفت اور مزاحمت صرف آپ کے ساتھ ہی نہیں ہوئی بلکہ ہر زمانہ میں ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے آپ کے مثیل صاحب توراۃ موسیٰ' ان کو بھی ایسے ہی حالات سے سابقہ پڑا لہٰذا آپ تحمل فرمائیے اللہ کا وعدہ صرف برحق ہے۔ آپ اپنے مقام رفیع کے پیش نظر خلاف اولیٰ سے نیز امت میں سنت استغفار رائج کرنے کے لیے استغفار فرماتے رہئے اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح صبح و شام کرتے رہیے۔ بتلایئے یہاں پر کس ذنب کا تذکرہ ہے؟

بات صرف اتنی ہے کہ ابتدائی حالات دیکھ کر پیغمبر بشری تقاضے کے مطابق کچھ مایوسی کا شکار ہونے لگتا ہے یا جلد نتیجہ دیکھنے کے لیے مضطرب ہو جاتا ہے۔ تو جب وہ غلبہ اور کامیابی سامنے آتی ہے تو اسے اپنے اضطراب اور طبعی قنوطیت پر استغفار کا حکم ہوتا ہے کہ تم خواہ مخواہ مضطرب ہو کر خدائی وعدہ غلبہ میں بعد یا تخلف کے تخیل کی طرف مائل ہونے لگے تھے اب دیکھو نتیجہ

سامنے ہے۔ لہٰذا سابقہ خیالات پر استغفار کرو۔

(۱۴) کسی فعل کے ایک آدھ مرتبہ کے صدور اور اس کے فاعل بننے میں بہت فرق ہے مثلاً" کسی فعل کا صدور تو ہو مگر اس کو اسم فاعل کا لقب نہ دیا جائے گا جیسے کوئی آدمی ایک آدھ مرتبہ اپنا جوتا مرمت کر لے تو اس کو موچی نہیں کہہ سکتے' اگر کوئی کبھی کسی کے یا اپنے بال کاٹ دے یا ناخن اتارے تو اس کو حجام نہیں کہیں گے۔ ایک آدھ کپڑا سی لینے سے وہ درزی نہیں بن جاتا۔ بلکہ لقب پانے کے لیے اس فعل کا تسلسل اور دوام شرط ہے۔ ایسے ہی ایک انتہائی مجرم کبھی کوئی ایک آدھ حرکت اچھی کر لے تو وہ راست باز اور نیک نہیں کہلا سکتا۔ اور ایسے ہی کوئی صالح اور راست باز کچھ لغزش یا خطا کر جائے تو اس کو عاصی یا گنہگار نہیں کہہ سکتے۔ یوں ہی گروہ انبیا میں سے اگر کسی فرد سے کوئی فعل صورۃ" بلا قصد امر الٰہی کے خلاف صادر ہو جائے یا کوئی فعل خلاف اولیٰ ہو جائے تو ان کو ہرگز گناہگار نہیں کہہ سکتے۔

(۱۳) عوام الناس کو اپنے حالات اور انجام کی صحیح معرفت نہیں ہوتی اس لیے خدا کے برگزیدہ لوگ ان سب کو شامل کر کے دعا و استغفار کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب' ہم کو معاف فرما۔ وہ خود تو معصوم عن الخطا ہوتے ہیں مگر جب یہ بھی اپنے آپ کو سب میں شامل کر کے دست دعا پھیلا دیتے ہیں تو رحمت الٰہی جوش میں آ جاتی ہے اور سب پر باران رحمت برس جاتی ہے نیز اس طریقہ سے دوسرے لوگوں کو تعلیم دی جاتی ہے کہ جب یہ معظم حضرات ہمہ اوقات دعا و استغفار میں مصروف رہتے ہیں تو ہمارا کیا شمار ہے ہمیں تو ان سے کہیں زیادہ استغفار کی ضرورت ہے تو وہ بھی خدا کے حضور توبہ واستغفار کے لیے جھک پڑتے ہیں جیسے خاتم المرسلین فرماتے ہیں کہ اے لوگو رب سے استغفار کرو۔ میں خود بھی دن رات میں سو سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ تو یہ تعلیماً" فرمایا ہے۔

(۱۴) پادری صاحبان! آپ سب اگلے پچھلے مل کر پوری محنت و کوشش

کر کے قرآن سے کسی بھی نبیؑ کے ذنوب پر سیریل نمبر لگا کر دکھایئے جیسے استغفار والی آیات پر نمبر لگاتے رہتے ہو۔ آؤ اگر ہمت ہے تو قرآن کھول کر تلاش کر کے نمبر لگاؤ جیسے ہم اہل اسلام تمہارے الہامی نوشتوں (بائبل) سے انبیاء مقربینؑ کے انتہائی گھناؤنے جرائم کی طویل فہرست پیش کرتے ہیں۔ ذرا میری تیار کردہ فہرست ملاحظہ کر لو' بندہ خدا صرف انا کے لیے اتنا بڑا اقدام کرنا کوئی عقل مندی نہیں ہے۔ آخر مر کر عدالت الہیہ میں جوابدہی کے لیے حاضر ہوتا ہے۔

(۱۵) قال اللہ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ خداوند قدوس کی شان ارحمیت کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ عاجز ہمہ اوقات مجسم عبدیت ہی رہے' ایک لحظہ بھی غافل نہ ہو۔ مگر یہ پیکر نقص و عجز حق ادا نہیں کر سکتا' کیونکہ اس پر بندگی کا داغ لگا ہوا ہے۔ کامل ' بے عیب' بے احتیاج ازلی اور ابدی ذات صرف وہی ایک ہے۔ مگر یہاں تو اور بھی کئی حجابات اور مجبوریاں ہیں جن کی طرف بندہ متوجہ ہو کر اس عبدیت حقیقی کا تسلسل برقرار نہیں رکھ سکتا لہذا استغفار کی حاجت پڑ جاتی ہے۔

(۱۶) اتباع احسن کی وسیع کوشش میں کسی وقت خطا اور لغزش بھی ہو سکتی ہے اس پر ان کو استغفار' اعتراف قصور کا وظیفہ کرنا پڑتا ہے۔ مخلوق ویسے ہی سراپا عجز و درماندگی ہے مگر جب نور السموات والارض کی بارگاہ سے مزید انوار ذات ان پر جلوہ ریز ہوتے ہیں تو ان کے سامنے اپنی بے مائیگی عاجزی درماندگی مزید منکشف ہو جاتی ہے تو کامل اور ستودہ صفات ہستی کے سامنے سوائے استغفار و اعتذار کے کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔

(۱۷) بندہ مقرب کا ایک تعلق اپنے خالق حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے جس کا تقاضا ہمہ اوقات و لحظات اسی کے تصور و تعبد میں استغراق کلی ہے مگر کما حقہ ادائیگی ناممکن ہے۔ اور دوسرا تعلق مخلوق خدا کی اصلاح اور ان کو اپنے خالق اور معبود حقیقی کے ساتھ متعارف کرانا ہے۔ مخلوق کی چوکھٹ سے ان

کی جبین نیاز اٹھا کر در کبریا پر جھکانا ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ بھی اسی کا حکم ہے اور واجب التعمیل ہے مگر اس میں مشغول ہو کر استغراق حقیقی میں تو خلل آ ہی جاتا ہے۔ اس پر وہ حضرات سراپا اعتذار واستغفار بن جاتے ہیں و حق لھم ان کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ اصل کام تو یہ تھا دوسرا ضمنی تھا' کہیں اس ضمنی میں افراط نہ ہو جائے اور اصل میں تفریط نہ ہو جائے۔

چنانچہ انبیاء کرام مخلوق خدا کی اصلاح اور خیر خواہی میں پورے انہماک اور توجہ سے مشغول ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کاش تمام مخلوق درگاہ کبریا میں جھک جائے مگر جب مخلوق مائل نہیں ہوتی تو ان کو مزید قلق اور دکھ ہوتا ہے اور یہ خدشہ بھی ہوتا ہے کہ شاید ہماری تبلیغ و تذکیر میں کوتاہی ہو گئی۔ شاید قائل صحیح ہو مگر فاعل میں کوئی کمی رہ گئی ہو۔ اس پر استغفار و اعتذار کرتے ہیں اور ان کو خالق کی طرف سے اس کا حکم بھی ہوتا ہے تاکہ ان کی امت بھی اسی احساس کو اپنے اندر سمو لے کہ انہیں بہ تمام خیر خواہی اور ہمدردی برگشتہ مخلوق کو معبود حقیقی کی در پر لانا اور جھکانا ہے۔ کاش یہ کیوں نہیں جھکتے جبکہ یہی خالق ومالک اور مدبر ہے۔ ہر سلیم الفطرت فرد میں یہ احساس موجود ہوتا ہے۔ انسان تو انسان' حیوانات میں بھی یہ مادہ موجود ہے۔ سلیمانؑ کے ہدہد نے کہا الا یسجدوا کہ وہ قوم آفتاب پرستی کی گمراہی میں پھنسی ہوئی ہے' وہ خالق حقیقی کی درگاہ میں کیوں نہیں جھکتے۔ حالانکہ اس نے یخرج الخبء ہر چیز کو پیدا فرما کر اپنے کمال تک پہنچایا ہے۔ الانسان عبد الاحسان والی موٹی سی بات کو کیوں نہیں سمجھتے؟ اللہ خود فرماتے ہیں

یحسرہ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزء ون (یاسین) یہی تخلق باخلاق اللہ کا اظہار ہے کہ وقال رجل من آل فرعون الخ۔ وجاء من اقصی المدینہ رجل یسعی قال یقوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وھم مھتدون تقریباً" یہی معنی کتاب پیدائش کی عبارت کا ہے کہ خدا مخلوق کی نافرمانیاں دیکھ کر ملول ہوا۔

یہی جذبہ ہمدردی میں انبیاء کرامؑ جب زیادہ مستغرق ہو جاتے ہیں تو فرمان الٰہی آ جاتا ہے فلعلک باخع نفسک علی اثرھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا (الکہف) یہی حریص علیکم کی خواہش تھی جبکہ ایک گروہ کفار کو وعظ و تذکیر فرما رہے تھے کہ اچانک ابن ام مکتومؓ کے سوال سے ناگواری کا اظہار فرمایا۔ اس میں کوئی ذاتی غرض نہ تھی' صرف ان بدبختوں کی بختاوری کا خیال واحساس تھا کہ یہ تو بعد میں بھی دریافت کر سکتے تھے مگر وہ لوگ بار بار موقعہ نہ دیں گے۔ شائد آج رب رحیم ان کو اپنی رحمت کا حصہ دار بنا لے۔ مگر چونکہ اس علیم و خبیر کو ان کی ازلی بدبختی کا علم تھا لہٰذا فرمایا کہ ان کو اتنی توجہ دینے کی بالخصوص ایک ہدایت یافتہ فرد کو نظر انداز کر کے ضرورت نہیں۔ اب بتلایئے اس میں کون سا گناہ ہو گیا؟ دونوں طرف تبلیغ ہی تھی۔ دعوت الی اللہ اور فریضہ رسالت کی ادائیگی ہی تھی مگر اس پر بھی اعتذار کا حکم ملا۔ ایسے ہی ایک جگہ اپنے حبیب معظمؐ کو فرمایا کہ فاصبر ان وعد اللہ حق یعنی یہ مخالفین کی مزاحمت اور معاندت پر پریشان نہ ہو' یہ تو شروع سے ہی ہر پیغمبرؑ سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے لہٰذا تحمل و برداشت فرمایئے' آخر کار غلبہ حق کا ہوگا اور خدائی وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ آگے فرمایا واستغفر لذنبک (یہاں یا تو بحذف مضاف ذنوب الناس مراد ہیں یا پھر یہ مراد ہے کہ آپ جو زیادہ ان کی ہدایت کے درپے ہو کر اپنی جان گھلا رہے ہیں اس کا آپ کو حکم نہیں' یہ آپ کی ذمہ داری نہیں لہٰذا اس خلاف امر پر استغفار فرما کر راہ اعتدال پر گامزن ہوں۔ وما انت علیھم بوکیل) اب فرمایئے یہاں کون سا ذنب واقع ہو گیا کہ حکم استغفار ہوا؟ یہاں پر یہ مفہوم ہے کہ آپ ان کے لیے خدا سے معافی مانگئے کہ ان کو قبول حق کی توفیق ہو جائے اور یہ خسران اخروی سے بچ جائیں اس لیے کہ ومن تق السیئات یومئذ فقد رحمتہ و ذلک ھو الفوز العظیم

(۱۸) انبیاء کرامؑ تمام افراد انسانی سے افضل اور مقرب اللہ ہوتے کی

وجہ سے حق عبدیت اور تعمیل احکام انتہائی خلوص اور اعلیٰ سے اعلیٰ انداز اور پیمانے پر ادا کرنے کی استعداد رکھتے ہیں مگر ان کو امت کے لیے نمونہ بھی بننا ہوتا ہے جو ان کے پیچھے کا مقصد ہے۔ تو اب پیغمبرؐ نے تو بوجہ کمال استعداد اور روحانیت کے احکام کی تعمیل بصورت احسن کر لی مگر افراد امت ان کی ایسی اتباع ہمہ حالات میں نہیں کر سکتے بلکہ یہ ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ ان کی استعداد بمقابلہ انبیاؑ نہایت ہی ناقص اور ادون ہوتی ہے۔ تو ایسے حالات میں ان کے سامنے کون سا اسوہ اور نمونہ ہوگا جس کو وہ اپنائیں گے۔ ادھر اطاعت پیغمبرؐ بھی فرض ہے۔ تو جب ساری امت انبیاؑ کے اپنے مقام کے لحاظ سے صادر شدہ نمونہ اپنا نہ سکیں گے تو اب اوامر الٰہیہ پر ناقابل اطاعت واتباع کا عنوان صادق آئے گا یا امت پر عدم اطاعت و اتباع کا دھبہ آئے گا لہذا ان دونوں صورتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے انبیاء کرامؑ بالخصوص سید المرسلین ﷺ جن کی شریعت اور اسوۂ حسنہ تا قیام قیامت باقی رہے گی۔ حکم دیا گیا کہ امت کے ہر فرد کے لیے ہر دور اور ہر حالت کے پیش نظر تعمیل کے تمام صورتوں اور درجوں میں پیش فرمائیں۔ گڈ، بیٹر، بیسٹ، ادنیٰ، متوسط اور اعلیٰ تمام صورتوں کو پیش فرما دیں تاکہ ہر فرد امت اپنے اپنے حالات اور مجبوریوں میں اسی پر عمل پیرا ہو کر حکم اتباع کی تعمیل کر سکے۔

مگر ان حضرات انبیاء کرامؑ کا اصل ذاتی مقام تو اتباع اور امر الٰہی بصورت احسن فالاحسن ہی تھا یہ تو صرف امت کی مجبوریوں کے لیے انہوں نے تعمیل حکم کو عام سطح پر پیش فرمایا۔ مگر ظاہر ہے کہ مطلوب تو فعل کی اصلی صورت ہی ہوتی ہے فی حد ذاتہ، سوابق و لواحق ملحوظ نہیں ہوتے۔ اگر کسی وقت ان کو ملحوظ کر بھی لیا جاوے تو صرف اعزازی طور ان اعمال کو اصل صورت فعل و عمل سے ملحق کیا جاتا ہے۔ فی حد ذاتہ نہیں کیا جاتا۔ جیسے کوئی لائق اور ذہین طالب علم ایک پرچہ سوالات کو صحیح حل کر کے سو فیصد نمبر حاصل کرتا ہے اور دوسرے موقعہ پر یہی طالب علم کسی وجہ سے سو فیصد

جوابات نہ دے سکے باوجود استعداد اور صلاحیت کے تو اس کو نمبر تو حسب جوابات ہی ملیں گے ہاں اعزازی طور پر چند نمبر دے کر اگر 100 مل بھی جائیں تو اس صورت میں یہ نمبر اصل تو نہیں بلکہ اعزازی ہیں۔ دریں صورت اس کو اس کمی کا احساس لازماً" ہوگا۔ اس مثال کو ملحوظ رکھتے ہوئے انبیاء کرامؑ کے حالات کو سمجھیں کہ وہ سو فیصد عمل کر سکتے تھے مگر امت کی مجبوری کی وجہ سے ۵۰ نمبر کا عمل کر کے دکھایا اور یہ دکھانا ان کے لیے ضروری تھا جن پر ان کو ثواب بھی اصل ہی کا ملے گا۔ مگر وہ فعل تو اس انداز اور پیمانے کا ادا نہ ہوا تو وہ اپنی صلاحیت اور تعلق مع اللہ کو ملحوظ فرماتے ہوئے اس کمی کا احساس کرتے ہیں پھر افراد امت کی مجبوریوں اور کوتاہیوں کا خیال فرماتے ہوئے ہمہ تن استغفار و اعتذار میں مصروف ہو جاتے ہیں اور پھر بوجہ اس اعزاز و اکرام کے مجسم شکر ہو کر عبداً شکوراً بن جاتے ہیں۔

(۱۹) چونکہ عوام الناس بارگاہ الٰہی کے مقام عالی سے بعید ہوتے ہیں اور بوجہ اس کے کما حقہ وہ عظمت الٰہیہ کے تصور سے خالی ہوتے ہیں اس بنا پر ان کو اپنی کوتاہی اور تقصیر محسوس نہیں ہوتی لہٰذا پیغمبرؐ کو اپنے علاوہ انکے لیے بھی حکم استغفار ہوتا ہے تاکہ ان کو مزید احتیاج استغفار کا احساس ہو۔

مندرجہ بالا توجیہات اصولی طور پر اور معین طور پر ہر قسم کے اعتراض کو رفع کرنے کے لیے ان شاء اللہ کافی ہوں گی لہٰذا بالکل واضح طور پر جمیع انبیاء کی عصمت ثابت ہو گئی بالخصوص سید المرسلینؐ کی کہ وہ معاصی و ذنوب سے قطعاً" منزہ ہیں۔ یہ آپ کی بات ہے' یہاں تو جس قرآن سے آپ سید المرسلینؐ کے متعلق گناہ ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں اس میں آپ کے اصحاب قدسی صفات کے متعلق ارشاد ربانی ہے کہ حبب الیکم الایمان وزینه فی قلوبکم وکره الیکم الکفر والفسوق والعصیان "اللہ نے صحابہؓ کے قلوب مطہرہ میں ایمان کو محبوب اور مزین کر دیا ہے اور ان کے قلوب ذکیہ میں کفر وفسق اور عصیان کی نفرت و کراہت ڈال دی ہے

دوسری جگہ فرمایا والزمهم کلمه التقوىٰ وكانوا احق بها واهلها یعنی اللہ نے ان کے ساتھ تقویٰ کی بات چسپاں کر دی ہے اور وہ قدسی صفات حضرات واقعتاً اس تمغہ تقویٰ کے سب سے بڑھ کر حق دار اور لائق تھے۔ قرآن مجید میں ان کو متقون' راشدون' فائزون' حزب اللہ' التائبون وغیرہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ اعزازات سے نوازا گیا ہے۔ تو جب صحابہ کرامؓ کی یہ شان ہے تو ان کے معلم اور مزکی اور مربیؐ کی شان کیسی بلند و بالا ہوگی۔ یہ بات بار بار عرض کروں گا کہ جہاں جہاں آپ کے متعلق طلب مغفرت کا ذکر ہے وہاں کسی ذنب کا ذکر نہیں بلکہ فتوحات' نوازشات اور اعزازات کا تذکرہ ہے اس لیے ذرا عقل و دانش اور ہوش و حواس ٹھکانے کر کے غور و فکر فرمائیں کہ اس کا مفہوم وہ نہیں ہو سکتا جو آپ سوچ بیٹھے ہیں۔ لہٰذا اپنی عاقبت کی فکر کر کے حق و صداقت کو قبول کر لینا بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔

عصمت مسیحؑ کی حقیقت از روئے بائبل

مسیحی علما کا نظریہ ہے کہ صرف مسیح بے گناہ اور بے عیب ہیں باقی سب مخلوق بمع گروہ انبیا و مرسلین "گنہگار ہیں۔ بائبل میں مذکور کردار انبیا کو اپنے اس نظریہ میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں مگر بے سود۔ یہ ان حضرات کی خام خیالی ہے۔ اگر یہ حضرات محض ذکر استغفار سے ان کو گنہگار کہنے کی جسارت کرتے ہیں تو از روئے اناجیل بموجب ہم ان کو ان کے گھر تک پہنچا دیں گے کہ جس نظریہ پر تم حضرت مسیحؑ کو قابل کفارہ سمجھتے ہو وہ بالکل بے اصل ہے۔ ذرا دیدہ بصیرت وا کر کے کرشمہ قدرت ملاحظہ کریں کہ بے عیب صرف ایک ہی ہے۔

ا۔ مسیحؑ فرماتے ہیں لماذا تدعونی صالحا (عربی بائبل) یعنی "تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے؟ نیک (بے عیب) تو ایک ہی ہے یعنی خدا" (متی ۱۹: ۱۷۔ مرقس ۱۰: ۱۸۔ لوقا ۱۸: ۱۹) معلوم ہوا کہ خود مسیحؑ بھی ان کے ہمنوا نہیں

ہیں۔

۲۔ عہد قدیم کے ایک رسالہ ایوب میں لکھا ہے کہ "عورت سے پیدا شدہ کیونکر پاک ہو سکتا ہے۔" (۲۵ : ۴) تو کیا مسیحؑ عورت (مریم) سے پیدا نہ ہوئے تھے؟ ملاحظہ ہو نامہ گلتیوں ۴ : ۴، متی ۱ : ۲۳ کہ حضرت مسیحؑ عورت سے پیدا ہوئے۔ ناظرین کو یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ازروئے بائبل گناہ کی اصل مرتکب عورت ہی تھی بلکہ پہلی مجرم (ا۔ تموتھی ۲ : ۱۴) کیونکہ اسی نے مرد کو بھی آمادہ کیا تھا۔ لہٰذا جب بچہ مرد و عورت دونوں سے پیدا ہو گا تو گناہ دونوں میں بٹ کر ہلکا ہو جائے گا مگر جب صرف عورت سے پیدائش ہو گی تو سراسر مرکز گناہ سے پیدا ہونے والا زیادہ عیب دار ہو گا۔ خوب سمجھ لیں۔

۳۔ سجدہ کرنا صرف خدا کو جائز ہے (متی ب ۴ کتاب استثناء ۶ : ۱۳) مگر مسیحؑ کو سجدہ ہوا تو آپ نے منع نہیں فرمایا۔ اب بتلایئے کہ یہ ارتکاب شرک ہوا یا نہ؟ جو کہ عظیم تر جرم ہے۔ ملاحظہ ہو انجیل متی ۲۸ : ۱۷ و ۹ : ۱۸ ۔ انجیل لوقا ۲۴ : ۵۲۔ متی ۹ : ۱۸۔ مرقس ۵ : ۲۲۔ لوقا ۸ : ۴۱)

جب غیر خدا کو سجدہ جائز نہیں بلکہ شرک ہے تو مسیحؑ نے یہ سجدہ کیوں کر فرمایا، منع کیوں نہ فرمایا؟ شرک تو ناقابل معافی جرم ہے۔ جیسے مسیحؑ کہتے ہیں کہ سب قصور معاف ہو سکتے ہیں مگر روح القدس کے بارہ میں کفر معاف نہیں۔ ادھر سلیمانؑ کی بت پرستی دیکھ کر کہہ اٹھتے ہو کہ وہ بادشاہ تھے، نبی نہ تھے۔ اب یہاں کیا خیال ہے؟ جب مسیحؑ نے غیر خدا کو سجدہ نہ کیا بلکہ فرمایا "سجدہ صرف اسی کو ہے۔" (متی ۴ : ۱۰) تو پھر خود کیوں کروایا یا یہ دکھلاؤ کہ مسیحؑ نے فرمایا ہو کہ میں بھی خدا ہوں اس لئے مجھے جائز ہے۔ یہ بات وہ کیسے کہہ سکتے تھے جبکہ وہ خود ساری زندگی ساجد ہی رہے ہیں۔ پادری صاحبان سجدہ کرنے والا گھٹنے ٹیک کر منہ کے بل گر کر خون کے آنسو بہا کر گڑگڑانے والا مسجود نہیں ہو سکتا ورنہ کہیں باپ اور روح القدس کو بھی کسی دوسرے کو سجدہ کرتے ہوئے دکھلاؤ، کیونکہ تمہارے ہاں یہ تینوں اقانیم متحد بالذات ہیں تو

اس اتحاد ذاتی کی وجہ سے باقی دونوں کو بھی سکونت رحم' ولادت' ختنہ' پرورش' بپتسمہ' احتیاج خورد ونوش' دعا ومناجات وغیرہ حالات سے سابقہ پڑنا چاہیئے تھا۔ وہ بھی ثابت کر فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین O

الا لا یکون الساجد مسجود والھا۔

۴۔ ایک دفعہ حضرت مسیحؑ نے کچھ بد روحوں کو نکال کر سوروں کے ریوڑ میں بھیج دیا جس سے وہ بدک کر اور بے حواس ہو کر بھاگے تو دریا میں گر کر ہلاک ہو گئے۔ ملاحظہ ہو انجیل متی ۸: ۲۸۔ مرقس ۵: ۱ تا ۲۰۔ لوقا ۸: ۲۶ تا ۴۰)

اب فرمائیے' ان کا یا ان کے مالک کا کیا قصور تھا یہ تو تمہارے ہاں من بھاتا کھاجا ہے۔ (معاذ اللہ) اگر مسیحؑ کے حواری اور پیچھے لگنے والے بجز ان کو کھاتے تو کافی دن گزارا ہو سکتا تھا۔ مالک کا اتنا نقصان کر دیا کیا یہ جرم نہیں؟ تو پھر مسیحؑ بے عیب کس طرح ہوئے؟

۵۔ ایک موقع پر مسیحؑ بوجہ شدت بھوک ایک انجیر کے درخت کے پاس جا کر پھل کا مطالبہ کرنے لگے جبکہ پھل کا موسم نہ تھا۔ تو انجیر نے پھل نہ دیا تو حضرت نے اس پر پھٹکار ڈال کر ہمیشہ کے لیے اس کو بے پھل بنا دیا۔ وہ درخت سوکھ گیا۔ بتلائیے درخت کا کیا قصور تھا؟ پھر مسیحؑ تو ازلی ابدی خدا صاحب اختیار رکن الوہیت تھا۔ جب وہ ایک درخت سے پھل نہ لے سکا تو سارے جہان کا کیسے بندوبست کرے گا' کل ساری مخلوق کی عدالت کیسے کرے گا؟ پھر یہ بھی آپ کا فرمان ہے کہ اگر تم میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا تو پہاڑ کو بھی کہو گے کہ ہٹ جا تو وہ ہٹ جائے گا۔ لیکن یہاں جب فرمان مسیحؑ سے درخت نے پھل بھی نہ دیا تو ذرا نتیجہ نکال کر بتلاؤ کہ پہاڑ کا ہٹنا کیسے ممکن ہو سکے گا؟

ایک عجیب راز کا انکشاف

مسیحی حضرات ان معجزات کی بنا پر بھی حضرت مسیح کو خدا مانتے ہیں مگر قربان جائیے اس احکم الحاکمین کی ذات اقدس پر کہ اس نے مخلوق کے بنے ہوئے تار عنکبوت میں ایسے سوراخ کر دیئے ہیں کہ خود بخود سارا طلسم ٹوٹ جاتا ہے۔ دیکھئے معجزہ تو فعل خدا ہوتا ہے پیغمبرؑ کی تائید و تصدیق کے لیے خدا تو اس کے ہاتھ پر ظاہر فرما دیتے ہیں۔ لیکن ہر وقت نہیں بلکہ جب وہ چاہے۔ بسا اوقات بوقت ظاہری ضرورت بھی معجزہ کا ظہور نہیں ہوتا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ فعل پیغمبرؑ کے اختیار میں نہیں جیسے یہ واقعہ انجیر اور ایسے ہی انجیل یوحنا کے ایک واقعہ میں واضح ہوتا ہے کہ مسیحؑ کے معجزات خود اختیاری نہ تھے بلکہ خدا کی طرف سے تھے۔ مسیحؑ دعا کر کے خدا سے معجزہ طلب فرماتے تھے۔ (یوحنا باب ۱۱)

۶۔ حضرت مسیحؑ نے شاگردوں کی طلب پر ان کو دعا کا طریقہ سکھلایا کہ جب تم دعا مانگو تو یوں کہو' اے قدوس باپ تیرا نام پاک مانا جائے ــــــــــ ہمارے گناہ معاف فرما۔ (ملاحظہ ہو انجیل متی ۶ : ۹ و انجیل لوقا باب ۱۱) اب ظاہر ہے کہ مسیح خود بھی یہ دعا مانگتے تھے ورنہ یہ دعا امت کے لیے نمونہ کیسے ہو سکتی ہے؟ کیونکہ مسیحؑ پہلے دعا مانگ رہے تھے حواریوں نے دیکھ کر مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں بھی تعلیم فرمائیے۔ ظاہر ہے مانگنے والا خدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی بے عیب۔

۷۔ نامہ یعقوب (۴ : ۱۷) میں مذکور ہے کہ "جو کوئی بھلائی کرنا جانتا ہے اور نہیں کرتا اس کے لیے یہ گناہ ہے" اب ملاحظہ فرمائیے کہ ایک شادی کی تقریب میں مسیحؑ بمع اپنی والدہ محترمہ موجود ہیں کہ اچانک شراب ختم ہو گئی تو والدہ نے کہا کہ شراب ختم ہو گئی ہے لہٰذا دعا کر کے مزید شراب بنا دے تو یسوع نے کہا کہ اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام (یہ کتنا گستاخی کا جملہ ہے) پھر خود ہی چھ مٹکے دو دو' تین تین من پانی سے لبریز ان کو مے (شراب) بنا دیا۔ (انجیل یوحنا باب ۲) یہ مسیحؑ کا پہلا معجزہ تھا (نعوذ باللہ) یہ خطاب ایسے

بی ۱۹ : ۲۵ میں بھی ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ اس الہامی کلام میں حضرت مسیحؑ کے ذمہ کتنے گناہ لگائے گئے : ۱۔ ماں کو اے عورت کر کے خطاب کرنا جو سراسر گستاخی ہے' ۲۔ مجھے تجھ سے کیا کام ہے (یوحنا ۲ : ۴) یہ جملہ بھی سراسر خلاف ادب ہے۔ حالانکہ احترام والدین کے متعلق لکھا ہے "خدا نے فرمایا ہے ماں باپ کی عزت کر۔ جو ماں باپ کو برا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے" (انجیل متی ۱۵ : ۴۔ استثناء ۵ : ۱۶۔ خروج ۲۰ : ۱۲' ۲۱ : ۱۷۔ احبار ۲۰ : ۹۔ افسیوں ٦ : ۱ وغیرہ) اتنے سخت تاکیدی حکم کی مخالفت ایک عظیم پیغمبرؑ کے متعلق لگائی گئی ہے اور پھر اسے بے عیب کہا جاتا ہے' ۳۔ (الف) مے کا استعمال کرنا' کرانا اور مہیا کرنا۔ سب قبیح ترین جرائم ہیں۔ ملاحظہ ہو کتاب احبار باب ۱۰ آیت ۸ کہ "خداوند نے ہارون سے کہا کہ تو یا تیرے بیٹے مے یا شراب پی کر خیمہ اجتماع میں داخل نہ ہونا تاکہ تم مر نہ جاؤ۔ یہ تمہارے لیے نسل در نسل ہمیشہ تک ایک قانون رہے گا۔" (ب) اسی لیے خدا نے منوحہ کی بیوی کو حالت حمل میں مے اور ہر نشہ آور چیز کے استعمال سے منع فرما دیا تھا تاکہ بچہ متقی پیدا ہو۔ اس کو خود بھی سخت تاکید کی گئی۔ کتاب قضاۃ باب ۱۳ آیت ۴ میں ہے "سو خبردار' مے یا نشہ کی چیز نہ پینا اور نہ کوئی ناپاک چیز کھانا کیونکہ دیکھ تو حاملہ ہو گی اور تیرے بیٹا ہو گا اس کے سر پر کبھی استرا نہ پھرے گا' وہ پیٹ میں سے خدا کا نذیر ہو گا" اور آیت ۱۳ میں بذریعہ خاوند تاکید ہے۔ (ج) حضرت یوحنا (یحییٰ) کے متعلق انجیل لوقا ۱ : ۱۵ میں ہے "کیونکہ وہ خدا کے حضور بزرگ ہو گا اور ہرگز مے نہ پئے گا نہ کوئی اور شراب" اور ادھر مسیح معجزہ میں پانی کی شراب بنا کر لوگوں میں پلا رہے ہیں۔ (د) ایسے ہی یسعیاہ نبی نے شرابیوں کی مذمت بیان فرمائی ہے۔ کتاب یسعیاہ ۵ : ۲۲ میں ہے "ان پر افسوس جو مے پینے میں زور آور اور شراب ملانے میں پہلوان ہیں" پھر ۲۸ : ۷ میں شرابیوں کی انتہائی مذمت فرمائی۔ ایسے ہی حرمت خمر انجیل لوقا ۷ : ۳۳ میں بھی مذکور ہے۔

اب فرمائیے کہ ماں کو ایسا خطاب کرنا' شراب کی محفل میں شریک ہونا' شراب مہیا کرنا' استعمال کرنا' پہلے ماں کو گستاخانہ جواب سے ٹالنا' پھر خود ہی اسی محفل میں چھ مٹکے پانی کے شراب بنا دینا' کیا یہ سب افعال قبیح وقوع پذیر ہوئے یا نہیں؟ کیا ان کی مذمت الہامی بائبل میں موجود ہے یا نہیں؟ پھر فرمائیے کیا یہ مسیحؑ کی بے عیبی ہے؟ اور سنئے' ایسی نجس چیز کا استعمال کرنا بوقت صلیب بھی مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو متی ۲۷ : ۳۴

۸۔ عورت کے لیے باپردہ ہونا ضروری ہے۔ ملاحظہ ہو کرنتھیوں ا باب ۱۱۔ کلیسا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے۔ یہ تمہاری الہامی بائبل کی تعلیم ہے۔ اب مسیحؑ کی سیرت از روئے بائبل ملاحظہ ہو

(الف) مریم نامی ایک بد کار عورت جٹا ماسی کا آدھ سیر قیمتی عطر مسیحؑ کے قدموں پر انڈیل دیتی ہے۔ پھر سر کے بالوں سے اسے صاف کرتی ہے۔ پر بیگانے تو کجا اپنے بھی اعتراض کرنے سے نہ رہ سکے۔ کیا یہ فعل بھری مجلس میں نہ ہوا؟ مسیح اور حواریوں کی قدسی جماعت نے اسے ننگے سر نہ دیکھا کیا یہ بھی جھگڑا ہے یا نہیں؟ پھر آپ کے ہمراہ ہمہ اوقات کافی خدمت گار خواتین رہا کرتی تھیں جن میں کنواریاں بھی تھیں۔ (ملاحظہ ہو متی ۲۷ : ۵۵۔ لوقا ۸ : ۱ تا ۳۔ مرقس ۱۵ : ۴۰۔ لوقا ۱۰ : ۳۸' ۲۳ : ۵۵) اب سوال یہ ہے کہ یہ غیر محرم عورتوں کا ٹولہ بلا تعلق نکاح کیوں ساتھ پھرتا تھا؟ کیا خدمت کے لیے حواری کافی نہ تھے؟ مسیحؑ نے خود نکاح کیوں نہ فرمایا؟ حالانکہ بیاہ کرنا سب میں عزت کی بات سمجھی جاتی ہے (عبرانیوں ۱۳ : ۴) کیا ایک جوان انسان اور پاکباز نبیؑ کے لیے روا ہے جبکہ وہ غیر متاہل بھی ہو کہ وہ اس گروہ کے جمگھٹے میں شب وروز گزارے جو کہ گناہ کی جڑ اور منبع ہے جو دوسروں کو بھی نحوست گناہ میں ملوث کرنے والی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ "جو عورت سے پیدا ہوا وہ کیونکر بے عیب ہو سکتا ہے" (ایوب ۲۵ : ۴) حالانکہ غیر محرم عورتوں سے اجتناب کا حکم ہے۔ بد نظری کو بھی آپ نے زنا قرار دیا ہے اور داہنی آنکھ

کو نکال پھینک دینے کے لائق قرار دیا ہے۔ (دیکھئے متی ۵ : ۳۔ امثال ۵ : ۳‘ ۵ : ۲۰‘ ۶ : ۲۴‘ ۷ : ۲۴‘ ۲۳ : ۳۳) اتنی صریح ممانعت اور پھر ایسا کردار کیوں پیش فرمایا؟ کیا آج کل مسیحی معاشرہ خصوصاً مغربی معاشرہ اسی سنت پر عمل پیرا تو نہیں ہو رہا؟ مسیح نے عفت اور اجتناب عن النساء کی سنت کیوں نہ قائم فرمائی؟ عورتوں کا اختلاط تو نتائج ہلاکت خیز ہے۔ حضرت داؤد زبور ۸۹ کے مطابق خدا کے انتہائی برگزیدہ بندے تھے مگر آپ کی ایک ہی نگاہ پڑوسن پر پڑی‘ بس پھر کیا کچھ ہوا؟ بائبل میں ملاحظہ کر لیں حالانکہ بیویوں اور حرموں والے تھے اور پاک دل بھی تھے۔ حضرت سلیمان باوجود ہزار ہا بیویوں کے پھر بھی ان کی فریفتگی میں آ کر بقول الہامی بائبل بت پرستی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ نیز ملاحظہ ہو عورتوں کے خطرات اور ان سے اجتناب کی الہامی تاکیدات مذکورہ در امثال ۵ : ۳ تا ۸ وغیرہ۔

۹۔ حضرت عیسیٰ نے حضرت یوحنا سے بپتسمہ لیا یعنی ان کے ہاتھ پر بیعت کی حالانکہ وہ تو گناہوں کی معافی کا بپتسمہ دیا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو مرقس ۱ : ۴۔ لوقا ۳ : ۳۔ اعمال ۱۳ : ۲۴‘ ۱۹ : ۴۔ جب مسیح نے ان سے بپتسمہ لیا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی عیب سے پاک نہ تھے ورنہ بپتسمہ کیوں لیتے۔

۱۰۔ حضرت مسیح نے حواریوں کو خبر دے رکھی تھی کہ جب تک یہ باتیں پوری نہ ہو لیں‘ یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی۔ یعنی قیامت آ جائے گی (ملاحظہ ہو متی ۲۴ : ۳۴۔ مرقس ۱۳ : ۳۰۔ لوقا ۲۱ : ۲۹) دوسری جگہ فرمایا کہ "جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ابن آدم کو بادشاہت میں آتے دیکھ لیں گے" (متی ۱۶ : ۲۸۔ لوقا ۹ : ۲۷۔ مرقس ۹ : ۱) تیسری جگہ ہے "کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آ جائے گا" (انجیل ۱۰ : ۲۳) "ہم سب تو نہیں سوئیں گے مگر سب بدل جائیں گے" (کرنتھ ۱ : ۱۵‘ ۵۲) خدا کا نرسنگا پھونکا جائے گا اور پہلے تو مسیح میں سوئے ہوئے جی اٹھیں گے۔ پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے‘ ان کے ساتھ

بادلوں پر اٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں۔ اس طرح ہم ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے پس تم ان باتوں سے ایک دوسرے کو تسلی دیا کرو" (تھسلنیکیوں اول ۴: ۱۵ تا ۱۷)

ناظرین' مندرجہ بالا حوالجات سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ مسیحؑ نے دو ٹوک انداز میں اپنی آمد ثانی بالکل قریب ہی بتلائی تھی کہ ابھی یہ موجودہ نسل بھی ختم نہ ہوگی۔ ابھی لیے سب مسیحی منتظر تھے کہ وہ آئے سو آئے۔ مگر افسوس آج تک بیسیوں نسلیں ختم ہو گئیں لیکن ہنوز مسیحؑ کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ اب بتلاؤ کہ مسیح کی یہ اطلاع غلط نہ تھی؟ اور غلط خبر دینا عیب نہیں ہے؟ بلکہ یہ تو منافی نبوت ہے۔ اب دو باتیں ہیں یا تو مسیحؑ کی اعلان فرمودہ پیش گوئی کو غلط مان لو جو کہ صحت نبوت کے منافی ہے۔ (استثناء باب ۱۳) یا صحت بائبل کے دعویٰ سے دستبردار ہو جاؤ۔ ویسے میری رائے میں آپ کے لیے دوسری بات آسان ہے اور ویسے بھی حقیقت' آگے آپ کی مرضی۔

قسمت

۱۱۔ بوقت خطاب اور وعظ و تبلیغ مخاطبین کو نامناسب اور طعن آمیز القابات سے مخاطب کرنا ایک معقول آدمی سے پسندیدہ امر نہیں ہے چہ جائیکہ ایک عظیم المرتبت نبیؑ سے ایسے امر کا وقوع ہو۔ مگر اناجیل میں حضرت مسیحؑ کو علمائے بنی اسرائیل سے بایں الفاظ خطاب کرتے ہوئے دکھلایا گیا ہے۔ اے ریا کارو' سانپ کے بچو' اندھو' احمقو' حتیٰ کہ زنا کار بدکار اور حرام کار جیسے قبیح ترین الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ یہاں تک علمائے بنی اسرائیل شکوہ بھی کرتے ہیں کہ آپ ہمیں اتنا کیوں ذلیل کرتے ہیں؟

کیا مسیح نے یہ نہیں فرمایا کہ برا بھلا کہنا' گالی دینا بھی قابل عدالت جرم ہے؟ (ملاحظہ ہو متی ۵) اس کے برعکس قرآن حکیم (عہد جدید) ہر جگہ یبنی اسرائیل کہہ کر خطاب کرتا ہے جس میں تعریض بھی ہے اور تکریم و تعظیم بھی' مدارات اور ملاطفت بھی ہے۔ اب ایمانداری سے فرمایئے کہ کیا انجیلی

خطاب نیکی ہے یا بدی؟ پھر جب سابقہ ملہمین چور اور بٹ مار ہوئے تو ان کے الہامی صحیفے اور کتابیں کیا ہوئیں۔ کیا ایسے ہی لوگوں کے الہام کی طرف دنیا کو دعوت ایمان دیتے ہو؟

۱۲۔ ایک موقع پر علمائے یہود نے حضرت مسیحؑ کے سامنے شکایت کی کہ تمہارے شاگرد کھانے سے پہلے ہاتھ نہیں دھوتے (متی ۱۵ و مرقس ۷) تو حضرت مسیحؑ نے بجائے ان کو سمجھانے کے الٹا علمائے یہود پر طعن و تشنیع شروع کر دی۔ پھر ان کو پاس بلا کر فرمایا "سنو اور سمجھو' جو چیز منہ میں جاتی ہے وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی مگر جو منہ سے نکلتی ہے' وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے" (متی ۱۵: ۱۰۔ مرقس ۷: ۱۵)

ناظرین فرمایئے کہ کیا یہ الہامی تعلیم ہے کہ کوئی شخص کسی کو نیک بات کی تلقین کرتا ہے تو وہ بجائے اس پر عمل پیرا ہونے کے اس کو روک کے مزید اس پر نئے اعتراضات جڑ دے؟ کیا یہ رسولی تعلیم ہے کہ ایک اعتراض پر اعتراض کے جواب میں مزید اپنی طرف سے اعتراض کر دینا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان کو فرماتے کہ یہ بات تو ایک عام حکم ہے۔ تم لوگ اس کا تو خیال رکھتے ہو مگر بڑے بڑے احکام کو پس پشت ڈال دیتے ہو۔ لہذا وہ بھی کرو اور ان کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دو جیسے کہ ایک موقعہ پر ایسے فرمایا بھی تھا (متی ۲۳) کہ اے ریا کار فقیہو اور فریسیو' تم پر افسوس ہے کہ پودینے اور سونف اور زیرے پر دہ یکی (یعنی عشر) دیتے ہو اور شریعت کی زیادہ بھاری باتیں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیتے ہو۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔ اے اندھے راہ بتانے والو جو مچھر کو چھانتے ہو اور اونٹ کو نگل جاتے ہو" (متی ۲۳: ۲۳' ۲۴) مگر مسیحؑ نے لوگوں کو بلا کر ایک اور مخمصہ میں پھنسا دیا کہ منہ میں جانے والی چیز سے انسان ناپاک نہیں ہوتا بلکہ اندر سے نکلنے والی چیز سے انسان ناپاک ہوتا ہے۔ تو کیا ہر چیز حرام و حلال پاک و ناپاک سب کچھ کھانا پینا جائز اور حلال ہو گیا؟ چاہے کتا ہو' خنزیر اور بھیڑیے کا

چڑھاوا ہو؟ ہرگز نہیں۔ پھر جب مسیح ؑ کی انجیلی تعلیم میں قبل از طعام ہاتھ دھونا نہیں ہے تو آج کل علمبرداران مسیحیت اہل مغرب کیوں صحت وصفائی کے اصول بتلاتے پھرتے ہیں۔ یہ اصول تو آخر الزمان ؐ کے ہیں' عیسائیوں کو تو غسل تو کجا' ہاتھ دھونا بھی فرمان مسیح کے خلاف ہے۔

۱۳۔ حضرت مسیح ؑ نے عشائے ربانی مقرر کرتے وقت فرمایا "میں تم سے کہتا ہوں کہ اسے کبھی نہ کھاؤں گا جب تک وہ خدا کی بادشاہت میں پورا نہ ہو۔ پھر اس نے پیالہ لے کر شکر کیا اور کہا کہ اس کو لے کر آپس میں بانٹ لو کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ انگور کا شیرہ اب کبھی نہ پیوں گا جب تک خدا کی بادشاہت نہ آ لے" (لوقا ۲۲ : ۱۶ تا ۱۸۔ متی ۲۶ : ۲۸) مگر بوقت صلیب جب پت ملی مے دی گئی تو چکھ کر چھوڑ دی (متی ۲۷ : ۳۴) خلاف بے مے نوشی راست بازی اور بے عیبی کی علامت ہے؟ کیا تمہارا مزعومہ خدا بوقت مرگ بھی ام الخبائث سے نہ بچ سکا؟ پھر کیا یہ عہد شکنی بے عیبی ہے؟

نعوذ باللہ ثم معاذ اللہ یہ سب باتیں الزاماً ہیں ورنہ ہمارے ہاں تو حضرت کلمۃ اللہ دوسرے انبیاءؑ ورسل ؑ کی طرح گناہوں سے بالکل معصوم اور پاک تھے۔ معاذ اللہ شراب تو کجا وہ تو ادنی گناہ سے بھی منزہ تھے۔ یہ تو مسیح کو بے عیب کہہ کر کفارہ بنانے والوں کو ان کی مقدس بائبل سنائی جا رہی ہے۔

۱۴۔ حضرت یوحنا (یحییٰ) کے قاصدوں کے سامنے ان کی تعریف کرنا اور بعد میں اس کے خلاف کہنا۔ ملاحظہ ہو انجیل لوقا ۷ : ۱۶ سے ۲۸۔ کیا یہی راست بازی کی علامت ہے؟

۱۵۔ اگلے انبیاء کرام کو چور اور بٹ مار کہنا۔ ملاحظہ ہو انجیل یوحنا ۱۰ : ۸) اس سے بڑھ کر مقام رسالت کی توہین کیا ہو سکتی ہے؟

۱۶۔ اپنی رہائش گاہ اور سکونتی مکان نہ ہونے کی شکایت (متی ۸ : ۲۰) حالانکہ ایک موقعہ پر خود لوگوں کو اپنی رہائش گاہ دکھائی بھی تھی۔ ملاحظہ ہو انجیل یوحنا ۱ : ۳۹

۱۷۔ ایک دفعہ بھائیوں نے کہا کہ عید میں چلیں، فرمایا تم عید میں جاؤ میں ابھی اس عید میں نہیں جاتا (یوحنا ۷ : ۸) مگر جب وہ چلے گئے تو چھپ چھپ کر خود بھی چلے گئے (۷ : ۱۱٬۱۹) کیا یہ خلاف وعدہ نہیں؟

۱۸۔ مسیحؑ کا ایک سامری عورت سے پینے کو پانی مانگنا حالانکہ یہود کا سامریوں سے بوجہ گوسالہ پرستی مقاطعہ تھا۔ (انجیل یوحنا ۴ : ۷٬۷ : ۱۰)

۱۹۔ ایک دفعہ آپ تنہائی میں دعا مانگ رہے تھے۔ شاگرد پاس تھے تو آپ نے شاگردوں سے دریافت کیا کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاہ اور بعض کہتے ہیں کہ قدیم نبیوں میں سے کوئی جی اٹھا ہے (اس وقت انہی تینوں ہستیوں کا انتظار تھا۔ ملاحظہ ہو یوحنا ۱ : ۲۰ ۔ ۲۲، مگر یہاں حسب عادت گڑبڑ کر کے "وہ نبی" کی جگہ "قدیم نبیوں میں کوئی جی اٹھا ہے" کر دیا ہے) اس پر مسیح نے کہا یہ تو لوگوں کے خیالات ہیں۔ تمہارا اپنا کیا خیال ہے؟ تو پطرس کہنے لگا کہ خدا کا مسیحؑ پھر آپ نے ان کو "تاکیدا" حکم دیا کہ یہ بات ٹھیک ہے مگر لوگوں کو ہرگز نہ بتلانا۔ (ملاحظہ ہو انجیل لوقا ۹ : ۱۸) ملاحظہ ہو کہ کیسے ضرورت کے وقت مسیحؑ لوگوں کو نہ بتلانے کا حکم دے رہے ہیں۔ بالفرض کوئی پوچھ لے کہ کیا تمہارے استاد ہی مسیح ہیں تو شاگرد جھوٹ نہ بولیں گے؟ جی ہمیں پتہ نہیں یا یہ مسیح نہیں تو دونوں صورتوں میں جھوٹ ہوگا جو کہ سخت جرم اور گناہ ہے تو کیا یہ جھوٹ کی تعلیم ان کو ازروئے اناجیل مسیح دے رہے ہیں یا نہیں؟ حالانکہ جھوٹ بولنا یا سکھلانا سخت گناہ ہے۔

۲۰۔ اپنے ساتھ مصلوب ہونے والے ایک چور سے وعدہ کرنا کہ تو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہوگا (ملاحظہ ہو انجیل لوقا ۲۳ : ۴۳) حالانکہ ازروئے اناجیل مسیحؑ خود چالیس دن تک نظر آتے رہے بعد میں آسمان پر صعود فرمایا۔ (کتاب اعمال ۱ : ۳) کیا یہ وعدہ خلافی نہیں ہے؟

۲۱۔ ہیکل میں جا کر مختلف کاروباری لوگوں کے تخت الٹ دیئے حالانکہ

زبانی بھی نمائش ہو سکتی تھی۔ (دیکھئے متی ۲۱ : ۱۲' ۱۳۔ لوقا ۱۹ : ۴۵۔ مرقس ۱۱ : ۱۵)

۴۲۔ حضرت مسیحؑ نے ہر موقعہ پر اپنے آپ کو پوشیدہ رکھا اور شاگردوں کو بھی حکم دیا کہ لوگوں پر ظاہر نہ کرنا (ملاحظہ ہو متی ۹ : ۳۰۔ ۱۲ : ۱۶۔ ۱۶ : ۲۰۔ ۱۷ : ۹۔ ۲۲ : ۴۵۔ ۸ : ۴۔ مرقس ۸ : ۳۰۔ ۹ : ۹۔ ۸ : ۲۶۔ ۸ : ۳۱۔ ۱ : ۴۴۔ ۵ : ۴۳۔ لوقا ۹ : ۱۸۔ ۵ : ۱۴)

ناظرین کرام جب آپ ایک مقصد کے لیے آئے تھے حقیقت کے مطابق خدا کے نبیؑ لوگوں کو توحید الہی کی تعلیم دینے کے لیے آتے ہیں اور بقول اناجیل مروجہ اپنے مر کر جی اٹھنے اور گناہوں کے کفارہ بن کر آنے کی خوشخبری دینے کے لیے تشریف لائے تھے تو اصولی طور پر آپ کو اپنی پوزیشن واضح کرنا چاہیے تھی تاکہ لوگ آپ کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر قبول کر لیتے مگر عدم اظہار کی صورت میں عوام کو پتہ نہ چل سکا اور نجات سے محروم رہ گئے تو قصور کس کا ہے؟ جب ہر نبیؑ نے اپنی اتھارٹی اور مقام واضح کر کے تبلیغ فرمائی تو مسیحؑ نے ایسا کیوں نہ کیا؟ گویا کفارہ ذنوب ہو کر نجات دینے کی بجائے الٹا لوگوں کو گناہ آلود کر گئے۔ (معاذ اللہ)

یہ بائبل مقدس کے حوالجات ہیں جن میں بقول اناجیل حضرت مسیحؑ کی پوزیشن واضح ہوتی ہے کہ بے عیب صرف ایک ہی ذات واحد ہے جس نے مسیحؑ کو بھی پیدا فرمایا' تمام قدرتوں اور خوبیوں کا وہی مالک ہے۔ باقی کل اتوہ داخرین سب پر داغ عبدیت لگا ہوا ہے۔ ہم انبیاء و رسلؑ کو گناہوں سے معصوم مانتے ہیں۔ اگر کہیں ان کے بارہ میں لغزش یا خطا کا ذکر ہے تو اس سے مراد صوری اور بلا قصد لغزش ہے' حقیقتاً اور ارادتاً'' قطعاً'' مراد نہیں لیکن ان کی عظمت شان کی وجہ سے وہ بھی ذنب اور خطا شمار ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام حوالجات آپ کے الزامات اور دعویٰ کے جوابات ہیں ورنہ ہم تو مسیحؑ کے تمام انبیاء کو معصوم عن الخطاء تسلیم کرتے ہیں۔ اب فرمایئے یہ گناہ اور بڑے

بڑے نہیں جرائم تمہاری الہامی بائبل نے مسیح ؑ کے بارہ میں ذکر کیے ہیں یا نہیں؟ لہٰذا تسلیم کر لو کہ بے عیب صرف ایک ہی ذات ہے اور تمہارا مسئلہ کفارہ ثابت نہ ہو سکا۔

ایک ضروری نوٹ

بسا اوقات فریق مخالف کے ساتھ بحث و مباحثہ کی صورت میں ایک فریق دوسرے فریق کو قائل کرنے کے لیے اس کے مسلمات اس کی مزعومہ الہامی کتاب سے پیش کرتا ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آ جاتا کہ خود فریق اول نے اس کو الہامی کتاب بھی تسلیم کر لیا ہے۔ جو کچھ میں نے متعدد حوالجات اناجیل مروجہ یا عہد قدیم سے پیش کیے ہیں تو یہ صرف آپ کو تسلیم کرانے کے لیے دیے ہیں کہ دیکھو جس کتاب کو تم برحق تسلیم کرتے ہو اس میں بھی تمہارے مزعومہ اور اختیار کردہ نظریات کے خلاف مذکور ہے۔ ایسے ہی آپ نے قرآن مجید سے متعدد حوالجات پیش کیے ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے تمام قرآن مجید کو برحق تسلیم کر کے اس کے تمام نظریات کو بھی اپنا لیا ہے۔ یہ تو فریق مقابل کو تسلیم کرانے کے لیے ہوتا ہے۔ فریقین کی مسلمہ کتب کا حوالہ دینا ایک عام قاعدہ رائجہ ہے۔ جیسے ہم قادیانیوں کے ساتھ مباحثہ کرتے وقت مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب کا حوالہ پیش کرتے ہیں تو کیا اس سے یہ لازم آ جائے گا کہ ہم نے قادیانی کو سچا تسلیم کر لیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسے ہی سمجھئے کہ قرآن مجید میں توراۃ انجیل کا تذکرہ موجود ہے۔ قرآن نے ان کے حوالجات بھی پیش کیے ہیں تو وہ بھی صرف یہود و نصاریٰ کو ان کے غلط نظریات کی غلطی تسلیم کرانے کے لیے نہ کہ مطلب یہ ہے کہ اب بھی تمام سابقہ کتب ہو بہو روز اول کی طرح صحیح و سالم اور بلا تحریف موجود ہیں۔

ایک حدیث نبوی کا مفہوم

لم یکذب ابراھیم الا ثلث کذبات

حضرت خلیل الرحمٰن پیکر صدق وصفا تھے مگر بائبل نے ان کے ذمے کئی واقعات خلاف صدق لگا دیے۔ لہٰذا قرآن مجید ان کو صدیقا نبیا کہتا ہے کہ وہ سراپا صدق تھے' کذب کا شائبہ بھی ان سے صادر نہ ہوا۔ تین واقعات بظاہر کچھ مخدوش نظر آتے ہیں مگر سطحی نظر سے بھی وہ کذب نہیں ہو سکتے۔ اگر خلاف صدق کوئی بات ہو گئی ہے تو یہی تین واقعات ہو سکتے ہیں۔ جب یہ بھی کذب نہیں تو بقیہ ان کی سیرت تو بالکل ہی مصفا و مزکی ہے۔

(ا) قوم کی بت پرستی اور شرک کو دیکھتے تو انتہائی پریشان اور کبیدۂ خاطر ہو جاتے۔ ایک موقعہ پر آپ کی قوم کا ایک قومی تہوار اور میلہ تھا۔ آپ کو بھی شمولیت کی دعوت ملی تو چونکہ یہ تہوار بت پرستی کی ہی ایک یادگار تھا چنانچہ انہوں نے اس دن اپنے بتوں کو خوب سجا کر ان کے سامنے کھانے بھی رکھے تھے لہٰذا آپ بہت پریشان ہو گئے اور اس کے پیش نظر فرمایا کہ انی سقیم کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ اور اس سے پہلے آپ ان کو وارننگ دے چکے تھے لاکیدن اصنامکم لہٰذا اس موقعہ کو غنیمت جان کر اور غصہ میں آ کر ان پر پل پڑے اور ان کو سمجھانے کے لیے کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا۔ پوچھنے پر فرمایا کہ بل فعلہ کبیرھم ھذا فاسئلوھم ان کانوا ینطقون ○ جیسے انکے علوی معبودوں ستارے چاند اور سورج کے متعلق ھذا ربی ھذا اکبر وغیرہ فرما کر ان کو دعوت فکر دی' ایسے ہی بل فعلہ کبیرھم ھذا بھی ان کو دعوت فکر دینے کے لیے ہے نہ کہ اپنے عقیدے کے طور پر یا خلاف واقع اور جیسے معبودان علوی کی تردید کے لیے وہ طریق کار اختیار فرمایا' ان کا اپنا خیال یا عقیدہ نہ تھا جس پر اگلی آیت تلک حجتنا اتیناھا اس پر برہان قاطع ہے ایسے ہی معبود ارضی کی تردید کے لیے یہ طریقہ اختیار فرمایا جس پر ان کانوا ینطقون برہان قاطع ہے لہٰذا اس میں جھوٹ و کذب کا دور کا بھی امکان نہیں ہے' محض ظاہری طور پر فرمایا ہے کہ وہ

اتنے سچے اور راست باز تھے کہ ساری زندگی میں اگر کوئی خلاف واقع اور کذب کہلا سکتا ہے تو یہ واقعات ہیں مگر یہ بھی سو فیصد سچے ہیں' ان میں کذب کا امکان بھی نہیں۔ تو ان کی باقی سیرت مقدسہ میں کذب کیسے ممکن ہو

ایسے ہی تیسرا واقعہ کہ بوقت ہجرت جب بادشاہ مصر سے اپنی اہلیہ کے بارہ میں خدشہ لاحق ہوا تو پہلے صاف صاف ان کو سمجھا دیا کہ دیکھیں تم میری دینی بہن ہی ہو کیونکہ اس وقت تمام عالم میں کوئی بھی دین حق پر نہیں تو باعتبار دین کے واقعی وہ بہن تھیں۔ کل مومن اخوہ' لو لا الاعتبارات لبطلت الحکمہ

عالم عیسائیت کے چند ہمہ گیر مغالطے

یوں تو حق وباطل کی آویزش ابتدا ہی سے چلی آ رہی ہے لیکن خاتم المرسلین کی تشریف آوری پر مخالفین اور معاندین بالخصوص یہود ونصاریٰ آپ کی ذات اقدس' اور آپ کے پیش کردہ عالمگیر آخری اور دائمی پیغام برحق قرآن مجید پر شدت سے کئی بے بنیاد اور لایعنی اعتراض کرتے چلے آئے ہیں جن کے جوابات بھی خود یہ کتاب برحق اور اس کے خادم دیتے چلے آئے لیکن گزشتہ صدی میں مغربی استعمار کے تسلط کے دور میں عیسائی پادریوں نے نہایت منظم اور گمراہ کن طرز عمل اختیار کرلیا ہے چنانچہ عیسائیت کے مایہ ناز عالم سی' جی فانڈر نے اس محاذ پر اپنے عداوت وعناد سے بھرپور قلب وذہن کو خوب استعمال کیا ہے۔ اس نے اپنی مشہور کتاب میزان الحق میں متعدد گمراہ کن تلیسات درج کرکے اپنے ہمنواؤں سے خوب داد وصول کی۔ اور اس کے بعد کئی دیسی اور ولایتی شاطر قسم کے پادری اس روش پر چلتے رہے جن میں پادری سلطان پال اور اس کے شاگرد برکت اللہ وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ ان لوگوں کے بے شمار ابلیسی مغالطوں میں چند ایک بنیادی اور ہمہ گیر حیثیت رکھتے ہیں۔ ذیل میں بندہ ان پر کچھ اپنا مطالعہ پیش کرنا چاہتا ہے۔ سماعت فرمائیے۔

یہ ایک حقیقت واقعی ہے کہ عیسائی پادری لفظ تحریف سے بہت ہی بدکتا

ہے حالانکہ یہ بائبل میں ایک حقیقت واقعی ہے۔ پادری حضرات اس بارہ میں لاکھ بہانے بنائیں گے، کبھی ایسے حوالجات کو بجائے تحریف کے اختلاف قرات کا عنوان دیں گے اور کبھی انہیں حواشی قرار دیں گے مگر سب بے سود اور کبھی یہ فن کار رافضیوں کی خرافات کا سہارا لے کر قرآن مجید میں کمی بیشی کو سامنے لا کر بائبل کی تحریف پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ کبھی خلیفہ راشد عثمان ذو النورینؓ کے واقعہ کو اچھال کر اپنے دل کی بھڑاس نکالیں گے وغیرہ وغیرہ مگر سبھی بے فائدہ کیونکہ ہمارا قرآنی متن روز اول سے آج تک ہر علاقہ و بستی میں اس شان سے جلوہ افروز ہے کہ وہ کسی بھی ایسی مغالطہ انگیزی کو نزدیک پھٹکنے نہیں دیتا۔ اس کا لفظ لفظ اور حرف حرف کروڑوں دلوں پر یکساں نقش چلا آ رہا ہے، کسی بھی وقت اس کا حوالہ کر کے اپنی باطل خواہش کو حاصل نہیں کیا جاسکتا وہ ہمیشہ غیر متبدل اور لازوال الٰہی معجزہ ہے۔

مغالطہ نمبرا

چنانچہ پادری فانڈر صاحب بائبل کے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

"پھر بعض کہتے ہیں کہ مرقس ۱۶ : ۹ تا ۲۰ و یوحنا ۵ : ۳ و ۴ اور ۷ : ۵۳ سے آگے تک اور ۸ : ۱۱ اور یوحنا ۵ : ۷ کی عبارات کو داخل کرنے سے عہد جدید کی تحریف کی گئی ہے۔ یہ کہنا بالکل درست نہیں۔ ہم مسیحی لوگ یہ دریافت کر چکے ہیں کہ یہ آیات قدیم ترین مسودوں میں موجود نہیں ہیں اور ہم ان کو حواشی کے طور پر سمجھتے ہیں جن کو کسی کاتب نے اصل عبارت کا جزو خیال کر کے متن میں درج کر دیا لیکن ان آیات سے کسی تعلیم میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں پیدا ہوتی۔ جن واقعات کا ذکر مرقس ۱۶ : ۹ تا ۲۰ میں پایا جاتا ہے وہ انجیل کے دیگر مقامات میں بالتفصیل و بالتشریح مندرج ہیں۔ زانیہ کا قصہ یوسبیس مورخ نے لکھا ہے۔ تثلیث مقدس کی تعلیم متی ۲۸ : ۱۹ اور بہت سے مقامات میں نہایت صفائی اور صراحت کے ساتھ دی گئی ہے لہٰذا اگر یہ مذکورہ بالا آیات عہد جدید کے متن سے خارج بھی ہو جائیں تو مسیحی دین کی کسی تعلیم کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔"

(میزان الحق ص ۲۴۲، العلم ۱۹۵۹ء)

تجزیہ و تبصرہ

مندرجہ بالا طویل اقتباس میں پادری صاحب نے کئی امور کی نشاندہی کر دی ہے مثلاً" مرقس وغیرہ کی الحاقی آیات کے متعلق لکھا کہ اتفاقی نہیں بلکہ بعض کا قول ہے۔ ماشاء اللہ پادری صاحب پہلے قدم پر ہی بوکھلا گئے کہ "بعض کہتے ہیں" حالانکہ مذکورہ بالا ۲۷ آیات بعض کا قول نہیں بلکہ تمام کے سامنے ایک مشاہداتی حقیقت ہے کہ یہ نمبر جعلی اور من گھڑت ہیں۔ پھر صرف یہی آیات نہیں بلکہ ایسی سینکڑوں آیات کے ادخال و اخراج کا چکر ہے جن کا مشاہدہ بالفعل میرے موازنہ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جعل کے ضمن میں مروجہ عیسائیت کے تمام بنیادی نظریات تہس نہس ہو رہے ہیں چنانچہ ابنیت مسیح کا مرکزی مسئلہ تو نہایت بری طرح ختم ہو جاتا ہے جس کی تائید میں متعدد مقامات پر "سن آف گاڈ" کا مرکب اضافی داخل کیا گیا۔ اور اعمال ۸ : ۳۷ پوری آیت گھڑ کر عہد جدید میں داخل کی گئی ہے جس کا اقرار خود نامی پادریوں

دوم: فانڈر صاحب کا یہ کہنا کہ ہماری تحقیق کے مطابق ان آیات کا معاملہ یوں ہے کہ یہ پہلے حواشی تھے جن کو کسی کاتب نے غلطی سے متن میں شامل کر دیا' اب اگر ان کو جعلی تسلیم کر کے بالکل نکال بھی دیا جائے تو بھی ہماری تعلیم میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ناظرین کرام یہ پادری فانڈر ہی نہیں بلکہ عالم عیسائیت کی آخری اڑان ہے جس کے اوپر یہ مسکین نہیں جا سکتے۔ چنانچہ بندہ نے ایک مرتبہ کلام حق کے مدیر کی خدمت میں ایسی چند آیات نقل کر کے جواب کے لیے ارسال کیں تو اس نے بھی یہی گوہر افشانی فرمائی تھی۔ مگر آپ توجہ فرمائیں کہ یہ جواب کتنا بودا اور مضحکہ خیز ہے۔ یہ پادری صاحبان ایسی گڑبڑ کسی بے چارے کاتب کے ذمے لگاتے ہیں لیکن کسی پوپ' بشپ یا پادری کے کھاتے میں نہیں ڈالتے۔ حالانکہ یہ تمام کارروائی ان چالاک لوگوں کی ہے۔ آج مارکیٹ میں متعدد بائبلز میسر ہیں جن کے ساتھ اس کے مترجمین کی طویل فہرست بھی منسلک ہو گی جیسے گڈ نیوز بائبل میں تمام دنیا کے اہم

نمائندہ ممالک کے نام درج ہیں اور اس بائبل میں بے شمار آیات خارج کر دی گئی ہیں اور کئی داخل کر دی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ سب سے پہلے عوامی سطح پر کنگ جیمس ورشن ۱۶۱۱ء میں طبع ہوا تھا جس میں یہ تمام آیات مندرج تھیں جو کہ کسی مسکین کاتب نے نہیں بلکہ بڑے بڑے موٹے پادریوں کی کارروائی تھی۔ پھر ۱۶۱۱ء سے آج تک ایک صد سے زیادہ مرتبہ اس ترجمہ کی اصلاح کی گئی ہے۔ کسی میں کچھ داخل اور کسی سے کچھ خارج۔ اور ابھی تک معاملہ بند نہیں ہوا بلکہ مسلسل چل رہا ہے چنانچہ یہ آیات نیو کنگ جیمس ورشن ۱۹۹۰ء میں بھی مندرج ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر کئی تراجم جیسے عربی' فارسی وغیرہ میں بھی شامل ہیں جو کہ فانڈر صاحب کے سو سال کے بھی بعد میں طبع ہوئی ہیں تو بقول پادری صاحب جب تم نے انہیں حواشی قرار دے کر خارج کر دیا تھا تو پھر اصل متن میں کس ظالم اور شاطر نے شامل کر دیا۔ نیز کسی نسخے میں کلیۃً کسی میں بریکٹ میں مندرج ہے' آخر یہ کیا چکر ہے۔ اب فرمائیے پادری صاحب کا یہ چکر اور گول مول معصومانہ عذر کوئی عقل مند انسان قبول کر سکتا ہے؟ پھر یہ کہنا کہ کئی آیات کے اخراج سے ہماری بنیادی تعلیم پر کوئی اثر نہیں پڑتا' یہ بھی بالکل لچر اور فضول بات ہے۔ بھلا بتائیے تمہارا اصل اور بنیادی عقیدہ ہے کون سا؟ اصل عقیدہ تو نہ تثلیث ہے نہ مسئلہ ابنیت۔ کفارہ اور صلیب وغیرہ یہ تو بعد میں گھڑ کر ہم پر مسلط کیے گئے تھے۔ چنانچہ مسئلہ ابنیت کا حال آپ سن چکے۔ اسی طرح مسئلہ تثلیث بھی جعلی ہے جس کے اثبات کے لیے تم نے یوحنا ۵: ۷ گھڑ کر شامل کرنے کی کوشش کی مگر وہ چوری پکڑی گئی لہٰذا کبھی نکالتے ہو اور کبھی داخل کر لیتے ہو۔ چنانچہ کئی انگلش تراجم میں ابھی بھی شامل ہے جیسے آتھورائزڈ ورشن اور نیو ٹسٹامنٹ ۱۹۴۳ء ایسے ہی عربی ایڈیشن میں۔ اور جو تم متی ۲۸: ۱۹ کو تثلیث کے حق میں ثابت کر رہے ہو تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس نمبر کو بھی تمہارے محققین نے جعلی اور مشکوک قرار دے دیا ہے۔ دیکھئے تفسیر ڈملو وغیرہ نیز اس کے بعد کسی بھی حواری نے

تثلیث کے نام پر کبھی بھی بپتسمہ نہیں دیا۔ عہد جدید سے ثابت کیجئے۔ نیز اگر یہ آیت واقعی مثبت تثلیث ہوتی تو تمہیں یوحنا ۵: ۷ کی ذلت کیوں اٹھانا پڑتی؟ یہ تثلیث کا چکر تو چوتھی صدی میں چلایا گیا ہے۔ پھر یہ تمہاری ہی خصوصیت نہیں بلکہ یہ تو ہر بت پرست قوم کا بنیادی نظریہ ہے اور سب سے اول یہ نمرود صاحب سے چلی تھی جیسا کہ یہوواہ وٹنس نے باحوالہ ثابت کیا ہے۔ پھر ان آیات کے اخراج سے فرق نہیں پڑتا تو اناجیل اربعہ میں جو واقعات اور امور ہر انجیل میں مکرر شامل ہیں ان کو بھی خارج کر دو کیونکہ وہ بھی بلا ضرورت ہیں۔ نیز آپ کی بائبل میں زمانہ قدیم کے کئی کتب وصحائف کا نام ملتا ہے کہ یہ بھی بائبل میں شامل تھے' اب انہیں کیوں نکالا گیا ہے؟ رومن اور پروٹسٹنٹ بائبل میں اب بھی ۴۶۰۷ آیات کا نمایاں فرق ہے۔ اس کا کیا معاملہ ہے؟

نیز تمہارے عہد جدید کے کئی رسائل مثلاً" خطوط یوحنا' پطرس' یعقوب اور مکاشفہ کے متعلق صدیوں تک تنازعہ چلتا رہا۔ کیا ان کے بغیر تمہاری تعلیم مکمل نہیں ہوتی تھی حتی کہ چوتھی انجیل تو اب بھی متنازعہ ہے' اس کو بھی نکال دو کیا اس کے بغیر تمہاری تعلیم کامل نہیں ہوتی؟ صاحب بہادر اناجیل کا چکر تو ایک عجوبہ ہے' صدہا اناجیل لکھی گئیں' ہر گرجے کی جدا انجیل تھی' آخر تم لوگوں نے ایک خاص پروگرام کے تحت ان چار کو رجسٹرڈ کر لیا۔ تو کیا صرف ایک متی سے یا انجیل اول مرقس سے گزارا نہیں ہو سکتا تھا؟ نہیں بلکہ صرف پہاڑی وعظ سے تمہارا گزارا نہ ہو سکتا تھا جو تم نے اتنا ضخیم مواد اٹھایا ہوا ہے۔ آخر کسی تعلیم کا بنیادی متن ایک حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں گڑبڑ کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟ مزے کی بات یہ ہے کہ پادری صاحب خود بھی اپنی اس لچر پوچ تحریر پر مطمئن نہیں اور نہ ہی دیگر کوئی پادری اتنے سے بیان پر مطمئن ہوتا ہے بلکہ پھر آگے بڑھ کر مزید اپنی عاقبت برباد کرتے ہوئے قرآن مجید پر بے ہودہ گفتگو کرنا شروع کر دیتے ہیں چنانچہ اسی سطح پر پادری فانڈر صاحب بھی آگے تحریر کرتے ہیں۔

مغالطہ نمبر۲ پلوری صاحب لکھتے ہیں کہ

"اس لحاظ سے بائبل اور قرآن میں بڑا فرق ہے۔ اصحاب علم خوب جانتے ہیں کہ شیعہ لوگوں میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ خلیفہ عمر اور عثمانؓ نے قرآن کی بعض آیات کو بدل ڈالا ہے تاکہ حضرت علیؓ کے خلیفہ اول ہونے کے وجوب اور اس کے خاندان کی امامت کے دوام کو پوشیدہ رکھیں۔ بعض کے نزدیک اسی مذکورہ بالا غرض سے ایک پوری سورۃ یعنی سورۃ النورین متن قرآن سے بالکل خارج کر دی گئی ہے۔ ہم کو اس امر کے صدق و کذب سے کچھ بحث نہیں ہے (ہاں تمہیں تو صرف شرارت کرنا اور شوشے چھوڑنا مقصود ہے) اگرچہ یہ معاملہ اہل اسلام کے لیے نہایت ہی توجہ اور غور و فکر کے لائق ہے اس لیے کہ اگر سورۃ النورین بھی فی الحقیقت جزو قرآن ہے تو اہل سنن کا انجام بالکل بد ہے کیونکہ سورۃ النورین میں مذکور ہے ان لھم فی جھنم مقاما عنہ لا یعدلون یعنی تحقیق جہنم میں ان کے لیے مقام ہے جس سے وہ نہیں نکلیں گے۔ مرزا محسن فانی متوطن کشمیر نے اپنی کتاب دبستان المذاہب مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۲ کے صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۱ پر تمام سورۃ النورین درج کی ہے اور لکھا ہے وبعضے از ایشاں گویند کہ عثمان مصاحف را سوختہ بعضے ازسورہ ہا کہ در شان علی و فضل آلش بود بر انداخت ویکے ازآں سورہا ایں است (دبستان صفحہ ۲۲۰) وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ بعض علی الہٰی کہتے ہیں کہ یہ موجودہ قرآن وہی نہیں جو حضرت محمدؐ پر نازل ہوا تھا جیسا کہ عام مسلمان مانتے ہیں بلکہ ان رافضیوں کی رائے میں حال کا موجودہ قرآن حضرت ابوبکر و عمر و عثمانؓ کی تالیف ہے۔ بیشک تمام علماء ان بیانات کو غلط جانتے ہیں۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ بعض مسلمانوں کے کسی حد تک مدلل بیانات ہیں۔ اس مقام پر فقط یہ کہنا کافی ہے کہ اگر اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہ نجات ہے تو متن قرآن میں مذکورہ بالا افراط و تفریط ہر ایک مسلمان کی نجات کو نقصان پہنچاتی ہے اور بخلاف متن بائبل کے متعلق جو بحث کی گئی ہے اس سے نہ کسی مسیحی کی نجات میں کوئی دقت پیش آتی ہیں اور نہ مسیحی دین

کی کوئی تعلیم ہی مشکوک ٹھہرتی ہے۔" (ملخص میزان الحق صفحہ ۱۴۳،۱۴۴)

ناظرین کرامؒ مندرجہ بالا طویل اقتباس سطحی مطالعہ سے ہی پادری صاحب کی بے بسی اور جہالت کا اعلان کر رہا ہے۔ ہمیں زیادہ محنت کرنے کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی مگر یہ نمونہ جہالت اور تعصب کا ہے لہٰذا چند اصولی معروضات بھی سماعت فرمائیے۔

جناب پادری صاحب قرآن مجید کے خلاف کوئی معقول دلیل تو پیش نہ کر سکے وہی یہودی الاصل رافضیوں کی خرافات کے سہارے پر کچھ دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ مگر یہ سب کچھ پادری صاحب اور ان کے ہمنواؤں کی جہالت کا برہان تو ہے قرآن مجید پر رتی بھر اثر انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمارے قرآن عظیم اور بائبل میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ قرآن بلاوضاحت خدا کی طرف سے نازل شدہ متعین و مشخص دائمی اور محفوظ متن ہے جس میں آج تک کسی حذف وادخال یا بریکٹ بازی کا قطعاً" کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ حسب سابق قرآن مجید اپنا مکمل ترین تعارف خود کراتا ہے۔

یہ فقط نظام ہے کسی خلیفہ، امام مجتہد یا علماء کی جماعت کا منظور شدہ نہیں بلکہ اس کا ایک ایک حرف و لفظ، آیت اور سورۃ خود سرور دو عالمؐ پر خدا کی طرف بواسطہ جبرائیل امین عربی زبان میں نازل ہوا تھا اور آپ کی ذات اقدس نے اسے علی رؤس الاشہاد تمام صحابہ کرامؓ کے سامنے تلاوت فرمایا تھا۔ اپنے کاتبوں سے اپنی زیر نگرانی تحریر بھی کرایا پھر عام صحابہؓ نے آپ سے سیکھا، پڑھا اور حفظ کیا اور آپ خود اسے اپنی نماز تہجد میں تلاوت فرماتے۔ عام پنجگانہ نمازوں میں صبح و شام تلاوت فرماتے۔ پھر کئی صحابہ اور صحابیاتؓ اس کے مکمل حافظ ہو گئے۔ گھر گھر میں اس کی تعلیم و تدریس کے مرکز قائم ہو گئے۔ حتیٰ کہ بعض اصحابؓ تو ایک ایک رات میں پورا قرآن مجید تلاوت فرما لیتے اور بعض تین یا سات دنوں میں۔ یہ دور اول کی تفصیل ہے اس کے بعد اس کی ترویج و اشاعت میں روز بروز ہزاروں لاکھوں گنا اضافہ ہی ہوتا گیا۔ خلیفہ راشد ثالث

کے دور میں اس کے تلفظ کے متعلق مختلف علاقوں اور قبائل کے لحاظ کچھ غلط فہمی کا امکان سامنے آیا تو خلیفہ ثالث نے اس کا ہمیشہ کے لیے بندوبست فرما دیا کہ یہ صرف قریش کے تلفظ ہی پر پڑھا جائے دوسرے قبائل کے تلفظ کو ترک کر دیا جائے۔ چنانچہ آج تک یہ خدا کی لازوال کتاب تلفظ قریش ہی پر تلاوت ہو رہی ہے۔ پھر اس کے تحفظ کے لیے بیسیوں علم مدون ہو چکے ہیں۔ اگرچہ باقی تلفظات بھی موجود ہیں مگر صرف روایتی اور تاریخی طور پر۔ جیسے قریش کا تلفظ حتی ہے تو قبیلہ طے کا عتی۔ یعنی صرف تلفظ کا فرق ہے مفہوم کا نہیں۔ اب بتلایئے اس فرق سے متن قرآن میں کیا فرق آیا۔ یہ تو پادری لوگ عوام کی عدم واقفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بات کا بتنگڑ بنا کر منفی پراپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ پھر متن قرآن کے روز اول سے آج تک بلا انقطاع ہر علاقہ اور شہروں بمات میں لاکھوں کروڑوں حافظ موجود رہے ہیں جن کے باہمی موازنہ سے بھی آپ کو ایک لفظ اور آیت کا فرق نہ مل سکے گا پھر شور کیسا؟ باقی شیعہ کا شور و غوغا تو وہ صرف ایک جگ ہنسائی کا سامان ہے' اس کا انہیں کوئی فائدہ نہیں مل سکتا اور نہ ہی تمہیں۔ چنانچہ کوئی کہتا ہے کہ یہ وہ قرآن نہیں' کوئی کہتا ہے اس کی سترہ ہزار آیات تھیں' کوئی کچھ بکتا ہے کوئی کچھ۔ تو یہ خرافات متن قرآن سے باہر اور دور ہی ہیں جبکہ خود قرآن کی شان یہ ہے وانه لكتاب عزيز لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد۔ یعنی بلاشبہ یہ تو ایک ایسی بے مثال اور نادر کتاب ہے کہ جس کے ارد گرد بھی باطل پھٹک نہیں سکتا' اندر گھسنا تو دور کی بات ہے۔ پادری صاحب چلئے آپ دنیائے عالم کے شیعہ کو آمادہ کریں کہ وہ اصل قرآن تمہارے برطانیہ' فرانس' امریکہ یا جرمن میں طبع کرا لیں۔ جہاں سلمان رشدی وغیرہ جیسے ملعونوں کی طرح کسی کو کوئی خطرہ نہیں۔ یہ علاقے مسلمان دہشت گردوں کے حلقہ اثر سے دور ہیں' وہاں شائع کر لو۔ اپنے تمام اعوان و انصار کو ساتھ ملا لو۔ رشدی کی طرح تمام مسیحی بھی ان کی حمایت میں

یہ تو جانیں مگر یاد رکھیں تم بھی اور تمہارے یہودی الاصل رافضی بھی منہ کی کھائیں گے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکے گا۔ خود چودہ سو سال سے قرآن کا چیلنج ہے ولن تفعلوا تم یہ کبھی نہ کر سکو گے اگرچہ ان اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا اور سنئے' مالک حقیقی کا اعلان ہے قل ای و ربی انہ لحق و ما انتم بمعجزین اے دنیا جہاں کے پادریو' شیو اور پوپو بمع رافضی ذاکرو' اٹھو برطانیہ اور امریکہ وغیرہ کے تمام خزانے اور غریب ملکوں کے منجمد کردہ اثاثے خرچ کر لو۔ شاید تم یہ کٹھن کام کر سکو۔ اٹھو' کیوں نہیں اٹھتے؟ ہمت کرو لیکن یاد رکھو ہمیں اپنے اس نورانی متن عظیم پر اتنا یقین ہے اور تمہارے اذہان بھی اندر سے یہی گواہی دے رہے ہیں کہ یہ کام تمام مخلوق سے بھی نہیں ہو سکتا' تمام انسان' جن' فرشتے اور معلم الملکوت بھی مل کر یہ کام نہیں کر سکتے۔ آئیے اب اپنی بائبل کا حال ملاحظہ فرمایئے۔

یہ اپنے مکمل یا ناقص تعارف سے بالکل ساکت اور خاموش ہے۔ کوئی ایک شق بھی نہیں بتلا سکتی۔ نہ اس کا دعویٰ الہام یا متن متعین و مشخص کا ہے۔ نہ ابتدائی زبان محفوظ نہ اس کا کوئی حافظ موجود۔ نہ اس کی حفاظت کا کوئی بندوبست اور وعدہ ہی ہوا تھا۔ نہ تورات وانجیل کو موسیٰؑ و مسیحؑ نے تمام امت کے رو برو لکھوایا یا پڑھایا پڑھلایا' حفظ کرایا یا عبادات میں اس کی تلاوت کی۔ ہاں موسیٰؑ نے صرف آٹھویں سال بعد قوم کو پڑھ کر سنانے کا فرمایا تھا۔ پھر یہ محض بنی اسرائیل کے لیے تھی۔ عالمگیر پیغام نہیں ہے۔

پھر تمہاری انجیل کا معاملہ تو سب سے دگرگوں ہے کہ اسے نہ تو مسیح نے پڑھ کر سنایا نہ لکھوایا' نہ کسی کو سکھلایا' نہ حفظ کرایا' نہ ہی کسی عبادت کے دوران خود پڑھا نہ حواریوں کو تلاوت کر کے سنایا بلکہ انہوں نے تو اسے دیکھا یا سنا بھی نہیں تھا۔ نہ ہی کسی حواری نے ان کو لکھایا پڑھا پڑھلایا یا حفظ کیا۔ خود اس کتاب کا اپنا اظہار ہے کہ میں خدا کی طرف سے آئی ہوں' اس لیے

آئی بھی زبان میں آئی بلکہ تمام بائبل کے رسائل کے مصنفین کے نام شروع میں دے دیے گئے ہیں۔ پھر ان کی طرف نسبت بھی محض امکان وظن کے درجے میں ہے کہ خود اس کی داخلی شہادات پادریوں کے دعاوی کے خلاف ہیں چنانچہ اس کی تفصیلات اس موازنہ کے دیباچے اور عام کتاب میں واضح طور پر مطالعہ فرمائی جا سکتی ہیں۔

اب ملاحظہ فرمایئے قرآن اور بائبل کا اونیٰ سا تقابل بھی حد جواز وامکان میں آ سکتا ہے؟ محترم پادری صاحب کا اقتباس محض خانہ پری اور دفع الوقتی ہے' نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم نے جو کچھ بائبل کے متعلق اور خلاف پیش کیا' وہ محض انسانی تواریخ کے حوالہ اور روایت سے نہیں بلکہ خود متن سے بھی پیش کیا اور سینکڑوں نمونے پیش کیے نیز ان کے اختلاف قرات کے سہارے کو بھی چکنا چور کر دیا کہ وہ دوسری بحث ہے اور پھر اس کا نمونہ بھی پیش کر دیا جس کے مقابلہ میں قیامت تک تمام عیسائیت عاجز و قاصر رہے گی کیونکہ برابر کا مقابلہ تو تب ممکن ہے جبکہ تم بھی ہماری طرح قرآن مجید کی کوئی طبع شدہ بالفعل دوسری کاپی پیش کر دیا کسی بھی ایڈیشن میں کوئی بریکٹ یا حذف دکھاؤ۔ جب یہ نہیں کر سکتے تو محض زبانی لاف وگزاف محض حماقت وجہالت ہے۔ حقیقت پسندی اور معقولیت نہیں ہو سکتی۔ دیکھیے ہم نے تو بالفعل درجنوں بائبلز کے نسخے سامنے ٹیبل پر رکھ کر بات کی ہے۔ اگر تم نے بات کرنا ہے تو تم درجنوں نہیں صرف اور صرف موجودہ قرآن کریم کے سوا صرف ایک ہی مختلف کاپی پیش کرو۔ جب یہ بھی نہیں تو محض رافضیوں کے کندھے پر رکھ کر بندوق چلانا کون سی عقلمندی ہے؟ جیسے وہ چودہ سو سال سے زبانی خرافات کے سوا کچھ نہیں لا سکے اور ذلیل وشرمندہ ہیں تمہارے پلے بھی وہی کچھ پڑے گا چلو دونوں مل کر یہ مرحلہ طے کر لو ہمارا قیامت تک کے لیے چیلنج ہے۔ ہے کوئی رافضی یا پولسی جیالا؟ ہے کوئی فرزند یا صلیب وتثلیث کا سپوت؟ سامنے آئے ورنہ باتیں بنانے سے شرمائے۔ اب تو تنبیہ

اور انجلائے علم کا دور ہے' عقلیت اور سنجیدگی کے دعوے ہیں' لہٰذا ایسی فضا اور ماحول میں تمہاری اور تمہارے سرپرستوں سبائیوں کی خرافات اور لاف وگزاف کون سنے گا؟ حقیقت کی فضا میں آئیے۔ بھلا جس کتاب عظیم کے آج تک حروف والفاظ اور حرکات و سکنات میں بھی رتی بھر تغیر نہیں آسکا تو اس کے معانی ومفہوم سے ثابت شدہ عقائد و نظریات اور اصول و ضوابط کیسے ناقابل توجہ اور قابل نظرانداز ہو سکتے ہیں؟ گویا اس کے الفاظ و حروف بھی غیر متغیر اور اس کی جملہ تعلیمات بھی ہمہ گیر' دائمی' اٹل' غیر متغیر اور غیر متبدل ہیں۔ تو ایسی بے مثل کتاب کے مقابلے میں ان صحائف ورسائل کو پیش کیا جا سکتا ہے جس میں مندرجہ بالا ایک وصف بھی نہیں پایا جاتا؟ یعنی نہ ان کا متن "محفوظ" الفاظ و حروف کی بات ہی بعد کی ہے۔ نہ ان کا دعویٰ الہام' نہ وعدہ تحفظ اور نہ خدا کی طرف سے' نہ کسی نبی و رسول اور مصنف کی طرف سے اور جو ہر لحظہ اخراج وادخال' اصلاح اور بریکٹ بازی کے خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔ جن کی اندرونی شہادت سامنے ہے کہ یہ رسائل انسانی تصانیف سے ماخوذ ہیں' الہامی ہرگز نہیں ہے۔

ایک ضروری تنبیہ : یہ بات پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ ہمارے نظریے میں بائبل کا لفظ لفظ محرف و مبدل اور ذاتی تحریر نہیں بلکہ ہم بسند الہٰی مسیحی علما کی موافقت اور تائید میں کہتے ہیں کہ بائبل کلام الہٰی نہیں بلکہ بائبل میں کلام الہٰی ہے۔ اب یہ کس نسبت سے ہے تو اس کا فیصلہ بھی مشکل نہیں کہ غیر جانبدار پادریوں کی ریسرچ کے متعلق انجیل میں مذکورہ اقوال مسیح میں سے ۸۰ یا ۸۲ فیصد کی نسبت مسیح کی طرف مشکوک ہے (قاصد جدید) اور مروجہ اناجیل وغیرہ محض ذاتی تحریرات ہیں۔ نہ ان کے مصنفین نے دعویٰ الہام کیا ہے اور نہ ہی ان کو مذہبی متن ہی قرار دیا ہے۔ بلکہ یہ عام تاریخی اور سوانحی رسائل کی سطح پر ہیں جن میں سہو وخطا اور کمی بیشی کا صرف امکان ہی نہیں بلکہ واضح طور پر ان امور کا عمل دخل بالفعل موجود ہے اور بقول ڈاکٹر پیٹرسن

سمائیں بھی لوگوں نے بائبل پر خواہ مخواہ تقدس کا غلاف چڑھا رکھا ہے کہ یہ غیر متغیر اور بالکل صحیح ہے۔ یہ غلاف محض مصنوعی ہے لہٰذا اس میں اختلافات واغلاط کے ظاہر ہونے سے ایسے مصنوعی نظریات والوں کو نہایت ٹھیس پہنچتی ہے تو وہ یا تو بائبل سے بالکل متنفر ہو جاتے ہیں جیسے کئی ملاحدہ' یا پھر محض تعصب اور سینہ زوری سے اس کی غلط اور بے بنیاد حمایت ووکالت کرنے لگ جاتے ہیں۔

غرضیکہ پادری حضرات کو واضح ہو جانا چاہیے کہ ہماری کتاب مقدس (قرآن حکیم) کسی مورخ یا مصنف کی شہادت سے ثابت نہیں ہوتی جیسے خود فانڈر صاحب نے پہلے اقتباس میں یوحنا میں مذکور لاسنیہ کے قصہ کو جیساس کی تاریخ سے ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔ ماشاء اللہ ایسے ہی پادری برکت اللہ صاحب وغیرہ بھی اناجیل کا وجود اور صداقت قدیم تواریخ سے ثابت کرتے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس ہمارا قرآن معظم اپنے وجود اور حقانیت میں نہ کسی تاریخ کا محتاج ہے نہ کسی مصنف کا بلکہ یہ تو قلم وقرطاس کا بھی محتاج نہیں کیونکہ بل ھو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم (عنکبوت) بلکہ یہ تو با انتظام الٰہی اصحاب علم کی الواح قلوب پر نقش ہے جس کو کوئی مخلوق کھرچ یا محو نہیں کر سکتی۔ یہ مصاحف کا بندوبست تو ہم نے بحیثیت الٰہی اس لیے کیا ہے تاکہ ایک خارجی ثبوت بھی مہیا ہو جائے۔ کسی حافظ کو کہیں کوئی غلط فہمی ہو جائے تو وہ اس سے تصحیح کر لے یا جو حفظ کی نعمت سے بہرہ ور نہ ہو وہ دیکھ کر تلاوت کر سکے یا کوئی مخالف سن کر اعتراض کر بیٹھے کہ حفظ شدہ قرآن درست نہیں تو اس کا منہ بند کر سکیں کہ دنیا کا کوئی حافظ سامنے بٹھا لیجئے اور جس ملک کا چاہو مصحف سامنے رکھ کر موازنہ کر لو' .بفضلہ تعالیٰ ذرہ فرق نہ نکلے گا۔ غرضیکہ روز اول سے یہ الواح قلوب پر بھی نقش ہو رہا ہے اور مصاحف میں بھی درج ہو رہا ہے۔ ہر زمانہ میں لاکھوں کروڑوں مصاحف بھی موجود رہے ہیں اور ایسے ہی حفاظ بھی موجود رہے ہیں

انتظام الٰہی ہے لہٰذا اس میں حذف و ادخال یا بریکٹ بازی کوئی چکر نہیں چل سکتا اور نہ ہی آج تک کہیں چلا ہے۔

ایک اور چیلنج: دنیا جہاں کے رافضیو' اور پادریو اور دیگر منکرو' آؤ دنیا جہاں کے کتب خانوں سے ساری احادیث' تفاسیر و تواریخ وغیرہ کی لاکھوں کتب کو اکٹھا کر لو' پھر ان میں سے کوئی ایسی آیت یا لفظ ڈھونڈنے کی کوشش کرو جو موجودہ رائج مصحف میں نہ ہو تو پھر بھی تم جیتے۔ ہمارا دعویٰ اور چیلنج ہے کہ ولن تفعلوا یہ بھی کبھی نہ کر سکو گے لہٰذا اس کی مخالفت کی صورت میں فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین ہاں آیئے اب اپنی بائبل مقدس کی طرف کہ ایک ہی دکان سے مختلف بائبلز خرید لو پھر موازنہ کر کے دیکھو تو تمہیں سینکڑوں ہزاروں ادخال و اخراج' کمی بیشی اور بریکٹ بازی کے نمونے نظر آئیں گے۔ مختلف مشنوں کی الگ الگ بائبل نظر آئے گی جن میں ہزارہا اختلافات' اغلاط اور فرق ہیں۔ فرمایئے ایسی کتاب کو قرآن جیسی عظیم کتاب کے مقابل میں پیش کرنا دیانت' شرافت اور معقولیت ہو سکتی ہے؟

محترم پادری صاحبان' آیئے آپ کو اس سے بھی عجیب تر مشاہدہ کراؤں۔ توجہ فرمایئے دیکھئے مندرجہ بالا عظمت و شان اس کتاب مقدس کی ہے کہ جو متن الٰہی ہے جس کی شان و عظمت' ہمہ گیری' تحفظ کے اعلان اور وعدے تمہاری بائبل میں بھی مندرج ہیں اور خود اس کتاب عظیم میں بھی۔ اور پھر ہمارا تجربہ اور مشاہدہ بھی سو فیصد اس کی تصدیق کر رہا ہے۔

ذرا بائبل مقدس میں ملاحظہ کیجئے' لکھا ہے کہ

"خداوند فرماتا ہے میں اپنی شریعت ان کے باطن میں لکھوں گا اور ان کے دل پر اسے لکھوں گا" (یرمیاہ کا صحیفہ باب ۳۱ آیت ۳۳)

فرمایئے کہ دلوں پر لکھی ہوئی کون سی شریعت اور کتاب ہے؟ تورات ہے' زبور ہے یا انجیل؟ ان میں سے کوئی بھی نہیں۔ کیونکہ یہ تو تختیوں اور

چمڑوں اور کاغذ پر لکھی گئی اور وہ بھی برقرار نہ رہی۔ نہ کسی کے باطن میں لکھی گئی نہ کسی کے دل پر۔ یہ تو صرف اس قرآن مجید کی شان ہے کہ یہ دلوں پر بھی لکھا گیا اور سینوں میں بھی نقش کیا گیا ہے اسی لیے آج تک یہ ہو بہو اور برابر محفوظ و باقی ہے اور قیامت تک باقی رہ کر انسانیت کی راہنمائی کرتا رہے گا۔ سچ ہے انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید دوسری جگہ لکھا ہے کہ

"خداوند فرماتا ہے کہ میری روح جو تجھ پر ہے اور میری باتیں جو میں نے تیرے منہ میں ڈالی ہیں' تیرے منہ سے اور تیری نسل کے منہ سے اور تیری نسل کی نسل کے منہ سے اب سے لے کر ابد تک جاتی نہ رہیں گی۔ خداوند کا یہی ارشاد ہے" (یسعیاہ ۵۹ : ۲۱)

پلوری صاحب فرمایئے کیا یہ منہ میں ڈالا جانے والا کلام تورات' زبور انجیل یا انجیل مقدس ہے؟ جو کہ نسل در نسل قیامت تک باقی رکھنے کا اعلان اور وعدہ کیا جا رہا ہے اور پھر وہ اس کے مطابق اسی طرح نسل در نسل ہو بہو جاری ساری رہتی ہے' اس میں کوئی تعطل یا کمی پیدا نہیں ہوئی ہے' کوئی دنیا کا ہوش مند انسان بائبل کا معتقد یا غیر جانبدار جو اس حقیقت کا اظہار کرے کہ اس کیفیت اور شان والی کون سی کتاب ہے؟ آیا بائبل یا اس کا کوئی حصہ اور صحیفہ ہے یا کوئی اور ہی لازوال کلام ہے۔

آیئے ملاحظہ فرمائیے اس معیار پر صرف اور صرف یہی لازوال اور غیر متبدل کتاب مبین ہی پوری اترتی نظر آتی اور ثابت ہوتی ہے۔ جس کے حروف و الفاظ' آیات اور سورتیں روز اول سے آج تک برابر ہر طبقہ اور ہر خطہ ارض میں مسلسل بلا انقطاع زبان در زبان اور ذہن در ذہن یکساں تلاوت ہو رہے ہیں' کوئی کمی بیشی نہیں' کوئی ادخال و اخراج کا چکر نہیں بلکہ جیسے محمد رسول اللہؐ نے اپنی نسل صحابہ کرامؓ کو اپنے منہ سے پڑھ کر سنایا' پڑھایا' سکھایا' نماز میں سنایا' وعظ و تعلیم میں سکھایا' اس طرح اس نسل نے آگے اپنے پہنچایا

اور اس نے مسلسل آگے پہنچانے کا بندوبست کیا چنانچہ آج تک اسی طرح منتقل ہوتا رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک منتقل ہوتا چلا جائے گا۔ بھائیو' یہ شان تو اس کتاب عظیم کی ہے۔ یہاں تو اس کے علاوہ اور بھی کئی معجزنما منظر ہیں۔ دیکھئے اس کتاب مبین کی تفہیم اور تشریح میں اس نبی برحق نے جو کچھ ارشاد فرمایا جس کو ہم حدیث رسولؐ کہتے ہیں' امت نے وہ ارشادات بھی محفوظ کر کے آگے منتقل کر دیئے ہیں چنانچہ آپ کے اصحاب کرام نے وہ الفاظ مبارکہ محفوظ کر کے رکھے۔ الفاظ ہی بھی اور پھر انہیں کے مطابق عمل میں بھی محفوظ کر لیا چنانچہ پھر یہی الفاظ اور ان کی عملی ترجمانی نسل در نسل آگے منتقل ہونے لگی۔ پہلے زبانی زیادہ اور تحریر کم تھی پھر جوں جوں حلقہ امت وسیع ہوتا گیا اور وہ فضائے اطاعت اور اتباع اس اعلیٰ سطح پر قائم نہ رہ سکنے کا احتمال پیدا ہوا تو یہی ارشادات اور یہی عملی ترجمانی قرطاس میں منتقل ہونے لگی چنانچہ دوسری صدی سے یہ سلسلہ تحریر نہایت ہی اہتمام و احتیاط سے شروع ہو گیا۔ اس کے بعد پھر تو روز بروز بڑھتا ہی چلا گیا یہاں تک تیسری اور چوتھی صدی تک قرآن مجید کی یہ تمام اور مکمل ترجمانی' لفظی اور عملی' سینوں سے صحیفوں میں منتقل ہو گئی۔ اگرچہ اب بھی سینوں اور زبانوں پر جاری تھی اس طرح کہ ایک ایک لفظ کی حفاظت کے ساتھ اور سلسلہ سند کو بنیاد بنا کر نہایت اہتمام سے گویا جو شخص کسی شیخ سے کوئی حدیث سن رہا ہے' وہ خود صحابہؓ کرام سے سن رہا ہے۔ کیونکہ صدق و امانت کا بڑا اہتمام تھا۔ خلاف واقعہ کوئی بیان نہ کر سکتا تھا۔ پھر صرف یہ لفظی معاملہ ہی نہ تھا بلکہ ان ارشادات کا تحفظ افراد امت کے اجتماعی عمل سے بھی ہو رہا تھا۔ مثلاً اگر کسی نے بیان کیا کہ میں نے آپ کو نماز کا رکوع لیتے کرتے دیکھا ہے یا آپ نے فلاں معاملہ میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے تو اسی کے مطابق امت کے اجتماعی تعامل میں بھی ان الفاظ کی صداقت اور مطابقت دیکھی جا سکتی تھی۔ فرمائیے اس سے بڑھ کر کسی حقیقت کا تحفظ ممکن ہے؟ اس سے بڑھ کر کسی متن الٰہی

کا تحفظ و بقا ممکن ہے؟ کہ وہ قوانین زبان سے بھی' تحریر سے بھی اور اجتماعی تعامل سے بھی محفوظ اور باقی رکھے جا رہے ہوں۔ پیش کیجئے اس کے مقابلہ میں کوئی شریعت' کوئی کتاب' کوئی صحیفہ؟

اور سنئے اور دیکھئے' ہماری احادیث کی تمام کتابیں جو آج سے ۱۲ صدیاں پیشتر یا گیارہ صدیاں پیشتر احاطہ تحریر میں آ چکی تھیں' ان کو خدا کے بندوں نے اپنے اجتماعی تعامل' تعلیم و تعلم' نقل و انتقال' سماع و اخبار' افہام و تفہیم' انضباط و تشریح وغیرہ بے شمار ذرائع و اسباب کے ذریعے آج تک صحیح سالم اور محفوظ ترین صورت میں پہنچایا چنانچہ اب آپ اگر آج سے پانچ یا دس صدی قبل کا کوئی نسخہ حدیث ہاتھ میں لے لیں' ۱۲۰۰ سو سال قبل کا لے لیں بلکہ اس سے نقل کردہ کوئی روایت ہزار سالہ قدیم کسی تاریخ وغیرہ کی کتاب میں دیکھ لیں تو وہ ہو بہو یکساں ملے گا۔ کوئی فرق نہ ہو گا۔ آپ حدیث کی کوئی کتاب مراکش سے لے آئیں۔ بغداد سے لے آئیں یا کسی بھی بڑے خطے سے لے آویں اور ان کا باہمی موازنہ کر کے حیران ہوں گے کہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے' کوئی ادخال و اخراج کا چکر نہیں' کوئی بریکٹ کا معاملہ نہیں غرضیکہ جیسے جس وقت اور جس انداز سے چاہیں چیک کر لیں۔ کوئی فرق نہ ملے گا۔ پھر آگے ان کی شروحات کو چیک کر لیں جو کہ ہزارہا بلکہ لکھوکھا صفحات پر حاوی ہیں۔ آپ کو کوئی کمی بیشی نہ ملے گی۔ یہ اس لیے ہے کہ ان احادیث کا رابطہ بھی اس لازوال کتاب کے ساتھ ہے جس کی شان بے مثال آپ اوپر بحوالہ بائبل اور مشاہدہ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

یہ اناجیل کی طرح دوسری صدی میں ظہور پذیر نہیں ہوئیں اور اس کے بعد صرف کاغذ پر نہیں رہی کہ کوئی تعلیم و تعلم اور اشاعت کا سلسلہ نہ ہو' کوئی سند کا سلسلہ نہ ہو بلکہ پوپ کی جیب کی زینت بنی رہی۔ وہ جو چاہے اس میں تصرف کرتا پھرے بلکہ یہ احادیث کا ذخیرہ پورے قرآن کی روشنی میں باسند مرتب ہوا اور پھر ہر زمانہ میں اور ہر خطہ میں ان کی اتنی درس و تدریس'

اشاعت اور ترویج ہوئی کہ جس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔

زبانی حفظ والے لاکھوں کی تعداد میں' لکھنے والے کروڑوں کی تعداد میں' غریب بھی' امیر بھی' علماء بھی اور حکمران بھی' بلکہ اس وقت تو عوام الناس کا سب کچھ یہی پڑھنا پڑھانا ہی تھا یہ برہمن اور پوپ کی طرح کسی خاص فرد کی جیب میں بند نہ تھی کہ عوام اس کو پڑھ ہی نہیں سکتے بلکہ ہر فرد امت کے ہاتھوں میں' سینوں اور دلوں میں رواں دواں اور جاری ساری تھی۔ اس طرح اس سلسلہ ہدایت میں کوئی کمی بیشی نہ ہو سکتی تھی اور نہ ہوئی۔

اب انصاف سے فیصلہ کیجئے کہ کیا پادری صاحب کا یہ کہنا کہ قرآن کا معاملہ بائبل سے الگ ہے۔ جی صاحب' ہم مانتے ہیں کہ بائبل والوں کا معاملہ الگ ہے مگر کس حیثیت سے؟ اس کا مشاہدہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ انصاف آپ کر لیں۔

تیسرا مغالطہ

عام اور خاص پادری اکثر یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن مجید الہامی نہیں بلکہ ہماری بائبل سے ماخوذ ہے اور بعض یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ خدیجۃ الکبریٰؓ سے جن کا ایک عزیز عیسائی عالم ورقہ بن نوفل تھا' معلومات حاصل کر کے قرآن مرتب کر لیا۔ غرضیکہ قرآن مجید ماخوذ ہے' منزل من اللہ نہیں ہے۔

(ا) بندہ خادم بطور بنیاد اور تمہید گزارش کرتا ہے کہ اکثر عیسائی اعتراضات بوجہ بائبل کی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے اور اس کا دفاع کرنے کی غرض سے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس اخذ والے اعتراض کا پس منظر تو نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ میری اس گائیڈ بک کے مقدمہ سے آپ یہ حقیقت نہایت واضح طور پر پالیں گے۔ علاوہ ازیں بائبل کا ماخوذ ہونا ایک واضح ترین حقیقت ہے۔ کیونکہ

اس میں ایک عام ذاتی اور انسانی تالیف و تصنیف کے تمام اوصاف اور خصوصیات پائی جاتی ہیں مثلاً"

(۱) مصنف کے ذاتی مطالعہ کا محصل

(۲) متداول اور مروج متعلقہ لٹریچر سے استفادہ

(۳) معاشرتی اور ملکی ماحول سے استفادہ

چنانچہ یہ سب امور بائبل میں نہایت صفائی سے موجود ہیں جن کا کوئی عقلمند انسان انکار نہیں کر سکتا۔ مروجہ بائبل بالخصوص نئے عہد نامہ کا حصہ تو خود داخلی شہادات کی بنا پر بھی انہی حقائق کا نمایاں مظہر ہے۔ نیز خود عیسائی علما نے اناجیل کی تصنیف کے سلسلہ میں مندرجہ بالا تمام امور کا کھل کر ذکر کیا ہے کہ مثلاً" انجیل متی کا ماخذ" انجیل مرقس' رسالہ Q اور دیگر تحریرات ہیں۔ ایسے ہی انجیل مرقس' لوقا اور یوحنا وغیرہ کا معاملہ ہے۔ غرضیکہ کسی ایک نے بھی یہ ظاہر نہیں کیا کہ میں نے یہ انجیل وحی یا الہام سے لکھی ہے یا اس کو مذہبی متن قرار دینے کا اعلان کیا ہو۔ علاوہ ازیں عہد جدید کے مصنفین کا نسب اور زمانہ تحریر کا معاملہ اس کے علاوہ ہے جس کا عدم ثبوت دن بدن قوی سے قوی تر ہوتا جا رہا ہے۔ نیز اس کی ابتدائی زبان کا مسئلہ الگ محل بحث ہے۔

(۲) بقول شما اگر قرآن مجید سابقہ کتب الٰہیہ سے ماخوذ بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی ہمارا پلہ بھاری رہے گا کیونکہ قرآن مجید اگر ماخوذ بھی ہے تو الہامی کتابوں سے ماخوذ ہے مگر تمہاری بائبل کے رسائل و صحائف تو داخلی شہادت کے پیش نظر بھی غیر الہامی کتب سے ماخوذ ہیں ایسے ہی عہد جدید۔ حتی کہ عہد قدیم کی مرکزی تعلیم کو حمورابی کے کتبات سے ماخوذ بھی بتایا گیا ہے جو کہ سراسر غیر الہامی ہیں۔ گویا اگر قرآن ماخوذ ہے تو بافرض محال آسمانی اور الہامی کتابوں سے مگر تمہاری بائبل سراسر غیر الہامی لٹریچر سے ماخوذ ہے تو پھر بھی قرآن کا ہی پلہ بھاری رہا۔ بتلایئے تمہیں اس بڑ ہانکنے سے کیا فائدہ ہوا؟

ہاں تمہارا یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ نے خود قرآن مجید مرتب کر لیا تھا تو اس سے بڑا جھوٹ آج تک بولا ہی نہیں گیا۔ کیونکہ خود قرآنی گواہی اور ماحول' تاریخ اور حقائق اس بات پر متفق ہیں کہ سید دو عالم لکھنے پڑھنے سے واقف نہ تھے۔ خود قرآن مجید بھی اسکی شہادت دے رہا ہے (سورہ عنکبوت)

اور اگر یہ کہو کہ آپ نے سابقہ واقعات کو اپنے الفاظ میں ڈھال کر دوسروں سے لکھوا لیا تھا تو یہ بھی نہایت گھٹیا اور ذلیل ترین جھوٹ ہے اس لیے کہ قرآنی نظم ایک ایسا بے مثل کلام ہے جس کی نظیر تمام مخلوقات سے محال ہے۔ یہ نہ تو کوئی فرد مخلوق مرتب کر سکتا ہے اور نہ ہی خود سرور دو عالم حتی کہ آپ کا کلام بصورت احادیث موجود ہے۔ اس کلام اور قرآنی نظم کا موازنہ ہر ذی ہوش انسان کو یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ ما ھذا کلام البشر بھلا جب اس زمانہ اور ماحول کے بڑے بڑے زبان آور ادیب سکہ بند ادیب اس کلام کا مقابلہ نہ کر سکے اور وہ لوگ آپ کا ذاتی کلام ثابت نہ کر سکے تو اور کون ایسا فرزند طاغوت اس مرحلہ کو طے کرے گا۔ درحقیقت نظم قرآنی ایسا بے مثل کلام ہے کہ جو واقعتاً بے مثل ہے' اس کا مقابلہ کسی بھی فرد مخلوق سے خارج از امکان ہے۔ اس میں تو مخلوق کے کلام کی رتی بھر کی آمیزش بھی ناممکن ہے۔ بخلاف تمہاری مروجہ بائبل کے کہ یہ خالصتاً" انسانی تصنیف ہے اگرچہ اب بھی اس میں کئی جملے الہامی ہیں مگر ان کا تعین مشکل ہے نیز ان کی حفاظت کا بھی کوئی دعدہ اور انتظام نہ تھا لہذا اس کا قرآن مجید کے ساتھ تقابل نہایت غیر معقول حرکت ہے اس لیے وہ محفوظ نہ رہ سکی۔

قرآن مجید کی حیثیت اور مقام

یہ ایک حقیقت واقعی ہے جسے ہم بصد خوشی تسلیم بھی کرتے ہیں کہ قرآن مجید سابقہ تمام تعلیمات الہیہ کی تکمیل اور ارتقائی صورت ہے مثلاً" جو عقائد و نظریات صحائف سابقہ میں اجمالی طور پر اور مبتدیانہ اور عامیانہ انداز

میں عطا فرمائے گئے تھے ان کو قرآن مجید نے نہایت وضاحت سے اور عمدہ ترین انداز میں بیان فرما دیا ہے۔ جو اصول و ضوابط مجمل اور ابتدائی سطح پر تھے ان کو جامع، مفصل اور آخری کامل ترین سطح پر بیان فرما دیا گیا ہے تاکہ ہمیشہ کے لیے مفید اور موثر ثابت ہوں۔ جو اخلاقی قدریں اور معاشرتی اصول و ضوابط مختصر اور محدود سطح پر بیان ہوئے تھے ان کو اب نہایت تفصیل اور عالم گیر سطح پر بیان فرما دیا گیا ہے۔

پھر اس طریقہ حوالہ اور اخذ سے قرآن میں کچھ عیب پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس طرح اس کی عظمت و جلالت مزید سے مزید واضح ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ اس طریقہ سے امت دعوت میں کوئی اجنبیت اور وحشت پیدا نہیں ہوتی کیونکہ وہ موجودہ تعلیمات کو سن کر انہیں سابقہ تعلیمات سے موصول اور مربوط جان کر جلدی قبول کرنے کی طرف مائل ہو سکتی ہے کہ یہ تعلیم تو سابقہ تعلیمات ہی کی ارتقائی اور تدریجی صورت ہے' کوئی انوکھی جدید اور متوازی تعلیم نہیں جیسے تاریخ میں نجاشی حبشہ اور دیگر سعید روحوں کے واقعات موجود ہیں۔ اس طریقہ سے سابقہ انبیاء کرام کی وحدت فکری اور وحدت مقاصد نیز تمام کتب و صحائف کا باہمی اتحاد و ارتباط بھی واضح ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں ہر نبی کے دور کے راست باز انسانوں کو نئی دعوت حق کو قبول کرنا نہایت آسان ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید نے بارہا مذکورہ بالا حقائق اور مقاصد کو بیان کر کے قبول حق کی موثر دعوت دی ہے بالخصوص خاتم الانبیاءؐ پر ایمان لانے کی دعوت۔

ایک قابل توجہ پہلو

یہ بھی ہے کہ منکرین قرآن کا بہانہ اخذ' مذکورہ بالا امور کے علاوہ بھی کچھ قابل توجہ نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں بیان شدہ وقائع انبیاء کرامؑ اور بائیبل کے واقعات میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ اس لیے کہ

بائبل میں ذکر انبیاء کے ضمن میں ان کی بنیادی تعلیم اور سلسلہ دعوت کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے بلکہ چند غیر بنیادی امور کو بیان کر کے ان کی حقیقی عظمت و شان کو بالکل مستور کر دیا گیا۔ نہیں نہیں بلکہ ان کی نہایت بیباکی کے ساتھ کردار کشی بھی کی گئی ہے حتیٰ کہ کوئی بھی ایسا قبیح سے قبیح جرم بتلایا نہیں جا سکتا جو ان انبیائے کرام کے کھاتے میں نہ ڈال دیا گیا ہو۔ جیسے بہتان، جھوٹ، فریب، بدکاری، دھوکا، بت پرستی، اغواء، قتل، بد عہدی اور زنا وغیرہ۔ پھر ان کی صفائی کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کی گئی جس کے نتیجہ میں بائبل مقدس کے مطالعہ سے انبیاء و رسلؑ کی معمولی سی عظمت اور تقدس بھی واضح نہیں ہوتی۔ بخلاف قرآن مجید کے کہ اس میں کسی نبی پر رتی بھر الزام تراشی نہیں کی گئی بلکہ ان کے تقدس اور عظمت و تکریم کو صحیح طور پر نمایاں فرمایا گیا ہے نیز ان کے حالات و واقعات کے ضمن میں ان کے ذاتی تقدس کے علاوہ بنیادی دعوت اور اس کے مقابلہ میں ان کے حلم و برداشت، استقامت اور وسعت اخلاق کو بنیادی اور اولین حیثیت دی گئی ہے۔ نیز کئی ایسے انبیائے کرام کے تذکرے بھی کیے گئے ہیں جن کا بائبل میں کوئی ذکر نہیں ہے مثلاً حضور ہودؑ صالحؑ اور شعیبؑ

حضرت نوحؑ کا تقابلی تذکرہ

بائبل کتاب پیدائش میں نوحؑ کا نسب نامہ بیان کر کے ان کے کشتی بنانے طوفان اور اس میں رکھے جانے والے جانوروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر صرف حلال پودوں کا ذکر ہے لیکن ان کی دعوت توحید کا کوئی تذکرہ نہیں۔ ہاں آخر کار یہ تذکرہ کر دیا گیا کہ وہ مے نوشی کر کے اپنے ڈیرہ میں برہنہ ہو گئے (معاذ اللہ) (باب ۹) آخر ۹۵۰ برس کی عمر میں فوت ہو گئے۔

جبکہ قرآن مجید میں ان کی جلالت شان اور تقدس کو نہایت اہتمام سے متعدد بار ذکر فرمایا گیا ہے۔ ان کی دعوت توحید اور بے مثال استقامت کو بڑی

تفصیل اور اہتمام سے ذکر فرمایا گیا ہے حتی کہ ان کے اسم گرامی پر مستقل ایک سورۃ بھی معنون کی گئی ہے جس میں ان کی مکمل سیرت طیبہ اور دعوت و عزیمت پھر قوم کی ناسپاسی اور بد انجامی کو نہایت جامع اور عبرت آموز انداز سے بیان فرمایا گیا ہے۔

دونوں کتابوں کا تقابلی مطالعہ اہل تثلیث کے الزام ماخوذیت کی قلعی کھولنے کے لیے باعث عبرت ہے۔

حضرت لوطؑ کا تقابلی مطالعہ

قرآن مجید میں آپ کا تذکرہ مبارکہ متعدد مقامات پر آپ کے تقدس رسالت کو نمایاں کرتے ہوئے نہایت تفصیل سے اور سبق آموز پیرائے میں فرمایا گیا ہے۔ آپ کی دعوت حق اور اصلاح معاشرہ کی پرحلم واستقامت جدوجہد کو شاندار انداز میں بیان فرمایا گیا ہے۔ نیز اس کے مقابل قوم کی ضلالت اعتقادی اور عملی بے راہ روی اور اس کے منطقی انجام کو بھی واضح کیا گیا ہے۔

اس کے مقابلے میں بائبل مقدس ان تمام امور سے تقریباً بالکل خاموش ہے۔ صرف آپ کا نسب نامہ اور قوم کے ساتھ آخری آویزش کا کچھ تذکرہ کر دیا گیا ہے۔ آپ کی دعوت توحید اور اصلاح معاشرہ کا تو نام بھی نہیں لیا گیا بلکہ کسی بھی پیغمبر کے حالات میں دعوت توحید کا تذکرہ نہیں کیونکہ یہودی خود اس لت میں ملوث تھے لہٰذا وہ اس حصہ سیرت کو کیسے ذکر کرتے۔ ہاں حضرت لوط کے بارہ میں ایک نہایت شرمناک بہتان ضرور گھڑا گیا ہے۔ (پیدائش باب ۱۹) العیاذ باللہ۔ جس کے ذکر کرنے سے قلب وذہن ماؤف اور قلم لرزتا ہے۔ پڑھے لکھے مسلم و غیر مسلم اس کو جانتے ہیں۔ ایسے ہی حضرت ابراہیمؑ کا ذکر خیر قرآن مجید میں ۲۵ سورتوں میں ۲۰۰ آیات میں پھیلا ہوا ہے جن میں آپ کی عظمت و جلالت کو اجاگر کرتے ہوئے آپ کی سیرت

طیبہ کے تمام گوشوں کو واضح فرمایا گیا ہے۔ آپ کی دعوت توحید خالص' اپنے خاندان اور قوم سے تاریخ ساز آویزش' صبر آزما آزمائشیں اور شاندار کامیابیوں کا پر عظمت تذکرہ فرمایا گیا۔ انی جاعلک للناس اماما کے مقام رفیع پر فائز ہونے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ جبکہ بائبل میں آپ کے نسب نامہ کے علاوہ صرف آپ کے مال و دولت اور خادموں لونڈیوں جانوروں کا تذکرہ ہے۔ نہ دعوت توحید کا تذکرہ اور نہ ہی اور کسی پیغمبرانہ پہلو کو بیان کیا گیا۔

اسی طرح قرآن مجید تمام سابقہ انبیائے کرامؑ کا تذکرہ جلیلہ نہایت پر عظمت انداز سے ان کی جلالت وقدر کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کسی بھی موقع پر ان کی تنقیص شان اور کردار کشی کا ادنیٰ شائبہ بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ نیز قرآن میں روت اور غزل الغزلات وغیرہ جیسے بے مقصد اور رومانی موضوع بھی شامل نہیں کیئے گئے۔ گویا تمام کا تمام اللہ کی وحدانیت کبریائی اور جلالت و جبروت کا شاہکار ہے۔ بائبل کی طرح اس میں خدا کا مادی اور ارتقائی تصور پیش نہیں کیا گیا بلکہ اس کے شایان شان نہایت بلند و بالا اور اس کی ازلیت وابدیت غرض بے مثل شان ومقام کو واضح کیا گیا ہے۔ الغرض قرآن مجید الفاظ و حروف میں بھی بے مثل' عقائد' اصول و ضوابط میں بھی بے مثل' اس کا پیش کردہ تصور خدا بھی کامل ترین اور بے مثل اور مقام نبوت و رسالت بھی نہایت اعلیٰ عظمت و تقدس کا شاہکار اور ہر پہلو سے بے مثل' کائنات کی کوئی بھی حقیقت کسی بھی پہلو سے قرآن کے تقابل میں پیش نہیں کی جا سکتی لہذا قرآن مجید کو ایسی کتاب سے ماخوذ کہنا انتہائی جہالت اور غیر معقولیت ہے۔ بندگان خدا' ہر انسان کو اپنی عاقبت کی فکر کرتے ہوئے ضد اور تعصب سے بالا تر ہو کر فکر کرنا چاہئے کہ ہماری سعادت یا شقاوت کا راستہ کون سا ہے؟ محض چند روزہ حیات مستعار کو باہمی تعصب اور انانیت کی بھینٹ چڑھا کر دائمی محرومی کو سمیٹ لینا کوئی عقل مندی کی بات نہیں ہے۔ غور فرمائیے کہ قرآن مجید کو قبول کر لینے سے کسی سے کچھ چھوٹتا نہیں۔ نہ

انجیل چھوٹتی ہے نہ مسیح بلکہ بصورت قبولیت قرآن یہ خزینے صحیح معنوں میں آپ کو حاصل ہو جائیں گے۔ کوئی کھیلا بازی' توہم پرستی یا تعصب کا معاملہ نہیں ہے بلکہ خلوص ہمدردی خیر خواہی کی سطح پر ایک پر عظمت حقیقت کی دعوت پیش کی جا رہی ہے جسے ہر طالب سعادت کو قبول کر لینا چاہیے۔ موسیٰ اور تورات' مسیح اور انجیل سے وابستگی کا یہی تقاضا ہے کہ آپ خدا کے اس آخری لازوال اور عالمگیر پیغام نجات کو قبول کر کے دونوں جہانوں کی دائمی راحتیں اور خوشیاں سمیٹ لیں۔ لہٰذا آؤ اس نور عظیم کی طرف جو ہر قسم کے اندھیروں اور ظلمتوں سے نکال کر کامل ترین روشنی میں لے آتا ہے۔ اللہ کریم ہر فرد بشر کو اس کی توفیق دے' آمین

پادری سلطان پال صاحب کی بیکار اور فضول منظر ماری

یہ صاحب پہلے ایک صاحب علم مسلمان تھے۔ عیسائیوں کے ساتھ کئی سال تک کامیاب مناظرے اور مباحثے بھی کرتے رہے مگر شقاوت نے غلبہ کر لیا کہ کسی دنیوی مفاد اور اغوائے شیطانی میں آ کر سعادت کی بجائے شقاوت کے راستہ پر چل پڑے' ہدایت کی بجائے گمراہی کی دلدل میں دھنس گئے' ایمان اور توفیق الٰہی سے محروم ہو کر ابلیس کے پنجے میں جا پھنسے (العیاذ باللہ) پھر انہوں نے اپنی بد بختی کا پورا پورا مظاہرہ کرنے کی سعی کی۔ مسئلہ نجات پر لایعنی اشکالات پیش کر کے سادہ لوحوں کو راہ حق سے ہٹانے کی کوشش کی چنانچہ اس نے سید دو عالمؐ کے فرمان لا اغنی عنکم من اللہ شیئا کے تحت یہ گمراہی پھیلائی کہ نجات تو صرف مسیح میں ہے حالانکہ یہ سراسر دھوکا اور فریب تھا۔ کیونکہ قادر مطلق تو صرف خدا کی ذات عالی ہی ہوتی ہے۔ نبی اور رسولؑ راہ نجات بتلانے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ خود ہدایت کے مالک نہیں ہوتے۔ دیکھئے فرمان مسیح بھی موجود ہے کہ

"کوئی میرے پاس نہیں آ سکتا جب تک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے'

لے [illegible] لے" (یوحنا ٦: ٤٤)

یعنی خدا کی توفیق کے بغیر کوئی بھی راہ راست پر نہیں آ سکتا چنانچہ ایک موقعہ پر مسیح کا وعظ سن کر کئی لوگ مرتد بھی ہو گئے تھے۔ (یوحنا ٦: ٦٦) تو اگر مسیح خود منجی ہوتے تو یہ کیوں پھر جاتے؟ ہادی صرف اللہ کی ذات ہے لہٰذا اگر آنحضور ﷺ کے بارہ میں کہہ دیا کہ انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء تو کون سی عجیب اور انوکھی بات ہے؟ آخر انک لتهدی الی صراط مستقیم بھی تو موجود ہے۔ اسی طرح اگر ایک موقعہ پر سید دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں بروز حشر تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا تو مسیح نے بھی کہہ دیا تھا کہ "دائیں بائیں بٹھانا میرا کام نہیں۔" (متی [illegible] مرقس ١٠: ٤٠) غرضیکہ کوئی بات ایسی نہیں کہ جسے پیش کر کے اسلام پر اعتراض کیا جائے مگر اس کی مثال خود انجیل سے پیش نہ کی جا سکتی ہو۔ چنانچہ [illegible] نے اپنی [illegible] گائیڈ بک میں اس سلسلہ میں کافی تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے۔ ملاحظہ فرما کر حق و باطل کا فیصلہ فرمائیں۔ آخر اس قسمت کے بارے پادری صاحب نے سورہ مریم کی اس آیت پر بڑا زور دیا کہ قرآن مجید میں نجات نہیں کیونکہ وہاں تو صاف اعلان کر دیا گیا ہے کہ وان منکم الا واردها کان علی ربک حتما مقضیا ترجمہ: "تم میں سے ہر ایک جہنم میں وارد ہوگا یہ بات تیرے پروردگار پر (حسب وعدہ اور فیصلہ) لازمی اور طے شدہ ہے" حالانکہ یہ اشکال اور اس کی وضاحت صدیوں پیشتر علمائے اسلام کرتے چلے آئے ہیں۔ جناب پل صاحب کو نیا نہیں سوجھا کہ ورود سے مراد یہاں صرف اس تک پہنچنا ہے' داخل ہونا مراد نہیں کہ ہر ایک فرد نیک وبد جہنم کے قریب ضرور پہنچے گا کیونکہ جہنم میدان حشر کے پاس ہی ہوگی یا یہ مراد ہے کہ ہر ایک کو اس جہنم پر سے گزرنا پڑے گا کیونکہ پل صراط اسی کے اوپر قائم کیا جائے گا جس پر ہر ایک کو گزرنا ہوگا۔ اہل ایمان تو جلدی سے صحیح سلامت گزر کر جنت میں داخل ہو جائیں گے مگر بدکار اور منکرین حق جہنم میں گر جائیں گے تو [illegible]

گزرنے کو ورود سے تعبیر فرمایا گیا ہے اسی لیے آگے صاف مذکور ہے کہ اس ورود اور پیشی کے بعد متقین تو بچ جائیں گے اور منکرین و مخالفین ہمیشہ کے لیے اس میں پھینک دیے جائیں گے تو جب ساتھ ہی نجات کا تذکرہ موجود ہے تو پھر اشکال کیسا؟ مزید کئی جوابات دیے گئے ہیں' دیکھئے تفسیر کبیر وغیرہ۔ علاوہ ازیں قرآن و احادیث میں بے شمار مقامات پر اہل ایمان کی نجات اور دخول جنت مذکور ہے' صرف اس آیت کو لے کر ضد کرنا کون سی معقولیت ہے؟ پھر ورود کا یہ معنی قرآن مجید میں کئی جگہ ثابت ہے جیسے سورہ قصص میں ہے۔ ولما ورد ماء مدین اور سورہ یوسف میں ہے فارسلوا واردھم دیکھئے یہاں پانی میں دخول مراد نہیں بلکہ اس تک پہنچنا مراد ہے۔

انجیل اور مسئلہ نجات

ناظرین کرام آپ نے پادری سلطان پال وغیرہ کا قرآن اور اسلام کے متعلق اعتراض اور اس کا جواب تو ملاحظہ کر لیا' اب ذرا یہی مسئلہ نجات انجیل کے حوالے سے پادری حضرات کے حضور بھی پیش کر کے ان سے جواب طلب کیجئے' دیکھئے کس طرح پھنستے ہیں۔ انجیل میں مذکور ہے کہ

"وہ شہر شہر اور قریہ قریہ گاؤں گاؤں تعلیم دیتا ہوا یروشلم کا سفر کر رہا تھا اور کسی شخص نے اس سے پوچھا کہ اے خداوند کیا نجات پانے والے تھوڑے ہیں؟ اس نے ان سے کہا جانفشانی کرو کہ تنگ دروازہ سے داخل ہو کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہترے داخل ہونے کی کوشش کریں گے اور نہ ہو سکیں گے۔ جب گھر کا مالک اٹھ کر دروازہ بند کر چکا ہو اور تم باہر کھڑے دروازہ کھٹکھٹا کر یہ کہنا شروع کر دو کہ اے خداوند ہمارے لیے کھول دے اور وہ جواب دے کہ میں تم کو نہیں جانتا کہ کہاں کے ہو' اس وقت تم کہنا شروع کرو گے کہ ہم نے تو تیرے رو برو کھایا پیا اور تو نے ہمارے بازاروں میں تعلیم دی مگر وہ کہے گا میں تم سے کہتا ہوں کہ میں نہیں جانتا تم کہاں کے ہو۔ اے بدکارو تم

سے دور ہو۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ جب تم ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہی میں شامل اور اپنے آپ کو باہر نکالا ہوا دیکھو گے اور پورب اور پچھم اتر دکھن سے لوگ آکر خدا کی بادشاہی کی ضیافت میں شریک ہوں گے اور دیکھو بعض آخر ایسے ہیں جو اول ہوں گے اور بعض اول ہیں جو آخر ہوں گے۔" (لوقا ۱۳: ۲۸ تا ۳۰)

دوسرے مقام پر یوں لکھا ہے کہ

"جو مجھے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں' ان میں ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ اس دن بہترے مجھے کہیں گے اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے بد روحوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھلائے؟ اس وقت میں ان سے صاف کہہ دوں گا کہ میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔ اے بد کارو میرے پاس سے چلے جاؤ" (انجیل متی ۷: ۲۱ تا ۲۳)

اور سنئے

"میں تم سے کہتا ہوں کہ بہترے پورب اور پچھم سے آکر ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہی کی ضیافت میں شریک ہوں گے مگر بادشاہی کے بیٹے باہر اندھیرے میں ڈال دیے جائیں گے۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔" (متی ۸: ۱۱ و ۱۲)

اب فرمائیے پادری صاحبان' کیا بنا؟ قرآن مجید میں تو ساتھ ہی نجات کا بھی ذکر ہے مگر یہاں وہ بھی نہیں۔ یہاں تو مسیح کا یہ جلالی فرمان مذکور ہے "اے بد کارو میرے پاس سے چلے جاؤ" اور فرمایا "اے بد کارو تم سب مجھ سے دور ہو۔" فرمائیے اب کہاں گیا کفارہ و صلیب کہ وہ ہمارے گناہ اٹھا کر مصلوب ہوگیا ہے۔ پاکوں کے لیے سب کچھ پاک ہے۔ اے مسیحی بشپو' پادریو اور پوپو' دیکھئے تم سب کو مسیح لا اغنی عنکم فرما رہے ہیں یا نہیں؟ صاحبان

ہم تو آخری ملامت ہیں جو اول نمبر پر اپنے روحانی باپ ابراہیمؑ کے ساتھ خدا کی ضیافت میں شامل ہو جائیں گے مگر تم لوگ بفرمان مسیح باہر اندھیرے میں بیٹھ کر روتے اور دانت پیستے رہ جاؤ گے۔ دیکھو اپنا انجام۔ قرآن پر عدم نجات کا الزام دینے والو ذرہ اپنی نجات کی بھی فکر کرو۔ دیکھئے ضابطہ وہی ہو گا جو قرآن نے بیان فرمایا کہ ومن یعمل مثقال ذرہ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرہ شرا یرہ انجیل بھی یہی اعلان کر رہی ہے: "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تو کوڑی کوڑی ادا نہ کر دے گا وہاں سے ہرگز نہ چھوٹے گا" (متی ۵: ۲۶) لوقا میں دمڑی دمڑی کا لفظ ہے۔ (۱۲: ۵۹) اب فرمایئے اپنی من گھڑت خوش فہمیوں کا انجام نظر آیا یا نہیں؟ خدا کی لازوال کتاب پر حقیر منہ کھولنے کا مزہ آیا یا نہیں؟ اور سنئے:

"جب راست باز ہی مشکل سے نجات پائے گا تو بے دین اور گنہگار کا کیا ٹھکانہ؟ پس جو خدا کی مرضی کے موافق دکھ پاتے ہیں، وہ نیکی کر کے اپنی جانوں کو وفادار خالق کے سپرد کریں" (پطرس ۴: ۱۸، ۱۹)

ملاحظہ فرمایئے ضابطہ نجات وہی ہے جو کہ قرآن عزیز نے بیان فرمایا اور وہی ضابطہ ابتداء سے ہر نبی نے بیان فرمایا ہے۔ مزید دیکھئے لوقا ۱۲: ۲۹ وغیرہ

محترم پادری صاحبان' بات موقعہ موقعہ کی ہوتی ہے۔ کہیں شفقت و محبت کا اظہار ہوتا ہے' کہیں خفگی اور ناراضگی کا۔ ایسے ہی اگر کہیں منشاء الٰہی رحمت کائناتؐ نے بد اعمالوں کو مسیح کی طرح جھڑک دیا ہے تو کہیں نیک کرداروں کو جنت کی بشارت اور ضمانت بھی دی ہے مثلاً فرمایا کہ "جو مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کے تحفظ کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں" اس قسم کے بے شمار ارشادات عالیہ مذکور ہیں کہ جن میں آپ نے آخرت کی کامیابی اور جنت کی بشارات ارشاد فرمائی ہیں۔ ان سب کو نظر انداز کر کے ایک خاص موقعہ کی بات کو لے اڑنا کوئی معقولیت اور سعادت کا راستہ نہیں ہے۔ اب آپ یہی معاملہ ادھر بھی ملاحظہ فرمالیں کہ اگر کہیں خدا کے

متعلق مذکور ہے کہ "وہ سراسر محبت و شفقت ہے" تو دوسری جگہ یہ بھی مذکور ہے کہ "ہمارا خدا بھسم کرنے والی آگ ہے" (عبرانیوں ۱۲: ۲۹ وغیرہ)

ایسے ہی مسیح نے اگر نیک اعمال والوں کو کامیابی کی بشارت دی ہے تو بد کاروں کو ڈانٹا اور جھڑکا بھی ہے۔ تو اگر ہم بھی تمہاری طرح محض جھڑکنے والے حوالجات لے کر مسیح کو غیر منجی ثابت کرنے لگیں تو یہ ناانصافی ہوگی کیونکہ از روئے حقیقت ہر پیغمبر اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی امت کا نجات دہندہ بن کر آیا ہے یعنی نجات کے اعمال و اسباب کی راہنمائی فرماتا ہے۔ دیکھئے اعمال ۳: ۲۲ اور یوحنا ۱۷: ۳ وغیرہ۔ حضرات گرامی خدا نے تمام انبیاء کو اپنی امت کے لیے ہی نجات دے کر بھیجا ہے لیکن آخر میں بعثت وہ عالمؐ کو تمام اقوام عالم کے لیے اور ہمیشہ کے لیے عالم گیر نجات دہندہ بنا کر مبعوث فرمایا ہے لہذا اب نجات صرف اور صرف آپ ہی کے دامن اقدس سے وابستگی میں منحصر ہے اور کہیں نہیں لہذا ہم ہر ایک فرد بشر کو اس ہادی عالمؐ کے دامن رحمت سے وابستگی کی دعوت حق پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ وہ کریم و رحیم مالک ہر فرد بشر کو اس حقیقت کے سمجھنے اور اپنانے کی توفیق دے۔

پھر فاضل پادری صاحب نے اسلام کی جملہ تفصیلات اور جزئیات کو ماخوذ ثابت کرنے کے لیے بڑی جان ماری کی ہے کہ تقریباً دو صد سے زائد اسلامی اور تواریخی کتب سے تقریباً اسلام کے تمام مسائل و اعمال کو ماخوذ ثابت کرنے کے لیے تین صد صفحات پر مشتمل ایک مستقل کتاب لکھ ماری ہے "عربستان میں مسیحیت" جس میں اس نے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کی نماز بمع وضو، رکوع، سجود، تشہد، روزہ، حج و طواف وغیرہ جملہ اعمال پہلے ہی عرب معاشرہ بالخصوص مسیحی عوام میں رائج اور متعارف تھے اور کئی اعمال یہودیوں اور صابیوں سے لیے گئے ہیں حتیٰ کہ اسم اللہ اور دیگر صفات الٰہیہ کا تذکرہ بھی کلام عرب میں عام ملتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جناب پادری سلطان صاحب نے خواہ مخواہ اتنا وقت ضائع کیا ہے کیونکہ ہم اس

حقیقت کے منکر نہیں کہ کئی اعمال وافعال منتشر طور پر مختلف طبقات انسانی میں متعارف تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اعمال گزشتہ انبیاء کرامؑ کی تعلیمات کا بقیہ اور آثار تھے کئی اصل صورت میں اور کئی ادھوری مختلف اور ناقص صورت میں لہذا آخر میں اسلام نے ان کو ایک ضابطہ کے تحت ارتقائی اور اجتماعی حیثیت سے عالمگیر اور دائمی قانون بنا کر پیش کر دیا لہذا یہ اسلام کے کمال اور عظمت کی دلیل ہے کہ اس نے سابقہ تمام ناقص جزوی اور ابتدائی الہی ہدایات کو مکمل ترین صورت میں یکجا مرتب فرما کر زندہ جاوید کر دیا اور اب یہ قیامت تک فراموش یا مٹ نہیں سکیں گی۔ چنانچہ تمہاری تحقیق کے مطابق ان امور کا وجود منتشر' جزوی اور ابتدائی تھا جو صرف تاریخ کا حصہ بن چکا ہے' کوئی فرقہ کچھ کرتا تھا کوئی امت کوئی اور عمل اپنائی تھی مگر یہ امور ایک قانونی اور ضابطہ شرعی کے طور پر مربوط اور زندہ صورت میں نہ تھے۔ اب وہ ان طبقات انسانی کے حوالہ سے قصہ پارینہ بن چکے ہیں جبکہ خاتم النبیین ﷺ نے تشریف لا کر ان تمام الہامی حقائق اور اصول و ضوابط کو کامل ترین مربوط اور زندہ شریعت کی صورت میں جاری فرما دیا۔ پھر اس دین کامل کو امت مسلمہ نے روز اول کی طرح اپنے اجتماع اور مسلسل تعامل سے زندہ اور تازہ رکھا۔ یہی قرآنی تعلیم کی خصوصیت اور کمال ہے کہ اس نے سابقہ تمام صحائف و انبیاء کے ذریعے انسانیت کے نام موصول ہونے والے تمام اصول و ضوابط کو جن کو امم سابقہ فراموش کر چکی تھیں' نئے سرے سے بہترین اور کامل ترین صورت میں زندہ اور قائم رکھا ہوا ہے جبکہ دیگر کوئی بھی معاشرہ' طبقہ یا قبیلہ ان اعمال و عقائد کا پابند دکھایا نہیں جا سکتا۔ راہ حق سے بھٹکے ہوئے بھائیو' اسلام ایک زندہ اور تابندہ فطری مذہب ہے جس کے اصول وضوابط عقائد و اعمال روز اول سے آج تک ہو بہو زندہ اور قائم و دائم ہیں' ذرہ برابر کمی بیشی واقع نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ یہ قیامت تک کے لیے انسانیت کے لیے مینارہ نور ہے۔ ملاحظہ فرمائیے ہمارے دین کا متن اصلی

یعنی قرآن مجید آج تک حرف بحرف محفوظ ہے اور اس کی عملی ترجمانی یعنی اسوہ رسول رحمت بھی بصورت احادیث و فقہ تا ہنوز تازہ بتازہ قائم اور ثمربار ہے۔ محمد رسولؐ کے حیات طیبہ کا ایک ایک خد وخال اور آپ کے پیش فرمودہ دین حق کا ایک ایک پہلو اور ایک ایک جزئی ہو بہو دنیائے عالم کے سامنے موجود ہے چنانچہ آپ کی ارشاد فرمودہ نماز پنجگانہ اسی کمیت و کیفیت کے ساتھ آج بھی لاکھوں انسانوں کے تعامل کی صورت میں زندہ ہے۔ روزہ' زکوۃ اور حج کی اصل صورت بمع تفصیلات اور جزئیات مثل روز اول موجود و مشہود۔ آپ کی تیار کردہ مساجد' اذان اور دیگر شعائر دینی اصلی صورت میں موجود غرضیکہ دین حق کی کوئی بھی حقیقت محو یا فراموش اور متروک نہیں ہو سکی۔ یہی اس کی ہمہ گیری اور دوام کی دلیل قاطع ہے جس کے مقابلے میں دنیائے عالم کا کوئی بھی مذہب پیش نہیں کیا جاسکتا نہ ان حقائق کا مقابلہ کوئی یہودی کر سکتا ہے اور نہ ہی عیسائی وغیرہ کیونکہ تمام طبقات ان حقائق سے تہی دست ہو چکے ہیں لہذا اب کسی پادری یا بشپ اور پوپ وغیرہ کی یہ تحقیقات محض فضول اور بے کار ہیں۔ کسی کی جرات نہیں کہ وہ اس دائمی اور حقیقی عالمگیر نور کا مقابلہ کر سکے۔ اب دیکھئے کہ صبح شام چار دانگ عالم میں فضائے کائنات میں صرف خاتم المرسلینؐ کا نام مبارک اور پیغام توحید ہی گونجتا ہے اور قیامت تک گونجتا رہے گا لہذا آیئے تمام افراد بشر اسی رہبر کامل کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جائیں۔ برادران انسانیت ذرا توجہ اور دل کے کانوں سے سن لیجئے کہ ہمارا قرآن سابقہ تمام متفرق اور ابتدائی حقیقتوں کا جامع اور مکمل ہے۔ زمانہ کی دست برد سے جو حقیقتیں کھو گئی یا انھوں نے انھیں فراموش کر دیا تھا یا وہ ضرورت زمانہ کی وجہ سے ابتدائی اور سادہ حالت میں تھیں' قرآن نے ان تمام کو اکٹھا کیا اور ان کو آخری اور کامل صورت دے کر ایک مضبوط اور دائمی نظام قانون کی صورت میں مرتب کر کے تمام نوع انسان کے لیے ہمیشہ کے لیے نافذ کر دیا' اسی لیے قرآن کا لقب محافظ اور مہیمن بھی ہے کیونکہ

اس نے سابقہ کسی نبی اور رسولؑ کی صحیح اور قابل ضرورت تعلیمات کی تکذیب یا تردید نہیں فرمائی بلکہ سب کی تصدیق و تصحیح فرما کر ان کو تمام جہاں میں زندہ جاوید بنایا اور اسی بنا پر اعلان فرمایا وما کان ھذا القران ان یفتری من دون اللّٰہ ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل الکتاب لا ریب فیہ من رب العالمین (۱۰: ۳۷ ' ۱۲: ۱۱۱)

ترجمہ: "اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اسے خدا کے سوا مرتب کر لیا جائے بلکہ یہ اپنے سے سابقہ نازل شدہ کتب و صحائف کی تصدیق ہے اور کتاب الٰہی کی مکمل تفصیل۔ اس میں رتی بھر شبہ نہیں یہ رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے"

قرآن مجید میں سابقہ اصل کتب و صحائف کی تصدیق کا تذکرہ ۱۸ مرتبہ ہوا ہے اس لیے آپ قرآن کو ماخوذ کہہ کر ہمیں کون سی نئی اطلاع دے رہے ہیں؟ واقعتاً یہ ماخوذ ہے مگر صحیح حقائق کا اور ساتھ ساتھ تمہاری گھپلے بازیوں کے کرتوت بھی کھولتا ہے۔ پھر یہ اصل نازل شدہ حقائق کا مصدق ہے تمہارے ادخال و اخراج' بریکٹ بازیوں اور جعل سازیوں کا مصدق نہیں' خوب یاد رکھیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حقیقت واقعہ کے سمجھنے اور اپنانے کی توفیق عنایت فرمائے' آمین

اناجیل اور عیسائیت کی حیثیت

ناظرین کرام' سطور بالا میں آپ قرآن مجید اور اسلام کی عظمت و جلالت تو ملاحظہ فرما چکے' آیئے اب اس کے مقابل میں اناجیل اور عیسائیت کی پوزیشن بھی ملاحظہ فرمائیں۔ سب سے اول اناجیل کے متن کی حیثیت آپ کے سامنے عیاں ہے کہ اس کا اصل متن ہی محفوظ نہ رہا بلکہ عیسائی قرآن کے بتائے ہوئے انجیلی متن کے بھی منکر ہو گئے تو جب انجیلی متن ہی باقی نہ رہا تو اس کی عملی ترجمانی کیسے ہمیں مل سکتی ہے لہٰذا یہ سارا سلسلہ ہی پراگندہ

اور منتشر ہو گیا ہے۔ چنانچہ آئے دن عیسائیوں کے بھانت بھانت کے عقائد نامے مرتب ہو رہے ہیں اور آئے روز انجیل کا نیا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے جس میں ہزارہا اختلافات' تضادات' ادخال و اخراج اور بریکٹ بازی کے مظاہرے کیے جا رہے ہیں۔ کیتھولک کی الگ نوعیت ہے اور پروٹسٹنٹ کی علیحدہ۔ پھر ہر ایک جماعت کے آگے ہزارہا معنی اور نظریات پیدا ہو چکے ہیں غرضیکہ سارا معاملہ ہی افتراق و انتشار کا شکار ہو چکا ہے۔ اس پر بھی پادری حضرات عیسائیت کو عالمگیر مذہب اور اناجیل کو غیر متبدل کہہ رہے ہیں' افسوس صد افسوس۔ اگر یہی عالمگیر مذہب ہے تو پھر بندگان خدا کا انجامی معاملہ نہایت خطرناک ہے۔ محترم پادری صاحب کے نشان زدہ اسلامی اعمال کے نمونے بھلا آج دنیا کے کسی کونے کھدرے میں یہودیوں کے ہاں' صلیبوں کے معاشرہ میں یا کسی مسیحی معاشرہ و طبقہ میں دکھائے جا سکتے ہیں؟ ہے کوئی صلیبی چیلنج جو اسلامی نماز یا روزہ کا کہیں منظر پیش کر سکے جبکہ اسلامی برادری کے ہر خطے میں یہ پر جلال نمونے بر سر عام دکھائے اور دیکھے جا سکتے ہیں۔ براعظم افریقہ میں نماز کی بجز وہی کمیت و کیفیت ہے جو ایشیا میں مشہود ہے۔ قرآنی روزہ کا جو منظر براعظم یورپ میں ملاحظہ کیا جاتا ہے' وہی افریقہ اور ایشیا میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے غرضیکہ جملہ اسلامی اعمال کے نمونے یکساں ہر خطے میں زندہ تابندہ اجتماعی اور مربوط شکل میں موجود و مسطور اور معمول ہیں۔ قبلہ یکساں' اذان یکساں' قرآن یکساں اور دیگر شعائر اسلام یکساں مشہود و ملحوظ ہیں۔ روزہ کی کیفیت تمام امت میں یکساں۔ اعمال جمعہ عید الفطر اور عید الاضحی اور قربانی یکساں حتی کہ امت مسلمہ کے نام و اشکال بھی یکساں جو اللہ تعالیٰ اس کے محبوب ترین بندے اور دین سے وابستگی کا اعلان و اظہار کر رہے ہیں۔ بتلائیے تمہاری کون سے معاملہ میں یکسانیت ہے؟ کہیں ہفتہ منایا جا رہا ہے اور کہیں اتوار اور کہیں بالکل چھٹی کہ نہ ہفتہ نہ اتوار۔ کہیں کرسمس دسمبر میں اور کہیں جنوری میں اور کہیں مئی میں۔ پھر کسی علاقہ میں نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ

ورژن شائع ہو رہا ہے تو کہیں یروشلم اور نیو یروشلم بائبل، کہیں آتھورائزڈ ورشن رائج ہے تو کہیں کنگ جیمس ورشن۔ کہیں نیو انگلش بائبل ہے تو کہیں گڈ نیوز بائبل۔ اور یہ سب کی سب باہم مختلف و متضاد ہیں۔ یکسانیت کہیں بھی نہیں لیکن اخراج و ادخال اور بریکٹ بازی کا چکر برابر رواں دواں ہے۔ او بندہ صلیب، ذرا ہوش سے بتا کہ اگر اسلام اور قرآن صحف سابقہ سے ماخوذ اور ان کا جامع اور مہیمن ہے تو ماشاء اللہ آپ کی بائبل مقدس بالخصوص عہد جدید جس کے مرتب، مدون اور تصنیف کرنے والے سب ہی پوپ اور پادری انسان ہیں جس میں ۸۵۰ اقتباس عہد قدیم کے ہیں اور وہ بھی ان فٹ، محض سینہ زوری سے ان کو سیٹ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ دیکھئے میری گائیڈ بک میں کچھ تفصیل۔ صاحب بہادر، اسلام تو سابقہ انبیاء کے صحائف و رسائل سے ماخوذ ہے لیکن آپ کی عیسائیت خالصتاً" یونانی بت پرستی اور مصری متھرا ازم کا واضح ملغوبہ ہے۔ مسئلہ تثلیث اور ابنیت ولادت وغیرہ سابقہ بت پرستوں کی نقل ہے۔ یہ بڑا دن مصری بت پرستی سے ماخوذ ہے۔ آخر تمہارے جھنڈے منڈے کس حقیقت کا اعلان کر رہے ہیں؟ صاحب بہادر معقولیت یہ ہے کہ اپنا گریبان دیکھ کر دوسرے پر اعتراض کیا جائے۔ صرف خانہ پری کرنا تاکہ اپنی کمزوریوں پر پردہ پڑا رہے یہ کوئی سنجیدہ حرکت نہیں ہے۔ برادران انسانیت، کیوں کہ اب اسلام ہی خدا اور تمام نبیوں بمع مسیح کی منشاء کا اظہار ہے لہذا ہم نہایت ملائمت اور کامل اخلاص کے ساتھ اہل صلیب اور تمام افراد انسانی کو اسلام کی دعوت حق دیتے ہیں کہ ادھوری پرانی اور دھندلی حقیقتوں کو ایک طرف رکھ کر اب نئی کامل ترین اور روشن ترین حقیقت (اسلام) کو قبول کیجئے تاکہ دونوں جہاں میں تمہارا بھلا ہو اور تم آخرت کی دائمی راحتوں کے وارث بن سکو۔

حسب فرمان مسیح کہیں تم اندھیرے میں نہ پھینک دیئے جاؤ جہاں سہارا کوئی اور حمایتی نہ ہوگا۔ اللہ کریم ہر فرد بشر کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

مسئلہ نسخ

لغت میں نسخ کا معنی ہے، کسی چیز کو زائل کرنا، تبدیل کر دینا یا مٹا دینا۔ (کتب لغت عربیہ) اور یہی معنی پادری خیر اللہ صاحب کی مشہور کتاب قاموس الکتاب میں ہے یعنی کسی قانون یا رسم کو اٹھا دینا یا رد کرنا۔ (ص ۹۲۶)

اہل اسلام کی اصطلاح میں، کسی حکم کی انتہائے مدت کو بیان اور واضح کر دینے کو نسخ کہتے ہیں۔ یعنی پہلے ایک حکم بغیر کسی وقت اور مدت کی قید و تعیین کے دیا جائے، پھر کچھ مدت کے بعد بتلایا جائے کہ یہ حکم اتنے ہی عرصے کے لیے تھا، اب اس کے بجائے یہ دوسرا حکم دیا جاتا ہے۔ پھر یہ سب معاملہ پہلے ہی خدا تعالیٰ کے علم کامل میں طے شدہ تھا مگر ظاہر نہیں کیا گیا تھا۔ ملاحظہ فرمایئے اصول فقہ کی مشہور اور متداول کتب۔ حسامی مع شرح نامی ص ۱۷۶ و مسلم الثبوت ص ۱۲۳ و اتقان للسیوطی ج ۲ ص ۲۰ طبع مصر

نسخ کا دائرۂ اثر

کلام الٰہی میں عقائد و نظریات، قصص و واقعات، اخبار اور پیش گوئیاں، احکام مطلقہ، ابدیہ اور موقتہ، دعا و مناجات وغیرہ تمام امور مندرج ہوتے ہیں لیکن نسخ صرف احکام مطلقہ ہی میں جاری ہو سکتا ہے۔ یعنی جن احکام کی حد یا وقت بیان نہ کیا گیا ہو۔ بنیادی عقائد و نظریات، قصص و واقعات، اخبار، امور عقلیہ و حسیہ، دعا و مناجات اور احکام ابدیہ میں نسخ جاری نہیں ہو سکتا مثلاً توحید باری، نبوت و رسالت اور مسئلہ قیامت وغیرہ بنیادی حقائق

واقعات میں نسخ جاری نہ ہو گا یعنی یہ نہ ہو گا کہ پہلے تو بتلایا جائے کہ خدا ایک ہے پھر کسی زمانہ میں کہہ دیا جائے کہ وہ دو یا تین ہیں' یا پہلے تو بتلایا جائے کہ قیامت اور حساب کتاب سب برحق ہے پھر بعد میں یہ اطلاع دے دی جائے کہ قیامت یا حساب و کتاب نہ ہو گا۔ ایسی تبدیلی اور نسخ نہیں ہو سکتا اور نہ ہوا ہے۔ ایسے ہی گزشتہ واقعات یا آئندہ کی پیش گوئیوں میں بھی نسخ جاری نہیں ہو سکتا' کیونکہ اس صورت میں کلام الٰہی میں یا تو عدم علم لازم آتا ہے یا کذب' اور یہ دونوں محال ہیں۔

یا پہلے تو اطلاع دی جائے کہ حضرت ابراہیمؑ اور موسیٰ علیہ السلام خدا کے سچے اور صاحب شریعت نبی تھے پھر اس کے بعد یہ اطلاع آ جائے کہ نہیں وہ ایسے نہیں تھے' ایسا کبھی نہیں ہوا اور نہ ہی ہو گا۔

احکام موقتہ

احکام موقتہ وہ کہلاتے ہیں جن کا ایک وقت اور مدت مقرر کر دی گئی ہو جیسے قرآن مجید میں ہے کہ فاعفوا و اصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ۔ یعنی ابھی تمہیں جہاد و قتال کی اجازت نہیں۔ درگزر سے کام لو۔ حتی کہ تمہیں جہاد و قتال کا حکم الٰہی مل جائے۔ ملاحظہ فرمایئے یہاں عدم جہاد و مقابلہ کو امر بالقتال تک موقوف اور محدود کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد جہاد و قتال کے حکم پر عمل کرنا پڑے گا۔ احکام ابدیہ وہ کہلاتے ہیں کہ جن کی ہمیشگی اور دوام و ابدیت واضح کر دی گئی ہو۔ جیسے فرمایا لا تقبلوا لهم شهادة ابدا کہ ان محدود فی القذف افراد کی شہادت کبھی بھی قبول نہ ہو گی' یہ دائمی طور پر مردود الشہادۃ ہیں۔

یا جیسے توراۃ میں ختنہ کے حکم کو دائمی فرمایا گیا ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں کتاب پیدائش ب ۱۷) نیز تعظیم سبت کو یہود کے لیے دائمی فرمایا گیا ہے۔ نسخ کے لیے تین امور میں اختلاف لازمی ہے : زمانہ' حالت یا صورت

اور مکلف۔ مثلاً جب ایک چیز کا حکم ایک صورت یا حالت میں ایک آدمی کو دیا جاتا ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ اسی وقت اسی حالت میں اسی انسان کو دوسرا کوئی حکم دے دیا جائے۔ بلکہ یا تو اس کو کسی اور وقت یہ حکم دیا جا سکتا ہے یا اس وقت کسی دوسری حالت میں وہ حکم ہو سکتا ہے' یا اس زمانہ میں اس حالت و صورت میں کسی اور آدمی کو یہ حکم دیا جائے گا۔ بیک وقت ایک ہی حالت میں ایک ہی آدمی کو دو حکم نہیں دیے جا سکتے۔

مثلاً ابراہیمی شریعت میں دو حقیقی بہنوں کا اکٹھے ایک مرد کے ساتھ نکاح درست تھا' مگر اس کے بعد شریعت موسوی میں یہ اجازت منسوخ اور موقوف ہو گئی۔ ایسے ہی ایک آدمی کو ایک وقت میں وضو کرنے کا حکم دیا ہے تو اسی آدمی کو اسی وقت اسی حالت میں تیمم کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ غرضیکہ ان تینوں (مامور' مامور بہ اور مامور فیہ) امور میں سے کسی ایک یا تمام کی تبدیلی سے حکم کی تبدیلی ہو سکتی ہے۔

بنائے نسخ اور اغراض و مقاصد

نسخ اور تبدیلی احکام اس بنا پر نہیں ہوتی کہ معاذ اللہ پہلے خدا کو معلوم نہ تھا کہ کون سا حکم مناسب ہے۔ پھر جب اس کی عدم مناسبت واضح ہوئی تو پتہ چلا کہ یہ حکم مناسب نہ تھا۔ بلکہ یہ بندوں کے حالات اور ضرورت کی تبدیلی کی بنا پر ہوتا ہے کہ ایک وقت ان کے موافق فلاں حکم ہے اور فلاں وقت دوسرا حکم ان کے مناسب ہے' جیسے طبیب ابتداء میں کوئی نسخہ تجویز کرتا ہے' بعد میں تغیر طبع کی بنا پر دوسری دوائی بنا مناسب سمجھتا ہے' مثلاً پہلے منضج دیا جاتا ہے پھر مسہل۔ یہ چیز طبیب کی حذاقت اور مہارت کی دلیل ہے نہ کہ اس کے نقص علم اور ناتجربہ کاری کی۔

یہ تبدیلی اور نسخ تمام شرائع میں جاری ساری ہے (اگرچہ یہود اور ان کے ہم نوا اس کے منکر ہیں) شریعت نوحؑ ہو یا ابراہیمیؑ' شریعت موسویؑ ہو یا

عیسوی مذہب میں تبدیلی و نسخ کا عمل واضح طور پر جاری ہے۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ پہلے نبی کے احکام دوسرا نبیؑ ہی آ کر منسوخ کرے بلکہ خود اس نبیؑ کے ذریعے بھی بعض احکام منسوخ کر دیے جاتے ہیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی نبی کی شریعت کو اس کے بعد کوئی غیر نبی اور امتی منسوخ کر دے' جیسے پولوس نے کئی احکام شریعت کو منسوخ کر دیا (انجیل کے خط پطرس دوم ۱: ۲۰ میں مذکور ہے کہ کلام خدا کی تاویل و تفسیر کسی کے ذاتی اختیار میں نہیں ہے۔ تو جب تفسیر و تاویل ذاتی اختیار میں نہیں تو تبدیلی و نسخ کیسے اختیار میں ہو سکتا ہے۔)

یہ نسخ و تبدیلی کلی نہیں ہوتا کہ بعد والی شریعت پہلی شریعت کو مکمل طور پر منسوخ کر دے اور پھر نئے احکام جاری کر دے بلکہ یہ نسخ جزوی ہوتا ہے مثلاً" ایسا نہیں ہوتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آکر سابقہ تمام احکام منسوخ کر دیے ہوں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مبعوث ہو کر سابقہ تمام شرائع یک لخت تبدیل کر دیے ہوں یا سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر تمام شریعت توراۃ کو بالکلیہ منسوخ کر دیا ہو۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ نسخ حالات و مصالح کی بنا پر بعض تشریعی احکام میں ہوتا ہے۔ نہ عقائد میں نسخ ہو گا اور نہ ہی قصص و واقعات میں۔

نسخ و تبدیلی چونکہ صرف احکام عملیہ مطلقہ میں ہوتا ہے پھر وہ بھی کلی نہیں بلکہ جزوی ہوتا ہے' اس لیے نہ تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ توراۃ دین ابراہیمی کی کلی طور پر ناسخ ہے اور نہ ہی قرآن مجید توراۃ کا ناسخ کلی ہو گا۔ بلکہ توراۃ نے سابقہ شرائع کے بعض احکام تبدیل یا منسوخ کیے ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید نے بھی توراۃ کے بعض احکام ہی منسوخ کیے ہیں۔ علاوہ ازیں زبور چونکہ دعاء و مناجات کا مجموعہ ہے لہذا وہ نہ وہ کسی کی ناسخ ہو گی اور نہ ہی خود کسی دوسری کتاب سے منسوخ ہو گی۔ نیز انجیل چونکہ اکثر وعظ و نصیحت کا مجموعہ تھی اور توراۃ کے تتمہ اور ضمیمہ کی حیثیت رکھتی ہے' مستقل شریعت نہیں'

اسی بنا پر حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ میں توراۃ کو منسوخ کرنے کے لیے نہیں آیا' بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ (متی ۵: ۱۷)

قرآن مجید میں بھی ہے و لاحل لکم بعض الذی حرم علیکم کہ میری بعثت کا مقصد یہ بھی ہے کہ میں تم پر بعض حرام کردہ امور کی حلت واضح کر دوں' کیونکہ وہ اصل میں حلال تھیں' یہود پر محض ان کی کٹ حجتی یا مسلسل نافرمانی کی سزا کے طور پر حرام کی گئی تھیں۔ جیسے انجیل میں مسیح نے طلاق کے متعلق وضاحت فرمائی۔ (دیکھئے متی ۱۹: ۸ و مرقس ۱۰: ۵)

کتاب یرمیاہ ۳۱: ۳۱ کے مطابق عہد (مستقل اور باقاعدہ شریعت) دو ہی ہیں' ایک توراۃ اور دوسرا وہ جو آئندہ ہمیشہ کے لیے عالمگیر سطح پر آئے گا جس کو لوگوں کے ذہن و قلب پر نقش کر دیا جائے گا' ان کے دلوں پر لکھ دیا جائے گا' یعنی قرآن مجید جس کی حفاظت اور تحفظ کے لیے کثرت تلاوت اور آسانی حفظ کی محیر العقول فضا قائم کر دی گئی ہے۔ (مزید ملاحظہ فرمائیں ۔ سیاق ۵۱: ۲۱)

ایسے ہی انجیل لوقا میں ایک تمثیل بھی اس کی موید ہے کہ مستقل شریعت توراۃ ہی تھی' انجیل نہیں۔ (لوقا ۲۰: ۱۹' انجیل متی باب ۲۲)

قرآن مجید سابقہ کتب سماوی کا محافظ و مہیمن ہے

قرآن مجید نے سابقہ تمام کتب کی شرائع کے قابل عمل احکام و نواہی کو نئے سرے سے اپنے اندر کامل صورت میں سمو لیا ہے' ایسے ہی بنیادی عقائد اور قصص و واقعات کو۔ اس لیے ہمیں ان کتب کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ ویسے اس لیے بھی کہ وہ بوجہ محرف ہونے کے مشکوک ہو چکی ہیں' نیز وہ کتب خاتم الکتب قرآن کی موید اور مصدق ہیں اور قرآن مجید ان کے قابل عمل احکام اور بنیادی عقائد کی تصدیق کرتا ہے' لہٰذا اب جو چیز قرآنی بیان کے مطابق ہو گی' وہ درست ہے اور جو خلاف ہے' وہ نادرست۔ کیونکہ اب معیار

صحت و حقانیت قرآن مجید ہے جو تا قیام قیامت تغیر و تبدل اور تحریف سے محفوظ رہے گا نیز کتب سابقہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے بارے میں یہ نظریہ رکھا جائے کہ وہ کتب واقعتاً خدا کی طرف سے نازل شدہ تھیں' اپنے زمانے کے لوگوں کے لیے ہدایت و نور تھیں۔ پھر انہوں نے ہی ہمیں خبر دی کہ آخر میں موسیٰ علیہ السلام جیسے ایک جلیل الشان صاحب شریعت اور کلام نبیؐ تشریف لائیں گے جو اس کی نہ سنے گا اس سے محاسبہ ہو گا۔ (استثناء ب ۱۸) وہ نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ (اعمال ب ۳) اس لیے ہم قرآن مجید کو تسلیم کر کے سابقہ تمام کتب و صحائف پر ایمان رکھنے والے بن سکتے ہیں اور قرآن کا انکار ان کا انکار ہے۔ اسی طرح سابقہ انبیاء پر ایمان کا مسئلہ ہے کہ ہم ان کو خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے برحق تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی امت کے لیے ہادی اور راہنما تھے انہوں نے ہی فرمایا تھا کہ ہمارے بعد سید دو عالم خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں ان پر ایمان لانا۔ لہٰذا سید المرسلینؐ کو تسلیم کرنا سابقہ تمام انبیاء و رسلؑ کو تسلیم ہے اور آپ کا انکار عام سابقہ انبیاء کا انکار ہے۔ یہ نکتہ خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

نسخ دو قسم پر ہے۔ قبل از وقوع عمل اور بعد از وقوع عمل۔ یعنی ایک حکم اللہ کی طرف سے آیا مگر ابھی اس پر عمل کرنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ رب رحیم نے اس کو موقوف کر کے دوسرا حکم دے دیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک حکم پر کچھ مدت تک عمل ہوتا رہا' پھر کسی ضرورت اور مصلحت و حکمت کی بنا پر اس کو موقوف کر کے اس کے بجائے دوسرا حکم نازل ہو گیا۔ اکثر نسخ دوسری قسم ہی کا ہوتا ہے۔

پہلے نسخ کی امثال از بائبل مقدس

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا بیٹا ذبح

کرنے کا حکم دیا' پھر اس پر عمل در آمد ہونے سے پیشتر ہی اس کو منسوخ کر کے ایک مینڈھے کی قربانی کا حکم دے دیا۔ ملاحظہ فرمایئے کتاب پیدائش باب ۲۲)

۲۔ کتاب سموئیل اول میں ایک نبی کا قول قاضی عیلی کے بارہ میں یوں مذکور ہے کہ:

"اس لیے خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ میں نے تو کہا تھا کہ تیرا گھرانا اور تیرے باپ کا گھرانا ہمیشہ میرے حضور چلے گا' پر اب خداوند فرماتا ہے کہ یہ مجھ سے دور ہو۔ کیونکہ جو میری عزت کرتے ہیں' میں ان کی عزت کروں گا' پر جو میری تحقیر کرتے ہیں' بے قدر ہوں گے۔ دیکھ وہ دن آتے ہیں کہ میں تیرا بازو اور تیرے باپ کے گھرانے کا بازو کاٹ ڈالوں گا" (۲: ۳۰ و ۳۱)

پھر آیت ۳۵ میں مذکور ہے کہ:

"اور میں اپنے لیے ایک وفادار کاہن برپا کروں گا جو سب کچھ میری مرضی اور منشا کے مطابق کرے گا"

ملاحظہ فرمایئے کہ پہلے خدا کا وعدہ تھا کہ یہ کہانت اور سرفرازی ہمیشہ عیلی اور اس کے خاندان میں رہے گی مگر بعد میں اس کو بدل دیا اور منسوخ کر کے ایک دوسرا کاہن مقرر کر دیا یعنی حضرت ہارون کے بڑے صاحبزادے عازار کو یہ عہدہ دے دیا۔ پھر ان کے چھوٹے لڑکے تمر کو۔ اور عیلی کی اولاد بوجہ نافرمانی اور نااہلی اس سرفرازی سے محروم کر دی گئی۔ اس کا تذکرہ کتاب گنتی ۲۵: ۴ میں کیا گیا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مشروط خبر بھی بدل سکتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک مشروط وعدہ ہے جو بوجہ شرط مفقود ہونے کے بدل دیا جاتا ہے۔

۳۔ بائبل کے رسالہ حزقیل میں مذکور ہے کہ

"اور تیرا کھانا وزن کر کے بیس مثقال روزانہ ہو گا جو تو کھائے گا" (۴: ۱۰)

پھر آیت ۱۲ میں ہے:

"اور تو جو کے پھلکے کھانا اور تو ان کی آنکھوں کے سامنے انسان کی نجاست سے اس کو پکانا اور خداوند نے فرمایا کہ اس طرح سے بنی اسرائیل اپنی ناپاک روٹیوں کو ان اقوام کے درمیان جن میں میں ان کو آوارہ کروں گا کھایا کریں گے۔ تب میں نے کہا ہائے خداوند خدا دیکھ میری جان کبھی ناپاک نہیں ہوئی اور اپنی جوانی سے اب تک کوئی مردار چیز جو آپ ہی مر جائے یا کسی جانور سے پھاڑی جائے، میں نے ہرگز نہیں کھائی اور حرام گوشت میرے منہ میں کبھی نہیں گیا۔"

پھر آیت نمبر ۱۵ میں لکھا ہے کہ:

"تب اس نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھ میں انسانی نجاست کے عوض تجھے گوبر دیتا ہوں، تو اپنی روٹی اس سے پکا۔"

ملاحظہ فرمایئے کہ پہلے کھانا پکانے کے لیے انسانی نجاست استعمال کرنے کا حکم فرمایا پھر اس پر عمل درآمد ہونے سے قبل ہی اسے منسوخ کر کے اس کی جگہ گوبر استعمال کرنے کا حکم فرمایا۔

نسخ قبل از عمل کی قرآنی مثال

کسی مصلحت کی بنا پر پہلے حکم فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے سے پہلے کچھ صدقہ کر لیا کرو۔ پھر حصول تنبیہ کے بعد اس حکم کو موقوف فرما دیا۔

۳۔ کتاب احبار میں مذکور ہے کہ:

"اسرائیل کے گھرانے کا جو کوئی شخص بیل یا بھیڑ یا بکرے کو خواہ لشکر گاہ میں یا لشکر گاہ سے باہر ذبح کرے، اسے خیمہ اجتماع کے دروازے پر خداوند کے مسکن کے آگے خداوند کے حضور چڑھانے کو نہ لے جائے۔ اس شخص پر خون کا الزام ہو گا کہ اس نے خون کیا ہے اور وہ شخص اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا

جائے" (باب ۱۷ آیت ۳ و ۴)

اس کے برخلاف کتاب استثنا میں لکھا ہے کہ:

"ہر گوشت کو تو اپنے سب پھاٹکوں کے اندر اپنی دل کی رغبت اور خداوند اپنے خدا کی دی ہوئی برکت کے موافق ذبح کر کے کھا سکے گا"

اس کے بعد آیت ۲۱ میں لکھا ہے کہ جب تمہیں فتوحات حاصل ہوں اور گوشت کھانے کو دل چاہے اور مقام عبادت دور ہو تو اپنے شہر کے اندر ہی جانور ذبح کر کے کھا سکتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ کتاب احبار کے حکم کو کتاب استثنا کے حکم سے منسوخ و موقوف فرما دیا۔ مشہور مفسر انجیل ہارسلے صاحب اپنی تفسیر میں اس مقام پر واضح طور پر نسخ کا اقرار کرتے ہیں۔ (تفسیر ص ۲۱۹ ج ۱، بحوالہ اظہار الحق اردو ص ۲۲۲، ج ۲)

نسخ کی دوسری قسم

پہلے ایک حکم تھا، پھر دوسرے زمانے یا دوسری شریعت میں اس کو تبدیل اور منسوخ کر دیا گیا:

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں بہن بھائیوں کا آپس میں نکاح جائز تھا، حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ بھی ان کی پدری بہن تھیں۔ جیسا کہ کتاب پیدائش میں ہے:

"اور فی الحقیقت وہ میری بہن بھی ہے کیونکہ وہ میرے باپ کی بیٹی ہے اگرچہ میری ماں کی بیٹی نہیں۔ پھر وہ میری بیوی ہوئی۔" (۲۰ : ۱۲)

دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی پدری بہن سے نکاح کیا تھا۔ اس کے بعد شریعت موسویہ میں اس حکم کو بدل کر ہر قسم کی بہن سے نکاح کو حرام قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ توراۃ میں لکھا ہے کہ:

"تو اپنی بہن کے بدن کو، چاہے وہ تیرے باپ کی بیٹی ہو چاہے تیری ماں کی

اور خواہ وہ گھر میں پیدا ہوئی ہو خواہ کہیں اور، اسے بے پردہ نہ کرنا۔" (کتاب احبار ۱۸: ۹)

پھر اسی کتاب احبار میں مذکور ہے کہ:

"اور اگر کوئی مرد اپنی بہن کو جو اس کے باپ کی یا اس کی ماں کی بیٹی ہو، لے کر اس کا بدن دیکھے تو یہ شرم کی بات ہے۔ وہ دونوں اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے قتل کیے جائیں۔ اس نے اپنی بہن کے بدن کو بے پردہ کیا، اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا۔" (۲۰: ۷)

پھر کتاب استثناء میں یوں مذکور ہے کہ:

"لعنت اس پر جو اپنی بہن سے مباشرت کرے۔ خواہ وہ اس کے باپ کی بیٹی ہو خواہ ماں کی اور وہ سب لوگ کہیں آمین۔" (۲۷: ۲۲)

ملاحظہ فرمایئے اب اگر آدم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی شریعتوں میں اس نکاح کو جائز نہ مانا جائے تو تمام انسان ولد الزنا ہو جاتے ہیں (العیاذ باللہ) اس لیے لا محالہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ یہ نکاح پہلی شرائع میں جائز تھا مگر بعد میں شریعت موسوی میں اس کو حرام اور باعث لعنت قرار دے دیا گیا۔

نوٹ: اہل علم حضرات و اکابر مسئلہ نسخ میں اصول فقہ کی مشہور متداول کتاب حسامی مع شرح نامی ص ۱۷۶ پر باب النسخ میں دلچسپ موازنہ وغیرہ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

۲۔ شریعت نوح علیہ السلام میں تمام جانور حلال تھے۔ ملاحظہ ہو:

"ہر چلتا پھرتا جاندار تمہارے کھانے کو ہوگا۔ ہری سبزی کی طرح میں نے سب کا سب تم کو دے دیا۔" (کتاب پیدائش ۹: ۳)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت میں ہر جانور حلال اور جائز تھا مگر اس کے بعد شریعت توراۃ میں بہت سے جانوروں کو حرام قرار دے دیا گیا۔ ملاحظہ فرمایئے، توراۃ میں لکھا ہے کہ:

"پھر خدا نے موسیٰؑ اور ہارونؑ سے کہا تم بنی اسرائیل سے کہو کہ زمین کے سب حیوانات میں سے جن جانوروں کو تم کھا سکتے ہو' وہ یہ ہیں: جانوروں میں جن کے پاؤں الگ اور چرے ہوئے ہیں اور وہ جگالی کرتے ہیں' تم ان کو کھاؤ مگر جو جگالی کرتے ہیں یا جن کے پاؤں الگ نہیں' ان میں سے تم ان جانوروں کو نہ کھانا یعنی اونٹ کو' کیونکہ وہ جگالی کرتا ہے پر اس کے پاؤں الگ نہیں۔ (یہ وضاحت خلاف مشاہدہ ہے کیونکہ اونٹ کے پاؤں چرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ناقل) اور خرگوش کو کیونکہ وہ جگالی تو کرتا ہے پر اس کے پاؤں الگ نہیں۔ وہ بھی تمہارے لیے ناپاک ہے۔ اور سور کو' کیونکہ اس کے پاؤں الگ اور چرے ہوئے ہیں پر وہ جگالی نہیں کرتا۔ وہ بھی تمہارے لیے ناپاک ہے۔ تم ان کا گوشت نہ کھانا۔" (کتاب احبار ۱:۱۱ تا ۸)

ایسے ہی کتاب استثناء باب ۱۴ میں حلال جانوروں کو بیان کیا گیا ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ پہلی شریعتوں میں بلا امتیاز سب جانور حلال تھے لیکن ان کے بعد دوسری شریعت میں ان سے کئی جانوروں کو حرام قرار دے دیا گیا۔ یہ نسخ کی واضح ترین دلیل ہے۔

۳۔ دو بہنوں کو بیک وقت ایک آدمی کے نکاح میں اکٹھا کرنا شریعت ابراہیم علیہ السلام میں جائز تھا جیسے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دونوں حقیقی بہنوں لیاہ اور راخل کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ (کتاب پیدائش باب ۲۹) مگر اس کے بعد شریعت موسویؑ میں اس کو حرام قرار دے دیا گیا۔ ملاحظہ فرمائیے کتاب احبار میں مذکور ہے:

"تو اپنی سالی سے بیاہ کر کے اسے اپنی بیوی کی سوکن نہ بنانا کہ دوسری کے جیتے جی اس کے بدن کو بھی بے پردہ کرے۔" (کتاب احبار ۱۸:۱۸)

ناظرین کرام! اگر دونوں بہنوں کے ساتھ بیک وقت ایک مرد کے ساتھ نکاح جائز نہ ہوتا تو پھر تمام یہود جو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں' سب کے سب ولد الزنا قرار پاتے۔ بلکہ بے شمار پیغمبر بھی انہی کی اولاد میں سے

ہیں اور خود حضرت مسیحؑ بھی اولاد یعقوب ہی سے ہیں۔ اس کے نتیجہ پر بھی غور فرمایئے۔

۳۔ پہلی شریعت میں پھوپھی کے ساتھ نکاح جائز تھا' چنانچہ عمران والد موسیٰ علیہ السلام نے اپنی پھوپھی یوکبد کے ساتھ نکاح کیا ہوا تھا۔ (خروج ۶: ۲۰) مگر بعد میں اس رشتہ کو حرام قرار دے دیا گیا۔ ملاحظہ فرمایئے "کتاب احبار ۱۸: ۱۲ میں لکھا ہے کہ:

"تو اپنی پھوپھی کے بدن کو بے پردہ مت کرنا کیونکہ وہ میرے باپ کی قریبی رشتہ دار ہے۔"

ایسے ہی احبار ۲۰: ۱۹ میں بھی مذکور ہے۔

مجموعی اور عام نسخ کا اعلان

کتاب یرمیاہ میں لکھا ہے کہ:

"دیکھ وہ دن آتے ہیں خداوند فرماتا ہے جب میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے کے ساتھ نیا عہد باندھوں گا۔ اس عہد کے مطابق نہیں جو میں نے ان کے باپ دادا سے کیا جب میں نے ان کی دستگیری کی تاکہ ان کو مصر سے نکال لاؤں اور انہوں نے میرے اس عہد کو توڑا اگرچہ میں ان کا مالک تھا خداوند فرماتا ہے۔" (۳۱: ۳۱ و عبرانیوں ۷: ۸)

اس اقتباس میں عہد سے مراد خدا تعالیٰ کی شریعت ہے کہ جب اسرائیل فرعون کی غلامی سے نکل کر ملک موعود کنعان کے لیے رخصت ہوئے تو اس کے بعد ان کو کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطہ سے ایک مکمل شریعت (توراۃ) عنایت ہوئی۔ لیکن بنی اسرائیل کی قدم قدم پر اور بار بار نافرمانی اور بغاوت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں ایک اور عہد دوں گا جس کی شان اس سے نرالی ہو گی اور وہ کبھی منسوخ اور بے کار نہ ہو گا۔ (ملاحظہ فرمایئے اس سے اگلی آیت۔ اس عہد ثانی سے مراد انجیل

نہیں بلکہ خدا کا آخری، عالمگیر اور لا تبدیل کلام قرآن مجید ہے۔ بندہ نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ بھی شائع کیا تھا جو کہ قابل دید ہے)

یہ پانچ مثالیں تو ایسی ہیں کہ یہود و نصاریٰ دونوں پر الزام قائم کرتی ہیں کہ واقعتاً شرائع میں نسخ واقع ہوتا ہے اور ہر ملا ہوا بھی ہے۔ لہٰذا انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اب وہ مثالیں ملاحظہ فرمایئے جو صرف عیسائیوں پر حجت قائم کرتی ہیں۔

انجیل سے نسخ کی مثالیں

۱۔ موسوی شریعت میں مرد اپنی عورت کو کسی بھی بنا پر طلاق دے سکتا تھا اور یہ جائز تھا کہ وہ عورت اپنے خاوند سے طلاق لینے کے بعد دوسرے مرد سے شادی کر لے۔ (ملاحظہ فرمایئے کتاب استثناء باب ۲۴) مگر شریعت عیسوی میں ارتکاب زنا کے سوا اور کسی بنا پر مرد عورت کو طلاق دینے کا مجاز نہیں اور نہ ہی ایسی مطلقہ سے کوئی دوسرا آدمی شادی کر سکتا ہے بلکہ جو ایسا کرے گا وہ زنا کا مرتکب ہو گا۔ چنانچہ انجیل متی میں یوں مذکور ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام پر علمائے یہود نے اس مسئلہ میں اعتراض پیش کیا تو آپ نے جواباً فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے تمہاری سخت دلی کے سبب سے تم کو اپنی بیویوں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی مگر ابتداء سے ایسا نہ تھا:

> "اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے' وہ زنا کرتا ہے اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے' وہ بھی زنا کرتا ہے۔" (انجیل متی ۱۹: ۸ و ۹)

اس سے معلوم ہوا کہ اس حکم میں دو مرتبہ تبدیلی اور نسخ واقع ہوا۔ ایک مرتبہ شریعت موسوی علیہ السلام میں اور دوسری مرتبہ شریعت عیسوی علیہ السلام میں اور یہ بات بھی واضح ہوئی کہ احکام کا نسخ لوگوں کے حالات اور ضروریات کی بنا پر ہوتا ہے۔ معاذ اللہ یہ نہیں کہ پہلے اللہ کو معلوم نہ تھا بعد

میں مظلوم ہوا۔ (العیاذ باللہ) نسخ کی یہ حکمت اور علت خوب ذہن نشین کر لیں۔

مندرجہ بالا مسئلہ طلاق اور اسی طرح انجیل متی ب ۵ میں مذکورہ دوسرے مسائل کو مسیح علیہ السلام نے بالکلیہ منسوخ اور ختم نہیں فرمایا بلکہ ضرورت زمانہ کی بنا پر ان کو محکم کرتے ہوئے ان کے حقیقی اغراض و مقاصد کو واضح فرمایا ہے۔ مثلاً" فرمایا کہ :

"اگلوں کے لیے تو یہ حکم تھا کہ خون نہ کرنا۔ جو خون کرے گا وہ قتل سزا ہو گا لیکن میں (تمہیں یہ سزا معاف نہیں کرتا بلکہ میں) کہتا ہوں کہ بھائی کا قتل تو بڑا جرم ہے' جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہو گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہو گا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہے گا" وہ صدر عدالت کی سزا کے لائق ہو گا اور جو اس کو احمق کہے گا" وہ آگ کی جہنم کا سزا وار ہو گا۔" (انجیل متی ۵: ۲۱ و ۲۲)

اسی طرز پر مزید کئی مسائل کا تذکرہ فرمایا۔ متی کا پانچواں پورا باب ملاحظہ فرمالیں۔ اہل علم ایسی صورتوں کو بھی مجازاً" نسخ کے زمرہ میں لے آتے ہیں۔

حضرت مسیح اور شریعت موسوی

آپ نے صراحت کے ساتھ اتباع شریعت موسویہ کا حکم دیا ہے۔ (انجیل متی ۲۳) اور خود بھی کلی طور پر متبع شریعت تھے' مثلاً" آٹھویں دن آپ کا ختنہ ہونا اور دو قمریوں کی قربانی کرنا۔ (لوقا ۲: ۲۱ تا ۲۵) آپ عبادت کے لیے ہیکل میں جاتے' نماز ادا کرتے۔ (لوقا ۴: ۱۶) لیکن نہایت ہی افسوس ہے کہ آپ کے بعد پولوس نے جو کہ از روئے اناجیل نہ شاگرد ہے اور نہ اسے کسی حواری کے برابر ہونے کا حق ہے' یہ محض اپنی ہوشیاری سے حواریوں پر غالب آگیا اور تمام شرع کو حیلے بہانے سے منسوخ قرار دے دیا۔ چنانچہ پولوس لکھتا ہے کہ :

"مجھے معلوم ہے کہ خداوند یسوع مسیح میں مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتہٖ حرام نہیں لیکن جو اسے سمجھتا ہے' اس کے لیے حرام ہے۔" (خط رومیوں ۱۴ : ۱۴)

گویا کسی چیز کی ممانعت یا حرمت کلام الٰہی پر موقوف نہیں بلکہ انسانی سوچ اور نظریہ پر موقوف ہے۔ اس طرح تو تمام حدود و قیود ختم ہو گئے۔ نہ کوئی رشتہ حرام رہا' نہ ماں نہ بہن وغیرہ اور نہ ہی کوئی کھانے پینے کی چیز حرام رہی۔ سب کھاؤ پیو کوئی بندش نہیں۔

دوسری جگہ لکھا ہے کہ:

"پس آؤ مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتیں چھوڑ کر کمال کی طرف قدم بڑھائیں اور مردہ کاموں سے توبہ کرنے اور خدا پر ایمان لانے کی اور ہاتھوں پر ہاتھ رکھنے اور مردوں کو جی اٹھنے اور ابدی عدالت کی تعلیم کی بنیاد دوبارہ نہ ڈالیں۔ اور خدا نے چاہا تو ہم یہی کریں گے۔" (عبرانیوں ۶ : ۱ تا ۳)

ملاحظہ فرمائیں جناب پولوس کس طرح مسیح کے دین و شریعت پر ہاتھ صاف کر رہا ہے۔ سچ ہے' موجودہ زمانہ میں مسیحیت نہیں' پولوسیت چل رہی ہے۔

یہی بزرگ ایک موقعہ پر یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں کہ:

"پاک لوگوں کے لیے سب چیزیں پاک ہیں مگر گناہ آلود اور بے ایمان لوگوں کے لیے کچھ بھی پاک نہیں۔" (ططس ۱ : ۱۵)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمایئے کہ کیسے عجیب اصول ہیں۔ موسوی شریعت میں تو حلال و حرام کی لسٹ خدا کی طرف سے بنی ہوئی تھی جس کی پابندی انبیائے بنی اسرائیل اور امت یہود کے لیے لازمی تھی۔ مگر ان خدا کے چہیتے عیسائیوں کے لیے سب کچھ پاک ہے تو کیا وہ سب نبی اور امتی پاک نہ تھے؟ کیا عیسائی ہی سب کے سب پاک ہیں کہ ان کے لیے ہر حلال و حرام پاک ہے؟ یہ اباحت اور چھٹی تو خود مسیح نے بھی نہیں دی نہ کسی حواری کا یہ مقام

حاصل ہوا۔ پھر یہ جناب پولوس کون ہوتے ہیں؟

چنانچہ جناب پولوس نے اس مسئلہ اباحت کو عام کرنے کے لیے بہت کوشش اور محنت فرمائی۔ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ:

"کیونکہ خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اچھی ہے اور کوئی چیز انکار کے لائق نہیں بشرطیکہ شکرگزاری کے ساتھ کھائی جائے۔ اس لیے کہ خدا کے کلام اور دعا سے پاک ہو جاتی ہے۔ اگر تو بھائیوں کو یہ باتیں یاد دلائے گا تو یسوع مسیح کا اچھا خادم ٹھہرے گا۔ اور ایمان اور اچھی تعلیم کی باتوں سے جس کی پیروی کرتا آیا ہے تربیت پاتا رہے گا" (تیمتھیس)

سبحان اللہ۔ پادری حضرات کو اس کی خوب تبلیغ کرنی چاہیے کہ اے عیسائی بھائیو' سب مادر پدر آزاد ہو جاؤ۔ کچھ پرواہ نہیں۔ کسی بھی قسم کی مذہبی' اخلاقی' سیاسی' معاشرتی اور عقیدہ و نظریہ کی کوئی پابندی نہیں۔ چاہے بیٹی کو بیوی بنا لو یا بہو' ماں بہن کو جیسے چاہو استعمال کرو۔ صرف نیت ٹھیک رکھو۔ یہ عین مسیحیت اور فضل کے عہد کے مطابق ہے۔ مغربی معاشرہ اسی پولوسی شریعت پر چل کر ایڈز کا شکار ہو رہا ہے۔ وہاں سالانہ لاکھوں کنواریاں اور کم عمر لڑکیاں مائیں بن رہی ہیں۔ پھر یہ معاملہ یہاں تک ہی نہیں بلکہ اس کے تحفظ کے لیے باقاعدہ معالجاتی ادارے قائم کیے جاتے ہیں حتی کہ اس ترقی یافتہ اور مہذب معاشرہ میں ہم جنس پرستی کا قانون بھی پاس ہو چکا ہے۔ چنانچہ پادری خورشید عالم اپنے ایک کھلے خط میں لکھتے ہیں کہ:

"انگلیکانی کلیسا (کلیسائے انگلستان) کا سربراہ بادشاہ ہویا ملکہ' قانونی برتری کے باعث سردار اعلیٰ اور محافظ دین ہے لیکن موجودہ پارلیمانی کمیٹی کی رضامندی سے ہم جنسی جیسے غیر فطری فعل کو تعزیرات میں نظرانداز کر دیا گیا ہے اور ہم جنسی کے بل کو منظور کر لیا گیا ہے اور اس روسیاہی کو گناہ نہ ٹھہرانے کے لیے انگلیکن کینن کف مونٹ فائر نے جولائی 1967ء میں ربنا المسیح کے شادی نہ کرنے اور مجرد رہنے کی وجہ "فعل جنسی" بتائی ہے۔ نعوذ باللہ ثم معاذ

اللہ) اور اسی کمشن کو آرچ بشپ آف کنٹربری بشپ کے مقدس عہدہ پر فائز کر رہے ہیں۔ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو۔" (منقول از رسالہ "حضرت مسیح" کے حقیقی پیروکار، مسیحی یا مسلمان؟" ص ۹ و ۱۰ از محقق مسیحیت رانا محمد اسلم صاحب)

۲۔ احبار ب ۲۳ میں متعدد عیدوں کے احکام اور طریقے مذکور ہیں جن سے ان کا دوام اور ہمیشگی واضح طور پر معلوم ہوتی ہے۔ (آیات ۱۴، ۲۱، ۳۱، ۴۱) ایسے ہی سبت یعنی ہفتہ کے دن کی دائمی تعظیم کا حکم تھا، اس روز کسی قسم کا کام جائز نہ تھا۔ خلاف ورزی کرنے والے کو واجب القتل فرمایا گیا ہے۔ یہ حکم مندرجہ ذیل مقامات پر ملاحظہ فرمایئے: کتاب پیدائش ۲: ۳۔ خروج ۲۰: ۸ تا ۱۱ و ۲۳: ۱۲ و ۳۱: ۱۳ و ۳۴: ۲۱۔ کتاب احبار ۱۹: ۳ و ۲۳: ۳۔ استثناء ۵: ۱۲ تا ۱۵۔ نحمیاہ باب ۹۔ کتاب حزقیل باب ۲۰: ۱۲ و ۲۱ وغیرہ۔

خروج ۳۱: ۱۳ تا ۱۷ میں ہے کہ:

"اور خداوند نے موسیٰ سے کہا تو بنی اسرائیل سے یہ بھی کہہ دینا کہ تم میرے سبتوں کو ضرور ماننا اس لیے کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان تمہاری پشت در پشت ایک نشان رہے گا تاکہ تم جانو کہ میں خداوند پاک کرنے والا ہوں ○ پس تم سبت کو ماننا اس لیے کہ وہ تمہارے لیے مقدس ہے اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کرے، وہ ضرور مار ڈالا جائے۔ جو اس میں کام کرے، وہ اپنی قوم میں سے کاٹ ڈالا جائے۔ چھ دن کام کیا جائے لیکن ساتواں دن آرام کا سبت ہے جو خداوند کے لیے مقدس ہے۔ جو کوئی سبت کے دن کام کرے، وہ ضرور مار ڈالا جائے۔ پس بنی اسرائیل سبت کو مانیں اور پشت در پشت اسے دائمی عہد جان کر اس کا لحاظ رکھیں۔ میرے اور بنی اسرائیل کے درمیان یہ ہمیشہ کے لیے ایک نشان رہے گا۔" (خروج ۳۱: ۱۳ تا ۱۷)

ایسے ہی خروج ۳۵: ۲ میں تاکیدی احکام ہیں۔ سبت کا یہ دائمی قانون صرف بنی اسرائیل کے لیے ان کی شرع کا حکم تھا مگر جب دوسرا عہد جو عالمی اور دائمی ہے، آ جائے گا تو یہ حکم باقی نہ رہے گا۔

کتاب گنتی میں یوں مذکور ہے کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکل کر بیابان میں رہتے تھے تو ایک آدمی ہفتہ کے روز جنگل میں لکڑیاں چنتے ہوئے پکڑا گیا' اسے گرفتار کر کے دربار موسویؑ میں پیش کیا گیا تو آپ نے بامر الٰہی اسے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ شہر کے باہر لے جا کر سنگسار کر دیا گیا۔ (گنتی ۱۵: ۳۲ تا ۳۶)

علاوہ ازیں عہد عیسویؑ کے یہود اس وجہ سے مسیحؑ کے مخالف ہو گئے کہ آپ اس دن تبلیغ کی چھٹی نہیں کرتے تھے۔ (ملاحظہ فرمایئے انجیل چہارم یوحنا ۵: ۱۸)

پھر یوحنا میں مذکور ہے کہ بعض فریسیوں نے کہا کہ یہ ہفتہ کو چھٹی نہیں مناتا لہٰذا یہ اللہ کی طرف سے نہیں۔ جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام صرف تبلیغ اور وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ کوئی دنیوی کام نہ کرتے تھے اور تبلیغ بھی تو ایک عبادت ہے مگر یہودی اس کو بھی تعظیم سبت کے خلاف سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ اس حکم کو اتنا اہم اور ضروری خیال کرتے تھے کہ اس میں کسی قسم کے کام کی گنجائش نہ دیتے تھے۔

پھر یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ حضرت مسیحؑ مطلق تعظیم سبت کے منکر نہ تھے بلکہ سبت کو بلا ناغہ خود بھی عبادت خانہ (ہیکل) میں جاتے تھے۔ (لوقا ۴: ۱۶) اسی بنا پر ابتدائی مسیحی سبت کی تعظیم کرتے تھے مگر جب یہود سے زیادہ مخالفت ہو گئی (بوجہ ترک شریعت توراۃ) تو عیسائیوں نے سبت ماننا چھوڑ دیا۔ (ملاحظہ فرمایئے قاموس الکتاب ص ۵۰۰' کالم ۲' از پادری خیر اللہ)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ تعظیم سبت یہود کے لیے ایک دائمی حکم تھا جس کو مسیح اور مسیحی بھی مانتے تھے مگر آہستہ آہستہ کسی خدائی حکم کی بنا پر نہیں بلکہ صرف یہود کی مخالفت کی وجہ سے اس کو ترک کر دیا۔ پھر جناب پولوس نے اس پر دائمی خط تنسیخ کھینچ دیا جس کا اسے قطعاً" کوئی حق نہ تھا۔ کیونکہ کلام مسیح کو کوئی غیر نبی نہیں بدل سکتا۔

"تمہیں کھانے پینے یا عید یا نئے چاند یا سبت کی بابت کوئی تم پر الزام نہ لگائے کیونکہ یہ آنے والی چیزوں کا سایہ ہیں۔ مگر اصل چیزیں مسیح کی ہیں۔"

(کلسیوں ۲: ۱۶ نیز عبرانیوں باب ۶)

گویا شریعت موسوی کی تمام عیدیں جو کہ خدائی انعامات کی یادگار کے طور پر فرض تھیں اور یوم سبت جو کہ دائمی حکم تھا' جناب پولوس نے ایک قلم سب کو ختم کر دیا حالانکہ یہ شریعت کے اہم احکام تھے جن پر خود مسیحؑ بھی عامل رہے اور دوسروں کو بھی تلقین فرماتے رہے (متی ب ۲۳)

اب فرمایئے پولوس نے ان اہم احکام کو منسوخ کیا یا نہیں؟ بالفرض اب بھی اگر انھیں غیر منسوخ تسلیم کیا جائے تو تمام پادری اور بشپ بمع مسیحی عوام واجب القتل ٹھہرتے ہیں۔

۳۔ ختنہ کا حکم دین ابراہیمیؑ میں نہایت اہم اور دوامی تھا۔ (کتاب پیدائش باب ۱۷) اس کے بعد شریعت موسویؑ میں بھی اسے بعینہٖ بحال رکھا گیا۔ (کتاب احبار ۱۲: ۳) حتیٰ کہ حضرت مسیحؑ کا ختنہ بھی دستور توراۃ کے مطابق ہوا۔ (لوقا ۲: ۲۱) مگر جناب پولوس بلا تحت کے تیرہویں ذلت نے اسے بھی منسوخ قرار دے دیا۔ وہ لکھتا ہے کہ:

"دیکھو میں پولوس تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہو گا بلکہ میں ہر ختنہ کروانے والے شخص پر پھر گواہی دیتا ہوں کہ اسے تمام شریعت پر عمل کرنا فرض ہے۔ تم جو شریعت کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرنا چاہتے ہو' مسیحؑ سے الگ ہو گئے اور فضل سے محروم۔ کیونکہ ہم روح کے باعث ایمان سے راست بازی کی امید بر آنے کے منتظر ہیں اور مسیح میں نہ تو ختنہ کچھ کام کا ہے نہ نامختونی مگر ایمان جو محبت کی راہ سے اثر کرتا ہے۔" (خط گلتیوں ۵: ۱ تا ۶)

ایسے ہی انسداد ختنہ کے بارے میں پولوس کی ہدایات مندرجہ ذیل

مقامات ملاحظہ کریں : افیوں ۲ : ۱۵۔ فلپی ۳ : ۳۔ کلیسوں ۲ : ۱۱۔ گلتیہ ۶ : ۱۳ و ۱۹۔ رومیوں ۲ : ۲۸ و ۴ : ۸۔ کرنتھ اول ۷ : ۱۷ وغیرہ

عیسائیت کے کرتا دھرتا پولوس نے شریعت توراۃ کو آہستہ آہستہ موقوف کر دیا۔

۱۔ ذبیحہ کے احکام بدل دیے۔

۲۔ کہانت (امامت) کے احکام کالعدم قرار دے دیے حتیٰ کہ آہستہ آہستہ تمام توراۃ کے احکام و نواہی پر خط تنسیخ پھیر دیا' سوائے چار احکام کے۔ ۱۔ بت کا ذبیحہ' ۲۔ گلا گھونٹ کر مرا ہوا جانور' ۳۔ حرام کاری' ۴۔ بہتا خون۔

چنانچہ جناب پولوس لکھتے ہیں کہ :

"چونکہ ہم نے سنا ہے کہ بعض نے ہم میں سے جن کو ہم نے حکم نہ دیا تھا وہاں جا کر اپنی باتوں سے گھبرا دیا اور تمہارے دلوں کو الٹ کر دیا۔" (اعمال ۱۵ : ۲۴)

اس کے بعد آیت ۲۸ و ۲۹ میں یوں گوہر افشانی کرتے ہیں کہ :

"کیونکہ روح القدس نے اور ہم نے مناسب جانا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تم پر اور بوجھ نہ ڈالیں کہ تم بتوں کی قربانیوں کے گوشت سے لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرام کاری سے پرہیز کرو۔ اگر تم ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو تو سلامت رہو گے۔"

یہ عبارت عربی بائبل میں موجود ہے مگر اردو میں مفقود ہے۔ شاید کسی ایماندار مسیحی کاتب یا بشپ کی قلمکاری کا شکار ہو گئی ہے۔

ناظرین کرام! پولوس بڑا خرانٹ یہودی تھا۔ اس نے یہ چار احکام بھی اس لیے باقی رکھے کہ وہ یہودی جو نئے نئے مسیحیت میں داخل ہوئے تھے' وہ متنفر نہ ہو جائیں کیونکہ ان کے ذہنوں میں شریعت موسوی راسخ تھی۔ پھر جب پولوس کو کچھ مدت بعد اطمینان ہو گیا کہ اب ان کے ذہنوں میں شریعت توراۃ کی

اتنی اہمیت نہیں رہی تو پھر پہلے تین احکام پر ہاتھ صاف کیا۔ باقی صرف زنا رہ گیا مگر وہ بھی نہ ہونے کے برابر۔ کیونکہ انجیل میں اس کی کوئی خاص سزا مقرر نہیں ہے۔ (ملاحظہ فرمایئے انجیل یوحنا باب ۸) اس لیے عملاً یہ بھی ختم کر دیا گیا۔ اب کھلی چھٹی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے فرمان پولوس:

"میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا ہوں اور اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور میں جو اب جسم میں زندگی گزارتا ہوں تو خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گزارتا ہوں۔ جس نے مجھ سے محبت رکھی ہے اور اپنے آپ کو میرے لیے موت کے حوالے کر دیا۔ میں خدا کے فضل کو بیکار نہیں کرتا کیونکہ راست بازی اگر شریعت کے وسیلے سے ملتی تو مسیح کا مرنا عبث ہوتا۔"

(گلتیوں ۲:۲۰)

اس بزرگ سے کوئی پوچھے کہ کیا مسیح" روحانی طور پر مصلوب ہوئے تھے یا جسمانی طور پر۔ اگر روحانی طور پر کہو تو تمام اناجیل غلط۔ اور اگر جسمانی طور پر ہوئے تھے تو آپ جھوٹے۔ پھر آپ کے اس کہنے کا کیا مطلب؟

اس کی شرح میں ڈاکٹر عنڈ لکھتا ہے کہ:

"یعنی میرے لیے اپنی جان دے کر مجھ کو موسیٰ کی شریعت سے رہائی بخشی۔"

پھر آیت ۲۱ کی شرح میں لکھتا ہے کہ:

"اس نے اس آزادی کو اس لیے اختیار کیا اور مجھ کو نجات کے معاملہ میں موسیٰ" کی شریعت پر کوئی اعتماد نہیں ہے اور میں موسیٰ" کے احکام کو ضروری نہیں سمجھتا۔ کیونکہ یہ چیز ساری انجیل کو بے فائدہ بنانے والی ہے۔" (بحوالہ بائبل سے قرآن تک ص ۲۱۹، ج ۲)

ایسے ہی ڈاکٹر وٹ بی آیت ۲۱ کی تشریح میں لکھتا ہے کہ:

"اور اگر ایسا ہوتا تو نجات کو موت کے ذریعے خریدنا ضروری نہ ہوتا اور نہ ایسی موت (مسیح کی صلیبی موت۔ ناقل) میں کوئی خوبی ہو سکتی ہے۔"

اگر یہودیوں کی شریعت ہماری نجات اور عصمت کا ذریعہ ہوتی تو پھر عیسیٰ کو جان دینے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر یہ شریعت ہماری نجات کا عوض ہے تو پھر مسیح کی موت اس کے لیے کافی نہ ہو گی۔" (بائبل)

پھر جناب پولوس ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں' وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں۔ شریعت کے وسیلہ سے کوئی شخص خدا کے نزدیک راست باز نہیں ٹھہرتا۔"

(گلتیوں ۳: ۱۰ و ۱۱)

"شریعت کو ایمان سے کچھ واسطہ نہیں۔ مسیح جو ہمارے لیے لعنتی بنا' اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔" گلتیوں آیت ۱۲ و ۱۳" باب ۳)

ناظرین کرام! یہ ہے اس بزرگ پولوس کی مرحلہ وار کارروائی کہ بقول انجیل یوحنا کلام مجسم اور خدا کے لا تبدیل کلام کی دھجیاں اڑا رہا ہے' نہیں بلکہ اس کو ہدایت ربانی اور ایمان کے منافی قرار دے رہا ہے تو کیا کوئی اس شریف ذات سے یہ پوچھنے کی جرات کر سکتا ہے کہ جس مقدس پیغمبر پر شریعت نازل ہوئی تھی اور جس امت کی راہنمائی کے لیے آئی تھی' کیا ان کو بے ایمان اور لعنتی بنانے کے لیے آئی تھی؟ آخر ہزاروں نبی اس شریعت توراۃ کے تحت مبعوث ہوئے ان کے متعلق کیا خیال ہے؟ کیا انجیل یوحنا ۱۰: ۸ کہ "مجھ سے پہلے جتنے آئے' سب چور اور ڈاکو تھے۔" اس حقیقت کو بیان کرنے کے لیے فرمایا گیا ہے؟ کیا اسی غرض کے لیے بائبل مقدس انبیائے کرام کے کھاتے میں بت پرستی' زنا کاری' جھوٹ و مکر' شراب نوشی وغیرہ قبیح سے قبیح افعال و اعمال ڈال رہی ہے؟ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اے پاکباز پادریو! کچھ تو فرماؤ۔ ہمارا تو دل لرزتا ہے۔ قلم کانپتا ہے۔ ہم اس قسم کی باتوں کا تصور بھی کریں۔ آخر تم ہی یہ فلسفہ سمجھا دو۔

ہاں ہاں یہ بھی بتلائیے جائیے کہ آپ حضرات (معاذ اللہ) اس لعنت کو

کیوں اٹھائے پھرتے ہو؟ کروڑوں اربوں روپیہ اس بائبل کی اشاعت پر برباد کرتے ہو۔ اخبارات میں آئے دن دل فریب اشتہار دیتے ہو کہ "صحائف انبیاء توراۃ' زبور' انجیل کی تلاوت کیجئے"

اے ایمان دارو! کیا یہ سب کچھ خلق خدا کو دھوکا دینے کے لیے اور اپنی تجوریاں بھرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ ان کو لعنت کے تحت کر کے بے ایمان بنانا چاہتے ہو؟ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ آخر شرافت اور انسانیت نام بھی کوئی شے ہے۔

ضروری گزارش

پادری حضرات کی خدمت میں بندہ عرض کرتا ہے کہ جب مسیح نے صرف بارہ حواریوں کو تمام قسم کے اختیارات دے کر اپنا مثل قرار دیا' ان کو بارہ تختوں پر بیٹھ کر عدالت کرنے کی خوشخبری سنائی' ان کو فرمایا کہ تمہاری سلامتی ہو' جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں۔ پھر ان پر دم کر کے روح القدس انہیں بخشا' فرمایا جن کے گناہ تم بخشو گے' ان کے بخشے گئے ہیں اور جن کو تم قائم رکھو ان کے قائم رکھے گئے۔ (یوحنا ۲۰: ۲۱ تا ۲۳) ان سب حواریوں پر روح القدس نازل ہوا تاکہ وہ تبلیغ کے لیے قوت پائیں۔ (اعمال ۲) خاص کر شمعون پطرس ایسی ہستی تھی کہ جسے آپ نے مبارک فرمایا اور فرمایا کہ:

"تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسا بناؤں گا' عالم ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے۔ میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دوں گا جو تو زمین پر باندھے گا' آسمان پر بندھے گا اور جو تو زمین پر کھولے گا' وہ آسمان پر کھلے گا۔" (انجیل متی ۱۶: ۱۷ تا ۱۹)

یہ مفہوم قریبا" ہمارے ہاں کے کے "محدث من الامۃ" کے موافق ہے۔

انجیل یوحنا باب ۲۱ کے مطابق پطرس کو باصرار تمام امت کا رکھوالا مقرر فرمایا۔ مگر خدا جانے ان صاحب فضائل و کمالات حضرات کی موجودگی میں یہ تیرہویں بلاتخت ذات کدھر سے آٹپکی جس نے ان سب کو پس پشت ڈال کر خود نیابت مسیح کا دعویٰ کر کے تمام دین و شریعت کو تلپٹ کر دیا۔ ہے کوئی مائی کا لال جو اس گتھی کو سلجھائے اور واضح کرے کہ مسیحیت کی بجائے پولوسیت کیسے رائج ہو گئی؟ بھلا جو شخص از روئے ضابطہ مسیح کا رسول (بجائے یہوداہ اسکریوتی) نہ ہو سکا (اعمال) حتیٰ کہ قرعہ اندازی کر کے متیاہ کو بارھواں مبلغ منتخب کیا گیا۔ پھر اس پولوس پر روح القدس بھی نازل نہ ہوا۔ تو پھر یہ شخص کس طرح نیابت مسیح کا مستحق ہو گیا؟ پادری صاحبان ذرا تکلیف فرما کر نامہ گلتیوں اور نامہ یعقوب میں موازنہ کر کے دیکھیں، شاید حقیقت کا کوئی سرا مل جائے، کوئی راز کھل جائے۔

اور سماعت فرمائیے۔ یہی پولوس مقدس فرماتا ہے کہ:

"جس نے اپنے جسم کے ذریعے دشمنی یعنی وہ شریعت جس کے حکم ضابطوں کے طور پر تھے، موقوف کر دیا۔" (افسیوں ۲: ۱۵)

چلو چھٹی ہوئی۔ اور جگہ فرمایا کہ:

"اور جب کہانت بدل گئی تو شریعت کا بدلنا ضروری تھا۔" (عبرانیوں ۷: ۱۲)

اس آیت میں سینٹ پال (پولوس) تبدیلی کہانت (امامت) اور تبدیلی شریعت کو متلازم قرار دے رہے ہیں۔ اب اگر اس تلازم کے پیش نظر اہل اسلام شریعت عیسوی کو منسوخ قرار دیں تو ان کی بات سو فیصد درست اور قابل قبول ہونی چاہئے۔ پادریوں کو اس حقیقت کو زیر بحث نہ لانا چاہئے۔

نسخ شریعت کے بارہ میں جناب پولوس کی مزید تیشہ زنی ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں کہ:

"غرض پہلا حکم کمزور اور بے فائدہ ہونے کے سبب سے منسوخ ہو گیا۔"

کیونکہ شریعت نے کسی چیز کو کامل نہیں کیا۔" (عبرانیوں ۷ : ۱۸)
پادری صاحبان بتلائیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کس بنا پر حکم ملا کہ کامل ہو۔ (پیدائش ۱۷ آیت ۱) جبکہ بقول پولوس شریعت نے کسی چیز کو کامل نہیں کیا۔ اور کیا تمام سابقہ انبیاء اور ان کی امتیں ناقص ہی تھیں؟ بائبل میں تو متعدد افراد کو نام بنام کامل اور راستباز فرمایا گیا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

"کیونکہ اگر پہلا حکم عہد بے نقص ہوتا تو دوسرے کے لیے موقع نہ ڈھونڈا جاتا۔" (عبرانیوں ۸ : ۷)

"جب اس نے نیا عہد کیا تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا اور جو چیز پرانی اور مدت کی ہو جاتی ہے وہ مٹنے کے قریب ہو جاتی ہے۔" (عبرانیوں ۸ : ۱۳)

"غرض وہ پہلے کو موقوف کرتا ہے تا کہ دوسرے کو قائم کرے" (عبرانیوں ۱۰ : ۹)

"اور حکموں کی وہ دستاویز مٹا ڈالی جو ہمارے نام پر اور ہمارے خلاف تھی اور اس کو صلیب پر کیلوں سے جڑ کر سامنے سے ہٹا دیا۔ اس نے حکومتوں اور اختیاروں کو اپنے اوپر سے اتار کر ان کا برملا تماشہ بنایا اور صلیب کے سبب سے ان پر فتح یابی کا شادیانہ بجایا۔" (کلسیوں ۲ : ۱۴ و ۱۵)

اس تنسیخ کے متعلق مزید پولوسی حوالجات ملاحظہ فرمائیے: اعمال ۱۳ : ۳۹ و ۲۱ : ۲۵۔ رومیوں ۶ : ۱۴ و ۱۳ : ۸۔ گلتیوں ۲ : ۱۶ و ۵ : ۴ و ۵ و ۵ : ۱۳۔ افسیوں ۱ : ۹۔ کلسیوں ۲ : ۸ و ۱۴ و ۲۰۔ تیمتھیس ۵ : ۲۳۔ عبرانیوں ۸ : ۱۱ و ۱۴ نیز ۱۰ : ۱ و ۲ و ۱۰ و ۱۸ و ۷ : ۱۱۔ فلپیوں ۳ : ۹۔ کرنتھی اول ۱۰ : ۲۵ و ۲۷ وغیرہ

نتائج و تبصرہ

مندرجہ بالا اقتباسات و حوالجات سے معلوم ہوا کہ:

۱۔ شرعی احکام میں وقوع نسخ صرف قرآنی شریعت کے ساتھ ہی مختص

نہیں بلکہ موقت تمام شرائع میں ایسا ہوتا آیا ہے تو جب وہاں یہ چیز باعث عیب اور موجب طعن نہیں تو اس قرآنی شریعت پر کیوں طعن کیا جاتا ہے؟

۲۔ موسوی شریعت کے تمام احکام خواہ وہ ابدی تھے یا موقت' وہ سب بقول پولوس شریعت عیسوی میں منسوخ کر دیئے گئے۔ جناب پولوس نے صرف جزوی نسخ کا اظہار نہیں کیا بلکہ تمام کی تمام شرع کو منسوخ قرار دے دیا۔ حالانکہ ایسا اقدام نہ پہلے کبھی وقوع میں آیا تھا اور نہ بعد میں ہوا اور نہ ہی یہ چیز مناسب اور معقول ہے۔

۳۔ جناب پولوس نے صرف نسخ پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ بر ملا تمام شرائع کی زبردست توہین و تحقیر بھی کی کہ اس نے کسی چیز کو کامل نہیں کیا اور پھر اسے بے فائدہ اور لعنت بھی قرار دیا۔

۴۔ مقدس پولوس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ ہر پرانی چیز مٹنے والی ہوتی ہے لہٰذا ہم اسی بنا پر کہتے ہیں کہ چونکہ شریعت عیسوی بھی شریعت محمدیہ کے مقابلہ میں پرانی ہو گئی تو وہ بھی اس ضابطہ کے تحت منسوخ ہو سکتی ہے (خواہ جزوی نہ کہ کلی) تو یہ بات مستبعد نہ ہو گی بلکہ عین معقول اور مناسب ہو گی۔ پھر مسیح علیہ السلام کی پیش گوئی بھی فرما گئے ہیں کہ: "مجھے اور بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں رکھتے۔" (یوحنا باب ۱۶) اب وہ شریعت کاملہ (اسلامیہ) آ چکی ہے لہٰذا بحکم مسیح" اس کو بخوشی قبول کر لینا چاہیے۔

ایک اشکال اور اس کا حل

اگر کوئی کہے کہ جس طرح جناب پولوس لیدی احکام' مسیحیت' قربانی اور ختنہ وغیرہ منسوخ کر کے مورد طعن بنتا ہے' ویسے ہی اہل اسلام بھی مورد طعن ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو موجودہ تورات محرف ہے اس لیے خدا جانے کہ کون سے احکام دائمی قرار دیئے گئے تھے اور کون سے

موقت۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کی ابدیت اور دوام صرف بنی اسرائیل تک تھی۔ اب جبکہ تمام عالم کو ایک ہی عالم گیر شریعت ابدیہ کے تحت کر دیا گیا ہے تو وہ شرائع اسرائیلی جو کہ علاقائی اور قومی تھے' وہ موقوف ہو گئے۔ اب یہ تفوق اور برتری اولاد یعقوب سے منتقل ہو کر اولاد اسماعیلؑ سے وابستہ ہو چکی ہے جس کے ذریعے تمام عالم کو بمع بنی اسرائیل کے ایک دائمی اور لا تبدیل عہد (قرآن مجید) دے دیا گیا ہے اور جو احکام ختنہ وغیرہ واقعتاً ابدی تھے' ان کو اس شریعت میں بھی ابدیت ہی سے نوازا گیا ہے۔ ایسے ہی بنیادی عقائد اور غیر متبدل اخلاقی' اقدار باقی رکھے گئے ہیں جبکہ وقتی احکام و شرائع موقوف کر دیے گئے۔

نسخ سبت

نسخ سبت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ ابتدا سے دائمی حکم نہ تھا بلکہ بنی اسرائیل کی کج روی کی بنا پر ان پر عائد کیا گیا تھا۔ انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیہ یعنی یہ سبت (ہفتہ کا دن) تو ان لوگوں پر عائد کیا گیا تھا جنہوں نے اس کے بارے میں باہمی اختلاف کیا تھا۔

دراصل ان کو جمعہ کا دن عنایت کیا گیا تھا جو کہ پیدائش بشر کا دن تھا مگر انہوں نے اپنی کج روی سے جمعہ کو ترک کر کے ہفتہ کو اختیار کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چلو اسی کی پابندی کر لو مگر وہ لوگ اس کے تقدس پر بھی قائم نہ رہ سکے۔ جیسے مسیحی ابتداء میں سبت کو تسلیم کرتے رہے' بعد میں انہوں نے اتوار کو اختیار کر لیا۔ جبکہ ان کے بعض فرقے اب بھی سبت کو تسلیم کرتے ہیں اور بعض کسی دن کے بھی پابند نہیں۔

اس کی دوسری مثال انجیل متی ب ۱۹ میں مسئلہ طلاق کے ضمن میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

لبدیت اور دوام کا مفہوم

یہ لبدیت اسی قسم کی ہے جیسا کہ کتاب (گنتی ۲۵) میں مذکور ہے کہ ایک موقعہ پر شطیم میں رہنے والے اسرائیلیوں نے موآبی عورتوں سے بدکاری کی اور ان کے بتوں کی پرستش شروع کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسے لوگوں کو سخت سزا دینے کا حکم ہوا۔ اسی دوران ایک اسرائیلی ایک مدیانی عورت کے ساتھ بدکاری کے لیے اسے اپنے خیمے میں لے گیا۔ تو اس کے پیچھے ہی حضرت ہارونؑ کے پوتے فیحاس برچھا لے کر گھس گئے اور دونوں کو قتل کر دیا۔ اس بنا پر بنی اسرائیل سے خدا کا غضب ٹل گیا اور اس فیحاس کے متعلق حکم خداوندی یوں نازل ہوا کہ:

"چونکہ ان کے بیچ اسے میرے لیے غیرت آئی' اس لیے میں نے بنی اسرائیل کو اپنی غیرت کے جوش میں نابود نہیں کیا سو تو کہہ دے کہ اس سے اپنی صلح کا عہد باندھا اور وہ اس کے لیے اور اس کے بعد اس کی نسل کے لیے دائمی ہو گا۔" (کتاب گنتی ۲۵: ۱۱ تا ۱۳)

ظاہر ہے کہ یہ عہد بھی بظاہر ابدی تھا مگر اس کو بھی پولوس نے ختم کر دیا' لہٰذا وہ خدا کے لاتبدیل کلام کے بدلنے کا مرتکب ہوا مگر ہم پر یہ جرم عائد نہ ہو گا اس لیے کہ یہ عہدِ سبت صرف عہدِ اول (یعنی بقائے تورۃ) تک تھا اب جبکہ باغبانوں نے خدا کے بیٹے کو بھی قتل کر کے باغ کے باہر پھینک دیا ہے تو اب اللہ تعالیٰ نے اس باغ کو ایک ایسی قوم کو دے دیا ہے جو وقت پر اس کا پھل دیتی ہے اور حسب فرمان مسیح "اب خدا کی بادشاہت بنی اسرائیل سے چھین کر بنی اسماعیل علیہ السلام کو دے دی گئی ہے اور خدا کا دوسرا عالم گیر عہد (قرآن مجید) آ چکا ہے جو کہ اس امت کے اذہان و قلوب پر نقش کر دیا گیا ہے" لہٰذا وہ سابقہ اسرائیلی عہد موقوف کر دیا گیا ہے۔ (ملاحظہ فرمائیے متی ۲۱: ۳۳ سے لے کر آخر باب تک اور یرمیاہ ۳۱: ۳۱ تا ۳۴)

یہ عہد اول بظاہر دائمی تھا مگر در حقیقت' معلق بالشرط تھا کہ بشرط حق

اوّل کے عہد تمہارے حق میں دائمی ہو گا۔

ناظرین کرام! پادری حضرات قدیم سے ہم پر نسخ احکام کا طعن و اعتراض کرتے آئے ہیں مگر آپ نے واضح طور پر ملاحظہ فرما لیا کہ سابقہ تمام شریعتوں میں بھی نسخ و تبدیل جاری نساری ہے حتی کہ عیسائیت میں سب سے بڑھ کر انوکھا نسخ واقع ہوا ہے کہ سابقہ تمام شرائع کو صرف جزوی طور پر منسوخ نہیں بلکہ کلی طور پر تلپٹ اور کالعدم ہی قرار دے گیا' بلکہ اسے باعث نقص اور لعنت قرار دے دیا اور بلا اعلان کر دیا کہ شریعت نے کسی چیز کو کامل ہی نہیں کیا۔ شریعت کو ایمان سے کوئی واسطہ ہی نہیں گویا شریعت ایک فضول اور مضر چیز ہے' جسے خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ نے ہزاروں سال تک انسانیت پر مسلط رکھا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

اس پر ہم بصد ادب گزارش کرتے ہیں کہ پادری حضرات بتائیں کہ کیا سابقہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام جیسے حضرت نوحؑ ابراہیمؑ موسیٰؑ اور ہارونؑ وغیرہ ہزاروں مقدسین شریعت لانے والے اور اس کی تبلیغ کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے نہ تھے؟ جب اس کا جواب اثبات میں ہے تو پھر ذرا یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ کیا وہ کامل نہ تھے؟ کیا وہ لوگوں کو راست باز اور کامل بنانے آئے تھے یا بدکار و ناقص؟ لوگوں کو رحمت الٰہی کا مستحق بنانے آئے تھے یا مستحق عذاب و لعنت؟ آخر کچھ تو خدا کا خوف کیا ہوتا۔

میں عقل و دانش اور خوف خدا کا واسطہ دے کر ان بلند بانگ دعوے داروں کو ان کا دامن جھنجوڑ کر پوچھتا ہوں جو یہ کہتے نہیں تھکتے کہ خدا کا کلام لا تبدیل اور انمٹ ہے۔ لا تبدیل لکلمات اللہ اور ہمیں صفت ایمان اور ان قرآنی آیات سے دستبردار ہونے کا وعظ کرتے ہیں جن میں کتب سابقہ (توراۃ' زبور' انجیل وغیرہ) کا ذکر خیر ہے اور ان پر ایمان لانے کا حکم ہے۔

یہ لوگ ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ کیا پولوسی عقائد و نظریات تسلیم کرنے کی صورت میں سابقہ شریعت اور اصحاب شریعت (انبیائے

کرکے) سے دستبرداری کا اعلان نہیں ہو جاتا؟ ہم تو سب کتب و انبیاء سابقین کو علی وجہ الحقیقت تسلیم کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے ہی ہمیں اس آخری نبی رحمت' اور اس کی عالم گیر کتاب حق (قرآن مجید) کو حرز جان بنانے کی تلقین فرمائی ہے۔

کہاں ہیں وہ ناعاقبت اندیش لوگ جو گلے پھاڑ پھاڑ کر کہتے پھرتے ہیں کہ ہم تو سابقہ انبیاء کو مقدس اور محترم مانتے ہیں مگر قرآن حکیم ان کو گنہگار ثابت کرتا ہے۔ (معاذ اللہ) خدا کے بھٹکے ہوئے بندو! ذرا عقل و حواس درست کر کے بات کرو سابقہ سب نبی تو شریعت کے ماتحت تھے وہ شریعت کے توڑنے والے' باغی یا اس کو چھپانے والوں کو لعنتی اور واجب القتل قرار دیتے تھے۔ آپ ذرا کتاب احبار اور استثناء میں ان لعنتوں کو شمار تو کریں۔

ادھر اپنے عہد جدید کی متی باب ۵ بھی مطالعہ فرمالیں۔ اب اس کے برعکس تمہارا مقدس پولوس اور تم اس کے کہنے پر شریعت کو صرف بے کار نہیں بلکہ اسے لعنت قرار دیتے ہو۔ (گلتیوں) لیکن دوسری طرف اسی شریعت کی کتب و رسائل کے مجموعے لعنت کو بستی بستی اور گلی گلی اٹھائے پھرتے ہو اور اسی لعنت کی اشاعت کے لیے اربوں کھربوں ڈالر بھی برباد کر رہے ہو۔ اے انسانی چلو۔ اگر یہ بائبل بقول پولوس مجموعہ لعنت ہی ہے تو کیوں خلق خدا کو گمراہ کر رہے ہو؟

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمایئے کتنا عمدہ اور عجیب فلسفہ ہے' کیسی بے مثال عالمگیر تعلیم ہے کہ پاکوں کے لیے سب کچھ پاک اور ناپاک کے لیے کچھ بھی پاک نہیں۔ گویا آپ جیسے مادر پدر آزاد لوگوں کے لیے ہر حیوان' کتا' بندر' خنزیر' چوہا' کتا' بلا اور گدھ وغیرہ حلال اور پاکیزہ ہے۔ ہر رشتہ جو شریعت میں حرام و ممنوع تھا' وہ سب حلال و طاہر۔ ماں' بہن' بیٹی سب حلال' ماتم کیجئے اس عقل و دانش پر۔

بقول شما مغربی معاشرہ نہایت مہذب اور ترقی یافتہ معاشرہ ہے۔ واقعتا

کیونکہ وہ اداروئے عیسائیت بہت ہی مہذب اور عہد جدید کا حامل و عامل ہے کہ جو کسی بھی پابندی کا قائل نہیں۔ فری سوسائٹی اور لبرل ازم کو اپنا رہا ہے۔

ٹیطس ۱ : ۱۵ کے مطابق تم پاکوں کے لیے سب کچھ پاک' اور ناپاک لوگوں کے لیے کچھ پاک نہیں تو ہمیں اپنی تہذیب میں کیوں گھسیٹتے ہو؟ ہمیں خنزیر و شراب اور آزادی جنسی کی گندگی کی کیوں دعوت دیتے ہو؟

ان کے ہاں فیملی سسٹم فیل ہے۔ حلال و حرام کی کوئی پابندی نہیں۔ شراب' جوا' زنا کاری' اور ہم جنسی نام کا کوئی جرم نہیں ہے۔ سب کچھ ہڑپ اور ہضم' کسی حق یا اصول کی کوئی پاسداری نہیں' جس ملک یا معاشرہ کو کمزور سمجھا' بے دریغ اس پر چڑھ دوڑے۔ استحصال اور استعماریت ان کا مزاج اور طبیعت ثانیہ بن چکی ہے۔ ذرا ڈھیل میں سب عہد و پیمان دریا برد سب اخلاقی ضابطے حوالہ صلیب۔ اباحیت ہی ان کی تہذیب ہے جس کا موجد کوئی رسول برحق یا خدا رسیدہ فرد نہیں بلکہ جناب پولوس ہیں جس نے یہ تمام آزادیاں اور کھلے اصول مہیا فرمائی ہے۔ نہ کسی عقیدہ کی پابندی نہ اعمال کی۔ جب چاہا دو چار پادری اور پوپ مل بیٹھے اور روح القدس کا نام لے کر من پسند عقیدہ یا رسم گھڑلی جب بھی چاہا میٹنگ کر کے احکام الٰہی میں رد و بدل کر لیا' جب چاہا کوئی نئی انجیل پاس کرلی' نیا ترجمہ مرتب کر لیا۔ مجلس نیقیہ منعقدہ ۳۲۵ء اور بعد کی متعدد مجالس اسی کارروائی کے لیے منعقد کی گئی تھیں جس میں عقیدہ تثلیث پاس کیا گیا اور مجلس کارتھج منعقدہ ۳۹۷ء جس میں موجودہ چار اناجیل رجسٹرڈ کی گئیں' اس کا واضح ثبوت ہے۔ بلکہ ۵۰ء کی پہلی مجلس سے ہی میٹنگ بازی کی ایسی رسم چل نکلی کہ آج تک ترقی پذیر اور مسیحیت کی روح رواں چلی آ رہی ہے۔ یہ میٹنگ بازی صرف اخلاقی' دنیوی اور سیاسی امور تک منحصر نہیں رہتی بلکہ ان کے تحت اس کلام کو بھی تختۂ مشق بنایا جاتا ہے جس کو ہمارے دیسی پادری خدا کا لاتبدیل کلام کہتے نہیں تھکتے۔ حالانکہ

یہ خدا کا کلام ہے اور نہ انمٹ اور دائمی۔ کیونکہ کسی بھی رسالہ بائبل میں تحریر نہیں کہ یہ خدا کا نازل کردہ ہے اور یہ ہمیشہ محفوظ رہے گا' خاص کر اناجیل اور خطوط بلکہ ان کے مرتبین اور ان کی تاریخ ترتیب کا کسی کو کچھ پتہ نہیں۔ بلکہ کئی رسائل کے ابتدا میں صاف اقرار موجود ہے کہ اس کے مصنف اور زمانہ تصنیف کا کچھ پتہ نہیں۔ (ملاحظہ ہو رومن کیتھولک بائبل) لہذا سب ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔

اگر اعتبار نہ ہو تو ان کے گھر کی گواہی دیکھ لیں۔ (ملاحظہ ہو قاموس الکتاب از پادری خیر اللہ ص ۲۳۲ عنوان "فہرست کتب مقدسہ")

علاوہ ازیں مروجہ بائبلوں میں رسائل کا فرق' ابواب و آیات کا فرق آئے دن محافظانِ بائبل کئی آیات کو خارج کرتے ہیں' کبھی داخل کرتے ہیں' کبھی کوئی عقیدہ پاس کرتے ہیں' کبھی سابقہ پاس کردہ اور مروجہ عقائد کا انکار کردیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ایک نئی میٹنگ کا نتیجہ۔

مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۸ء کو لیتھ کانفرنس لندن میں ۴۶۰ بشپوں نے ۳۹ مسائل دین یعنی ثالوث اقدس' کلام اللہ یعنی ابن اللہ' عالم ارواح' قیامت' روح القدس' پاک نوشتے نجات کے لیے کافی ہیں کو دین مسیحیت میں لازمی قبولیت کے خلاف رائے دی ہے۔

یعنی تثلیث' مسیح کا مجسم کلام ہونا' عالم ارواح' قیامت' روح القدس اور بائبل کا نجات کے لیے کافی ہونا کلیسائے انگلستان کے ۳۹ مسائل دین میں شامل تھا۔ ۴۶۰ بڑے بڑے پادریوں کے فیصلہ کے مطابق یہ عقائد اب قابل قبول نہیں رہے۔ ان ۳۹ مسائل کو دین مسیحی سے نکال دینا چاہئے۔ (از رسالہ "مسیح کے حقیقی پیروکار' مسیحی یا مسلمان؟" ص ۵۵ مولفہ رانا محمد اسلم صاحب مدیر ماہنامہ المذاہب)

ایسے ہی نومبر ۱۹۶۴ء میں جناب پوپ روم نے یہودیوں کی درخواست پر جرم صلیب سے بری قرار دیا۔ (از رسالہ "قتل مسیح" سے یہود کی برأت")

مطبوعہ صدیقی ٹرسٹ کراچی)

ناظرین کرام! جب مجرم بری قرار دے دیا جائے تو جرم کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا محترم پوپ نے یہودی مجرموں کو اس جرم سے بری قرار دے کر واقعہ صلیب سے صاف انکار کر دیا۔ تو پھر نہ کوئی کفارہ رہا نہ تثلیث اور موروثی گناہ کا تصور سب کھیل ختم۔ اور یہ ہے بھی حقیقت' جس کی وضاحت آج سے پندرہ سو برس پیشتر قرآن عظیم کر چکا ہے و ما قتلوہ و ما صلبوہ و لکن شبہ لھم (النساء)

بندہ نے ایک مستقل رسالہ "کسر صلیب" میں مروجہ اناجیل سے پچیس تیس دلائل سے ثابت کیا ہے کہ واقعہ صلیب سرے سے ہوا ہی نہیں۔ یہ سب قصے من گھڑت ہیں چنانچہ اس کا اعتراف آج دنیائے عیسائیت کر رہی ہے۔ اور جب واقعہ صلیب ہی بے ثبوت ہو گیا تو اس پر مبنی تمام نظریات مثلاً" نسلی گناہ' کفارہ' نجات اور ابنیت وغیرہ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ نہ رہا بانس نہ بجے بانسری۔

اب آ جاؤ اس رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں' جس نے تمام حقیقت کو دنیائے عالم پر آشکار اور واضح کر دیا۔ خدا کی توحید' رسولوں کا صحیح مقام و مرتبہ اور دونوں جہاں کی نجات کا مسئلہ آشکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو اس حقیقت سے وابستہ ہونے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

عیسائی پادریوں کا ایک اہم اعتراض

یہ ہے کہ ہماری بائبل غیر محرف اور بالکل اصلی ہے۔ آج کل وہی نسخے ہیں جو کہ نزول قرآن سے پہلے موجود تھے۔ چنانچہ قرآن نے انہی کو ہدایت اور نور فرمایا ہے' انہی پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے' لہٰذا ہماری بائبل کو محرف اور تبدیل شدہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے۔ اگر یہ اصل بائبل نہیں ہے تو

تم اصل انجیل اور توراۃ لے آؤ۔

یہ مغالطہ عہد اعتراض مدت سے پادری لوگ پیش کر رہے ہیں اور اس کو ناقابل حل اور لاجواب سمجھتے ہیں۔ یہی اعتراض پادری فنڈر نے بڑے زور و شور سے پیش کیا ہے اور اس کی دیکھا دیکھی ان کے بعد دیگر تمام پادری اسے پیش کرتے رہتے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ:

ا۔ جس قرآن مجید نے توراۃ و انجیل پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے' اس نے ان کتب میں تحریف کا دعویٰ بھی فرمایا ہے۔

۲۔ میرا یہ پیش کردہ موازنہ اس اعتراض کو بالکل بودا اور غیر معقول ثابت کر رہا ہے۔ کیونکہ جب ان کتب میں تحریف سینکڑوں مقامات پر بالفعل دکھادی گئی ہے تو پھر اس اعتراض میں کیا جان باقی رہ جاتی ہے۔

۳۔ پھر یہ موازنہ چند بائبلوں کا ہے اور وہ بھی سرسری۔ اگر صرف اہل زیر استعمال بائبلوں کا بغور جائزہ لیا جائے تو مزید سینکڑوں الحاقات اور کمی بیشی ثابت ہو سکتی ہے۔

۴۔ آپ کے معتبر علماء جیسے مفسر ہارن اور ڈبلو وغیرہ برملا تحریف کا اقرار کر رہے ہیں تو تمہیں ان کے مشاہدے کو جھٹلانے کا کیا حق ہے۔ آپ کا اوریجن جیسا فاضل دوسری صدی کے متعلق کہہ رہا ہے کہ اناجیل کے اختلافات دیکھ کر انسان کا دماغ گھومنے لگتا ہے۔ (بائبل کا الہام ص ۷۶)

۵۔ عدم تحریف کے سب سے بڑے مدعی کی خدمت میں گزارش ہے کہ کاش آپ زندہ ہوتے تو میں آپ کے سامنے یہ چار صد آیات محرفہ و الحاقیہ کا پلندہ پیش کرتا تو پھر آپ کے لیے عدم تحریف کے نظریے پر قائم رہنا ناممکن ہو جاتا۔ آپ لازماً" ڈاکٹر امتہ اور دیگر قارئین تحریف کے ہمنوا ہو جاتے۔

۶۔ پادری فانڈر صاحب اور دیگر ان کے ہمنواؤ ذرا غور کرو۔ جب اس

پریس کے دور میں صرف سو سوا سو سال کے مطبوعہ نسخوں کے مطالعہ سے بالفعل چار صد تحریف کے سنگین نمونے آپ کے سامنے پیش کر دیے گئے ہیں تو پھر ہمیں عہد رسالت تک جانے کی کیا ضرورت ہے کہ اس زمانہ کے صحیح نسخے لے آؤ۔ صاحبان ذرا میرے موازنہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے غور کرو تو تمہارا یہ سوال کتنا غیر معقول اور بودا معلوم ہوتا ہے' فرمایئے اس میں ذرا بھی کوئی معقولیت ہے؟

۷۔ صاحب بہادر آپ کی کتب و رسائل میں انجیل کی جو آیات درج کی گئی ہیں وہ بھی موجودہ زمانہ کی بائبلز میں اسی طرح موجود نہیں تو ہمیں چودہ سو سالہ ماضی کا سفر کرنے کی کیا ضرورت ہے' جبکہ ہمیں ابھی ایک صدی کے سفر نے ہی گوہر مراد عطا کر دیا ہے۔

پادری صاحبان' صرف ایک نمونہ ملاحظہ فرمایئے:

آپ کی کتاب مراسلات کے ص ۵۶ پر آپ نے جو متی ۱۲:۴۵ کی آیت درج کی ہے' ذرا اسی کو موجودہ بائبلز میں دکھا دیا جائے۔ دیکھئے اس کا کیا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے۔ چلو صرف ایک نمبر پر تحریف اور عدم تحریف کی بحث سمیٹ لیتے ہیں۔ آؤ میدان میں۔ ہمیں زمانہ رسالت کے نسخے ڈھونڈ کر جناب کی خدمت میں پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے' تم خود اپنے زمانے کے اور اب سے ڈیڑھ سو سال پہلے کے نسخے ہی ملا کر دیکھ لو کہ آیا ان میں تحریف ہوئی ہے یا نہیں؟

باقی آپ ذہن نشین کر لیں کہ ہم جو بائبل میں تحریف ثابت کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ایک ایک لفظ کی تبدیلی اور تحریف کے مدعی ہیں' ایسی بات ہر گز نہیں' بلکہ ہم کچھ متعین اور غیر متعین مقلات کی تحریف کے قائل ہیں' جس کا دفاع تمام عیسائیت سے قیامت تک ناممکن ہے' حتیٰ کہ پادری فانڈر صاحب نے جو حضرت علامہ کیرانویؒ کے پیش کردہ تحریف کے حوالہ جات کو اختلاف قراءت کے بہانہ سے ٹالنے کی کوشش کی ہے' اس کا بھی موثر اور ناقابل تردید جواب بندہ نے اس کتاب میں پیش کر دیا ہے۔

ملاحظہ فرماکر حقائق کی طرف پیش رفت فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

ہستی باری تعالیٰ

از روئے قرآن مجید و بائبل

مذہب عبارت ہے اللہ تعالیٰ کی منشا اور احکام سے۔ لہٰذا جس مذہب کی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کا تصور و معرفت جتنا عمدہ، اعلیٰ، نقص سے منزہ اور ذات الٰہی کے شایان شان ہوگا، اتنا ہی وہ مذہب کامل، صحیح، موثر اور قابل اتباع ہوگا۔ اس سلسلہ میں دیگر مذاہب نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق جو تصورات و نظریات پیش کیے ہیں، وہ نہایت ادھورے اور مادی و جسمانی طرح پر ہیں حتیٰ کہ عیسائیت کو اپنے پیش کردہ تصور خدا پر بڑا ناز ہے کہ ہمارے ہاں خدا کا تصور سب سے عمدہ اور اعلیٰ ہے کیونکہ اناجیل میں اللہ تعالیٰ کو مجسم محبت و شفقت ہونے کی بنا پر باپ کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے جو کہ سراسر رحمت و محبت کا عنوان ہے۔ ادھر یہودی بھی اس دعویٰ میں پیچھے نہیں ہیں۔ باقی اقوام (ہندو پارسی وغیرہ) کا تصور بھی کیا ہے جو کہ خدا کو اوتار اور مظاہر کی صورت میں پیش کرکے کفر و شرک کی دلدل میں پھنس چکے ہیں۔ اسی طرح عیسائی حضرات بھی اس گمراہی میں دوسروں سے پیچھے نہیں رہ سکے۔ اول تو ان کا خدا کو باپ کے عنوان سے پیش کرنا ہی جہالت ہے۔ دوسرے انہوں نے خدائے واحد کے ساتھ مسیح اور مریم یا روح کو بھی مقام الوہیت پر فائز کرکے تین خدا بنا ڈالے ہیں جو کہ سراسر گمراہی اور الٰہی تعلیمات کے بالکل منافی ہے۔ ذیل میں خدا کے متعلق ایک عیسائی پادری کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔ پادری

برکت اللہ [illegible] معظم لکھتے ہیں کہ

"اہل یہود کے لیے دس احکام میں سے پہلا حکم یہ تھا کہ میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا (خروج ۲۰: ۳) لوائل زمانہ میں یہود اس کا مفہوم یہ سمجھے کہ اس حکم سے دیگر اقوام و ممالک کے معبودوں کی نفی نہیں ہوتی بلکہ جیسا کہ ان کا معبود یہوواہ ہے' اس طرح دوسری اقوام کا بھی ایک معبود برحق ہے۔ وہ ان اقوام پر حکمران ہیں اور وہ قومیں ان کی عبادت کرتی ہیں تو یہود کو دیگر اقوام کے معبودوں کی پرستش سے منع کیا گیا ہے نہ کہ ان کے معبود اور ہستی سے انکار کیا گیا ہے۔ گویا ہر علاقہ اور قوم کا الگ الگ معبود برحق ہے جو ان کی نگہداشت کرتا ہے اور وہ قوم اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح یہود کا بھی ایک معبود برحق یہوواہ ہے جو ان کا مالک ہے اور ان کو صرف اسی کی عبادت کرنا ہے ہر معبود کی عبادت اس کے علاقہ اختیار سے باہر نہیں ہو سکتی بلکہ ہر قوم اپنے اپنے معبود برحق ہی کی پرستش کی پابند ہے۔ دیکھئے قضاۃ ۱۱: ۲۴۔ سموئیل اول ۲۶: ۱۹۔ سلاطین دوم ۵: ۱۸ وغیرہ اس کے بعد مسیح سے آٹھ صدیاں پیشتر انبیائے عظام مثلاً ہوسیع عاموس اور میکاہ نے اہل یہود کو یہ تعلیم دی کہ ان کا خدا یہوواہ ہی اکیلا' واحد [illegible] خدا برحق اور لاشریک ہے اور تمام بت اور دیگر ممالک کے معبود سب باطل ہیں جو کوئی ہستی نہیں رکھتے۔ یہوواہ داناے مطلق اور حاضر ناظر' خالق کون و مکان ہے جو اپنی خلقت کا پروردگار ہے۔ وہ قادر مطلق لامحدود ازلی الرحمان الرحیم ہے جو ہمارے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ چند ایک مقامات پر خدا کو باپ کا نام بھی دیا گیا ہے (دیکھئے زبور ۶۸: ۵۔ ملاکی ۱: ۶۔ ۲: ۱۰) اہل یہود خدا کے نام یہوواہ کو اسم اعظم اور مقدس ترین نام خیال کرتے تھے اور وہ منہ سے یہوواہ نام نکالتے ہوئے ڈرتے تھے لہٰذا اس کا نہایت کم استعمال کرتے تھے اور اس کی بجائے وہ دیگر صفاتی نام استعمال کر لیتے تھے جیسے ستودہ (مرقس ۱۴: ۶۱) یا حق تعالیٰ (زبور ۹۱: ۱) یا آسمان استعمال کرتے تھے اس طرح انہوں نے خدا کی ہستی کو ایسا بلند و بالا بنا دیا تھا کہ جس کا مخلوق کے ساتھ

کوئی رابطہ نہ ہو۔ اس کے بعد یسوع نے اس دوری کو ہٹا دیا اور فرمایا کہ ہے وہ تو بلند و بالا مگر وہ ذات محبت ہے۔ اپنے خدا کو پولیٹکل اور سیاسی حلقہ سے بھی دور رکھا (یعنی اسے بادشاہ نہ کہا) بلکہ آپ نے خدا کو باپ کے عنوان پر محبت سے پیش کیا جو کہ انبیائے سابقین کے وہم و گمان میں بھی نہ آیا تھا۔ پس جیسے عملاً تحقیق میں خدا کے لیے لفظ یہوداہ ہے' اسی طرح انجیل میں خدا کے لیے لفظ باپ خاص طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اس لفظ کے ذریعے ذات الٰہی کا ایک نیا انکشاف ہم پر ہوا ہے اور یہ انکشاف ذات الٰہی کے کامل اور اکمل ہے۔" (کلمتہ اللہ کی تعلیم صفحہ ۵۰ تا ۵۱ مختصراً)

یہ ہے عیسائیت کی آخری اڑان جس پر یہ لوگ بڑے نازاں ہو رہے ہیں مگر یہ سب کچھ ان کی خوش فہمی اور خام خیالی ہے۔ یہ تصور تو ایک نہایت ادھورا اور ناقص تصور ہے جبکہ ان کی مذہبی کتاب بائبل میں خدا کا تصور ارتقائی طور پر پیش کیا گیا ہے اور پھر اس کو آخر میں باپ کا عنوان دے کر مزید خراب کر دیا گیا ہے کیونکہ باپ کے عنوان تو صرف انسان سے متعلق ہوسکتا ہے لہٰذا دیگر مخلوقات اس کی تربیت اور شفقت سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اس بنا پر خدائے واحد برحق نے ان تمام ناقص اور ادھورے تصورات کو رد کرتے ہوئے (خدا تعالیٰ) مخلوق پر رحم کرتے ہوئے اپنے آپ کو حقیقی عنوان رب سے پیش فرمایا کہ ذات الٰہی اب (باپ) نہیں بلکہ وہ رب ہے۔ ملاحظہ فرمایئے اس عنوان میں اب سے کہیں بڑھ کر جامعیت پائی جاتی ہے اور پھر صرف انسان سے ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقات سے وابستگی بھی پائی جاتی ہے لہٰذا قرآن مجید نے ابتدا سے اس عظیم عنوان کو اختیار کر کے سابقہ تمام تصورات کو باطل قرار دے دیا اور ایک ایسا صحیح ترین اور اعلیٰ ترین اور ذات الٰہی کے شایان شان عنوان پیش فرمایا جو سب سے بالا اور اعلیٰ ہے۔ پھر اس کے بعد اس ذات برحق کی ذاتی اور صفاتی معرفت اس کثرت اور اتنے کثیر طریقوں اور انداز سے کرائی کہ جو صرف قرآن مجید ہی کا حصہ ہے اور جس کے پیش نظر یہ امت

سابقہ امتوں کی طرح کبھی بھی تصور خدا کے سلسلہ میں کسی غلط فہمی یا گھپلے کا شکار نہیں ہو سکتی چنانچہ اس سلسلہ میں اس امت کے حق میں پہلے ہی سے ایک عظیم الشان اور مفصل پیش گوئی بھی کر دی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے :

"دیکھو وہ دن آتے ہیں خداوند فرماتا ہے' جب میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے کے ساتھ نیا عہد باندھوں گا' اس عہد کے مطابق نہیں جو میں نے ان کے باپ دادا سے کیا جب میں نے ان کی دستگیری کی تا کہ ان کو ملک مصر سے نکال لاؤں۔ انہوں نے میرے اس عہد کو توڑا اگرچہ میں ان کا مالک تھا۔ خداوند فرماتا ہے بلکہ یہ وہ عہد ہے جو میں ان دنوں کے بعد اسرائیل کے گھرانے سے باندھوں گا۔ خداوند فرماتا ہے میں اپنی شریعت ان کے باطن میں رکھوں گا اور میں ان کا خدا ہوں گا اور وہ میرے لوگ ہوں گے اور وہ پھر اپنے اپنے پڑوسی اور اپنے اپنے بھائی کو یہ کہہ کر تعلیم نہیں دیں گے کہ خداوند کو پہچانو' کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک وہ سب مجھے جانیں گے' اس لیے کہ میں ان کی بد کرداری کو بخش دوں گا اور ان کے گناہ کو یاد نہ کروں گا۔" (یرمیاہ ۳۱: ۳۱ تا ۳۴)

ملاحظہ فرمائیے کتنی وضاحت سے اس امت قرآنیہ کی ایسی صاف علامات بیان کر دیں کہ کسی معمولی سمجھ والے انسان کو بھی ذرا اشتباہ نہیں رہ سکتا کہ ان صفات والی امت صرف امت مسلمہ ہے' دوسری کوئی بھی نہیں ہو سکتی۔

تعارف ذات باری تعالٰی

"اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر کارساز ہے۔" (۳۹: ۶۲)

"اللہ وہ ذات ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کی طرح زمین بھی پیدا کی' اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیانی چیزوں کو چھ دن میں بنایا' پھر عرش پر مستوی ہوا۔ اس کے سوا کوئی تمہارا

دوست ہے نہ سفارشی۔" (۳۲ : ۴)

"اللہ وہ ذات اقدس ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو قرار گاہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورت بنائی' تمہاری صورتیں بہترین بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں روزی دی۔ یہ اللہ ہے تمہارا پالن ہار۔ پس کیسا ہی بابرکت ہے جہانوں کا پروردگار۔" (۴۰ : ۶۴)

"اللہ وہ ذات ہے جس نے سمندر کو تمہارے اختیار میں دے دیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں تا کہ تم اس کا فضل (روزی) تلاش کرو اور تا کہ تم اس کے شکر گزار بن جاؤ۔" (۴۵ : ۱۲)

"اللہ وہ ذات ہے کہ جس نے تمہارے واسطے رات بنائی تا کہ تم اس میں آرام کرو۔ اور دن کو دیکھنے والا بنایا۔ بلا شبہ اللہ لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے' لیکن اکثر لوگ اس کے احسان مند نہیں ہوتے۔" (۴۰ : ۶۱)

"اللہ وہ مبارک ہستی ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی اتارا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کے لیے پھل پھول پیدا فرمائے۔" (۱۴ : ۳۲)

"اور تمہارے واسطے کشتی کو ماتحت کر دیا تا کہ وہ دریا اور سمندر میں اس کے حکم سے چلے۔ اور نہروں کو بھی تمہارے کام میں لگا دیا اور سورج اور چاند کو ایک ضابطہ کے مطابق تمہاری خدمت میں لگا دیا اور دن رات کو بھی تمہارے لیے وقف کر دیا اور تمہیں تمہاری ہر مطلوبہ چیز مہیا فرمائی اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہ کر سکو گے' بے شک انسان بڑا ہی نا انصاف اور بے قدرا ہے۔" (۱۴ : ۳۴)

"اللہ وہ ذات پاک ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے سو وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ پھر وہ اس بادل کو جیسے چاہے' آسمان پر پھیلا دیتا ہے اور اسے تہ بہ تہ کر دیتا ہے' پھر تو دیکھتا ہے کہ مینہ اس کے درمیان سے نکلتا ہے۔ پس جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے برساتا ہے' تو وہ اسی دم خوشیاں منانے لگتے

ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ بارش نازل ہونے سے پیشتر بالکل مایوس و نا امید تھے۔ سو تو رحمت خداوندی کی علامات کو دیکھ کہ کیسے وہ زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اسے زندگی سے نواز دیتا ہے۔ یقیناً وہی (اللہ کریم) مردوں کو لازماً" زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔" (۳۰: ۴۸ تا ۵۰)

"اللہ وہ ذات اقدس ہے کہ جس نے تمہارے لیے چوپائے پیدا فرمائے' تا کہ تم ان میں سے بعض پر سواری کرو اور بعض کو خوراک بناتے ہو' اور تمہارے لیے ان میں اور بھی کئی فوائد ہیں۔ اور تا کہ تم ان پر سوار ہو کر اپنی جائے حاجت پر پہنچ سکو' اور ان پر اور کشتیوں اور جہازوں پر لدے پھرتے ہو۔ اور وہ تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلاتا رہتا ہے۔ سو تم اللہ کی کس کس نشانی کا انکار کرو گے۔" (۴۰: ۷۹ تا ۸۱)

"وہ اللہ جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں' جو کھلے اور چھپے کو جاننے والا ہے' وہ بڑا مہربان اور رحم والا ہے۔ وہ اللہ کہ جس کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ بادشاہ ہے' پاک ذات' سب عیبوں سے پاک' امان دینے والا' پناہ میں لینے والا' زبردست' دباؤ والا' بڑائی اور کبریائی کا مالک' پاک ہے اللہ ان امور سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔ وہ اللہ جو پیدا کرنے والا' نکال کھڑا کرنے والا (عدم سے وجود کی طرف)' صورتیں بنانے والا' سب عمدہ نام اسی کے ہیں۔ آسمان و زمین کی تمام مخلوق اس کی تقدیس کر رہی ہے اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا۔" (۵۹: ۲۲ تا ۲۴)

"تمام کائنات کا مالک صرف اللہ ہی ہے۔ بادشاہت صرف اسی کی ہے' آسمانوں' زمین اور ان کے درمیانی تمام موجودات کا مالک صرف اللہ ہی ہے' جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے۔" (۱۵: ۱۷)

"آسمانوں' زمین اور تمام درمیانی کائنات کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے' اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے' تمام بادشاہت صرف اس کی ہے" (۳۹: ۶' ۴۴: ۱)

"کیا تمہیں علم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت صرف اللہ ہی کی ہے۔" (۲: ۱۰۷، ۵: ۴۰)

"آسمانوں اور زمین کی تمام بادشاہی صرف اللہ ہی کی ہے۔" (۷: ۱۵۸، ۳۹: ۴۴، ۵۷: ۲، ۵۷: ۵، ۳: ۱۰۸، ۳: ۱۲۸، ۴: ۱۲۶، ۴: ۱۳۱)

"بابرکت ہے وہ ذات الٰہی کہ آسمانوں، زمین اور ان کے درمیانی تمام موجودات کی بادشاہی صرف اسی کی ہے۔" (۴۳: ۸۵)

"بابرکت ہے وہ ذات کہ جس کے قبضہ قدرت میں ساری بادشاہت ہے۔" (۶۷: ۱)

"اللہ ہی وہ ذات ہے کہ جس کے قبضہ و اختیار میں آسمان و زمین کی تمام موجودات ہیں" (۱۴: ۲)

لہ ما فی السموات وما فی الارض (۲: ۲۵۵، ۴: ۱۷۱، ۲۰: ۶، ۲۲: ۶۴، ۳۴: ۱، ۴۲: ۴، ۴۲: ۵۳)

"خوب سن لو کہ یقیناً اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔" (۱۰: ۵۵، ۲۴: ۶۴، ۱۰: ۶۶)

"آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، سب اسی کی ہے، اور ہمیشہ عبادت بھی اسی کا حق ہے، کیا تم اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو۔" (۱۶: ۵۲)

"ان سے فرمایئے کہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے کس کا ہے؟ آپ ہی فرما دیجئے کہ اللہ ہی کا ہے" (۶: ۱۲)

"اگر تم کفر کرو گے (تو اللہ کا کیا نقصان) یقیناً جو کچھ آسمان و زمین میں ہے، سب اللہ ہی کا ہے۔" (۴: ۱۳۱، ۴: ۱۷۰)

"صرف اسی کا ہے جو کچھ بھی آسمان و زمین اور ان کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے" (۲۰: ۶، ۲۱: ۱۹، ۳۰: ۲۶)

"جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، سب اسی کا ہے" (۱۹: ۶۴)

"آسمانوں اور زمین کے سب لشکر (تمام انواع مخلوق) اسی کے ہیں۔"
(۴۸: ۴، ۷: ۴، ۷)

"آسمانوں اور زمین کی چابیاں اسی کے قبضہ اختیار میں ہیں" (۳۹: ۶۳، ۴۲: ۱۲)

"آسمانوں اور زمین کے سب خزانے اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔"
(۶۳: ۷)

"آسمانوں اور زمین کی سب میراث اللہ ہی کی ہے۔" (۳: ۱۷۹، ۵۷: ۱۰، ۱۹: ۴۰)

مالک یوم الدین

"عدالت کے دن کا مالک صرف وہی ہے۔" (۱: ۳، ۸۲: ۱۹، ۲۲: ۵۶، ۲۵: ۲۶)

"اس دن اعلان ہوگا، آج کس کی بادشاہی ہے؟ تنہا زبردست اللہ کی۔"
(۴۰: ۱۶)

"دنیا اور آخرت کا مالک صرف اللہ ہی ہے۔" (۵۳: ۲۵، ۹۲: ۱۳)

"اے حبیب کریم! ان سے پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے، خود ہی فرمائیے کہ اللہ۔ کیا تم نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے حمایتی بنا رکھے ہیں جو اپنے برے اور بھلے کے بھی مالک نہیں۔" (۱۳: ۱۶)

"ان سے فرمائیے کہ تم ان ہستیوں کو پکار کر دیکھو جن کو تم کچھ سمجھتے ہو، وہ تم سے کسی تکلیف کو ہٹانے یا بدلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔" (۱۷: ۵۷)

"لوگوں نے اللہ کے سوا اور بھی کئی خدا بنا رکھے ہیں، وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے، وہ تو خود پیدا کیے گئے ہیں، نہ اپنی ذات کے نفع و نقصان کے مالک ہیں اور نہ ہی وہ موت، زندگی اور دوبارہ اٹھنے کے مالک و مختار ہیں۔"
(۲۵: ۳)

"فرمایئے کہ ذرا ان ہستیوں کو پکار دیکھو جن کو تم کچھ سمجھتے ہو۔ وہ تو آسمان و زمین میں ایک ذرہ بھر چیز کے مالک نہیں' نہ آسمان و زمین میں ان کی کچھ حصہ داری ہے اور نہ ہی ان میں سے کوئی ان کا مددگار ہے۔" (۳۴ : ۲۲)

"جن ہستیوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو' وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔" (۳۵ : ۱۳)

"وہ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیانی موجودات کا مالک ہے' اس کے ساتھ تو گفتگو کرنے کی کسی میں بھی سکت نہیں ہے" (۷۸ : ۳۷)

"بے شک وہ ہستیاں جن کے تم اللہ کے سوا پجاری ہو' وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں" (۲۹ : ۱۷)

"اللہ کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں' وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔" (۴۳ : ۸۶)

"ان سے فرما دیجئے کہ اگر تم خدائی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو تم ضرور ان کو محتاجی کے خدشے سے روک لیتے۔" (۱۷ : ۱۰۰)

"فرما دیجئے کہ میں تو اپنی ذات کے نفع و نقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ کو منظور ہو۔"

"ان سے فرمایئے کہ تمہارے لیے کون مالک ہو گا (ما سوائے اللہ کے) اللہ سے بچاؤ کا' اگر وہ تمہارے خاطر نقصان کا ارادہ کرے۔" (۴۸ : ۱۱)

"اور جسے اللہ آزمائش میں ڈالنا چاہے تو تم اللہ کے سامنے اس کے لیے کسی بھی چیز کے مالک نہیں۔" (۵ : ۴۱)

"وہ لوگ خدا کے سوا ایسی ہستیوں کو پوجتے ہیں جو ان کو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔" (۲۵ : ۵۵)

"وہ لوگ اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جس کی اس نے کوئی سند اور دلیل نہیں اتاری اور نہ ہی ان کو اس کا کچھ علم ہے' ایسے ظالموں کا کوئی

مددگار نہیں۔" (۲۲:۷۱)

"آسمانوں اور زمین میں جو بھی مخلوق ہے' وہ سب خدائے رحمان کے سامنے عاجز بندہ ہونے کی حیثیت سے حاضر ہونے والی ہے۔" (۱۹:۹۳)

"ان سے فرمایئے کہ کیا تم اللہ کے سوا ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے نفع و نقصان کے کچھ بھی مالک نہیں۔" (۵:۷۶' ۲۱:۲۶)

قرآنی تصور کے مطابق خداوند قدوس یخلق ما یشاء و یختار اپنی مرضی سے جو چاہے' پیدا کرے اور مکمل اختیار بھی اسی کو ہے واللہ غالب علٰی امرہ (یوسف ۲۱) وہ اپنی مرضی پر پورا غلبہ رکھتا ہے۔ ان اللہ علٰی کل شئی قدیر (بقرہ ۲۰) وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے' نہ اس کو کوئی دبا سکتا ہے' نہ دھوکا دے سکتا ہے' غرضیکہ ہمہ قسم کے عیب و نقص کمزوری اور بے بسی سے منزہ ہے۔

مگر بائبل کا تصورِ خدا اس کے برعکس ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

"پس تم سخت ملعون ہوئے کیونکہ تم نے بلکہ تمام قوم نے مجھے ٹھگا۔" (ملاکی نبی ۳:۹)

"اسی روز خداوند نے اس استرے سے جو دریائے فرات کے پار سے کرایہ پر لیا یعنی اسور کے بادشاہ سے' سر اور پاؤں کے بال مونڈے اور اس سے ڈاڑھی بھی کھرچی جائے گی۔" (یسعیاہ ۷:۲۰)

"خداوند کے فرشتے نے کہا کہ تم میروز پر لعنت کرو' اس کے باشندوں پر سخت لعنت کرو' کیونکہ وہ قدرونہ کی کمک کو زور آوروں کے مقابل خداوند کی کمک کو نہ آئے۔" (قضاۃ ۵:۲۳)

ناظرین کرام! بائبل میں خدا کا تصور ایک دیوتا کی صورت میں پیش کیا ہے' جو بات بات میں غضبناک ہوتا ہے' کبھی غالب ہوتا ہے' کبھی مغلوب' اس لیے جلائے جانے والی قربانی کی راحت انگیز خوشبو بہت پسند کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو خروج ۲۹:۱۸' ۲۵' ۴۲ اور کتاب احبار۔ بے شمار حوالجات ملاحظہ

فرمائیں۔

بائبل کا خدا یا ایک دیوتا

یہودی قوم چونکہ ہمیشہ بت پرست اقوام کے درمیان رہی ہے' لہذا از روئے بائبل یہ لوگ ہمیشہ بت پرستی کی طرف ہی مائل رہے۔ انبیائے کرام انہیں دعوت توحید دیتے رہے۔ بت پرستی کی انتہائی مذمت کرتے رہے مگر یہ لوگ قدم قدم پر شرک کے عمیق گڑھوں میں گرتے رہے' بعل و یسیرت کے ہی گرویدہ رہے حتیٰ کہ حضرت سلیمانؑ کے بعد دس قبیلے اپنی علیحدہ سلطنت بنام اسرائیل قائم کر کے باقاعدہ گوسالہ پرستی میں ڈوب گئے۔ جنہیں ۷۲۱ ق م میں اسور کا بادشاہ سلمنسر گرفتار کر کے لے گیا اور ایران کے دور دراز شمالی علاقے میں جا بسایا' مگر وہاں سے یہ لوگ ایسے غائب ہوئے گویا ان کو زمین نگل گئی یا فضا میں تحلیل ہو گئے۔ تاریخ عالم ان کے تذکرے سے یکسر خالی ہے۔ یہ لوگ غالباً" بائبل کی اسی پیش گوئی کی زد میں آ گئے:

"میں انہیں دور دراز پراگندہ کروں گا اور ان کا تذکرہ نوع بشر میں سے مٹا دوں گا" (کتاب استثناء ۳۲: ۲۶)

"دیکھو خداوند دور سے چلا آتا ہے۔ اس کا غضب بھڑکا اور دھوئیں کا بادل اٹھا' اس کے لب قہر آلودہ اور اس کی زبان بھسم کرنے والی آگ کی مانند ہے۔ اس کا دم ندی کے سیلاب کی مانند ہے جو گردن تک پہنچ جائے۔ وہ قوموں کو ہلاکت کے چھاج میں پھٹکے گا اور لوگوں کے جبڑوں میں لگام ڈالے گا تا کہ ان کو گمراہ کرے .... کیونکہ خداوند اپنی جلالی آواز سنائے گا اور اپنے قہر کی شدت اور آتش سوزاں کے شعلے اور سیلاب اور آندھی اور اولوں کے ساتھ اپنا بازو نیچے لائے گا۔ ہاں خداوند کی آواز ہی سے اسور تباہ ہو جائے گا اور اسے لٹھ سے مارے گا اور اس قضا کے لٹھ کی ہر ایک ضرب جو خداوند اس پر لگائے گا اور دف اور بربط کے ساتھ ہوگی اور وہ اس سے سخت لڑائی

لڑے گا، کیونکہ توفت مدت سے تیار کیا گیا۔ ہاں وہ بادشاہ کے لیے گہرا اور وسیع بنایا گیا ہے، اس کا ڈھیر آگ اور بہت سا ایندھن ہے اور خداوند کی سانس گندھک کے سیلاب کی مانند اس کو سلگاتی ہے۔" (کتاب۔ سعیاہ باب ۳۰ آیت ۲۷ تا ۳۱)

"اس نے اپنی ہیکل میں سے میری آواز سنی اور میری فریاد اس کے کان میں پہنچی، تب زمین ہل گئی اور کانپ اٹھی اور آسمان کی بنیادوں نے جنبش کھائی اور ہل گئیں۔ اس لیے کہ وہ غضب ناک ہوا، اس کے نتھنوں سے دھواں اٹھا اور اس کے منہ سے آگ نکل کر بھسم کرنے لگی، کوئلے اس سے دہک اٹھے۔ اس نے آسمانوں کو بھی جھکا دیا اور نیچے اتر آیا اور اس کے پاؤں تلے گہری تاریکی تھی، وہ کروبی پر سوار ہو کر اڑا اور ہوا کے بازوؤں پر دکھائی دیا اور اس نے اپنے چوگرد تاریکی اور پانی کے اجتماع اور آسمان کے دل دار بادلوں کو شامیانے بنایا۔ اس جھلک سے جو اس کے آگے آگے تھی، آگ کے کوئلے سلگ گئے۔ خداوند آسمان سے گرجا اور حق تعالیٰ نے اپنی آواز سنائی، اس نے تیر چلا کر ان کو پراگندہ کیا، اور بجلی سے ان کو شکست دی، تب خداوند کی ڈانٹ سے اس کے نتھنوں کے دم کے جھونکے سے، سمندر کی اتھاہ دکھائی دینے لگی، اور جہان کی بنیادیں نمودار ہوئیں۔" (سموئیل دوم ۲۲ : ۸ تا ۱۶)

"تب خداوند خروج کرے گا اور ان قوموں سے لڑے گا جیسے جنگ کے دن لڑا کرتا تھا۔" (زکریا ۱۴ : ۳)

"اور خداوند ان کے اوپر دکھائی دے گا اور اس کے تیر بجلی کی طرح نکلیں گے۔ ہاں خداوند نرسنگا پھونکے گا، اور جنوبی بگولوں کے ساتھ خروج کرے گا۔" (زکریاہ ۹ : ۱۴)

"تب خداوند صیون سے نعرہ مارے گا اور یروشلم سے آواز بلند کرے گا، آسمان و زمین کانپیں گے۔" (یوایل ۳ : ۱۶)

دیکھئے کیسے ایک خالص جنگجو دیوتا کا روپ پیش کیا گیا ہے۔
پادری ڈبلیو ایچ ٹی گیرڈنر بی اے لکھتے ہیں کہ:

"ہمارے آباؤ اجداد خود دوسری قوموں سے بہتر نہیں تھے۔ ان کی اصلیت بت پرست تھی۔" (الہام ص ۲۱)

غیر اقوام کے دیوتاؤں کی ایک صفت آپس میں لڑنا بھڑنا بھی تھا' مثلاً" جب سمندر کا دیوتا تیامت دوسرے دیوتاؤں کو تہس نہس کرنے لگا تو بابل کا دیوتا مردوک اس پر غالب آگیا اور اسے چیر کر دو ٹکڑوں میں کاٹ ڈالا' ایک سے آسمان اور دوسرے سے زمین بنائی۔ (THE SCRIPTURES 1974 INSIGHT ON (بحوالہ ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ ص ۳۴ بابت ماہ فروری ۱۹۹۱ء)

قدیم ایرانی مذہب میں یزداں نیکی اور بھلائی کا دیوتا تھا اور اہرمن برائی کا" یہ دونوں لگا تار ایک دوسرے سے بر سرپیکار رہتے تھے۔ (مسئلہ برائی کا گناہ مصنفہ پروفیسر لطفی لیوونیال مطبوعہ ۱۹۵۱ء ص ۲)

نظریہ دیوتا کی تصدیق

بائبل کے مطالعہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اس نے بھی خدا کو ایک دیوتا کے روپ میں پیش کیا ہے۔ اگرچہ اس کو الوہیم' یہوواہ یا خدا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے مگر اس کے افعال و اعمال اور کردار ہو بہو اسے دیگر دیوتاؤں کی صف میں کھڑا کر دیتے ہیں۔
چنانچہ پادری پیٹرسن سمائتھ لکھتے ہیں کہ:

"ہم ابتدائی زمانہ میں خدا کی نسبت بہت ہی ادنیٰ اور بے ڈھنگے خیال پاتے ہیں۔ گویا کہ وہ محض ایک قوی دیوتا تھا' جسے فقط اسرائیل ہی کی حفاظت و بہبودی مقصود تھی اور دوسری اقوام کی طرف سے عداوت نہیں تو بے پرواہی ضرور کرتا تھا۔" (بائبل کا الہام مطبوعہ ۱۹۵۲ء صفحہ ۵۱)

خود بائبل میں لکھا ہے کہ:

"خداوند صاحب جنگ ہے" (کتاب خروج ۱۵: ۳)

"خداوند بہادر کی مانند نکلے گا' وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت دکھائے گا' وہ نعرہ مارے گا' ہاں وہ للکارے گا' وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا۔" (یسعیاہ ۴۲: ۱۳)

"خداوند میری طرف سے زبردستوں کا مقابلہ کے لیے آیا ہے۔" (قضاۃ ۵: ۱۳۔ نیز دیکھئے قضاۃ ۵: ۴ و ۵)

"اور یشوع نے ان سب بادشاہوں پر اور ان کے ملک پر ایک ہی وقت میں تسلط حاصل کیا۔ اس لیے کہ خداوند اسرائیل کا خدا اسرائیل کی خاطر لڑا" (یشوع ۱۰: ۴۲)

"فلستی اسرائیل سے جنگ کرنے کو نزدیک آئے لیکن خداوند فلستیوں کے اوپر اس دن کڑک کے ساتھ گرجا اور ان کو گھبرا دیا اور انہوں نے اسرائیلیوں کے آگے شکست کھائی۔" (سموئیل اول ۷: ۱۰)

اس زبردست گھن گرج والے دیوتا سے بچنے کی صورت اور ہدایات

"اے میرے لوگو! اپنے خلوت خانوں میں داخل ہو' اور اپنے پیچھے دروازے بند کر لو' اور اپنے آپ کو تھوڑی دیر تک چھپا رکھو' جب تک کہ غضب ٹل نہ جائے' کیونکہ دیکھو خداوند اپنے مقام سے چلا آتا ہے' تا کہ زمین کے باشندوں کو ان کی بد کرداری کی سزا دے' اس وقت خداوند اپنی سخت اور بڑی اور مضبوط تلوار سے اژدھا یعنی تیز رو سانپ کو اور اژدھا یعنی پیچیدہ سانپ کو سزا دے گا' اور دریائی اژدھا کو قتل کرے گا۔" (یسعیاہ ۲۶: ۲۰ و ۲۱ اور ۲۷: ۱)

"تا کہ جب خداوند زمین کو شدت سے ہلانے کے لیے اٹھے تو انسان

کے خوف سے اور اس کے جلال کی شوکت سے چٹانوں کے غاروں اور نا ہموار پتھروں کے شگافوں میں گھس جائیں" (۲: ۲۱)

ناظرین کرام! شاید آپ خیال کرتے ہوں گے کہ یہود کا یہ خدا ہر حالت میں غالب اور کامیاب ہی ہوتا ہوگا' کوئی چیز اور کوئی طاقت اس کے سامنے نہ ٹھہر سکتی ہوگی مگر آپ کا یہ خیال درست نہیں بلکہ بسا اوقات یہ عبرانی دیوتا مغلوب بھی ہو جاتا تھا' ناکامی اور شکست بھی اس کا مقدر بن جاتی ہے' ذرا یہ نقشہ بھی ملاحظہ فرمایئے:

"اور خداوند یہوواہ کے ساتھ تھا سو اس نے کوہستانیوں کو نکال دیا۔ پر وادی کے باشندوں کو نہ نکال سکا' کیونکہ ان کے پاس لوہے کے رتھ تھے۔" (قضاۃ باب ۱ آیت ۱۹)

اس سے بھی نیچے: یہودیوں کا دیوتا خدا حضرت یعقوبؑ سے کشتی لڑتے ہوئے مات کھا جاتا ہے' چنانچہ کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ:

"اور یعقوبؑ اکیلا رہ گیا اور پو پھٹنے کے وقت تک ایک شخص وہاں اس سے کشتی کرتا رہا' جب اس نے دیکھا کہ وہ اس پر غالب نہیں ہوتا تو اس کی ران کو اندر کی طرف سے چھوا اور یعقوبؑ کی ران کی نس اس کے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی اور اس نے کہا کہ مجھے جانے دے کیونکہ پو پھٹ چلی' یعقوبؑ نے کہا جب تک تو مجھے برکت نہ دے' میں تجھے جانے نہیں دوں گا۔

تب اس نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا' یعقوب۔ اس نے کہا تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا کیونکہ تو نے خدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا۔" (پیدائش ۳۲: ۲۴ تا ۲۸)

پادری سٹرلنگ اور پادری ڈملو اپنی تفاسیر میں اس کو جسمانی کشتی تصور کرتے ہیں۔

حضرت گرامی! خدا کے قرآنی اور بائبلی تصور میں امتیاز کرتے ہوئے فیصلہ خود فرمالیں کہ کیا بائبلی تصور خدا کے تحت بنی اسرائیلی بت پرستی سے بچ

کر خدا پرستی اختیار کر سکتے تھے؟

اللہ تعالیٰ کا اسلامی تصور

خداوند قدوس اپنی ذات و صفات میں یکتا اور بے مثل ہے' لیس کمثلہ شئی نہ اس کی کوئی ابتداء ہے اور نہ انتہا' وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا' وہ زمان و مکان کی قید سے پاک ہے' تغیرو تبدل اور زوال سے منزہ ہے' حدوث و فنا سے ماوراء ہے' وہ واہب الحیات اور موت و حیات کا بے شرکت غیر تنہا مالک ہے' نہ وہ کسی سے مولود اور نہ اس سے کوئی مولود ہوا' اس کا ادراک واحاطہ ناممکن اور محال ہے' وہ مادہ' تفہیم' تجسم' تجسیم سے منزہ ہے' نہ وہ جوہر اور نہ کسی کا ہم جوہر' وہ مثل و تشبیہ سے پاک اور بے نیاز ہے۔ وہ شبیہ اور صورت سے بھی منزہ ہے' وہ تعدد و تجزی سے بھی پاک ہے' نہ اس کا کوئی اوتار ہے' نہ وہ کسی میں حلول کرتا ہے' اس لیے وہ تنہا ہی عبادت کے لائق و مستحق ہے۔

صفات باری تعالیٰ

وہ اپنی ذات کی طرح صفات (علم' قدرت' سمع' بصر' کلام' ارادہ' تکوین وغیرہ) میں بھی یکتا اور بے مثل و بے مثال ہے۔ وہ تمام عمدہ صفات سے متصف اور ہر عیب و نقص سے مبرا ہے' وہ نیند' غفلت بھول اور نسیان اور ہر قسم کی مخلوق کی صفات سے منزہ ہے' ذات کی طرح صفات میں بھی اس کا کوئی مثیل یا ہمسر و ہم پلہ نہیں۔ اس کی صفات بھی ذات کی طرح بلا ابتداء و بلا انتہاء ہیں۔ جیسے اس کی ذات کریمہ تغیرو تبدل اور زوال و فنا کو قبول نہیں کرتی ایسے ہی اس کی صفات بھی تغیرو تبدل اور عروج وزوال سے مبرا ہیں۔ اس کی ذات و صفات ارتقاء و تدریج سے بالا تر ہیں' اس کی ذات وصفات کا نہ کوئی اتار ہے اور نہ وہ کسی بھی مخلوق میں حلول کرتی ہیں۔ وہ تمام مخلوقات کا خود پیدا کرنے والا اور خود ہی اس کی نگہداشت اور ضروریات کا جاننے والا اور

پورا کرنے والا ہے' اس کی قدرت و اختیار سے کائنات کا ایک ذرہ بھی باہر نہیں' اس کے علم محیط سے کسی بھی لمحہ کسی بھی ذرہ کا حال اوجھل نہیں ہو سکتا' وہ سب پر یکساں مہربان اور شفقت کرنے والا ہے' وہ کسی کا طرف دار نہیں' وہ تنہا ہر چیز کا مالک اور سب پر غلبہ و اقتدار رکھتا ہے' کوئی ہستی اس کو مجبور نہیں کر سکتی' وہ غنی اور سب سے بے نیاز ہے' وہ ہی سب کو نعمتیں دینے والا اور قصور و کوتاہی کا معاف کرنے والا ہے۔ وہی اپنے فضل و مہربانی سے سب کو نوازتا ہے' اس نے رسولوں کو بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے بھیجا' پھر ایک دن وہ سب کو زندہ کر کے اپنے سامنے حاضر کر لے گا' اور تمام حساب و کتاب لے گا اور فرماں بردار کو اپنے فضل و رحمت (جنت) میں اور نافرمانوں کو اپنے قہر و غضب (جہنم) میں داخل کرے گا۔

بائبل اور خدا کا مزید تفصیلی اور ارتقائی تصور

قرآن مجید میں خدا کا تصور آپ مطالعہ فرما چکے۔ اب اس کے مقابلہ میں بائبل کا مطالعہ پیش خدمت ہے:

"خدا نے ابتداء میں زمین و آسمان کو پیدا کیا اور زمین ویران اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا' اور خدا کی روح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی۔" (پیدائش باب ۱ آیت ۱)

"پھر خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور شبیہ کی مانند بنائیں گے۔" (پیدائش ۱:۲۶)

"انہوں نے خداوند خدا کی آواز سنی جو ٹھنڈے وقت میں باغ میں پھرتا تھا۔" (پیدائش ۳:۸)

خدا کا آدم کو پکارنا کہ تو کہاں ہے (پیدائش ۳:۹)

"اور خداوند خدا نے کہا کہ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا ہے۔" (پیدائش ۳:۲۲) (کل کتنے خدا ہیں؟)

ہابیل کے قاتل قائن کو کچھ نہ کہنا بلکہ اس کے قتل کرنے والے سے سات گنا بدلہ لینے کا اعلان (پیدائش ۴ : ۱۴ و ۱۵)

خدا کا غمزدہ ہونا اور ملول ہونا (۶ : ۶)

اور اس بنا پر انسان کو ختم کرنے کا تہیہ کرنا (۶ : ۷)

خدا کا ملک سلعار کا برج دیکھنے کے لیے زمین پر اترنا (پیدائش ۱۱ : ۵) آسمان پر اسے پتہ نہ لگ سکا۔

خدا کا ابراہیم علیہ السلام کو دکھائی دینا (۱۲ : ۷، ۱۷)

خدا کا عمورہ اور سدوم بستیوں کی بدکاری دیکھنے کے لیے زمین پر اترنا (۱۸ : ۲۱) گویا آسمان سے اسے پتہ نہ لگ سکتا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ کا خدا کے حضور کھڑا رہنا (۱۸ : ۲۲)

حضرت اضحاق کو خدا کا نظر آنا (۲۶ : ۲ و ۲۴)

شاہ مصر کو خدا کا خواب میں نظر آنا (۲۰ : ۶)

حضرت یعقوبؑ کا صبح تک خدا کے ساتھ کشتی لڑنا اور غالب آنا اور خدا کا کچھ دے کر اس سے جان چھڑانا۔ (۳۲ : ۲۴ تا ۳۲)

خدا کا یعقوبؑ سے ہم کلام ہو کر اوپر چلا جانا۔ (۳۵ : ۳۲)

گویا خدا کا ایک خاص مقام آسمان ہے جہاں سے بوقت ضرورت اترتا رہتا ہے۔ (سبحان اللہ عما یصفون)

تصور خدا اور کتاب خروج

خدا کا موسیٰؑ کو آواز دینا کہ ادھر میرے پاس آ" اس نے اپنا منہ چھپایا تا کہ خدا کو نہ دیکھ سکوں۔ (کتاب خروج باب ۳ آیت ۵ تا ۷)

خدا کا بنی اسرائیل کو مصریوں سے چھڑانے کے لیے زمین پر اترنا (خروج ۳ : ۸)

موسیٰؑ کا خدا کا نام پوچھنا، خدا نے کہا کہ "میں جو ہوں سو میں ہوں (۳ :

۴:

موسیٰؑ ہارون کے لیے بمنزلہ خدا (۴: ۱۶)
موسیٰؑ فرعون کے لیے بمنزلہ خدا (۷: ۱)
خدا کا بنی اسرائیل کے گھروں کا نشان لگواتا تا کہ بوقت ہلاکت ان کو چھوڑ دیا جائے۔ (خروج ۱۲: ۲۱ تا ۲۷)
خدا نے اسرائیلیوں کو مصر سے لے جاتے وقت فلسیوں کے علاقہ سے نہیں بلکہ ان کو چکر لگوا کر بحر قلزم کے بیاباں کے راستے لے گیا تا کہ وہ فلسیوں کے ڈر سے واپس مصر نہ چلے جائیں۔ (۱۳: ۱۷ و ۱۸)
خدا بنی اسرائیل کے سامنے رات کو آگ کے ستون میں اور دن کو ابر کے ستون میں ہو کر چلتا تھا۔ (۱۳: ۱۲)
خداوند مصریوں کو آگ اور بادل کے ستون سے دیکھ کر گھبرا گیا۔ ان کا چلنا مشکل ہو گیا۔ (۱۴: ۲۴ و ۲۵)
خدا کے نتھنوں کے دم سے پانی ڈھیر ہو گیا۔ (خروج ۱۵: ۸)
سب بنی اسرائیل کو بادل میں خدا کا جلال نظر آیا۔ (خروج ۱۶: ۱۰)
خدا کا حورب کی چٹان پر کھڑا ہو جانا تا کہ زمین سے پانی نکل آئے۔ (۱۷: ۶)

خداوند سینا کی چوٹی پر اترا اور موسیٰؑ کو چوٹی پر بلایا۔ (۱۹: ۲۰)
بنی اسرائیل کے ستر بزرگوں کا موسیٰؑ کے ہمراہ پہاڑ پر جا کر خدا کو دیکھنا' جس کے قدموں کے نیچے نیلم پتھر کا آسمان کی طرح صاف چبوترہ تھا' انہوں نے خدا کو دیکھا اور کھایا اور پیا۔ (۲۴: ۹ تا ۱۱)
خداوند کا موسیٰؑ کو پہاڑ پر بلانا۔ ان کے پہنچنے پر پہاڑ پر چھ دن تک گھٹا چھائے رہنا' جس میں خدا کا جلال تھا' ساتویں دن خدا نے گھٹا سے موسیٰؑ کو بلایا اور بنی اسرائیل کی نگاہ میں پہاڑ پر خدا کا جلال بھسم کرنے والی آگ کی طرح تھا۔ (خروج ۲۴: ۱۲' ۱۸)

خدا چھ دن میں مخلوق کو پیدا کر کے ساتویں دن تازہ دم ہوا۔ (۳۱: ۱۷)
جب موسیٰ ؑ خیمہ اجتماع میں جائے تو ابر کا ستون اتر کر خیمہ کے دروازہ پر ٹھہرا رہتا اور خداوند موسیٰ ؑ سے باتیں کرنے لگتا' اور سب لوگ اپنے اپنے ڈیرے کے دروازے پر اسے سجدہ کرتے۔ (۳۳: ۹)
خداوند ایک دوست کی طرح سامنے ہو کر موسیٰ ؑ سے باتیں کرتا۔ (۳۳: ۹' ۳۱: ۱۸)

موسیٰ ؑ کا خدا سے جلال طلب کرنا (۳۳: ۱۸) اور خدا نے کہا تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا' کیونکہ انسان مجھے دیکھ کر زندہ نہیں رہ سکتا۔ (۳۳: ۲۰)
پھر خداوند نے کہا' دیکھ میرے قریب ایک جگہ ہے تو اس پر کھڑا ہو' جب تک میرا جلال گزرتا رہے میں تجھے اس چٹان کے شگاف میں رکھوں گا اور جب تک میں نکل نہ جاؤں' تجھے اپنے ہاتھ سے ڈھانکے رہوں گا اس کے بعد اپنا ہاتھ اٹھا لوں گا اور تو میرا پیچھا دیکھے گا' لیکن میرا چہرہ دکھائی نہ دے گا۔ (خروج ۳۳: ۲۰ تا ۲۳)
پہلی دونوں تختیاں ٹوٹ جانے کے بعد خداوند نے موسیٰ ؑ کو دوبارہ دو نئی تختیاں تراش کر لانے کا حکم دیا کہ سویرے ہی کوہ سینا پر آ کر وہاں پہاڑ کی چوٹی پر میرے سامنے حاضر ہونا' پر تیرے ساتھ کوئی دوسرا آدمی نہ آئے' نہ پہاڑ پر کوئی دوسرا آدمی ہو' تو موسیٰ ؑ بحکم خدا دو تختیاں لے کر سویرے ہی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ تب خداوند ابر میں ہو کر اترا' اور اس کے ساتھ وہاں کھڑے ہو کر خداوند کے نام کا اعلان کیا اور خداوند اس کے آگے سے یہ پکارتا ہوا گزرا' خداوند خداوند خدائے رحیم اور مہربان قہر کرنے میں دھیما اور شفقت اور وفا میں غنی' ہزاروں پر فضل کرنے والا' گناہ تقصیر اور خطا کا بخشنے والا' لیکن وہ مجرم کو ہرگز بری نہیں کرے گا۔ بلکہ باپ دادا کے گناہ کی سزا ان کے بیٹوں اور پوتوں کو تیسری اور چوتھی پشت تک دیتا ہے' تب موسیٰ ؑ نے جلدی سے سر جھکا کر سجدہ کیا۔ (خروج ۳۴: ۱ تا ۸)

موسیٰ خدا کے سامنے بلا نقاب جاتا اور بعد میں آ کر نقاب ڈال لیتا (خروج ۳۴:۳۵)

خیمہ اجتماع کے دروازہ پر خدائی ابر چھا جانے کی وجہ سے موسیٰ اندر نہ جا سکا (۴۰:۳۷)

دن کو خدا ابر میں ہوتا' خدا کا ابر دن کو مسکن پر چھایا رہتا اور رات کو اس میں آگ ہوتی (۴۰:۳۸)

خدا خیمہ کے اندر سے موسیٰ کو بلاتا (احبار ۱)

خدا انسان سے باتیں کرتا ہے اور انسان پھر بھی زندہ رہتا ہے۔ (استثناء ۵:۲۴)

ناظرین کرام! درج بالا حوالہ جات کو سرسری نظر دیکھنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا ذات خداوندی کا وجود ارتقائی کیفیت کا مالک ہے' ذرا پیدائش ۳:۸ سے ملاحظہ فرماتے جائیں تو آپ کو خدا ایک انسان کی مانند' جسم و روح کا مالک' ایک محدود ذات نظر آئے گی' جسے سیر سپاٹے کی بھی ضرورت تھی وہ محدود ذات پہلا انسان کے سامنے بھی آ جاتا' بلکہ حضرت یعقوب کے ساتھ زور آزمائی بھی کی' جس میں وہ مغلوب ہو گیا (معاذ اللہ) پھر موسوی دور میں کچھ ترقی ہوئی کہ انسان اسے دیکھ نہیں سکتا۔ مگر ہے محدود ذات کہ جو صرف بنی اسرائیل تک رواں دواں ہے۔ دوسری مخلوقات سے بے خبر و بے تعلق ہے' اسی لیے وہ اپنے آپ کو عبرانیوں کا خدا کہتا ہے۔ دیکھئے خروج ۳:۱۸' ۵:۳' ۷:۱۶' ۹:۱' ۱۰:۳ وغیرہ

اس کے بعد یرمیاہ' یسعیاہ وغیرہ کے زمانہ میں یہ صورت مزید ترقی پذیر ہو جاتی ہے۔ اب صرف کلام خدا خواب میں یا فرشتہ وغیرہ کے ذریعے نازل ہوتا ہے۔ حالانکہ خداوند قدوس جسم و تجسم سے پاک' زمان و مکان کی حدود سے ماوراء' عقل و فکر اور ادراک انسانی سے بالا تر اور علم و قدرت میں ساری کائنات سے باخبر اور سب پر مکمل اختیار رکھتا ہے۔ نہ وہ بھولتا ہے نہ

پچھتاتا ہے۔ مزید ملاحظہ فرمائیں۔

خدا کی بے بسی: لکھا ہے کہ خداوند یہوداہ کے ساتھ تھا۔ سو اس نے کوہستانیوں کو نکال دیا۔ پر تولوی کے باشندوں کو نہ نکال سکا کیونکہ ان کے پاس لوہے کے رتھ تھے۔ (قضاۃ ۱: ۱۹)

یہوواہ خداوند کا پچھتاوا: پیدائش ۶: ۶۔ سموئیل اول ۱۵: ۱۰، ۱۱، ۳۵

خدا کا بھول جانا: زبور ۴۴: ۲۴ و ۷۷: ۹ وغیرہ

خدا کا سو جانا: زبور ۴۴: ۲۳

نیند سے جاگ اٹھنا: لکھا ہے کہ تب خداوند گویا نیند سے جاگ اٹھا، اس زبردست آدمی کی طرح جو مے کے سبب للکارتا ہو۔ (زبور ۷۸: ۶۵)

خداوند بہادر کی مانند نکلے گا، وہ جنگی مرد کی طرح اپنی غیرت دکھائے گا، وہ نعرہ مارے گا، ہاں وہ للکارے گا۔ (یسعیاہ ۴۲: ۱۳)

خدا تعالیٰ کا نہایت ادھورا تصور

۱۔ "اس وقت سے لوگ یہوواہ کا نام لے کر دعا کرنے لگے۔" (پ ۴: ۲۶)

۲۔ "انہوں نے خداوند خدا کی آواز سنی جو ٹھنڈے وقت باغ میں سیر کرتا تھا۔" (پ ۳: ۸)

۳۔ "خداوند خدا نے کہا کہ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔" (پ ۳: ۲۲)

۴۔ "موسیٰ نے خدا سے کہا کہ میں تجھے کس نام سے متعارف کراؤں تو خدا نے کہا کہ میں جو ہوں سو میں ہوں۔" (خروج ۳: ۱۳ و ۱۴)

ملاحظہ فرمائیے کہ حوالہ نمبر ا سے معلوم ہوا کہ خدا کا پہلے کوئی اور نام تھا پھر یہوواہ ہوا، حالانکہ یہ بات لا تبدیل خدا کے شایان شان نہیں۔ پھر اسے محض انسانی اور مادی جسمانی روپ میں پیش کیا گیا۔ تمام اعضائے انسانی اور

عوارضات انسانی کے ساتھ پیش کیا گیا۔ مثلاً چلنا پھرنا' اترنا چڑھنا' کھانا پینا' تھکنا' آسودہ ہونا' غضب ناک اور خوش ہونا' غالب و مغلوب ہونا' سونا جاگنا' لکھنا پڑھنا وغیرہ۔ تمام تر جسمانی اور مادی عوارضات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اسے خدائے عظیم کو ایک ارتقائی صورت میں پیش کیا گیا ہے' بالکل ابتدائی' سادہ اور اجڈ ماحول میں پیش کیا گیا ہے جس کے مقابلہ میں قرآن مجید میں ابتداء ہی سے اس ذات بالا کو نہایت ہی اعلیٰ و ارفع' بے مثل و لا محدود انداز میں پیش کر کے یرمیاہ کے ۳۱ : ۳ تا ۳۴ میں مذکور منصب امت کی شان و عظمت کو واضح کر دیا گیا ہے۔ کامل قرآن مجید' الوہیت' رسالت اور دیگر تمام نظریات' اصول و ضوابط و کام اور آپ کو کامل ترین صورت میں پیش کرتا ہے جس سے خدائی ہدایت و تعلیم کی احسن ترین انداز میں تکمیل ہو جاتی ہے' چنانچہ اسی حقیقت کو مقدس پولوس کرنتھیوں ۱۳ : ۸ میں واضح کرتے ہوئے خاتم الانبیاءؐ اور خاتم الکتب (قرآن مجید) کی آمد اور ان کی عظمت و شان کا ڈنکا بجا رہا ہے۔

بائبل کے خدا کا مزید تفصیلی تصور

(منقول از رسالہ "بائبل کا تصور خدا" از محمد اسلم رانا)

کثرت الٰہ

"اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔" (پیدائش ۳ : ۵)

"اور تم دیوتاؤں کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے" (gods) (شاہ جیمز کی بائبل' دی نیو یروشلم بائبل ۱۹۸۵ء)

"خداوند نے موسیٰؑ سے کہا میں نے تجھے فرعون کے لیے گویا خدا ٹھہرایا۔" (خروج ۷ : ۱)

"اور خدا نے موسیٰ سے کہا دیکھ میں نے تجھے فرعون کے لیے دیوتا ٹھہرایا ہے۔" (god) (شاہ جیمز کی بائبل)

"یہواہ نے موسیٰ سے کہا دیکھا میں نے تجھے فرعون کے لیے گویا دیوتا ٹھہرایا ہے اور تو اس کے لیے گویا خدا ہوگا۔" (god) (دی نیو یروشلم بائبل خروج ۴: ۱۶)

"اور تو اس کے لیے گویا الہام دینے والا دیوتا ہوگا۔" (gods) (دی نیو یروشلم بائبل)

"خدا کی جماعت میں خدا موجود ہے۔
وہ انہوں کے درمیان عدالت کرتا ہے۔" (زبور ۸۲: ۱)

"خدا کی جماعت میں خدا موجود ہے۔
وہ دیوتاؤں کے درمیان عدالت کرتا ہے۔" (gods) (شاہ جیمز بائبل نیو ورلڈ ٹرانسلیشن آف دی ہولی سکرپچرز)

خدا کی جماعت میں خدا کھڑا ہوتا ہے۔
وہ دیوتاؤں کے درمیان عدالت کرتا ہے۔" (gosd) (دی یروشلم بائبل)

"کیونکہ خداوند تمہارا خدا (الہوں کا الٰہ) خداوندوں کا خداوند ہے" (استثنا ۱۰: ۱۷)

کیونکہ خداوند تمہارا خدا دیوتاؤں کا خدا ہے اور خداوندوں کا خداوند ہے۔" (GODS) (شاہ جیمز کی بائبل)

FOR THE LORD YOUR GOD IS GOD

OF GODS, AND LORD OF LORDS

"کیونکہ خداوند تمہارا خدا وہی خداؤں کا خدا اور خداوندوں کا خداوند ہے۔" (رومن کیتھولک اردو بائبل)

"لوگ پکار اٹھے کہ یہ تو خدا کی آواز ہے۔" (اعمال ۱۲: ۲۲)

"لوگ یہ کہتے ہوئے پکار اٹھے کہ یہ تو دیوتا کی آواز ہے۔" (god)
(شاہ جیمز کی بائبل)

"جواب میں لوگ پکارنے لگے۔ انسان کی نہیں دیوتا کی آواز" (god)
(نیوز ورلڈ ٹرانسلیشن)

"سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔" (استثنا ٦ : ٤)

اور وہ مجھے کہیں کہ اس کا نام کیا ہے تو میں کیا بتاؤں ؟ خدا نے موسیٰ سے کہا میں جو ہوں سو میں ہوں سو تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ "میں جو ہوں" نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔" (خروج ۳ : ۱۳ : ۱۴)

خدا کا مکان اور مسکن

"خدا اپنے مقدس مکان میں یتیموں کا باپ اور بیواؤں کا داد رس ہے" (زبور ٦٨ : ۵)

"اور موسیٰ اس پر چڑھ کر خدا کے پاس گیا۔" (خروج ۱۹ : ۳)

"اور موسیٰ اس گہری تاریکی کے نزدیک گیا جہاں خدا تھا۔" (خروج ۲۰ : ۲۱)

"خداوند کے سامنے وبا سے مر گئے۔" (گنتی ۱۴ : ۳۸)

"سالم میں اس کا خیمہ ہے اور صیون میں اس کا مسکن" (زبور ٧٦ : ۲)

"اس غار کے منہ پر کھڑا ہوا اور دیکھو اس سے یہ آواز آئی کہ اے ایلیا تو یہاں کیا کرتا ہے؟" (سلاطین ۱۹ : ۱۱)

"میں نے دیکھا کہ خداوند اپنے تخت پر بیٹھا ہے اور سارا آسمانی لشکر اس کے داہنے اور بائیں کھڑا ہے۔" (سلاطین اول ۲۲ : ۱۹)

"اس نے اپنی ہیکل میں سے میری آواز سنی" (۲۔ سموئیل ۲۲ : ۷)

"خداوند کی ستائش کرو جو صیون میں رہتا ہے۔" (زبور ۹ : ۱۱)

"خداوند اپنی مقدس ہیکل میں ہے۔" (زبور ۱۱: ۴۔ حبقوق ۲: ۲۰)

"اٹھ اے خداوند اپنی آرام گاہ میں داخل ہو۔" (زبور ۱۳۲: ۸)

"صیون میں خداوند مبارک ہو۔ وہ یروشلم میں سکونت کرتا ہے۔"
(زبور ۱۳۵: ۲۱)

"خداوند یوں فرماتا ہے کہ آسمان میرا تخت ہے اور زمین میرے پاؤں کی چوکی۔" (یسعیاہ ۶۶: ۱)

"اور وہ میرے لیے ایک مقدس بنائیں تا کہ میں ان کے درمیان سکونت کروں۔" (خروج ۲۵: ۸)

"ان کو خداوند کے روبرو بلانا" (خروج ۲۹: ۲۴)

"اور میں بنی اسرائیل کے درمیان سکونت کروں گا اور ان کا خدا ہوں گا" (خروج ۲۹: ۴۵)

"اور میں نے اس کو حکمت اور فہم اور علم ہر طرح کی صنعت میں روح اللہ سے معمور کیا ہے۔" (خروج ۳۱: ۳)

خدا کی روح

"اور خدا کی روح اس پر نازل ہوئی" (گنتی ۲۴: ۲)

"تو خدا کی روح اس پر زور سے نازل ہوئی" (۱۔ سیموئیل ۱۱: ۶)

"اور اس تخت کے سامنے آگ کے سات چراغ جل رہے ہیں۔ یہ خدا کی سات روحیں ہیں۔" (مکاشفہ ۴: ۵)

"اور میں سمجھتا ہوں کہ خدا کا روح مجھ میں بھی ہے۔" (۱۔ کرنتھیوں ۷: ۴۰)

"خدا کے پاک روح کو رنجیدہ نہ کرو" (افسیوں ۴: ۳۰)

(مسیح کے متعلق لکھا ہے: "وہ ان دیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے۔ ..... الوہیت کی ساری معموری اسی میں مجسم ہو

کر سکونت کرتی ہے۔" (کلسیوں ۲: ۹)

"ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا" (انجیل یوحنا ۱: ۱)

"ہم مٹی ہیں۔ خدا روح ہے اور تو ہمارا کمہار ہے اور ہم سب کے سب تیری دستکاری ہیں۔" (یوحنا ۴: ۲۴۔ احبار ۲۶: ۱۲)

خدا کا جلال

"خدا کے جلال کا منظر بھسم کرنے والی آگ کی مانند تھا" (خروج ۲۴: ۱۷)

"پھر وہ لوگ کڑکڑانے اور خداوند کے سنتے برا کہنے لگے۔ چنانچہ خداوند نے سنا اور اس کا غضب بھڑکا اور خداوند کی آگ ان کے درمیان جل اٹھی۔ اور لشکر کو ایک کنارے سے بھسم کرنے لگی" (گنتی ۱۱: ۱)

"اس لیے تو مجھے اب چھوڑ دے کہ میرا غضب ان پر بھڑکے اور میں ان کو بھسم کر دوں" (خروج ۳۲: ۱۰)

"خداوند تیرا خدا بھسم کرنے والی آگ ہے۔" (استثنا ۴: ۲۴)

"خداوند تیرا خدا تیرے آگے آگے بھسم کرنے والی آگ کی طرح پار جا رہا ہے وہ ان کو فنا کر دے گا" (استثنا ۹: ۳)

"یہ خداوند فرماتا ہے جس کی آگ صیون میں اور بھٹی یروشلیم میں ہے۔" (یسعیاہ ۳۱: ۹)

"ہمارا خدا آئے گا اور خاموش نہیں رہے گا آگ اس کے آگے آگے بھسم کرتی جائے گی۔" (زبور ۵۰: ۳)

"اس کے منہ سے آگ نکل کر بھسم کرنے لگی...... اس جھلک سے جو اس کے آگے آگے تھی آگ کے کوئلے سلگ گئے۔" (۲۔ سموئیل ۲۲: ۹، ۱۳)

گا۔ وہ نعرہ مارے گا۔ وہاں للکارے گا وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا۔" (یسعیاہ ۴۲: ۱۳)

"خداوند مہیب بہادر کی مانند میری طرف ہے۔" (یرمیاہ ۲۰: ۱۱)

"وہ خداوند کی پیروی کریں گے۔ جو شیر ببر کی طرح گرجے گا۔" (ہوسیع ۱۱: ۱۰)

"خداوند فلسطیوں کے اوپر اسی دن بڑی کڑک کے ساتھ گرجا اور ان کو گھبرا دیا۔" (۱۔ سموئیل ۷: ۱۰)

"خداوند آسمان سے گرجا" (۲۔ سموئیل ۲۲: ۱۴)

"جب خداوند خروج کرے گا اور ان قوموں سے لڑے گا جیسے جنگ کے دن لڑا کرتا تھا۔ اور اس روز کوہ زیتون پر جو یروشلیم کے مشرق میں واقع ہے، کھڑا ہو گا۔" (زکریاہ ۱۴: ۳، ۴)

"خداوند صیون سے نعرہ مارے گا اور یروشلیم سے آواز بلند کرے گا۔" (یوایل ۳: ۱۶)

"تیرے تیر بھی چاروں طرف چلے" (زبور ۷۷: ۱۷)

"اور میں تلوار کھینچ کر ان کا پیچھا کروں گا" (حزقی ایل ۵: ۲)

"ہاں خداوند کی آواز ہی سے اسور تباہ ہو جائے گا۔ وہ اسے لٹھ سے مارے گا۔" (یسعیاہ ۳۰: ۳۱)

"اور خداوند یہوداہ کے ساتھ تھا سو اس نے کوہستانیوں کو نکال دیا پر وادی کے باشندوں کو نہ نکال سکا ان کے پاس لوہے کے رتھ تھے۔" (قضاۃ ۱: ۱۹)

خدا کی انسانی صفات

"اسی روز خداوند اس استرے سے جو دریائے فرات کے پار سے کرائے پر لیا یعنی اسور کے بادشاہ سے، سر اور پاؤں کے بال مونڈے گا۔ اور اس سے

داڑھی بھی کتر دی جائے گی۔" (یسعیاہ ۷ : ۲۰)

"اے خداوند جاگ تو کیوں سوتا ہے؟ اٹھ ہمیشہ کے لیے ہم کو ترک نہ کر۔ تو اپنا منہ کیوں چھپاتا ہے؟" (زبور ۴۴ : ۲۳)

"خداوند اسرائیل کا خدا مبارک ہو جس نے اپنے منہ سے میرے باپ داؤدؑ سے کلام کیا۔" (۲۔ تواریخ ۶ : ۴)

"وہ جو آسمان پر تخت نشین ہے ہنسے گا اور خداوند ان کا مضحکہ اڑائے گا۔" (زبور ۲ : ۴)

"میری آنکھیں ان کی سب روشوں پر لگی ہیں۔ وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور ان کی بد کرداری میری آنکھوں سے چھپی نہیں۔" (یرمیاہ ۱۶ : ۱۷)

"خداوند کی وہ سات آنکھیں جو ساری زمین کی سیر کرتی ہیں۔" (زکریاہ ۴ : ۱۰)

خدا کی غضب ناکی

"دیکھو خداوند دور سے چلا آتا ہے۔ اس کا غضب بھڑکا اور دھوئیں کا بادل اٹھا۔ اس کے لب قہر آلودہ اور اس کی زبان بھسم کرنے والی آگ کی مانند ہے۔" (یسعیاہ ۳۰ : ۲۷)

"خداوند اپنی جلالی آواز سنائے گا۔ اور اپنے قہر کی شدت اور آتش سوزاں کے شعلے اور سیلاب اور آندھی اور اولوں کے ساتھ اپنا بازو نیچے لائے گا۔" (یسعیاہ ۳۰ : ۳۰)

"اس کے نتھنوں سے دھواں اٹھا" (۲۔ سموئیل ۲۲ : ۹)

"اس کے نتھنوں کے دم کے جھونکے سے سمندر کی تھاہ دکھائی دینے لگی۔" (۲۔ سموئیل ۲۲ : ۱۶)

"میں بہت مدت سے چپ رہا۔ میں خاموش رہا اور ضبط کرتا رہا۔ پر

"ہمارا خدا بھسم کرنے والی آگ ہے۔" (عبرانیوں ۱۲:۲۹)

خدا کا منہ اور چہرہ

"میں نے تو تیرا منہ ایسے دیکھا جیسا کوئی خدا کا منہ دیکھتا ہے۔" (پیدائش ۳۳:۱۰)

"اور یعقوب نے یوسف سے کہا کہ خدائے قادر مطلق مجھے لوز میں جو ملک کنعان میں ہے' دکھائی دیا اور مجھے برکت دی۔" (پیدائش ۴۸:۳)

"خداوند اپنا چہرہ تجھ پر جلوہ گر فرمائے اور تجھ پر مہربان رہے۔" (گنتی ۶:۲۵)

"خداوند اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کرے اور تجھے سلامتی بخشے" (گنتی ۶:۲۵)

"تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا کیونکہ انسان مجھے دیکھ کر زندہ نہیں رہے گا۔" (خروج ۳۳:۲۰)

"سو انہوں نے خدا کو دیکھا اور کھایا اور پیا" (خروج ۲۴:۱۱)

"جب خداوند صیون کو واپس آئے گا تو وہ اسے روبرو دیکھیں گے۔" (یسعیاہ ۵۲:۹)

"خداوند کھڑا ہے کہ جھگڑے" (یسعیاہ ۳:۱۳)

خدا کی حجت بازی

"اب خداوند فرماتا ہے آؤ باہم حجت کریں۔" (یسعیاہ ۱:۱۸)

"اور یعقوبؑ اکیلا رہ گیا اور پو پھٹنے کے وقت تک ایک شخص وہاں اس سے کشتی لڑتا رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ اس پر غالب نہیں ہوتا تو اس کی ران کو اندر کی طرف سے چھوا اور یعقوبؑ کی ران کی نس اس کے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی۔ اور اس نے کہا مجھے جانے دے کیونکہ پو پھٹ چلی۔ یعقوبؑ نے کہا جب تک تو مجھے برکت نہ دے گا' میں تجھے جانے نہیں دوں

گا۔ تب اس نے اس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا یعقوبؑ اس نے کہا تیرا نام آگے کو یعقوبؑ نہیں اسرائیل ہوگا۔ کیونکہ تو نے خدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا تب یعقوب نے اس سے کہا کہ میں تیری منت کرتا ہوں تو مجھے اپنا نام بتا دے۔ اس نے کہا تو میرا نام کیونکہ پوچھتا ہے؟ اور اس نے اسے وہاں برکت دی اور یعقوبؑ نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا اور کہا کہ میں نے خدا کو رو برو دیکھا تو بھی میری جان بچی رہی۔" (پیدائش ۳۲: ۲۴: ۳۰)

خداوند کی سواری

"وہ کروبی پر سوار ہو کر اڑا اور ہوا کے بازوؤں پر دکھائی دیا۔" (۲۔ سموئیل ۲۲: ۷)

"وہ کروبیوں پر بیٹھا ہے۔" (زبور ۹۹: ۱)

"اے رب الافواج اسرائیل کے خدا کروبیوں پر بیٹھنے والے تو ہی اکیلا سب سلطنتوں کا خدا ہے۔" (سلاطین ۱۹: ۱۵)

"تو جو کروبیوں پر بیٹھا ہے جلوہ گر ہو" (زبور ۸۰: ۱)

خداوند جنگ جو ہے

"سو خداوند عمالیقیوں سے نسل در نسل جنگ کرتا رہے گا" (خروج ۱۷: ۱۶)

"اور یشوع نے ان سب بادشاہوں پر اور ان کے ملک پر ایک ہی وقت میں تسلط حاصل کیا۔ اس لیے خداوند اسرائیل کا خدا اسرائیل کی خاطر لڑا" (یشوع ۱۰: ۴۳)

"رب الافواج کوہ صیون اور اس کے ٹیلے پر لڑنے کو اترے گا" (یسعیاہ ۳۱: ۵)

"خداوند بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت دکھائے

اب میں دردِ زہ والی کی طرح چلاؤں گا۔ میں ہانپوں گا اور زور زور سے سانس لوں گا" (یسعیاہ ۴۲ : ۱۴)

"خداوند کی سانس گندھک کے سیلاب کی مانند اس کو سلگاتی ہے۔" (یسعیاہ ۳۰ : ۳۳)

"جاگ جاگ اے خداوند کے بازو توانائی سے ملبس ہو۔" (یسعیاہ ۵۱ : ۹)

خدا کے کان

"اور سموئیل نے لوگوں کی سب باتیں سنیں اور ان کو خداوند کے کانوں تک پہنچایا۔" (۱۔ سموئیل ۸ : ۲۱)

"میری فریاد اس کے کان میں پہنچی" (۲۔ سموئیل ۲۲ : ۷)

"اے اسرائیل کے چوپان! تو جو گلہ کی مانند یوسف کو لے چلتا ہے کان لگا" (زبور ۸۰ : ۱)

خدا کی لکھائی

"اور وہ لوحیں خدا ہی کی بنائی ہوئی تھیں اور جو لکھا ہوا تھا وہ بھی خدا ہی کا لکھا ہوا اور کندہ کیا ہوا تھا۔" (خروج ۳۲ : ۱۶)

"اس نمونہ کے سب کام خداوند کے ہاتھ کی تحریر سے مجھے سمجھائے گئے۔" (۱۔ تواریخ ۲۸ : ۱۹)

خدا کے ہاتھ

"اس نے اوپر سے ہاتھ بڑھا کر مجھے تھام لیا" (۲۔ سموئیل ۲۲ : ۱۷)

"تیرے داہنے اور تیرے بازو اور تیرے چہرے کے نور نے ان کو فتح بخشی" (زبور ۴۴ : ۳)

"خداوند کے ہاتھ میں پیالہ ہے اور مے جاگ والی ہے۔" (زبور ۷۵ : ۸)

خدا کے پاؤں

"انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا اور اس کے پاؤں کے نیچے نیلم کے پتھر کا سا چبوترا تھا۔" (خروج ۲۴: ۱۰)

"ہم اس کے پاؤں کی چوکی کے سامنے سجدہ کریں گے" (زبور ۱۳۲: ۷)

"اور اس کے پاؤں کی چوکی پر سجدہ کرو" (زبور ۹۹: ۵)

"تیرے نقش قدم نامعلوم ہیں" (زبور ۷۷: ۱۹)

"خداوند کا ہاتھ چھوٹا نہیں ہو گیا کہ بچا نہ سکے۔ اور اس کا کان بھاری نہیں کہ سن نہ سکے۔" (یسعیاہ ۵۹: ۱)

"اس کے پاؤں تلے گہری تاریکی تھی۔" (۲۔ سموئیل ۲۲: ۱۰)

"اور انہوں نے خداوند خدا کی آواز جو ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تھا سنی" (پیدائش ۳: ۸)

خدا کا نزول و عروج

"اور خداوند اس شہر کے برج کو جسے بنی آدم بنانے لگے دیکھنے کو اترا" (پیدائش ۱۱: ۵)

"پھر خداوند نے فرمایا چونکہ سدوم اور عمورہ کا شور بڑھ گیا اور ان کا جرم نہایت سنگین ہو گیا ہے اس لیے میں اب جا کر دیکھوں گا کہ کیا انہوں نے سراسر ایسا ہی کیا ہے جیسا شور میرے کان تک پہنچا ہے۔ اور اگر نہیں کیا تو میں معلوم کر لوں گا۔ سو وہ مرد وہاں سے مڑے اور سدوم کی طرف چلے گئے پر ابرہام خداوند کے حضور کھڑا ہی رہا۔ تب ابرہام نے نزدیک جا کر کہا۔ تو نیک کو بد کے ساتھ ہلاک کرے گا...... جب خداوند ابرہام سے باتیں کر چکا تو چلا گیا اور ابرہام اپنے مکان کو لوٹا" (پیدائش ۱۸: ۲۰ تا ۲۲، ۳۳)

"اور خداوند جس جگہ اس سے ہم کلام ہوا" وہیں سے اس کے پاس

سے اوپر چلا گیا۔" (پیدائش ۳۵ : ۱۳)

خدا کی آمد و رفت

"میں تیرے ساتھ مصر کو جاؤں گا۔" (پیدائش ۴۶ : ۴)

"میں اس رات ملک مصر سے ہو کر گزروں گا اور مصر کے سب دیوتاؤں کو بھی سزا دوں گا۔ میں خداوند ہوں۔" (خروج ۱۲ : ۱۲)

"اور خداوند ان کو دن کا راستہ دکھانے کے لیے بادل کے ستون میں اور رات کو روشنی دینے کے لیے آگ کے ستون میں ہو کر ان کے آگے چلا کرتا تھا۔" (خروج ۱۳ : ۲۱)

"اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ دیکھ میں کالے بادل میں اس لیے تیرے پاس آتا ہوں۔" (خروج ۱۹ : ۹)

"اور موسیٰ لوگوں کو خیمہ گاہ سے باہر لایا کہ خدا سے ملائے اور وہ پہاڑ سے نیچے آ کھڑے ہوئے اور کوہ سینا اوپر سے نیچے تک دھوئیں سے بھر گیا کیونکہ خداوند شعلہ میں ہو کر اس پر اترا اور دھواں تنور کے دھوئیں کی طرح اوپر کو اٹھ رہا تھا اور خداوند کوہ سینا کی چوٹی پر اترا اور خداوند نے پہاڑ کی چوٹی پر موسیٰ کو بلایا۔" (خروج ۱۹ : ۱۷، ۱۸، ۲۰)

"اور جب تک میرا جلال گزرتا رہے گا، میں تجھے اس چٹان کے شگاف میں رکھوں گا اور جب تک میں نکل نہ جاؤں تجھے اپنے ہاتھ سے ڈھانکے رکھوں گا۔ اس کے بعد میں اپنا ہاتھ اٹھا لوں گا اور تو میرا پیچھا دیکھے گا لیکن میرا چہرہ دکھائی نہیں دے گا۔" (خروج ۳۳ : ۲۲، ۲۳)

"اور خداوند اس کے آگے سے یہ پکارتا ہوا گزرا اے خداوند! میں تیری منت کرتا ہوں کہ ہمارے بیچ میں ہو کر چل" (خروج ۳۴ : ۶، ۹)

"اے خداوند! جب تو شعیر سے چلا جب تو ادوم کے میدان سے باہر نکلا" (قضاۃ ۵ : ۴)

"تب خداوند آ کھڑا ہوا" (ا۔ سموئیل ۳: ۹)

"اور جب توت کے درخت کی پھنگیوں میں تجھے فوج کے چلنے کی آواز سنائی دے تو چست ہو جانا کیونکہ اس وقت خداوند تیرے آگے آگے نکل چکا ہو گا۔" (۲۔ سموئیل ۵: ۲۴)

"اس نے آسمانوں کو بھی جھکا دیا اور نیچے اتر آیا" (۲۔ سموئیل ۲۲: ۱۰)

"اور دیکھو خداوند گزرا" (ا۔ سلاطین ۱۹: ۱۱)

"اے خداوند آسمانوں کو جھکا کر اتر آ" (زبور ۱۴۴: ۵)

"دیکھو خداوند اپنے مقام سے چلا آتا ہے تاکہ زمین کے باشندوں کو ان کی بدکرداری کی سزا دے" (یسعیاہ ۲۶: ۲۱)

اور میں تمہارے درمیان چلا پھرا کروں گا اور تمہارا خدا ہوں گا۔"
(احبار ۲۶: ۱۲)

"چونکہ خداوند اسرائیل کا خدا اس سے داخل ہوا ہے۔ اس لیے یہ بند رہے گا۔" (حزقی ایل ۴۴: ۲)

"دیکھ میں تیرے آگے جا کر وہاں حورب کی ایک چٹان پر کھڑا رہوں گا۔" (خروج ۱۷: ۶)

"خداوند ایک دیوار پر جو ساہول سے بنائی گئی تھی کھڑا ہے" (عاموس ۷: ۷)

"راستہ پر خداوند منزل پر اسے ملا اور چاہا کہ اسے مار ڈالے۔" (خروج ۴: ۲۴)

خدا کی اولاد

"جب روئے زمین پر آدمی بہت بڑھنے لگے اور ان کے بیٹیاں پیدا ہوئیں' تو خدا کے بیٹوں نے آدمی کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ خوب صورت ہیں اور جن کو انھوں نے چنا ان سے بیاہ کر لیا' ان دنوں میں زمین پر جبار تھے اور

بعد میں جب خدا کے بیٹے انسان کی بیٹیوں کے پاس گئے تو ان کے لیے ان سے اولاد ہوئی یہی قدیم زمانے کے سورما ہوئے ہیں۔" (پیدائش ۶: ۱، ۲، ۴، ۵)

"خداوند یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پہلوٹھا ہے۔" (خروج ۴: ۲۲)

"تم خداوند اپنے خدا کے فرزند ہو۔" (استثناء ۱۴: ۱)

"سلیمان تیرا بیٹا ہوگا اور میں اس کا باپ ہوں گا۔" (۱۔ تواریخ ۲۲: ۱۹)

"اور ایک دن خدا کے بیٹے آئے کہ خداوند کے حضور حاضر ہوں۔" (ایوب ۱: ۶)

"میں اسرائیل کا باپ ہوں اور افرائیم میرا پہلوٹھا ہے۔" (یرمیاہ ۳۱: ۱۰)

"اور اپنے بیٹوں کو جو مجھ سے پیدا ہوئے، آگ سے گزارا۔" (حزقی ایل ۲۳: ۳)

"خداوند نے مجھ سے کہا تو میرا بیٹا ہے، آج تو مجھ سے پیدا ہوا۔" (زبور ۲: ۷)

"اے یسوع خدا تعالیٰ کے فرزند مجھے تجھ سے کیا کام؟" (مرقس ۵: ۷)

"میں نے کہا تھا کہ تم الٰہ ہو
اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو" (زبور ۸۲: ۶)

"میں نے کہا کہ تم دیوتا ہو
اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو" (شاہ جیمز کی بائبل)

"میں نے خود کہا ہے کہ تم دیوتا ہو (gods)
اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو" (نیوز ورلڈ ٹرانسلیشن)

"پھر ان کو ان کے ہاتھوں سے لے کر قربان گاہ پر سوختنی قربانی کے اوپر

جلا دینا" تاکہ وہ خداوند کے آگے راحت انگیز خوشبو ہو۔" (خروج ۲۹: ۲۵)

شراب نوشی

"مے خدا اور انسان دونوں کو خوش کرتی ہے۔" (قضاۃ ۹: ۱۳)

"اور اس روپے سے جو تیرا جی چاہے' خواہ گائے بیل یا بھیڑ بکری یا مے یا شراب مول لے کر اپنے گھرانے سمیت وہاں خداوند کے حضور کھانا اور خوشی منانا" (استثناء ۱۴: ۲۶)

خدا کا ملول ہونا

"اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا' زمین پر سے مٹا ڈالوں گا' انسان سے لے کر حیوان اور رینگنے والے جاندار اور ہوا کے پرندوں تک' کیونکہ میں ان کے بنانے سے ملول ہوں" (پیدائش ۶: ۷)

"جب وہ اپنے ستانے والوں اور دکھ دینے والوں کے باعث کراہتے تو خداوند ملول ہوتا تھا" (قضاۃ ۲: ۱۸)

"اور جس گھڑی وہ ہلاک کرنے ہی کو تھا تو خداوند دیکھ کر اس سے بلا سے ملول ہوا اور اس ہلاک کرنے والے فرشتہ سے کہا' بس اب اپنا ہاتھ کھینچ" (ا۔ تواریخ ۲۱: ۱۵)

"خدا کی بیوقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے' اور خدا کی کمزوری آدمیوں کے زور سے زیادہ زور آور ہے" (کرنتھیوں ۱: ۲۵)

خدا کا اضطراب

"چھ دن میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا' اور ساتویں دن آرام کر کے تازہ دم ہوا" (خروج ۳۱: ۱۷)

"میں تو ترس کھاتے کھاتے تنگ آگیا" (یرمیاہ ۱۵: ۶)

خدا کے لیے غیر معقول اور نامناسب امور

"اور تو جَو کے پھلکے کھانا اور ان کی آنکھوں کے سامنے انسان کی نجاست سے ان کو پکارنا .... تب اس نے مجھے فرمایا' دیکھ میں انسان کی نجاست کے عوض تجھے گوبر دیتا ہوں۔ سو تو اپنی روٹی اس سے پکانا۔" (حزقی ایل ۴: ۱۲ و ۱۵)

یعقوب نے اپنی ماں ربقہ کے اکسانے پر اپنے سن رسیدہ باپ اسحاق کو دھوکا دیا اور فریب کاری سے اپنے بڑے بھائی عیسو کی برکت کی دعا لے لی' جس سے خدا کی بھی فریب خوردگی کا پہلو نکلتا ہے۔ (پیدائش ۲۶)

"اور لوگ بن یامین کی وجہ سے پچھتائے اس لیے کہ خداوند نے اسرائیل کے قبیلوں میں رخنہ ڈال دیا تھا۔" (قضاۃ ۲۱: ۱۵)

"سو خدا نے تیرے ان نبیوں کے منہ میں جھوٹ بولنے والی روح ڈالی ہے' اور خداوند نے تیرے حق میں بدی کا حکم دیا ہے۔" (اسلاطین ۲۲: ۲۳)

"تیرا خدا جس پر تیرا بھروسہ ہے یہ کہہ کر تجھے فریب نہ دے" (۲ سلاطین ۱۹: ۱۰)

"اے خداوند خدا یقیناً تو نے ان لوگوں کو اور یروشلم کو یہ کہہ کر دغا دی کہ تم سلامت رہو گے' حالانکہ تلوار جان تک پہنچ گئی ہے۔" (یرمیاہ ۴: ۱۰)

"انہوں نے ایوب کو مجرم ٹھہرایا۔" (ایوب ۳۲: ۳)

"انہوں نے خدا کو مجرم ٹھہرایا۔" (رومن کاتھولک اردو بائبل)

"جو برائی کرتا ہے وہ برائی ہی کرتا جائے۔" (مکاشفہ ۲۲: ۱۱)

"بیت ایل میں آؤ اور گناہ کرو' اور جلجال میں کثرت سے گناہ کرو" (عاموس ۴: ۴)

خدا دلوں کو سخت کر دیتا ہے

"اور میں فرعون کے دل کو سخت کروں گا' اور فرعون کا دل سخت ہو

گیا۔" (خروج ۷: ۳، ۱۳)

"پس جس پر وہ چاہتا ہے رحم کرتا ہے، اور جسے چاہتا ہے سخت کر دیتا ہے" (رومیوں ۹: ۱۸)

"خدا نے بنی آدم کو سخت دکھ دیا ہے کہ وہ مشقت میں مبتلا رہیں۔" (واعظ ۱: ۱۳)

"اور خداوند نے موسیٰؑ سے کہا کہ مدیانیوں کو ستانا اور ان کو مارنا" (گنتی ۲۵: ۱۶، ۱۷)

"اس لیے خداوند صیون کی بیٹیوں کی چاندیاں گنجی کر دے گا اور خداوند ان کے اندام نہانی کو اکھاڑے گا۔" (پروٹسٹنٹ اردو بائبل مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

"اس لیے خداوند صیون کی بیٹیوں کے سر گنجے اور یہوواہ ان کے بدن بے پردہ کرے گا۔" (یسعیاہ ۳: ۱۷)

"خدا صیون کی بیٹیوں کے سروں کو گنجا کرے گا اور خداوند ان کے بالوں کو مونڈ دے گا۔" (رومن کیتھولک اردو ترجمہ)

"لیکن میں انہیں سزا دوں گا، میں ان کے سروں کو مونڈ دوں گا اور انہیں گنجے سر چھوڑ دوں گا" (گڈ نیوز بائبل)

"خدا صیون کی خواتین کے سر گنجے کر دے گا، اور ان کی پیشانیوں کے بال مونڈ ڈالے گا" (دی نیو انگلش بائبل)

"میرا خدا صیون کی بیٹیوں کے سر گنجے کرے گا، خداوند ان کے سروں کو بے پردہ کرے گا" (یہودی انگریزی بائبل)

"خدا صیون کی بیٹیوں کے سر کی چوٹی خارش زدہ کر دے گا، یہوواہ خود ان کی پیشانی ننگی کرے گا۔" (نیو ورلڈ ٹرانسلیشن)

"خدا صیون کی بیٹیوں کو خارش زدہ کر دے گا، یہوواہ ان کی پیشانیاں ننگی کرے گا۔" (دی نیو یروشلم بائبل)

تیرے سامنے سے تیرا دامن اٹھا دوں گا' اور قوموں کو تیری برہنگی اور مملکتوں کو تیرا ننگ دکھلاؤں گا۔" (ناحوم ۳:۵)

"پھر میں نے تیری طرف گزر کیا اور تجھ پر نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ تو عشق انگیز عمر کو پہنچ گئی ہے پس میں نے اپنا دامن تجھ پر پھیلایا اور تیری برہنگی کو چھپایا اور قسم کھا کر تجھ سے عہد باندھا' خداوند خدا فرماتا ہے اور تو میری ہو گئی۔" (حزقی ایل ۱۶:۸)

"اس لیے دیکھ میں تیرے سب یاروں کو جن کو تو لذیذ تھی اور ان سب کو جن کو تو چاہتی تھی اور ان سب کو جن سے تو کینہ رکھتی تھی' جمع کروں گا' میں ان کو چاروں طرف سے تیری مخالفت پر فراہم کروں گا' اور ان کے آگے تیری برہنگی کھول دوں گا' تا کہ وہ تیری تمام برہنگی دیکھیں" (حزقی ایل ۱۶:۳۷)

"خداوند یوں فرماتا ہے' کہ تیری ماں کا طلاق نامہ جسے لکھ کر میں نے اسے چھوڑ دیا ہے' کہاں ہے؟ یا اپنے قرض خواہوں میں سے کس کے ہاتھ تم کو بیچا؟" (یسعیاہ ۵۰:۱)

"جب خداوند نے شروع میں ہوسیع کی معرفت کلام کیا تو اس کو فرمایا کہ جا ایک بدکار بیوی اور بدکاری کی اولاد اپنے لیے لے لے۔" (ہوسیع ۱:۲)

"تم اپنی ماں سے حجت کرو' کیونکہ نہ وہ میری بیوی ہے اور نہ میں اس کا شوہر ہوں' کہ وہ اپنی بدکاری اپنے سامنے سے اور اپنی زناکاری اپنے پستانوں سے دور کرے۔ اب میں اس کی فاحشہ گری اس کے یاروں کے سامنے فاش کروں گا' اور کوئی اس کو میرے ہاتھ سے نہیں چھڑائے گا۔" (ہوسیع ۲: ۲' ۱۰)

مسئلہ کفارہ اور اس کی حقیقت

عیسائی پوپ اور پادری صاحبان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو کامل راستباز پیدا کیا اسے باغ عدن میں رکھا اور حکم دیا کہ ہر پھل کھا سکتے ہو۔ مگر اس نیک و بد کی تمیز کے درخت سے نہ کھانا۔ آدم کے ساتھ اس کی بیوی حوا بھی تھی۔ شیطان نے پہلے حوا کو بہکا کر یہ پھل کھلا دیا۔ پھر اس کے ورغلانے سے آدم نے بھی کھا لیا' جس سے اس کی کاملیت ختم ہو گئی اور وہ مجرم قرار پا گئے۔ اس کے نتیجے میں ان کو باغ عدن سے نکال کر زمین میں آباد کیا گیا کہ محنت و مشقت سے اپنے خورد و نوش کا انتظام کرو۔ پھر یہی گناہ ان کی اولاد میں موروثی طور پر آ گیا اور اسی گناہ کی وجہ سے ان میں موت کا سلسلہ بھی وارد ہو گیا۔ ان کے بعد ان کی تمام اولاد اسی گناہ میں ملوث رہی' جس کے ازالہ کی کوئی صورت نہ تھی۔ بالآخر خدا نے مخلوق پر رحم کرتے ہوئے اپنے اکلوتے بیٹے یسوع کو بھیجا تاکہ وہ اپنی جان کو صلیب پر دے کر اس گناہ کا کفارہ بنے۔ لہٰذا اب جو شخص مسیح کے کفارہ اور فدیہ پر ایمان لائے گا وہی نجات پائے گا۔ باقی کسی کو بھی نجات نہیں مل سکتی۔

اس نظریے کو یہ لوگ عقیدہ کفارہ و نجات کہتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر آدم سے اغوائے شیطانی سے یہ لغزش ہو بھی گئی تو اس کا رد عمل اور سزا بھی ساتھ ہی مل گئی۔ جیسے دوسرے دو افراد (حوا اور سانپ) کو۔ (کتاب پیدائش ۳:۱۴ تا ۲۰) لہٰذا اس کے بعد یہ گناہ باقی نہ رہا جیسے کہ خود انجیل میں لکھا ہے: "آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی لیکن اولاد ہونے سے نجات پائے گی۔" (۱-تیمتھیس ۲:۱۳-۱۴) یعنی اس سے جو گناہ صادر ہوا خدا نے اس پر فرد جرم لگائی کہ تو درد زہ کے ساتھ جنے گی۔ لہٰذا وہ مجرم سزا پا کر جرم سے پاک ہو جائے گی۔ اسی طرح باقی

مجرم بھی گر ماخوذ ہوں تو اپنی اپنی سزا بھگت کر نجات پالیں گے۔

عیسائیوں کا یہ نظریہ بالکل غلط ہے کہ آدم کا گناہ ان کی تمام اولاد میں سرائیت کر گیا جس کے نتیجہ میں کفارہ کی ضرورت پڑی اور پھر مسیح کو مصلوب کر کے یہ راستہ نکالا گیا چنانچہ خود بائبل مقدس سے ثابت ہے کہ خدائے رحیم ایسا نہیں کہ وہ کوئی گناہ معاف ہی نہ کر سکے۔ بلکہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ گناہ گار کو توبہ کی توفیق دے کر اس کو پھر بحال فرمادے۔ (رومیوں ۱۱: ۲۳، ۲۴)۔

وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ تو خود کہتا ہے۔ کیا مجھ میں نجات دینے کی قدرت نہیں؟ (یسعیاہ ۵۰: ۲ و ۴۳: ۱)

موروثی گناہ کوئی نہیں۔ اول تو موروثی گناہ کا ساری بائبل میں کوئی تصور ہی نہیں۔ ورنہ ہر نبی اس کو پہلے بیان کرتا حتی کہ توحید سے پہلے۔ کہیں بتایا نہیں دکھلایا جا سکتا۔ حتی کہ حضرت مسیح بھی سب سے اہم مسئلہ توحید الٰہی بتلاتے ہیں (دیکھیے متی ۲۲، مرقس ۱۲، لوقا ۲۰، یوحنا ۱۷: ۳)

کوئی انسان اگر کسی پر ناراض ہو جائے تو وہ کچھ مدت کے بعد راضی ہو جاتا ہے تو خالق کائنات جس کو عیسائی کہتے ہیں کہ وہ ہے ہی "محبت" وہ اپنی مخلوق پر کیوں راضی نہ ہو گا؟ بائبل میں سینکڑوں مرتبہ اس نے اپنی ابدی شفقت و رحمت کا ذکر فرمایا ہے کہ اس کی شفقت ابدی ہے۔ (زبور ۱۳۶) نیز وہ قربانی پر رحم کو پسند کرتا ہے۔ (متی ۹: ۱۳، ۱۲: ۷) اسی لیے پھر ایک مرتبہ مسیح نے اس مسئلہ کو جتلایا بھی تھا۔ (حوالہ بالا) پھر سنگین سے سنگین جرم کا اثر بھی صرف تیسری چوتھی پشت تک رہتا ہے۔ (خروج ۳۴: ۷) اس سے اوپر نہیں تو اگر کوئی موروثی گناہ تھا بھی تو آدم کی چوتھی پشت کا ختم ہو گیا تھا اب اس زمانہ تک اس کا ڈھنڈورا کیوں پیٹا جا رہا ہے۔ وہ تو خدائے رحیم ہے اس

نے اپنی پیاری امت اسرائیل کے بار بار جرموں کو معاف کر دیا۔ حتیٰ کہ بچھڑا پرستی بھی معاف فرمادی۔ اس شرک سے بڑھ کر کون سا جرم ہو سکتا تھا؟

دیکھیے احبار کی کتاب میں صاف لکھا ہے کہ!

ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تمہیں پاک کرنے کے لیے کفارہ دیا جائے گا۔ سو تم اپنے سب (موروثی و غیرہ موروثی۔ ناقل) گناہوں سے خداوند کے حضور پاک ٹھہرو گے۔ (۲۹:۱۶، ۲۳: ۲۶، گنتی ۲۹:۷)

بتلایئے اب کوئی بھی گناہ کہاں باقی رہا جس کے لئے یہ کفارہ کا افسانہ بنایا گیا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ فدیہ اور کفارہ کوئی گنہگار نہیں دے سکتا تھا اس لیے صرف مسیح (جو کہ بے عیب تھے) ہی اس کے لائق ہے۔ مگر ان کی بائبل اس کے خلاف ہے۔ وہ اعلان کرتی ہے کہ جو عورت سے پیدا ہوا وہ کیونکر پاک ہو سکتا ہے؟ (ایوب ۲۵: ۴) مسیح بھی تو عورت سے پیدا ہوئے نیز مسیح نے اقرار کیا کہ تو مجھے نیک (بے عیب) کیوں کہتے ہو؟ نیک (یعنی بے عیب) تو صرف ایک ہی ہے۔ لہٰذا اس ضابطہ کے مطابق مسیح بھی فدیہ نہیں بن سکتے۔ ان سے بڑھ کر تو یحییٰ فدیہ کے لائق تھے۔ کیونکہ خود مسیح نے ان سے بپتسمہ لیا تھا (متی ۳: ۱۳ تا ۱۶ مرقس ۱: ۴ تا ۲) جب وہ فدیہ نہ ہوئے تو ان کے بعد دوسرا کون ہو سکتا ہے؟

فدیہ کا مفہوم

بھائیو! انجیل میں اگر کہیں مسیح کا فدیہ ہونا مذکور ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ مسیح نے کمال مشقت اور جان توڑ محنت کر کے خدا کی اطاعت و بندگی اختیار کی اور دوسروں کو تعلیم دی اسی طرح تم بھی اسی راستہ میں جان لگا دو۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں متی ۱۰: ۳۴ تا ۳۹۔ تمام حقیقت سامنے آ جائے گی یہ ہے صلیب نہ تمہاری لکڑی کی صلیب۔

بھائیو! اس کے بعد جناب پطرس کی وضاحت بھی سن لو۔ وہ کہتے ہیں کہ "اور جب راستباز ہی مشکل سے نجات پائے گا تو بے دین اور گنہگار کا کیا ٹھکانہ۔ پس جو خدا کی مرضی کے موافق دکھ پاتے ہیں وہ نیکی کر کے اپنی جانوں کو وفادار خالق کے سپرد کریں (پطرس ۱۸:۳، ۱۹) نیز خود مسیح کا بھی یہی مروار ملاحظہ فرمائیے (پطرس ۲۲:۲) تمہارا یہ مغالطہ کہ بے عیب اور کامل راستباز ہی فدیہ ہو سکتا ہے' بائبل کے خلاف ہے دیکھیے وہاں لکھا ہے کہ! شریر صادق کا فدیہ ہو گا اور دغاباز راستبازوں کے بدلہ میں دیا جائے گا۔ (امثال ۱۸:۲۱)

شفقت اور سچائی سے بدی کا کفارہ ہوتا ہے۔ (امثال ۶:۱۶)

آدمی کی جان کا کفارہ اس کا مال ہے۔ (امثال ۸:۱۳)

علاوہ ازیں خود بائبل نے بے شمار لوگوں کو کامل' راست باز اور خدا کے ساتھ چلنے والا فرمایا ہے۔ آخر وہ کیوں فدیہ نہ بن سکے؟ ذرا شمسون کی پاکبازی اور راستبازی دیکھیے جو ماں کے پیٹ ہی سے پاک تھے۔ (کتاب قضات۔

ابدی اور موروثی گناہ کا تصور خدائی قانون اور حکمت کے خلاف ہے۔ سنیے! جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔ بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا۔ (حزقیل ۲۰:۱۸)

ایسے ہی کتاب استثناء ۱۶:۲۴ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ نیز پولوس بھی یہی کہتا ہے کہ تم میں سے کیونکہ ہر ایک اپنا ہی بوجھ اٹھائے گا۔ گلتیہ ۵:۶۔

معلوم ہوا کہ اگر آدم نے لغزش کھائی تو موت کا شکار وہی ہوں گے۔ ان کے بیٹوں میں ان کی لغزش کی بنا پر موت کا اثر نہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ تو عقل' نقل کے بالکل خلاف ہے ورنہ بتلائیے کہ انسان کے علاوہ دوسری مخلوقات کیوں مرتی ہیں۔

اور سنیے! "لیکن اگر شریر اپنے تمام گناہوں سے جو اس نے کیے ہیں باز آئے

اور جیسے سب آئین پر چل کر جو جائز اور روا ہے کرے تو وہ یقیناً" زندہ رہے گا وہ نہ مرے گا' وہ سب گناہ جو اس نے کیے' اس کے خلاف محسوب نہ ہوں گے۔ (حزقی ایل ۱۸: ۲۲٬۲۱)

خداوند قدوس فرماتے ہیں کہ

اور میں جس پر مہربان ہونا چاہوں گا' مہربان ہوں گا اور جس پر رحم کرنا چاہوں گا' رحم کروں گا۔ (خروج ۳۳: ۱۹)

پولوس رسول مزید وضاحت کرتا ہے کہ کیونکہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے اس پر رحم کروں گا اور جس پر ترس کھانا منظور ہے اس پر ترس کھاؤں گا۔ پس یہ نہ ارادہ کرنے والے پر منحصر ہے نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خدا پر۔ (رومیوں ۹: ۱۵٬ ۱۶)

تو جب بخشش اور رحم خدا کی مرضی پر موقوف ہے تو اس میں مسیح کی موت و محنت اور صلیب کا کیا دخل ہے؟ خدا کو ہر طرح کی قدرت اور اختیار حاصل ہے وہ کسی سبب یا تعلق کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ وہ خود مالک و مختار ہے۔ پھر اگر عیسائی بھی مان لیں کہ اللہ کریم رحیم بھی ہے مگر وہ بھسم کرنے والی آگ بھی ہے۔ لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ رحم انصاف پر غالب آتا ہے یعقوب (۲: ۱۳) کیونکہ اس کی شفقت ابدی ہے۔ اسی طرح عیسائیوں کا یہ نظریہ کہ رحم بلا مبادلہ محال ہے۔ بالکل باطل ٹھہرتا ہے وہ جس پر چاہے رحم کر دے جسے چاہے سزا دے۔ یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء کیونکہ مصنوع کو حق نہیں کہ وہ صانع سے پوچھے کہ تو نے مجھے ایسا کیوں بنایا (رومیوں ۹)

عیسائیوں کو مسیح کے کفارہ پر بڑا فخر اور ناز ہے کہ ہم مفت میں نجات پا جائیں گے' باقی پھنس جائیں گے' مگر معاملہ اس کے برعکس ہے۔ وہاں تو مسیح ان کو کچھ اور ہی سنائیں گے۔ لکھا ہے "تم (اے عیسائیو) باہر کھڑے ہونے

دروازہ کھٹکھٹا کر کہو گے کہ خداوند ہمارے لیے کھول دے۔ وہ کہے گا میں تم کو نہیں جانتا کہ کہاں سے کے ہو۔ تم کہو گے کہ ہم نے تیرے روبرو کھایا پیا۔ تو نے ہمارے بازاروں میں تعلیم دی۔ مگر وہ کہے گا میں تم سے کہتا ہوں کہ میں نہیں جانتا تم کہاں کے ہو۔ اے بدکارو تم سب مجھ سے دور رہو۔ تم ابراہیم' اضحاق' یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہت میں شریک ہوتے اور اپنے آپ کو باہر نکالا ہوا دیکھو گے۔ اور پورب پچھم اور دکھن سے لوگ آکر خدا کی بادشاہی کی ضیافت میں شریک ہونگے۔ اور دیکھو بعض آخر ایسے ہیں جو اول ہونگے اور بعض اول ہیں جو آخر ہونگے۔(لوقا ۱۳:۲۵ تا ۳۰)

مزید سنیئے جب مسیح دوبارہ آئیں گے تو اس وقت بھی عیسائیت صحیح ایمان سے خالی ہوگی ۔(دیکھیے لوقا ۱۸:۸)

لہٰذا مسیح تمام مخلوقات کو دین اسلام کی ہی دعوت دینگے جس کے نتیجے میں تمام مذاہب ختم ہو کر ایک ہی توحید پرست امت باقی رہ جائے گی جو خدا کی بادشاہت کی حقیقی وارث ہے نہ کوئی یہودی رہے گا نہ عیسائی نہ ہندو نہ مجوسی صرف مسلمان ہی رہ جائیں گے عیسائیو یہ ہے تمہارا انجام' غور کر لو۔

اب بتلایئے تمہارے کفارے نے تمہیں کیا فائدہ پہنچایا۔ پیارے بھائیو! اصل بات اور ضابطہ یہی ہے کہ موروثی گناہ اور فدیہ و کفارہ کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ ہر نبی اپنی اپنی امت کو نجات ہی کا پیغام دینے آیا تھا جو کہ توحید الٰہی اور اعمال صالحہ پر منحصر ہے۔ جو ان اصولوں کو اپنا لے گا وہی نجات یافتہ ہے۔ دیکھیے آپ کی انجیل میں ہے۔"نجات توبہ اور خدا خوفی پر منحصر ہے۔"(لوقا ۱۹:۶ تا ۲۱)

مزید سنیے

"فرمانبرداروں کے لیے ابدی نجات ہے۔"(عبرانیوں ۵:۹)

"اس کی نجات اس سے ڈرنے والوں کے قریب ہے۔" (زبور ۸۵:۹)
قرآن مجید بھی یہی ضابطہ پیش کرتا ہے: ان رحمت اللہ قریب من المحسنین ۞ (۷:۵۶)
"راست بازی کے سبب نجات پائیں گے۔" (یسعیاہ ۲۶:۷)
نیز دیکھیے زبور ۷۳:۹ یوایل ۳۲:۲ اعمال ۲۸:۲۲
"گناہگار اور بد عمل کی نجات نہ ہوگی۔"
ان حوالہ جات کے علاوہ مزید سنیے:
"جو راستباز ہی مشکل سے نجات پائے گا تو بے دین اور گناہگار کا کیا ٹھکانا؟" (پطرس ۴:۱۸)
"شریروں کا انجام ہلاکت ہے۔" (زبور ۳۷:۳۹)
"شریر بے سزا نہ چھوٹے گا؟" (امثال ۱۱:۲۱)
"کیا تو بے سزا چھوٹ جائے گا؟" (یرمیاہ ۴۹:۱۲)
مسیح نے اعلان فرمایا "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تو کوڑی کوڑی ادا نہ کرے گا وہاں سے ہرگز نہ چھوٹے گا۔" (متی ۵:۲۶)
نیز لوقا میں اس کی بھی وضاحت ہے۔ (لوقا ۱۲:۵۹)
اسی طرح بیشتر مقامات پر نجات کا انحصار مسئلہ توحید اور اعمال صالحہ پر قرار دیا ہے نہ کہ کسی موروثی گناہ اور کفارہ و صلیب پر۔ دیکھیے متی ۲۲:۳۶ تا ۴۰۔ مرقس ۱۲:۲۸ تا ۳۳ لوقا ۲۰:۴ تا ۲۴ یوحنا ۱۷:۳ وغیرہ۔
اس لیے ہم نہایت دردمندی اور خلوص سے عیسائی بھائیوں کی خدمت میں دعوت حق پیش کرتے ہیں کہ آیئے رحمت دو عالم نبی دوجہاں ﷺ کے دامن اطہر سے وابستہ ہو کر حقیقی معنوں میں مسیح کو پالو۔ بھائیو دیکھو ہم وہ آخری امت ہیں جو سب سے پہلے جنت میں پہنچ جائیں گے (لوقا ۱۳:

(۳۰) اور ان کے بعد دوسرے نبی اور ان کی امتیں۔ مگر تم باہر اندھیرے میں بیٹھے روتے اور دانت پیستے رہ جاؤ گے۔

مسیحؑ کے منجی ہونے کا مفہوم

قارئین کرام! اوپر آپ نے عیسائیوں سے نجات کا مفہوم بواسطہ موروثی گناہ اور فدیہ و کفارہ سن لیا۔ اب آپ براہ راست اور ڈائریکٹ مسیحؑ کی زبانی مفہوم سنیے: "جس طرح تو نے مجھے بھیجا اسی طرح میں نے ان کو بھیجا۔" (یوحنا ۱۷:۱۸)

پطرس کہتا ہے کہ "خدا نے اپنے خادم (مسیحؑ) کو اٹھا کر پہلے (یعنی آخر الزمان سے پہلے) تمہارے پاس بھیجا تاکہ تم میں سے ہر ایک کو اس کی بدیوں سے پھیر کر برکت دے (اعمال ۳:۲۶)

ملاحظہ فرمائیے کتنی وضاحت ہے کہ مسیحؑ بدی سے ہٹنے کی لوگوں کے اپنانے کے لیے آئے تھے نہ کہ مروجہ کفارہ کے لیے۔

پولوس حرکی گواہی: "مسیحؑ کو خدا نے مالک (ہادی) اور منجی بنا کر اپنے داہنے ہاتھ سے سربلند کیا تاکہ اسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے۔" (اعمال ۵:۳۱)

"چھڑانے والا صیہون سے نکلے گا اور بے دینی کو یعقوب (اسرائیل و یہود) سے دفع کرے گا اور ان کے ساتھ میرا یہ عہد ہوگا جبکہ میں ان کے گناہوں کو دور کر دوں گا۔" (رومیوں ۱۱:۲۶،۲۷)

ف: ملاحظہ فرمائیں کہ کتنی وضاحت سے نجات کا مفہوم بیان کر دیا گیا کہ نبی اور پیغمبر نجات اور مغفرت کے اسباب و وسائل اور تلقین کرنے کے لیے آتے ہیں چنانچہ خود مسیحؑ نے فرمایا "میں تم میں سے سچ کہتا ہوں کہ محصول لینے والے اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتی ہیں

کیونکہ یوحنا راست بازی کے طریقے پر تمہارے پاس آیا اور تم نے اس کا یقین نہ کیا مگر محصول لینے والے اور کسبیوں نے اس کا یقین کیا اور تم یہ دیکھ کر پیچھے بھی نہ پچھتائے کہ اس کا یقین کر لیتے۔" (متی ۲۱:۳۱ و ۳۲)

معلوم ہوا کہ ہر نبی نجات کا پیغام ہی دینے کے لیے آیا تھا' نہ کہ خود اپنی مرضی سے پکڑ کر داخل جنت کر دیتے ہیں۔ یہ منصب تو خود خدائے رحیم کا ہے۔ دیکھیے متی ۲۰:۲۳۔ مرقس ۱۰:۴۰' یسعیاہ ۴۳:۲۵' ۴۵ وغیرہ۔ انبیاء تو راہ نجات بتلانے آتے ہیں۔ اختیار خدا کے پاس ہے۔ دیکھیے یوحنا ۶:۴۴ و ۶۶۔ ورنہ کوئی بھی یہودی مسیح کا منکر نہ رہتا۔

حقیقی مغفرت اور نجات

"تاکہ اس امت کو نجات کا علم بخشے جو ان کو گناہوں کی معافی سے حاصل ہو۔ یہ ہمارے خدا کی عین رحمت سے ہوگی۔" (لوقا ۱:۷۷)

دیکھیے یہی ضابطہ مذکور ہے کہ نبی خدا پرستی کی تعلیم دیکر اسباب معافی و بخشش پیش کرتے ہیں آگے انکا حصول و فراہمی انسان کے اپنے کردار اور عمل پر مبنی ہوتا ہے نہ کہ مسیح خود ہی کفارہ بن گئے نیز خدا کی کرم نوازی ایک مخصوص امت پر بلا کفارہ یہ ہو گی "میں ان کی بد کاری کو بخش دوں گا اور ان کے گناہ کو یاد نہ کروں گا" (یرمیاہ ۳۱:۳۴)

مسیح کی حیثیت اور تعلیم

جناب مسیح خدا کے پاکباز اور ممتاز نبی اور مقبول بندے تھے نہ تو خدا تھے اور نہ اس کے بیٹے۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو صحیح عقائد اور اعمال صالح کی تبلیغ فرمائی اس سلسلہ میں انہوں نے یہود سے نہایت تکلیفیں اور مصیبتیں بھی اٹھائیں اور اپنے اسی طرز عمل کو امت کیلئے نمونہ قرار دیا۔ چنانچہ جناب پطرس فرماتے ہیں۔ کہ!

کیونکہ مسیح بھی تمہارے واسطے دکھ اٹھا کر تمہیں ایک نمونہ دے گیا ہے تاکہ اسکے نقش قدم پر چلو نہ اس نے گناہ کیا اور نہ اس کے منہ سے مکر کی بات نکلی نہ وہ گالیاں کھا کر گالی دیتا تھا اور نہ دکھ پا کر کسی کو دھمکاتا تھا بلکہ اپنے آپ کو سچے انصاف کرنے والے کے سپرد کرتا تھا۔(پطرس ۲۱:۲ تا ۲۳)

پیارے بھائیو! غور سے انجیل شریف کا کلام پڑھو۔جو صاف بتا رہا ہے۔ کہ

مسیح نے راہ حق میں بہت تکلیفیں اٹھائیں۔

۲۔ لوگوں سے بہت دکھ اٹھائے اور گالیاں کھائیں مگر جوابی کاروائی نہیں فرمائی۔

۳۔ یہی طریقہ اور طرز عمل بطور نمونہ کے وہ تمہارے لئے چھوڑ گئے ہیں جسے اپنانا تمہیں ضروری ہے۔

۴۔ ان کی زبان سے کوئی غلط یا پر فریب بات نہ نکلتی تھی۔ لہذا انہیں بھی ایسا ہونا چاہیے۔

۵۔ وہ ان تمام مصائب اور تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے اپنے آپ کو انصاف کرنے والے خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے تھے

معلوم ہوا کہ وہ خود خدا نہ تھے اور نہ ہی لوگوں کا انصاف کرنے والے بلکہ وہ تو اپنا انصاف خود خدا سے مانگنے والے تھے۔ لہذا پادری حضرات کا یہ عقیدہ کہ مسیح خدا اور اس کا بیٹا ہے وہ قیامت کے دن لوگوں کا انصاف کرے گا بالکل غلط اور خلاف انجیل ہے۔ نیز مسیح کا گناہوں کا اٹھانا اور کفارہ بننا سب انجیل کے خلاف اور پادری حضرات کے خیالات ہیں۔ اللہ کریم انکو صحیح سمجھ عطا فرمائے چنانچہ جناب پطرس نے یہی ضابطہ آگے جاکر پھر دوہرایا ہے دیکھیے پطرس (۱۸:۴ و ۱۹) جس کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔

توبہ اور معافی کا ضابطہ مسیح

مسیح نے فرمایا! خبردار رہو اگر تیرا بھائی گناہ کرے۔ اسے ملامت کر اگر توبہ کرے اسے معاف کر اور اگر وہ ایک دن میں سات دفعہ تیرا گناہ کرے اور ساتویں دفعہ تیرے پاس پھر آکر کہے میں توبہ کرتا ہوں تو اسے معاف کر۔ (لوقا ۱۷) تو جو خدا بندوں کو معافی کا یہ اصول بتلاتا ہے وہ خود اس پر عمل کیوں نہ کرے گا؟ عجیب بات تو یہ ہے کہ بندے تو سات مرتبہ کا گناہ بھی بحکم خدا معاف کر دیں مگر خود خدا ایک گناہ بھی معاف نہ کر سکے بلکہ ایک بے گناہ (مسیح) کو مصلوب کرا کے معافی کی صورت نکالے۔ یہ نہایت غیر معقول بات ہے۔

ملاحظہ فرمائیے کتنی وضاحت ہے کہ مسیح بدی سے ہٹانے اور نیکی کے اپنانے کے لیے تشریف لائے تھے نہ کہ مروجہ کفارہ کے لیے۔

ضابطہ خداوندی

عیسائی بھائیو! واقعی خدا محبت ہے کہ وہ مسیح کے صدقے یعنی انکی اتباع کے سبب (لوقا ۴۷/۱۷) بخشے گا کیونکہ وہ سراسر محبت ہے مگر وہ مسیح کے نافرمان کے لیے بھسم کرنے والی آگ بھی ہے (عبرانیوں ۲۹:۱۲ نیز استثنا ۲۴:۴) لہٰذا اصل بات کفارہ و صلیب نہیں بلکہ اتباع اور راستبازی ہے دیکھیے انجیل یوحنا ۳۶/۳

فرمان مسیح: کہ ہمیشہ کی زندگی صلیب و کفارہ نہیں بلکہ توحید خالص کو اختیار کرنے اور مسیح کی حیثیت بشریت و رسالت تابعداری میں ہے اور مسیح نے صاف فرمایا ہے کہ میرے بعد وہ یعنی روح حق (آخری نبی) آئے گا وہ تمہیں تمام حقیقت بتلا دے گا۔ لہٰذا بھائیو آپکے مسیح کو صحیح معنوں میں پانے کے لیے خاتم الانبیاءﷺ کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ یہی امت مسلمہ ہے لہٰذا تم بھی اس امت میں شامل ہو کر خدا کی بخشش کا انعام حاصل کر لو۔

حرف آخر

یہ مختصر سی تحریر جو حق اور انصاف پسند انسانوں کے لیے مینارہ نور اور ذریعہ ہدایت ہے۔ اس کی مزید تفصیل بھی ہو سکتی ہے۔ اللہ اس کو ہر بھولے بھٹکے فرزند آدم کے لیے ذریعہ ہدایت و نجات بنائے۔ آمین ثم آمین۔

مسئلہ کفارہ رحمت خداوندی کے آئینہ میں

عیسائی صاحبان کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ واقعی رحیم ہے لیکن وہ عادل بھی ہے لہٰذا بلا مبادلہ اور کفارہ کے رحم نہیں کرتا جبکہ یہ نظریہ بائبل اور قرآن مجید کے سراسر خلاف ہے۔ اب ذیل میں بائبل کی روشنی میں ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ آپ خود اندازہ فرمالیں کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ اور پادری صاحبان حقیقت سے کتنے دور ہیں۔

۱۔ بائبل میں لکھا ہے

"اس نے کہا میں ساری نیکی تیرے سامنے ظاہر کروں گا اور میں جس پر مہربان ہونا چاہوں گا' مہربان ہوں گا اور جس پر رحم کھانا چاہوں گا' رحم کروں گا۔" (کتاب خروج ۳۳: ۹)

نیز یہی مضمون اسی حوالہ سے عہد جدید کے خط رومیوں ۹: ۱۵' ۱۶ میں بھی مذکور ہے۔

۲۔ دعوت توحید دیتے ہوئے فرمایا

"کیوں کہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں اور جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں' ان کی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں اور ہزاروں پر جو مجھ سے محبت رکھتے اور میرے حکموں کو مانتے ہیں' رحم کرتا ہوں" (خروج ۲۰: ۵' ۶ نیز گنتی ۱۴: ۱۸)

۳۔ سو تو اپنی رحمت کی فراوانی سے اس امت کا گناہ جیسے تو مصر سے لے کر یہاں تک ان لوگوں کو معاف کرتا رہا ہے' اب معاف کر دے۔ خداوند نے کہا میں نے تیری درخواست کے مطابق معاف کیا۔" (گنتی ۱۴: ۱۹' ۲۰)

دیکھئے عیسائیوں کے مزعومہ کفارہ کے بغیر معافی ہو رہی ہے۔

۴۔ "سو جان لے کہ خداوند تیرا خدا وہی خدا ہے وہ وفادار خدا ہے اور جو اس سے محبت رکھتے اور اس کے حکموں کو مانتے ہیں' ان کے ساتھ ہزار پشت تک وہ اپنے عہد کو قائم رکھتا ہے اور ان پر رحم کرتا ہے۔" (کتاب استثنا)

دیکھئے بدکاری کی سزا تیسری اور چوتھی پشت تک۔ مگر رحمت ہزار پشت تک۔ آخر اس کی رحمت اس کے قہر پر غالب آتی ہے۔ وہ کسی کفارے اور بدلے کا محتاج نہیں ہے بلکہ وہ بلا مبادلہ ہی رحم کرتا ہے۔

وہ بلا مبادلہ اور کفارہ کے ہر وقت اپنی مخلوق پر رحم اور مہربانی فرماتا رہتا ہے۔ خدا کی رحمت غالب اور ابدی ہے۔

۱۔ "اس کی رحمت ابدی ہے۔" (تواریخ دوم ۵:۱۳۔ تواریخ دوم ۷: ۳' ۶)

۲۔ "تیری رحمت بڑی ہے" (زبور ۱۱۹: ۱۵۶)

۳۔ "خداوند رحیم و کریم ہے۔ وہ قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی ہے۔ خداوند سب پر مہربان ہے۔ اور اس کی رحمت اس کی ساری مخلوق پر ہے۔" (زبور ۱۴۵: ۸' ۹)

وہ قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی ہے۔ بائبل میں کئی مقامات پر اعلان موجود ہے مثلاً" گنتی ۱۴: ۱۸۔ زبور ۸۶: ۵۔ ۱۰۳: ۸۔ نحمیاہ ۹: ۱۷۔ یوایل ۲: ۱۳۔ ناحوم ۱: ۳ وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ اس کی شفقت اس کے غضب پر حاوی ہے

۴۔ "اس کی رحمت لازوال ہے" (نوحہ ۳: ۲۲)

۵۔ "خداوند رحیم اور کریم ہے۔ قہر میں دھیما اور شفقت میں غنی۔ وہ سدا جھڑکتا نہ رہے گا۔ وہ ہمیشہ غضبناک نہ رہے گا (بلکہ ہمیشہ مہربان رہے گا)" (زبور ۱۰۳: ۸' ۹۔ نیز ۱۱۱: ۴۔ ۱۱۲: ۴)

۶۔ "اس کی رحمتیں عظیم ہیں۔" (۲۔ سموئیل ۲۴: ۱۴)

۷۔ "ہمارا خدا رحیم ہے" (زبور ۱۱۶: ۵)

۸۔ "خداوند ہمارا خدا رحیم و غفور ہے" (دانیال ۹: ۹)

۹۔ "وہ رحیم اور مہربان ہے" (یوایل ۲: ۱۳)

فرمائیے ایسا رحیم و کریم خدا ایسا کرے گا کہ صدیوں تک اپنے بندوں کو

بلا بخشش ہی چھوڑ دے' پھر کہیں جا کر اپنے اکلوتے بیٹے کو کفارہ بنا کر بخشش کا ذریعہ بنائے؟ کیا ہرگز اس کی شان کے لائق نہیں اور نہ ہی بائبل کے حتی کہ انجیل سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ سب عیسائیوں کی مغالطہ آمیزی اور نا سمجھی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔

رحمت خداوندی اور اناجیل مروجہ

عہد قدیم کی طرح عہد جدید بھی اس مسئلہ یعنی رحمت خداوندی کو اسی سطح پر پیش کرتا ہے۔ اس میں بھی اس ضابطہ رحمت میں کوئی تبدیلی مذکور نہیں۔ عیسائیوں نے محض اپنی نا سمجھی سے یہ غلط نظریہ پولوس کے اختراع پر قائم کر لیا ہے ورنہ تمام الہامی کتب میں اس کا کوئی تصور نہیں ہے۔ عجیب بات ہے کہ یہ لوگ ایک طرف تو عہد جدید کو عہد قدیم کے مطابق اور اس کا مصدق قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف اس سے ہٹ کر اور اس کے خلاف نظریات بھی عہد جدید کے حوالے سے پیش کرتے ہیں۔ ذیل میں عہد جدید کا تصور دربارہ رحمت خداوندی ملاحظہ فرمائیے۔

ا۔ حضرت مسیح ایک موقعہ پر علمائے یہود کو فرما رہے ہیں کہ

"مگر تم جا کر اس کے معنی دریافت کرو کہ میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں کیونکہ میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو بلانے آیا ہوں۔"

(متی ۹ : ۱۳)

معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ اپنے رحم کو ترجیح دیتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسیح گنہگاروں کو دعوت حق دے کر انہیں رحمت خداوندی کے مستحق اور اہل بنانے کے لیے آئے ہیں نہ یہ کہ تمام مخلوق کے گناہ اپنے اوپر لاد کر اور معاذ اللہ ملعون ہو کر مصلوب ہونے کے لیے آئے تھے۔ خدا تعالیٰ بلا مبادلہ رحم فرماتا ہے۔ اسے کسی مبادلہ اور کفارہ کی حاجت نہیں بلکہ اس کے ہاں اطاعت اور نیکی ہی ذریعہ رحمت و بخشش ہے' کسی صلیب کی ضرورت نہیں

۲۔ یعقوب حواری لکھتے ہیں کہ

"رحم انصاف (عدل) پر غالب آتا ہے۔" (خط یعقوب ۲: ۱۳)

یہ درست ہے کہ خدا تعالیٰ عادل بھی ہے مگر اس کی رحمت غالب ہے۔ اس کے عدل کے پیش نظر تو کوئی بھی کامیاب نہ ہو گا' ہاں اس کی رحمت اور فضل ہی نجات کا ذریعہ بنے گی۔ کیونکہ انسان نہایت کمزور اور نادان ہے۔ یہ جتنی بھی کوشش کرے' عدل و انصاف کے ذریعے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہاں اس کے فضل و کرم اور رحمت و شفقت کے ذریعے بے شمار بندے کامیاب ہو جائیں گے لہذا یہی نظریہ درست ہے کہ یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء' ومن یغفر الذنوب الا اللہ۔ ویغفر الذنوب جمیعا" اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت و رحمت سے نوازے آمین۔

باب پنجم

مطالعہ مسیحیت کے سلسلہ میں مکمل اور قابل قدر مواد

یہ عنوان قابل اور ماہر عیسائیت علامہ محمد یاسین عابد کا فراہم کردہ ہے۔ موصوف ایک تعلیمیافتہ وسیع المطالعہ شخصیت ہیں۔ انہوں نے تحقیق مسیحیت کے سلسلہ میں اجمالی اور تفصیلی سطح پر منفرد مواد مرتب فرمایا ہے۔ ذیل میں حرف بہ حرف ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

محمدی بشارتیں

پیدائش ۱۷: ۲۰۔ ۴۹: ۱۰۔ استثنا ۱۸: ۱۷ تا ۲۲ بمقابلہ استثنا ۳۴: ۱۰

۳۳ ۔ ۳۴ : ۲۱ ۔ ۳۳ : ۲ ۔ زبور ۴۵ : ۱ تا ۱۷ ۔ زبور ۱۴۹ : ۱ تا ۹ ۔ یسعیاہ ۴۲ : ۹ تا ۱۷ ۔ ۵۴ : ۱ تا ۱۷ ۔ ۶۵ : ۱ تا ۶ ۔ دانی ایل ۲ : ۳۱ تا ۴۵ ۔ یہوداہ : ۱۴ تا ۱۵

آسمان کی بادشاہی کی بشارت متی ۳ : ۱ ۔ ۴ : ۱۲ ' ۱۷ ' ۲۳ ۔ ۶ : ۱۰ ۔ ۱۰ : ۷ ۔ لوقا ۹ : ۱۰ ۔ ۱۰ : ۱ ' ۹ ' ۱۱

مکہ سے اسلام پھیل کر پوری دنیا میں پہنچنے کے لیے رائی کے دانے کی مثال کے لیے دیکھو متی ۱۳ : ۳۱ ' ۳۲ ۔ مرقس ۴ : ۲۶ ' ۳۰ ' ۳۲ ۔ لوقا ۱۳ : ۱۸ ' ۱۹ اور قرآن سورۃ الفتح : ۴

آخری دن یعنی امت محمدیہ متی ۲۰ : ۱ تا ۱۶ ۔ متی ۲۱ : ۳۳ تا ۴۵ بمقابلہ یوحنا ۲ : ۴ ۔ مکاشفہ ۲ : ۲۶ تا ۲۹ ۔ یوحنا ۱۴ : ۱۵ تا ۱۷ ' ۲۶ ' ۳۰ ۔ ۱۵ : ۲۶ ۔ ۱۶ : ۲

فارقلیط سے مراد روح القدس نہیں ' یوحنا ۱۴ : ۲۶ ۔ ۱۵ : ۲۶ ۔ ۱۶ : ۷ ' ۸ ' ۹ ' ۱۲ ۔ اعمال ۳ : ۱۹ تا ۲۵ ۔ ۱۵ : ۲۹

اجمال ' یوحنا ۲ : ۱۹ تا ۲۲ ۔ ۳ : ۳ ' ۴ ۔ ۶ : ۴۸ تا ۶۶ ۔ ۸ : ۲۱ ' ۲۲ ۔ ۵ ۔ ۱۱ : ۱۱ ' ۱۴ ۔ متی ۱۶ : ۶ تا ۱۲ ۔ لوقا ۸ : ۵۲ ۔ ۹ : ۴۴ تا ۴۵ ۔ ۱۸ : ۳۱ تا ۳۴ ۔ یوحنا ۲۱ : ۲۲ ' ۲۳ ۔ متی ۱۶ : ۲۷

مبالغہ ' برکت کے وعدے پیدائش ۱۵ : ۵ ۔ ۲۲ : ۱۷ ۔ ۱۳ : ۱۶ ۔ ۲۶ : ۴ ۔ خروج ۳۲ : ۱۳ ۔ استثنا ۱ : ۱۰ ۔ ۲۲ : ۱۰ ۔ تواریخ اول ۲۷ : ۲۳ ۔ عبرانیوں ۱۱ : ۱۲ ۔ پیدائش ۲۸ : ۱۴ ۔ ۳۲ : ۱۲ ۔ گنتی ۲۳ : ۱۰ ۔ یرمیاہ ۳۳ : ۲۲) خروج ۳ : ۸ ۔ استثنا ۱ : ۲۸ ۔ ۹ : ۱ ۔ زبور ۲۸ : ۶۵ ۔ ۳۵ : ۲۳ ۔ ۴۴ : ۲۳ ۔ ۵۹ : ۴ ۔ ۷۳ : ۲۰ ۔ ۱۰۴ : ۳ ۔ مکاشفہ ۱۲ : ۱ تا ۸ ۔ یوحنا ۲۱ : ۲۵ ۔ لوقا ۱۳ : ۳۲ ۔ یوحنا ۶ : ۵۱ ۔ متی ۲۶ : ۲۶ اور عقیدہ عشائے ربانی مبالغہ آرائی کی انتہا ہے۔

نسخ

پیدائش ۲۰ : ۱۲ بمقابلہ احبار ۱۸ : ۹ ۔ ۲۰ : ۱۷ ۔ استثنا ۲۷ : ۲۲ (کیتھولک بائبل میں تکوین ۴ : ۱۷ کا حاشیہ)

پیدائش ۹ : ۳ بمقابلہ احبار ۱۱ : ۷ ۔ استثنا ۱۴ : ۷ بمقابلہ رومیوں ۴ : ۱ ' ۲ ' ۱۴ ۔ ططس ۱ : ۱۵ ۔ اعمال ۱۵ : ۲۹ ۔ ۱۱ : ۱۰ ۔ کرنتھ اول ۱۰ : ۲۵ تا ۲۷ ۔ مرقس ۷ :

۱۹ نیز کیتھولک بائبل میں احبار ۱۱: ۲۔ اعمال ۱۵ : ۲۹ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں
احبار ۱۱ تا ۱۷ بمقابلہ تیمتھس اول ۴: ۳ تا ۶
دو بہنوں کو اکٹھا کرنا' پیدائش ۲۹ : ۲۳ تا ۳۰ بمقابلہ احبار ۱۸ : ۱۸
پھوپھی سے نکاح' خروج ۶ : ۲۰ بمقابلہ احبار ۱۸ : ۱۲۔ ۲۰ : ۱۹۔ ابراہیمؑ
اور حاران کے بھائی نحور نے اپنی سگی بھتیجی یعنی حاران کی بیٹی ملکہ سے بیاہ کیا'
پیدائش ۱۱ : ۲۶ تا ۲۹
عیسوی شریعت موسوی شریعت کی ناسخ ہے' یرمیاہ ۳۱ : ۳۱ تا ۳۲ بمقابلہ
عبرانیوں ۷ : ۸ تا ۱۳۔ ۸ : ۱۳ طلاق' استثنا ۲۴ : ۱' ۲ بمقابلہ متی ۱۹ : ۷ تا ۹
عیدیں اور سبت' احبار ۲۳ : ۱۴' ۲۱' ۳۱' ۴۱ بمقابلہ کلسیوں ۲ : ۱۶
ختنہ' پیدائش ۱۷ : ۱۶۔ احبار ۱۲ : ۳۔ لوقا ۲ : ۲۱ بمقابلہ گلتیوں ۵ : ۱ تا ۶ : ۱۵
پوری توریت منسوخ' افسیوں ۲ : ۱۵۔ عبرانیوں ۷ : ۱۲۔ ۱۸' ۸ : ۷'
۱۳۔ ۱۰ : ۹۔ گلتیوں ۲ : ۱۶' ۱۷' ۱۹' ۲۱۔ ۳ : ۱۰' ۲۳
بیٹا ذبح کرنے کا حکم' پیدائش ۲۲ : ۱ تا ۱۲
خدائی وعدوں میں نسخ ہونا' سموئیل اول ۲ : ۳۰ تا ۳۵۔ زبور ۸۹ : ۳۹۔
۱۰۶ : ۲۳۔ نیز پیدائش ۶ : ۶' ۷۔ سموئیل اول ۱۵ : ۱۱' ۳۵ سے خدا کا اپنے
کیے پر پچھتانا ثابت ہے' مقام ذبح احبار ۱۷ : ۳' ۴ بمقابلہ استثنا ۱۲ : ۱۵ تا ۲۳
خیمہ اجتماع کے خدام کی تعداد کا نسخ' گنتی ۴ : ۳' ۲۳' ۳۰' ۳۵' ۳۹'
۴۳' ۴۷ بمقابلہ گنتی ۸ : ۲۴' ۲۵
نوح کی کشتی کے سواروں کی تعداد میں نسخ' پیدائش ۶ : ۱۹ تا ۲۰ بمقابلہ
پیدائش ۷ : ۸ حزقیاہ کی موت کا حکم' سلاطین دوم ۲۰ : ۱ تا ۶
غیر اقوام میں تبلیغ' متی ۱۰ : ۵۔ ۱۵ : ۲۴ بمقابلہ مرقس ۱۶ : ۱۵
شریعت موسوی کی منسوخی' متی ۲۳ : ۱ بمقابلہ اعمال ۱۵ : ۲۴ تا ۲۹۔
گلتیوں ۲ : ۲۰ تا ۲۱۔ ۳ : ۱۰ تا ۱۳' ۲۳ تا ۲۵۔ افسیوں ۲ : ۱۵۔ عبرانیوں ۷ : ۱۲
تا ۱۸۔ ۸ : ۷' ۱۳۔ ۱۰ : ۹
یسوع اور احکامات دینا چاہتے تھے لیکن یہود کی برگشتگی کی وجہ سے

احکامات کو موقوف کر دیا' یوحنا ۱۶ : ۱۲
ہفتہ کا دن سبت تھا جو موقوف ہوا اور اتوار (سن ڈے' سورج کا دن)
منایا جانے لگا۔

غیر اللہ پر لفظ خدا کا اطلاق

فرشتہ یہوواہ کو خدا کہا جاتا گورمکھی بائبل میں پیدائش ۱۶ : ۷' ۹' ۱۱' ۱۳)
(گورمکھی اور کیتھولک بائبل میں پیدائش باب ۱۸) (فرشتہ یہوواہ بیت ایل کا
خدا' پیدائش ۲۸ : ۱۰ تا ۲۲۔ ۳۲ : ۹۔ ۱۲۔ ۳۵ : ۱ تا ۳' ۶۔ ۴۸ : ۳' ۴ اور
ہوسیع ۱۲ : ۳ - ۴ بمقابلہ پیدائش ۳۱ : ۱۱ تا ۱۳

موسیٰ سے ہم کلام ہونے والا یہوواہ فرشتہ تھا دیکھیے گورمکھی بائبل میں
خروج ۳ : ۲ تا ۱۶۔ یسوع اس فرشتہ کو خدا کہتا ہے' مرقس ۱۲ : ۲۶۔ متی ۲۲ :
۳۱' ۳۲۔ لوقا ۲۰ : ۳۷

ہارونؑ اور فرعون کے لیے موسیٰؑ خدا' خروج ۷ : ۱۔ ۴ : ۱۶
بنی اسرائیل کے آگے آگے چلنے والا' خروج ۱۳ : ۲۱' ۲۲ بمقابلہ ۱۴ : ۱۹
بمقابلہ ۱۴ : ۲۴' ۲۴۔ مزید دیکھیے ۲۳ : ۲۰ تا ۲۳۔ استثنا ۱ : ۳۰ تا ۳۳

منوحہ اور اس کی بیوی کو نظر آنے والا فرشتہ' قضاۃ ۱۳ : ۲۲ بمقابلہ ۱۳ :
۳' ۹' ۱۳' ۱۵' ۱۶' ۱۸' ۱۹۔ مزید دیکھیے ۔سعیاہ ۶ : ۱ تا ۱۲۔ سموئیل اول باب ۳۔
حزقی ایل باب ۳ تا ۹۔ عاموس باب ۷

تمام انسان خدا' زبور ۸۲ : ۶۔ یوحنا ۱۰ : ۳۵' ۳۶' ۳۴۔ زبور ۸۲ : ۱
شیطان خدا' کرنتھ دوم ۴ : ۴ پیٹ خدا' فلپیوں ۳ : ۱۹
محبت خدا' ۔یوحنا کا پہلا خط ۴ : ۸ تا ۱۶ استاد خدا' یوحنا ۱ : ۳۸

مرتد کی سزا قتل

واحد خدا کو چھوڑ کر تثلیث کی پوجا یعنی مسلم سے کرسچن ہونے والا
واجب القتل ہے' دیکھو خروج ۲۲ : ۲۰
بچھڑہ پوجنے والے' خروج ۳۲ : ۲۸
سبت چھوڑنے والے' خروج ۳۵ : ۲۔ گنتی ۱۵ : ۳۶

مشرک واجب القتل، استثنا ۱۳: ۶، ۵، ۸، ۹، ۱۲، ۱۷۔ ۱۷: ۲، ۶

ایلیاہ کا حبروں کو قتل کرنا، دیکھو سلاطین اول ۱۸: ۴۰۔ نیز خروج ۲۱: ۱۷۔ احبار ۲۴: ۱۶۔ گنتی ۱۵: ۳۵۔ خروج ۳۱: ۱۴۔ ۳۵: ۲

ازواج، لونڈیاں

استثنا ۲۱: ۱۵۔ ۲۱: ۱۰ تا ۱۴۔ یشوع ۹: ۲۷۔ قضاۃ ۸: ۳۰، ۳۱۔ پید ۲۹: ۱۵ تا ۳۰

جہاد، مال غنیمت

استثنا ۲۰: ۱۰ تا ۱۷۔ خروج ۲۳: ۲۳۔ ۳۴: ۱۲۔ گنتی ۳۳: ۵۱، ۵۵۔ استثنا ۷: ۱ تا ۵۔ گنتی ۱: ۵۴۔ خروج ۲۲: ۲۰۔ استثنا ۱۳: ۲، ۱۷۔ باب ۲۰۔ خروج ۳: ۲۱، ۲۲۔ ۳۲: ۲۵، ۲۸۔ گنتی ۲۵: ۱ تا ۸۔ باب ۳۱۔ یشوع باب ۱ تا ۱۲۔ قضاۃ ۱۵: ۱۵۔ سموئیل اول ۲۷: ۸، ۹۔ سموئیل دوم ۸: ۲، ۳۔ ۱۲: ۲۹ تا ۳۱۔ سلاطین اول باب ۱۸۔ پیدائش ۱۴: ۱۴ تا ۱۸۔ یشوع ۱۰: ۱ تا ۱۱: ۲۳

جہاد کا ثواب، عبرانیوں ۱۱: ۳۲ تا ۳۴

مسیح دجال کے خلاف جہاد کریں گے، تھسلنیکیوں دوم ۲: ۸۔ مکاشفہ ۱۹: ۱۱ تا ۲۱۔ یوحنا ۲: ۱۴ تا ۱۷

کافر واجب القتل، لوقا ۱۹: ۲۷

تلواریں خریدو، لوقا ۲۲: ۳۶

دشمن مسیح کی سزا گلے میں چکی ڈال کر ڈبو دینا، متی ۱۸: ۶۔ مرقس ۹: ۴۲۔ لوقا ۱۷: ۲

کافر کا قتل باعث رحمت، زبور ۱۳۶: ۱۰، ۱۵، ۱۷

جزیہ

بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ مفتوح لوگوں سے نقدی یا بیگار کی صورت میں

جزیہ وصول کریں' استثناء ۲۰ : ۱۱۔ مزید دیکھئے قاموس الکتاب صفحہ ۲۷۳ کالم نمبرا سطر ۲ تا ۷' ۱۰ تا ۱۱۔ سلاطین اول ۵ : ۱۳۔ ۹ : ۱۵' ۲۱۔ لوقا ۲۰ : ۲۲۔ یشوع ۱۶ : ۱۰۔ قضاۃ ۱ : ۳۰' ۳۳' ۳۵' ۲۸۔ یشوع ۱۷ : ۱۳۔ تواریخ دوم ۱۷ : ۱۱۔ پیدائش ۴۹ : ۵۔ یسعیاہ ۳۱ : ۸۔ امثال ۱۲ : ۲۴۔ نوحہ ۱ : ۱۔ سلاطین دوم ۲۳ : ۳۳' ۳۵۔ مذکورہ تمام حوالوں کو ۱۹۲۶ء کے اردو ترجمہ اور موجودہ کیتھولک بائبل اور فارسی وعربی واردو تراجم میں مقابلہ کریں۔ اور یاد رکھیں کہ دنیا کے رسیا آدمی کے لیے مسلمان بن کر سالانہ زکوٰۃ و فطرانہ و دیگر محاصل ادا کرنے کی بجائے کافر رہ کر روز چار آنے جزیہ دینا زیادہ آسان کام ہے۔

مضاف محذوف

زبور ۸۷ : ۲۱۔ یسعیاہ ۱۷ : ۴۔ ۳۳ : ۲۲' ۲۸۔ یرمیاہ ۳ : ۹۔ ہوسیع ۱۵ : ۸۔ ۳ تا ۴

ذیل کی دعاؤں پر غور فرمائیں۔ زبور ۵۳ : ۲۔ یسعیاہ ۵۹ : ۹' ۱۲ تا ۱۳۔ ۶۴ : ۶' ۷ اور دانی ایل ۹ : ۳ تا ۲۲۔ یرمیاہ باب ۳ تا ۵۔ پطرس اول ۴ : ۲ تا ۳۔ عبرانیوں ۵ : ۷۔ خروج ۳۲ : ۹۔ زبور ۷۹ : ۵۔ ایوب ۷ : ۲۱۔ نوحہ ۱ : ۱۸۔ ۵ : ۷' ۱۶۔ قضاۃ ۱ : ۳ تا ۴

اختلافات

پرانا عہد نامہ : تعداد بنی بنیامین تواریخ اول ۷ : ۶۔ ۸ : ۱' ۲ بمقابلہ پیدائش ۴۶ : ۲۱۔ سموئیل دوم ۲۴ : ۹ بمقابلہ تواریخ اول ۲۱ : ۵۔ سموئیل دوم ۲۴ : ۱۳ بمقابلہ تواریخ اول ۲۱ : ۱۲۔ سلاطین دوم ۸ : ۲۶ بمقابلہ تواریخ دوم ۲۲ : ۲۔ سلاطین دوم ۲۴ : ۸ بمقابلہ تواریخ دوم ۳۶ : ۹۔ تواریخ اول ۱۱ : ۱۱ بمقابلہ سموئیل دوم ۲۳ : ۸۔ سلاطین اول ۴ : ۲۶ بمقابلہ تواریخ دوم ۹ : ۲۵۔ سموئیل دوم ۲۴ : ۱ بمقابلہ تواریخ اول ۲۱ : ۱۔ سلاطین اول ۷ : ۲۶ بمقابلہ تواریخ دوم ۴ : ۵

نیا عہد نامہ: متی ۲: ۶، ۷ بمقابلہ میکاہ ۵: ۲۔ اعمال ۲: ۲۵ تا ۲۸ بمقابلہ زبور ۱۶: ۸ تا ۱۱۔ عبرانیوں ۱۰: ۵ تا ۷ بمقابلہ زبور ۴۰: ۶، ۷۔ اعمال ۱۵: ۱۶، ۱۷ بمقابلہ عاموس ۹: ۱۱، ۱۲۔ کرنتھ اول ۲: ۹ بمقابلہ یسعیاہ ۶۴: ۴۔ متی ۲۰: ۲۹ تا ۳۴ بمقابلہ مرقس ۱۰: ۴۶۔ متی ۸: ۲۸ بمقابلہ مرقس ۵: ۲۔ لوقا ۸: ۲۷۔ متی ۲۱: ۲ بمقابلہ مرقس ۱۱: ۱ تا ۱۰۔ لوقا ۱۹: ۲۹ تا ۳۸ و یوحنا ۱۲: ۱۲ و متی ۱۰: ۱۰۔ لوقا ۹: ۳ بمقابلہ مرقس ۶: ۸۔ یوحنا ۵: ۳۱ بمقابلہ یوحنا ۸: ۱۴۔ مرقس ۷: ۳۲ تا ۳۵ بمقابلہ متی ۱۵: ۳۰۔ یوحنا ۱۳: ۲۱ تا ۲۶ بمقابلہ متی ۲۶: ۲۱ تا ۲۵۔ متی ۲۶: ۴۸، ۵۰ بمقابلہ یوحنا ۱۸: ۳ تا ۱۱۔ و لوقا ۲۳: ۲۶ و متی ۲۷: ۳۲ و مرقس ۱۵: ۲۱ بمقابلہ یوحنا ۱۹: ۱۷

اغلاط

سموئیل ۶: ۱۹ بمقابلہ RSV اور کیتھولک بائبل۔ سموئیل دوم ۱۵: ۷ بمقابلہ RSV و کیتھولک بائبل و گورمکھی نیز سموئیل دوم ۵: ۵۔ سلاطین اول ۲: ۱۱۔ تواریخ اول ۲۹: ۲۷ سے داؤد کی مدت حکومت ۴۰ برس ثابت ہے۔

ہجرت کے وقت ابراہیمؑ کی عمر، پیدائش ۱۱: ۲۶، ۳۲ بمقابلہ پیدائش ۱۲: ۴۔

تواریخ دوم ۲۸: ۱۹ بمقابلہ کیتھولک بائبل اور تواریخ دوم ۲۸: ۱، ۲ بھائی نہیں چچا ہے، سلاطین دوم ۲۴: ۱۷۔ یرمیاہ ۳۶: ۱۔ ۴۲: ۱ بمقابلہ تواریخ دوم ۳۶: ۱۰

متی ۱: ۸ یورام سے عزیاہ غلط ہے، دیکھو تواریخ اول ۳: ۱۰ تا ۱۳

متی ۱: ۱۲ سیالتی ایل سے زربابل غلط ہے، مقابلہ تواریخ اول ۳: ۱۷ تا ۹

متی ۲۷: ۹ بمقابلہ زکریاہ ۱۱: ۱۳

مسیحا نہیں ملاکی' مرقس ۱ : ۲ بمقابلہ ملاکی ۳ : ۱

متی ۲۷ : ۵۲ تا ۵۳ اور دیگر واقعات احیائے موتی بمقابلہ ایوب ۷ : ۹۔ ۱۴ : ۱۰ تا ۱۲' ۱۴۔ مکاشفہ ۱ : ۵۔ کلسیوں ۱ : ۱۸۔ کرنتھ اول ۱۵ : ۲۰' ۲۲۔ اعمال ۲۶ : ۲۳۔ کرنتھ اول ۱۵ : ۲۰

آمد ثانی' متی ۱۶ : ۲۷۔ ۲۸۔ نیز ۲۴ : ۳۴۔ مکاشفہ ۳ : ۱۱۔ ۲۲ : ۷' ۱۰' ۲۰ نے حواریوں کو بھی غلط فہمی میں مبتلا کر دیا اور وہ مسیح کی جلد واپسی کے منتظر تھے۔ دیکھو قاموس الکتاب صفحہ ۸۷۴ کالم نمبر ا مقالہ ماران اتا' اور یعقوب ۵ : ۸۔ پطرس اول ۴ : ۷۔ یوحنا اول ۲ : ۱۸' ۱۹۔ تھسلنیکیوں اول ۴ : ۱۵ تا ۱۷۔ فلپیوں ۴ : ۱۵۔ کرنتھ اول ۱۵ : ۵۱۔ ۱۰ : ۱۱ لیکن نہ قیامت آئی اور نہ مسیح ہی اپنی بادشاہت میں آئے

چھپکلی اپنے ہاتھوں سے نہیں پکڑتی' امثال ۳۰ : ۲۸

غلط پیش گوئیاں

انسان کی کل عمر' پیدائش ۶ : ۳ بمقابلہ ۹ : ۲۹۔ ۱۱ : ۱۰ تا ۱۳

آدم کی موت' پیدائش ۲ : ۱۷

بخت نصر کے ہاتھوں صور کی تباہی' حزقی ایل ۲۶ : ۷ تا ۱۴ بمقابلہ ۲۹ : ۱۷ تا ۲۰

دانی ایل ۸ : ۱۳۔ ۹ : ۲۴ تا ۲۷۔ ۱۲ : ۱۱۔ سموئیل دوم ۷ : ۱۰ تا ۱۱۔ متی ۱۲ : ۳۹ تا ۴۰۔ ۲۷ : ۶۳۔ ۱۶ : ۲۷' ۲۸۔ مکاشفہ ۳ : ۱۱۔ ۲۲ : ۷' ۱۰' ۲۰۔ متی ۱۰ : ۲۳۔ ۲۶ : ۶۴۔ لوقا ۱ : ۳۲' ۳۳ بلکہ یسوع بادشاہی سے متنفر تھا' یوحنا ۶ : ۱۵

خلاف عقل باتیں

بھیڑیں گابھن کروانا' پیدائش ۳۰ : ۳۷ تا ۴۳

وہم و توہم کی وجہ سے چمڑے کپڑے کے سامان اور گھر تک جلا دینا' احبار ۱۳ : ۴۷ تا ۵۸

۱۳: ۳۴ تا ۴۸، ۵۲۔ ۱۵: ۱۲، ۱۶، ۲۳، ۲۴۔ ۱۲: ۷ تا ۱۱۔ استثنا ۲۵: ۵ تا ۱۰۔ گنتی ۲۲: ۲۸ تا ۳۰

کوؤں کی چونچوں سے لے کر کھانا، سلاطین اول ۱۷: ۳ تا ۷ بمقابلہ استثنا ۱۴: ۱۳

انسانی نجاست سے روٹی پکانا، حزقی ایل ۴: ۴ تا ۱۲ بمقابلہ ۱۸: ۲۰

تین برس تک ننگا پھرنا، یسعیاہ ۲۰: ۳

نبی کو حکم کہ بدکارہ سے عشق کرو، ہوسیع ۱: ۲۔ ۳: ۱ بمقابلہ احبار ۲۱:

۱۴۔ متی ۵: ۲۸

گدھی اور بلعام، گنتی ۲۲: ۲۸ تا ۳۰

خود کو خصی کر لینے کا حکم، متی ۱۹: ۱۲ مزید دیکھئے رسولوں کے نقش قدم پر صفحہ ۲۷، سطر نمبر ۱ بمقابلہ استثنا ۲۳: ۱

مسیح سے منسوب بشارتیں

عمانوایل نام ہوگا، متی ۱: ۲۲۔ یسعیاہ ۷: ۱۴ بمقابلہ متی ۱۳: ۵۵۔ یوحنا ۶: ۴۲

بیت لحم چھوٹا یا بڑا؟ متی ۲: ۶ بمقابلہ میکاہ ۵: ۲

یہ بشارت ہے یا گستاخی؟ متی ۲: ۱۵ بمقابلہ ہوسیع ۱۱: ۱

بخت نصر کے حملہ اور جلاوطنی پر نوحہ، متی ۲: ۱۷، ۱۸ بمقابلہ یرمیاہ ۳۱: ۱۵ تا ۱۷

ناصری کہلائے گا، متی ۲: ۲۳ بمقابلہ یوحنا ۷: ۵۲

یہ بشارت نہیں کیونکہ درہم لینے والے زکریاہ جیسے نیک آدمی تھے، متی ۲۷: ۹ بمقابلہ زکریاہ ۱۱: ۱۲ تا ۱۳

عبرانیوں ۱: ۵ بمقابلہ سموئیل دوم ۷: ۱۴۔ یہ سلیمان کے لیے ہے دیکھو تواریخ اول ۲۲: ۹۔ تواریخ دوم ۶: ۹، ۱۰۔ سلیمانؑ نے ہیکل بنایا لیکن یسوع

نے اس کی ویرانی کی خبر دی' متی ۲۴ : ۱' ۲۔ سلیمان ہی بادشاہ تھا جبکہ مسیح بادشاہت سے خائف' متنفر تھے یوحنا ۶ : ۱۵ بلکہ غریب بھی تھے' متی ۱۸ : ۲۰

یہ الفاظ خود داؤد کہہ رہے ہیں' متی ۱۳ : ۳۵ بمقابلہ زبور ۷۸ : ۲ تا ۸'

۱۰ تا ۶۵

بشارت نہیں ماضی کا واقعہ ہے' متی ۴ : ۱۴ بمقابلہ یسعیاہ ۹ : ۱' ۲

زبانی روایات

یہ باتیں ضرور روایت سے مشہور ہوں گی مرقس ۴ : ۳۴ بمقابلہ ۴ : ۱۰'

۱۱۔ یوحنا ۲۱ : ۲۵

کیتھولک بائبل میں تھسلنیکیوں دوم ۲ : ۱۵ کا حاشیہ دیکھیں

پولس کی وہ باتیں جو بتانے کا وعدہ کیا لیکن لکھا نہیں' کرنتھیوں اول ۱۱ : ۳۴

روایت حفظ کرو تیمتھیس دوم ۱ : ۱۳' ۱۴۔ ۳ : ۱۴۔ ۲ : ۲

جو تعلیم لکھی نہیں گئی تھی یوحنا دوم ۱ : ۱۲۔ یوحنا سوم ۱ : ۱۳' ۱۴

ناصری کہلائے گا' متی ۲ : ۲۳

اعمال باب ۱۵ تا ۱۹۔ امثال ۲۵ : ۱ تا ۲۹ : ۲۷

عہد جدید کے واقعات جو عہد قدیم میں نہیں

میکائیل اور شیطان کا جھگڑا' یہوداہ آیت ۹

یہوداہ : ۱۴

موسیٰ کا ڈرنا اور کانپنا عبرانیوں ۱۲ : ۲۱ بمقابلہ خروج باب ۱۹

ینیس ویمبریس کا ذکر تیمتھیس دوم ۳ : ۸ بمقابلہ خروج ۷ : ۱۱

۵۰۰ حواریوں کو مسیح نظر آنا' کرنتھیوں اول ۱۵ : ۶

مسیح کا قول' اعمال ۲۰ : ۳۵ بمقابلہ متی ۱۰ : ۸

زربابل سے بعد والے نام متی ۱ : ۱۳ تا ۱۶

اعمال ۷ : ۲۳ تا ۲۸ بمقابلہ خروج ۲ : ۱۱ تا ۱۴

شیاطین قید ہیں یا آزاد؟ یہوداہ ۶:۔ پطرس دوم ۲: ۴ بمقابلہ ایوب ۱:
۶، ۲: ۱الف مرقس ۱: ۱۲۔ پطرس اول ۵: ۸

یوسف کی بیڑیاں اور زنجیریں زبور ۱۰۵: ۱۸ بمقابلہ پیدائش باب ۳۹

یعقوب کی مناجات، ہوسیع ۱۲: ۴ مقابلہ پیدائش باب ۳۲

آخرت کی جزا اور سزا یا دنیوی نقصانات، متی ۱۲: ۳۲۔ ۲۵: ۳۱۔ لوقا
۲۱: ۲۳۔ پطرس دوم ۲: ۴۔ مکاشفہ ۲۱: ۱۰ بمقابلہ خروج ۲۳: ۲۲۔ ۲۹: ۵۔
احبار ۲۶: ۳، ۱۵، ۱۶۔ استثنا ۴: ۸۔ ۵: ۸ الف ۱۱: ۲۹۔ ۲۸: ۱۵

یوناہ کی پیش گوئی سلاطین دوم ۱۴: ۲۵

مسیح کے معجزات، یوحنا ۲۰: ۳۰

مسیح کے کام، یوحنا ۲۱: ۲۵

مسئلہ تقدیر

گمراہی بھی خدا کی جانب سے، خروج ۴: ۲۱۔ ۷: ۳۔ ۱۰: ۱، ۲۷۔ ۱۱
ب ۱۰۔ استثنا ۲۹: ۴۔ یسعیاہ ۶: ۱۰۔ رومیوں ۱۱: ۸۔ یوحنا ۱۲: ۳۱۔ ۴۰ (۲۹ تا
۴۰)۔ یسعیاہ ۶۳: ۱۷۔ حزقی ایل ۱۴: ۹۔ سلاطین اول ۲۲: ۱۹ تا ۲۰۔
تھسلنکیوں دوم ۲: ۱۱۔ متی ۱۱: ۲۵ تا ۲۶۔ یسعیاہ ۴۵: ۷۔ نوحہ ۳: ۳۸۔
میکاہ ۱: ۱۲۔ رومیوں ۸: ۲۹۔ ۹: ۱۸ تا ۲۱۔ یسعیاہ ۴۵: ۹۔ یرمیاہ ۲: ۳۰۔
رومیوں ۱: ۲۸۔ تیمتھیس دوم ۳: ۸۔ ططس ۱: ۱۶ب کرنتھ دوم ۱۳: ۵۔
رومیوں ۹: ۸ (مزید دیکھئے زبور ۱۴۸: ۶، ۱۹۲۲ء کا اردو ترجمہ اور RSV)
مرقس ۴: ۱۲

نازیبا الفاظ

علماء کو گالیاں اور علماء کا احتجاج، لوقا ۱۱: ۴۲ تا ۴۵

غیر مختون کتے، متی ۱۵: ۲۶ تا ۲۷

متی ۲۳: ۱۳ تا ۳۳۔ ۳: ۷۔ ۷: ۶۔ لوقا ۱۱: ۴۷

مخالف بھی جواباً" یسوع پر تنقید کرتے" یوحنا ۹ : ۲۶ تا ۳۴۔ لوقا ۵ : ۲۱۔
متی ۹ : ۳۴۔ ۱۲ : ۲ ، ۱۴

زبور ۲۲ : ۱۶۔ اعمال ۱۳ : ۱۰۔ لوقا ۱۳ : ۳۲

فریسی اس کتے کی مانند ہیں جو بیلوں کی چرنی میں سو رہا ہے نہ خود چارہ
کھاتا ہے اور نہ بیلوں کو کھانے دیتا ہے" قاموس الکتاب صفحہ ۶۶۹ کالم نمبر ۲
سطر ۲۰ تا ۳۱

یسعیاہ ۵۷ : ۳

انجیل مسیح

مرقس ۱ : ۱۵۔ رومیوں ۱۵ : ۱۶ ، ۱۹۔ یوحنا ۸ : ۵۵۔ ۱۷ : ۸ ، ۱۴ ، ۱۷۔
گلتیوں ۱ : ۶ ، ۷۔ مرقس ۱۰ : ۲۹

عدم تصلیب

معجزانہ طور پر غائب ہو جانا" یوحنا ۸ : ۵۹۔ لوقا ۴ : ۲۹ ، ۳۰
شکل تبدیل کر لینا" لوقا ۹ : ۲۹ تا ۳۰
یوناہ کی طرح تین رات تین دن زندہ رہنے کا وعدہ" متی ۱۲ : ۳۹ تا ۴۰
عدم تصلیب پر زبور کی بشارت" زبور ۲۰ : ۵ ، ۶
گرفتاری کے وقت مدد کے لیے فرشتے بھیجنے کا وعدہ" زبور ۹۱ : ۱۰ تا ۱۲
مسیح کی دلسوز دعائیں" متی ۲۶ : ۳۶ تا ۳۹۔ مرقس ۱۴ : ۳۵۔ عبرانیوں
۵ : ۷

فرشتہ کی یقین دہانی" لوقا ۲۲ : ۴۳
فرمان مسیح کہ یہود انہیں پکڑ نہ سکیں گے" یوحنا ۷ : ۳۳ تا ۳۵
میں آسمان پر چلا جاؤں گا اور تم زمین پر رہو گے" یوحنا ۸ : ۲۱ تا ۲۴
مسیح کی دعائیں قبول ہونے اور درازی عمر کی بشارت" زبور ۲۱ : ۴
مسیح کا فرمان کہ یہود و نصاریٰ شبہ میں مبتلا ہو جائیں گے" متی ۲۶ : ۳۱

مصلوب لعنتی ہوتا ہے' استثنا ۲۱: ۲۲' ۲۳۔ گلتیوں ۳: ۱۳

تبدیلی شکل اور صعود کا نظارہ حواریوں نے نہ دیکھا کیونکہ وہ سب سوئے پڑے تھے' متی ۲۶: ۴۰۔ مرقس ۱۴: ۳۸

یہوداہ کو گرفتار دیکھ کر حواری بھاگ گئے وہ اسے مسیح سمجھ رہے تھے' مرقس ۱۴: ۵۰' ۵۱۔ متی ۲۶: ۵۶

مسیح نے تو پہلے ہی فرمایا تھا کہ تم چھوڑ کر بھاگو گے لیکن میں اکیلا نہ ہوں گا بلکہ خدا میرے ساتھ ہوگا اور میری حفاظت کرے گا' یوحنا ۱۶: ۳۲

پطرس نے مصلوب پر لعنت کی' لوقا ۲۲: ۵۷' ۵۸۔ مرقس ۱۴: ۶۶ تا ۷۱۔ متی ۲۶: ۷۳ تا ۷۴

مصلوب نے مریم کے پاس کھڑے شکل تبدیل کیے ہوئے مسیح کی نشاندہی کی تھی' یوحنا ۱۹: ۲۷

خدا نے مصلوب کو چھوڑ دیا لیکن مسیح کو خدا نے کبھی نہیں چھوڑا' یوحنا ۸: ۲۹ بمقابلہ مرقس ۱۵: ۳۴

مصلوب کی موت کے بعد مسیح نے خود کو زندہ ثابت کیا' اعمال ۱: ۳

رد کفارہ

خدا جس پر چاہے رحم کرتا ہے اور جس پر چاہے سزا کا حکم کرتا ہے' رومیوں ۹: ۱۳ تا ۱۸

مسیح کو گناہ معاف کر دینے کا اختیار' متی ۹: ۶

ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو خدا کی طرف سے کفارہ' احبار ۱۶: ۳۰

کفارہ کا اصول ہی غلط ہے' استثنا ۲۴: ۱۶۔ تواریخ دوم ۲۵: ۴۔ یرمیاہ ۳۱: ۲۹ تا ۳۵۔ حزقی ایل ۱۸: ۲۰ تا ۲۲

اگر کفارہ مقصود ہو تو بدکاروں کو مار کر نیکوں کا کفارہ دیا جاتا ہے' امثال ۲۱: ۱۸ بمقابلہ استثنا ۵: ۹

پرانے عہد نامہ میں کئی جگہ کفارہ کا ذکر ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح کے کفارہ کی کوئی ضرورت نہ تھی' دیکھو خروج ۲۵: ۱۷۔ ۲۹: ۳۳' ۳۶' ۳۷۔ ۳۰: ۱۰' ۱۵' ۱۶۔ ۳۲: ۳۰۔ احبار ۱: ۴۔ ۴: ۲۰' ۲۶' ۳۱' ۳۵۔ ۵: ۶' ۱۰' ۱۳' ۱۶' ۱۸۔ ۶: ۷۔ ۳۰۔ ۷: ۷۔ ۸: ۱۵' ۳۴۔ ۹: ۷۔ ۱۰: ۱۷۔ ۱۴: ۱۸' ۱۹' ۲۹' ۳۱۔ ۱۵: ۱۵' ۳۰۔ احبار ۱۹: ۲۲۔ گنتی ۱۵: ۲۸۔ احبار ۱۴: ۲۰' ۲۱' ۵۳۔ ۱۶: ۶' ۱۶' ۱۷' ۲۰' ۲۷' ۳۰' ۳۳' ۳۴۔ ۱۷: ۱۱۔ ۲۳: ۲۷' ۲۸۔ ۲۵: ۹۔ گنتی ۵: ۸۔ ۶: ۱۱۔ ۸: ۱۲' ۱۹۔ ۲۹: ۱۱۔ ۳۱: ۵۰۔ ۳۵: ۳۳۔ استثنا ۳۲: ۴۳۔ سموئیل دوم ۲۱: ۳۔ تواریخ اول ۶: ۴۹۔ تواریخ دوم ۲۹: ۲۴۔ نحمیاہ ۱۰: ۳۳۔ زبور ۶۵: ۳۔ ۷۹: ۹۔ امثال ۱۳: ۸۔ ۱۶: ۶۔ یسعیاہ ۶: ۷۔ ۲۲: ۱۴۔ ۲۷: ۹۔ ۴۰: ۲۔ حزقی ایل ۴۳: ۲' ۲۲۔ ۴۵: ۱۵' ۲۰۔ دانی ایل ۹: ۲۴۔ تواریخ اول ۲۸: ۱۱۔ عبرانیوں ۹: ۵

خدا رحیم و کریم ہے قہر میں دھیما اور شفقت میں غنی' زبور ۱۰۳: ۳' ۸' ۱۰' ۱۲' ۱۷' ۱۸

مسیح گنہگاروں کی معافی اور کفارہ کا طالب نہ تھا بلکہ سزا کا طالب تھا' دیکھو زبور ۶۹: ۲۵ اور رومن کیتھولک بائبل میں مزمور ۶۸: ۲۴ تا ۲۹ اور حاشیہ۔ مزید دیکھئے مرقس ۱۲: ۳۔ ۴: ۱۲

خدا کون ہے؟

باغبان پیدائش ۲: ۸۔ یسعیاہ ۴۱: ۱۹

معمار' سموئیل اول ۲: ۳۵۔ سموئیل دوم ۲: ۱۱' ۲۷۔ سلاطین اول ۷: ۳۸۔ زبور ۱۲۷: ۱

کمہار' یسعیاہ ۶۴: ۸

درزی' پیدائش ۳: ۲۱

جراح' یرمیاہ ۳۰: ۱۷

حجام، یسعیاہ ۷ : ۲۰

نرس یا دائی، پید ۲۹ : ۳۱۔ ۳۰ : ۲۳

قصاب، یسعیاہ ۳۴ : ۶

کاشتکار، یسعیاہ ۶۱ : ۵

خرکار اور دوکاندار، یوایل ۳ : ۸

چرواہا، یسعیاہ ۴۰ : ۱۱

معلم، یسعیاہ ۵۴ : ۱۳

شکست خوردہ پہلوان، پید ۳۲ : ۲۴ تا ۲۸۔ ہوسیع ۱۲ : ۳، ۴

کیڑا گھن، ہوسیع ۱۳ : ۷ میں درندہ شیر ببر اور ۵ : ۱۲ میں گھن کیڑا

شیر ببر اور ریچھ، نوحہ ۳ : ۱

محبت یوحنا اول ۴ : ۸

چرواہا، ہوسیع ۴ : ۱۶

دغاباز یرمیاہ ۴ : ۱۰

اعضاء

اعضاء سے مبرا، یوحنا ۴ : ۲۴۔ لوقا ۲۴ : ۳۹

شکل صورت، پیدائش ۱ : ۲۶، ۲۷

سر، یسعیاہ ۵۹ : ۱۷

سربال، دانی ایل ۷ : ۹

چہرہ، ہاتھ، بازو، گدی، زبور ۴۴ : ۲، ۳۔ خروج ۳۳ : ۲۳

آنکھ کان، زبور ۳۴ : ۱۵۔ دانی ایل ۹ : ۱۸

آنکھیں اور پلکیں، سلاطین اول ۸ : ۲۹، ۵۲۔ یرمیاہ ۱۶ : ۱۷۔ ۳۲ : ۱۹۔

ایوب ۳۴ : ۲۱۔ امثال ۵ : ۲۱۔ ۱۵ : ۳۔ زبور ۱۱ : ۴

کان ناک پاؤں منہ ہونٹ زبان ہاتھ، زبور ۱۸ : ۶، ۸ تا ۱۰۔ تواریخ دوم ۳

:٦۔ یسعیاہ ٣٠: ٢٧۔ استثنا ٣٣: ٣

انگلیاں، خروج ٣١: ١٨

پیٹ اور دل، یرمیاہ ٤: ١٩

کمر، یسعیاہ ٢١: ٣

خون، اعمال ٢٠: ٢٨

نتھنے سموئیل دوم ٢٢: ٩

ہاتھ، یرمیاہ ١: ٩

فرج زبور ٢: ٧

خدا کے ظلم

گنتی ١١: ٣٣۔ استثنا ٧: ٢، ١٦۔ ہوسیع ١٣: ١٦۔ یشوع ١٠: ١١۔ سموئیل اول ٥: ٩۔ گنتی ٢١: ٦۔ سموئیل اول ١٥: ٢، ٣۔

خدا کی بے بسی، قضاۃ ١: ١٩

حاضر ناظر نہیں ہے، پیدائش ١٨: ٢٠، ٢١

ہلاکت خیز حزقی ایل ٢٠: ٢٥

بد روحیں بھیجنے والا قضاۃ ٩: ٢٣۔ پید ٦: ٦

خدا کو پچھتاوا، سموئیل اول ١٥: ١١، ٣٥

خدا اتر آیا، خروج ٣: ٨

خدا سے ملاقات، ٣: ١٨۔ ٥: ٣

دغا بازی کا حکم، خروج ١١: ٢، ٣ بمقابلہ ١٢: ٣٥، ٣٦

خدا نبیوں کے پاس جھوٹ بولنے والی روح بھیجتا ہے، سلاطین اول ٢٢: ١٩ تا ٢٣

عورتوں کو ننگا کرنا، یسعیاہ ٣: ١٧۔ ٤٧: ٢، ٣

عورتوں کے رحم بند کر دیئے، پیدائش ٢٠: ١٨

رحم کھولنا' پیدائش ۲۹ : ۳۱۔ ۳۰ : ۲۲

شریروں کے ساتھ ساتھ صادقوں کا قتل' حزقی ایل ۲۱ : ۳

کاہنوں اور نبیوں پر غضب' یرمیاہ ۱۳ : ۱۳' ۱۴

تھسلنیکیوں دوم ۲ : ۱۱۔ یوحنا ۱۲ : ۴۰۔ زکریاہ ۱۴ : ۲۔ سموئیل دوم ۱۲ : ۱۱

خدا خالق شر' یسعیاہ ۴۵ : ۷

خدا تخت پر بیٹھا ہے' مکاشفہ ۴ : ۱ تا ۴

خدا کے نتھنوں سے دھواں اٹھتا ہے' سموئیل دوم ۲۲ : ۹

خدا کے دم سے برف جم جاتی ہے اور پانی کا پھیلاؤ تنگ ہو جاتا ہے'

ایوب ۳۷ : ۱۰

خدا کا نیند سے جاگنے کا ایکشن' زبور ۷۸ : ۶۵

خداوند کے صندوق کی ہلاکت خیزیاں' سموئیل اول ۶ : ۱۹۔ سموئیل دوم

۶ : ۷

۲۴ کا قتل' گنتی ۲۵ : ۴ تا ۹

خدا کو کمک (امداد) کی ضرورت' قضاۃ ۵ : ۲۳

عیسو سے بلاوجہ عداوت' ملاکی ۱ : ۲

شر پیدا کرتا ہے اور زنا پر اکساتا ہے' سموئیل دوم ۱۲ : ۱۱' ۱۲۔ زکریاہ ۱۴ :

۲

خدا کیسا ہے؟ مکمل ناک نقشہ' دانی ایل ۷ : ۹

مطلوبہ معجزات سے انکار

یوحنا ۲ : ۱۸ بمقابلہ متی ۱۲ : ۳۸۔ مرقس ۸ : ۱۲

مرقس ۸ : ۱۱۔ لوقا ۲۳ : ۸ تا ۱۱۔ لوقا ۲۳ : ۳۹۔ ۴۴۔ متی ۲۷ : ۳۹ تا ۴۴۔ ۱۲ :

۳۸۔ ۴ : ۳' ۸۔ یوحنا ۶ : ۲۹ تا ۳۱ و ۶۶۔ کرنتھ اول ۱ : ۲۲

روبنی اسرائیل

خدا کی طرف سے ملعون' یشوع ۷: ۱۲
قابل نفرت اور خدا کے مغضوب' زبور ۷۸: ۵۹۔ ۷۸: ۲۱ تا ۳۳
خدا کی طرف سے ہمیشہ کی ملامت اور ابدی خجالت' یرمیاہ ۲۳: ۳۹'
۴۰۔ ۵۱: ۴۰ تا ۴۴
نجس' ہوسیع ۵: ۳ تا ۴۔ ۹: ۱۰۔ ۸: ۱ تا ۸' ۱۲۔ ۹: ۱' ۱۰۔ ۱۰: ۱' ۲
مسیح کا فتویٰ' متی ۸: ۱۰ تا ۱۲
اژدہوں کی اولاد' متی ۳: ۷۔ ۷: ۱۷۔ لوقا ۱۱: ۴۷۔ متی ۲۳: ۲۔ ۱۵:

۸

رد تثلیث

یوحنا ۱۷: ۳۔ مرقس ۱۲: ۲۸ تا ۳۴۔ متی ۲۲: ۳۶ تا ۴۰ بمقابلہ استثنا
۴: ۳۵' ۳۹۔ ۶: ۴۔ سعیاہ ۴۵: ۵' ۶۔ ۴۶: ۹
یوم قیامت سے لاعلمی کا اظہار' مرقس ۱۳: ۳۲
اپنے اختیار کی نفی' متی ۲۰: ۲۰۔ مرقس ۱۰: ۳۵ تا ۴۵ بمقابلہ یوحنا ۵:
۳۰۔ ۱۷: ۷
نیک ہونے سے انکار' مرقس ۱۰: ۱۷۔ لوقا ۱۸: ۱۸
معبود کو موت نہیں آتی' سعیاہ ۴۰: ۲۸۔ ۴۴: ۶۔ یرمیاہ ۱۰: ۱۰۔
حبقوق ۱: ۱۲۔ تیمتھس اول ۱: ۱۷ بمقابلہ متی ۲۷: ۴۶ تا ۵۰۔ لوقا ۲۳: ۴۶
تمام لوگوں کے برابر مسیح یوحنا ۲۰: ۱۷
باپ سے چھوٹا' یوحنا ۱۴: ۲۸
اپنے کام پر خدا کے کلام کو اولیت دینا' یوحنا ۱۲: ۲۴
متی ۲۳: ۹' ۱۰۔ ۲۶: ۳۶ تا ۴۴
خدا انسانی روپ اختیار نہیں کرتا' ہوسیع ۱۱: ۹
آدمی کا بیٹا' سن آف مین' متی ۸: ۲۰۔ ۹: ۶۔ ۱۱: ۱۹' ۱۲' ۲۷۔ ۱۶: ۱۳' ۲۴'

۲۲۔۱۸ : ۱۸۔ ۱۹ : ۲۸۔ ۲۰ : ۱۸، ۲۸۔ ۲۳ : ۲۷۔ ۲۶ : ۲۳، ۲۵

"ملعون ہے وہ آدمی جو انسان پر توکل کرتا ہے اور بشر کو اپنا بازو جانتا ہے" (یرمیاہ ۱۷ : ۵)

رد الوہیت مسیحؑ

استدلال نمبر ۱ : خدا کا بیٹا' متی ۲۶ : ۶۳۔ ۳ : ۱۷۔ یوحنا ۱ : ۱۸۔ ۳ : ۱۶، ۱۸ اور یوحنا اول ۴ : ۹ مقابلہ مسیح سن آف مین یعنی ابن آدم ' متی ۸ : ۲۰۔ ۹ : ۶۔ ۱۱ : ۱۹، ۲۷۔ ۱۲ : ۹، ۱۳، ۲۲۔ ۱۸ : ۱۱۔ ۱۹ : ۲۸۔ ۲۶ : ۱۸، ۲۸۔ ۲۳ : ۲۷۔ ۲۶ : ۲۳، ۲۵ وغیرہ

خدا انسانی روپ اختیار نہیں کرتا' ہوسیع ۱۱ : ۹

مسیح ابن داؤد' متی ۱ : ۱۔ ۹ : ۲۷۔ ۲۱ : ۹۔ لوقا ۱ : ۳۲

خدا کا بیٹا سے مراد راست باز' مرقس ۱۵ : ۳۹ مقابلہ لوقا ۲۳ : ۴۷

خدا کے بیٹے اور بھی بہت ہیں' متی ۵ : ۹، ۴۴، ۴۵۔ یوحنا ۳ : ۹، ۱۰ : ۵ : ۱، ۲۔ رومیوں ۸ : ۱۴۔ فلپیوں ۲ : ۱۵۔ لوقا ۳ : ۳۸۔ خروج ۴ : ۲۲، ۲۳۔ زبور ۸۹ : ۱۹ تا ۲۷۔ یرمیاہ ۳۱ : ۹۔ سموئیل دوم ۷ : ۱۳۔ استثنا ۳۲ : ۱۹۔ ۱۴ : ۱۔ یسعیاہ ۶۳ : ۸، ۱۶۔ ۶۴ : ۸۔ ہوسیع ۱ : ۱۰۔ ایوب ۳۸ : ۷۔ زبور ۶۸ : ۵۔ پیدائش ۶ : ۱ تا ۴۔ یرمیاہ ۳ : ۴۔ زبور ۲۹ : ۱۔ ۸۹ : ۶۔ متی ۵ : ۸۔ ۵ : ۴۸۔ لوقا ۱۱ : ۲۔ ۱۲ : ۳۰۔ یوحنا ۲۰ : ۱۷

ابلیس کے بیٹے' یوحنا ۸ : ۴۱، ۴۴

استدلال نمبر ۲ : میں دنیا کا نہیں' یوحنا ۸ : ۲۳ بمقابلہ یوحنا ۱۵ : ۱۹۔ ۱۷ : ۱۴

استدلال نمبر ۳ : میں اور باپ ایک ہیں' یوحنا ۱۰ : ۳۰ بمقابلہ یوحنا ۱۷ : ۲۱۔ یوحنا اول ۱ : ۵

استدلال نمبر ۴ : میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے' یوحنا ۱۴ : ۹

بمقابلہ ۲ ۱:۱۲۔ ۴۳:۲۰ مزید دیکھئے کرنتھ اول ۶:۱۹۔ کرنتھ دوم ۶:۱۶۔ افسیوں ۲:۶ مزید تشریح کے لیے متی ۱۰:۴۰۔ لوقا ۱۹:۴۸۔ ۱۰:۱۶۔ متی ۲۵:۳۴ تا ۴۶۔ یرمیاہ ۵۱:۳۴۔ یوحنا اول ۳:۲۴ وغیرہ

استدلال نمبر ۵: بغیر باپ ہونا کی وضاحت کے لیے' عبرانیوں ۷:۳۔ پیدائش ۱۴:۱۸

استدلال نمبر ۶: مردے زندہ کر دینا' مسیح نے کل تین مردے زندہ کیے۔ نمبر ۱ رئیس کی بیٹی' (متی ۹:۱۸ تا ۲۶۔ مرقس ۵:۲۳ تا ۴۳۔ لوقا ۸:۴۹ تا ۵۶) نمبر ۲ لوقا ۷:۱۱ تا ۱۵۔ نمبر ۳ لعزر' (یوحنا ۱۱:۲۱ تا ۴۴)

مردے اوروں نے بھی زندہ کیے ہیں' حزقی ایل ۳۷:۱ تا ۱۴۔ سلاطین اول ۱۷:۲ تا ۲۱۔ سلاطین دوم ۴:۳۵۔ ۱۳:۲۱۔ ۵:۱۳۔ اعمال ۹:۴۰

استدلال نمبر ۷: زندہ آسمان پر اٹھایا جانا' لوقا ۲۴:۵۱۔ بمقابلہ پیدائش ۵:۲۴۔ سلاطین دوم ۲:۱۱

استدلال نمبر ۸: مر کر زندہ ہونا' پھر وہ مردے بھی خدا ہوئے جنہیں ایلیاہ و الیسع و حزقی ایل اور مسیح نے زندہ کیا۔ نیز وہ مردے جن کا ذکر متی ۲۷:۵۲' ۵۳ میں ہے۔ الیسع موت کے بعد بولنے اور حرکت کرنے لگا' سلاطین دوم ۱۳:۱۵

بائیبل الہامی نہیں

توریت کلام موسیٰ نہیں' استثنا ۱:۱ تا ۵ اور باب ۳۴

حبرون' پیدائش ۱۳:۱۸۔ ۳۵:۲۷۔ ۲۳:۲ بمقابلہ یشوع ۱۴:۱۳

لفظ دان' پیدائش ۱۴:۱۴ بمقابلہ قضاۃ ۱۸:۲۹

بے تراشے پتھروں پر موجود توریت لکھنے کے لیے قربان گاہ ناکافی تھی' استثنا ۲۷:۵ تا ۸۔ یشوع ۸:۳۰ تا ۳۲

پولس کی ہر بات الہامی نہیں' کرنتھ دوم ۱۱:۱۷۔ کرنتھ اول ۷:۱۰' ۱۲'

۱۵ '۴۶ ے تمتھیس اول ۵ : ۲۳۔ تمتھیس دوم ۴ : ۱۳۔ فلیمون ۱ : ۲۲ '۲۳۔
تمتھیس دوم ۴ : ۱۳ تا ۲۰

حواری غلطی سے محفوظ نہ تھے' اعمال ۲۳ : ۳۔ رومیوں ۱۵ : ۲۴ '۲۸۔

کرنتھ اول ۱۶ : ۵ '۶ '۸۔ کرنتھ دوم ۱ : ۱۵ '۱۶ '۱۷ '۱۸

یوحنا ۲۱ : ۲۴ یوحنا کا کلام نہیں

بائبل کا تصور خدا

(خدا کی مانند' پیدائش ۳ : ۵

بہت سارے خدا' زبور ۸۲ : ۱ تا ۶

الہوں کا الٰہ' استثنا ۱۰ : ۱۷

خدا کی آواز' اعمال ۱۲ : ۲۲

سب معبودوں سے مہیب' تواریخ اول ۱۶ : ۲۵

میں جو ہوں سو میں ہوں' خروج ۳ : ۳ '۱۴

موسیٰ خدا کے پاس گیا' خروج ۱۹ : ۳

جہاں خدا تھا' خروج ۲۰ : ۲۱

خدا کے سامنے' کشتی ۳۲ : ۲۸

خدا کا مسکن' زبور ۷۶ : ۲

لشکر خدا کے دائیں بائیں' سلاطین اول ۲۲ : ۱۹

خدا صیون میں رہتا ہے' زبور ۹ : ۱۱

خدا ہیکل میں ہے' زبور ۱۱ : ۴ حبقوق ۲ : ۲۰

خدا کی آرام گاہ' زبور ۱۳۲ : ۸

خدا یروشلم میں سکونت کرتا ہے' زبور ۱۳۵ : ۲۱

سکونت' خروج ۲۵ : ۸

روبرو' خروج ۲۹ : ۲۴

سکونت، خروج ۲۹: ۴۵

روح اللہ، خروج ۳۱: ۳۔ گنتی ۲۴: ۲۔ سموئیل اول ۱۱: ۶۔ مکاشفہ ۴: ۵۔ کرنتھیوں اول ۷: ۴۰۔ افسیوں ۴: ۳۰۔ یوحنا ۴: ۲۴

مسیح میں الوہیت، کلسیوں ۲: ۹۔ یوحنا ۱: ۱

خدا آگ ہے، خروج ۲۴: ۱۷۔ گنتی ۱۱: ۱۔ خروج ۳۲: ۱۰۔ استثنا ۴: ۲۴۔ یسعیاہ ۳۰: ۲۷ تا ۳۰۔ ۳۱: ۹۔ زبور ۵۰۔ ۳۔ سموئیل دوم ۲۲: ۹ تا ۱۳۔ عبرانیوں ۱۲: ۲۹

خدا جیسا منہ، پیدائش ۳۳: ۱۰

خدا کو دیکھنا، پیدائش ۴۸: ۳۔ گنتی ۶: ۲۵، ۲۶۔ خروج ۳۳: ۲۰ بمقابلہ خروج ۲۴: ۱۱۔ یسعیاہ ۵۲: ۹

خدا کھڑا ہے، یسعیاہ ۳: ۱۳۔ ۱: ۱۸

یعقوب اور خدا کا دنگل، پیدائش ۳۲: ۲۴

کروبیوں پر سواری اور ہوا کے بازوؤں پر دکھائی دینا، سموئیل دوم ۲۲: ۱۱۔ زبور ۹۹: ۱۔ ۸۰: ۱۔ سلاطین دوم ۱۹: ۱۵۔ سموئیل اول ۴: ۴۔ خروج ۲۵: ۲۲۔ گنتی ۷: ۸۹

جنگجو خدا، خروج ۱۷: ۱۶۔ یشوع ۱۰: ۱۴۔ تواریخ اول ۱۴: ۱۵۔ یرمیاہ ۲۰: ۱۱۔ یسعیاہ ۳۱: ۵۔ ۴۲: ۳

کڑکدار خدا، ہوسیع ۱۱: ۱۰۔ سموئیل اول ۷: ۱۰۔ سموئیل دوم ۲۲: ۱۴

خدا کا کھڑا ہونا لڑنا اور خروج کرنا، زکریا ۱۴: ۳، ۴

نعرے باز، یوایل ۳: ۱۶

تیر انداز، زبور ۷۷: ۱۷

پیچھا کرنا، حزقی ایل ۵: ۳

خدا کی لاٹھی، یسعیاہ ۳۰: ۳۱

بے بسی، قضاۃ ۱: ۱۹

سکونت' خروج ۲۹ : ۴۵

روح القدس' خروج ۳۱ : ۳۔ گنتی ۲۴ : ۲۔ سموئیل اول ۱۱ : ۶۔ مکاشفہ ۴ : ۵۔ کرنتھ اول ۷ : ۴۰۔ افسیوں ۴ : ۳۰۔ یوحنا ۴ : ۲۴

مسیح میں الوہیت' کلسیوں ۲ : ۹۔ یوحنا ۱ : ۱

خدا آگ ہے' خروج ۲۴ : ۱۷۔ گنتی ۱۱ : ۱۔ خروج ۳۲ : ۱۰۔ استثنا ۴ : ۲۴۔ یسعیاہ ۳۰ : ۲۷ تا ۳۰۔ ۳۱ : ۹۔ زبور ۵۰۔ ۳۔ سموئیل دوم ۲۲ : ۹ تا ۱۳۔ عبرانیوں ۱۲ : ۲۹

خدا جیسا منہ' پیدائش ۳۳ : ۱۰

خدا کو دیکھنا' پیدائش ۴۸ : ۳۔ گنتی ۶ : ۲۵' ۲۶۔ خروج ۳۳ : ۲۰ بمقابلہ خروج ۲۴ : ۱۱۔ یسعیاہ ۵۲ : ۹

خدا کھڑا ہے' یسعیاہ ۳ : ۱۳۔ ۱ : ۱۸

یعقوب اور خدا کا دنگل' پیدائش ۳۲ : ۲۴

کروبیوں پر سواری اور ہوا کے بازوؤں پر دکھائی دینا' سموئیل دوم ۲۲ : ۱۱۔ زبور ۹۹ : ۱۔ ۸۰ : ۱۔ سلاطین دوم ۱۹ : ۱۵۔ سموئیل اول ۴ : ۴۔ خروج ۲۵ : ۲۲۔ گنتی ۷ : ۸۹

جنگجو خدا' خروج ۱۷ : ۱۶۔ یشوع ۱۰ : ۴۲۔ تواریخ اول ۱۴ : ۱۵۔ یرمیاہ ۲۰ : ۱۱۔ یسعیاہ ۳۱ : ۵۔ ۴۲ : ۱۳

کڑک اور خدا کی صدا' سموئیل اول ۷ : ۱۰۔ سموئیل دوم ۲۲ : ۱۴

خدا کا کھڑا ہونا لڑنا اور خروج' زکریا ۱۴ : ۳' ۴

نعرے باز' یوایل ۳ : ۱۶

تیر انداز' زبور ۷۷ : ۱۷

پیچھا کرنا' حزقی ایل ۵ : ۳

خدا کی لاٹھی' یسعیاہ ۳۰ : ۳۱

بے بسی' قضاۃ ۱ : ۱۹

نیند' زبور ۴۴ : ۲۳

نیند' یسعیاہ ۵۱ : ۹

منہ' تواریخ دوم ۴ : ۹

خدا کو ہنسی آگئی' زبور ۲ : ۴

سات آنکھوں والا خدا' زکریاہ ۴ : ۱۰

سموئیل دوم ۲۲ : ۱۶

چلانا ہانپنا اور زور زور سے سانس لینا' یسعیاہ ۴۲ : ۱۴

سانس' یسعیاہ ۳۰ : ۳۳

خدا کا کان' سموئیل اول ۸ : ۲۱۔ سموئیل دوم ۲۲ : ۷۔ زبور ۸۰ : ۱

ہاتھ کی تحریر' خروج ۳۲ : ۱۶۔ تواریخ اول ۲۸ : ۱۹

خدا کے ہاتھ میں شراب کا پیالہ' زبور ۷۵ : ۸۔ سموئیل دوم ۲۲ : ۱۷۔

زبور ۴۴ : ۳

اسرائیل کا خدا کیسا؟ خروج ۲۴ : ۱۰۔ زبور ۹۹ : ۵۔ ۱۳۲ : ۷۔ سموئیل

دوم ۲۲ : ۱۰

خدا سیر کرتا ہے' پیدائش ۳ : ۸

خدا ایک جگہ ہو تو دوسری جگہ نہیں ہوتا' پیدائش ۱۱ : ۵۔ ۱۸ : ۲۰ تا ۲۲'

۳۳۔ ۳۵ : ۴۔ ۳۶ : ۲۔ خروج ۳ : ۴۔ ۳ : ۲۱۔ ۱۹ : ۱۱۔ ۱۹ : ۱۷' ۱۸' ۲۰۔

۳۳ : ۲۲' ۲۳۔ ۳۴ : ۶۔ ۱۷ : ۵۔ خروج ۲ : ۵۔ ۲ : ۲۳۔ احبار ۲۶ : ۲۔

قضاۃ ۵ : ۴۔ سموئیل اول ۳ : ۹۔ سموئیل دوم ۵ : ۲۴۔ سلاطین اول ۱۹ : ۱۱۔

زبور ۱۴۴ : ۵۔ یسعیاہ ۲۶ : ۲۱۔ حزقی ایل ۴۳ : ۲۔ عاموس ۷ : ۷

خدا کی اولاد بیٹے بیٹیاں' پیدائش ۶ : ۱ تا ۵۔ خروج ۴ : ۲۲۔ استثناء ۱۴ :

۱۔ تواریخ اول ۲۲ : ۱۰۔ ایوب ۱ : ۶۔ یرمیاہ ۳۱ : ۱۰۔ حزقی ایل ۱۶ : ۴' ۷۔

زبور ۲ : ۷۔ مرقس ۵ : ۷۔ لوقا ۳ : ۳۸

خدا نے راحت انگیز خوشبو لی' پیدائش ۸ : ۲۱۔ خروج ۲۹ : ۲۵۔ استثناء

۱۴:۴ قضاۃ ۹ : ۱۳

خدا کو صدمہ ' پیدائش ۶ : ۷۔ قضاۃ ۲ : ۱۸۔ سموئیل اول ۱۵ : ۳۵۔
تواریخ اول ۲۱ : ۱۵ بمقابلہ سموئیل اول ۱۵ : ۲۹

بیوقوف کمزور ' کرنتھ اول ۱ : ۲۵

تھکاوٹ ' خروج ۳۱ : ۱۷

ترس کھاتے تنگ آگیا ' یرمیاہ ۱۵ : ۶

فسادی ' قضاۃ ۲۱ : ۱۵

حکم بدی ' سلاطین اول ۲۲ : ۲۳

دغا باز ' یرمیاہ ۴ : ۱۰

دعوت گناہ ' عاموس ۴ : ۴

عورتوں کو ننگا کرنا ' یسعیاہ ۳ : ۱۷۔ ناحوم ۳ : ۵۔ حزقی ایل ۱۶ : ۸ ' ۳۷

خدا کی زوجہ کو طلاق ' یسعیاہ ۵۰ : ۱

طلاق ' ہوسیع ۲ : ۲ تا ۱۰

بھول ' زبور ۷۷ : ۹

ٹھگا جانا ' ملاکی ۳ : ۹

امداد کی ضرورت ' قضاۃ ۵ : ۲۳۔ یسعیاہ ۱۳ : ۴۔ ۲۷ : ۱۰

ملہم شخص بھی خدا ' یوحنا ۱۰ : ۳۴ تا ۳۶

خدا کو نیند آگئی ' زبور ۳۵ : ۲۳۔ ۷۸ : ۶۵

ہوا اور بادلوں پر سیر کرنا ' زبور ۱۰۴ : ۳

خدا تو آسمان پر ہے ' زبور ۱۱۵ : ۳

معبودوں کا معبود ' دانی ایل ۲ : ۴۷

الٰہ زادہ ' دانی ایل ۳ : ۲۵

مقدس الٰہوں کی روح ' دانی ایل ۴ : ۸۔ ۵ : ۱۱ نیز کیتھولک بائبل

الٰہوں کا الٰہ ' دانی ایل ۱۱ : ۳۶

بوڑھا ضعیف خدا' دانی ایل ۷ : ۹

مکانیت

خروج ۲۵ : ۸۔ ۲۹ : ۴۵' ۴۶۔ گنتی ۵ : ۳۔ ۳۵ : ۳۴۔ استثنا ۲۶ : ۱۵۔ سموئیل دوم ۷ : ۵۔ ۶۔ سلاطین اول ۸ : ۳۰ تا ۳۹۔ زبور ۹ : ۱۱۔ ۱۱ : ۴۔ ۲۶ : ۸۔ ۴۸ : ۱۶۔ ۷۴ : ۲۔ ۹۹ : ۱۔ ۱۳۵ : ۲۱ بمقابلہ یسعیاہ ۶۶ : ۱' ۲۔ اعمال ۷ : ۴۸ تا ۵۰

حواری

پطرس' متی ۱۶ : ۱۹ بمقابلہ ۱۶ : ۲۲' ۲۳۔ ۲۶ : ۷۴۔ لوقا ۹ : ۳۳۔ گلتیوں ۲ : ۱۱

یہوداہ اسکریوتی' متی ۱۰ : ۱ بمقابلہ یوحنا ۱۲ : ۶۔ متی ۲۶ : ۴۸۔ مرقس ۱۴ : ۴۴۔ لوقا ۲۲ : ۴۷' ۴۸۔ مرقس ۱۴ : ۲۱۔ یوحنا ۶ : ۷۰

توما کی بے اعتقادی' یوحنا ۲۰ : ۲۴' ۲۹

مرقس ۱۴ : ۵۱ میں مسیح کو گرفتار چھوڑ کر ننگا ہی بھاگنے والا مرقس تھا' قاموس الکتاب صفحہ ۹۱۰ و کلام حق جنوری ۱۹۸۹ء صفحہ ۳ سطر ۷ تا ۹

بے اعتقاد جن میں رائی برابر بھی ایمان نہ تھا' متی ۱۷ : ۱۷' ۲۰ بمقابلہ متی ۱۰ : ۱

مسیح سے بے زاری' یوحنا ۶ : ۶۶

منافق' یوحنا ۶ : ۶۴

مرتد' یوحنا ۶ : ۶۶

بیوقوف کمینے' کرنتھ اول ۱ : ۲۷' ۲۸

رشتے دار' مرقس ۳ : ۲۱

بے وفائی' مرقس ۱۴ : ۵۰ تا ۵۱۔ متی ۲۶ : ۵۶

بھوت ہے' متی ۱۴ : ۲۶

یہوواہ الوہِ اسرائیل یعنی "خداوند اسرائیل کا خدا" قضاۃ ۵ : ۳۔ یسعیاہ ۱۷ : ۶۔ صفنیاہ ۲ : ۹۔ زبور ۵۹ : ۵ دیکھو عربی فارسی اور گورکھی بائبل

قدیم الایام' دانی ایل ۷ : ۹' ۱۳' ۲۲۔ دیکھو گورکھی اور دی انگلش بائبل RSV و

رب العالمین میکاہ ۴ : ۱۳۔ زکریاہ ۴ : ۱۴۔ ۶ : ۵ دیکھو فارسی عربی گورکھی' RSV' دی نیو انگلش بائبل

اتا ایل روئی' "اے خدا تو بصیر ہے" پیدائش ۱۶ : ۱۳۔ اردو میں ہاجرہ صرف پروٹسٹنٹ اردو بائبل میں ہی ہے گورکھی اور کیتھولک بائبل میں صرف ترجمہ' عربی اور فارسی میں صرف اصل لفظ

یہوواہ روفے' "صحت دینے والا" خروج ۱۵ : ۲۶

حی القیوم' دانی ایل ۴ : ۳۴۔ ۶ : ۷ گورکھی اور انگریزی تراجم

یہوواہ روعی' "خداوند میرا چوپان" زبور ۲۳ : ۱

یہوواہ مقدشکم' "خداوند تمہارا پاک کرنے والا" خروج ۳۱ : ۱۳

ایل عولام' "ابدی خدا" پیدائش ۲۱ : ۳۳

ایل الیون' "خدا تعالیٰ" پیدائش ۱۴ : ۱۸' ۲۲

الیون' "خدا" گنتی ۲۴ : ۱۶

اردو بائبل میں نام یہوواہ کا ترجمہ "خداوند" بکثرت لکھا گیا ہے۔

بائبل میں امکان تحریف

توریت کو صندوق میں بند کر دیا گیا' خروج ۲۵ : ۱۰ تا ۲۲

سات سال کے بعد توریت سنی اور دیکھی جاتی تھی' استثنا ۳۱ : ۹ تا ۱۱

موسیٰ اپنی قوم کی تحریف کی عادت سے واقف تھے' استثنا ۳۱ : ۲۷

قوم بار بار مرتد ہو گئی' قضاۃ ۲ : ۱۱ تا ۲۳

جذبہ جہاد سرد ہو گیا' عہد کا صندوق گم ہو گیا اور سات بار تک نہیں ملا'

سموئیل اول ۴: ۱۱۔ ۵: ۱۔ ۶: ۱

سلیمانؑ کے عہد میں صندوق کو کھولا گیا تو احکام عشرہ کی دو لوحوں کے سوا کچھ نہ ملا' سلاطین اول ۸: ۹

سلیمانؑ بھی آخری عمر میں مرتد ہو گئے' سلاطین اول ۱۱: ۱ تا ۱۱

پھر مکمل بنی اسرائیل مرتد ہو گئے' سلاطین اول ۱۲: ۲۸ تا ۳۲

قوم پر اسوریوں کا تسلط ہو گیا اور بنی اسرائیل جلا وطن ہو گئے' سلاطین دوم ۱۷: ۳ تا ۲۳

بنی اسرائیل بت پرست ہو گئے' سلاطین دوم ۱۷: ۹ تا ۱۳۔ سلاطین اول ۱۴: ۲۲' ۲۳۔ تواریخ دوم ۲۸: ۲۲ تا ۲۶

ہیکل کو مقفل کر دیا گیا' سلاطین دوم ۲۱: ۲ تا ۷

بیت المقدس میں بت رکھ دیئے گئے یہی حال یوسیاہ تک رہا' سلاطین دوم ۲۱: ۲ تا ۲۰

فرد واحد کی گواہی پر یوسیاہ کے دور میں توریت ملی' سلاطین دوم ۲۲: ۳ تا ۱۳

یوسیاہ کے بعد اس کا بیٹا یہو آخز مرتد ہو گیا' سلاطین دوم ۲۳: ۳۱ تا ۳۷

بعد میں یہو یقیم اور یہویاکین مرتدوں کی حکومتیں آئیں' سلاطین دوم ۲۴: ۱ تا ۱۷

بخت نصر نے حملہ کر کے بربادی کی اور صدقیاہ مرتد حکمران ہوا' سلاطین دوم ۲۴: ۱۸ تا ۲۰

بخت نصر کا دوسرا حملہ' بنی اسرائیل کا قتل عام' بربادی' اسیری' کتب آگ سے جل کر راکھ ہو گئیں اور عزرا کو الہام ہوا کہ وہ بائبل دوبارہ لکھے' اسدریس دوم ۱۴: ۱۹ تا ۴۸۔ ہماری کتب مقدسہ صفحہ ۵۷' سطر ۲۱

رہی سہی کسر شہنشاہ فرنگستان انطاکس نے پوری کر دی' توریت کو جلا کر ختم کر دی گئی' مکابیین اول باب ۱

چوتھی صدی عیسوی تک مسیحی سلطنت روما کے زیر تسلط رہے' اپنے پاس بائبل یا انجیل رکھنا جرم تھا' اگر کسی کے پاس تھا بھی تو قلمی نسخہ تھا۔ تعلیم کی کمی کی وجہ سے مسیحی حاشیہ پر لکھی تفسیروں اور متن میں امتیاز نہ کر سکے' لہذا عبارت کے خلط ملط ہونے کے امکانات زیادہ تھے' ہماری کتب مقدسہ صفحہ ۴۵' سطر آخری۔ (لہذا وہ پیپرس یعنی پہلی صدی عیسوی کے نسخے ناقابل قبول ہوئے۔ علیم)

اثبات تحریف

الفاظ کی تبدیلی

پیدائش ۱۱ : ۱۶ عبر کی عمر ۳۴ برس لیکن کیتھولک بائبل میں [illegible] برس درج ہے۔

سات برس یا تین برس' سموئیل دوم ۲۴ : ۱۳ کو دی نیو انگلش بائبل' RSV گورکھی بائبل اور کیتھولک بائبل میں دیکھو۔ نیز دیکھو تواریخ اول ۲۱ : ۱۲

آخزیاہ کی عمر ۴۲ برس یا ۲۲ برس؟ تواریخ دوم ۲۲ : ۲ بمقابلہ سلاطین دوم ۸ : ۲۶ نیز کیتھولک بائبل

شاہ یہوداہ یا شاہ اسرائیل؟ تواریخ دوم ۲۸ : ۱۹ کو کیتھولک بائبل اور پروٹسٹنٹ بائبل میں دیکھو

زبور ۴۰ : ۶ بمقابلہ عبرانیوں ۱۰ : ۵

زبور ۱۰۵ : ۲۸ بمقابلہ کیتھولک بائبل میں مزامیر ۱۰۴ : ۲۸

سموئیل دوم ۲۴ : ۹ بمقابلہ تواریخ اول ۲۱ : ۵

سموئیل دوم ۱۵ : ۷ کا مقابلہ کیتھولک و گورکھی و دی نیو انگلش بائبل و RSV سے کریں' ۴ یا ۴۰؟

آٹھ سو یا آٹھ ہزار؟ سموئیل دوم ۲۴:۸ بمقابلہ کیتھولک بائبل
آٹھ یا اٹھارہ؟ تواریخ دوم ۳۶:۹ بمقابلہ کیتھولک بائبل
یسعیاہ ۶۴:۴ بمقابلہ کرنتھ اول ۲:۹
متی ۱۱:۱۰ بمقابلہ ملاکی ۳:۱
متی ۲:۶ بمقابلہ میکاہ ۵:۲
اعمال ۲:۲۵ تا ۲۸ بمقابلہ زبور ۱۶:۸ تا ۱۱
کرنتھ اول ۱۶:۲۲ عربی اور فارسی بائبل میں "ہمارا خداوند" کی جگہ "یسوع مسیح" درج ہے
اعمال ۹:۳۹ پشتو انجیل میں ہرنی کی جگہ تبیتا درج ہے

الفاظ کی زیادتی

(اپا کریفا کی چھ کتابیں اور آستر ۱۰:۳ سے آگے اور دانی ایل ۳:۲۳ تا ۹۰ اور باب ۱۳
پیدائش ۳۶:۳۰ تا ۳۹ کا کلام ساؤل کی حکومت کے بعد کی تحریر ہے
شہر کا نام حرمہ، گنتی ۲۱:۳ بمقابلہ قضاۃ ۱:۱۷
من کا موقوف ہونا موسیٰ کے بعد کا ہے، خروج ۱۶:۳۵ بمقابلہ یشوع ۵:۱۲
لفظ حبرون موسیٰ سے بعد کا ہے، پیدائش ۱۳:۱۸۔ ۳۵:۲۷۔ ۳۷:۱۴ بمقابلہ یشوع ۱۴:۱۴
موسیٰ کے وقت لفظ لیس تھا بعد میں دان ہوا، پیدائش ۱۴:۱۴ بمقابلہ قضاۃ ۱۸:۲۹
پانچ ہزار ستر یا صرف ستر؟ سموئیل اول ۶:۱۹ بمقابلہ RSV، دی نیو انگلش بائبل و رومن کیتھولک بائبل
لفظ "یرمیاہ" الحاقی ہے، متی ۲۷:۳۵ بمقابلہ کیتھولک بائبل اور متی

۲۷:۴ بمقابلہ زکریاہ ۴:۳

یوحنا اوّل ۵:۷ بمقابلہ کیتھولک بائبل

اعمال ۸ : ۳۷ الحاقی ہے کیونکہ RSV ' دی نیو انگلش بائبل اور گورکھی بائبل میں نہیں۔

متی ۶ : ۱۳ اضافی ہے کیتھولک بائبل ' RSV ' دی نیو انگلش بائبل میں نہیں۔

جیسا الیاہ نے کیا' لوقا ۹ : ۵۴ بمقابلہ کیتھولک بائبل

اعمال ۲۴ : ۶-۷ الحاقی ہے' RSV ' دی نیو انگلش بائبل اور گورکھی بائبل میں نہیں

اعمال ۹ : ۳۶ پشتو انجیل ذیرے میں الفاظ "عیسیٰ - یونانی - ڈورکاس" اضافی ہیں

اعمال ۴ : ۸ پشتو انجیل میں لفظ "یونانی و عیسیٰ مسیح" کا اضافہ کیا ہے

پیدائش ۲۱ : ۴ پروٹسٹنٹ اردو بائبل میں نام "ہاجرہ" اضافی ہے کسی اور ترجمہ میں نہیں

الفاظ حذف کرنا

پیدائش ۴ : ۸ "آؤ کھیت کو چلیں" یہ فقرہ دی نیو انگلش بائبل و RSV ' کیتھولک بائبل میں ابھی تک موجود ہے لیکن پروٹسٹنٹ اردو اور گورکھی بائبل سے حذف کر دیا گیا ہے۔

پیدائش ۵۰ : ۲۵ ' دی نیو انگلش بائبل میں لفظ "اپنے ساتھ" درج ہے لیکن RSV ' گورکھی اور اردو بائبل سے حذف کر دیا گیا ہے

خروج ۶ : ۲۰ ' کیتھولک بائبل میں نام "مریم" درج ہے لیکن باقی تمام تراجم سے حذف ہے

گنتی ۱۰ : ۶ ' تیسری اور چوتھی بار نرسنگا پھونکنے کا ذکر کیتھولک بائبل

میں ہے لیکن باقی تمام تراجم سے غائب ہے

قضاۃ ۱۶ تا ۱۳ ۔ ۱۴ 'R S V' دی نیو انگلش بائبل اور کیتھولک بائبل میں سمسون کو کھونٹی سے باندھنے کا بیان درج ہے لیکن عربی گور مکھی اور اردو بائبل سے حذف ہے

رومیوں ۳ : ۱۳ تا ۱۸ کو زبور ۱۴ : ۳ سے حذف کر دیا گیا ہے دیکھو رومن کیتھولک بائبل میں مزمور ۱۳ : ۳ کا حاشیہ

پرانے عہد نامہ سے متی ۲ : ۲۳ والی بشارت "وہ ناصری کہلائے گا" حذف کر دی گئی ہے

متی ۱ : ۱۱ میں نام "یہو یقیم" کو حذف کر دیا گیا ہے

متی ۱ : ۸ میں یورام اور عزیاہ (عزریاہ) کے درمیان تین نام (۱) اخزیاہ (۲) یوآس (۳) امصیاہ کو حذف کر دیا گیا ہے۔ دیکھو تواریخ اول ۳ : ۱۱ ۔ ۱۲

عربی بائبل مرقس ۱ : ۲ میں نام "یسعیاہ" حذف کر دیا گیا ہے

اخیطوب اور صدوق کے درمیان مرایوت ہے' دیکھو تواریخ اول ۹ : ۱۱ ۔ نحمیاہ ۱۱ : ۱۱ لیکن عزرا ۷ : ۲ سے مرایوت کو حذف کر دیا گیا ہے

مرایوت اور عزریاہ کے درمیان چھ نام ہیں (۱) امریاہ (۲) اخیطوب (۳) صدوق (۴) اخیمعض (۵) عزریاہ (۶) یوحنان۔ ان چھ ناموں کو عزرا ۷ : ۳ میں حذف کر دیا گیا ہے' دیکھو تواریخ اول ۶ : ۵۲ ۔ ۶ : ۷ تا ۱۰

خلقیاہ اور سرایاہ کے درمیان نام عزریاہ ہے' دیکھو تواریخ اول ۶ : ۱۳' ۱۴۔ عزرا ۷ : ۲۔ تواریخ اول ۹ : ۱۱ لیکن نحمیاہ ۱۱ : ۱۱ سے عزریاہ کا نام حذف کر دیا گیا ہے۔

انبیاء بائبل

نوح کی شراب نوشی' پیدائش ۹ : ۱۸ تا ۲۴

لوط اور بیٹیاں' پیدائش ۱۹ : ۳۰ تا ۳۸۔ بدکاروں کو اپنی بیٹیاں پیش کیں

۸:۱۹ لیکن پطرس دوم ۲:۷ تا ۹ سے ان واقعات کی تردید ہوتی ہے

اسحٰق کا جھوٹ، پیدائش ۲۶:۲ تا ۸

یعقوب کی خود غرضی، پیدائش ۲۵:۲۹ تا ۳۴۔ ۲۷:۱ تا ۴۰

راخل سے عشق بازی، پیدائش ۲۹:۱۵ تا ۳۰

راخل کی بت پرستی، پیدائش ۳۱:۱۹، ۲۹ تا ۳۵۔ ۳۵:۲ تا ۴

یعقوب کی بیٹی دینہ، پیدائش ۳۴:۱ تا ۲۸

روبن کا زنا، پیدائش ۳۵:۲۲۔ ۴۹:۴

یہوداہ کا بہو تمر سے زنا، پیدائش ۳۸:۱ تا ۳۰

ہارون کی گوسالہ پرستی، خروج ۳۲:۱ تا ۶

سمسون کی زنا کاریاں، قضاۃ ۱۶:۱، ۴

داؤدؑ اور اوریاہ کی بیوی، سموئیل دوم ۱۱:۲ تا ۱۷

امنون اور اس کی بہن تمر، سموئیل دوم ۱۳:۱ تا ۱۹

ابی سلوم کا اپنی ماؤں سے سرعام زنا، سموئیل دوم ۱۶:۲۲ بمقابلہ ۱۲:۱۱ تا ۱۲

سلیمانؑ کا مرتد ہو جانا، سلاطین اول ۱۱:۱ تا ۱۱

دھوکا باز بڈھا نبی، سلاطین اول ۱۳:۱۱ تا ۳۰

ساؤل کی نبوت کے تماشے، سموئیل اول ۱۹:۲۴۔ ۱۰:۱۳ تا ۲۴

یہوداہ اسکریوتی کی نبوت، متی ۱۰:۴۔ یوحنا ۱۲:۶

مسیح سے پہلے تمام نبی چور اور ڈاکو، یوحنا ۱۰:۸

کائفا کی نبوت، یوحنا ۱۱:۵۱ بمقابلہ متی ۲۶:۶۵

بائبل کے جملہ انبیاء، یرمیاہ ۶:۱۳۔ ۲۳:۱۵، ۹، ۱۱، ۱۴، ۱۳، ۱۴، ۱۵۔ یسعیاہ ۲۸:۷

پولس

عیسائیت سے دشمنی کا اقرار، اعمال ۲۲:۲ تا ۵

ہمعصروں کا خیال کہ پولس شریعت موسوی کا دشمن ہے' اعمال ۲۱: ۲۱'
۲۲

اپنی توصیف سے متعلق بار بار جھوٹ بولنا اور پھر شاطرانہ چال کے ساتھ
عوام میں جھگڑا برپا کروا کر خود فرار ہو جانا' اعمال ۲۲: ۱ تا ۳۰۔ ۲۳: ۱ تا ۱۰
بھائیوں کی خاطر مسیح کو چھوڑ سکتا' رومیوں ۹: ۳
پولس مسیح کے برابر' گلتیوں ۴: ۱۴
پولس کسی سے کم نہیں' کرنتھ دوم ۱۲: ۱۱
پولس میں مسیح کی عقل' کرنتھ اول ۲: ۱۶
پولس نے لوگوں کو مسیح کی تعلیم سے دور کر دیا' عبرانیوں ۶: ۱ تا ۴
بیوقوف' کرنتھ دوم ۱۱: ۱۔ ۱۲: ۱۱۔ ۱۱: ۱' ۱۶' ۱۷' ۲۱۔ ۱۲: ۹۔ ۱۱۔ کرنتھ اول ۱: ۲۱' ۲۷۔ ۳: ۱۹۔ ۴: ۱۰۔ ۱: ۲۵' ۲۷' ۲۸
کمبخت آدمی' رومیوں ۷: ۲۴

مردے زندہ کرنے سے مراد روحانی شفا ہے

متی ۸: ۲۲ میں مردوں سے مراد روحانی مردے یعنی گنہگار لوگ ہیں
اگر مردے زندہ کرنے کی طاقت ہوتی شاگرد کے باپ کو دفن نہ ہونے دیتے بلکہ باپ زندہ کر کے غم کو مسرت میں بدل دیتے۔ ان حوالوں پر غور کریں' پطرس اول ۳: ۱۸۔ مکاشفہ ۳: ۱۔ یعقوب ۵: ۲۰
گناہ کو موت سے تشبیہ' یعقوب ۱: ۱۵
"اس نے تمہیں بھی زندہ کیا جو اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مردہ تھے" افسیوں ۲: ۱
گناہ ہی موت ہے' رومیوں ۶: ۲
"اے مومنو اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے" القرآن ۸: ۲۴۔ ۶: ۱۲۳

حقیقی مردے زندہ ہو ہی نہیں سکتے' ایوب ۷ : ۹۔ ۱۴ : ۱۰ تا ۱۲' ۱۴

یسوع نے بھی مردے زندہ نہیں کیے' کلسیوں ۱ : ۱۸۔ مکاشفہ ۱ : ۵۔ کرنتھ اول ۱۵ : ۲۰ تا ۲۲۔ اعمال ۲۶ : ۲۳

یسوع کے علاوہ جنہوں نے مردے زندہ کیے : پطرس نے تبیتا یعنی ہرنی کو زندہ کیا' اعمال ۹ : ۴۰۔ الیشع نے اپنی موت کے بعد مردہ زندہ کیا' سلاطین دوم ۱۳ : ۲۱۔ ایلیاہ نے ایک بیوہ کا لڑکا زندہ کیا' سلاطین اول ۱۷ : ۲۲ تا ۲۳۔ ایک بچہ الیشع کی دعا سے پیدا ہوا' سلاطین دوم ۴ : ۱۶' ۱۷۔ جب وہ لڑکا مر گیا تو الیشع کی دعا سے زندہ ہو گیا' سلاطین دوم ۴ : ۳۵ اور ۵ : ۱۴ میں شفا دی۔ حزقی ایل نے مدتوں کے مرے ہوئے ہزاروں آدمیوں کو زندہ کیا' حزقی ایل ۳۷ : ۱ تا ۱۴

یحییٰ بمقابلہ یسوع

یسوع نے یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ لیا' متی ۳ : ۱۶۔ مرقس ۱ : ۹۔ لوقا ۳ : ۲۱

بپتسمہ کی برکت سے درجات بلند ہوئے' متی ۳ : ۱۶۔ مرقس ۱ : ۱۰

یوحنا نے پانی سے بپتسمہ دیا' متی ۳ : ۱۱۔ مسیح نے بھی یوحنا کی سنت اپنائی۔ مسیحی آج تک پانی سے بپتسمہ دیتے لیتے ہیں۔

عورت کی اولاد میں یوحنا سب سے بڑا ہے' لوقا ۷ : ۲۸

جو عیوب یوحنا میں نہیں' وہ ابن آدم میں موجود ہیں' لوقا ۷ : ۳۳' ۳۴

یوحنا کا مقام نبوت سے بلند تر ہے' لوقا ۷ : ۲۶ جبکہ یسوع ایک نبی ہے' متی ۲۱ : ۱۱' ۴۶۔ ۱۳ : ۵۷۔ لوقا ۷ : ۱۶۔ ۲۴ : ۱۹۔ ۴ : ۲۴۔ ۱۳ : ۳۳۔ مرقس ۶ : ۴۔ یوحنا ۴ : ۱۹۔ ۶ : ۱۴۔ ۷ : ۴۰۔ ۴ : ۴۴

ہیرودیس یوحنا کا معتقد تھا جبکہ یسوع کا دشمن' مرقس ۶ : ۲۰ بمقابلہ متی ۲ : ۱۳

یسوع خود وعظ کرتا تھا کہ یوحنا کی بیعت کرو، لوقا ۷ : ۲۹

حکومتوں کے تابع رہو

پطرس اول ۲ : ۱۳۔ رومیوں ۱۳ : ۱، ۲۔ ططس ۳ : ۱۔ اعمال ۲۳ : ۵۔ خروج ۲۲ : ۲۸۔ دانی ایل ۴ : ۳۲۔ متی ۲۲ : ۱۵ تا ۲۱۔ مرقس ۱۲ : ۱۳۔ لوقا ۲۰ : ۲۰۔ پطرس دوم ۲ : ۱۰

کیتھولک اور پروٹسٹنٹ بائبلوں کے اختلافات

اپاکرفا کی چھ کتابیں (۱) طوبیاہ، (۲) یہودیت، (۳) حکمت، (۴) یشوع بن سیراخ، (۵) باروک، (۶) مکابین اول و دوم

آستر کے کل باب دس یا سولہ؟

آستر باب ۱۰ کی آیات ۳ یا ۱۳؟

دانی ایل کے کل باب ۱۲ یا ۱۴؟

دانی ایل باب ۳ کی آیات ۳۰ یا ۱۰۰؟

پیدائش ۵ : ۶، آدم کی عمر ۹۰۰ یا ۹۳۰ برس؟ تواریخ دوم ۲۲ : ۲،

آخزیاہ کی عمر ۲۲ یا ۴۲؟ بمقابلہ سلاطین دوم ۸ : ۲۶

سموئیل دوم ۲۴ : ۱۳، قحط ۷ یا ۳ برس؟ بمقابلہ تواریخ دوم ۲۱ : ۱۲

سموئیل اول ۱۳ : ۱، ساؤل کی عمر ۳۰ برس یا نامعلوم؟

پیدائش ۱۱ : ۱۶، عبر کی عمر ۳۴ یا ۳۴؟

عاموس ۵ : ۶، کیتھولک بائبل میں لفظ "بیت ایل" نہیں

سموئیل اول ۶ : ۱۹، آدمی ستر یا پچاس ہزار ستر؟

سموئیل اول ۶ : ۱۹ پروٹسٹنٹ بائبل میں بنی یکنیاہ کا ذکر نہیں

سموئیل دوم ۲۳ : ۸، آٹھ سو یا آٹھ ہزار بمقابلہ تواریخ اول ۱۱ : ۱۱

لوقا ۱۰ : ۱، شاگرد ۷۰ یا ۷۲؟

متی ۲۰ : ۱۶ کیتھولک بائبل میں ایک فقرہ زیادہ

متی ۶ : ۱۳ پروٹسٹنٹ بائبل میں ایک فقرہ زیادہ

لوقا ۱۷ : ۳۶ پروٹسٹنٹ بائبل میں ایک فقرہ زیادہ

مرقس ۹ : ۴۵ کیتھولک بائبل میں ایک فقرہ زیادہ

لوقا ۱۶ : ۱۶ توریت اور انبیاء یا توریت اور صحائف انبیاء

امثال ۵ : ۳ کیتھولک بائبل میں ایک فقرہ زیادہ

میرب یا میکل؟ سموئیل دوم ۲۱ : ۸ بمقابلہ ۶ : ۲۳۔ سموئیل اول ۱۸ : ۱۷ تا ۱۹۔ ۲۵ : ۴۴

گنتی ۳ : ۲۸ میں ۸۳۰۰ یا ۸۶۰۰؟ پادری ایف ایس خیراللہ نے کیتھولک ترجمہ کو درست قرار دیا ہے، دیکھو قاموس الکتاب صفحہ ۸۲۰ کالم ۱

خداوند سے مراد آقا

ذیل کے حوالوں کو پروٹسٹنٹ و کیتھولک ہر دو بائبلوں میں ملاحظہ کریں

پیدائش ۱۸ : ۳۔ ۱۹ : ۲۔ ۲۳ : ۶، ۱۱، ۱۳۔ ۳۲ : ۴، ۵، ۱۸۔ ۳۳ : ۸، ۱۳، ۱۴، ۱۵۔ ۴۲ : ۱۰۔ ۴۴ : ۷، ۹، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۳۳۔ ۴۵ : ۸۔ ۴۷ : ۱۸، ۲۵۔ دانی ایل ۱۲ : ۱۶، ۱۷، ۱۹۔ اعمال ۹ : ۵۔ ۱۰ : ۴۔ پطرس اول ۳ : ۶، ۱۵۔ لوقا ۱۹ : ۲۵۔ متی ۲۵ : ۲۰، ۲۲، ۲۴۔ ۲۷ : ۶۳۔ ۱۳ : ۲۷۔ ۱۸ : ۲۶

لونڈی، غلام اور خادم بطور عاجزی

لونڈی، روت ۲ : ۱۳۔ ۳ : ۹۔ سموئیل اول ۲۵ : ۲۴، ۲۵، ۲۷، ۲۸، ۳۱، ۴۱۔ زبور ۸۶ : ۱۶۔ ۱۱۶ : ۱۶

غلام، پیدائش ۳۲ : ۱۰، ۱۱، ۱۳۔ ۴۴ : ۱۶

خادم، پیدائش ۱۸ : ۳، ۵۔ ۱۹ : ۲۔ ۳۳ : ۲۸۔ ۴۴ : ۷، ۹، ۲۱، ۲۴، ۳۰، ۳۳۔ ۴۶ : ۳۴۔ ۴۷ : ۳، ۴۔ ۵۰ : ۱۸۔ سموئیل اول ۱۷ : ۳۲، ۳۴، ۳۶۔

سلاطین اول ۱۷: ۱-۵۱

رومیوں ۱۵: ۸

سموئیل اول ۱۴: ۲، ۱۷۔ قضاۃ ۱۹: ۱۹

آدمی کو سجدہ سے مراد تعظیم

عباوتی سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے' مکاشفہ ۲۲: ۸ تا ۹۔ متی ۴: ۱۰'

۱۱۔ باروک ۶: ۵

تعظیمی سجدہ' دانی ایل ۲: ۴۶۔ پیدائش ۲۷: ۷ تا ۱۰۔ متی ۲: ۸' ۹۔

سلاطین دوم ۲: ۱۵۔ سلاطین اول ۱: ۲۳' ۳۱' ۵۳۔ متی ۸: ۲۶۔ یشوع ۵:

۱۴۔ سموئیل اول ۲۴: ۸۔ تواریخ اول ۲۹: ۲۰۔ سموئیل دوم ۱۴: ۴۔ زبور ۴۵:

۱۱۔ دانی ایل ۲: ۴۶۔ متی ۲: ۲' ۸' ۱۱۔ اعمال ۱۰: ۲۵

عذاب قبر

جو مسئلہ قرآن مجید میں ہو اور بائبل میں نہ ہو وہ مسئلہ ناقابل قبول نہیں' دیکھئے عنوان "عہد جدید کے واقعات جو عہد قدیم میں نہیں" اور "ایسے واقعات جو صرف ایک ہی انجیل میں ہیں' کسی دوسری میں نہیں"

اعمال کے مطابق عدالت ہوگی' حزقی ایل ۳۳: ۲۰

جسمانی موت کے بعد روحانی زندگی ملتی ہے' پطرس اول ۳: ۱۸

بعد از دفن مقام اعراف جہاں ایمان جانچا جاتا ہے' ماہنامہ قاصد جدید' جون ۱۹۹۳ء صفحہ نمبر ۴

آدمؑ سے قیامت تک کے مردوں پر قیام قبر کی مدت برابر ہوگی' پطرس دوم ۳: ۸۔ زبور ۹۰: ۴

وقت خدا کی مرضی سے رک جاتا ہے جیسا کہ یشوع کے وقت چاند اور سورج کو ٹھہرا دیا گیا' یشوع ۱۰: ۱۲ تا ۱۴

اتنا لمبا دن ہوا کہ پانچ بادشاہوں کو شکست دی گئی' بائبل کی تفسیر جلد نمبر

۲ صفحہ ۶۳ از پادری کے پی جیروم

امیر آدمی اور لعزر کا قصہ جو موسیٰ کے وقت پیش آیا تھا' لوقا ۱۶ : ۱۹ تا ۳۱۔ مزید دیکھئے تفسیر انجیل لوقا از ولیم میچن

امیر کا مطالبہ کہ مردوں میں سے کوئی جا کر زندوں کو توبہ کے لیے کہے' لوقا ۱۶ : ۲۷ تا ۳۱

قبر میں راخل کا اپنی مقتول اولاد کے لیے رونا اور خدا کا تسلی دینا' یرمیاہ ۳۱ : ۱۵۔ متی ۲ : ۱۸

پطرس اول ۴ : ۶ کے مطابق مردوں کو قبر میں ہی دوزخ یا بہشت کی خوشخبری دے دی جاتی ہے تا کہ وہ قبر میں پہلے جسمانی اور پھر دوزخ میں روحانی و جسمانی سزا پائیں

ابھی تک نہ کوئی جنت میں ہے اور نہ دوزخ میں بلکہ تمام مردے اپنی اپنی قبروں میں ہیں' قاصد جدید جون ۱۹۹۳ء صفحہ ۳ کالم ۱

خدا ہی منجی ہے

پیدائش ۴۹ : ۱۸۔ خروج ۱۴ : ۱۳۔ ۱۵ : ۲۔ ۱۸ : ۹، ۱۰۔ استثنا ۹ : ۲۶۔ ۳۲ : ۱۵۔ سموئیل اول ۲ : ۱۔ سموئیل دوم ۲۲ : ۳، ۳۶، ۴۷، ۵۱۔ ۲۳ : ۵۔ تواریخ اول ۱۶ : ۲۳، ۳۵۔ تواریخ دوم ۲۰ : ۱۷۔ زبور ۳ : ۸۔ ۹ : ۱۴۔ ۱۳ : ۵۔ ۱۸ : ۲، ۳۵، ۵۰۔ ۲۰ : ۵۔ ۲۱ : ۱، ۵۔ ۲۷ : ۱۔ ۲۸ : ۸۔ ۳۵ : ۳، ۹۔ ۳۷ : ۳۹۔ ۳۸ : ۲۲۔ ۴۰ : ۱۰، ۱۶۔ ۷۰ : ۴۔ ۴۴ : ۴۔ ۵۰ : ۲۳۔ ۵۱ : ۱۲۔ ۵۷ : ۳۔ ۶۲ : ۱، ۲، ۷۔ ۶۷ : ۲، ۱۹۔ ۷۱ : ۱۵۔ ۷۴ : ۱۲۔ ۷۸ : ۲۲۔ ۸۵ : ۷، ۹۔ ۸۹ : ۲۶۔ ۹۱ : ۱۶۔ ۹۵ : ۱۔ ۹۶ : ۲، ۳۔ ۱۰۶ : ۴۔ ۱۱۶ : ۱۳۔ ۱۱۸ : ۱۴، ۱۵، ۲۱۔ ۱۱۹ : ۴۱، ۸۱، ۱۲۳، ۱۷۴۔ ۱۳۰ : ۱۰۔ ۱۴۹ : ۴۔ یسعیاہ ۱۲ : ۲، ۳۔ ۲۵ : ۹۔ ۳۳ : ۲۔ ۴۳ : ۱۱، ۱۲۔ ۴۵ : ۱۵، ۱۷، ۲۱، ۲۲۔ ۴۶ : ۱۳۔ ۵۰ : ۲۔ ۵۱ : ۵، ۶۔ ۵۲ : ۷، ۱۰۔ ۵۶ : ۱۔ ۵۹ : ۱۶، ۱۷۔ ۶۰ : ۱۸۔ ۶۱ : ۱۰۔ ۶۲ : ۱۔ ۶۳ : ۱، ۵۔ یرمیاہ ۳ : ۲۳۔ ہوسیع ۱۳ :

۱۳۔ یوایل ۲ : ۳۲۔ یوناہ ۲ : ۹۔ حبقوق ۳ : ۱۳۔ زکریاہ ۹ : ۹۔ زبور ۲۰ : ۶۔ ۴۲ : ۵۔ ۵۱ : ۱۴۔ حبقوق ۳ : ۱۸۔ زبور ۱۸ : ۴۶۔ ۲۴ : ۵۔ ۲۵ : ۵۔ ۲۷ : ۹۔ ۶۵ : ۵۔ ۷۹ : ۹۔ ۸۵ : ۴۔ ۸۸ : ۱۔ ۷۹ : ۱۹۔ یسعیاہ ۱۷ : ۱۰۔ ۲۹ : ۲۲۔ ۴۳ : ۳، ۱۱۔ ۴۹ : ۲۶۔ ۵۴ : ۸۔ ہوسیع ۱۳ : ۴۔ میکاہ ۷ : ۷۔ زبور ۱۰۶ : ۲۱۔ لوقا ۱ : ۴۷

کوئی بھی دولت مند نجات نہیں پائے گا یعنی دولت مند کے لیے مسیح کا کفارہ بیکار ہے، متی ۱۹ : ۲۵۔ مرقس ۱۰ : ۲۶۔ لوقا ۱۸ : ۲۶ بمقابلہ لوقا ۱۶ : ۱۹ تا ۳۱

نجات کا دار ومدار اعمال پر، یسعیاہ ۱ : ۲۷۔ متی ۲۴ : ۱۳۔ ۱۰ : ۲۲۔ مرقس ۱۳ : ۱۳۔ پطرس اول ۴ : ۱۸

انبیاء کے وسیلہ سے نجات، یسعیاہ ۴۹ : ۱۔ زبور ۳۷ : ۳۸۔ ایوب ۴۲ : ۸، ۹۔ پیدائش ۲۰ : ۷۔ سموئیل اول ۷ : ۹، ۱۰۔ یعقوب ۵ : ۱۴

مقدسوں سے مراد راستباز

گنتی ۱۶ : ۵، ۷۔ ۱۸ : ۳، ۷۔ استثنا ۷ : ۶۔ ۱۴ : ۲، ۲۱۔ ۲۶ : ۱۹۔ ۳۳ : ۳۔ یشوع ۳ : ۵۔ سموئیل اول ۷ : ۱۔ عزرا ۸ : ۲۸۔ زبور ۴ : ۳۔ ۱۰۹ : ۱۶۔ ۱۳۲ : ۹۔ ۱۴۵ : ۱۰۔ یسعیاہ ۶۳ : ۱۸۔ ۶۲ : ۱۲۔ ۴۳ : ۱۸۔ یرمیاہ ۲ : ۳۔ دانی ایل ۷ : ۱۸، ۲۲، ۲۷۔ ۸ : ۲۴۔ ۱۲ : ۷۔ مرقس ۶ : ۲۰۔ یوحنا ۱۷ : ۱۷۔ رومیوں ۱ : ۷۔ ۱۵ : ۱۶۔ کرنتھ اول ۱ : ۲۔ ۶ : ۲۔ کرنتھ دوم ۱۳ : ۱۳۔ افسیوں ۳ : ۵۔ ۴ : ۱۲۔ فلپیوں ۴ : ۲۱، ۲۲۔ کلسیوں ۱ : ۲، ۴، ۲۲۔ تیمتھیس دوم ۲ : ۲۱۔ پطرس اول ۲ : ۵، ۹۔ ۳ : ۵۔ مکاشفہ ۱۹ : ۸۔ زبور ۳۰ : ۴۔ ۳۱ : ۲۳۔ ۳۴ : ۹۔ سموئیل اول ۲ : ۹۔ زبور ۵۲ : ۹۔ ۷۹ : ۲۔ ۸۵ : ۸۔ ۸۹ : ۵، ۱۹۔ ۹۷ : ۱۰۔ ۱۱۶ : ۱۵۔ ۱۴۸ : ۱۴۔ ۱۴۹ : ۱، ۹۔ امثال ۲ : ۸۔ دانی ایل ۷ : ۲۱، ۲۲، ۲۵۔ اعمال ۹ : ۱۳، ۳۲، ۴۱۔ ۲۰ : ۳۲۔ ۲۶ : ۱۰، ۱۸۔ رومیوں ۸ : ۲۷۔ ۱۲ : ۱۳۔ ۱۵ : ۲۵، ۲۶،

۳۱۔ ۲۱: ۲۴۔ کرنتھ اول ۶: ۱۔ ۱۴: ۳۳۔ ۱۴: ۱۔ ۱۶: ۱۵۔ کرنتھ دوم ۱: ۱۔ ۸: ۴۔ ۹: ۱' ۱۲۔ افسیوں ۱: ۱۔ ۲: ۱۹۔ ۳: ۸' ۱۸۔ ۵: ۳۔ ۶: ۱۸۔ فلپیوں ۱: ۱۔ کلسیوں ۱: ۲' ۲۶۔ تھسلنیکیوں اول ۵: ۱۰۔ ططس ۲: ۳۔ فلیمون ۱: ۴' ۷۔ عبرانیوں ۶: ۱۰۔ ۱۳: ۲۴۔ یہوداہ ۱: ۳' ۱۴۔ مکاشفہ ۵: ۸۔ ۸: ۳' ۴۔ ۱۱: ۱۸۔ ۱۳: ۷' ۱۰۔ ۱۴: ۱۲۔ ۱۶: ۶۔ ۱۷: ۶۔ ۱۸: ۲۴۔ ۲۰: ۹۔ ۲۲: ۲۱

دین اسلام پر مسیحی اعتراضات کے جوابات

اعتراض نمبر۱: القرآن ۸۶: ۵ تا ۷ میں ہے کہ منی ماں کی چھاتی (سینے) اور باپ کی پیٹھ میں ہوتی ہے' حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ منی خصیوں میں پیدا ہوتی ہے۔

جواب: "بنایا آدمی کو اچھلتے والے پانی سے جو صلب اور ترائب (یعنی سینے کی ہڈیوں) کے درمیان سے نکلتا (یا گزرتا) ہے" ترائب جمع ہے ترائبہ کی' مرد ہو یا عورت اس کے سینہ کی ہڈی کو کہا جاتا ہے۔ اور صلب پیٹھ کی ہڈی کو کہا جاتا ہے۔ منی شریانی خون سے بنتی ہے اور شریانی خون دل سے نکلتا ہے اور دل صلب و ترائب یعنی سینہ اور پیٹھ کی ہڈیوں کے درمیان ہوتا ہے' مذکورہ ہڈیوں کے درمیان دل کا لہو شریانوں کے ذریعے خصیوں تک جاتا ہے جہاں خون منی کی شکل اختیار کر لیتا ہے' قرآن چونکہ ہر مرد و زن کے سامنے پڑھا جاتا ہے اس لئے بظاہر خصیوں کا نام لینے کی بجائے اشارتاً سمجھایا کہ ترائب (سینہ کی ہڈیوں) کے درمیان سے صلب (پیٹھ کی ہڈی) کی طرف نگاہ کرو تو درمیان میں منی کا مقام نظر آئے گا۔ یہ نہایت عمدہ طریقہ بیان ہے' جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا "جو شخص مجھے ضمانت دے اس شے کی جو دونوں جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور اس چیز کی جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہیں مردانہ و زنانہ) میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

بھائی' یوحنا ۷ : ۵

مریم' یوحنا ۲ : ۴۔ متی ۴۶ تا ۵۰

پوری امت' متی ۱۵ : ۸۔ رومیوں ۳ : ۷

پولس' اعمال ۲۲ : ۷ تا ۲۳ : ۲۱' ۲۲۔

فریب' اعمال ۲۲ : ۱ تا ۳۰۔ ۲۳ : ۱ تا ۱۰۔ رومیوں ۹ : ۳۔ گلتیوں ۳ : ۳۔ کرنتھ دوم ۱۲ تا ۱۱۔ کرنتھ اول ۲ : ۱۹۔ ۱ : ۲۷۔ ۴ : ۱۰۔ ۱ : ۲۱۔ ۳ : ۱۹۔ کرنتھ دوم ۱۱ : ۱۔ ۱۲ : ۱۱۔ ۱۱ : ۱۶' ۱۷' ۲۱۔ ۲۱ : ۲۳

یسوع

گناہ آلودہ جسم میں پیدا ہونا' رومیوں ۸ : ۳

نیک ہونے سے انکار' متی ۱۹ : ۲۰۔ مرقس ۸ : ۳۰۔ لوقا ۱۹ : ۱۸

بد روح والا' یوحنا ۷ : ۲۰۔ ۱۰ : ۲۰

دیوانہ' مرقس ۳ : ۲۱ تا ۲۲

کھاؤ اور شرابی' لوقا ۱۵ : ۱ بمقابلہ امثال ۲۳ : ۲۱۔ متی ۱۱ : ۱۹

کفر کا فتویٰ' متی ۲۶ : ۶۵۔ ۹ : ۵ بمقابلہ یوحنا ۱۱ : ۵۱

ہمارے لیے لعنتی بن گیا' گلتیوں ۳ : ۱۳

انجیر کا واقعہ' متی ۲۱ : ۱۸ تا ۲۰

خدا نے چھوڑ دیا' متی ۲۷ : ۴۶ بمقابلہ یوحنا ۸ : ۲۹۔ ۱۶ : ۳۲

موت کے ڈر سے زور زور سے رونا اور دعائیں کرنا' عبرانیوں ۵ : ۷

عصمت انبیاء

متی ۱ : ۱۹۔ مرقس ۶ : ۲۰۔ لوقا ۱ : ۷۰۔ ۳ : ۲۸۔ ۱ : ۱۵۔ عبرانیوں ۱۱ : ۴۔ پطرس دوم ۱ : ۲۱۔ سموئیل اول ۲ : ۳' ۵۔ دانی ایل ۶ : ۴۔ ۶ : ۲۲۔ ایوب ۳۳ : ۹

نبی پاک ہوتے ہیں' اعمال ۳ : ۲۱۔ پطرس دوم ۳ : ۲۔ افسیوں ۳ : ۵۔

زبور ۱۹: ۲، ۶، ۳۔ یوحنا ۸: ۲۶۔ زبور ۱۸: ۱۹ تا ۴۲۔ ۲۷: ۱، ۲، ۴، ۵، ۶

لوح محفوظ

خروج ۳۲: ۳۴۔ زبور ۵۶: ۸۔ ۶۹: ۲۸۔ ۱۱۹: ۸۹۔ ۱۳۹: ۱۶۔ دانی ایل ۱۲: ۱۔ فلپیوں ۴: ۳۔ مکاشفہ ۳: ۵۔ ۲۰: ۱۲۔ زبور ۱۱۹: ۱۵۲۔ ۱۳۹: ۱۷۔ ملاکی ۳: ۱۶

نزول وحی

اگر نبی پر وحی کا نزول ہو رہا ہو تو حاضرین خاموش' کرنتھ اول ۱۴: ۳۰

کاتبان وحی' یرمیاہ ۳۶: ۱ تا ۴۔ ۳۶: ۳۲

کلام کو حفظ کرنے کا حکم' استثنا ۳۰: ۱۰ اردو ترجمہ [illegible]

کلام الٰہی میں خدا کا صیغہ متکلم ہوتا ہے خواہ اسے آدمی ہی بیان کریں' پطرس دوم ۱: ۲۱

خدا کا کلام نازل ہونے کا اثبات' استثنا ۱۸: ۱۸۔ سلاطین اول ۲۲: ۲۸۔ تواریخ دوم ۱۸: ۷، ۲۷۔ ۳۶: ۱۶۔ زبور ۵۶: ۴۔ ۵۱: ۵۔ ۸۹: ۱۹۔ ۹۹: ۷۔ ۱۰۳: ۲۰۔ ۱۰۵: ۸۔ ۱۰۷: ۲۰۔ ۱۱۹: ۹، ۱۱، ۱۶، ۱۷، ۲۵، ۲۸، ۵۸، ۶۵، ۱۰۷، ۱۱۶، ۱۵۴، ۱۶۹، ۱۷۰

محمد رسول اللہ ﷺ پر مسیحی اعتراضات کے جوابات

(۱) کثرت ازواج: (ابراہیمؑ کا سارہؑ ہاجرہؑ اور قطورہؑ سے ایک ہی وقت میں نکاح کرنا' پیدائش ۱۶: ۲ تا ۴۔ ۲۵: ۱ تا ۴

یعقوبؑ محبوب خدا (زبور ۴۷: ۴) نے راخل سے عشق بازی کی اور اسے چوما' پیدائش ۲۹: ۱۱۔ پھر لیاہ کی موجودگی میں اس کی بہن راخل کو بھی بیوی بنایا پھر دو لونڈیوں زلفہ اور بلہا کو بیویاں بنا لیا' پیدائش ۲۹: ۱۵ تا ۳۰

جدعون کی، قضاۃ ۸: ۳۰، ۳۱۔ ۲: ۱، ۲۔ ۷: ۲، ۴، ۹۔ عبرانیوں ۱۱: ۳۲

داؤد نے ایک سو فلسطینیوں کے عضو تناسل کا مہر دے کر میکل سے بیاہ کیا، سموئیل اول ۱۸: ۲۷۔ بعد میں میکل فلطی بن لیس جلیمی کی بیوی بنی، سموئیل اول ۲۵: ۴۴۔ داؤد نے میکل کو پھر بیوی بنا لیا، سموئیل دوم ۳: ۱۴ تا ۱۶۔ پھر چھ نکاح اور کیے، سموئیل دوم باب ۳۔ پھر اوریاہ کی بیوی سے زنا پھر نکاح کیا، سموئیل دوم ۱۱: ۲ تا ۱۷

داؤد کی سات بیویاں اور دس حرمیں تھیں، تواریخ اول ۳: ۱ تا ۹۔ سموئیل دوم ۲۰: ۳۔ ۲: ۲۔ یہ سب بیویاں خدا کی دی تھیں، سموئیل دوم ۱۲: ۸۔ آخری عمر میں ایک نہایت خوبصورت کنواری سے نکاح کیا، سلاطین اول ۱: ۳ تا ۴

سلیمانؑ نے ایک ہزار عورتوں سے نکاح کیا، سلاطین اول ۱۱: ۱ تا ۳

توریت کے مطابق ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے، گنتی ۳۲: ۳۵۔ استثنا ۲۱: ۱۰۔ خدا کا قانون اٹل اور لا تبدیل ہے، زبور ۱۴۸: ۶ در کیتھولک بائبل جلد دو۔ پھر بھلا کثرت ازواج کی مخالفت کرنے والا مسیحی مذہب خدا کی طرف سے کیونکر ہو سکتا ہے؟

(۴) خود تو نکاح فرمائے اور مسلمانوں کو صرف چار بیویوں کی اجازت دی۔

جواب: بعض باتیں صرف انبیائے کرامؑ اور اولیاؒ کے لیے ہی مخصوص ہوتی ہیں مثلاً "کہانت صرف بنی ہارون کے لیے ہی مخصوص ہے، خروج ۳۰: ۳۰ تا ۳۳۔ ۲۸: ۴ تا ۲۔ گنتی ۱۸: ۸، ۳۲۔ ۳۰: ۳۷، ۳۸۔ تواریخ اول ۲۳: ۱۳۔ گنتی ۱۶: ۴۰۔ خروج ۳۰ ۱۲ تا ۱۵

مخصوص کام اگر کوئی عام آدمی کرے تو خدا اسے سزا دیتا ہے، تواریخ دوم ۲۶: ۱۷ تا ۲۰

حواریوں کے مخصوص کام جو عام لوگوں کو برے لگتے تھے، لوقا ۵: ۳۰

۳۳۔ ۵۵تا، اعمال ۸: ۲۔ مرقس ۷: ۱ تا ۶۔ دیکھیں کہ لوگ حواریوں کو ان کے کاموں پر ملامت کرتے تھے۔

(۳) حکم دیا کہ بیویوں میں مساوات رکھو لیکن خود ایک کو دوسریوں پر ترجیح دی۔

جواب: مساوات سے مراد یہ ہے کہ کسی کی حق تلفی نہ کرو، لیکن کسی کو اس کی اعلیٰ صلاحیتوں کی وجہ سے زیادہ محبوب رکھنا بائبل سے ثابت ہے، دیکھو استثنا ۲۱: ۱۰ تا ۱۷

ابراہیمؑ نے ہاجرہؑ کے مقابلہ میں سارہؑ کے جذبات کو اولیت دی، پیدائش ۲۱: ۹ تا ۱۴

یعقوبؑ لیاہ کے ہوتے ہوئے بھی اپنی سالی راخل کے عشق میں مبتلا رہے، شادی ہونے پر بھی راخل کو لیاہ سے زیادہ چاہتے تھے، پیدائش ۲۹: ۲۸ تا ۳۰

یعقوبؑ میکل کو زیادہ چاہتے تھے

(۴) نبیؐ نے ماریہ قبطیہؓ کو اپنے لیے حرام کر لیا لیکن تحریم پر قائم نہ رہے۔

جواب: جب خدا کا حکم ملا تو تحریم کو توڑنا فرض ہو گیا، بائبل میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں کہ خدا نے کہا میں فلاں کام کروں گا لیکن نہیں کیا، پیدائش ۲۲: ۱ تا ۱۲۔ سموئیل دوم ۲۴: ۲ تا ۳۵۔ زبور ۸۹: ۳۵ تا ۳۹۔ حزقی ایل ۴: ۱۰ تا ۱۵۔ سلاطین دوم ۲۰: ۱۔ خروج ۳۲: ۱۰ تا ۱۴

متی ۱۰: ۵۔ ۱۵: ۲۴ میں عیسائیت کو صرف بنی اسرائیل کے لیے قرار دیا لیکن پھر عالمگیر قرار دے دیا، مرقس ۱۶: ۱۵۔ متی ۲۸: ۱۹

مریضہ کو شفا دینے سے انکار کیا پھر شفا دے دی، متی ۱۵: ۲۲ تا ۲۸

انکار کے بعد پانی کو شراب بنا دیا، یوحنا ۲: ۲ تا ۱۲

یوحنا نے انکار کے بعد بپتسمہ دے دیا، متی ۳: ۱۳ تا ۱۵

(۵) امتی بیوہ سے نکاح حلال لیکن اپنی بیویوں سے نکاح حرام قرار دیا۔

جواب: یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ بیوہ سے نکاح کار ثواب ہے' یشوع بن سیراخ ۴: ۱۰۔ گنتی ۳۰: ۸' ۹۔ تیمتھیس اول ۵: ۱۴۔ لیکن کاہنوں کو بیوہ عورتوں سے نکاح سے منع کر دیا' احبار ۲۱: ۱۴۔ جس طرح کاہن بیوہ سے نکاح نہیں کر سکتا بس اسی طرح امہات المومنین اپنے بیٹوں (امتیوں) سے نکاح نہیں کر سکتیں' غور کریں کہ کوئی بھی امتی اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے لیکن نبیؐ اپنی زوجہؓ کو طلاق نہیں دے سکتا' (القرآن سورۃ احزاب ۳۳: ۵۲) واضح ہو کہ جب نبیؐ کی بیویوں کو امتی پر حرام کیا تو امتی عورتوں کو بھی نبی کے لیے ناقابل نکاح قرار دے دیا' یعنی اس اعلان سے پہلی بیویاں ہی رہیں گی لیکن مزید نکاح نہیں کر سکتے۔

(۶) منہ بولے بیٹے زیدؓ کی بیوہ سے نکاح کر لیا۔

جواب یہ کہ متبنّٰی اصلی بیٹا نہیں ہوتا۔ بالکل اسی طرح جس طرح مسیحؑ کے جد امجد بوعز (متی ۱: ۵) نے روت بیوہ کو منہ بولی بیٹی بنایا' روت ۲: ۸۔ ۳: ۱۰' ۱۱ پھر اسی منہ بولی بیٹی سے نکاح کر لیا' روت ۴: ۱۳۔ اور یسوع کے جد اعلیٰ یہوداہ نے اپنی بہو تمر سے بیٹا فارص کیسے حاصل کیا؟ دیکھو پیدائش ۳۸: ۱ تا ۳۰۔ بائبل میں بوعز اور روت کے بیٹے عوبید کو یہوداہ اور تمر کے بیٹے فارص کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ (روت ۴: ۱۲) اسی فارص سے یسوع پیدا ہوئے۔ متی ۱: ۳

(۷) محمد رسول اللہ ﷺ کی مغفرت طلب دعائیں' سورۃ مومن: ۵۵۔ محمد: ۱۹۔ فتح: ۲

جواب یہ کہ انبیاءؑ کی دعاؤں میں مضاف محذوف ہوتا ہے' دیکھئے اسی مضمون میں مضاف محذوف۔ نیز دیکھئے متی ۲۷: ۴۶۔ مرقس ۱۰: ۱۷۔ لوقا ۱۸: ۱۸۔ زبور ۲۲: ۱' ۲

بپتسمہ لینا دراصل اپنے گنہگار ہونے کا اقرار ہے' مرقس ۱: ۴۔ لوقا ۳:
۳۔ متی ۳: ۶۔ اعمال ۱۳: ۲۴۔ ۱۹: ۴۔ یسوع نے بپتسمہ لیا' متی ۳: ۱۶۔
مرقس ۱: ۹۔ لوقا ۳: ۲۱
مسیح بکثرت دعا کیا کرتے تھے' دیکھو مرقس ۱: ۳۵۔ لوقا ۱۱: ۱۔ ۵: ۱۶۔
مسیح جو دعا کرتے تھے وہ لوقا ۱۱: ۴ میں ہے "ہمارے گناہ معاف کر"
دیگر انبیاء کی دعائیں' زبور ۵۳: ۲۔ ۶۹: ۵۔ یسعیاہ ۵۹: ۹' ۱۲ تا ۱۳۔
۶۴: ۶' ۷۔ دانی ایل ۹: ۳ تا ۲۲۔ یرمیاہ باب ۳ تا ۵۔ خروج ۳۴: ۹۔ ایوب
۷: ۲۱۔ نوحہ ۱: ۱۸۔ ۵: ۷' ۱۶۔ عبرانیوں ۵: ۷۔ پطرس لول ۴: ۳' ۴' ۱۷ تا
۱۸

(۸) آپؐ امی یعنی پڑھ لکھ نہ سکتے تھے۔

جواب ام القریٰ (مکہ) کے رہنے والوں کو امی کہا جاتا ہے چنانچہ دیکھو
القرآن ۲: ۸۰۔ ۳: ۲۰' ۷۵۔ ۶۲: ۲۔ غیر اہل کتاب کو بھی امی کہا جاتا تھا
(القرآن ۳: ۲۰' ۷۵)
مکہ مکرمہ ام القریٰ ہے' الانعام ۶: ۹۲
سب نبی خدا سے ہی تعلیم پاتے ہیں' یوحنا ۶: ۴۵
نبیؑ اس لیے کسی کے شاگرد نہیں ہوتے کیونکہ نبی غیر نبی سے بڑا ہوتا
ہے' لوقا ۷: ۲۸ لیکن شاگرد اپنے استاد کا بڑا نہیں کہلا سکتا' لوقا ۶: ۴۰
مسیحؑ نے فرمایا کہ یہ تعلیم انہیں خدا سے ملی ہے یعنی آپ ناخواندہ تھے'
یوحنا ۷: ۱۵ تا ۱۶' ۱۷
امی پر نزول کتاب' یسعیاہ ۲۹: ۱۲۔ مزید دیکھئے یسعیاہ ۵۴: ۱۳۔ کرنتھ
لول ۲: ۱۳

جنت کی لذتیں

اگر انسان بعد از قیامت فرشتوں کی مانند ہوگا تو بائبل کے مطابق کھاتے

پیتے ہیں' پیدائش ۱۸: ۸۔ ۱۹: ۳۔ زبور ۷۸: ۲۴' ۲۵

فرشتے آرام کرنے یا سونے کے لیے لیٹتے بھی ہیں' پیدائش ۱۹: ۴

فرشتے بیاہ شادی اور عورتوں سے صحبت بھی کرتے ہیں' پیدائش ۶: ۱ تا ۴ و سچائی جو باعث ابدی زندگی ہے' صفحہ ۵۹ تا ۶۰۔ یہوداہ: ۶' ۷۔ پطرس دوم ۲: ۴ میں انہی فرشتوں کا ذکر ہے۔

خدا نے آدمؑ کو جنت میں عمدہ کھانے اور حور (حوا) عطا فرمائی' پیدائش ۲: ۸ تا ۲۵

مسیحیوں کا تو خدا بھی کھاتا پیتا ہے' متی ۱۱: ۱۸ تا ۲۰۔ لوگ اسے بسیار خوری کا طعنہ دیتے تھے' متی ۱۱: ۱۹۔ عورتیں خدا کی خدمت اور مالش کرتی ہیں' لوقا ۷: ۳۳ تا ۳۹' ۴۴ تا ۵۰۔ یوحنا ۱۱: ۱ تا ۵۔ لوقا ۸: ۱ تا ۳۔ نہ جانے وہ عورتوں سے کیسی خدمت لیتا تھا کیونکہ مرتھا خدمت کرتے گھبرا گئی' لوقا ۱۰: ۴۰

غلمان خدا کی چھاتی کا سہارا لے کر بیٹھتے ہیں' یوحنا ۱۳: ۲۱ تا ۲۵

مسیحیوں کا خدا روتا بھی ہے' عبرانیوں ۵: ۷۔ لوقا ۱۹: ۴۱۔ یوحنا ۱۱: ۳۵

ہم جنت کی لذتوں کا اندازہ نہیں کر سکتے' کرنتھیوں اول ۲: ۹

جنت میں کھانا پینا ضرور ہوگا' متی ۲۶: ۲۹۔ مرقس ۱۴: ۲۵۔ لوقا ۲۲: ۱۸۔ ۱۴: ۲۹۔ ۱۴: ۱۵

انگور کا شیرہ اور بڑی ضیافت اس امر پر دال ہے کہ جنت میں جسمانی لذتیں ضرور ہوں گی۔

گم شدہ کتابیں

خدا کا جنگ نامہ' گنتی ۲۱: ۱۴

آشر کی کتاب' یشوع ۱۰: ۱۳۔ سموئیل دوم ۱: ۱۸

۱) ہزار گیت (۲) تین ہزار مثلیں (۳) تاریخ مخلوقات' سلاطین اول ۴:

۲۲۳

قوانین سلطنت' سموئیل اول ۱۰: ۲۵

۱) تاریخ سموئیل (۲) تاریخ ناتن ۳) تاریخ جاد غیب بین' تواریخ اول ۲۹: ۲۹' ۳۰

۱) تاریخ سمعیاہ نبی ۲) تاریخ عیدو غیب بین' تواریخ دوم ۱۲: ۱۵

۱) ناتن نبی کی کتاب (۲) اخیاہ کی پیش گوئی کی کتاب ۳) عیدو غیب بین کی رویتوں کی کتاب' تواریخ دوم ۹: ۲۹

تاریخ یاہو بن حنانی' تواریخ دوم ۲۰: ۳۴

تاریخ سعیاہ' تواریخ دوم ۲۶: ۲۲

مشاہدات سعیاہ' تواریخ دوم ۳۲: ۳۲

مرگ یوسیاہ پر یرمیاہ نبی کا نوحہ' تواریخ دوم ۳۵: ۲۵

تواریخ الایام' نحمیاہ ۱۲: ۲۳

عہد نامہ موسیٰ' خروج ۲۴: ۷

۱) موسیٰ کا مکاشفہ ۲) صعود موسیٰ' قاموس الکتاب صفحہ ۹۷۶ کالم ۱ سطر آخری

اعمال سلیمان' سلاطین اول ۱۱: ۴۱

پولس کے گم شدہ خطوط' کلسیوں ۴: ۱۶۔ کرنتھ اول ۵: ۹ تا ۱۱۔ کرنتھ دوم ۱۰: ۹

شاہان یہوداہ کی کتاب' سلاطین دوم ۲۰: ۲۱' ۱۷' ۲۵

سموئیل کی کتاب انتظام سلطنت' سموئیل اول ۱۰: ۵

ایسے واقعات جو صرف ایک ہی انجیل میں ہیں' کسی دوسری میں نہیں

فار قلیط کے آنے کی بشارت' یوحنا ۱۴: ۱۵ تا ۳۰۔ ۱۵: ۲۶

حواریوں پر روح القدس کے نزول کی بشارت' لوقا ۲۴: ۴۹ بمقابلہ اعمال ۲: ۱ تا ۴

بیوہ کا بیٹا زندہ کرنا' لوقا ۷: ۱۱ تا ۱۵

ستر شاگردوں کو تبلیغ کے لیے بھیجنا' لوقا ۱۰: ۱ بمقابلہ کیتھولک بائبل اور دی نیو انگلش بائبل

دس کوڑھیوں کو شفا دینا' لوقا ۱۷: ۱۱

پانی کو شراب بنانا' یوحنا ۲: ۱ تا ۱۱

۳۸ برس سے بیمار کو شفا' یوحنا ۵: ۵ تا ۹

زانیہ کی معافی' یوحنا ۷: ۵۳ تا ۸: ۱۱

مادر زاد اندھوں کو شفا' یوحنا ۹: ۱ تا ۷

لعزر کو زندہ کرنا' یوحنا ۱۱: ۴۱ تا ۴۴

مریمؑ کی مصر کو ہجرت' متی ۲: ۱۴ تا ۱۵

قتل معصوماں' متی ۲: ۱۶

زمین کا لرزنا' چٹانیں تڑکنا' قبریں کھلنا' مردے جی اٹھنا' متی ۲۷: ۵۱ تا ۵۳

دکپلس کے بہرے گلے کو شفا دینا' مرقس ۷: ۳۱ تا ۳۷

صلیب کی عظمت کیوں؟

اگر اس جیسی لکڑی مسیح کے جسم سے مس ہوئی ہے تو گدھا بھی آپ کے جسم سے مس ہوا' متی ۲۱: ۲۔ مرقس ۱۱: ۱ تا ۱۰۔ لوقا ۱۹: ۲۹ تا ۳۸۔ یوحنا ۱۲: ۱۴

صلیب مسیح کے کفارہ کا ذریعہ بنی ہے تو اس سے بھی پہلے یہودا اسکریوتی ذریعہ بنا

مسیح کا مقدس خون صلیب پر بہا' لیکن صلیب سے بھی پہلے کانٹوں کے

تلخ پرچھا۔ متی ۲۷:۴۹

کیا آپ اس پستول یا تلوار کو بوسہ دینا پسند کریں گے جس سے آپ کے کسی عزیز کو قتل کیا گیا ہو؟

ناموں کے تراجم

پیدائش ۲۲ : ۱۴ کیتھولک بائبل میں یہوواہ یری کا ترجمہ درج ہے۔ "خداوند مہیا کرتا ہے"

پیدائش ۴۹ : ۱۰ RSV، دی نیو انگلش بائبل اور گورمکھی بائبل میں لفظ "شیلوہ" کا ترجمہ درج ہے۔

خروج ۱۷ : ۱۵ RSV "یہوواہ نسی" کا ترجمہ "خداوند میرا جھنڈا ہے"

یشوع ۱۰ : ۱۳ کیتھولک بائبل میں نام "آشر" کی جگہ "صداقت" درج

یوحنا ۴ : ۱ دی نیو انگلش بائبل میں خداوند کی بجائے یسوع درج ہے۔

اعمال ۹ : ۳۹ پشتو انجیل میں اصل نام "تبیتا" درج ہے جبکہ باقی تمام تراجم میں نام کا ترجمہ "ہرنی" درج ہے۔

قاموس الکتاب صفحہ ۳۴۴ سے اقتباس ذیل کے حوالہ جات ہیں :

ایل الہ اسرائیل کا ترجمہ (پیدائش ۳۳ : ۲) "قدیر خدائے اسرائیل" کیتھولک بائبل

یہوواہ صدقنو "خداوند ہماری صداقت" یرمیاہ ۲۳ : ۶۔ ۳۳ : ۱۶۔ اصل لفظ صرف فارسی بائبل میں

RSV میں قضاۃ ۶ : ۲۴ یہوواہ سلوم کا ترجمہ "خداوند سلامتی ہے" درج ہے۔

یہوواہ شما "خداوند وہاں ہے" حزقی ایل ۴۸ : ۳۵۔ عربی فارسی اور دی

نیو انگلش بائبل میں اصل لفظ ہے۔

اصلی الفاظ مع ترجمہ

الوہی الوہی لما شبقتنی، متی ۲۷: ۴۶۔ مرقس ۱۵: ۳۴

مرقس ۳: ۱۷' بوانرگس یعنی گرج کے بیٹے

مرقس ۵: ۴۱' تلیتا قومی' یعنی اے لڑکی میں تجھ سے کہتا ہوں اٹھ

مرقس ۷: ۳۴' افتح یعنی کھل جا

یوحنا ۱: ۳۸' ربی یعنی اے استاد

یوحنا ۱: ۴۱' فرستس یعنی مسیح' لیکن کیتھولک بائبل میں حاشیہ یعنی مسیح' گورمکھی بائبل میں مسیح یعنی خرسٹس جبکہ RSV و KJV و نیو انگلش بائبل و فارسی بائبل گورمکھی ترجمہ کے مطابق ہے لیکن عربی بائبل میں مسیا یعنی مسیح درج ہے

اعمال ۹: ۳۶ تبیتا یعنی ہرنی' پشتو انجیل میں ہرنی کی جگہ تبیتا درج ہے

اعمال ۱۳: ۸ تمام تراجم سے اصل نام غائب ہے صرف ترجمہ "الیماس جادوگر" درج ہے پشتو انجیل میں الفاظ یونانی و عیسیٰ مسیح زائد ہیں

ا۔ کرنتھ ۱۲: ۲ کیتھولک بائبل میں اصل لفظ "ماران اتا" جبکہ دی نیو انگلش بائبل میں اصل لفظ کے ساتھ ترجمہ بھی۔ اردو میں صرف ترجمہ اور عربی وفارسی میں صرف اصل لفظ

ا۔ کرنتھ ۱۲: ۲۲ عربی اور فارسی میں "یسوع مسیح" کا اضافہ

اعمال ۴: ۳۶ برنباس یعنی "نصیحت کا بیٹا"

مزید نام کی جگہ ترجمہ

یہوواہ سباؤت ترجمہ "رب الافواج" سموئیل اول ۱: ۳ ۔ ۱۷: ۴۵۔ زبور ۲۴: ۱۰ ۔ ۴۶: ۷' ۱۱۔ فارسی بائبل سموئیل اول ۱: ۳ میں اصلی لفظ درج ہے

الزامی جواب: ظاہری الفاظ پر گرفت کرنی ہو تو بتاؤ قضاۃ ۳ : ۸۔ ۴ : ۲۔ یوایل ۳ : ۸ میں خدا نے بنی اسرائیل کو کتنے روپوں میں فروخت کیا اور پھر مجسم ہو کر کتنی رقم میں دوبارہ خرید لیا؟ دیکھو گلتیوں ۳ : ۱۳

اعتراض نمبر ۲: القرآن ۳۷ : ۲۲، ۲۳ کے مطابق گناہگاروں کو ان کی بیویوں سمیت اور جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے، سمیت دوزخ میں گرائے گا' لیکن ازواج یعنی بیویوں کا کیا قصور؟ اور پھر عیسائی لوگ مسیح کو پوجتے ہیں' اب کیا مسیح کو بھی دوزخ میں گرا لیا جائے گا؟

جواب: ازواج جمع زوج کی اور زوج کا معنی ہے ساتھی' دیکھو القرآن ۱۵ : ۸۸۔ ۲۰ : ۵۳۔ ۶ : ۱۴۳۔ ۳۸ : ۵۸ نتیجہ بیویوں والا اعتراض ختم یعنی ازواج سے ساتھ والے سنگی ساتھی مراد ہیں' اب رہا ما یعبدون من دون اللہ (یعنی جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے) پر اعتراض تو جواب خود قرآن نے دے دیا کہ اللہ کے سوا کسی کو بھی پوجنا دراصل شیطان کو پوجنا ہے چنانچہ فرمایا وان یدعون من دونہ الا شیطانا مریدا (القرآن ۴ : ۱۱۷۔ ۳۶ : ۶۰ تا ۶۱) اور پھر القرآن ۳۷ : ۲۲، ۲۳ سے ثابت ہے کہ گنہگاروں کے ساتھ شیاطین بھی جہنم میں جائیں گے' مسیح کی بریت کے لیے دیکھو القرآن ۵ : ۱۱۶

اعتراض نمبر ۳: القرآن ۴۰ : ۲۵ میں ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے بچوں کو اس لیے قتل کروا ڈالا تھا کہ وہ موسیٰ پر ایمان لائے تھے۔ یہ غلط ہے کیونکہ فرعون نے موسیٰ سے قبل یہودی بچے اس لیے مروائے تھے کہ بنی اسرائیل کو بڑھنے نہ دے' دیکھو خروج ۱ : ۷ تا ۲۲

جواب: قتل معصوماں کا واقعہ ولادت موسیٰ سے قبل کا ہے جبکہ القرآن ۴۰ : ۲۵ میں مذکور واقعہ موسیٰؑ کے اعلان نبوت کے بعد کا ہے جب بنی اسرائیل کی اکثریت آپ پر ایمان لے آئی (خروج ۴ : ۲۹ تا ۳۱) اور قوم موسیٰ کے ساتھ ہجرت کے لیے تیار ہو گئی تو فرعون کا رویہ ان پر مزید سخت ہو گیا (خروج ۴ : ۲۹ تا ۳۱) اور فرعون نے اسرائیلی جوانوں کو قتل کروا دیئے اور

عورتیں زندہ رکھنے کا منصوبہ بنایا تو بنی اسرائیل نے موسیٰؑ و ہارونؑ سے شکایت کی (خروج ۵ : ۲۰ تا ۲۲) لیکن خدا نے فرعون کا یہ ارادہ پورا نہ ہونے دیا اور مختلف وباؤں سے اسے جھکنے پر مجبور کر دیا' قرآن حکیم میں انھی واقعات کا تذکرہ ہے جن پر اعتراض کیا گیا ہے۔

اعتراض نمبر ۴ : القرآن ۵۷ : ۳ میں خدا کو اول و آخر و ظاہر و باطن کہا گیا ہے' لفظ ظاہر آریہ دھرم کی حمایت کرتا ہے کہ مخلوق خدا ہے۔

جواب : خدا کے نام اول و آخر کے لیے دیکھیے بائبل یسعیاہ ۴۴ : ۶۔ آنحضرتؐ نے ظاہر و باطن کی تشریح یوں فرمائی ہے "ھو الظاھر لیس فوقہ شئی" یعنی ہر چیز پر غالب اور قادر مطلق' پھر فرمایا "ھو الباطن لیس دونہ شیئی" یعنی اس کے سوا کوئی بھی شے مخفی نہیں چھپی ہوئی نہیں صرف اللہ ہی پوشیدہ ہے' لہٰذا آیت مذکورہ کا وہی مفہوم قابل قبول اور معتبر ہے جو افصح العرب حضرت محمد ﷺ نے بیان فرمایا ہے اس کے برعکس ہر بات ناقابل قبول ہے۔

اعتراض نمبر ۵ : القرآن ۱۳ : ۴۱ "کیا نہیں دیکھتے ہم آتے ہیں زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے ہیں" یہ بڑی عجیب بات ہے کہ زمین کناروں سے گھٹتی آتی ہے۔ (زمین سے مراد اہل زمین ہے دیکھو متی ۱۱ : ۲۱۔ ۲۳ : ۳۷)

جواب : بائبل میں ہے "تجھ سے میری نجات زمین کے کناروں تک پہنچی" (یسعیاہ ۴۹ : ۶) ثابت ہوا کہ زمین کے کناروں سے مراد دور دراز کے علاقے ہیں' آپ مزید پڑھیے "زمین کے کنارے کانپ گئے وہ نزدیک آتے گئے" (یسعیاہ ۴۱ : ۵) یعنی دور دراز کے لوگ ڈرے اور نزدیک آئے یعنی اطاعت قبول کر لی' قرآنی آیت کریمہ میں بھی یہی مطلب ہے کہ دور دور لوگ اسلام سے متاثر ہو کر ارض مقدس مکہ سے دلی طور پر قریب سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا کہ کفر سے بھری زمین ختم ہوتی جا رہی ہے اور اسلام پھیلتا جا رہا ہے' حزقی ایل ۷ : ۲ سے ثابت ہے کہ

زمین سے مراد اہل زمین ہیں

اعتراض نمبر ۶ : القرآن ۲۱ : ۳۰ میں ہے کہ "کیا کافروں نے نہ دیکھا کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے پس ہم نے انہیں جدا کر دیا" کافروں نے اپنی پیدائش سے پہلے ارض و سما کا ملے ہونا پھر جدا ہونا کیسے دیکھا؟

جواب : یہاں دیکھنے سے مراد غور فکر اور سوچنا ہے جیسا کہ متی ۳ : ۱۶۔ اعمال ۷ : ۵۶۔ لوقا ۱ : ۲۱ تا ۲۲ و ۳۸، ۴۴۔ ۱۰ : ۱۸، ۱۹۔ ۷ : ۲۷۔ مرقس ۱ : ۲۔ یسعیاہ ۴۷ : ۱۳۔ ۴۸ : ۷۔ ۵۵ : ۵۔ ۶۰ : ۲۔ ۶۳ : ۱۱۔ یرمیاہ ۵۰ : ۳۱۔ حزقی ایل ۸ : ۳۷۔ ۱۸ : ۴۔ ۲۵ : ۷۔ ۴۷ : ۱۹ میں ہے

اعتراض نمبر ۷ : القرآن ۱۱ : ۱۰۷ تا ۱۰۸ اور ۶۹ : ۱۳ تا ۱۷۔ ۵۵ : ۳۷ کے مطابق مومن جنت میں اور کافر دوزخ میں اس وقت تک رہیں گے جب تک زمین اور آسمان قائم ہے (سورہ ہود ۱۱ : ۱۰۷ تا ۱۰۸) لیکن سورۃ الحاقہ اور رحمٰن کے مطابق زمین و آسمان سب کچھ فنا ہو جائے گا اور جب سب کچھ فنا ہو گیا تو جنتی جنت میں نہ رہے اور دوزخی دوزخ میں نہ رہے کیونکہ ہر چیز فنا ہو جانے کی لہٰذا یہ قرآن کا اختلاف ہے۔

جواب : زمین و آسمان کا تباہ و فنا ہونا عیسائیت بھی مانتی ہے (پطرس دوم ۳ : ۱۰، ۱۱) اور دوبارہ نئی زمین اور نیا آسمان پیدا ہو گا یعنی زمین و آسمان بدل جائیں گے (عبرانیوں ۱ : ۱۰ تا ۱۳، القرآن ۱۴ : ۴۸) اسی نئی زمین و آسمان کے ہوتے ہوئے مومن جنت میں اور کافر دوزخ میں رہیں گے اور وہ زمین و آسمان قائم و دائم رہیں گے (القرآن ۱۱ : ۱۰۸) قرآن حکیم ۶۹ : ۱۳ تا ۱۷۔ ۵۵ : ۳۷ کا مطلب صرف یہ تھا کہ خدا کے سوا ہر چیز فانی ہے (القرآن ۲۹ : ۸۸۔ ۵۵ : ۲۶، ۲۷۔ تیمتھیس اول ۶ : ۱۶)

مروجہ عیسائیت اور اناجیل

یعنی

عیسائیت، اناجیل اور مسیحؑ کے تقابل میں

پادریوں اور مسیحؑ کا جھگڑا عوامی عدالت میں

۱۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ خدا تین ہیں (تثلیث) باپ' بیٹا اور روح القدس۔

۱۔ مگر حضرت مسیح نے ایک یہودی عالم کے جواب میں فرمایا تھا کہ توراۃ کا سب سے اول حکم یہ ہے کہ

"اے اسرائیل سن' خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔ پڑوسی سے محبت رکھ' ان سے بڑا اور کوئی حکم نہیں" (انجیل مرقس ۱۲: ۲۹' متی ۲۲: ۳۵' لوقا ۱۰: ۲۷)

متی میں یہ بھی ہے کہ انہی دو حکموں پر تمام صحیفوں اور توراۃ کا مدار ہے اور لوقا ۱۰: ۲۸ میں ہے کہ تو نے ٹھیک کہا یہی کہہ کر تو جیئے گا (یعنی خدا کو ایک کہہ کر اور توحید کا قائل ہو کر)

۲۔ متی میں ہے کہ

"زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیونکہ تمہارا باپ (مہربان مالک) ایک ہی ہے جو آسمانی ہے اور نہ تم ہادی کہلاؤ کیونکہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے یعنی مسیح۔" (باب ۲۳ آیت ۹)

یعنی خدا ایک ہی ہے تین نہیں۔ اور مسیح خدا نہیں بلکہ تمہارا ہادی اور راہنما یعنی رسول اور نبی ہے۔

۳۔ یوحنا نبیؑ کی شہادت: انجیل یوحنا میں ہے کہ یوحنا (یحییٰ نبی) نے کہا' ایک آدمی (مسیحؑ) جو میرے بعد آتا ہے۔ (باب ا آیت ۳۰) یعنی وہ آدمی ہے' خدا نہیں ہے۔

۴۔ پطرس حواری کی شہادت:

"اے اسرائیلیو یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا (نبی اور رسول نہ کہ خدا) تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں سے اور نشانوں سے ثابت ہوا جو خدا نے اس کی معرفت تم میں دکھائے۔" (کتاب اعمال باب ۲ آیت ۲۲)

یہ پطرس سارے حواریوں کے سردار ہیں۔

پولوس رسول کی شہادت:

"کیونکہ خدا ایک ہی ہے (تین نہیں) اور خدا اور انسانوں کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنی یسوع مسیح جو انسان ہے (خدا نہیں' ناقل) (تیمتھیس دوم باب ۲ آیت ۵)

۶۔ مسیحؑ کی ذاتی شہادت: مسیح نے اپنی آزمائش کے دوران جبکہ شیطان نے اسے کہا

"اگر تو مجھے جھک کر سجدہ کرلے تو یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ یسوع نے اس سے کہا اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر" (متی ۴: ۹ و ۱۰)

معلوم ہوا کہ مسیح خدا نہیں بلکہ بندہ ہے جو اپنے ایک خدا کے سامنے جھکنے والا ہے۔ اگر وہ خدا ہوتا تو کہہ دیتا کہ خدا تو میں ہوں' میں تجھے کیسے سجدہ کروں؟

۷۔ اسی طرح مسیحؑ نے رفع آسمانی سے پہلے مریم مگدلینی کو حواریوں کے نام یہ پیغام دیا کہ ان کے پاس جا کر کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔ (انجیل یوحنا باب

۲۰ آیت ۵)

اس سے معلوم ہوا کہ مسیح ایک بندہ اور مخلوق تھا جس کا خدا وہی ایک خدا تھا جو ساری مخلوق کا خدا ہے۔ ناظرین کرام مندرجہ بالا حوالجات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ خدا ایک ہی ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' مسیح خدا نہیں بلکہ خدائے واحد کا ایک عاجز بندہ' نبیؑ اور انسان تھا۔ ہر نبی اور کتاب کی تعلیم یہی توحید تھی۔ پادری صاحبان اپنے اس دعویٰ میں بالکل حقیقت سے دور اور مسیح اور بائبل کی تعلیم اور عقیدہ کے مخالف ہیں۔

مزید سماعت فرمایئے:

۸۔ "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھے خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع کو جس نے تجھے بھیجا ہے' جانیں" (انجیل یوحنا باب ۷ آیت ۳)

۹۔ "جو کلام تم سنتے ہو' یہ میرا نہیں' میرے باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے" (یوحنا ۱۴: ۲۴)

۱۰۔ "وہ عزت جو خدائے واحد کی طرف سے ہوتی ہے" (یوحنا ۵: ۴۴)

۱۱۔ "باپ سب سے بڑا ہے" (یوحنا ۱۰: ۲۸)

معلوم ہوا کہ وہ بڑا ہی اکیلا خدا ہے۔

پولوس کی مزید شہادتیں:

۱۲۔ "سوائے ایک کے کوئی خدا نہیں۔ بت کوئی شئی نہیں" (کرنتھہ اول باب ۸ آیت ۴)

۱۳۔ "اسی واحد حکیم خدا کی یسوع مسیح کے وسیلے ابد تک تمجید ہوتی رہے" (خط رومیوں آخر)

۱۴۔ "اگرچہ آسمان و زمین میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے یعنی باپ جس کی طرف سے ساری چیزیں ہیں اور ہم اسی کے لیے ہیں" (کرنتھہ اول باب ۸ آیت ۶)

۱۵۔ "نعمتیں تو طرح طرح کی ہیں مگر روح ایک ہی ہے۔ خدمتیں بھی

طرح طرح کی ہیں مگر خداوند ایک ہی ہے اور تاثیریں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خدا ایک ہی ہے۔" (کرنتھیوں اول ۱۲: ۴)

۱۶۔ "تو پھر (شریعت) فرشتوں کے وسیلے سے ایک درمیانی کی معرفت مقرر کی گئی۔ اب درمیانی (پیغمبر) ایک نہیں ہوتا مگر خدا ایک ہی ہے۔" (گلتیوں باب ۳ آیت ۱۹ و ۲۰)

۱۷۔ "اب ازلی بادشاہ یعنی غیر فانی' نادیدہ واحد خدا کی عزت اور تمجید ابد الآباد ہوتی رہے۔" (تیمتھیس ۱: ۱۷)

یعقوب حواری کی گواہی:

۱۸۔ "شریعت دینے والا حاکم تو ایک ہی ہے جو بچانے اور ہلاک کرنے پر قادر ہے۔" (خط یعقوب ۴: ۱۲)

۱۹۔ "سب چیزیں تمہاری ہیں .... اور تم مسیح کے ہو اور مسیح خدا کا ہے" (کرنتھو اول ۳: ۲۳)

یہوداہ حواری کی شہادت:

۲۰۔ "اس خدائے واحد کا جو ہمارا منجی ہے۔" (عام خط باب ۱ آیت ۲۵)

۲۱۔ "کیونکہ بعض ایسے شخص چپکے سے ہم میں آ ملے ہیں جن کی سزا کا ذکر قدیم زمانہ میں پیشتر سے لکھا گیا ہے (غالباً" استثناء باب ۱۳ میں) یہ بے دین ہیں اور ہمارے خدا کے فضل کو شہوت پرستی سے بدل ڈالتے ہیں (یہ کہہ کر کہ پاکوں کے لیے سب کچھ پاک ہے) اور ہمارے واحد مالک اور خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہیں۔ (یہوداہ کا عام خط ۱: ۴)

یعنی اسے خدا اور تثلیث کا ایک اقنوم کہہ کر

۲۲۔ "جو مبارک' واحد حاکم' بادشاہوں کا بادشاہ' خداوندوں کا خدا' بقا صرف اسی کو ہے" (تموتھی ۶: ۲۵)

معلوم ہوا کہ مسیح کی تعلیم وہی پیغمبروں والی توحید خالص کی تعلیم تھی۔ مگر آپ کے بعد کچھ ایسے بے دین لوگوں نے مذہبی راہنماؤں کا روپ دھار کر

اس تعلیم الٰہی کو بگاڑ دیا کہ توحید کی بجائے تین خداؤں کا عقیدہ پیش کیا۔ مسیح کی انسانیت اور رسالت کی بجائے اس کی الوہیت کا عقیدہ گھڑ کر مخلوق خدا کو گمراہ کیا۔ خدا کی شریعت کو لغو' کالعدم اور باعث لعنت قرار دے کر لوگوں کو شہوت پرستی اور اباحیت کے گڑھے میں ڈال دیا۔

مندرجہ بالا کثیر حوالجات سے واضح ہو گیا کہ مسئلہ توحید حقیقی ہی اصل بنیادی عقیدہ ہے۔ پادری صاحبان کا عقیدہ تثلیث نہ عہد قدیم میں کہیں مذکور ہے اور نہ جدید میں۔ اس کی تصدیق ایک معتبر عیسائی عالم کی زبانی سنئے۔ پادری خیر اللہ صاحب اپنی مشہور کتاب "قاموس الکتاب" میں لکھتے ہیں کہ

"اگر اس عقیدہ کو عہد عتیق کی توحید پرستی کے پس منظر میں دیکھا جائے تو یہ کفر نظر آتا ہے اور کٹر یہودی یہی نظریہ رکھتے تھے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا خالق خدا خود اپنی مخلوق بن گیا جو پہلی نظر میں متضاد معلوم ہوتا ہے" (ص ۲۳۵ کالم ۱)

پھر یہ عقیدہ کیسے وجود میں آیا جبکہ کتاب مقدس میں کہیں مذکور نہیں؟ اسی بزرگ کی زبانی سنئے' وہ لکھتے ہیں کہ:

"لفظ تثلیث کتب مقدس میں موجود نہیں۔ اصطلاح تثلیث فی التوحید پہلی مرتبہ دوسری صدی کے آخر میں بزرگ طرطلیان نے استعمال کی۔ اور یہ مسئلہ مسیحی علم الٰہی میں اس شکل میں چوتھی صدی عیسوی میں بیان کیا گیا۔ تاہم یہ مسئلہ مسیحی مذہب کا بنیادی' امتیازی کلاً جامع مسئلہ ہے۔" (قاموس الکتب ص ۲۳۳ کالم ۱)

پادری کینن ڈبلیو پی ہیرس بی اے لکھتے ہیں کہ:

"ایک بت پرست انسان ساکن انطاکیہ تھا۔ وہ مسیحی مذہب کی کتب کے مطالعہ سے مسیحی ہو گیا۔ ۱۶۸ء میں انطاکیہ کا بشپ مقرر ہوا۔ اس کی تحریرات میں تمثیلات' تشبیہات اور رنگینی خوب بھری ہے۔ اسی بزرگ نے سب سے پہلے علم الٰہی میں تثلیث کا لفظ استعمال کیا ہے۔" (تواریخ مسیحی کلیسا مطبوعہ

(مسیحی علم سوسائٹی لاہور ۱۹۵۶ء ص ۱۰۷)

عقیدہ تثلیث مسیح کی تعلیم نہیں ہے

۱۔ عقیدہ تثلیث بھی اس وقت ثابت ہو سکتا ہے جبکہ مسیح کی ازلیت اور اس کی الوہیت ثابت ہو۔ جب یہ امور تعلیم بائبل کے قطعاً خلاف ہیں تو یہ عقیدہ کیسے بائبل یا انبیائے بائبل کا ہو سکتا ہے؟ چنانچہ اس اختراعی عقیدہ کی تائید کے لیے پادری حضرات نے عہد جدید (اناجیل وغیرہ) میں اپنے پاس سے بعض آیات گھڑ کر ڈالنے کی کوشش کی۔ ملاحظہ ہو خط یوحنا اول باب ۵ آیت ۷ و ۸۔ یہ آیت مرتب کی گئی کہ "تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں' باپ اور کلام (مسیح) اور روح القدس اور تینوں ایک ہیں اور تین ہیں جو زمین پر گواہی دیتے ہیں۔ روح' پانی اور لہو اور یہ تینوں ایک بات پر متفق ہیں"

پھر یہی آیت بائبل اردو ۱۹۰۸ء میں یوں درج کر دی گئی:

"اور جو گواہی دیتا ہے وہ روح ہے کیونکہ روح سچائی ہے۔"

درا صل یہ آیت نمبر ۶ تھی جس کو تقسیم کر کے چھ اور سات بنا دیا گیا۔ اس کے علاوہ رومن کیتھولک اردو بائبل میں یہ دونوں آیات یوں درج ہیں:

"کیونکہ تین ہیں جو گواہی دیتے ہیں یعنی (آسمان پر باپ' بیٹا اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہی ہیں اور تین ہیں جو زمین پر گواہی دیتے ہیں) روح' پانی اور خون اور یہ تینوں ایک ہی بات پر متفق ہیں"

اسی طرح عربی بائبل میں بھی بریکٹ شدہ الفاظ بلا بریکٹ ہی درج ہیں۔ مگر پروٹسٹنٹ اور دیگر بائبلوں میں یہ تثلیث والی آیت درج نہیں ہے جبکہ ۱۸۷۵ء والی بائبل میں اور رومن کیتھولک میں بھی یہ آیت بریکٹ میں درج ہے۔

ملاحظہ فرمائیں کہ ایک اختراعی عقیدہ کی تائید کے لیے کس طرح اپنے پاس سے آیات گھڑ کر مذہبی متن میں شامل کی جا رہی ہیں۔ تو اگر بقول پادری صاحبان بائبل میں یہ عقیدہ مندرج ہوتا تو اس کے لیے اس فراڈ کی کیا

ضرورت تھی؟ معلوم ہوا کہ توراۃ و انجیل میں یہ عقیدہ نہ تھا۔ یہ بعد میں یار لوگوں نے گھڑ کر اس میں شامل کرنے کی سازش کی ہے۔ اسی طرح عقیدہ ابنیت (یعنی مسیح خدا کا بیٹا ہے) بھی من گھڑت تھا جس کی تائید کے لیے اعمال ۸ : ۳۷ گھڑ کر شامل کرنے کی کوشش کی گئی۔ دیکھئے کتاب "رسولوں کے نقش قدم پر" از ولیم جی ینگ ص ۲۱۸ مطبوعہ لاہور طبع ۱۹۸۸ء)

یہ ہے تحریف بائبل کا منہ بولتا ثبوت۔

نتیجہ یہ کہ جب تثلیث صحیح ثابت نہ ہو سکی تو اس کے تمام متعلقات (مسیح کا خدا کا بیٹا ہونا' ازلی ہونا' اس کا خدا ہونا' مصلوب ہونا' کفارہ ہونا وغیرہ) خود بخود غلط ہو جائیں گے' جیسا کہ باری باری سب کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

ناظرین کرام! ان لوگوں کی دیدہ دلیری دیکھئے کہ خود اقرار کرتے ہیں کہ یہ عقیدہ چوتھی صدی میں موجودہ صورت میں مرتب کیا گیا۔ تو جب بقول پادریان عہد قدیم و جدید میں ثبوت تثلیث نہیں ہے تو پہلے یہ عقیدہ کیوں نہ بنایا گیا؟ قارئین حضرات' دیکھئے جو لوگ آیات گھڑ کر اپنے مذہبی متن میں داخل کرنے سے نہیں ڈرتے' وہ نئے عقیدے گھڑنے میں کس قدر دلیر ہو سکتے ہیں؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ توحید خالص ہی ہر نبی اور ہر کتاب کا اصل عقیدہ ہے۔ تثلیث وغیرہ بعد کی اختراع ہے۔ اس حقیقت کو قرآن مجید نے نہایت اہتمام سے واضح فرمایا ہے۔

مسیح ایک نبی ہے' نہ خدا ہے نہ اس کا بیٹا

"اور انہوں نے اس کے سبب ٹھوکر کھائی مگر یسوع نے ان سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا" (انجیل متی ۱۳ : ۵۷۔ مرقس ۶ : ۴)

لوقا میں ہے کہ

"اور اس (مسیح) نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ کوئی نبی اپنے وطن

میں مقبول نہیں ہوتا" (۴ : ۲۴)

اس سے معلوم ہوا کہ مسیح نے خود بھی اپنے آپ کو بحیثیت ایک نبی ظاہر فرمایا۔

"بھیڑ کے لوگوں نے کہا یہ گلیل کے ناصرہ کا نبی یسوع ہے۔" (متی ۱۱:۲۱)

جن لوگوں کے سامنے مسیح نے معجزے دکھائے وہ بھی آپ کو نبی ہی تصور کرتے تھے' لکھا ہے کہ:

"اور وہ خدا کی تمجید کر کے کہنے لگے کہ ایک بڑا نبی ہم میں برپا ہوا ہے اور خدا نے اپنی امت (اسرائیل) پر توجہ کی ہے (لوقا ۷: ۱۶)

سامری عورت سے جب مسیح ملتا ہے تو وہ بھی آپ کی باتوں سے متاثر ہو کر کہتی ہے کہ:

"اے خداوند مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو نبی ہے" (یوحنا ۴ : ۱۹)

مگر مسیح نے اس عورت کے الفاظ کی قطعاً کوئی تردید نہیں فرمائی۔ معلوم ہوا کہ آپ نبی ہی تھے' خدا نہ تھے۔

پطرس رسول کی گواہی

جناب پطرس بنی اسرائیل کو خطاب فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"اے اسرائیلیو! یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا (نہ خدا تھا نہ اس کا بیٹا' ناقل) جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا جو خدا نے اس کی معرفت تم میں دکھائے۔"

(کتاب اعمال ۲ : ۲۲)

اسی طرح کئی حوالجات سے روز روشن کی طرح مسیح کی رسالت اور نبوت تو ثابت ہوتی ہے مگر کہیں سے ان کی الوہیت یا خدائی ہرگز ثابت نہیں ہوتی اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔

لہٰذا عیسائیوں کو چاہئے کہ وہ آپ کی ذات کے بارے میں مبالغہ نہ کریں بلکہ اتنی ہی بات کہیں جو انجیل مقدس سے ثابت ہوتی ہے اور جے

خدا کے آخری لاتبدیل کلام مقدس نے بیان فرمایا۔

۲۔ پادری صاحبان مسیح کو ازلی مولود (یعنی جس کی ولادت کی ابتداء نہ ہو) کہہ کر ان کی الوہیت ثابت کرتے ہیں حالانکہ انجیلوں (متی اور لوقا) میں ان کا باقاعدہ نسب نامہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ابراہیمؑ کی بیالیسویں پشت میں پیدا ہوئے۔ تو کیا جو اتنی پشتوں کے بعد پیدا ہو' وہ ازلی ہو سکتا ہے؟ اگر وہ ازلی ہو سکتا ہے تو اس کی سابقہ پشتیں بھی ازلی ہونی چاہئیں۔ ورنہ مسیح کو بھی غیر ازلی تسلیم کرو' کیونکہ مسیح پہلے نہ تھے پھر ایک زمانہ میں ان کی پیدائش کی بشارت دی گئی۔ چنانچہ لکھا ہے:

"اب یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی تو ان کے اکٹھا ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی۔ پس اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور اسے بدنام نہیں کرنا چاہتا تھا' اسے چپکے سے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ وہ ان باتوں کا سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتے نے اسے خواب میں دکھائی دے کر کہا کہ اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے' وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔ وہ اس کا بیٹا ہوگا اور تو اس کا نام یسوع رکھنا۔"

پھر اس بشارت کو ایک سابقہ بشارت کا مصداق بتلایا کہ:

"دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے" (متی ۱: ۱۸ تا ۲۳)

"چھٹے مہینے میں جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرہ تھا' ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا جس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف سے ہوئی تھی اور اس کنواری کا نام مریم تھا اور فرشتہ نے اس کے پاس اندر آ کر کہا' سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے' خداوند تیرے ساتھ ہے اور وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے۔

فرشتے نے اس سے کہا کہ اے مریم خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا۔ اس کا نام یسوع رکھنا۔ مریم نے کہا یہ کیونکر ہوگا جبکہ میں مرد کو نہیں جانتی۔ فرشتہ نے جواب میں کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی اور اس سبب سے (یعنی خصوصی سبب سے) وہ مولود مقدس خدا کا بیٹا کہلائے گا۔ اور دیکھ تیری رشتہ دار الیشبع کے بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے اور اب اس کو جو بانجھ کہلاتی تھی، چھٹا مہینا ہے۔ کیونکہ جو قول خدا کی طرف سے ہے، وہ ہرگز بے تاثیر نہ ہوگا۔ مریم نے کہا دیکھ میں خداوند کی بندی ہوں۔ میرے لیے تیرے قول کے موافق ہو، تب فرشتہ اس کے پاس سے چلا گیا (انجیل لوقا ۱: ۲۸ تا ۳۸)

ناظرین کرام، ان دونوں اقتباسات کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو ساری حقیقت واضح ہو جائے گی کہ مسیح بھی ایک انسان محض تھے جو پہلے موجود اور مولود نہ تھے، پھر اپنے وقت پر اللہ نے ان کی پیدائش عجیب کی بشارت ان کی والدہ اور یوسف منگیتر کو دی کہ تمہارے ہاں عام قاعدہ کے خلاف محض قدرت خداوندی سے ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے، اس کا نام یسوع رکھنا۔

پھر لوقا ۱: ۳۴ کے مطابق جب یہ بشارت سن کر مریم تعجب کرنے لگی کہ بھلا بلا مرد کے بچہ کیسے ہوگا تو اسے یہ جواب ملا کہ یہ محض خدا کی قدرت سے ہوگا جو ہر چیز پر قادر ہے کسی اسباب کا محتاج نہیں۔ دیکھ جیسے یہ عجیب پیدائش ہے، ایسے ہی الیشبع کا حال ہے کہ وہاں بھی پیدائش کے اسباب موجود نہیں۔ یعنی عمر بھی زائد ہو چکی ہے اور وہ ہے بھی بانجھ۔ لیکن وہ قادر و قیوم خدا اس کو بھی اولاد دے رہا ہے، وہ بھی حاملہ ہے۔ اسی طرح تو بھی بلا اسباب ایک بیٹا جنے گی۔

گویا دونوں ولادتوں کو قدرت خداوندی کا کرشمہ قرار دیا کہ وہ بھی عجیب اور یہ بھی عجیب۔ جیسے قرآن مجید میں ولادت مسیح کو پیدائش آدم سے تشبیہ

دی گئی ہے۔ ایسے ہی یوحنا کی ولادت کو بطور تمہید اور مثال کے پہلے بیان کیا گیا ہے۔ (آل عمران) اب بتلایئے کہ مسیحؑ کیسے ازلی اور تمام مخلوق سے نمایاں ہو کر خدا ہو گئے؟

ولادت مسیحؑ

"پس یوسف بھی گلیل کے شہر ناصرہ سے داؤد کے شہر بیت لحم کو گیا جو یہودیہ (صوبہ) میں ہے تا کہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی' نام لکھوائے۔ جب وہاں تھے تو ایسا ہوا کہ اس کے وضع حمل کا وقت آ پہنچا اور اس کا پہلوٹھا بیٹا پیدا ہوا اور اس نے اس کو کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھ دیا کیونکہ سرائے میں جگہ نہ تھی۔ اس علاقہ میں کچھ چرواہے تھے جو گلہ کی نگہبانی کر رہے تھے کہ اچانک خداوند کا فرشتہ ان کے پاس آ کھڑا ہوا اور خدا کا جلال ان کے گرد چمکا وہ گھبرا گئے۔ مگر فرشتے نے کہا کہ مت ڈرو' دیکھو تمہیں بڑی خوشی کی بشارت سنائی جاتی ہے جو ساری امت (یہود) کے لیے ہوگی کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لیے ایک منجی پیدا ہوا ہے یعنی مسیح خداوند" (لوقا ۲: ۱ تا ۱۱)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ از روئے اناجیل مسیحؑ عام انسانوں کی طرح ماں کے پیٹ میں حمل کی صورت میں نو مہینے رہے' پھر عام پیدائش کے تحت پیدا ہوئے۔ تو بتلایئے پھر وہ ازلی کیسے ہو گئے؟ یہ آپ کی جسمانی پیدائش کا بیان ہے جو کہ انسان اور مخلوق کے ساتھ متعلق ہے ورنہ خدا تو پیدائش وغیرہ مراحل سے منزہ ہے۔

مریم کے مولود (بیٹے) کے باقی حالات

لکھا ہے کہ

"جب آٹھ دن پورے ہوئے اور اس کے ختنہ کا وقت آیا تو اس کا نام یسوع رکھا گیا جو فرشتہ نے اس کے رحم میں پڑنے سے پیشتر رکھا تھا" (لوقا ۲: ۲۱)

مسیح کا عقیقہ

"پھر جب موسوی شریعت کے مطابق ان کے پاک ہونے کے دن پورے ہو گئے تو وہ اس کو یروشلیم لائے تا کہ خداوند کے آگے حاضر کریں۔ جیسا کہ شریعت (توراۃ) میں لکھا ہے کہ ہر ایک پہلوٹھا خداوند کے لیے مقدس ٹھہرے گا اور خداوند کی شریعت کے موافق کہ قمریوں کا ایک جوڑا یا کبوتر کے دو بچے لاؤ"

(لوقا ۲: ۲۲ تا ۲۴)

مسیح کی نشوونما

"اور وہ لڑکا بڑھتا اور قوت پاتا گیا اور حکمت سے معمور ہوتا گیا اور خدا کا فضل اس پر تھا" (۲: ۴۰)

"اور یسوع حکمت اور قد و قامت میں اور خدا کی اور انسان کی مقبولیت میں ترقی کرتا گیا" (۲: ۵۲)

یعنی مسیح عمدہ ماحول میں، بہترین طور پر ظاہری اور باطنی سطح پر بڑھتا گیا۔ ایک نیک سیرت پاک باز اور خدا کا کامل عبدیت کا حامل اور نبوت و رسالت کے عہدے پر فائز ہونے والا یہ مقدس فرد خدائی تربیت میں ترقی کرتا رہا۔ یہ خدا کا انعام یافتہ بندہ اور پیغمبر تھا، نہ خدا تھا اور نہ اس کا ہم جوہر اور نہ ہی ازلی، کیونکہ ازلی اور ہمیشگی والا صرف ایک خدا ہی ہے۔ (تموتھی ۶: ۲۵)

تیس سال کی عمر میں عہدۂ نبوت پر فائز ہونا

(روحانی اور ثانی ولادت)

جب سب لوگوں نے بپتسمہ لیا اور یسوع بھی بپتسمہ پا کر دعا کر رہا تھا تو ایسا ہوا کہ آسمان کھل گیا اور روح القدس جسمانی صورت میں کبوتر کی مانند اس پر نازل ہوا اور آسمان سے یہ آواز آئی کہ "تو میرا پیارا بیٹا (محبوب) ہے، تجھ سے میں خوش ہوں" (لوقا ۳: ۲۱ و ۲۲۔ متی ۳: ۱۶ و ۱۷)

اسی طرح عبرانیوں ۱ : ۵ میں ہے کہ "تو میرا بیٹا ہے' آج تو مجھ سے پیدا ہوا" معلوم ہوا کہ مسیح ازلی نہیں
عبرانیوں ۲ : ۷ میں ہے کہ :

"تو نے اسے (مسیح کو) فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا۔ تو نے اس پر جلال و عزت کا تاج رکھا۔"

۲ : ۱۰ میں ہے :

"اس کو یہی مناسب تھا کہ جب بہت سے بیٹوں کو جلال میں داخل کرے تو ان کی نجات کے بانی کو دکھوں کے ذریعے کامل کر لے' اس لیے کہ پاک کرنے والا (مسیح) اور پاک ہونے والے سب ایک ہی اصل سے ہیں۔"

یعنی مسیحؑ نے راہ حق میں مجاہدہ کر کے اپنی امت کے لیے ایک نمونہ پیش فرمایا تا کہ اس راہ کے مسافر اسی صبر و استقلال کا مظاہرہ کر کے خدا کی مرضی کو پا سکیں اور اس کی بادشاہت اور دائمی زندگی کے وارث بن سکیں تو مسیح ان کے لیے حصول نجات کا نمونہ بنا۔ اس نے اپنے کردار سے نجات کا طریقہ قائم فرمایا۔ اس باعث وہ انہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا (چنانچہ انجیل میں کئی مقامات پر حواریوں کو بھائی کہا)

ان حوالجات سے معلوم ہوا کہ مسیح محض خدا کے فضل و کرم سے اپنے وقت پر منصب نبوت پر فائز کیے گئے اور ان کو خدا کا محبوب بندہ ٹھہرایا گیا اور انبیاء میں سے کئی حضرات سے ان کو برتری عطا ہوئی (عبرانیوں ۲ : ۲) اللہ نے ان کو عزت و جلال سے نوازا تا کہ وہ مخلوق خدا کو گمراہی اور بدی سے چھڑا کر ہدایت اور راستبازی کی طرف لے آئیں۔ اس ضمن میں ان کو بے شمار لعنتوں اور مزاحمتوں سے بھی سابقہ پڑا مگر یہ آزمائش ان کی مزید ترقی کا ذریعہ بنیں۔ لیکن یہ ہادی اور مزکی اور جن کی ہدایت کے لیے ان کا تقرر ہوا' سب کے سب ایک ہی اصل سے ہیں یعنی سب خدا کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں۔ یہ تو اس کا فضل ہوا کہ اس نے ہادی (مسیح) کو اپنی رحمت سے

اس منصب کے لائق کر دیا لیکن نہ وہ خدا ہے اور نہ اس کا ہم جوہر اور بیٹا‘ بلکہ سب مخلوق کے برابر ہے۔ پھر اسے منصب نبوت پر فائز کرتے وقت یہ اعلان کیا کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے اور تو آج مجھ سے پیدا ہوا۔ یہ گویا مسیح کی دوسری اور روحانی پیدائش ہے اور پہلی وہ جسمانی تھی۔

اب بتلایئے‘ مسیح ساری مخلوق سے پہلے مولود اور ازلی کیسے ہو گئے؟ انصاف شرط ہے۔ اچھا اگر ایسا ہی معاملہ ہے تو اس کا کیا مطلب کہ:

"اور یہ ملک صدق‘ سالم کا بادشاہ‘ خدا کا کاہن ہمیشہ کاہن رہتا ہے .... یہ باپ اور بے ماں‘ بے نسب نامہ ہے‘ نہ اس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا" (خط عبرانیوں باب ۷)

فرمایئے یہ کون سی ہستی ہے جس کی صفات مسیح سے بھی بڑھ گئیں۔ تمہارے ازلی مسیح سے یہ زیادہ ازلی ماننا پڑے گا۔ کیونکہ مسیح کی ماں ہے‘ نسب نامہ ہے‘ اس کی عمر ہے مگر یہ سب چیزوں میں بے مثال ہے۔

اب فرمایئے کہ پولوس کا یہ کہنا کہ وہ تمام مخلوق سے پہلے مولود ہے (کلسی ۱: ۱۵) کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ جبکہ وہ بے شمار پشتوں کے بعد مریم کے رحم میں پڑا‘ پھر ۹ ماہ حمل میں رہنے کے بعد ایک عاجز و ناتواں بچہ کی صورت میں مولود ہوا‘ پھر حسب عادت تیس سال تک پرورش پانے کے بعد عہدہ نبوت پر فائز ہوا پھر دوسری یعنی روحانی پیدائش میں ظاہر ہوا۔ بتلایئے کہ یہ ساری مخلوق سے پہلے مولود ہے یا بے شمار مخلوقات کے بعد؟

اب جبکہ ہم نے روز روشن کی طرح مسیح کو ایک حقیقی پاکباز انسان اور صرف مقدس پیغمبر ثابت کر دیا تو عیسائیوں کے تمام عقائد مثل الوہیت مسیح‘ کفارہ‘ صلیب وغیرہ سب ختم ہو جاتے ہیں‘ فللہ الحمد۔

اب ان پر اپنی کتاب مقدس کی تعلیم کی رو سے لازم ہے کہ وہ اس سے بڑھ کر مسیح کو کوئی مقام نہ دیں۔

۳۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ مسیح خدا کا ہم جوہر اور خدا سے خدا

ہے۔ وہ ابن ہے مخلوق نہیں بلکہ مولود ہے۔
مگر انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ :

ا۔ "جو اس کے نام پر ایمان لاتے ہیں وہ نہ خون سے' نہ جسم کی خواہش سے' نہ انسان کے ارادہ سے' بلکہ خدا سے پیدا ہوئے۔" (باب ا آیت ۱۳ نیز یوحنا ۳ : ۱)

ب۔ "جو خداوند کی محبت (زیر لفظ) میں رہتا ہے وہ اس کے ساتھ ایک روح ہوتا" (کرنتھ اول ۶ : ۱۷)

ج۔ "اس لیے کہ پاک کرنے والے (مسیح قائل) اور پاک ہونے والے سب ایک ہی اصل سے ہیں' اسی باعث وہ انہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا" (عبرانیوں ۲ : ۱۱)

یعنی سب آدم کی اولاد اور انسان ہیں' ان میں سے کوئی بھی خدا نہیں۔ معلوم ہوا کہ ایک ہونے سے مراد ہم ارادہ اور ہم مرضی ہونا ہے۔ یہ خدائی کی دلیل نہیں ہے ورنہ تمام انسان خدا ہی بن جائیں۔ دیکھئے (یوحنا ۱۷ : ۲۱)

اس پر جب مسیح خدا کا ہم جوہر اور قدیم ثابت نہ ہو سکا تو بقیہ تمام عیسائی نظریات ختم ہو گئے جو انہوں نے اناجیل اور تعلیم مسیح ؑ سے ہٹ کر مرتب کر رکھے ہیں۔

پھر یہ بھی واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ مسیح بھی خدا کی مخلوق اور نوع بشر سے ہے۔ تمام انسان اور وہ ایک ہی ہیں یعنی آدم کی اولاد سے ہیں۔ اسی لیے وہ دوسرے انسانوں کو بڑا بھائی کہتا ہے۔ ہاں مسیح ؑ کو اللہ نے ایک خاص شان اور مرتبہ سے نوازا کہ رسالت و نبوت کا تاج اس کے سر پر رکھا۔ (دیکھئے عبرانیوں ۱ : ۹ و ۲ : ۷)

اور یہی حقیقت قرآن مجید نے واضح فرمائی کہ وہ (مسیح ؑ) ہمارے انعام یافتہ بندے تھے۔ (الزخرف)

ایک ہونے کا مطلب

"تا کہ وہ سب ایک ہوں یعنی جس طرح اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں' وہ بھی ہم میں ہوں اور دنیا ایمان لائے کہ تو ہی نے مجھے بھیجا اور وہ جلال جو تو نے مجھے دیا' میں نے انہیں دیا ہے تا کہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں' میں ان میں اور تو مجھ میں تا کہ وہ کامل ہو کر ایک ہو جائیں"

(یوحنا ۲ : ۲۳)

۴۔ پادری صاحبان حضرت مسیحؑ کو بلا باپ پیدا ہونے اور دیگر وجوہ کی بنا پر خدا کا بیٹا کہتے ہیں حالانکہ از روئے بائبل بھی حضرت آدمؑ ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے اور حوا بغیر ماں کے پیدا ہوئیں تو چاہیے کہ ان کو بڑا خدا تسلیم کر لیں۔ (معاذ اللہ) جبکہ وہ خدا کی صورت میں اور شبیہ پر بھی پیدا ہوئے (پیدائش ۱ : ۲۶) اور ان کو بیٹا کہا بھی گیا ہے (انجیل لوقا ۳ : ۳۸) اسی طرح حضرت سلیمانؑ کو خدا کا بیٹا (سلاطین اول ۲۲ : ۹ و ۲۸ : ۶) اسرائیل خدا کا پہلوٹھا (خروج ۴ : ۲۲) تمام مفتی اور قاضی خدا کے بیٹے (زبور ۸۲ : ۶) فرشتے خدا کے بیٹے (کتاب ایوب ۱ : ۶ و ۳۸ : ۷ و دانیال ۳ : ۲) تمام یہودی خدا کے بیٹے (خط رومیوں ۹ : ۴ و استثناء باب ۱۴) سب یتیم خدا کے بیٹے (زبور ۶۸ : ۵) صلح کرانے والے خدا کے فرزند (متی ۵ : ۹) حضرت داؤد خدا کا اکلوتا (زبور ۸۹) افرائیم خدا کا پہلوٹھا (یرمیاہ ۳۱ : ۹) تمام نیک خدا کی نسل (کتاب اعمال ۱۷ : ۲۹) حتیٰ کہ ایک جگہ نافرمانوں کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ (یسعیاہ ۳۰ : ۱) ملک صدق کے متعلق لکھا ہے کہ بے ماں' باپ' بے نسب نامہ' جس کی کوئی ابتداء' انتہاء نہیں (عبرانیوں ۷ : ۲)

معلوم ہوا کہ بیٹا کا معنی محبوب اور پیارا ہے' جو کہ اس کی مرضی اور حکم پر چلے۔ چنانچہ انجیل یوحنا میں اس مسئلہ کا دو ٹوک فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ جب یہود نامسعود نے مسیحؑ پر اعتراض کیا کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ کیا تمہاری شریعت میں ان لوگوں کو خدا نہیں کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا؟ یعنی نبیوں کو بوجہ نزول وحی

کے مجازاً خدا کہا گیا ہے (زبور ۸۲: ۶) تو اس منصب پر ہو کر اگر میں اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہہ لوں تو یہ کیسے کفر ہو گیا؟ اگر یہ کفر ہے تو زبور ۸۲: ۶ والا قول اس سے کہیں بڑھ کر کفر ہونا چاہیے۔ (دیکھئے یوحنا ۱۰: ۳۴ تا ۳۵)

ایک حقیقت کا انکشاف

خدا کی آخری اور لاریب اور واضح کتاب نے برملا اعلان فرما دیا کہ خدا نے کسی کو بیٹا بنایا ہی نہیں۔ (سورہ بنی اسرائیل) اور یہود و نصاریٰ یہ بات پہلے بت پرستوں کی ریس میں کہتے ہیں۔ (التوبہ)

اس کی تصدیق پادری خیر اللہ کی قاموس الکتاب ص ۳۴۱ میں کر دی گئی ہے۔ نیز موجودہ اناجیل میں جن مقامات پر ابن خدا یا خدا کا بیٹا درج ہے' ان میں سے کئی مقامات کی جعل سازی ثابت ہو چکی ہے جیسے مرقس باب ۱' وہاں لکھا ہے کہ "یسوع مسیح ابن خدا کی خوشخبری کا شروع"

مگر اردو بائبل ۱۹۲۶ء میں فٹ نوٹ دے کر بتلایا گیا ہے کہ اصل یونانی میں ابن خدا کا لفظ نہیں ہے۔ اسی طرح یوحنا ۹: ۳۵ کے متعلق درج ہے کہ موجودہ متن کے خلاف یونانی متن میں بھی ابن آدم لکھا ہوا ہے۔ انجیل متی میں ہے کہ مسیح نے شاگردوں سے پوچھا کہ تم مجھے کیا کہتے ہو تو پطرس نے جواب دیا کہ "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے (۱۶: ۱۶) مگر مرقس ۸: ۲۹ اور لوقا ۹: ۲۰ میں صرف اتنا جواب ہے کہ تو مسیح ہے۔ بیٹے کا ذکر نہیں۔

معلوم ہوا کہ متی کا یہ مقام بھی قابل توجہ نہیں' یہاں بھی دوسرے مقامات کی طرح جعل سازی ہوئی ہے۔

"جو صلح کراتے ہیں وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے" (متی ۵: ۹) تو پھر ہر ایک ہی خدا کا بیٹا ہو گیا۔ بیٹے کے ثبوت والی آیات الحاقی ہیں۔ جیسے اعمال ۸: ۳۷' یوحنا ۹: ۳۵ وغیرہ۔

نیز یہ لقب محض محبوب ہونے کی بنا پر ہے اور سب ایمانداروں کے لیے ہے۔ (دیکھئے یوحنا ۳: ۱)

۵۔ پادری صاحبان مسیح کی الوہیت اور خدا کا ہم جوہر ثابت کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ مسیح نے کہا ہے کہ "میں اور باپ ایک ہیں" (یوحنا ۱۰: ۳۰) اس کا جواب تو ہو چکا۔ اس کے علاوہ وہ کہتے ہیں کہ کلسی ۲: ۹ میں لکھا ہے کہ:

"کیونکہ الوہیت کی ساری معموری اسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ مسیح کامل خدا ہے۔ مگر اس کا مطلب اور حل اگلے جملے میں موجود ہے کہ:

"اور تم اسی میں معمور ہو گئے ہو جو ساری حکومت اور اختیار کا سر ہے۔"

تو اگر معموری سے مراد خدا بن جانا ہے تو پھر سب مسیح کو ماننے والے بھی خدا بن جائیں گے' بتلایئے یہ نتیجہ تسلیم کر لو گے؟ اگر کر لو گے تو پھر تثلیث ہی نہیں بلکہ کچھ کا کچھ ثابت ہو جائے گا اور سنئے اگر اس کا یہی مطلب ہے تو پھر اس کا کیا مطلب ہو گا کہ

"اور ایمان کے وسیلے سے مسیح تمہارے دلوں میں سکونت کرے تا کہ تم محبت میں جڑ پکڑ کے اور بنیاد قائم کر کے سب مقدسوں سمیت بخوبی معلوم کر سکو کہ اس کی چوڑائی اور لمبائی اور اونچائی اور گہرائی کتنی ہے اور مسیح کی اس محبت کو جان سکو جو جاننے سے باہر ہے تا کہ تم خدا کی ساری معموری سے معمور ہو جاؤ" (افسیوں ۳: ۱۷ تا ۱۹)

دوسری جگہ ہے:

"جب تک ہم سب کے سب خدا کے بیٹے کے ایمان اور اس کی پہچان میں ایک نہ ہو جائیں اور کامل انسان نہ بن جائیں یعنی مسیح کے پورے قد کے اندازہ تک نہ پہنچ جائیں" (افسیوں ۴: ۱۳)

ناظرین کرام' ان حوالجات کو بغور نہیں بلکہ سرسری نظر پڑھنے سے ہی

تمام عقدہ حل ہو جاتا ہے کہ اصل میں مسیح کی کامل اتباع مراد ہے کہ جیسے وہ ایک کامل انسان اور خدا کا کامل تبع تھا' اسی طرح ہم بھی اس کے کامل تبع بنیں جیسے یوحنا باب ۱۵ میں اس کی مکمل وضاحت ہے۔ یہ پادری لوگ موٹے دماغ کے مالک ہیں' یہ جب اصل حقیقت تک نہ پہنچ سکے تو اس سے مسیح کی خدائی ثابت کر بیٹھے جو ان کی جہالت اور کفر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ ان کو ہدایت نصیب کرے۔

صاحب بہادر' کلام مسیح سے یہی اشتباہ (کہ میں اور باپ ایک ہیں) اس وقت یہودیوں کو ہوا تھا تو انہوں نے مسیح پر اعتراض کیا کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں اس لحاظ سے اپنے آپ کو خدا کہتا ہوں کہ جیسے تمہاری شریعت (زبور ۸۲ : ۶) میں لکھا ہے کہ "تم خدا ہو" جبکہ اس نے ان لوگوں کو خدا کہا جن پر خدا کا کلام آیا یعنی نبیوں کو۔ اسی طرح میں نے اپنے آپ کو خدا کہا ہے تو اسی لحاظ سے کہا ہے کہ میں بھی خدا کا نبی ہوں اس کا کلام مجھ پر اترا ہے (یعنی انجیل) اب ایمانداری سے بتلایئے کہ اس وضاحت کے بعد بھی کوئی مسیح کو خدا ہی مانے اور کہے تو وہ کفر نہیں کرتا تو اور کیا کرتا ہے؟ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ کہیں مسیح نے کہا ہو کہ میں واقعی خدا ہوں اور اس کی یہ دلیل ہے۔ بلکہ انہوں نے تو صرف اپنے انسان ہونے اور پیغمبر ہونے کا ہی اظہار فرمایا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ وحی الٰہی میں دو قسم کا کلام ہوتا ہے۔ ایک محکم یعنی واضح المفہوم' دوسرا متشابہ یعنی مشکل المفہوم۔ تو راستباز لوگ متشابہ کو محکم کے تابع کر کے بات سمجھ جاتے ہیں مگر بد نیت لوگ متشابہ کلام سے غلط مفہوم نکال کر گمراہی پیدا کرتے ہیں (آل عمران) چنانچہ پطرس بھی بیان کرتا ہے کہ پولس بھائی کی بعض باتیں مشکل ہیں اور جاہل اور بے قیام لوگ ان کے معنوں کو بھی اور صحیفوں کی طرح کھینچ تان کر اپنے لئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں (پطرس دوم ۲ : ۱۷) جیسے جاہل پادریوں نے اس قسم کی آیات سے غلط

کرکے کئی نظریات گھڑے ہیں۔ جیسے اس جملہ سے کہ "میں اور باپ ایک ہیں" سے مسیح کا خدا ہونا اور خدا کا ہم جوہر ہونا ثابت کرتے ہیں۔

اس حقیقت کی تائید اور اعتراف

پادری خیر اللہ کی مشہور کتاب قاموس الکتاب میں تسلیم کیا گیا ہے کہ:

"غالباً "خدا کے بیٹے" کی اصطلاح ابتداء غیر اسرائیلی ہے اور غیر اقوام کی اسطوریات میں پائی جاتی ہے۔" (ص ۲۰۲ کالم ۲)

اس مختصر اقتباس میں دونوں قرآنی دعووں کو فراخ دلی سے تسلیم کر کے اس کی صداقت پر مہر ثبت کر دی گئی ہے۔ اب کسی پادری کو اس پر تلملانے اور سیخ پا ہونے کی گنجائش باقی نہ رہی کہ قرآن مجید میں مسیح کو بیٹا کہنا باعث لعنت اور کفر قرار دیا گیا ہے لہٰذا ہم ایسے قرآن اور اہل اسلام کو کیسے تسلیم کریں؟ چنانچہ موجودہ اناجیل میں تقریباً" سو مرتبہ مسیح کو آدم کا بیٹا کہا گیا ہے اور صرف چند مواقع پر ابن اللہ یعنی خدا کا بیٹا' جیسے مرقس باب ۱ اعمال ۸: ۳۷ یوحنا ۹: ۳۵ وغیرہ۔ مگر ان مقامات کی تحریف ثابت ہو چکی ہے۔ متی ۱۶: ۱۶ میں ہے کہ مسیح نے پطرس سے پوچھا کہ تو مجھے کیا کہتا ہے تو پطرس نے کہا کہ تو زندہ خدا کا بیٹا ہے مگر مرقس ۸: ۲۹ اور لوقا ۹: ۲۰ میں ہے کہ پطرس نے جواب دیا کہ تو خدا کا مسیح ہے۔ اس سے واضح معلوم ہوا کہ متی والا جواب درست نہیں اور اس میں بھی گڑبڑ کی گئی ہے اور مرقس اور لوقا والا جواب صحیح ہے۔ جبکہ متی مرقس سے ہی ماخوذ ہے تو جب اصل میں نہیں تو فرع میں کیسے نقل ہو گیا؟

۶۔ پادری صاحبان حضرت مسیحؑ کے عجیب و غریب معجزات کی بنا پر ان کی خدائی اور الوہیت کے قائل ہیں۔ حالانکہ معجزہ اللہ کی مرضی اور طاقت سے نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے تا کہ اس کی سچائی ظاہر ہو سکے ورنہ معجزہ اور شعبدہ (تماشہ اور مداری) میں کوئی فرق باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ دیگر انبیاء کی طرح مسیحؑ بھی خدا سے دعا کر کے مردوں کو زندہ اور مریضوں کو شفا دیتے

تھے (اس سلسلہ میں ملاحظہ فرمایئے پطرس کی گواہی مندرجہ اعمال ۲ : ۲۲)
ملاحظہ فرمایئے:

جب یہود نے مسیحؑ پر اعتراض کیا کہ آپ بعلزبول یعنی شیطان کی مدد سے بد روحیں نکالتے ہیں تو فرمایا کہ میں تو خدا کی قدرت سے نکالتا ہوں۔
(ملاحظہ ہو انجیل متی ۱۲ : ۲۸ لوقا ۱۱ : ۲۰)

مرتھا اور مریم کا بھائی لعزر مر گیا تو اطلاع ملنے پر مسیح وہاں آئے تو مرتھا نے مسیح کو کہا کہ:

"اور اب بھی میں جانتی ہوں کہ جو کچھ تو خدا سے مانگے گا وہ تجھے دے گا۔" (انجیل یوحنا ۱۱ : ۲۲)

چنانچہ مسیحؑ نے خدا سے دعا فرمائی کہ (یا رب لک الحمد) آسمان کی طرف آنکھیں اٹھا کر "اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سن لی۔ اور مجھے تو معلوم تھا کہ ہمیشہ میری سنتا ہے۔" (یوحنا ۱۱ : ۴۱ و ۴۲)

قرآن مجید نے بھی مسیح کے معجزات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ معجزات خدا کے حکم سے ظاہر کرتے تھے۔ (آل عمران و مائدہ)

اضافہ طعام کا معجزہ

ایک موقعہ پر مریضوں کو تندرست کرانے کی غرض سے آئے ہوئے کافی لوگ آپ کے ساتھ تھے مگر وہاں خوراک کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ صرف پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں تھیں۔ تو آپ نے ان کو لیا اور آسمان کی طرف دیکھ کر برکت دی (یعنی برکت کی دعا دی) تو وہ روٹیاں عورتوں اور بچوں کے سوا پانچ ہزار مردوں کو کافی ہو گئیں بلکہ بچے ہوئے ٹکڑوں کے ۱۲ ٹوکرے بچ گئے۔ (انجیل متی ۱۴ : ۲۰ و ۲۱، مرقس ۶ : ۴۱، لوقا ۹ : ۱۶، یوحنا ۶ : ۱۱)

ملاحظہ فرمائیں کہ مسیحؑ کے تمام معجزے خدا کی قدرت اور اس سے دعا کرنے پر ظاہر ہو رہے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ اس لحاظ سے حضرت مسیحؑ خدا کے سچے نبی ہوئے نہ کہ خدا وغیرہ۔ اور ہر پیغمبر کے معجزہ کی یہی حالت

اور کیفیت ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں مسیح کی بشریت اور رسالت کی تائید تمام اناجیل سے ہو رہی ہے۔ دیکھیں یوحنا ۷: ۲۴ و ۸ وغیرہ

بقول مسیح" مسیح والے معجزے مسیح پر کامل ایمان والا کر سکتا ہے۔ فرمایا کہ

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے' یہ کام جو میں کرتا ہوں (معجزات) وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے بھی بڑے کام کرے گا۔" (یوحنا ۱۴: ۱۲)

تو کیا وہ پھر مسیح سے بھی بڑا خدا بن جائے گا؟ العیاذ باللہ۔ مسیحی بھائیو اور پادری صاحب' میری ان باتوں سے خفا ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ تم خود انجیل کا مطالعہ کر کے حقیقت حال تک رسائی حاصل کر سکتے ہو۔

ایک جگہ ایماندار کی علامت یہ بیان فرمائی کہ: (۱) وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے (۲) نئی نئی زبانیں بولیں گے (۳) سانپوں کو اٹھائیں گے (۴) اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا (۵) بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائیں گے۔ انجیل مرقس ۱۶: ۱۷ و ۱۸

ایک مرتبہ شاگردان مسیح ایک مرگی والے کو تندرست نہ کر سکے تو اس کو مسیح کے پاس لایا گیا' آپ نے اسے ٹھیک کر دیا۔ اس پر شاگردوں نے مسیح سے علیحدگی میں پوچھا کہ ہم اسے ٹھیک کیوں نہ کر سکے تو فرمایا

"اپنے ایمان کی کمی کے سبب سے کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا' اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لیے ناممکن نہ ہو گی۔" (انجیل متی ۱۷: ۴ تا ۲۰' لوقا ۱۷: ۶)

تو پھر کیا یہ سب لوگ خدائی میں شریک ہو جائیں گے تو جناب پھر معاملہ تثلیث سے کہیں بڑھ جائے گا۔

ایک دفعہ مسیح نے بھوک لگنے پر ایک انجیر کے درخت سے پھل طلب کیا (جبکہ پھل لگنے کا موسم نہ تھا) پھر نہ ملنے پر اس سے کہا کہ آئندہ تجھ میں کبھی پھل نہ آئے' وہ درخت اسی وقت سوکھ گیا۔ شاگرد حیران ہوئے کہ درخت یک دم سوکھ گیا تو آپ نے فرمایا

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر ایمان رکھو اور شک نہ کرو تو نہ صرف وہ کرو گے جو انجیر کے درخت کے ساتھ ہوا بلکہ اگر اس پہاڑ سے بھی کہو گے کہ تو اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ تو یہ ہو جائے گا اور جو کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے وہ سب تمہیں ملے گا۔" (انجیل متی ۲۱ : ۱۸ تا ۲۲ مرقس ۱۱ : ۲۲ و ۲۳' علاوہ ازیں اعمال باب ۱۹)

ناظرین کرام' ان حوالجات سے معلوم ہوا کہ مسیح کے معجزے اپنی قدرت اور اختیار سے نہ تھے' ورنہ وہ درخت ضرور پھل دیتا' پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ بقول مسیح ان معجزات کا اظہار مسیح کی خصوصیت نہیں بلکہ ہر ایمان والا ان کا اظہار کر سکتا ہے بلکہ جو نہ کر سکے' وہ ایمان سے خالی متصور ہو گا جیسے آج کل کے مسیحی لوگ۔ سچے مسیحی ایماندار کی نشانی یہ ہے کہ اس سے ہر قسم کے معجزات کا ظہور ہو' لہٰذا ثابت ہو گیا کہ مسیح ان معجزات کی بنا پر خدا کے برگزیدہ بندے' نبی' محبوب اور انسان تھے نہ کہ خدا اور خدا کے بیٹے

۷۔ پادری صاحبان مسیح کو با اختیار اور مدبر کائنات تصور کرتے ہیں۔ مگر مسیح فرماتے ہیں کہ :

"میں اپنے آپ کچھ نہیں کر سکتا جیسا سنتا ہوں' عدالت کرتا ہوں۔" (انجیل یوحنا ۵ : ۳۰ و ۱۹' ۸ : ۲۸ و ۱۲ : ۳۱)

"یسوع نے جواب میں ان سے کہا آپس میں نہ بڑبڑاؤ' کوئی میرے پاس نہیں آ سکتا جب تک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے' اسے کھینچ نہ لے۔" (یوحنا ۶ : ۴۳ و ۴۴)

یعنی یہ لوگ میرے اختیار سے نہیں بلکہ خدا کی توفیق سے ایمان لائیں

گے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر کئی شاگرد مسیح سے کٹ کر مرتد بھی ہو گئے (۶:۶۶)
اگر مسیح خود با اختیار ہوتے تو وہ مرتد کیوں ہوتے؟

لفظ اختیار کا معنی اور اس کی حقیقت

انجیل یوحنا ۱۷: ۲ میں مسیح کے لیے لفظ اختیار استعمال ہوا ہے کہ خدا نے اسے ہر فرد بشر پر اختیار دیا ہے مگر اس سے مراد وہ اختیار نہیں جو قدرت اور اقتدار کے معنی میں آتا ہے بلکہ ذمہ داری اور اجازت کے معنی میں ہے۔ کہ اللہ نے انہیں مخلوق خدا کی اصلاح و ہدایت کے لیے تبلیغ کرنے کی ذمہ داری عطا کی ہے جیسے اسی باب کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ سنیئے

حضرت یوحنا اور مسئلہ اختیار

ایک مرتبہ ہیکل میں علمائے یہود نے آپ سے سوال کیا کہ تو ان کاموں (وعظ و تبلیغ اور معجزات وغیرہ) کو کس کے اختیار سے کرتا ہے یعنی کس کی اجازت اور ذمہ داری سے کرتا ہے تو آپ نے انہیں فرمایا کہ پہلے تم بتاؤ کہ یوحنا کا بپتسمہ (دعوت و تعلیم) کس کی طرف سے تھی۔ آسمان یعنی خدا کی طرف سے یا زمین یعنی خود ساختہ تو انہوں نے سوچا کہ اگر آسمان کی طرف سے کہیں تو خود پھنستے ہیں کہ پھر ہم نے اسے قبول کیوں نہ کیا۔ اور اگر اسے زمین یعنی خود ساختہ کہتے ہیں تو لوگ نہ چھوڑیں گے کیونکہ وہ اس کو نبی برحق مانتے تھے تو پھر یہ کہہ دیا کہ ہمیں معلوم نہیں تو آپ نے فرمایا کہ پھر میں بھی تمہیں نہ بتلاؤں گا کہ کس کے اختیار سے کرتا ہوں (انجیل متی ۲۱: ۲۳ تا ۲۷، لوقا باب ۲۰، مرقس ۱۱: ۳۳)

ناظرین کرام! اس اقتباس نے فیصلہ کر دیا کہ اختیار سے مراد ذمہ داری ڈیوٹی اور اجازت ہے نہ کہ قدرت و اقتدار جو پادری سمجھ بیٹھے ہیں۔ چنانچہ مسیح اپنے اختیار کو یوحنا کے اختیار سے تشبیہ دے کر اس کو مفہوم سمجھاتا ہے کہ جیسے وہ خدا کے پیغمبر تھے اور اس کے تقرر اور اجازت سے لوگوں کو ہدایت

کی تبلیغ کرتے تھے، ایسے ہی میں ہوں۔ یعنی وہ بھی رسول برحق تھے اور میں بھی خدا کا پیغمبر ہوں۔ نہ خدا ہوں اور نہ اس کا بیٹا۔ (یعقوب و یوحنا)

قدرت و اقتدار کی نفی

ایک دفعہ زبدی کی بیوی یا اس کے بیٹوں نے مسیح سے درخواست کی کہ میرے بیٹے تیری بادشاہت میں ایک تیرے داہنے بیٹھے اور دوسرا بائیں تو مسیح نے جواب دیا کہ اپنے دائیں بائیں بٹھانا میرا کام نہیں۔ مگر جن کے لیے باپ کی طرف سے مقدر ہو چکا ہے۔ (متی ۲۰: ۲۰ تا ۲۳، مرقس ۱۰: ۳۵ تا ۴۰)

اس سے ثابت ہوا کہ مسیح صرف خدا کے بندے اور پیغمبر تھے۔ نہ خدا تھے نہ اس کے بیٹے کہ جس کو قدرت و اقتدار حاصل ہو بلکہ ان کا کام اور منصب محض وعظ نصیحت تھی نہ کہ تدبیر کائنات۔

۸۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ مسیح ہمیشہ رہے گا یعنی وہ آخری نبی ہے جن کی نبوت ہمیشہ رہے گی مگر مسیح خود فرماتے ہیں کہ:

"اور تھوڑے دنوں تک نور تمہارے ساتھ ہے۔ جب تک نور تمہارے ساتھ ہے چلے چلو" (یوحنا ۱۲: ۳۵)

پھر یوحنا ۱۳: ۳۳ اور ۱۴: ۳۰، ۱۶: ۷ اور ۱۷: ۱۱ میں ہے کہ

"میں (جا کر) باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار، تسلی دہندہ، شفیع بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا" (۱۴: ۱۶)

معلوم ہوا کہ مسیح نے ہمیشہ نہیں رہنا تھا بلکہ ہمیشہ رہنے والی ذات اقدس، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جن کے دوام کی مسیح بھی گواہی دے رہے ہیں۔ فرمایا،

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ (یعنی وہ نبی، یوحنا ۱: ۲۱) یعنی سچائی کا روح (صادق و امین، مکاشفہ ۱۹: ۱۱) آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا، وہی کہے گا (استثناء ۱۸: ۱۸) اور

تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا وہ میرا جلال ظاہر کرے گا" (یوحنا ۱۶: ۱۳ و ۱۴" ایضاً" ۱۵ تا ۱۳)

پولوس کی گواہی

"نبوتیں ہوں تو موقوف ہو جائیں گی' زبانیں ہوں تو جاتی رہیں گی' علم ہو تو مٹ جائے گا' کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے اور ہماری نبوت ناتمام۔ لیکن جب کامل آئے گا تو ناقص جاتا رہے گا۔" (کرنتھیوں اول باب ۱۳ آیت ۸ تا ۱۰)

ان حوالجات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ مسیح کی نبوت دائمی نہیں۔ نہ وہ خاتم الانبیاء تھے بلکہ آخری اور دائمی نبوت والی ہستی وہ ہے کہ جس کا دین اور شریعت بالکل محفوظ اور قیامت تک باقی رہیں گے۔ اس کے علوم و معارف کے خزانے ہمیشہ بھرپور اور فیض رساں رہیں گے۔ اس کی زبان (عربی) بھی قیام قیامت تک زندہ تابندہ رہے گی۔ وہ تکمیل دین و شریعت اور انعامات خداوندی کا اعلان کرے گا۔ لہٰذا سب مخلوق خداوندی کو اس کے دامن پر برکات سے وابستہ ہو کر دونوں جہاں کی کامیابیاں اور خیر و برکات حاصل کر لینا چاہئیں۔

۹۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ اللہ نے آدم کو کامل پیدا کیا تھا مگر انہوں نے منع کردہ درخت سے کھا کر اپنی کاملیت کھو دی اور پھر ہمیشہ کے لیے یہ گناہ اولاد آدم میں پھیل گیا۔ اس کے ازالہ کی کوئی صورت نہ تھی بالآخر اللہ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا کہ وہ مصلوب ہو کر انسانیت کو اس موروثی گناہ سے نجات دے۔ اس کو وہ مسئلہ کفارہ کہتے ہیں۔

اس بیان میں کئی مسائل ہیں جن کا حل اور جواب ضروری ہے' مثلاً

ا۔ آدم اور اس کی اولاد کا دائمی طور پر گنہگار ہونا' اور موروثی گناہ کا تصور' ۲۔ مسیح کا بیٹا اور اکلوتا بیٹا ہونا' ۳۔ مسیح کی صلیب سے تمام انسانوں کو ضرورت کفارہ۔ اب سنئے لکھا ہے کہ:

"آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی لیکن

اولاد ہونے سے نجات پائے گی' بشرطیکہ وہ ایمان اور محبت اور پاکیزگی میں پرہیز گاری کے ساتھ تو قائم رہیں" (تمو تھی اول ۲: ۱۴ و ۱۵)

ملاحظہ فرمایئے اس اقتباس میں آدم کی طرف گناہ کی نسبت ہی نہیں بلکہ عورت کی طرف ہے جس کا ازالہ اولاد ہونے کی صورت میں ہو جائے گا بشرط ایمان اور اعمال صالح یہاں موروثی گناہ کا کوئی تصور نہیں' لہٰذا نہ کسی کفارہ کی ضرورت نہ صلیب کی۔ مسیح کے بیٹے ہونے کی نفی پہلے ہو چکی ہے۔ نیز اس اقتباس میں نجات اور کامیابی کا وہی تصور پیش کیا گیا ہے جو توراۃ' زبور' انجیل اور قرآن مجید میں مشترکہ طور پر پیش ہوا ہے۔

مسیح فرماتے ہیں کہ:

"میں تجھ سے کہتا ہوں کہ جب تک تو کوڑی کوڑی ادا نہ کرے گا وہاں سے ہرگز نہ چھوٹے گا۔" (متی ۵: ۲۶ اور لوقا ۱۲: ۵۹ میں کوڑی کوڑی کی بجائے دمڑی دمڑی کا لفظ ہے)

لوقا میں ہے:

"تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر نا امید ہوئے قرض دو تو تمہارا بڑا اجر ہو گا اور تم خدا کے بیٹے ٹھہرو گے کیونکہ وہ ناشکروں اور بدوں پر بھی مہربان ہے جیسے تمہارا باپ رحیم ہے' تم بھی رحم دل ہو' عیب جوئی نہ کرو' تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے گی" (باب ۶ آیت ۳۵ تا ۳۸)

ایسا ہی مضمون مرقس ۱۴: ۲۴ اور لوقا ۱۱: ۵۱ پر ہے۔

کتاب حزقیل میں ہے کہ "جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی" (۱۸: ۲۰ تا ۳۰) نیز گلتی ۶: ۵' زبور ۱۰۳: ۲ و ۳ وغیرہ بے شمار مقامات پر اس نظریہ کفارہ کی تردید ہوتی ہے۔

جب یہ تمام ابتدائی باتیں ہی ثابت نہ ہو سکیں تو پھر صلیب کی کیا ضرورت رہی؟ چنانچہ وہ بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ (مصنف نے اس موضوع پر "کسر صلیب" نامی رسالہ مرتب کیا ہے جو اپنے موضوع پر بے مثال اور

لاجواب ہے' جسے اسلامی مشن لاہور نے طبع کیا ہے۔ وہاں سے حاصل کیا جا سکتا ہے)

ملاحظہ فرمائیں' جناب مسیح خود اعلان کرتے ہیں کہ

"یسوع نے کہا کہ میں اور تھوڑے دنوں تک تمہارے پاس ہوں' پھر اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤں گا تم مجھے ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے اور جہاں میں ہوں' تم نہیں آ سکتے" (یوحنا ۷: ۳۴ و ۳۳' ۱۳: ۳۳ وغیرہ)

ملاحظہ فرمایئے' جب بقول مسیح وہ ڈھونڈے ہی نہیں جا سکتے تو کیسی گرفتاری اور کیسی صلیب؟ لہذا یہ سب افسانہ بعد کا بنایا ہوا ہے چنانچہ سابقہ زمانہ میں کئی مسیحی فرقے صلیب کے منکر تھے اور آج کل تو تمام مغرب اس نظریے کا انکار کر رہا ہے۔ مکافاۃ عمل اور عمل کے ردعمل کا نظریہ عین فطرت اور عقل کے مطابق ہے جس کو اسلام نے واضح طور پر پیش کیا اور آج تمام عالم اس کو تسلیم کر رہا ہے۔ نیز ملاحظہ فرمائیں خط رومیوں ۹: ۱۲ تا ۱۸' پطرس ۲: ۸ نیز لوقا ۱۳: ۲۲ تا ۳۰ وغیرہ

(۵) پادری صاحبان کہتے ہیں کہ مسیح پر کوئی کلام یا کتاب نازل نہیں ہوئی۔ مگر جناب پولوس مقدس اقرار کرتے ہیں کہ:

"اگلے زمانے میں خدا نے باپ دادوں سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے اس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا" (عبرانیوں باب ۱ آیت ۱و ۲)

ملاحظہ فرمائیں' اس عبارت میں صاف وضاحت ہے کہ خدا نے پہلے لوگوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے مختلف انبیاء پر حسب ضرورت کلام اتارا جو کہ ان کو مختلف طریقوں سے موصول ہوا۔ کسی کو تختیوں پر لکھ کر ملا' جیسے موسیٰ کو۔ کسی کو خواب میں کلام سنایا گیا جو اس نے کسی کاتب سے لکھوا لیا' جیسے یرمیاہ وغیرہ۔ چنانچہ ان انبیاء پر نازل شدہ کلام مختلف رسائل اور صحیفوں کی صورت میں مجموعہ بائبل میں موجود ہے۔ آگے صاف لکھا ہے کہ سابقہ

نبیوں کی طرح مسیح پر بھی کلام نازل ہوا ہے جس کو آپ نے قلم بند کروا لیا ہوگا۔ اسی کا نام اصل میں انجیل ہے جس کو مسیح "میری انجیل" کہہ کر پکارتے ہیں۔ اسی کو قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ ہم نے مسیح کو انجیل دی۔

ایک دفعہ حضرت مسیح نے حسب عادت یہود کے ساتھ خدا کو باپ کا عنوان دے کر گفتگو فرمائی تو ان لوگوں نے اس بات پر مشتعل ہو کر انہیں مارنے کے لیے پتھر اٹھا لیے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے تمہیں باپ کی طرف سے بہت اچھے کام (معجزات) دکھلائے۔ تم مجھے کس کام کے عوض مارتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ اچھے کاموں کی وجہ سے نہیں بلکہ کفر کی وجہ سے مارتے ہیں' تو اپنے آپ کو انسان ہو کر خدا کہتا ہے تو فرمایا (یہ تو مجازاً ہے) دیکھو تمہاری کتاب زبور (۸۲ : ۶) میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے کہا تم الٰہ ہو۔ جبکہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا" (انجیل یوحنا باب ۱۰ آیت ۳ تا ۳۵)

ملاحظہ فرمائیں' مسیح نے ساری حقیقت کھول دی کہ میرے کلام میں جو اس قسم کے مشتبہ الفاظ پائے جاتے ہیں وہ مجازی ہیں۔ دیکھئے خدا نے زبور میں ان ہستیوں کو خدا کہا' کیونکہ ان کے پاس خدا کا کلام آیا تو اگر میں نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا تو اس لیے کہ مجھ پر بھی اس کا کلام اترا ہے' وحی آتی ہے۔ بتلایئے میں نے کون سا برا کام کیا ہے؟

چنانچہ اسی کلام منزل کے متعلق مسیح ایک اہم موقع پر کہتے ہیں کہ:

"کیونکہ جو کلام تو نے مجھے پہنچایا وہ میں نے ان کو پہنچا دیا۔ (حواریوں یا امتیوں کو) انہوں نے اسے قبول کر لیا" (یوحنا ۱۷: ۸ و ۱۴)

ایک موقعہ پر فرمایا کہ

"جو میں نے اس سے (خدا سے) سنا" وہی دنیا میں کہتا ہوں" (یوحنا ۸: ۲۶ و ۲۸)

"تمہیں میں نے درست کہا ہے کیونکہ جو باتیں میں نے اپنے باپ سے

ہیں وہ سب تم کو بتا دیں۔" (۱۵: ۱۵)

"جو کلام تم سنتے ہو وہ میرا نہیں بلکہ باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا۔"

(یوحنا ۱۴: ۲۴)

مزید دیکھئے یوحنا ۱۴: ۱۲، ۱۶۔ ۸: ۴۰۔ ۱۲: ۴۸، ۵۰ وغیرہ

ملاحظہ فرمایئے کہ ان حوالجات میں مسیحؑ اپنے آپ کو ایک نبی اور پیغمبر کی حیثیت سے پیش کر رہے ہیں جس پر خدا کا کلام اترتا ہے نہ کہ خدا کی حیثیت سے۔ لہذا جب آپ کی پیغمبرانہ حیثیت ثابت ہو گئی تو پھر بقیہ تمام عیسائی عقائد الوہیت، تلاوت و اقنیان، صلیب و کفارہ باطل ہو گئے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

۱۔ مسیحی پادری استثناء ۱۸: ۱۸ والی پیش گوئی محض سینہ زوری سے حضرت مسیح کے حق میں سیٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اپنی ناعاقبت اندیشی سے اس کے نتیجے سے غافل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ سیالکوٹ کے ایک اعزازی پادری بی اے خان صاحب نے اس پر ایک مستقل تصنیف مرتب کر ڈالی ہے مگر صرف پہلے جملہ تک ہی اکتفا کیا ہے، پوری پیش گوئی تو کجا دوسرا جملہ تک نوٹ نہ کر سکا کیونکہ اس میں صاف وضاحت ہے کہ "میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" وہ لوگوں سے وہی کہے گا جو سنے گا۔" یہ ہے ان لوگوں کا مبلغ علم و دیانت

اس تمام تفصیل سے روز روشن کی طرح معلوم ہو گیا کہ مسیحؑ نہ خدا تھے نہ اس کے بیٹے بلکہ وہ نوع انسانی میں سے مریم صدیقہ کے فرزند خدا کے بندے اور مبعوث کردہ رسولؑ تھے جن کو بصورت انجیل خدا کا کلام ملا تھا (اسرائیلی ہدایت کے لیے) مگر اب وہ مجموعہ کلام ان لوگوں نے ضائع کر دیا ہے۔ لہذا اب وہ بوجہ خالی ہاتھ ہونے کے اصل نزول کے ہی منکر ہو جاتے ہیں۔

مزید سنئے! انجیل مرقس میں لکھا ہے کہ:

یسوع نے کہا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایسا کوئی نہیں جس نے گھر یا بھائیوں یا بہنوں یا ماں یا باپ یا بچوں یا کھیتوں کو میرے اور میری انجیل کی خاطر چھوڑ دیا ہو اور اب اس زمانہ میں سو گنا نہ پائے" (۱۰ : ۲۹۔ نیز مرقس ۸ : ۳۵۔ ۱۳ : ۱۰۔ ۱۴ : ۹۔ ۱۶ : ۱۵۔ رومیوں ۱۱ : ۲۸۔ کرنتھ اول ۴ : ۱۰ و ۹ : ۱۴۔ ۲۳۔ فلپی ۱ : ۲۷ وغیرہ)

غرضیکہ اس قسم کے بیسیوں حوالجات سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام پر بھی ایک کلام نازل ہوا تھا جس کو انجیل کہا گیا۔

گلتیوں کے خط کے شروع میں پولوس بڑے زور دار الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ بعض لوگ مسیح کی انجیل کو الٹ دینا چاہتے ہیں' خبردار ہماری سنائی ہوئی انجیل کے سوا جو کوئی اور انجیل سنائے' خواہ وہ آسمان کا فرشتہ ہی کیوں نہ ہو' وہ ملعون ہو۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ مسیح کی ایک انجیل تھی جسے ابتداء ہی میں گم کر کے ضائع کر دیا گیا۔ چنانچہ پادری برکت اللہ ایم اے اپنی مشہور کتاب "قدامت و اصلیت اناجیل" میں لکھتا ہے کہ:

"شروع ہی میں حسن اتفاق سے ان معلموں (حواریوں) کے ہاتھ میں ایک رسالہ تھا جو حضرت کلمۃ اللہ کی تعلیم اور آپ کے کلمات طیبات پر مشتمل تھا" (ص ۴۷)

"پس متی نے عوامی زبان میں خداوند کے کلام کو جمع کیا اور ہر شخص نے اپنی لیاقت کے مطابق ان کا ترجمہ کیا۔"

"پروفیسر ورمزے کے' مطابق یہ مجموعہ حضرت کلمۃ اللہ کے جیتے جی میں جمع کیا گیا تھا" (ص ۷۵)

"پس انہوں نے انجیل متی اور لوقا کے طوماروں کو ترجیح دی اور یہ رسالہ آہستہ آہستہ نقل ہونا بند ہو گیا"

جب بند گیا تو ضائع ہو گیا۔ اب جو جس کا جی چاہے' لکھے یا جانے۔

کوئی موازنہ کرنے یا پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس رسالہ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ اس میں ۱۹۲ جملے تھے۔

ایسے ہی تواریخ مسیحی کلیسا ص ۴۰ پر لکھا ہے کہ ایبونی فرقہ کی ایک انجیل تھی جو ان اناجیل سے مختلف تھی۔

ملاحظہ فرمائیں کہ کیسے کھلے بندوں اصل حقیقت کا اعتراف ہو رہا ہے' ہم کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ وہ رسالہ "ک" ہی اصل انجیل کا متن ہو جس کو ضائع کر دیا گیا' بہرحال ایک ایسی کتاب مقدس کے وجود اور نزول کا انکار ممکن نہیں جس کو قرآن مجید اور مروجہ انجیل نے انجیل کہا ہے۔ موجودہ اناجیل کو تو جناب ٹرٹولین نے دوسری صدی کے آخر میں پہلی دفعہ مختلف نوشتوں کو الہامی قرار دے کر عہد جدید کا نام دیا۔ (دیکھئے ہماری کتب مقدسہ ص ۶۵ از پادری جی ٹی میتلی ایم اے)

۳۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ نجات کے لیے آپ کے مصلوب ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ مگر خدا کا فرمان ہے کہ

"قربانی نہیں بلکہ رحم کو پسند کرتا ہوں" (متی ۱۲ : ۷)

"رحم انصاف پر غالب آتا ہے" (خط یعقوب ۲ : ۱۳)

"تجھ سا کون ہے جو بد کرداری معاف کر دے اور اپنی میراث کے بقیہ کی خطاؤں سے درگزر کرے۔ وہ اپنا قہر ہمیشہ تک نہیں چھوڑتا کیونکہ وہ شفقت کرنا پسند کرتا ہے" (میکاہ ۷ : ۱۸)

مسیح فرماتے ہیں کہ صرف میرا نام لینے والے کامیاب نہ ہوں گے بلکہ میں انہیں روز حشر کہوں گا کہ بدکارو دور ہو جاؤ' میری تم سے کوئی واقفیت نہ تھی۔ جو شخص میری بات سنتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے وہ کامیاب ہو گا۔ (مفہوم متی ۷ : ۲۳ و ۱۹:۵۔ لوقا ۱۳ : ۲۲ تا ۳۰)

ایک شخص مسیح کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا کہ اے استاد میں کون سی نیکی کروں تا کہ ہمیشہ کی زندگی (نجات) پاؤں۔ تو فرمایا کہ تو حکموں پر

عمل کر۔ اس نے کہا کہ کون سے حکم؟ تو فرمایا یہ کہ خون نہ کر' زنا نہ کر' چوری نہ کر' جھوٹی گواہی نہ دے' اپنے ماں باپ کی عزت کر' اپنے پڑوسی سے اپنے مانند محبت رکھ۔ وہ کہنے لگا کہ ان پر تو میں نے عمل کیا ہے۔ اب مجھ میں کون سی کمی ہے۔ تو یسوع نے کہا کہ اگر تو کامل ہونا چاہتا ہے تو جا کر اپنے مال اسباب بیچ کر غریبوں کو دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا اور آ کر میرے پیچھے ہو لے مگر وہ جوان یہ بات سن کر غمگین ہو کے چلا گیا کیونکہ وہ بڑا مالدار تھا۔ (انجیل متی ۱۹: ۱۶ تا ۲۲' مرقس ۱۰: ۱۷ تا ۲۲' لوقا ۱۸: ۱۸ تا ۲۳)

ملاحظہ فرمائیں مسیح نے کاملیت اور نجات کے لیے کسی کفارہ اور صلیب کا نام نہیں لیا بلکہ توراۃ کے احکام عشرہ ہی کو زیر عمل لانے کا ارشاد فرمایا حالانکہ اگر یہ صلیب و کفارہ باعث نجات ہوتا تو آپ ضرور ان کا نام لیتے۔ علاوہ ازیں آپ کے مایہ ناز پہاڑی وعظ میں بھی کہیں کفارہ اور صلیب کا نام و نشان نہیں ملتا۔ (دیکھئے انجیل متی باب آیت ۵ سے آخر تک)

پادری برکت اللہ نے اپنی کتاب "کلمتہ اللہ کی تعلیم" میں لکھا ہے کہ:

"رسالہ میں کہیں تصلیب اور قیامت یعنی دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کا بالکل ذکر نہیں ہے۔" (ص ۳۰)

بائبل میں متعدد بار خدا کی یہ صفت مذکور ہے کہ: وہ رحیم و کریم خدا ہے جو قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی ہے۔ (یوناہ ۴: ۲' ناحوم ۱: ۳' خروج ۳۴: ۶' یوایل ۲: ۱۳' زبور ۱۴۵: ۸ وغیرہ۔ نیز ملاحظہ کیجئے رومیوں ۹: ۱۴ تا ۱۸' پطرس ۳: ۱۸)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوا کہ کسی کی غلطی کی وجہ سے دائمی اور موروثی گناہ کا تصور بالکل محال ہے کیونکہ خدا رحیم ہے' وہ ہزاروں سال اپنا غصہ باقی نہیں رکھتا بلکہ اس کی رحمت جلد ہی اس کی خطا کار مخلوق پر برسنے لگتی ہے۔ جیسا کہ خود بائبل میں بیان کردہ یہود کی سرگزشت اس پر شاہد عدل

ہے کہ انہوں نے بار بار اور وقتاً" فوقتاً" جب اپنی سرکشی اور بد اعمالی سے خدا کے قہر کو دعوت دی تو کچھ مدت تک ان کی یہ کیفیت رہی' پھر رب رحیم نے ان پر رحم فرمایا اور نئے سرے سے پھر بنی اسرائیل کو دنیا میں بحال فرما دیا۔ نہ یہ کہ اول سے لے کر آخر تک سب مجرم رہے' جن کی نجات کے لیے خدا نے آخر میں اپنا فرزند صلیب پر چڑھا کر لوگوں کے گناہوں کا ازالہ کیا۔ اس نظریہ کا تصور نہ سابقہ شرائع میں ملتا ہے اور نہ ہی آج کل کا ترقی پسند ذہن اس کو قبول کر سکتا ہے۔ ذرا ایک دفعہ دوبارہ سابقہ حوالہ تموتھی اول ۲: ۱۴ پر نظر ڈال لیجئے' سارا عقدہ حل ہو جائے گا۔

۳۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ مسیح" بھی خدا کی طرح بے عیب ذات ہے۔ مگر مسیح سے ایک موقعہ پر جب کسی نے کہا کہ اے نیک استاد' تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ

"تو مجھے نیک (بے عیب) کیوں کہتا ہے۔ نیک تو صرف ایک ہی ہے"

(انجیل متی ۱۹: ۱۷' مرقس ۱۰: ۱۸' لوقا ۱۸: ۱۹)

کتاب ایوب میں ہے کہ "جو عورت سے پیدا ہو وہ کیونکر پاک ہو سکتا ہے۔" (۲۵: ۴) مسیح بھی تو عورت سے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح تو صرف عورت سے پیدا ہوئے تھے' وہ کیونکر پاک (بے عیب) ہو سکتے ہیں؟ پھر از روئے عہد جدید اصلی مجرم تو عورت ہے۔ (دیکھئے تموتھی اول ۲: ۱۴)

انبیائے کرام" معصوم ہوتے ہیں' وہ گناہ سے دور ہوتے ہیں' ہاں ان کی شان کے لحاظ سے ان سے کسی وقت خلاف اولیٰ کام ہو سکتا ہے جسے ذہنی لغزش کہتے ہیں اور یہ عصمت کے منافی نہیں۔

گناہ اور عصمت کی حقیقت

خدائی احکام کی بالارادہ خلاف ورزی کو گناہ کہتے ہیں جس پر خدا کی طرف سے عذاب اور سزا کا امکان ہے۔ لیکن جو خلاف ورزی "قصداً" اور جانتے بوجھتے نہ ہو' اسے گناہ نہیں کہتے اور نہ اس پر سزا ہوگی۔ لہذا اگر

انبیائے کرام سے ایسا اوقات کوئی بلا قصد معمولی خلاف ورزی ہو جائے تو عام انسانوں کے حق میں تو گناہ اور قابل مواخذہ نہیں، مگر انبیائے کرامؑ کی شان کے لحاظ سے ایسے فعل پر بھی امکان مواخذہ ہوتا ہے یا کسی وقت ہو جاتا ہے جس پر وہ اپنے قصور و کوتاہی کا اقرار و اعتراف کرتے ہوئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

دیکھیے بچوں کو ہر کوئی معصوم سمجھتا اور کہتا ہے حالانکہ ان سے بھی اکثر افعال و اعمال غیر مناسب ہوتے رہتے ہیں۔ مگر چونکہ ابھی وہ مکلف نہیں، ان کا قصد و ارادہ بھی معتبر نہیں، اس لیے ان کو معصوم کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ کچھ بچوں کو مسیح کے پاس لایا گیا تاکہ وہ ان پر ہاتھ رکھے اور دعا کرے مگر شاگردوں نے انہیں جھڑکا۔ یسوع نے کہا

"بچوں کو میرے پاس آنے دو اور انہیں منع نہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے۔ (متی ۱۹ : ۱۳ تا ۱۴، مرقس ۱۰ : ۱۳ تا ۱۶، لوقا ۱۸ : ۱۵ تا ۱۷)

ملاحظہ فرمائیے کہ چھوٹے معصوم بچوں کو مسیح نے بادشاہت کا وارث بتایا حالانکہ ان سے بھی کئی برے فعل صادر ہوتے ہیں مگر چونکہ ابھی ان کا ارادہ و اختیار معتبر نہیں، لہٰذا وہ معصوم کہلاتے ہیں۔ ان لوگوں کے ضابطے کے مطابق ہر انسانی فرد موروثی گناہ کے طبع حضرت آدم کی اولاد ہے لہٰذا وہ ہر لحاظ سے گناہ آلود ہے، خدا کی بادشاہت کے ناقابل۔ مگر یہاں مسیح بادشاہت کو صرف انہی تک محدود فرما رہے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ تمہارا نظریہ ہی بے بنیاد ہے۔ پادری صاحبان مسیح کو اس لیے بے عیب قرار دیتے ہیں، کیونکہ ان کے خیال میں انسانیت کے موروثی گناہ کا کفارہ صرف بے عیب قربانی سے ہی ہو سکتا تھا اور کوئی بھی انسان گناہ سے پاک نہیں، لہٰذا اس نے اپنے اکلوتے اور بے عیب بیٹے کو بھیجا تاکہ وہ مصلوب ہو کر کفارہ بن سکے۔ مگر اس کے برعکس مقدس بائبل کہتی ہے کہ :

"شریر صادق کا فدیہ ہو گا اور دغا باز اور راستبازوں کے بدلہ میں دیا جائے گا۔" (امثال ۱۸:۲۱)

دوسری جگہ ہے کہ آدمی کی جان کا کفارہ اس کا مال ہے۔ (امثال ۸:۱۳)

اس سے معلوم ہوا کہ پادری صاحبان کا نظریہ بائبل مقدس کے بالکل خلاف ہے کیونکہ وہ شریر کو صادق کا فدیہ قرار دیتی ہے۔ اور یہ صاحب اس کے الٹ ایک بے عیب کو گنہگار کا فدیہ قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا جب یہ نظریہ ہی درست نہ نکلا تو اس کے تمام مبادیات بھی غیر ضروری اور بے کار قرار پائیں گے' اسی طرح اس کے نتائج۔

ویسے اگر راست باز اور بے عیب ہی فدیہ کے لیے لازمی تھا تو مسیح سے پہلے بھی بے شمار ایسے افراد ہو چکے ہیں' ان کو فدیہ میں کیوں نہ دیا گیا؟ حتیٰ کہ اگر حضرت یوحنا کی پوزیشن ملاحظہ کی جائے تو وہ مسیح سے فائق معلوم ہوتے ہیں' اسی لیے مسیح نے بھی ان سے بپتسمہ لیا۔

الغرض ان کا یہ تمام منصوبہ اور پروگرام ہی غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ مسیح انسان کے موروثی گناہ کے کفارہ کے لیے مصلوب ہوئے۔ اس کی تو ایک ایک شق غلط ثابت ہو رہی ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہ نظریہ ہی بے بنیاد ہے اور حق و صداقت اور عقل و فکر کے خلاف ہے۔ اس لیے ساری انجیل میں کہیں بھی ایسے کفارہ کا ذکر نہیں ہے۔ خود بائبل مقدس سے اس کے خلاف متعدد دلائل پیش کیے جا سکتے ہیں جس کی بنا پر عیسائی عقیدہ کفارہ کے تمام متعلقات بے کار ثابت ہوئے۔

پادری صاحبان دعویٰ کرتے ہیں کہ مسیح تمام دنیا کے لیے ہادی بن کر آئے تھے۔ حالانکہ آپ کی ولادت سے پہلے جو بشارت دی گئی' وہ یوں تھی کہ جب مریم کے منگیتر یوسف نے مریم کو حاملہ پا کر چھوڑ دینے کا ارادہ کیا تو خواب میں ایک فرشتے نے اسے کہا

"اے یوسف بن داؤد' اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے مت ڈر' کیونکہ وہ روح القدس سے حاملہ ہے۔ وہ بیٹا جنے گی اور تو اس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں (یہود) کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا" (متی ۱: ۱۸ تا ۲۲)

یہ بھی معلوم ہوا کہ مسیح کسی مزعومہ موروثی گناہ کے کفارہ کے لیے نہیں بلکہ حسب سابق بنی اسرائیل کو ہر قسم کی اعتقادی اور عملی بدکاری سے وعظ و نصیحت کے ذریعے نجات دینے آئے تھے۔

"کیونکہ نبی کی معرفت (میکاہ ۵ : ۲) یوں لکھا ہے کہ : اے بیت لحم یہودلہ کے علاقے' تو یہودلہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا" (متی ۲ : ۵ و ۶)

معلوم ہوا کہ مسیح نے صرف بنی اسرائیل کی گلہ بانی کرنا تھی نہ دوسری اقوام کی۔

یوحنا نبی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اس لیے آیا تھا کہ اس کی امت کو نجات کا علم بخشے جو ان کو گناہوں کی معافی سے حاصل ہو۔ (انجیل لوقا ۱: ۷۷) گویا یوحنا اور مسیح کا مشن صرف یہود تک محدود ہے۔

"مگر فرشتہ نے کہا ڈرو نہیں کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں جو ساری امت کے واسطے ہوگی کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لیے ایک منجی پیدا ہوا ہے یعنی مسیح خداوند۔" (لوقا ۲ : ۱۰ و ۱۱)

فرمان مسیح : "یہ نہ سمجھو کہ میں توراۃ یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں' منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔" (متی ۵ : ۱۷)

توراۃ صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی لہٰذا مسیح بھی صرف بنی اسرائیل ہی کے لیے آئے تھے' دوسروں کے لیے ان کے پاس نجات کا کوئی پیغام نہ تھا۔

ایک کنعانی عورت نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا

"اے خداوند ابن داؤد' مجھ پر رحم کر۔ ایک بدروح میری بیٹی کو ستاتی ہے۔ مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ شاگردوں نے مسیح سے کہا کہ اسے رخصت کر دے کیونکہ وہ ہمارے پیچھے چلی آتی ہے۔ اس نے جواب دیا میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی (گمراہ) بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ عورت نے کہا اے خداوند میری مدد کر' اس نے جواب میں کہا کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں (غیر یہودی) کو ڈال دینی اچھی نہیں۔" (متی ۱۵: ۲۲ تا ۲۷' مرقس ۷: ۲۴)

"ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور انھیں حکم دے کر کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی بھیڑوں کے پاس جانا۔" (متی ۱۰: ۵ و ۶)

معلوم ہوا کہ مسیحی پادریوں کو مسلمانوں میں تبلیغ کرنے کا قطعاً کوئی حق نہیں وہ صرف اسرائیل میں تبلیغ کرنے کے مجاز ہیں۔ لہذا عیسائیوں کی تمام مشنریوں کو اسرائیل میں ڈیرے ڈال لینے چاہئیں۔

"تم اسرائیل کے سب شہر نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آ جائے گا۔" (متی ۱۰: ۲۳)

پھر عالمی رسالت کا کیا معنی۔

ایک مرتبہ پطرس حواری نے کہا کہ

"دیکھ ہم تو سب کچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے ہو لیے ہیں' پس ہم کو کیا ملے گا۔ یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لیے ہو' بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔" (انجیل متی ۱۹: ۲۷ و ۲۸)

دیکھئے مسیح کے مشن اور تعلیم کا دائرہ کار صرف یہودی ہیں۔

پطرس حواری کی شہادت:

"پطرس نے کہا اس کو (یسوع کو) خدا نے مالک اور منجی ٹھہرا کر اپنے داہنے ہاتھ سے بلند کیا تاکہ اسرائیل کو (نہ کہ سب کو) توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے" (کتاب اعمال ۵: ۳۱)

"جو کلام اس نے بنی اسرائیل کے پاس بھیجا جبکہ یسوع مسیح کی معرفت صلح کی خوشخبری دی" (اعمال ۱۰: ۳۶)

اسی طرح متی ۱۵: ۳۱' ۱۸: ۱۷۔ لوقا ۲: ۱ و ۳۴۔ اعمال ۱۰: ۴۲ میں امت سے مراد صرف بنی اسرائیل ہیں۔ مزید دیکھئے اعمال ۱۳: ۱۷۔ ۲۶: ۱۷ و ۲۳' ۲۸: ۱۷ وغیرہ۔

مندرجہ بالا حوالجات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ مسیح صرف یہود کی ہدایت کے لیے آئے تھے' ان کی رسالت عالمگیر نہ تھی۔ لہٰذا دنیائے مسیحیت کی نجات نا ممکن ہے کیونکہ کوئی بھی مسیحی اپنے آپ کو اسرائیلی ثابت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح کوئی بھی پاکستانی اسرائیلی نہیں ہے۔ تو جب اسرائیلی نہیں تو مسیحی بھی نہیں' اور جب مسیحی نہیں تو نجات بھی غیر ممکن۔ کیونکہ سچی مسیحیت کسی غیر کو قبول ہی نہیں کرتی۔ لہٰذا آیئے عالمگیر نجات کے پیغام اسلام کو قبول کر کے حقیقی نجات کے وارث بنئے۔

نیز ان حوالہ جات سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مسیح محض خدا کے بندے اور رسول تھے جو بنی اسرائیل کی ہدایت اور اصلاح کے لیے آئے تھے۔ نہ وہ خدا تھے نہ کسی موروثی گناہ کے ازالے کے لیے صلیب و کفارہ کے لیے آئے تھے۔ یہ سب نظریات مسیح کے نہیں بلکہ یونانی' رومی بت پرستوں کے گھڑے ہوئے ہیں جو مسیحی کار پردازوں نے مسیحیت میں سمو کر دین الٰہی کو داغ دار کر دیا' لہٰذا موجودہ مسیحی قیادت کو اس بارے میں نظر ثانی کرنا چاہئے۔

۱۴۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ سوائے مسیح کے آسمان پر کوئی نہیں چڑھا۔ (یوحنا ۳: ۱۳) حالانکہ از روئے بائبل حنوک (ادریس ؑ) کا آسمان پر جانا

ثابت ہے۔ (دیکھئے پیدائش ۵: ۲۴ و عبرانیوں ۱۱: ۵)

ایلیا نبی کا آسمان پر جانا بھی ثابت ہے۔ (دیکھئے سلاطین دوم ۲: ۱۱)

اگر تم مسیح کا آسمان پر جانا ان کی الوہیت کی دلیل سمجھتے ہو تو پھر ان دونوں نبیوں کو بھی الٰہ مان لو' خدا تسلیم کر لو۔ نیز فرشتے ہر روز آتے رہتے ہیں' ان کو بھی الٰہ تسلیم کر لو۔ اور سنو' سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند قدوس نے رات کے ایک مختصر حصہ میں ساتویں آسمان اور اس سے بھی اوپر جہاں تک چاہا' اسی جسد عنصری کے ساتھ سیر کرائی مگر ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرما دی کہ اس سیر سے قبل مکہ کی سرزمین میں بھی آپ عبد ہی تھے اور تمام بلندیوں کو طے کر لینے کے بعد بھی عبد ہی رہے۔ ان میں الوہیت نہیں آئی۔ فرمایا سبحان الذی اسریٰ بعبده (بنی اسرائیل) اور فاوحیٰ الیٰ عبده ما اوحیٰ (النجم)

اس سے معلوم ہوا کہ آسمان پر جانا الوہیت کی ہرگز دلیل نہیں ورنہ یہ تمام مقدس افراد الٰہ بن جائیں گے۔

۴۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ یہود نے مسیح کو گرفتار کر کے ان کی خوب توہین و تحقیر کی اور انتہائی بے بسی اور لاچاری کی حالت میں ان کو صلیب چڑھا کر مار دیا مگر معاملہ سراسر اس کے برعکس ہے کیونکہ مسیح آخری دنوں میں اپنے رب سے دعا مانگتے ہیں کہ:

"اور اب اے باپ' تو اس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا' مجھے اپنے ساتھ جلالی بنا دے۔" (انجیل یوحنا ۱۷: ۵)

"یسوع نے یہ باتیں کہیں اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر کہا' اے باپ وہ گھڑی آ پہنچی۔ اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کر تا کہ بیٹا تیرا جلال ظاہر کرے۔" (یوحنا ۱۷: ۱)

دعا اور اس کی قبولیت :

"اے باپ، اپنے نام کو جلال دے پس آسمان سے آواز آئی کہ میں نے اس کو جلال دیا اور پھر بھی دوں گا۔" (یوحنا ۱۲ : ۲۸)

عید کے موقعہ پر چند یونانی لوگوں نے فلپس کے واسطے سے زیارت مسیح کی درخواست کی۔ فلپس نے اندریاس حواری سے مل کر یسوع کو یہ بات کہی تو یسوع نے جواب دیا کہ

"وہ وقت آگیا ہے کہ ابن آدم جلال پائے گا۔" (یوحنا ۱۲ : ۲۳)

"وہ وقت آگیا ہے کہ ابن آدم جلال پایا اور خدا نے اس میں جلال پایا۔" (یوحنا ۱۳ : ۳۰)

ناظرین کرام، مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ خدا نے آخری وقت میں اپنے پاک پیغمبر کو خاص جلال اور عظمت سے نوازا جو پہلے نمایاں نہ تھا۔ تو اگر ہم اناجیل میں بیان کردہ صلیب اور قبل از صلیب کے واقعات و حالات کو صحیح تسلیم کر لیں کہ آپ کی نہایت توہین و تذلیل کی گئی، کوڑے مارے گئے، حتیٰ کہ معاذ اللہ منہ پر..... تو پھر ان اقتباسات کی تکذیب لازم آتی ہے۔ لہذا ہم بطور فیصلہ کے عزت و عظمت والا پہلو اختیار کر کے گرفتاری اور تمام صلیبی کہانی سے بے زاری کا اظہار کرتے ہیں جو کہ عظمت مسیح کے سراسر منافی ہے۔ چنانچہ زمانہ حال کے مغربی مسیحی محققین بھی واقعہ صلیب و قیامت کے منکر ہیں، اور اسی طرح ابتدائی رسالہ "ک" میں بھی یہ باتیں موجود نہیں ہیں، لہذا ہمارا موقف سب سے قوی اور راجح ہے اور یہی اعلان خدا کی آخری اور لا تبدیل کتاب قرآن مجید نے کیا ہے۔

فذالک هو الحق المبین

۲۱۔ پادری صاحبان دعویٰ کرتے ہیں کہ موجودہ اناجیل خدا کا کلام ہے جو

الہام اور روح القدس کی تحریک سے لکھی گئی ہیں۔ مگر ان اناجیل کے مصنفین میں سے کوئی بھی اس کا اقرار و اظہار نہیں کرتا' چنانچہ لوقا اپنی انجیل کے شروع میں لکھتا ہے کہ:

"چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں' ان کو ترتیب وار بیان کریں۔ جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے انہیں ہم تک پہنچایا' اس لیے اے معزز تھیفلس میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے انہیں تیرے لیے ترتیب سے لکھوں۔" (لوقا ۱:۱ تا ۳)

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

۱۔ کسی حواری نے کچھ نہیں لکھا بلکہ صرف زبانی طور پر واقعات بیان کرتے تھے۔

۲۔ یہ اناجیل محض مسیح کے تین سالہ دور رسالت کے حالات و واقعات ہیں نہ کہ کلام الہی۔

۳۔ ان حالات کو لکھنے والے بے شمار لوگ تھے چنانچہ ۱۵۸ انجیلیں ہیں جن کا تذکرہ ملتا ہے۔

۴۔ یہ رسائل مذہبی متن کے طور پر کسی نے بھی نہیں لکھے' بلکہ محض مختصر اور بے ترتیب واقعات کا مجموعہ تھے۔

۵۔ ان کے لکھنے والوں نے ان کا نام بھی انجیل نہیں رکھا جیسے اعمال باب ابھی اس پر شاہد عدل ہے۔

۶۔ یہ لکھنے والے غیر معروف لوگ تھے جنہوں نے لوگوں سے سنی سنائی باتوں کو جوڑ کر اکٹھا کر دیا۔

۷۔ ان رسائل کے کسی بھی مصنف نے الہام یا روح القدس کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ لوگوں کی باتیں سن کر از خود ان کو ترتیب دے کر لکھ رہے ہیں مگر پھر بھی وہ صحیح ترتیب سے نہ لکھی جا سکیں۔ اس لیے جناب لوقا کو مزید

تحقیق و تفتیش سے نئے سرے سے ترتیب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جناب پولوس بھی گواہی دیتا ہے کہ پہلے روایات ہی تھیں۔ (تھسلونیکی دوم باب دوم آیت ۱۵' نیز باب ۳ آیت ۶) اسی طرح خط عبرانیوں ۲ : ۱ تا ۴ بشریت و رسالت مسیح پر نص قاطع ہے۔

ابتدائی زمانہ میں کسی مذہبی متن کی ضرورت ہی محسوس نہ کی جاتی تھی کیونکہ ان کا خیال تھا کہ مسیح جلد ہی اور ہماری زندگی ہی میں واپس آکر قیامت قائم کرنے والے ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ :

"چنانچہ ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہیں گے' سوتے ہوؤں سے ہرگز آگے نہیں بڑھیں گے۔ کیونکہ خداوند (مسیح) خود آسمان سے اتر آئے گا .... اور پہلے تو مسیح میں موئے ہوئے جی اٹھیں گے' پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے تا کہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں۔" (ملاحظہ ہو تھسلونیکی اول باب ۴ : ۱۵)

اسی طرح آج تک زمانہ میں لوگ آمد مسیح کے منتظر رہتے ہیں۔ اب فرمایئے ایسے حالات میں ایک مستقل مذہبی متن کی کیا حاجت تھی؟ چند روزہ زندگی کے لیے کون اتنے لچھن کرتا ہے۔ لہٰذا واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ ابتداء میں کسی حواری نے کچھ نہیں لکھا' یہ متی اور یوحنا کی نسبت بالکل غلط ہے۔ نیز جس نے بھی لکھا' اس نے سنے سنائے واقعات کیف ما اتفق لکھ دیے۔ نہ صحیح تحقیق سے لکھا نہ صحیح ترتیب سے اور نہ ہی ان کا نام انجیل رکھا۔ نہ اس نے دعویٰ وحی و الہام سے لکھا اور نہ ہی بطور مذہبی متن کے۔ یہ تو عام لکھے لکھائے اور چلتے پھرتے رسائل تھے جن کو ٹرٹولین نے دوسری صدی کے آخر میں الہامی قرار دے کر عہد جدید کا نام دے دیا۔ (دیکھئے ہماری کتب مقدسہ از جی ٹی مینلی ص ۶۵) اور پھر چوتھی اور پانچویں صدی میں ان جیسے بے شمار رسالوں میں سے چھانٹ کر پادریوں نے ان چار کو مستند قرار دے

دیا۔ یہ ان اناجیل کی کل حقیقت ہے۔ جن کو آج کل الہامی اور خدائی کلام قرار دیا جا رہا ہے۔

پادری خیر اللہ لکھتے ہیں کہ ان رسائل کا نام انجیل ۱۸۰ھ کے بعد رکھا گیا۔ (دیکھئے قاموس الکتاب ص ۹۳)

اسی طرح پادری لوئیس برک ہاف اپنی مشہور کتاب "مسیحی علم الہی کی تعلیم" ص ۷۰ پر لکھتے ہیں کہ الہام تمام طور پر پاک نوشتوں کے مصنفین پر براہ راست نازل نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ رومن کیتھولک ان نوشتوں کو کلیسا کی ضرورت نہیں سمجھتے تو پھر اس صورت میں یہ اناجیل کیسے الہامی ہو سکتی ہیں؟ نیز رومن بائبل کے انڈکس میں ان کو تاریخی کتب لکھا ہے۔ تو تاریخی کتب کیسے الہامی ہو سکتی ہیں؟

نیز یہ حقیقت ثابت شدہ ہے کہ موجودہ اناجیل اربعہ نہ مسیح نے دیکھیں اور نہ ان کو کلام الہی قرار دیا اور نہ ان کے پڑھنے یا نشر و اشاعت کا حکم دیا۔ ان کا وجود دوسری صدی کے آخر سے پہلے ثابت نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ان کی نسبت ان کے مصنفین کی طرف ثابت کی جا سکتی ہے۔ یہ تمام امور شاید' غالباً' ممکن وغیرہ کے الفاظ میں گھرے ہوئے ہیں۔ معیار تحقیق پر کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ لہذا ہماری دعوت عام ہے کہ آؤ اس مینارہ نور کی طرف جس کی روشنی اور راہنمائی میں آج تک ذرہ بھی فرق نہیں آ سکا اور نہ ہی قیامت تک آنے کا امکان ہے۔ اس کا اپنا اعلان ہے کہ:

و انه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید ○

ویستنبئونک احق هو' قل ای و ربی انه لحق و ما انتم بمعجزین ○ (یونس)

۷۸۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ اناجیل ابتداء ہی میں یونانی زبان میں تحریر ہوئیں تھیں مگر اناجیل سے آپ کی زبان عبرانی ثابت ہوتی تھی' لہذا

آپ کا کلام بھی اسی زبان میں ہونا چاہیے چنانچہ موجودہ اناجیل میں عبرانی زبان ہی کی نشاندہی ہوتی ہے۔

۱۔ بوقت صلیب آپ نے ایلی ایلی لما شبقتنی کہا تھا۔

۲۔ ایک موقعہ پر افتح کہنا منقول ہے (مرقس ۷ : ۳۴)

۳۔ جس مقام پر مسیح کو صلیب دی گئی' اسے گلگتا کہتے تھے۔ (متی ۲۷ : ۳۳' یوحنا ۱۹ : ۱۷ وغیرہ) اور یہ عبرانی میں کھوپڑی کے معنی میں ہے۔

۴۔ ایک جگہ پطرس کے معجزہ میں قومی تلیتا بھی آیا ہے۔ یہ بھی عبرانی ہے۔

۵۔ خود جناب مسیح کا نام بھی عبرانی ہے۔

لہٰذا آپ پر نازل شدہ کلام بھی عبرانی میں ہو گا اور یہودی ہونے کے ناطے سے آپ کی اور آپ کے حواریوں کی زبان بھی عبرانی تھی۔ لہٰذا اگر انہوں نے مسیح کا کلام لکھا تو وہ لازماً" اصل عبرانی میں لکھا ہو گا۔ بعد میں کسی یونانی نے اگر عبرانی کا ترجمہ اپنی زبان میں کر لیا ہو تو دوسری بات ہے مگر وہ ترجمہ اصل متن نہیں کہلا سکتا۔

اقرار بعد از تحقیق

پادری برکت اللہ ایم اے لکھتے ہیں کہ :

"ابتداء میں انجیل (ق) عبرانی میں لکھی گئی۔ بعد میں اس کا یونانی میں ترجمہ ہوا۔"

ایسے ہی رسالہ "ک" بھی عبرانی زبان میں تھا' مگر اس زمانہ میں پادری صاحبان مسیح اور اناجیل کی اصل زبان آرامی بتلاتے ہیں جو کہ عبرانی سے ملتی جلتی تھی۔ چنانچہ پادری کے ایل ناصر آف گوجرانوالہ مسیح کی اصل زبان کا نسخہ (ورڈ آف گاڈ) امریکہ سے بھاری قیمت دے کر لے آئے ہیں جس کو انہوں نے عجائب خانہ کی زینت بنا دیا ہے اور زیارت کی اجازت دے رکھی ہے۔

ملاحظہ ہو ماہنامہ کلام حق جولائی ۱۹۸۹ء

ایسے ہی حال ہی میں انجیل برنباس کا جو نسخہ ترکی سے برآمد ہوا ہے' وہ بھی سریانی (آرامی) زبان میں ہے۔

۱۸۔ پادری حضرات پولوس کو تمام عیسائیت کا کرتا دھرتا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح نے اپنی امت کا نگران اور ذمہ دار بارہ حواریوں کو مقرر فرمایا تھا اور ان سب کا رئیس پطرس کو مقرر کیا تھا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر فرمایا کہ:

"تم ابن آدم کی نئی پیدائش میں بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔" (متی ۱۹: ۲۸)

ملاحظہ فرمایئے کہ مسیح نے دنیا اور آخرت میں اپنے بارہ حواریوں کو امت کا سربراہ اور رہنما مقرر فرمایا ہے مگر لوگوں نے ان کو پس پشت ڈال کر ایک نو وارد اور مشکوک آدمی کو محض سہولت پسندی کی خاطر اپنا راہبر بنا لیا ہے جبکہ حواریوں کی خصوصیات یہ تھیں کہ:

۱۔ وہ لوگ محض دعوت پر بلا تردد ایمان لے آئے تھے (متی ۴: ۱۹ مرقس ۱: ۱۹ تا ۲۰۔ لوقا ۵: ۲ تا ۱۱)

۲۔ حواری صبح شام ہر موقعہ پر تعلیم حاصل کرتے رہے' وعظ و نصیحت سنتے اور معجزات دیکھتے رہے۔

۳۔ ان کے حق میں فرمایا کہ "تم مبارک ہو' تمہارے لیے آسمان پر بڑا اجر ہے۔" (متی ۵: ۱۲) جبکہ پولوس کے لیے ایک بھی وعدہ اور بشارت نہیں۔

۴۔ ان کو پاس بلا کر انہیں ناپاک روحوں پر اختیار بخشا کہ وہ نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور ہر قسم کی کمزوری دور کریں (مرقس ۳: ۱۴) اور لوقا ۶: ۱۲ میں ہے کہ مسیح نے تمام رات دعا مانگی اور صبح اپنے شاگردوں سے ۱۲ کو منتخب کر کے ان کو رسول (قاصد و سفیر) کا لقب دیا۔

۵۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے شاگردوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا

"دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہی ہیں کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے' وہی میرا بھائی اور ماں ہے۔"

۶۔ ان کو ایک معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ

"جو تمہیں قبول کرتا ہے' وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے' وہ میرے بھیجنے والے کو قبول کرتا ہے۔" (متی ۱۰: ۴۰' یوحنا ۱۳: ۲۰)

۷۔ شاگردوں کو فرمایا

"اب سے میں تمہیں نوکر نہ کہوں گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بلکہ تمہیں میں نے دوست کہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے تمہیں چن لیا اور مقرر کیا کہ جا کر پھل لاؤ۔"

(یوحنا ۱۵: ۱۵ تا ۱۹)

۸۔ آخری وقت میں مسیح نے بارہ شاگردوں کو اکٹھا کر کے خود ان کے پاؤں دھوئے اور اپنے رومال سے صاف کیا اور آپس میں محبت و الفت کے ساتھ ایک دوسرے کا غلام بن کر رہنے کی تلقین فرمائی۔ (انجیل یوحنا ۱۳: ۴ تا ۲۰)

مگر پولوس اس قسم کے کسی بھی اعزاز کا حامل نہیں۔

۸۔ تمام شاگردوں کو خدا کا انعام اور عطیہ قرار دینا' ان کو اولین حامل کلام الٰہی قرار دینا اور خدا کے منتخب افراد قرار دینا' ان کے لیے خصوصی دعا مانگنا' ان کو اپنے اور خدا کے ساتھ متحد رہنے کی آرزو کرنا (یوحنا باب ۱۷)

۹۔ ایک موقعہ پر ان کو فرمایا کہ:

"مگر تم وہ ہو جو میری آزمائشوں میں برابر کے شریک رہے اور جیسے میرے باپ نے میرے لیے ایک بادشاہت مقرر کی ہے' میں بھی تمہارے لیے کرتا ہوں تا کہ میری بادشاہت میں میری میز پر کھاؤ پیو بلکہ بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔" (لوقا ۲۲: ۲۸)

۱۰۔ بعد از صلیب سب شاگردوں پر روح القدس پھونک کر انہیں تبلیغ پر بھیجنا (یوحنا ۲۱: ۱۹ تا ۲۳)

۱۱۔ بعد از صلیب ان کو فرماتا کہ
"جن کے گناہ تم بخشو گے' ان کے بخشے گئے اور جن کے گناہ تم قائم رکھو گے' ان کے قائم رکھے گئے۔" (یوحنا ۲۰ : ۲۳)

۱۲۔ بقول لوقا پنتی کوست کے دن سب شاگردوں پر روح القدس نازل ہوا اور وہ طرح طرح کی بولیاں بولنے لگ گئے۔ (اعمال باب ۲)

شمعون پطرس کی خصوصیت

ا۔ شمعون پطرس کو مبارک فرمانا اور یہ فرمانا کہ
"تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالم ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے۔ اور میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دوں گا۔ جو کچھ تو زمین پر باندھے گا' وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا' وہ آسمان پر کھلے گا۔" (متی ۱۶ : ۱۷ تا ۱۹)

اور یوحنا ۲۱ : ۱۸ میں پطرس کو امت کا خصوصی نگران مقرر فرمایا۔

ب۔ ایک موقعہ پر فرمایا
"شمعون دیکھ شیطان نے تم لوگوں کو مانگ لیا تا کہ گیہوں کی طرح پھٹکے لیکن میں نے تیرے لیے دعا کی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے اور جب تو رجوع لائے تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا" (لوقا ۲۲ : ۲۸ تا ۳۲)۔

مندرجہ بالا حوالجات میں جو فضائل اور خصوصیات شاگردان مسیح کے لیے ثابت ہوتے ہیں' ان میں سے ایک بھی پولوس کے لیے ثابت نہیں۔ مثلاً"

ا۔ نہ تو یہ ابتدائی دعوت پر ایمان لایا بلکہ عیسائیوں کو انتہائی تکالیف اور اذیتیں دیتا رہا۔

۲۔ نہ اس نے ان بارہ میں شامل ہو کر بزبان مسیح " رسول کا لقب حاصل کیا۔

۳۔ نہ اس نے براہ راست مسیح " سے تعلیم پائی اور نہ آپ کے معجزات

اور خطیب کا گواہ بنا تو پھر رسول کیسے؟

۴۔ نہ اس کو بارہ تختوں والے ممتاز افراد میں شامل کیا گیا تو پھر یہ بغیر تخت کے کیسے امت کی قیادت کر سکتا ہے؟

۵۔ نہ اس کو کسی بھی طور پر امت کا نگران اور معلم و مربی مقرر کیا گیا۔

۶۔ نہ اس کے حق میں مسیح کی کوئی پیش گوئی اور دعا ہی منقول ہے۔

۷۔ نہ اس پر مسیح نے روح القدس پھونک کر معجزات اور تبلیغ کی اجازت دی۔

۸۔ نہ اس کو اعزازات پطرس سے کوئی اعزاز ملا۔ بلکہ ایسا کوئی اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔

۹۔ اس نے مسیح سے تو کجا اس کے تربیت یافتہ شاگردوں سے بھی کوئی فیض حاصل نہیں کیا۔

۱۰۔ نہ وہ پینٹی کوسٹ کے روز روح القدس کے نزول کے موقع پر حاضر تھا۔

۱۱۔ نہ وہ از روئے اصول و ضابطہ رسول کہلانے کا حق دار ہے۔ (ملاحظہ ہوں شرائط رسول اعمال ۱: ۲۱)

۱۲۔ یہ حقیقت بھی ملحوظ خاطر رہے کہ مسیح ؑ نے اپنے بعد آنے والے فار قلیط کی عظیم الشان پیش گوئی تو فرما دی مگر اس ہستی کے لیے جو اس وقت تمام عیسائیت کی روح رواں ہے ایک لفظ بلکہ اشارہ تک کہیں نہیں فرمایا۔ پھر کیا ہم مسیحی امت سے دریافت کر سکتے ہیں کہ یہ ہستی خلافت مسیح کے عہدہ پر کیسے براجمان ہو گئی جبکہ مسیح کے اصل وارث بقول پادری خیر اللہ تھوڑی مدت کے بعد پس پردہ چلے گئے۔ (قاموس الکتاب) پھر بارہ کی گنتی اتنی اہم ہے کہ مسیح ؑ نے ان کو نہایت اہتمام سے منتخب فرمایا تھا اور جب قضائے الٰہی سے ایک فرد گمراہ ہو گیا تو اس کی گنتی کو پورا کرنے کے لیے باہمی مشورہ سے

متیاہ نامی شخص کو شامل کیا گیا۔ پولوس کو کسی نے پوچھا بھی نہیں' بلکہ اس وقت یہ ابھی ایمان سے بھی بے بہرہ تھا۔ اس کے بعد یہ ذات باکمال کمال ہشیاری اور چالاکی سے یک دم پینترا بدل کر مکاشفہ مسیح کا ڈھونگ رچا کر اور ایک خاص مقصد کے تحت مسند مسیح پر براجمان ہو گیا۔ اب ہر ذی عقل انسان خود فیصلہ کرے کہ اس پولوس کی کیا پوزیشن ہو سکتی ہے؟ کیا ایسا فرد مسیحی بھیڑوں کا بلا شرکت چرواہا بن سکتا ہے جبکہ مسیح نے جو تمہارا مقام الوہیت پر فائز ازلی ابدی خدا ہے' اس نے آخری وقت پطرس کے ذمہ یہ ذمہ داری لگائی تھی۔ موجودہ تمام خرابیاں اور کرپشن اسی ذات بابرکات کی پیدہ کردہ ہیں جس کی پوزیشن کرنتھہ اول ۹: ۲۱ تا ۲۴ میں اس کی خود اپنی واضح کردہ ہے کہ:

> "میں یہودیوں کے لیے یہودی بنا' تا کہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں۔ جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں' ان کے لیے میں شریعت کے ماتحت ہوا تا کہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں' اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا۔ بے شرع لوگوں کے لیے بے شرع بنا تا کہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں (اگرچہ خدا کے نزدیک بے شرع نہ تھا بلکہ مسیح کی شریعت کے تابع تھا) کمزوروں کے لیے کمزور بنا تا کہ کمزوروں کو کھینچ لاؤں۔ میں سب آدمیوں کے لیے سب کچھ بنا"

ناظرین کرام' اس بہروپیا نماذات نے اپنی اختراعی تعلیمات پھیلا کر پیغمبر برحق مسیح کے کلام اور آپ کے تربیت یافتہ افراد کا تمام معاملہ تلپٹ کر دیا۔ ملاحظہ ہو' گلتیوں میں کیسے چیخ و پکار کرتا ہے۔ لہٰذا اصحاب مسیحیت کے لیے یہ نکتہ انتہائی قابل توجہ ہے کہ وہ لاشعوری طور پر اپنے آقا سے منقطع ہو کر غلط قیادت کے پیچھے لگ گئے جس نے انھیں مسیح کے مشن اور تعلیمات حقہ الہیہ سے بالکل ہی الگ کر کے خالص یونانی بت پرستی کی دلدل میں پھینک دیا۔ یہ تثلیث' کفارہ' صلیب' ایسٹر اور عشائے ربانی وغیرہ تمام رسومات' متھرا یعنی سورج پرستوں کی ہیں جنہیں مسیحیت کا عنوان دے کر اختیار کر لیا گیا ہے۔

اب پادری صاحبان پولوس کی اتباع میں کہتے ہیں کہ مسیح ہمارے لیے لعنتی بنا' اس نے مول لے کر ہمیں شریعت کی لعنت سے چھڑلیا۔ (گلتیوں ۳: ۱۳) لہٰذا اب وہ اپنے آپ کو کسی شریعت کا پابند نہیں سمجھتے بلکہ "پاکوں کے لیے سب کچھ پاک ہے" (ططس ۱: ۱۵) پر عمل پیرا ہیں۔

مسیح ہمیشہ اتباع شریعت کی تاکید فرماتے رہے اور خود بھی شریعت توراۃ کے پابند رہے۔ ملاحظہ ہو' لکھا ہے

"اس وقت یسوع نے بھیڑ سے اپنے شاگردوں سے یہ باتیں کہیں کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں' پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں' وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔" (انجیل متی ۲۳: ۱ تا ۳)

ایسے ہی ایک مالدار آدمی کو فرمایا کہ "اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں (شریعت توراۃ) پر عمل کر" (متی ۱۹: ۱۷) اسی طرح دیگر بے شمار مقامات پر شریعت پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے حتیٰ کہ مسیح پر ایمان لا کر معجزات دکھلانے والوں کو بھی فرما دیا کہ:

"جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں' ان میں سے ہر ایک آسمانی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے اے خداوند اے خداوند' کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے بد روحوں کو نہیں نکالا اور بہت سے معجزے نہیں دکھائے؟ اس وقت میں ان سے صاف کہہ دوں گا کہ میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔ اے بدکارو' میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پس جو کوئی میری یہ باتیں سنتا ہے اور عمل کرتا ہے' وہی کامیاب ہوگا۔" (متی ۷: ۲۱ تا ۲۷)

ایک موقع پر آپ کے زریں ارشادات سن کر مجمع میں سے ایک عورت نے پکار کر کہا کہ

"مبارک ہو وہ رحم جس میں تو رہا اور وہ چھاتیاں جو تو نے چوسیں" اس

نے کہا ہاں مگر زیادہ مبارک وہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔" (لوقا ۱۱: ۲۷ و ۲۸)

تو گویا مدارِ نجات اعمال صالحہ کو قرار دیا جو کہ ایمان کامل کے ثمرات ہیں جیسا کہ نامہ یعقوب (۲: ۲۰ و ۲۶) میں بغیر اعمال کے ایمان کو مردہ کہا گیا ہے۔ لہٰذا مندرجہ بالا نظریہ کہ شریعت ایک لعنت اور بے ضرورت چیز ہے' بالکل عقل و نقل کے خلاف ہے۔ ہم پادری صاحبان سے بصد ادب گزارش کرتے ہیں کہ ذرا شریعت اور لعنت کا تعلق تو واضح فرمائیں' کیا اس قاعدہ کی رو سے چوری کرنا فرض اور نہ کرنا باعث لعنت ہے؟ پڑوسی کے حقوق ملحوظ رکھنا باعث لعنت ہے؟ ذرا وضاحت تو فرمائیں۔

اگر شریعت واقعی لعنت ہے تو پھر عیسائی مشنریاں عہد قدیم کا وزنی پلندہ کیوں چھاپتے اور اٹھاتے پھرتے ہیں؟ بھلا لعنت کو بھی کوئی اٹھاتا ہے؟

اس نظریے کے لوگ اگر یوحنا باب ۱۵ ذرا دھیان سے پڑھ لیں تو ان پر تمام حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ ایمان اور عمل میں کیسا تعلق ہے؟

۲۰۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ مسیح "تخت داؤد کا دائمی وارث ہے مگر آپ نے برملا فرمایا تھا کہ

"میری بادشاہت دنیا کی نہیں۔ اگر دنیا کی ہوتی تو میرے خادم لڑتے تا کہ میں یہودیوں کے حوالے نہ کیا جاتا' مگر اب میری بادشاہت یہاں کی نہیں۔"

(یوحنا ۱۸: ۳۶)

حالانکہ داؤدؑ ظاہری اور اس دنیا کی بادشاہت کرتے تھے۔ معلوم ہوا ان کا یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں۔

اسی طرح موجودہ مسیحی قیادت کے تمام عقائد و نظریات تقریباً" موجودہ انجیلوں کے بالکل خلاف ہیں۔ محض ظاہرداری کو قائم رکھنے اور پیٹ کا دھندا چلانے کے لیے یہ سب کچھ کیا اور کرایا جا رہا ہے' حقیقت کچھ بھی نہیں۔

۲۱۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ نجات اور ہمیشہ کی زندگی صرف مسیح کی

مصلوبیت پر ایمان لانے سے ہی مل سکتی ہے۔

ا۔ مگر مسیح نے فرمایا ہے کہ

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع کو جسے تو نے بھیجا ہے' جانیں" (یوحنا ۱۷: ۳)

ب۔ "راستباز ہمیشہ کی زندگی پائیں گے۔" (متی ۲۵: ۴۶)

ج۔ جو کوئی گھر بار چھوڑ کر مسیح کی اتباع کرے گا' وہ دنیا میں کئی گنا پائے گا اور آنے والے عالم میں ہمیشہ کی زندگی۔ (مرقس ۱۰: ۳' لوقا ۱۸: ۳۰)

د۔ "اور جب وہ باہر نکل کر راہ میں جا رہا تھا تو ایک شخص دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اس سے پوچھنے لگا کہ اے استاد' میں کون سے کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں؟ تو فرمایا تو حکموں (احکام) کو تو جانتا ہے۔ خون نہ کر' زنا نہ کر' چوری نہ کر' جھوٹی گواہی نہ دے' فریب دے کر نقصان نہ کر' اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر' یعنی سب احکام پر عمل کر"

(مرقس ۱۰: ۱۸ تا ۲۲' لوقا ۱۰: ۲۵ و ۱۸: ۱۸' متی ۱۹: ۱۶)

ذ۔ "اور میں جانتا ہوں کہ اس کا حکم ہمیشہ کی زندگی ہے۔" (یوحنا ۱۲: ۵۰)

معلوم ہوا کہ جو خدا کے نبی پر ایمان لا کر اس کے حکم کے مطابق زندگی گزارے گا' وہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا۔ اس میں مسیح اور اس کی صلیب کا کوئی دخل نہیں بلکہ زمانہ مسیح میں بھی ایمان اور اعمال صالحہ ہی پر دائمی زندگی کا انحصار ہے نہ کہ صلیب پر۔ جیسے فرمایا

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے' ہمیشہ کی زندگی اسی کی ہے" (یوحنا ۵: ۲۴)

مسئلہ نجات اور مسیحیت

۴۲۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ نجات صرف مسیحیت میں ہے مگر یہ بات سراسر غلط اور خلاف بائبل ہے۔ بلکہ اس کا دار و مدار خدا کی رحمت اور فضل پر ہے جو کہ ہر زمانہ میں یکساں جاری ساری ہے اور اس زمانہ میں

صرف رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں منحصر ہے۔ ملاحظہ فرمایئے' بائبل میں ہے کہ

"سو میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ صادق القول اور نجات دینے والا خدا کے سوا کوئی نہیں' اے انتہائے زمین کے رہنے والو' تم میری طرف متوجہ ہو اور نجات پاؤ کیونکہ میں خدا ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں۔" (یسعیاہ ۴۵ : ۲۱ و ۲۲)

یہ خطاب الٰہی ہر زمانہ میں رہا لہٰذا نجات بھی ہر زمانہ میں حاصل ہو سکتی تھی۔

بالفرض اگر نجات صرف اور صرف مسیح ہی سے وابستہ ہو تو اللہ تعالیٰ پر یہ حرف آئے گا کہ اس نے اپنی مخلوق کو پہلے یہ موقع کیوں فراہم نہ کیا کہ ہزارہا سال لوگ مع انبیاء کے بلا نجات ہی دنیا سے رخصت ہوتے رہے۔ یہ تو خدا کی رحمت بلکہ عدل کے بھی خلاف ہے۔ لہٰذا ناقابل قبول ہے۔

"کیونکہ میرے سوا کوئی اور نجات دینے والا نہیں۔" (ہوسیع ۱۳ : ۴ یسعیاہ ۴۹ : ۲۶ و ۵۴' زبور ۱۸ : ۴۶' ۲۴ : ۵' ۶۸ : ۱۹ وغیرہ)

معلوم ہوا کہ نجات کا مالک خدا ہے جو کہ ہر زمانہ میں موجود اور قدرت والا ہے لہٰذا نجات بھی ہر زمانہ میں مل سکتی ہے۔ مسیح سے پہلے نبیوں کے زمانہ میں بھی اور بعد میں بھی۔ ہاں مسیح کے زمانہ میں صرف ان کی اتباع سے ملتی تھی۔ اور سنئے

کسی نے مسیح سے پوچھا کہ

"اے خداوند' کیا نجات پانے والے تھوڑے ہیں؟ اس نے ان سے کہا جانفشانی (جدوجہد) کرو' تنگ دروازے سے داخل ہو کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے داخل ہونے کی کوشش کریں گے اور نہ ہو سکیں گے۔ جب گھر کا مالک اٹھ کر دروازہ بند کر دے گا اور تم باہر کھڑے ہوئے دروازہ کھٹکھٹا کر یہ کہنا شروع کرو اور خداوند ہمارے لیے کھول دے اور جواب دے کہ میں تم کو نہیں

جانتا کہ کہاں کے ہو؟ اے بدکارو، تم مجھ سے دور ہو جاؤ، وہاں رونا اور دانت پیسنا ہو گا جب تم ابراہیم، اسحاق، اور یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہت میں شامل، اور اپنے آپ کو باہر نکالا ہوا دیکھو گے، اور پورب اور پچھم اتر دکھن سے لوگ آ کر خدا کی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہوں گے اور دیکھو بعض آخر ایسے ہیں جو اول ہوں گے اور اول ہیں جو آخر ہوں گے" (لوقا ۱۳: ۲۳ تا ۳۰، متی ۷: ۱۳ و ۱۴، ۲۱: ۲۲)

ملاحظہ فرمائیں کہ معاملہ کیسا صاف فرما دیا کہ بمطابقہ تمام انبیاءؑ خدا کی بادشاہت میں شامل ہوں گے اور تم (جو صلیب صلیب اور کفارہ کفارہ کرتے پھر رہے ہو) باہر نکال دیے جاؤ گے۔ پھر فرمایا کہ مشرق و مغرب شمال و جنوب سے لوگ آ کر خدا کی بادشاہت میں شامل ہوں گے۔ یہ ہے امت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جو اکناف عالم میں بستی ہے اور پھر بعض آخر میں آنے والے آگے ہو جائیں گے۔ یعنی امت محمدیہ جو آخر میں آئے گی اور سب سے اول جنت میں داخل ہو گی۔ اب بتلایئے، یہ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب سے آنے والے اور پہلے جنت میں داخل ہونے والے کون ہیں؟ تم تو وہاں باہر دھکیل دیے جاؤ گے بوجہ بد عقیدگی اور روتے اور دانت پیستے رہ جاؤ گے اور بادشاہت میں شامل ہو جائیں گے دوسرے لوگ۔ وہاں نہ تمہارا کفارہ کام آئے گا نہ صلیب۔ اس لیے ابھی سے سنبھل کر دامن مصطفیؐ سے وابستہ ہو جاؤ، ورنہ پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ تثلیث و کفارہ کا ڈھنڈورا پیٹنے والو، اب بھی وقت ہے، اپنی نجات کی فکر کر لو، حسب منشائے مسیح آخری امت میں شامل ہو جاؤ، بچ جاؤ گے ورنہ روز حشر خود مسیح تمہیں دھکے دے کر باہر اندھیرے میں دھکیل دیں گے جہاں تم روتے اور دانت پیستے رہو گے۔ نجات صرف اسلام میں ہے۔

مبلغین اور مناظرین کے لیے چند مفید اشارے

مسیحیت کامل اور آخری دین نہیں

۱۔ فرمان مسیح ہے

"اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار (یا وکیل یا شفیع یا تسلی دہندہ) بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" (یوحنا باب ۱۴، آیت 19)

۲۔ "میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار (یا وکیل یا شفیع یا تسلی دینے والا) یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے (یعنی میری پیش گوئی کے مطابق) بھیجے گا، وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے، وہ سب تمہیں یاد دلائے گا" (یوحنا ۱۴: ۲۵ و ۲۶)

چنانچہ مسیح کی تمام باتیں مع پیش گوئی کے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے بتلائی ہیں۔

۳۔ "اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار (خدا کی بادشاہت قائم کرنے والا شہنشاہ عالم خاتم الانبیاء) آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں" (یوحنا ۱۵: ۳۰)

یعنی اس کے مقابلے میں میری کچھ حیثیت نہیں کیونکہ وہ خاتم الانبیاء ہے

"اب دنیا کا سردار (یعنی مسیح) دنیا سے رخصت ہو جائے گا) قائل کیا جائے گا۔" (یوحنا ۱۲: ۳۱)

۴۔ "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ (یعنی وہ نبی یوحنا ۱ : ۲۱) یعنی سچائی کا روح (صادق و امین (مکاشفہ ۱۹ : ۱۱) آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا۔ (تمت کلمۃ ربک صدقاً و عدلا) اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا (سورۃ النجم ۳ و ۴) اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا" (یوحنا ۱۶ : ۱۲ تا ۱۴)

۵۔ قول پولوس:

"نبوتیں ہوں تو موقوف ہو جائیں گی' زبانیں ہوں تو جاتی رہیں گی۔ علم ہو تو مٹ جائے گا' کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے اور ہماری نبوت ناتمام' لیکن جب کامل آئے گا (الیوم اکملت لکم دینکم کا اعلان کرنے والا) تو ناقص جاتا رہے گا" (کرنتھیوں ۱۳ : ۸ - ۱۰)

۶۔ "کیونکہ روح القدس اور ہم نے مناسب جانا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تم پر اور بوجھ نہ ڈالیں۔" (اعمال ۱۵ : ۲۸)

۷۔ "پس میں بے بیاہا ہوں اور بیوہ عورتوں کے حق میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے لیے ایسا ہی رہنا اچھا ہے جیسا میں ہوں لیکن اگر فیصلہ نہ کر سکیں تو بیاہ کر لیں۔" (کرنتھ ۷ : ۸ و ۹)

بقول پطرس جب کلام کی تاویل بلا وحی نہیں ہو سکتی تو براہ راست احکام کیسے وضع کیے جا سکتے ہیں؟ (ملاحظہ ہو پطرس ۱ : ۲۰ و ۲۱)

۸۔ "کنواریوں کے بارے میں میرے پاس خداوند کا کوئی حکم نہیں۔ لیکن دیانت دار ہونے کے لیے جیسا کہ خداوند کی طرف سے مجھ پر رحم ہوا' اس کے موافق اپنی رائے دیتا ہوں۔" (کرنتھ ۱' ۷ : ۲۵)

برادران کرام' ملاحظہ فرمایئے کہ جناب مسیحؑ تعلیم الہیٰ کو مکمل کرنے والے اور (از روئے تعلیم و نبوت) ہمیشہ رہنے والے رسول معظمؐ کی بہ متعدد علامات کے کتنی وضاحت سے پیش گوئی فرما رہے ہیں کہ وہ شاہ دو عالم میری پیش گوئی

کے مطابق میرے بعد آئے گا اور ہمیشہ رہے گا' تعلیم الٰہی یعنی دین کو مکمل کر دے گا وہی عظیم ہستی ہے کہ آرزوئے کونین (ملاکی ۳' یوحنا ۱: ۲۰ بمطابق استثناء ۱۸ : ۱۸) کا مصداق' وہ مکاشفہ ۱۹ : ۱۱ کا مصداق سچا اور برحق اور عظیم نامم والا ہوگا۔ وہ آ کر تکمیل دین (مائدہ ۳۱ اور اقامت عدالت کا فریضہ ادا کرے گا (یسعیاہ ۴۲ : ۴) اس کے بعد پولس بھی کئی احکام کی عدم موجودگی کا اظہار کر کے اور اپنے علم و نبوت کو ناقص' نا تمام اور موقوف ہو جانے والی قرار دے کر ایک کامل (دائمی اور کامل تعلیم والے) کے ظہور اور آمد کا اعلان کرتے ہیں' لہٰذا ہمارے مسیحی بھائیوں کو چاہیے کہ پولس کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے کامل تعلیم اور دائمی نبوت والے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن بابرکت اور پر نجات سے وابستہ ہو کر اپنے مقصد حیات کی تکمیل کر لیں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

۴۔ آخری' کامل اور دائمی نجات دہندہ

اللہ تعالیٰ نے شروع سے انسانوں کی ہدایت اور نجات کے لیے نبیوں اور کتابوں کا سلسلہ قائم فرما رکھا ہے۔ ہر نبی خدا کی طرف سے اپنی اپنی قوم اور علاقے کو نجات کا پیغام سناتا اور پہنچاتا رہا۔ (سورہ رعد ۷' انجیل لوقا ۱۶: ۲۹ تا ۳۱) تو جن لوگوں نے ان نبیوں کی باتیں سن کر قبول کر لیا وہ نجات کے وارث بن گئے اور جنھوں نے نہ سنا' وہ نجات سے محروم رہ گئے۔ بالآخر خدا کے پیارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آ کر اپنی قوم بنی اسرائیل کو پیغام نجات سنایا اور ساتھ ساتھ آخری' کامل اور ابدی نجات دہندہ کی تشریف آوری کا واضح طور پر اعلان فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار (وکیل' شفیع) یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے (یعنی میرے اعلان کے مطابق) بھیجے گا' وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے' وہ

سب باتیں تمہیں یاد دلائے گا۔" (انجیل یوحنا ۱۴ آیت ۲۵ و ۲۶)
دیکھئے مسیحؑ کس طرح وضاحت سے "آخر الزمان" کا اعلان کر رہے ہیں۔

نیز فرمایا

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار (وکیل و شفیع) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر میں جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔"

پھر فرمایا

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔" (انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت ۷ تا ۱۴)

دیکھئے جناب مسیحؑ نے کس وضاحت اور صفائی سے آخری اور کامل نجات دہندہ کی خوشخبری سنائی ہے کہ وہ آ کر خدائی ہدایت اور پیغام نجات کو علیٰ وجہ الکمال عالمگیر سطح پر پیش کرے گا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہو بہو حسب بشارت و اعلان مسیحؑ تمام انسانیت کو نجات کا پیغام دے کر ان کو خدا کی بادشاہت کا وارث بنا دیا۔

جناب پولوس کا اعلان حق

مسیحؑ کے بعد ان کے نمائندہ خاص نے برملا اعلان کیا کہ

"نبوتیں ہوں تو موقوف ہو جائیں گی، زبانیں ہوں تو جاتی رہیں گی، علم ہو تو مٹ جائے گا کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے اور ہماری نبوت ناتمام لیکن جب کامل آئے گا تو ناقص جاتا رہے گا۔" (کرنتھیوں اول ۱۳ آیت ۸ و ۹)

ناظرین کرام! دیانت اور انصاف سے ملاحظہ فرمائیں کہ جناب پولوس، مسیحؑ کی تعلیم اور مشن کی ترجمانی کرتے ہوئے کتنی وضاحت سے سید الانبیاءؑ اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا اعلان کر رہے ہیں کہ

اس کامل کی آمد پر سابقہ نبوتیں جو قومی اور غیر دائمی تھیں' وہ موقوف ہو جائیں گی۔ سابقہ علوم اور زبانیں اس معلم کائنات کی آمد پر ختم ہو جائیں گی۔ اس کامل و اکمل کی آمد پر صرف اسی کی زبان (عربی) کا سکہ (مذہبی طور پر) چلے گا۔ صرف اسی کی رسالت و نبوت اور تعلیمات کا راج ہو گا۔ لہٰذا اے حق کے طالبو' آؤ اس منجی کامل اور مینارۂ نور کی طرف جو تمہیں نجات کامل اور ہمیشہ کی زندگی سے نوازتا ہے۔

سچے مسیحی کی نشانی اور پہچان "ارشادات مسیح"

۱۔ "اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے' وہ میرے نام سے بد روحوں کو نکالیں گے۔ نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھالیں گے۔ اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے تو انہیں کچھ ضرر نہ ہو گا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائیں گے۔" (انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۱۷ تا ۱۸)

۲۔ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے' یہ کام جو میں کرتا ہوں (معجزات) وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے بھی بڑھ کر کرے گا۔ جو کچھ تم میرے نام سے چاہو گے میں وہی کروں گا۔" (یوحنا ۱۴ : ۱۲)

۳۔ شاگردان مسیح ایک مرگی والے مریض کو تندرست نہ کر سکے۔ پھر وہ مریض خود مسیح کے پاس لایا گیا' آپ نے ٹھیک کر دیا۔ اس پر شاگردوں نے علیحدگی میں مسیح سے عرض کیا کہ ہم اسے ٹھیک کیوں نہ کر سکے تو فرمایا اپنے ایمان کی کمی کے سبب سے۔

"کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لیے ناممکن نہ ہو گی۔" (انجیل متی باب ۱۷ آیت ۱۴ تا ۲۰' لوقا باب ۱۷ آیت ۶)

۴۔ ایک مرتبہ مسیح نے بھوک لگنے پر ایک انجیر کے درخت سے پھل طلب کیا۔ نہ ملنے پر اس سے کہا کہ آئندہ تجھ میں کبھی پھل نہ لگے' وہ

درخت اسی وقت سوکھ گیا۔ شاگرد حیران ہوئے کہ درخت یک دم سوکھ گیا۔ تو آپ نے فرمایا

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر ایمان رکھو اور شک نہ کرو تو نہ صرف وہ کرو گے جو انجیر کے درخت کے ساتھ ہوا بلکہ اگر اس پہاڑ سے بھی کہو گے کہ تو اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ تو یہ ہو جائے گا اور جو کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے وہ سب تمہیں ملے گا" (انجیل متی باب ۲۱ آیت ۱۸ تا ۲۲، مرقس باب ۱۱ آیت ۲۲ و ۲۳)

۵۔ ایک مرتبہ ایک مالدار آدمی مسیح کے پاس آ کر کہنے لگا اے نیک استاد، میں کیا کروں تا کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوں؟ تو فرمایا کہ

"تو مجھے نیک (بے عیب) کیوں کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک خدا۔ تو حکموں کو تو جانتا ہے۔ خون نہ کر، چوری نہ کر، جھوٹی گواہی نہ دے، فریب دے کر نقصان نہ کر، اپنے ماں باپ کی عزت کر، (دس احکام تورات) اس نے کہا کہ میں نے لڑکپن سے ان پر عمل کیا ہے"

مسیح کو اس پر پیار آیا تو اس سے فرمایا کہ ایک بات کی تجھ میں کمی ہے۔ جا جو کچھ تیرا ہے، بیچ کر غریبوں کو دے، تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا اور آ کر میرے پیچھے ہو لے۔ (مرقس باب ۱۰ آیات ۱۷ تا ۲۱)

ناظرین کرام، مندرجہ بالا اقتباسات میں سچے عیسائی کی جو علامات مذکور ہیں، موجودہ زمانہ میں کتنے مسیحی اس معیار پر پورے اتر سکتے ہیں؟ اگر وہ اس معیار کو پورا کرنے سے قاصر ہوں تو پھر وہ اپنی نجات اور دوسروں کی عدم نجات کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں؟ ہر قسم کی گفتگو سے پہلے ان سے یہ مطالبہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں اعمال باب ۱۹ بھی اس معیار میں شامل کر لیں۔

۶۔ کتاب مقدس کے باغی

خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو اس وقت کے مطابق ایک مکمل شریعت عطا فرمائی تھی جس کا نام تورات تھا۔ اس میں انسانی فلاح کے لیے تمام نظریات

اور عملی ہدایات تھیں۔ موسیٰ ؑ کے بعد آنے والا ہر نبیؑ اسی حکم نامہ کی تعلیم و تبلیغ کا پابند تھا۔ اس کتاب ہدیٰ کے آخری مبلغ حضرت مسیح ؑ تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح نے فرمایا کہ میں توراۃ کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ (متی ۵ : ۱۷) آپ کی حیات طیبہ شریعت موسوی ہی کا پیکر تھی۔ آپ نے اپنی امت کو بھی یہی فرمایا کہ

۱۔ "فقیہ اور فریسی (یہودی علماء) موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو۔" (متی ۲۳ : ۲ و ۳)

۲۔ ایک سائل کے جواب میں فرمایا کہ اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔ پھر وضاحت فرمائی۔ وہ یہ کہ خون نہ کر' زنا نہ کر' چوری نہ کر' جھوٹی گواہی نہ دے۔ الخ یعنی دس احکام توراۃ (متی ۱۹ : ۱۷۔ مرقس ۱۰ : ۱۹۔ لوقا ۱۸ : ۲۰) نیز فرمایا "توراۃ کا ایک نقطہ یا ایک شوشہ بھی نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔" (متی ۵ : ۱۸)

مگر جناب پولوس نے ایک منصوبہ کے تحت شریعت کو لعنت قرار دیا۔ (دیکھئے گلتیوں ۳ : ۱۳) شریعت کو فضول قرار دیا۔ (گلتیوں ۲ : ۱۷ و ۲۱ وغیرہ) توراۃ کو کمزور' بے فائدہ کہہ کر منسوخ قرار دیا۔ (عبرانیوں ۷ : ۱۸) شریعت کو ناقص کہا۔ (عبرانیوں ۸ : ۷) اور اس کو مٹنے والا قرار دیا۔ (عبرانیوں ۸ : ۱۳)

رومن کیتھولک بائبل میں فلپی ۳ : ۲ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ موسیٰ کی شریعت پر عمل کرانے والے بھیڑئیے اور کتے ہیں۔

پروٹسٹنٹ فرقہ کا بانی مارٹن لوتھر اپنی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱' ج ۳ پر لکھتا ہے کہ "ہم نہ موسیٰ کی سنیں گے اور نہ دیکھیں گے کیونکہ وہ صرف یہودیوں کے لیے تھا۔ اس کو ہم سے کسی چیز میں بھی نسبت نہیں ہے۔" (اعجاز عیسوی ص ۳۶۵) نیز لکھا کہ "ہم نہ موسیٰ کو تسلیم کریں گے نہ اس کی توراۃ کو کیونکہ وہ عیسیٰ کا دشمن ہے۔" پھر لکھا کہ "موسیٰ تو جلادوں کا استاد ہے۔" آگے لکھا کہ "دس احکام کو عیسائیوں سے کوئی واسطہ نہیں۔" پھر لکھا

کہ "ان دس احکام کو خارج کر دینا چاہیے تا کہ بدعت فوراً ختم ہو جائے اس لیے کہ یہ احکام سب بدعتوں کا سرچشمہ ہیں۔" (بحوالہ اعجاز عیسوی جدید ص ۳۶۶)

فرمایئے اگر یہی بات ہے تو توراۃ وغیرہ کو کیوں شائع کر کے اٹھائے پھرتے ہو؟ اپنی اناجیل کو اس کے مطابق کرنے کے لیے کمیٹیاں بناتے ہو۔ اگر یہ دس احکام منبع بدعت اور ناقابل تسلیم ہیں تو کیا ان کے برعکس چوری' بدکاری' جھوٹ' شرک' والدین کی نافرمانی عین شریعت اور ایمان ہے؟ تو کیا اسی بنا پر عیسائی حکومتوں نے دنیا میں ظلم و بربریت کرتے ہوئے اودھم مچا رکھا ہے؟ کیا یہی انسانیت کے ساتھ تمہارا محبت و شفقت کا اظہار ہے؟ لو سنو بائبل مقدس:

"کیونکہ یہ باغی لوگ اور جھوٹے فرزند ہیں جو خداوند کی شریعت کو سننے سے انکار کرتے ہیں۔" (یسعیاہ ۳۰:۹)

بائبل سٹڈی کے سلسلہ میں چند اشارے

بائبل ایک ضخیم اور متنوع کتاب ہے نیز مروجہ عیسائیت کے نظریات بھی نہایت وسیع اور عجیب وغریب قسم کے ہیں جو کہ اکثر بائبل کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے لہذا بندہ نے بعض اہم مضامات پر مفید حوالجات کو عنوان دے کر اکٹھا کر دیا ہے۔ امید ہے کہ مطالعہ بائبل اور تقابلی مباحث کے سلسلہ میں یہ اشارے مفید ثابت ہوں گے۔ علاوہ ازیں یہ طریقہ مزید موضوعات کو سمجھنے کے لئے راہنمائی کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ مطالعہ عیسائیت کے مسلمان شائقین کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ ان عنوانات سے مستفید ہو کر مزید عنوانات قائم کرنے کی کوشش فرمائیں۔ تاکہ عیسائی علماء کے ساتھ پر امن ماحول میں نتیجہ خیز گفتگو ہو سکے۔

شاگردانِ مسیحؑ اور جناب پولوس از روئے اناجیل مروجہ

۱۔ مسیحؑ کے شاگرد محض دعوت دینے پر بلا تردد آپ پر ایمان لے آئے۔ (انجیل متی باب ۴ آیت ۱۹، مرقس ۱: ۱۶ تا ۲۰)

۲۔ ہر موقعہ پر صبح و شام آپ کے ساتھ رہ کر تعلیم حاصل کرتے۔ وعظ و نصیحت سنتے اور آپ کے معجزات دیکھتے رہے۔

۳۔ ان کے حق میں فرمایا کہ "تم مبارک ہو گے تمہارے لیے آسمان پر بڑا اجر ہے۔" (متی ۵: ۱۲)

۴۔ ان کو پاس بلا کر انہیں ناپاک روحوں پر اختیار بخشا کہ ان کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور ہر قسم کی کمزوری دور کریں۔ (متی باب ۱۰، مرقس ۳: ۱۲) اور لوقا ۶: ۱۲ میں ہے کہ مسیح نے تمام رات خدا سے دعا مانگی اور صبح اپنے شاگردوں میں سے ۱۲ کو منتخب کر کے ان کو رسول (قاصد) کا لقب دیا۔

۵۔ ان کو ایک معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ "جو تمہیں قبول کرتا ہے

وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ میرے بھیجنے والے کو قبول کرتا ہے۔" (متی ۱۰: ۴۰' یوحنا ۱۳: ۲۰)

۶۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا' "دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہی ہیں کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے' وہی میرا بھائی اور بہن اور ماں ہے۔" (متی ۱۲: ۴۹ و ۵۰)

۷۔ ایک مرتبہ شاگردوں نے کہا کہ ہم سب کچھ چھوڑ کر آپ کے پیچھے ہو لیے ہیں' ہمیں کیا ملے گا؟ تو فرمایا کہ "تم ابن آدم (مسیح) کی نئی آمد پر بارہ تختوں پر بیٹھ کر بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔" (متی ۱۹: ۲۷ تا ۲۹۔ لوقا ۲۲: ۳۰)

۸۔ شاگردوں کو فرمایا' "اب سے میں تمہیں نوکر نہ کہوں گا..... بلکہ تمہیں میں نے دوست کہا ہے...... میں نے تمہیں چن لیا اور تم کو مقرر کیا کہ جا کر پھل لاؤ" (یوحنا ۱۵: ۱۵، ۱۶، و ۱۹)

۹۔ آخری وقت میں مسیح نے سب شاگردوں (۱۲) کو اکٹھا کر کے خود ان کے پاؤں دھوئے اور اپنے رومال سے صاف کیا اور آپس میں محبت و الفت کے ساتھ اور ایک دوسرے کا خادم بن کر رہنے کی تلقین فرمائی۔ (انجیل یوحنا ۱۳: ۱)

۱۰۔ تمام شاگردوں کو خدا کا انعام اور عطیہ قرار دینا۔ ان کو اول حامل کلام الٰہی قرار دینا' خدا کے منتخب افراد قرار دینا' ان کے لیے خدا سے خصوصی دعا مانگنا' ان کو اپنے اور خدا کے ساتھ متحد ہونے کی آرزو کرنا۔ (انجیل یوحنا باب ۱۷)

۱۱۔ شمعون پطرس کو مبارک باد فرمانا اور فرمانا کہ "تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالم ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے۔ میں آسمانی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دوں گا' جو کچھ تو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھلے

گا۔" (متی ۱۶: ۱۷ تا ۱۹) یوحنا ۲۱: ۱۵ میں پطرس کو امت کا خصوصی نگران مقرر فرمایا۔

۱۲۔ شاگردوں کو خطاب کر کے فرمایا:

"مگر تم وہ ہو جو میری آزمائشوں میں برابر میرے شریک رہے اور جیسے میرے باپ نے میرے لیے ایک بادشاہت مقرر کی ہے میں بھی تمہارے لیے کرتا ہوں تا کہ میری بادشاہت میں میری میز پر کھاؤ پیو' بلکہ تم تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے شمعون شمعون' دیکھ شیطان نے تم لوگوں کو مانگ لیا تا کہ گیہوں کی طرح پھٹکے۔ لیکن میں نے تیرے لیے دعا کی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے اور جب تو رجوع لائے تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا۔"
(لوقا ۲۲: ۲۸ تا ۳۲)

"یسوع نے انھیں جواب دیا کہ میں نے تم بارہ کو نہیں چن لیا۔" (یوحنا ۶: ۷۰)

۱۳۔ بعد از صلیب سب شاگردوں پر روح القدس پھونکنا اور تبلیغ پر بھیجنا۔ (یوحنا ۲۰: ۱۹ تا ۲۳)

۱۴۔ بعد از صلیب فرمایا کہ "جن کے گناہ تم بخشو گے' ان کے بخشے گئے اور جن کے گناہ تم قائم رکھو گے ان کے قائم رکھے گئے ہیں۔" (یوحنا ۲۰: ۲۳)

۱۵۔ بقول انجیل پینٹی کوسٹ کے دن سب شاگردوں (۱۲) پر روح القدس نازل ہوا اور وہ طرح طرح کی بولیاں بولنے لگ گئے۔ (کتاب اعمال باب ۲)

شاگردان مسیحؑ کے لیے مندرجہ بالا خصوصیات بموجب اناجیل سے ثابت ہیں مگر جناب پولوس کے لیے ان میں سے ایک بھی ثابت نہیں ہوتی۔ ملاحظہ فرمائیے کہ:

۱۔ نہ تو وہ صرف دعوت پر ایمان لایا بلکہ مسیحیوں کو انتہائی تکالیف اور

اذیتیں دیا کرتا تھا۔

۲۔ نہ اس نے ان بارہ میں شمار ہو کر بزبان مسیحؑ رسول کا لقب پایا۔

۳۔ نہ براہ راست مسیح سے تعلیم پائی' نہ ان کے معجزات اور صلیب کا گواہ بنا' تو پھر رسول کیسے؟

۴۔ نہ اس کو بارہ تخت والے منتخب افراد میں شمار کیا گیا اور نہ اس کے لیے مسیح کی کوئی دعا یا پیش گوئی موجود ہے۔

۵۔ نہ اس کو کسی بھی طور پر مسیحی امت کا رکھوالا اور تربیت کنندہ مقرر کیا گیا۔

۶۔ نہ اس پر مسیحؑ نے روح القدس پھونک کر معجزات اور تبلیغ کی اجازت دی۔

۷۔ نہ اس کو اعزازات پطرس سے کوئی اعزاز ملا بلکہ اس کے متعلق اشارہ تک نہیں ملتا۔

۸۔ اس نے مسیحؑ سے تو کجا' اس کے تربیت یافتہ شاگردوں سے بھی فیض حاصل نہیں لیا۔

۹۔ نہ وہ پنتی کوست کے روز نزول روح القدس کے موقع پر موجود تھا۔

۱۰۔ نہ وہ از روئے اصول انجیل رسول کہلانے کا حق دار ہے۔ (ملاحظہ ہو شرائط رسول اعمال ۱:۲۱)

مگر ان حقائق کے باوجود پولوس اپنے آپ کو مسیح کے اصلی رسولوں سے افضل سمجھتا ہے۔ (ملاحظہ ہو کرنتھ ۱۳:۱۱-۱۱:۲۴)

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جناب مسیحؑ نے اپنے بعد فار قلیط آنے کی ایک عظیم الشان پیش گوئی تو فرما دی مگر اس ہستی کے لیے جو اس وقت تمام عیسائیت کی روح رواں ہے' ایک لفظ بلکہ اشارہ تک نہیں ہے پھر کیا ہم ان سے دریافت کر سکتے ہیں کہ یہ ہستی کیسے خلافت مسیح کے عہدہ پر براجمان ہو

گئی جبکہ حواری تھوڑی ہی مدت بعد پس پردہ چلے گئے۔ پھر بارہ کی گنتی اتنی اہم ہے کہ حضرت مسیح نے ان کو خاص طور پر منتخب فرمایا۔ اور جب ایک شاگرد (یہوداہ) مرتد ہو گیا تو اس گنتی کو پورا کرنے کے لیے باہمی مشورہ سے متیاہ نامی ایک شخص شامل کر لیا گیا۔ اس کو کسی نے پوچھا بھی نہیں بلکہ اس وقت تک وہ ایمان سے بھی بے بہرہ تھا۔ یہ ذات بے مثال محض اپنی ہوشیاری اور چالاکی سے مسند مسیح پر براجمان ہو گئی۔ یہ سب خرابی اور گڑبڑیشن اسی ذات کی پیدہ کردہ ہے جس کی پوزیشن (کرنتھیوں ۹: ۲۰ و روم ۳: ۷) میں واضح ہے' اس نے اپنی تعلیمات کو پھیلا کر پیغمبر برحق کے کلام اور آپ کے تربیت یافتہ افراد کا تمام معاملہ تلپٹ کر دیا۔ ملاحظہ ہو گلتیے باب ۱ میں کیسے چیخ وپکار کر رہا ہے' لہٰذا اصحاب مسیحیت کے لیے یہ نکتہ انتہائی قابل توجہ ہے۔

پولس کی تحریک جدید

۱۔ "لیکن جس خدا نے مجھے میری ماں کے پیٹ ہی سے مخصوص کر لیا اور اپنے فضل سے بلا لیا' جب اس کی یہ مرضی ہوئی کہ بیٹے کو مجھ پر ظاہر کرے تا کہ میں غیر قوموں میں اس کی خوشخبری دوں تو نہ میں نے گوشت اور خون سے صلاح لی اور نہ یروشلم میں ان کے پاس گیا جو مجھ سے پہلے رسول تھے بلکہ فوراً عرب چلا گیا۔" (گلتیوں ۱: ۱۵ تا ۱۷)

نوٹ: مسیح نے تو اپنے دین کا مبلغ ان بارہ کو بنایا تھا۔ جب تم ان سے مستفید نہ ہوئے تو تمہارا مسیح سے کیا تعلق ہے؟

۲۔ "اور جو لوگ کچھ سمجھے جاتے تھے (یعنی شاگردان مسیح) خواہ وہ کیسے ہی تھے مجھے اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ خدا کسی کا طرفدار نہیں ان سے جو کچھ سمجھے جاتے تھے مجھے کچھ حاصل نہ ہوا۔" (گلتیوں ۲: ۶)

بھائی جب تم نے رابطہ ہی قائم نہ کیا تو تمہیں حاصل کیا ہوتا۔ تم ایسا

چاہتے تھے

۳۔ "اسی سبب سے میں پولوس جو تم غیر قوم والوں کی خاطر مسیح یسوع کا قیدی ہوں، میں "مسیح" کا بھید خوب سمجھتا ہوں جو اور زمانوں میں بنی آدم کو معلوم نہ تھا۔ جس طرح اب وہ مقدس رسولوں اور نبیوں پر روح میں اب ظاہر ہو گیا ہے اور میں خدا کے اس فضل کی بخشش جو اس کی قدرت کی تاثیر سے مجھ پر ہوا، میں اس خوشخبری کا خادم بنا، مجھ پر جو مقدسوں میں چھوٹے سے چھوٹا ہوا، یہ فضل ہوا کہ میں غیر قوموں کو مسیح کی بے قیاس دولت کی خوشخبری دوں۔" (افسی ۳: ۱ تا ۸)

۴۔ "اور اس نے مناسب وقتوں پر اپنے کلام کو اس پیغام میں ظاہر کیا جو ہمارے منجی خدا کے حکم کے مطابق میرے سپرد ہوا۔" (ططس ۱: ۳)

۵۔ "یہ خدائے مبارک کے جلال کی اس خوشخبری کے موافق ہے جو میرے سپرد ہوئی، میں اپنے طاقت بخشنے والے خداوند مسیح کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے دیانت دار سمجھ کر اپنی خدمت کے لیے مقرر کیا۔" (تموتھی ۱: ۱۱، ۱۲)

گویا آخری نبی تو ہو گیا۔

۶۔ "میں سچ کہتا ہوں جھوٹ نہیں بولتا کہ میں اسی غرض سے منادی کرنے والا اور رسول اور غیر قوموں کو ایمان اور سچائی کی باتیں سکھانے والا مقرر ہوا۔" (تیمتھیس ۲: ۷)

۷۔ "مجھ کو خدا کی طرف سے غیر قوموں کے لیے مسیح یسوع کے خادم ہونے کی توفیق ملی ہے۔" (رومیوں ۱۵: ۱۵ تا ۱۸)

۸۔ "میں یہ باتیں تم غیر قوموں سے کہتا ہوں چونکہ میں غیر قوموں کا رسول ہوں، اس لیے اپنی خدمت کی بڑائی کرتا ہوں۔" (رومیوں ۱۱: ۱۳)

بڑائی کرنے والا، شیخی مارنے والا راستباز نہیں ہو سکتا۔

۹۔ "خدا نے ہماری معرفت غیر قوموں کے لیے ایمان کا دروازہ کھول دیا۔" (اعمال ۱۴: ۲۷)

جب یہود نے مسیح کو رد کر دیا تو دیگر اقوام کو "کچھ لو اور کچھ دو" کی سطح پر دعوت دی گئی۔ ملاحظہ فرمایئے۔

"اور جب سیلاس اور تیمتھس مکدنیہ آئے تو پولوس کلام سنانے کے جوش سے مجبور ہو کر یہودیوں کے آگے گواہی دے رہا تھا کہ یسوع ہی مسیح ہے (کیونکہ وہ ایک مسیح کے منتظر تھے) جب لوگ مخالفت کرنے لگے اور کفر بکنے لگے تو اس نے اپنے کپڑے جھاڑ کر ان سے کہا کہ تمہارا خون تمہاری ہی گردن پر، میں پاک ہوں۔ اب سے غیر قوموں کے پاس جاؤں گا' پس وہاں سے چلا گیا۔" (اعمال ۱۸: ۵ و ۶)

ناظرین کرام مندرجہ حوالجات سے صاف معلوم ہوا کہ جناب پولوس' مسیح کے دین کی تبلیغ نہیں کر رہے تھے جو کہ شاگردوں کے سپرد ہوئی تھی بلکہ کسی جدید مشن کو لے کر اٹھے تھے جس کو مسیحیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ موجودہ عیسائی مسیح کے پیروکار نہیں۔ یہ لوگ نہیں بلکہ پولوسی ہیں۔

۳۔ نجات اور صلیب' بائبل کی روشنی میں

۱۔ "سو میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ صادق القول اور نجات دینے والا خدا میرے سوا کوئی نہیں۔ اے انتہائے زمین کے سب رہنے والو! تم میری طرف متوجہ ہو اور نجات پاؤ' کیونکہ میں خدا ہوں۔ اور میرے سوا کوئی نہیں" (یسعیاہ باب ۴۵ آیات ۲۱ و ۲۲)

۲۔ "کیونکہ میرے سوا کوئی اور نجات دینے والا نہیں۔" (ہوسیع ۱۳: ۴' یسعیاہ ۴۹: ۲۶ و ۵۳: ۸' زبور ۱۸: ۴۶ و ۲۳: ۵ و ۱۸: ۴۹ وغیرہ)

۳۔ "یسوع نے کہا میں تم سے کہتا ہوں کہ دولتمند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے اور پھر تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہت میں

داخل ہو۔ شاگرد یہ سن کر بہت ہی حیران ہوئے اور بولے کہ پھر کون نجات پا سکتا ہے؟ یسوع نے ان کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ آدمیوں سے تو ہو نہیں سکتا لیکن خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔" (انجیل متی ۱۹ : ۲۳ تا ۲۶، مرقس ۱۰ : ۲۳ تا ۲۷، لوقا ۱۸ : ۲۵ تا ۲۷)

یعنی جسے وہ بعد از ایمان صحیح اعمال صالحہ اور بے ریا مال خرچ کرنے کی توفیق دے۔

۴۔ ہمیشہ کی زندگی : "اس نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایسا کوئی نہیں جس نے گھر یا بیوی یا بھائیوں یا ماں باپ یا بچوں کو خدا کی بادشاہت کے واسطے چھوڑ دیا ہو اور اس زمانہ میں کئی گنا زیادہ نہ پائے اور آنے والے عالم میں ہمیشہ کی زندگی۔" (متی ۱۹ : ۲۹، ۳۰۔ مرقس ۱۰ : ۲۹ تا ۳۱۔ لوقا ۱۸ : ۲۹ و ۳۰)

ایک جگہ فرمایا "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے، جانیں" (یوحنا ۱۷ : ۳)

"استقامت اور میرے نام کے سبب سب لوگ تم سے عداوت رکھیں گے مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔" (متی ۱۰ : ۲۲، مرقس ۱۳ : ۱۳، متی ۲۴ : ۱۳)

یعنی جو ایمان کامل اور اعمال صالحہ پر قائم رہے گا وہ نجات پائے گا۔ قرآن مجید بھی یہی کہتا ہے (۳۰ : ۳۱)

۶۔ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اسی کی ہے۔" (یوحنا ۵ : ۲۴)

"میں اپنے آپ کچھ نہیں کر سکتا جیسے سنتا ہوں عدالت کرتا ہوں۔" (یوحنا ۵ : ۳۰)

"تو بھی میں یہ باتیں اس لیے کہتا ہوں کہ تم نجات پاؤ" (یوحنا ۵ : ۳۴)
یعنی میرے احکام مان کر

ہے۔ "اور کسی نے اس سے پوچھا کہ اے خداوند کیا نجات پانے والے تھوڑے ہیں؟ اس نے ان سے کہا' جاں فشانی (جدوجہد) کرو کہ تنگ دروازے سے داخل ہو۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے داخل ہونے کی کوشش کریں گے اور نہ ہو سکیں گے۔ جب گھر کا مالک اٹھ کر دروازہ بند کر چکا ہو گا اور تم باہر کھڑے ہوئے دروازہ کھٹکھٹا کر یہ کہنا شروع کرو کہ اے خداوند ہمارے لیے کھول دے اور وہ جواب دے میں تم کو نہیں جانتا کہ کہاں کے ہو۔ اے بدکارو تم مجھ سے دور ہو جاؤ۔ وہاں رونا اور دانتوں کا پیسنا ہو گا جب تم ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہت میں شامل اور اپنے آپ کو باہر نکالا ہوا دیکھو گے اور پورب اور پچھم اتر دکھن سے لوگ آ کر خدا کی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہوں گے اور دیکھو بعض آخر ایسے ہیں جو اول ہوں گے اور اول ہیں جو آخر ہوں گے۔" (لوقا ۱۳ : ۲۳ و ۳۰۔ متی ۷ : ۱۳ و ۱۴' ۲۱ : ۳۲)

عیسوی امت مسلمہ

"اور جب راستباز ہی مشکل سے نجات پائے گا تو بے دین اور گنہگار کا کیا ٹھکانہ۔ پس جو خدا کی مرضی کے موافق دکھ پاتے ہیں وہ نیکی کر کے اپنی جانوں کو وفادار خالق کے سپرد کر دیں۔" (۱۔ پطرس ۴ : ۱۸ و ۱۹' متی ۵ : ۲۹' لوقا ۴ : ۵۹)

صلیب کا مطلب: "جو کوئی باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے' وہ میرے لائق نہیں۔ اور جو کوئی بیٹے یا بیٹی کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں اور جو کوئی اپنی صلیب نہ اٹھائے اور میرے پیچھے نہ چلے' میرے لائق نہیں اور جو کوئی اپنی جان بچاتا ہے اسے کھوئے گا اور جو کوئی میرے سبب اپنی جان کھوتا ہے اسے بچائے گا۔" (متی ۱۰ : ۳۷ تا ۳۹' ۱۶ : ۲۴ تا ۲۶' مرقس ۸ : ۳۱ اور ۱۱ : ۲۸)

۱۰۔ "پس اسی طرح تم میں سے جو کوئی اپنا سب کچھ ترک نہ کرے وہ میرا

شاگرد نہیں ہو سکتا۔" (لوقا ۱۴ : ۳۳)

اتباع مسیح : یوحنا باب ۱۵۔ یہی مضمون قرآن مجید میں بکثرت آیا ہے۔ (دیکھئے ۲۴ : ۹) پھر مسیح کی نہ گرفتاری ہوئی نہ صلیب (دیکھئے یوحنا ۷ : ۳۳ و ۳۴ : ۳۴)

مسیح کی آمد کب ہوگی؟ (از روئے اناجیل)

۱۔ مسیح نے فرمایا

"جب تم کو ایک شہر میں ستائیں تو دوسرے کو بھاگ جاؤ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آ جائے گا" (متی ۱۰ : ۲۳)

۲۔ "بلکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کے دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔" (متی ۲۶ : ۶۴)

(۳) "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اس کی بادشاہت میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں گے موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے۔" (متی ۱۶ : ۲۸، مرقس ۹ : ۱، لوقا ۹ : ۲۷)

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہو لیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہو گی۔ آسمان و زمین ٹل جائیں لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔" (متی ۲۴ : ۳۴ و ۳۵، مرقس ۱۳ : ۳۰ و ۳۱، لوقا ۲۱ : ۳۲ و ۳۳)

۴۔ "میں جلد آنے والا ہوں" (مکاشفہ ۲۲ : ۷ و ۲۰)

"اس کتاب کی نبوت کو پوشیدہ نہ رکھ کیونکہ وقت نزدیک ہے" (۲۲ : ۱۰)

۵۔ پطرس نے کہا "سب چیزوں کا خاتمہ جلد ہونے والا ہے۔ پس ہوشیار رہو اور دعا کے لیے تیار" (۱۔ پطرس ۴ : ۷)

۶۔ یعقوب نے کہا "تم بھی صبر کرو اور اپنے دلوں کو مضبوط رکھو

کیونکہ خدا کی آمد قریب ہے۔" (خط یعقوب ۵ : ۸)

۷۔ یوحنا نے کہا "اے لڑکو یہ اخیر وقت ہے" (خط یوحنا ۲ : ۱۸)

۸۔ پولوس مسیحی نے کہا "چنانچہ ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہیں گے سوئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھیں گے کیونکہ خداوند خود آسمانوں سے للکارا اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگہ کے ساتھ اترے گا اور پہلے تو مسیح میں موئے ہوئے جی اٹھیں گے پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ بادلوں میں اٹھائے جائیں گے تا کہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے" پس تم ان باتوں سے ایک دوسرے کو تسلی دیا کرو" (۱۔ تھسلنیکی ۴ : ۱۵ تا ۱۸)

۹۔ "دیکھو میں تم سے بھید کی بات کہتا ہوں ہم سب تو نہیں سوئیں گے مگر سب بدل جائیں گے اور یہ ایک دم میں' ایک پل میں پچھلا نرسنگا پھونکتے ہی ہوگا کیونکہ نرسنگا پھونکا جائے گا اور مردے غیر فانی حالت میں اٹھیں گے اور ہم بدل جائیں گے۔" (کرنتھیوں ۱۵ : ۵۱ و ۵۲)

۱۰۔ "جو کوئی خداوند کو عزیز نہیں رکھتا' ملعون ہو۔ ہمارا خداوند آنے والا ہے۔" (کرنتھیوں ۱۶ : ۲۲)

۱۱۔ "خدا جو اطمینان کا چشمہ ہے آپ ہی تم کو پاک کرے اور تمہاری روح اور جان اور بدن ہمارے خداوند یسوع مسیح کے آنے تک پورے پورے اور بے عیب محفوظ رہیں۔" (۱۔ تھسلنیکی ۵ : ۲۳)

۱۲۔ "مگر ہمارا وطن آسمان پر ہے اور ہم ایک منجی' یعنی خداوند یسوع مسیح کے وہاں سے آنے کے انتظار میں ہیں" (فلپیوں ۳ : ۲۰)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا حوالہ جات سے واضح ہو جاتا ہے کہ از روئے اناجیل مسیح " اس زمانہ کے لوگوں ہی میں آنے والے تھے حوالہ نمبر ۱ سے آخر تک واضح طور پر یہی بات ظاہر کر رہا ہے' اسی لیے آپ کے شاگرد اور

دوسرے پیروکار دن رات آپ کی آمد کے انتظار میں نہایت بے تاب رہتے تھے، حتیٰ کہ جناب پولوس تھسلونیکیہ والوں کو نہایت پر اعتماد لہجہ میں تسلی دے رہا ہے (حوالہ ۸) مگر جناب مسیحؑ اس زمانہ میں آئے اور نہ ہی اس کے بعد آج تک تشریف لائے ہیں جبکہ وقتاً فوقتاً مسیحی امت آپ کے استقبال میں رات یا دن کو نکل کھڑی ہوتی ہے مگر سوائے مایوسی کے ان کے پلے کچھ حاصل نہ ہوا۔ (اخبار ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

ناظرین کرام! یہ پیش گوئی انجیلوں کی مرکزی پیشگوئی ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ آج دو ہزار سال گزر جانے پر بھی اس کا پورا ہونا نظر نہیں آتا۔ اس سے آپ ان کی صداقت کا اندازہ لگا سکتے ہیں حالانکہ مسیحؑ خدا کے سچے رسول ہیں۔ ان کے کلام میں جھوٹ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مروجہ اناجیل مسیح کے مدت بعد لکھی گئیں وہ بھی محض سنی سنائی اور چلتی پھرتی باتیں' نہ کہ ایک مذہبی متن کے طور پر۔ ان کے مصنفین اور زمانہ تصنیف کا کوئی واقعی اتہ پتہ نہیں ملتا۔ جب عیسائی لوگ آمد مسیح سے مایوس ہو گئے تو ان بے شمار رسائل سے چار کو منتخب کر لیا' ان کا نام انجیل بھی ۱۵۰ء کے بعد رکھا گیا' اور دوسری صدی کے آخر میں ٹرٹولین نے ان کو الہامی قرار دے کر عہد جدید کا نام دیا اور عہد قدیم کے ساتھ منسلک کر دیا۔ پھر اس کے بعد بھی ان میں رد و بدل اور کمی بیشی ہوتی رہی۔ دوسری صدی کا عیسائی عالم اوریجن بڑے دکھ بھرے انداز میں کہتا ہے کہ انجیلوں کے باہمی اختلافات کو دیکھ کر انسان کا سر چکرانے لگتا ہے۔ (بائبل کا الہام ص ۷۶)
چنانچہ بندہ حقیر کے تیار کردہ موازنہ میں تقریباً پونے چار صد آیات کے متعلق واضح کیا گیا ہے کہ وہ بعد میں شامل کی گئی ہیں پھر ان الحاقی آیات کے ضمن میں عیسائیوں کے بنیادی نظریات بھی متاثر ہوتے نظر آتے ہیں۔ شاید اسی تناظر میں ۱۹۶۰ء میں پادریوں کی مجلس نے مسیحیت کے ۳۹ نظریات و مسائل کا انکار کر دیا تھا۔ (۱۹۶۳ء) اور ان کے دو سو علماء نے چھ سالہ محنت کے نتیجے میں

یہ رپورٹ پیش کی ہے کہ اناجیل میں مذکور مسیح کے اقوال میں سے اسی (۸۰) فیصد غیر ثابت شدہ ہیں' ان کی نسبت ثابت نہیں ہوتی۔ لہٰذا ہم اصحاب انجیل کو اس کلام برحق (قرآن مجید) کی طرف دعوت دیتے ہیں کہ آج تک اس کا ایک شوشہ بھی نہیں بدلا۔

۵۔ اطاعت حکومت اور ادائیگی خراج و جزیہ

۱۔ "ہر شخص اعلیٰ حکومتوں کا تابع دار رہے۔ کیونکہ کوئی حکومت ایسی نہیں جو خدا کی طرف سے نہ ہو اور جو حکومتیں موجود ہیں وہ خدا کی طرف سے مقرر ہیں۔ پس جو کوئی حکومت کا سامنا کرتا ہے وہ خدا کے انتظام کا مخالف ہے اور جو مخالف ہیں وہ سزا پائیں گے' کیونکہ نیکو کار کو حاکموں سے خوف نہیں بلکہ بدکار کو ہے۔ پس اگر تو حاکم سے نڈر رہنا چاہتا ہے تو نیکی کر اس کی طرف سے تیری تعریف ہو گی کیونکہ وہ تیری بہتری کے لیے خدا کا خادم ہے کہ اس کے غضب کے موافق بدکار کو سزا دیتا ہے۔ پس تابعدار رہنا نہ صرف غضب کے ڈر سے ضرور ہے بلکہ دل بھی یہی گواہی دیتا ہے۔ تم اسی لیے خراج بھی دیتے ہو کیونکہ وہ خدا کے خادم ہیں اور اس خاص کام میں مشغول رہتے ہیں۔ سب کا حق ادا کرو۔ جس کو خراج چاہیے' خراج دو' جس کو محصول چاہیے محصول دو" (رومیوں ۱۳: ۱ تا ۷)

۲۔ "خداوند کی خاطر انسان کے ہر انتظام کے تابع دار رہو' بادشاہ کے اس لیے کہ وہ سب سے بزرگ ہے اور حاکموں کے اس لیے کہ وہ بدکاروں کی سزا اور نیکو کاروں کی تعریف کے لیے اس کے بھیجے ہوئے ہیں۔" (پطرس ۲: ۱۳ و ۱۴)

۳۔ ایک موقعہ پر فریسیوں نے اپنے شاگردوں کو مسیح کے پاس بھیجا کہ "تو کیا سمجھتا ہے' قیصر کو جزیہ دینا روا ہے یا نہیں؟ یسوع نے ان کی شرارت جان کر کہا اے ریاکارو مجھے کیوں آزماتے ہو جزیہ کا سکہ مجھے دکھاؤ وہ ایک دینار اس

کے پاس لے آئے۔ اس نے ان سے کہا' یہ صورت اور نام کس کا ہے؟ انہوں نے اس سے کہا قیصر کا۔ اس پر اس نے ان سے کہا پس جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو۔" (متی ۲۲ : ۱۵ تا ۲۱' مرقس ۱۲ : ۱۳ تا ۱۷' لوقا ۲۰ : ۲۰)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ از روئے اناجیل مقدسہ عیسائی عوام کو کمال شرافت سے وقت کی حکومت کا تابع دار رہنا چاہیے اور ان کو خدا کی طرف سے اپنے حق میں مفید جاننا چاہیے' کسی قسم کا احتجاج اور مظاہرہ حکومت کے خلاف ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ کسی بھی مرحلہ پر حکومت سے مزاحمت کرنا' حکومت میں شرکت کی سعی نہ کرنا چاہیے۔ نیز حکومت کو تمام قسم کے ٹیکس' محصول اور واجبات (خراج و جزیہ) نہایت احتیاط اور ذمہ داری سے ادا کرنے چاہئیں۔

نیز یہ معلوم ہوا کہ عیسائیوں کے پاس حکومت کرنے کے لیے کوئی خدائی ضابطہ نہیں' لہٰذا یہ حکومت کے اہل نہیں۔ اسی بنا پر یہ صحیح حکومت نہیں کر سکے محض لوٹ کھسوٹ ہی کرتے رہے بخلاف اہل اسلام کے کہ انہوں نے شاندار حکومت کی ہے۔

۷۔ مسیحی کلیسا اور عورت

انجیل میں لکھا ہے کہ :

۱۔ "جو عورت بے سر ڈھکے دعا یا نبوت (تبلیغ) کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر منڈی کے برابر ہے۔ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے' اگر عورت کا بال کٹانا یا سر منڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے۔ مرد عورت سے نہیں' عورت مرد سے ہے اور مرد عورت کے لیے نہیں بلکہ عورت مرد کے لیے پیدا ہوئی' پس فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہیے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے۔ تم آپ ہی انصاف کرو

کیا عورت کا بے سر ڈھکے خدا سے دعا کرنا مناسب ہے؟..... لیکن اگر کوئی کٹ حجتی نکلے تو یہ جان لے کہ نہ ہمارا ایسا دستور ہے' نہ خداوند کی کلیسیاؤں کا۔" (کرنتھیوں اول باب ۱۱ آیت ۵ تا ۱۶)

۲۔ "جیسا مقدسوں کی ساری کلیساؤں میں ہے۔ عورتیں کلیسا کے مجمع میں خاموش رہیں۔ کیونکہ انہیں بولنے کا حکم نہیں بلکہ تابع رہیں' جیسا توراۃ میں لکھا ہے (پیدائش ۳ : ۱۶) اگر کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے اپنے شوہر سے پوچھیں کیونکہ عورت کا کلیسا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے۔ کیا خدا کا کلام تم میں سے نکلا یا صرف تم تک ہی پہنچا؟" (کرنتھیوں اول ۱۴ : ۳۳ تا ۳۶)

۳۔ "پس میں چاہتا ہوں کہ مرد ہر جگہ بغیر غصے اور تکرار کے پاک ہاتھوں کو اٹھا کر دعا مانگا کریں۔ اسی طرح عورتیں حیا دار لباس سے شرم اور پرہیز گاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں۔ نہ بال گوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی پوشاک سے' بلکہ نیک کاموں سے جیسا خدا پرستی کا اقرار کرنے والی عورتوں کو مناسب ہے۔ عورت کو چپ چاپ کمال تابع داری سے سیکھنا چاہیے اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے۔ بلکہ چپ چاپ رہے۔" (تیمتھیس ۱ و ۲ : ۸ تا ۱۲)

۴۔ "اسی طرح عورتوں کو بھی سنجیدہ ہونا چاہیے۔ تہمت لگانے والی نہ ہوں بلکہ پرہیز گار اور ساری باتوں میں ایماندار ہوں۔" (کرنتھیوں اول ۳ : ۱۱)

۵۔ "اے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو جیسے خداوند کی' کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے مسیح کلیسا کا سر ہے...... لیکن جیسے کلیسا مسیح کا تابع ہے ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہر کے تابع رہیں........ بہرحال تم میں سے بھی ہر ایک اپنی بیوی سے اپنی مانند محبت رکھے اور بیوی اس بات کا خیال رکھے کہ اپنے شوہر سے ڈرتی رہے۔" (افسیوں ۵ : ۲۲ تا ۳۳)

۶۔ "بوڑھی عورتوں کی وضع مقدسوں کی سی ہو۔ اچھی باتیں سکھانے والی ہوں تا کہ جوان عورتوں کو سکھائیں کہ اپنے شوہروں کو پیار کریں' بچوں کو پیار

کریں اور متقی اور پاک دامن اور گھر کا کاروبار کرنے والی اور مہربان ہوں اور اپنے شوہر کی تابع رہیں تا کہ خدا کا کلام بدنام نہ ہو۔" (ططس ۲: ۳ تا ۵)

"اے بیویو' تم بھی اپنے شوہروں کے تابع رہو اس لیے کہ اگر بعض ان میں سے کلام کو نہ مانتے ہوں (غیر مسیحی) تو بھی تمہارے پاکیزہ چال چلن سے خدا کی طرف کھنچ جائیں اور تمہارے سنگھار ظاہری نہ ہوں' یعنی سر گوندھنا اور سونے کے زیور اور طرح طرح کے کپڑے پہننا بلکہ تمہاری باطنی اور پوشیدہ انسانیت حلم اور مزاج کی غربت کی غیر فانی آرائش سے آراستہ رہے' کیونکہ خدا کے نزدیک اس کی بڑی قدر ہے' اگلے زمانے میں بھی خدا پر امید رکھنے والی مقدس عورتیں اپنے آپ کو اسی طرح سنوارتی اور اپنے شوہر کے تابع رہتی تھیں۔ اے شوہرو تم بھی اپنی بیویوں کے ساتھ عقل مندی سے بسر کرو اور عورت کو نازک ظرف جان کر اس کی عزت کرو۔" (پطرس اول ۳: ۱ تا ۷)

"اور اگر تیری آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے۔ کانا ہو کر زندگی میں داخل ہونا تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ دو آنکھیں ہوتے تو آگ کے جہنم میں ڈالا جائے۔" (متی ۱۸: ۹۔ ۵: ۲۹۔ مرقس ۹: ۴۷ و ۴۸)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا حوالجات سے معلوم ہوا کہ مسیحی عورت با پردہ سر ڈھکے' با حیا' پرہیز گار' خاوند کی تابع دار' گھر کی چار دیواری میں رہتے ہوئے صرف اپنے خاوند سے تعلیم حاصل کر سکتی ہے' نہ وہ کلیسا میں بول سکتی ہے نہ تبلیغ پر جا سکتی ہے۔ اب ارباب کلیسیا ایمانداری سے بتلائیں کہ تمہارا نوجوان لڑکیوں کو بے پردہ پورے سج دھج کے ساتھ گھر گھر' بازاروں اور دفتروں میں تبلیغ کے لیے بھیجنا کس اصول کے مطابق ہے؟

رحمت خداوندی اور کفارہ

پادری صاحبان کہتے ہیں کہ رحم بلا مبادلہ ممکن نہیں کیونکہ اگر خدا

صرف رحم کا ہی معاملہ کر دے، کسی گنہگار کو ویسے ہی بخش دے تو اس کی صفت عدل مجروح ہوتی ہے لہٰذا باوجود رحمت کے کفارہ لازمی ہے۔

جبکہ انجیل مقدس میں مذکور ہے کہ:

"پس ہم کیا کہیں؟ کیا خدا کے ہاں بے انصافی ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے اس پر رحم کروں گا اور جس پر ترس کھانا منظور ہے اس پر ترس کھاؤں گا۔ پس یہ نہ ارادہ کرنے والے پر منحصر ہے نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خدا پر۔ کیونکہ مقدس کتاب میں فرعون سے کہا گیا ہے کہ میں نے اسی لیے تجھے کھڑا کیا ہے کہ تیری وجہ سے اپنی قدرت ظاہر کروں اور میرا نام تمام روئے زمین پر مشہور ہو، پس وہ جس پر چاہتا ہے، رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے سخت کر دیتا ہے۔" (خط رومیوں ۹: ۱۴ تا ۱۸)

چنانچہ ضابطہ قرآن مجید کا ہے۔ یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء

معلوم ہوا کہ خدا کی رحمت کسی دیگر شرط سے مشروط نہیں بلکہ اس کی منشا پر منحصر ہے اس میں کسی کی کوشش یا محنت کی ضرورت نہیں بلکہ خدا کی مرضی پر منحصر ہے۔

۲۔ انجیل متی میں مذکور ہے کہ:

"اس وقت پطرس نے پاس آ کر اس سے کہا اے خداوند اگر میرا بھائی میرا گناہ کرتا رہے تو میں کتنی مرتبہ اسے معاف کروں؟ کیا سات دفعہ تک؟ یسوع نے اس سے کہا، میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ سات دفعہ بلکہ سات دفعہ کے ستر گنا تک۔"

(باب ۱۸ آیت ۲۱ و ۲۲)

جب عام آدمی کو بلا معاوضہ ۷ + ۷۰ = ۴۹۰ مرتبہ معاف کر دینے کی تلقین کی جا رہی ہے تو خود مالک کیوں نہ اپنے بندوں کو بلا معاوضہ معاف نہ فرمائے؟ یہ تو ایک غیر معقول اور شان خداوندی کے بالکل خلاف بات ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ خدا کا رحم و کرم بلا معاوضہ ہی ہو گا۔ وہاں کسی کفارہ کی

ضرورت نہیں ہے ہاں صرف توبہ اور جذبہ وفاداری ضروری ہے۔ نیز عیسائیوں کا مبادلہ بھی عجیب معاملہ ہے کہ ہمیں تو وہ بلا معاوضہ معاف نہ کرے کہ اس طرح اس کی صفت عدل مجروح ہوتی ہے مگر خود اپنے اکلوتے کے لیے الٹ معاملہ استعمال کیا جا رہا ہے کہ اس کے حق میں رحم کا نام و نشان نہیں ہے۔ فرمایئے وہ کس جرم کی بنا پر مصلوب کرایا جا رہا ہے' وہاں صفت رحم صرف مجروح نہیں بلکہ ذبح ہی کر دی جاتی ہے۔ یہ ضابطہ تو دنیا کی کسی عدالت میں زیر عمل نہیں اور نہ ہی اس کو معقول قرار دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ وہ ہر ایک وفادار بندے کو بلا معاوضہ ہی بخش دے گا۔

از روئے انجیل مسیح کی مصلوبیت کا مفہوم

"اور تم اسی کے لیے بلائے گئے ہو کیونکہ مسیح بھی تمہارے واسطے دکھ اٹھا کر تمہیں ایک نمونہ دے گیا ہے تاکہ اس کے نقش قدم پر چلو۔ نہ اس نے گناہ کیا اور نہ اس کے منہ سے کوئی مکر کی بات نکلی۔ نہ وہ گالیاں کھا کر گالی دیتا تھا اور نہ دکھ پا کر کسی کو دھمکاتا تھا' بلکہ اپنے آپ کو سچے انصاف کرنے والے کے سپرد کرتا تھا' وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لیے ہوئے صلیب چڑھ گیا تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راست بازی کے اعتبار سے جئیں اور اس کے مار کھانے سے تم نے شفا پائی۔" (پطرس ۲:۲۱ تا ۲۴)

تبصرہ و تجزیہ

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ بزعم عیسائیاں لوگوں کے گناہ اٹھا کر لکڑی کی صلیب پر نہیں مرا بلکہ راست بازی کے اپنانے اور پھیلانے کے لیے ہر قسم کا دکھ اٹھا کر اپنے مشن کو پورا کیا۔ اب ان کے متبعین کو بھی لازمی ہے کہ وہ بھی آپ کے طریق کار اور اسوہ کو اپناتے ہوئے ہر قسم کی مزاحمتیں برداشت کرتے ہوئے اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اشاعت حق کا فریضہ ادا کریں' تاکہ پھر گناہوں اور نافرمانی کی عادات سے الگ ہو کر راست بازی اور خدا

پرستی کی روش پر چل پڑیں۔ وہ گناہ سے ناواقف ہو کر حق پرستی کے پیکر بن جائیں۔ یہ مفہوم ہے تعلیم مسیح اور انجیل کا جسے یہ لوگ اپنی سادگی کی وجہ سے کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھے۔ چنانچہ اگلی آیات کا مضمون بھی اسی کا موید ہے اور دیگر انجیلی حوالہ جات بھی یہی ثابت کرتے ہیں۔

مسئلہ کفارہ اور اس کی حقیقت

عیسائی پوپ اور پادری صاحبان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو کامل راستباز پیدا فرما کر اسے باغ عدن میں رکھا اور کہہ دیا کہ ہر پھل کھا سکتے ہو۔ مگر اس نیک و بد کی تمیز کے درخت سے نہ کھانا۔ آدم کے ساتھ اس کی بیوی حوا بھی تھی۔ شیطان نے پہلے حوا کو بہکا کر یہ پھل کھلایا۔ پھر اس کے ورغلانے سے آدم نے بھی کھا لیا' جس سے اس کی کاملیت ختم ہو گئی اور وہ مجرم قرار پاگئے۔ اس کے نتیجے میں ان کو باغ عدن سے نکال کر زمین میں آباد کیا گیا کہ محنت و مشقت سے اپنے خورد و نوش کا انتظام کرو۔ پھر یہی گناہ ان کی اولاد میں موروثی طور پر آگیا اور اسی گناہ کی وجہ سے ان میں موت کا سلسلہ بھی وارد ہو گیا۔ ان کے بعد ان کی تمام اولاد اسی گناہ میں ملوث ہے' جس کے ازالہ کی کوئی صورت نہ تھی۔ بالآخر خدا نے مخلوق پر رحم کرتے ہوئے اپنے اکلوتے بیٹے یسوع کو بھیجا تاکہ وہ اپنی جان کو صلیب پر دے کر اس گناہ کا کفارہ بنے۔ لہٰذا اب جو شخص مسیح کے کفارہ اور فدیہ پر ایمان لائے گا وہی نجات پائے گا۔ باقی کسی کو بھی نجات نہیں مل سکتی۔

اس نظریے کو یہ لوگ عقیدہ کفارہ و نجات کہتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر آدم سے اغوائے شیطانی سے یہ لغزش سرزد ہو بھی گئی تو اس کا رد عمل اور سزا بھی ساتھ ہی سنا دی گئی۔ جیسے دوسرے دو افراد (حوا اور سانپ) کو۔ (کتاب پیدائش ۳ : ۱۴ تا ۲۰) لہٰذا سزا کے بعد یہ گناہ باقی نہ رہا' جیسے کہ خود انجیل میں لکھا ہے :

"آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی لیکن اولاد ہونے سے نجات پائے گی۔" (تیمتھس ۲: ۱۳، ۱۴)

یعنی اس سے جو گناہ صادر ہوا خدا نے اس پر فرد جرم لگائی کہ تو درد زہ کے ساتھ جنے گی۔ لہٰذا وہ مجرم سزا پا کر جرم سے پاک ہو جائے گی۔ اسی طرح باقی مجرم بھی اگر ماخوذ ہوں تو اپنی اپنی سزا بھگت کر نجات پا لیں گے۔

"خدائے رحیم ایسا نہیں کہ وہ کوئی گناہ معاف ہی نہ کر سکے۔ بلکہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ گناہ گار کو توبہ کی توفیق دے کر اس کو پھر بحال فرما دے۔"

(رومیوں ۱۱: ۲۳، ۲۴)

وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ تو خود کہتا ہے۔

"کیا مجھ میں نجات دینے کی قدرت نہیں۔" (یسعیاہ ۵۰: ۲، ۱۲۳)

موروثی گناہ کوئی نہیں۔ اول تو موروثی گناہ کا ساری بائبل میں کوئی تصور ہی نہیں۔ ورنہ ہر نبی اس کو پہلے بیان کرتا حتیٰ کہ توحید سے بھی پہلے مگر ایسا کہیں نہیں دکھلایا جا سکتا۔ حتیٰ کہ حضرت مسیح بھی سب سے اہم مسئلہ توحید الٰہی بتلاتے ہیں۔ دیکھئے متی ۲۲، مرقس ۱۲، لوقا ۲۰ وغیرہ، یوحنا ۱۷: ۳

کوئی انسان اگر کسی پر ناراض ہو جائے تو وہ کچھ مدت کے بعد راضی ہو جاتا ہے تو خالق کائنات جس کو عیسائی کہتے ہیں وہ ہے ہی "محبت"۔ وہ اپنی مخلوق پر کیوں راضی نہ ہو گا۔ بائبل میں سینکڑوں مرتبہ اس نے اپنی ابدی شفقت و رحمت کا ذکر فرمایا ہے کہ اس کی شفقت ابدی ہے۔ (زبور ۱۳۶) نیز وہ قربانی پر رحم کو پسند کرتا ہے۔ (متی ۱۲: ۷، ہوسیع ۶: ۶) اسی لیے پھر ایک مرتبہ مسیح نے اس مسئلہ کو جتلایا بھی تھا۔ (حوالہ بالا) پھر سنگین سے سنگین جرم کا اثر بھی صرف تیسری چوتھی پشت تک رہتا ہے۔ (خروج ۳۴: ۷) اس سے اوپر نہیں تو اگر کوئی موروثی گناہ تھا بھی تو آدم کی چوتھی پشت کا ختم ہو گیا ہے اب اس زمانہ تک اس کا ڈھنڈورا کیوں پیٹا جا رہا ہے۔ وہ تو خدائے رحیم ہے۔ اس نے تو اپنی پیاری امت اسرائیل کے بار بار جرموں کو معاف کر دیا۔

حتیٰ کہ بچھڑا پرستی بھی معاف فرمادی۔ اس شرک سے بڑھ کر کون سا جرم ہو سکتا تھا؟

دیکھئے احبار کی کتاب میں صاف لکھا ہے کہ

"ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تمہیں پاک کرنے کے لیے کفارہ دیا جائے گا۔ سو تم اپنے سب گناہوں سے خداوند کے حضور پاک ٹھہرو گے۔" (۱۶ : ۲۹، ۳۰، ۲۳ : ۲۶ و گنتی ۲۹ : ۷)

بتلایئے اب کوئی بھی گناہ کہاں باقی رہا؟

عیسائی کہتے ہیں کہ فدیہ اور کفارہ کوئی گنہگار نہیں دے سکتا تھا' اس لیے صرف مسیح (جو کہ بے عیب تھے) ہی اس کے لائق ہے۔ مگر ان کی بائبل اس کے خلاف ہے۔ وہ اعلان کرتی ہے کہ: "جو عورت سے پیدا ہوا وہ کیونکر پاک ہو سکتا ہے۔" (ایوب ۲۵ : ۴) مسیح بھی تو عورت سے پیدا ہوئے تھے نیز مسیح نے اقرار کیا کہ تم مجھے نیک (بے عیب) کیوں کہتے ہو؟ نیک یعنی بے عیب تو صرف ایک ہی ہے۔ لہٰذا اس ضابطہ کے مطابق مسیح بھی فدیہ نہیں بن سکتے۔ ان سے بڑھ کر تو یحییٰ فدیہ کے لائق تھے۔ کیونکہ خود مسیح نے ان سے بپتسمہ لیا تھا (متی ۳ : ۱۳ تا ۱۶۔ مرقس ۱ : ۴ تا ۶) جب وہ فدیہ نہ ہوئے تو ان کے بعد دوسرا کون ہو سکتا ہے؟

تمہارا یہ ضابطہ کہ بے عیب اور کامل راست باز ہی فدیہ ہو سکتا ہے' بائبل کے خلاف ہے۔ دیکھئے وہاں لکھا ہے کہ

"شریر صادق کا فدیہ ہو گا اور دغا باز راست بازوں کے بدلہ میں دیا جائے گا۔" (امثال ۲۱ : ۱۸)

"شفقت اور سچائی سے بدی کا کفارہ ہوتا ہے۔" (امثال ۱۶ : ۶)

"آدمی کی جان کا کفارہ اس کا مال ہے۔" (امثال ۱۳ : ۸)

علاوہ ازیں خود بائبل نے بے شمار لوگوں کو کامل' راست باز اور خدا کے ساتھ چلنے والا فرمایا ہے۔ آخر وہ کیوں فدیہ نہ دے سکے۔ ذرا شمسون کی پاکبازی

اور راست بازی دیکھئے جو ماں کے پیٹ ہی سے پاک تھے۔ (کتاب قضاۃ)

ابدی اور موروثی گناہ کا تصور خدائی قانون اور حکمت کے خلاف ہے۔

سنئے

"جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا۔" (حزقیل ۱۸ : ۲۰)

ایسے ہی کتاب استثناء ۲۴ : ۱۶ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

معلوم ہوا کہ اگر آدم نے لغزش کھائی تو موت کا شکار وہی ہوں گے۔ ان کے بیٹوں میں موت کا اثر نہ ہو گا۔

"لیکن اگر شریر اپنے تمام گناہوں سے جو اس نے کیے ہیں باز آئے اور میرے سب آئین پر چل کر جو جائز اور روا ہے کرے تو وہ یقیناً زندہ رہے گا وہ نہ مرے گا' وہ سب گناہ جو اس نے کیے' اس کے خلاف محسوب نہ ہوں گے۔" (حزقیل ۱۸ : ۲۱' ۲۲)

"کیونکہ میں قربانی نہیں بلکہ رحم کو پسند کرتا ہوں۔" (ہوسیع ۶ : ۶۔ متی ۹ : ۱۳)

معلوم ہوا کہ خدا رحم بلا مبادلہ ہی فرماتا ہے' وہاں کسی صلیب اور قربانی کی ضرورت نہیں۔ (دیکھئے جیمیاہ باب ۵۰)

خداوند قدوس فرماتے ہیں کہ

"اور میں جس پر مہربان ہونا چاہوں گا' مہربان ہوں گا اور جس پر رحم کرنا چاہوں گا' رحم کروں گا۔" (خروج ۳۳ : ۱۹)

پولوس رسول مزید وضاحت کرتا ہے کہ "کیونکہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے اس پر رحم کروں گا اور جس پر ترس کھانا منظور ہے اس پر ترس کھاؤں گا۔ پس یہ نہ ارادہ کرنے والے پر منحصر نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خدا پر۔" (رومیوں ۹ : ۱۵' ۱۶)

یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء (البقرہ) مسئلہ کفارہ کے لیے کلیہ

الکتاب میں دیکھیے لفظ کفارہ' نجات، رحم' فضل' شفقت' بخشش وغیرہ' تمام عقدہ حل ہو جائے گا۔

تو جب بخشش اور رحم خدا کی مرضی پر موقوف ہے تو اس میں مسیح کی مشقت و محنت اور صلیب کا کیا دخل ہے؟ خدا کو ہر طرح کی قدرت اور اختیار حاصل ہے۔ وہ کسی سبب یا مخلوق کا محتاج نہیں ہے۔

عیسائیوں کو مسیح کے کفارہ پر بڑا فخر اور ناز ہے کہ ہم مفت میں نجات پا جائیں گے۔ باقی پھنس جائیں گے مگر معاملہ اس کے برعکس ہے۔ وہاں تو مسیح ان کو کچھ اور ہی سنائیں گے۔ لکھا ہے:

"تم باہر کھڑے ہوئے دروازہ کھٹکھٹا کر کہو گے کہ خداوند ہمارے لیے کھول دے۔ وہ کہے گا میں تم کو نہیں جانتا کہ کہاں کے ہو۔ تم کہو گے کہ ہم نے تیرے روبرو کھایا پیا۔ تو نے ہمارے بازاروں میں تعلیم دی۔ مگر وہ کہے گا میں تم سے کہتا ہوں کہ میں نہیں جانتا تم کہاں کے ہو۔ اے بدکارو تم سب مجھ سے دور رہو۔ تم ابراہیم' اضحاق' یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہت میں شریک ہوئے مگر اپنے آپ کو باہر نکالا ہوا دیکھو گے۔" (لوقا ۱۳: ۲۵ تا ۲۸)

مزید سنئے جب مسیح دوبارہ آئیں گے تو اس وقت بھی عیسائیت صحیح ایمان سے خالی ہو گی۔ (دیکھئے لوقا ۱۸: ۸)

عیسائیو! یہ ہے تمہارا انجام' غور کر لو۔

اب بتلایئے تمہارے کفارے نے تمہیں کیا فائدہ پہنچایا۔ پیارے بھائیو! اصل بات اور ضابطہ یہی ہے کہ موروثی گناہ اور فدیہ و کفارہ کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ ہر نبی اپنی اپنی امت کو نجات ہی کا پیغام دینے آیا تھا جو کہ توحید الٰہی اور اعمال صالحہ پر منحصر ہے۔ جو ان اصولوں کو اپنالے گا وہی نجات یافتہ ہے۔ دیکھئے آپ کی انجیل میں ہے:

"نجات توبہ اور خدا ترسی پر منحصر رہے۔" (لوقا ۱۹: ۱۹ تا ۳۶)

"فرمانبرداروں کے لیے ابدی نجات ہے۔" (عبرانیوں ۵: ۹)

"شریر کی نجات اس سے ڈرنے والوں کے قریب ہے۔" (زبور ۸۵:۹)

ان رحمت اللہ قریب من المحسنین ○ (۷:۵۶)

"راست بازی کے سبب نجات پائیں گے۔" (یسعیاہ ۱:۲۷۔ نیز دیکھئے

زبور ۳:۲۷۔ یوایل ۲:۳۲۔ اعمال ۲۲:۲۸)

"گنہگار، باغی اور بد عمل کی نجات نہ ہوگی۔"

ان حوالہ جات کے مزید سنئے:

"جب راست باز ہی مشکل سے نجات پائے گا تو بے دین اور گناہگار کا کیا

ٹھکانا" (پطرس ۴:۱۸)

"شریروں کا انجام ہلاکت ہے۔" (زبور ۳۷:۳۸)

"شریر بے سزا نہ چھوٹے گا۔" (امثال ۱۱:۲۱)

مسیح نے اعلان فرمایا "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تو کوڑی

کوڑی ادا نہ کرے گا وہاں سے ہرگز نہ چھوٹے گا۔" (متی ۵:۲۶)

نیز لوقا میں اس سے بھی وضاحت ہے۔

اسی طرح بیشتر مقامات پر نجات کا انحصار مسئلہ توحید اور اعمال صالحہ پر قرار دیا ہے نہ کہ کسی موروثی گناہ اور کفارہ وصلیب پر۔ دیکھئے متی ۲۲:۳۶ تا ۴۰۔ مرقس ۱۲:۲۸ تا ۳۴۔ لوقا ۲۰:۲۱ تا ۳۴۔ یوحنا ۱۴:۳ وغیرہ۔

اس لیے ہم نہایت دردمندی اور خلوص سے عیسائی بھائیوں کی خدمت میں دعوت حق پیش کرتے ہیں کہ آپ رحمت دو عالم منجی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اطہر سے وابستہ ہو کر حقیقی معنوں میں مسیح کو پالو۔

مسیح کے منجی ہونے کا مفہوم

قارئین کرام! اوپر آپ نے عیسائیوں سے نجات کا مفہوم بواسطہ موروثی گناہ اور فدیہ و کفارہ سن لیا۔ اب آپ براہ راست اور بلاشرکت مسیح کی زبانی نجات کا مفہوم سنئے:

"جس طرح تو نے مجھے بھیجا اسی طرح میں نے ان کو بھیجا" (یوحنا ۱۷: ۱۸)

پطرس کہتا ہے کہ "خدا نے اپنے خادم کو اٹھا کر پہلے تمہارے پاس بھیجا تا کہ تم میں سے ہر ایک کو اس کی بدیوں سے پھیر کر برکت دے۔" (اعمال ۳: ۲۶)

پولس کی گواہی: "مسیح کو خدا نے مالک (بانی) اور منجی بنا کر اپنے داہنے ہاتھ سے سربلند کیا تا کہ اسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے۔" (اعمال ۵: ۳۱)

"چھڑانے والا صیہون سے نکلے گا اور بے دینی کو یعقوب سے دفع کرے گا اور ان کے ساتھ میرا یہ عہد ہوگا جبکہ میں ان کے گناہوں کو دور کر دوں گا۔" (رومیوں ۱۱: ۲۶ تا ۲۷)

ملاحظہ فرمائیں کہ کتنی وضاحت سے نجات کا مفہوم بیان کر دیا گیا کہ نبی اور پیغمبر نجات اور مغفرت کے اسباب و وسائل بتانے اور تلقین کرنے کے لیے آتے ہیں چنانچہ خود مسیحؑ نے فرمایا

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ محصول لینے والے اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ یوحنا راست بازی کے طریقے پر تمہارے پاس آیا اور تم نے اس کا یقین نہ کیا مگر محصول لینے والے اور کسبیوں نے اس کا یقین کیا اور تم یہ دیکھ کر پیچھے بھی نہ پچھتائے کہ اس کا یقین کر لیتے۔" (متی ۲۱: ۳۱ و ۳۲)

معلوم ہوا کہ ہر نبی نجات ہی دینے کے لیے آیا تھا نہ کہ خود اپنی مرضی سے پکڑ کر داخل جنت کر دیتے ہیں۔ یہ منصب تو خود خدائے رحیم کا ہے۔ (دیکھئے متی ۲۰: ۲۳۔ مرقس ۱۰: ۴۰۔ یسعیاہ ۲۱: ۴۴، ۴۵ وغیرہ۔ انبیاء تو راہ نجات بتلانے آتے ہیں۔ اختیار خدا کے پاس ہے۔ دیکھئے یوحنا ۶: ۴۶ و ۴۴۔ ورنہ کوئی بھی یہودی مسیح کا منکر نہ رہتا۔

حقیقی مغفرت اور نجات

"تاکہ اس کی امت کو نجات کا علم بخشے جو ان کو گناہوں کی معافی سے حاصل ہو۔ یہ ہمارے خدا کی عین رحمت سے ہوگا" (لوقا ۱: ۷۷)

نیز خدا کی کرم نوازی ایک مخصوص امت پر بلا کفارہ یہ ہوگی

"میں ان کی بدکاری کو بخش دوں گا اور ان کے گناہ کو یاد نہ کروں گا"

(یرمیاہ ۳۱: ۳۴)

حرف آخر

یہ مختصر سی تحریر جو حق اور انصاف پسند انسانوں کے لیے مینارہ نور اور ذریعہ ہدایت ہے' اس کی مزید تفصیل بھی ہو سکتی ہے۔ اللہ اس کو ہر بھولے بھٹکے فرزند آدم کے لیے ذریعہ ہدایت و نجات بنائے۔ آمین ثم آمین

مسئلہ کفارہ کا حل بطرز جدید

کفارہ کا لغوی معنی ہے کسی چیز کا چھپانا۔ اصطلاح شرع میں کسی جرم کو نظر انداز کر دینا' دور کر دینا یعنی اس کی سزا ترک کر دی جائے۔ بائبل میں کفارہ کے متعلق حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ "اگر بنی اسرائیل کی ساری جماعت سے چوک ہو جائے اور یہ بات جماعت کی آنکھوں سے چھپی ہو تو بھی وہ ان کاموں میں سے جنہیں خدا نے منع کیا ہے کسی کام کو کر کے مجرم ہو گئی ہو تو اس خطا کے جس کے وہ قصور وار ہوں' معلوم ہو جانے پر جماعت ایک بچھڑا خطا کی قربانی کے طور پر چڑھانے کے لیے خیمہ اجتماع کے سامنے لائے اور جماعت کے بزرگ لوگ اپنے ہاتھ خداوند کے آگے اس بچھڑے کے سر پر رکھیں۔ اور بچھڑا خدا کے آگے ذبح کیا جاوے۔ یوں کاہن ان کے لیے کفارہ دے تو انہیں معافی مل جائے گی۔ یہ جماعت کی خطا کی قربانی ہے۔" (کتاب احبار باب ۴ آیت ۱۳ تا ۲۱)

۲۔ "اور جب کسی سردار سے خطا سرزد ہو اور وہ ان کاموں میں سے جنہیں خدا نے منع کیا ہے کسی کام کو نادانستہ کر بیٹھے اور مجرم ہو جائے تو اسے وہ خطا بتا دی جائے تو وہ ایک بے عیب بکرا اپنی قربانی کے واسطے لائے اور اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھے اور اسے اس جگہ ذبح کرے۔ یہ خطا کی قربانی ہے' یوں کاہن خطا کا کفارہ دے تو اسے معافی مل جائے گی۔" (احبار ۴ آیت ۲۲ تا ۲۶)

۳۔ "ایسے ہی اگر کوئی عام انسان نادانستہ طور پر گناہ کرے تو وہ ایک بکری ذبح کرے' یوں کاہن اس کے لیے کفارہ دے تو اسے معافی مل جائے گی۔" (احبار ۴:۲۷ تا ۳۱)

اسی طرح اس باب میں مختلف جرائم کے کفاروں کا ذکر ہے۔

۴۔ "موسیٰ نے ہارون سے کہا کہ مذبح کے نزدیک جا اور اپنی خطا کی قربانی اور اپنی سوختنی قربانی گزران اور اپنے لیے اور قوم کے لیے کفارہ دے اور جماعت کے چڑھاوے کو گزران اور اپنے لیے کفارہ دے۔" (احبار ۹:۷)

۵۔ "اور موسیٰ نے کہا' خطا کی قربانی جو نہایت مقدس ہے اور جسے خدا نے تم کو اس لیے دیا ہے کہ تم جماعت کے گناہوں کو اپنے اوپر اٹھا کر خدا کے حضور ان کے لیے کفارہ دو۔" (احبار ۱۰:۱۶ تا ۱۷)

۶۔ "اور بنی اسرائیل کی جماعت سے خطا کی قربانی کے لیے دو بکرے اور سوختنی قربانی کے لیے ایک مینڈھا لے اور ہارون خطا کی قربانی کے بچھڑے کو جو اس کی طرف سے ہے گزران کر اپنے اور اپنے گھر کے لیے کفارہ دے۔" (احبار ۱۶:۵ و ۶)

۷۔ "اور بنی اسرائیل کی ساری نجاستوں اور گناہوں اور خطاؤں کے سبب سے پاک ترین مقام کے لیے کفارہ دے۔" (احبار ۱۶:۱۶)

۸۔ "اور یہ تمہارے لیے ایک دائمی قانون ہو کہ ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تم اپنی اپنی جانوں کو دکھ دینا' اس دن کوئی کام نہ کرنا' کیونکہ اس روز تمہارے واسطے تم کو پاک کرنے کے لیے کفارہ دیا جائے گا سو تم اپنے گناہوں سے

خداوند کے حضور پاک ٹھہو گے........ سو یہ تمہارے لیے ایک دائمی قانون ہو کہ تم بنی اسرائیل کے واسطے سال میں ایک دفعہ ان کے سب گناہوں کا کفارہ دو" (احبار ۲۹:۱۶ تا ۳۴ و ۲۶:۲۳ و ۲۷ و ۹:۲۵)

۹۔ "(کیکر کے درخت کی بنی ہوئی قربان گاہ پر) اسی پر ہارون خوش بو دار بخور جلایا کرے ہر صبح چراغوں کو ٹھیک کرتے وقت بخور جلائے اور زوال و غروب کے درمیان بھی۔ جب ہارون چراغوں کو روشن کرے تب بخور جلائے اور تم اس پر اور طرح کا بخور نہ جلانا نہ اس پر سوختنی قربانی اور نذر کی قربانی چڑھانا اور کوئی تپاون بھی اس پر نہ تپانا اور ہارون سال میں ایک بار اس کے سینگوں پر کفارہ دے۔ تمہاری پشت در پشت سال میں ایک بار اس خطا کی قربانی کے خون سے جو کفارہ کے لیے ہو اس کے واسطے کفارہ دیا جائے۔ یہ خداوند کے لیے سب سے زیادہ پاک ہے" (خروج ۱:۳۰ تا ۱۰)

۱۰۔ "اور خداوند نے موسیٰ سے کہا جب تو بنی اسرائیل کا شمار کرے تو جتنوں کا شمار ہوا ہو وہ فی مرد شمار کے وقت اپنی جان کا فدیہ خداوند کے لیے دیں تا کہ جب تو ان کا شمار کر رہا ہو' اس وقت کوئی وبا ان میں نہ پھیلنے پائے) ہر ایک جو نکل نکل کر شمار کیے ہوؤں میں ملتا جائے' وہ مقدس کی مثقال کے حساب سے نیم مثقال دے ...... خداوند کے لیے ہدیہ ہے جتنے بیس سال کے یا اس سے زیادہ عمر کے نکل نکل کر گنے ہوؤں میں ملتے جائیں ان میں سے ہر ایک خداوند کی نذر دے۔ جب تمہاری جانوں کے کفارہ کے لیے خداوند کی نذر دی جائے تو دولت مند نیم (مثقال) مثقال سے زیادہ نہ دے اور نہ غریب اس سے کم دے اور تو بنی اسرائیل سے کفارہ کی نقدی لے کر اسے خیمہ اجتماع کے کام میں لگانا تا کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف سے تمہاری جانوں کے کفارہ کے لیے خداوند کے حضور یادگار ہو" (خروج ۱۱:۳۰ تا ۱۶)

۱۱۔ "اور کاہن اس کے جرم کی قربانی کے مینڈھے کے ذریعہ سے اس کے لیے خداوند کے حضور کفارہ دے تب اس نے جو خطا کی ہے وہ اسے معاف کی جائے

گی ہے" (کتاب احبار ۱۹ : ۲۲)

۱۲۔ "پھر لاوی اپنے ہاتھ بچھڑوں کے سروں پر رکھیں اور تو ایک کو خطا کی قربانی اور دوسرے کو سوختنی قربانی کے لیے خدا کے حضور گزراننا تاکہ لاویوں کے واسطے کفارہ دیا جائے۔ (گنتی باب ۸ آیت ۱۲)

۱۳۔ "حضور ہارون نے ان (لاویوں جو آپ کا خاندان ہے) کی طرف سے کفارہ دیا۔" (حوالہ مذکورہ بالا)

۱۴۔ "لیکن ہارون اور اس کے بیٹے سوختنی قربانی کے مذبح اور بخور کی قربان گاہ دونوں پر پاک ترین مقام کی ساری خدمت کو انجام دیتے اور اسرائیل کے لیے کفارہ دینے کے لیے جیسا کہ خدا کے بندہ موسیٰ نے حکم کیا تھا قربانی چڑھاتے تھے۔" (تواریخ اول باب ۶ آیت ۴۹)

۱۵۔ "آدمی کی جان کا کفارہ اس کا مال ہے۔" (امثال ۱۳ : ۸)

۱۶۔ "اس نے ہمارے گناہوں کے موافق ہم سے سلوک نہیں کیا اور ہماری بدکاریوں کے مطابق ہم کو بدلہ نہیں دیا' کیونکہ جس قدر آسمان زمین سے بلند ہے اسی قدر شفقت ان پر ہے جو اس سے ڈرتے ہیں جیسے پورب پچھم سے دور ہے' ویسے ہی اس نے ہماری خطائیں ہم سے دور کر دیں۔ جیسے باپ اپنے بیٹوں پر ترس کھاتا ہے۔" (زبور ۱۰۳ : ۱۱ تا ۱۳)

۱۷۔ جب بنی اسرائیل نے موسیٰ کے طور پر جانے کے بعد بچھڑا بنا لیا تو خدا ان پر سخت غضبناک ہوا تو کتاب استثنا (باب ۹) کے مطابق حضرت موسیٰ ۴۰ دن تک مسلسل روزہ سے رہ کر خدا کے حضور سجدہ ریز رہے اور خروج ۳۲ : ۲۷ کے مطابق ان کو یہ حکم بھی دیا کہ تم اس گناہ کی سزا سے بچنے کے لیے اپنے بھائیوں' ساتھیوں اور پڑوسیوں کو قتل کرو' جس کے نتیجہ میں تقریباً" تین ہزار قتل ہوئے' پھر دوسرے دن فرمایا کہ تم نے بڑا گناہ کیا ہے۔ اب میں خداوند کے پاس اوپر جاتا ہوں شاید تمہارے گناہ کا کفارہ دے سکوں۔ آخر کار اللہ نے انہیں اتنی آزمائشوں کے بعد معاف کر دیا۔

ایسے ہی کئی اور حوالجات ہیں جن سے کفارہ کے مفہوم پر روشنی پڑتی ہے۔ پھر یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ کفارہ، مغفرت، معافی، قبول توبہ، رحم، ترس، گناہ مٹانا وغیرہ کا نتیجہ اور مفہوم ایک ہی ہے۔

ناظرین کرام! لفظ کفارہ کا معنی ہے کسی چیز کو دور کر دینا اور ہٹا دینا۔ تو گناہ کے کفارہ کا معنی یہ ہوا کہ اللہ نیک اعمال جیسے قربانی، صدقہ و خیرات اور توبہ و استغفار سے جرم اور گناہ کے اثرات کو مٹا دیتا ہے اور ہٹا دیتا ہے یعنی اس کی سزا نہیں دیتا۔

آپ نے مندرجہ بالا متعدد حوالہ جات کی وضاحت سے معلوم کر لیا ہو گا کہ بنی اسرائیل کے اجتماعی یا انفرادی گناہوں کو سرکشی کا کفارہ دینے کا حکم ہوتا ہے تاکہ ان کے جرائم کا ازالہ ہوتا رہے اور یہ کفارہ مندرجہ بالا تمام صورتوں میں ادا کیا گیا ہے، کہیں کسی جانور کی قربانی ہے، کہیں بخور جلانا، کہیں موسیٰ علیہ السلام کی دعا و استغفار وغیرہ۔ لیکن عیسائی کفارہ کا کہیں ذکر نہیں ملتا یاد رہے کہ گناہ ایک فعل ہے جس کا رد عمل اور تاثیر کا ظہور ایک امر لابدی ہے یعنی اس کی سزا اور عذاب۔ اور گناہ کو معاف کرنے اور اس کے دور کرنے (کفارہ دینے) کا مطلب یہ ہے کہ جو سزا اس پر ملتا اور مرتب ہوتا تھی اب اس کو ترک اور نظر انداز کر دیا جائے گا ورنہ فعل گناہ تو ایک ایسا امر تھا جو وقوع پذیر ہو چکا ہے۔

اب اس سلسلہ میں قرآن مجید کی ایسی متعدد آیات سنئے جن میں لفظ کفارہ آیا ہے تو پھر موازنہ کریں کہ کیا جو کفارہ کا مفہوم قرآن مجید واضح کرتا ہے، کیا وہ وہی ہے جو بائبل پیش کرتی ہے یا اس سے مختلف؟

قرآن مجید اور کفارہ

۱۔ ان تبدوا الصدقات فنعما هی وان تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خير لكم ويكفر عنكم من سياتكم والله بما تعملون خبير

"اگر تم خیرات ظاہر کر کے دو تو اچھی بات ہے اور اگر اس کو چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اور وہ (اللہ) تمہارے گناہ دور کر دے گا (یعنی ان کا کفارہ ہو جائے گا) اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب خبردار ہے" (البقرہ آیت ۲۷۱)

۲۔ ربنا انا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم فامنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار ○ ربنا وآتنا ما وعدتنا علی رسلک و لا تخزنا یوم القیمة انک لا تخلف المیعاد ○ فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض فالذین ھاجروا و اخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنکم سیاتکم ولادخلنکم جنت تجری من تحتھا الانھر ثوابا من عند اللہ و اللہ عندہ حسن الثواب ○

"اے ہمارے پروردگار ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے' اے ہمارے رب اب بخش دے ہمارے گناہ اور ہماری برائیاں دور کر دے اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ' اے ہمارے پروردگار عنایت فرما ہمیں جو تو نے وعدہ فرمایا ہے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطے سے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا بے شک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ میں تم سے کسی محنت کرنے والے کی محنت ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت' تم آپس میں ایک ہو' پھر وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے راستے میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے۔ البتہ میں ان کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا اور میں ان کو ایسی جنتوں میں داخل کروں گا کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ بدلہ ہے اللہ کے ہاں سے اور اچھا بدلہ اللہ ہی کے ہاں ہے۔" (آل عمران ۱۹۳ تا ۱۹۵)

۳۔ ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیاتکم وندخلکم مدخلا کریما ○

"اور اگر تم منع کردہ بڑے گناہوں سے بچتے رہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مقام میں داخل کر دیں گے۔"

۴۔ ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منهم اثنی عشر نقیبا وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوة وآتیتم الزکوة وآمنتم برسلی وعزرتموهم واقرضتم اللہ قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاتکم ولا دخلنکم جنت تجری من تحتها الانهر فمن کفر بعد ذلک منکم فقد ضل سواء السبیل ○

"اور اللہ بنی اسرائیل سے پختہ عہد لے چکا اور ہم نے ان میں بارہ سردار مقرر کیے اور اللہ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز کی پابندی رکھو گے اور زکوۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے اور ان کی مدد کرتے رہو گے اور خدا کو اچھی طرح قرض دو گے (یعنی صدقہ وخیرات) تو میں تم سے تمہارے گناہ دور کر دوں گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی اور جو کوئی اس کے بعد منکر ہو گا تو بے شک وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔" (المائدہ آیت ۱۲)

۵۔ ولو ان اهل الکتب آمنوا واتقوا لکفرنا عنهم سیاتهم ولا دخلنهم جنت النعیم ○

"اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو ہم ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دیتے اور ان کو لازماً نعمت کے باغات میں داخل کرتے۔" (المائدہ آیت ۶۵)

۶۔ لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان فکفارته اطعام عشرة مساکین من اوسط ما تطعمون اهلیکم او کسوتهم او تحریر رقبة فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام ذلک

كفارة ايمانكم اذا حلفتم واحفظوا ايمانكم

"اللہ تم سے تمہاری فضول قسموں پر مواخذہ نہ کرے گا مگر ان قسموں کا مواخذہ ہوگا جن کو تم نے مضبوط کیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ تم دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلا دو جو تم اپنے اہل خانہ کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے پہنا دو۔ یا ایک غلام آزاد کرنا ہے' پھر جس کو یہ میسر نہ ہو تو وہ تین دن روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا بیٹھو۔ اور اپنی قسموں کی حفاظت رکھو۔" (المائدہ آیت ۸۹)

۷۔ وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق به فهو كفارة له

"اور ہم نے ان پر مقرر کر دیا کہ جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ' کان کے بدلے کان' دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر' پھر جس نے معاف کر دیا تو یہ اس کے لیے کفارہ ہوگا" (یعنی معاف کرنے والے کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا) (المائدہ آیت ۴۵)

۸۔ يا ايها الذين آمنوا ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا ويكفر عنكم من سياتكم ويغفر لكم والله ذو الفضل العظيم○

"اے ایمان والو! اگر تم خدا سے ڈرتے رہے تو وہ تمہارا فیصلہ کر دے گا (یعنی تمہارے اور کفار کے درمیان) اور تمہارے گناہ دور کر دے گا (کفارہ) اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔" (الانفال آیت ۲۹)

۹۔ والذين آمنوا وعملوا الصلحت لنكفرن عنهم سياتهم ولنجزينهم احسن الذى كانوا يعملون○

"اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے تو ہم ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دیں گے اور ان کو ضرور ان کے اچھے اعمال کا بدلہ دیں گے۔" (عنکبوت آیت ۷)

لهم ما یشاءون عند ربهم ذلک جزاء المحسنین لیکفر اللہ عنهم اسوا الذی عملوا ویجزیهم اجرهم باحسن الذی کانوا یعملون

"اور ان کے لیے ان کے رب کے ہاں وہ کچھ ہو گا جو وہ چاہیں گے یہ نیکی والوں کا بدلہ ہے تاکہ اللہ دور کر دے ان کے برے کام اور ان کو ان کے بہترین کاموں کا بدلہ عطا فرمائے۔" (الزمر آیت ۳۴ و ۳۵)

۱۱۔ والذین آمنوا وعملوا الصلحت لیکفرن عنهم سیاتهم ولیدخلنهم جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها وذلک الفوز العظیم

"اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھے اعمال کرے تو اللہ اس کی برائیاں دور کر دے گا اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی ہے بڑی کامیابی۔" (التغابن آیت ۹)

۱۲۔ والذین آمنوا وعملوا الصلحت وآمنوا بما نزل علی محمد وهو الحق من ربهم کفر عنهم سیاتهم واصلح بالهم

"اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے اور اس کلام پر ایمان لائے جو محمد ﷺ پر اترا اور وہی سچا دین ہے ان کے رب کی طرف سے تو ان کی برائیاں ان سے دور کر دیں گا اور ان کی حالت سنوار دے گا۔" (محمد آیت ۲)

۱۳۔ ومن یتق اللہ یکفر عنه سیاته ویعظم له اجرا ○

"اور جو کوئی اللہ سے ڈرے تو وہ اس کی برائیاں دور کر دے گا اور اسے بڑا ثواب دے گا۔" (الطلاق آیت ۵)

۱۴۔ یا ایها الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبة نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الانهر

"اے ایمان والو! اللہ کے حضور خالص توبہ کرو۔ امید ہے کہ تم سے تمہارا رب تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کر دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔" (التحریم آیت ۸)

احادیث سید المرسلین ﷺ اور کفارہ

۱۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوات الخمس و الجمعۃ الی الجمعۃ و رمضان الی رمضان مکفرات لما بینھن اذا اجتنبت الکبائر (رواہ مسلم، مشکوۃ ص ۵۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دن رات کی پانچ نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعے تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک یہ درمیانی عرصے کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں جبکہ تم کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو۔

۲۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اسلم العبد فحسن اسلامہ یکفر اللہ عنہ سیئۃ کان زلفھا (ای قدمھا) وکان بعد القصاص الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبع مائۃ ضعف الی اضعاف کثیرۃ والسیئۃ بمثلھا الا ان یتجاوز اللہ عنھا (بخاری، مشکوۃ ص ۲۰۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب آدمی اسلام قبول کر لے اور خوب اچھی طرح اس کے تقاضوں پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ آپؐ نے یہ بات قرآن مجید میں قصاص کا حکم نازل ہونے کے بعد ارشاد فرمائی (یعنی اگر قبول اسلام سے پہلے آدمی نے قتل کیا ہو تو اسلام لانے کے بعد اس کا گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے) آپؐ نے مزید فرمایا کہ نیکی کا بدلہ دس گنا، سات سو گنا بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ملتا ہے جبکہ گناہ کا بدلہ اسی جتنا ہو گا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی درگزر فرما دے۔

۳۔ عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت ربی عز وجل قال فیم یختصم الملا الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت

ما فی السموات و الارض و تلا و کذالک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض الخ

و عن ابن عباس و معاذ ابن جبل رضی اللہ عنھما و زاد فیہ قال یا محمد ھل تدری فیم یختصم الملا الاعلی قلت نعم فی الکفارات و الکفارات المکث فی المساجد بعد الصلوات و المشی علی الاقدام الی الجماعات و ابلاغ الوضوء فی المکارہ فمن فعل ذالک عاش بخیر و مات بخیر و کان من خطیئتہ کیوم ولدتہ امہ (مشکوۃ ص ۷۰ و ق ص ۷۸ عن الترمذی بروایۃ معاذ بن جبل مثل ذالک

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ ملا اعلیٰ (کے فرشتے) کس بات پر جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ یا اللہ تو ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے تک محسوس کی اور زمین و آسمان کے حالات مجھ پر منکشف ہو گئے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی و کذالک نری الخ (اسی طرح ہم نے ابراہیم کو زمین و آسمان کی بادشاہی دکھائی)

دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے محمد، تم جانتے ہو کہ ملا اعلیٰ کس بات پر جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ کفارات کے بارے میں۔ اور کفارات (گناہ بخشنے والی) یہ چیزیں ہیں: نماز پڑھنے کے بعد مسجد میں ٹھہرنا، با جماعت نماز کے لیے پیدل چل کر جانا، مشکل حالات میں بھی پورے اہتمام سے وضو کرنا (وغیرہ) جو شخص یہ کرتا رہے گا اس کی زندگی بھی بخیر و عافیت گزرے گی اور موت بھی اچھی حالت میں آئے گی اور وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو گا جس طرح اپنی ولادت کے دن تھا۔

۳۔ عن عثمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من امرء مسلم تحضرہ صلوۃ مکتوبۃ فیحسن وضوء ھا وخشوعھا و رکوعھا الا کانت کفارۃ لما قبلھا من الذنوب ما لم یات

كبيرة وذالك الدهر كله (رواه مسلم، مشكوٰة ص ۳۸ و ۳۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی مسلمان جب فرض نماز کا وقت آنے پر اچھی طرح وضو کر کے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز اس کے پچھلے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے جبکہ اس نے کبیرہ گناہ نہ کیا ہو۔ اور یہ معاملہ ساری زندگی چلتا رہتا ہے۔

۵۔ عن زيد بن خالد الجهني رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى سجدتين لا يسهو فيهما غفر الله له ما تقدم من ذنبه (مشكوٰة ص ۵۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دو رکعت نماز (اس طرح توجہ کے ساتھ) ادا کرے کہ اس میں بھولے نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

الكفارة و المغفرة هو ستر الذنوب و كذا قبول التوبة و الاستغفار و محو الخطايا و الرحمة و العفو و غيرها كلها معناها ان لا يعاقب العبد على ذنوبه و ينعم عليه و يحسن اليه

۶۔ عن سخبرة الازدي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من طلب العلم كان كفارة لما مضى (رواه الترمذي و الدارمي، مشكوٰة ص ۳۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی طلب علم میں مشغول ہو تو یہ اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

۷۔ عن ابي مالك الاشعري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم الجمعة كفارة لما بينها و بين الجمعة التي تليها و زيادة ثلثة ايام (الترغيب و الترهيب بحواله طبرانی فی الکبیر)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک جمعہ آئندہ آنے والے جمعہ اور اس کے بعد بھی تین دن تک آدمی کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

۸۔ عن ابی سعید وابی ھریرۃ رضی اللہ عنھما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اغتسل یوم الجمعۃ و لبس من احسن ثیابہ و مس من الطیب ان کان عندہ ثم اتی الجمعۃ فلم یتخط اعناق الناس ثم صلی ما کتب اللہ لہ ثم انصت اذا خرج امامہ حتی یفرغ من صلوتہ کانت کفارۃ لما بینھا و بین الجمعۃ التی قبلھا (رواہ ابو داؤد' مشکوۃ ص ۱۲۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے' اپنے سب سے اچھے کپڑے پہنے' اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ لگائے' پھر جمعہ کے لیے آئے اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے' پھر اللہ تعالیٰ نے جو اس پر فرض کیا ہے وہ ادا کرے' پھر جب امام (تقریر کے لیے) نکل آئے تو خاموشی اختیار کرے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے تو ایسا جمعہ' آدمی کے ان گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے جو اس نے پچھلے جمعے سے لے کر اس جمعے تک کیے ہیں۔

۹۔ من اغتسل یوم الجمعۃ کفرت عنہ ذنوبہ و خطایاہ (الترغیب بحوالہ طبرانی فی الکبیر)

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اس کے گناہ اور خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔

۱۰۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حلف علی یمین فرای خیرا منھا فلیکفر عن یمینہ و لیفعل (رواہ مسلم' مشکوۃ ص ۲۹۶ و فی الباب احادیث کثیرۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی قسم اٹھائے' پھر اس قسم کو توڑنے میں اسے بہتری نظر آئے تو اپنی قسم کا کفارہ دے کر وہ کام کرلے۔

۱۱۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصاع من تمر و امر الناس و من لم یجد فنصف صاع من بر

(ابن کثیر ج ۲، ص ۹۷)

ترجمہ: تم رسول اللہ ﷺ نے ایک صاع کھجور بطور کفارہ صدقہ کی اور لوگوں کو حکم دیا کہ جس کو ایک صاع کھجور نہ ملے وہ نصف صاع گندم کا کفارہ دے۔

۲۔ عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث من کل شھر و رمضان الی رمضان فھذا صیام الدھر کلہ صیام یوم عرفۃ احتسب علی اللہ ان یکفر سنۃ التی قبلھا (رواہ مسلم، مشکوۃ ص ۱۷۹ و فی الباب احادیث کثیرۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے روزوں کے ساتھ ہر مہینے میں تین روزے رکھنا پورے سال کے روزوں کے برابر ہے اور عرفہ کے دن کے روزے کے بارے میں مجھے اللہ تعالیٰ سے پوری امید ہے کہ پچھلے سال کے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

۳۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من کفارۃ الغیبۃ ان تستغفر لمن اغتبتہ تقول اللھم اغفر لنا و لہ (رواہ البیہقی فی الدعوات، مشکوۃ ص ۴۱۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تم نے جس شخص کی غیبت کی ہے اس کے لیے استغفار کرو۔ تم کہو کہ اے اللہ ہماری اور اس کی بخشش فرما۔

۴۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لقی اللہ لا یشرک بہ شیئا و ادی زکوۃ مالہ طیبۃ بھا نفسہ محتسبا و سمع و اطاع فلہ الجنۃ او دخل الجنۃ و خمس لیس لھن کفارۃ الشرک باللہ و قتل النفس بغیر حق و بھت مومن و الفرار من الزحف و یمین صابرۃ یقطتع بھا مالا بغیر حق (رواہ احمد بحوالہ ترغیب ج ۳، ص ۲۲۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے

ملا کہ جس نے شرک نہیں کیا اور اپنے مال کی زکوٰۃ خوش دلی سے دیتا رہا اور مسلمان حکمرانوں کی اطاعت کرتا رہا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے لیے کوئی کفارہ نہیں : اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' کسی انسان کو بغیر حق کے قتل کرنا' کسی مومن پر الزام تراشی کرنا' میدان جنگ سے بھاگنا' اور جھوٹی قسم اٹھا کر کسی کا مال ناجائز طور پر ہتھیا لینا۔

۱۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موذن کے بارے میں ارشاد فرمایا یغفر له مد صوته و یستغفر له کل رطب و یابس و شاهد الصلوة تکتب له خمس و عشرون حسنة و یکفر عنه ما بینهما (ابن ماجہ ج ۱' ص ۵۳)

ترجمہ : جہاں تک اس کی آواز جاتی ہے وہاں تک اس کی بخشش کر دی جاتی ہے' ہر خشک اور تر چیز اور نماز کے دونوں فرشتے اس کے لیے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے نامہ اعمال میں پچیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور دو نمازوں کے درمیان اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

۱۶۔ عن ابی امامة و فی اخری له ایضا اذا توضا المسلم فغسل یدیه کفر عنه ما عملت یداه فاذا غسل وجهه کفر عنه ما نظرت الیه عیناه و اذا مسح راسه کفر عنه ما سمعت اذناه فاذا غسل رجلیه کفر عنه ما مشت الیه قدماه ثم یقوم الی الصلوة فهی فضیلة (رواہ احمد و اسنادہ حسن' الترغیب و الترہیب ج ۱' ص ۱۵۵) و فی روایات اخری فی الوضوء لفظ حط الخطایا و خروج الخطایا فهذه کلها فی معنی واحد کما ذکرت من قبل

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان وضو کرتا ہے اور اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو آنکھ کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ جب سر کا مسح کرتا ہے تو کانوں کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ مٹا دیے جاتے

ہیں۔ پھر جب وہ نماز کے لیے اٹھتا ہے تو اس کو خالص ثواب ہی ثواب ملتا ہے۔

۱۷۔ عن عثمان رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتم الوضوء کما امرہ اللہ فالصلوات المکتوبات کفارات لما بینھن (نسائی، ابن ماجہ، ترغیب و ترہیب ص ۱۵۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے پورا وضو کیا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا تھا تو اس کی فرض نمازیں اس کے درمیانی عرصے کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہیں۔

پولوس اور کفارہ

مندرجہ بالا حوالہ جات میں لفظ کفارہ کا مفہوم بالکل یکساں پایا جاتا ہے۔ مگر جناب پولوس جو کہ موجودہ عیسائیت کا بانی ہے، اس نے اصلی مسیحیت کے تمام اصول و فروع کو تہ و بالا کرتے ہوئے جدید تعلیمات وضع کیں۔ ان میں سے ایک مسئلہ کفارہ کا نیا مفہوم ہے۔ اس نے سابقہ مفہوم کو بری طرح مسخ کیا۔ اس نے کہا کہ سابقہ تمام شرعی رسومات اور کفارہ جات اور قربانیاں اس حقیقی قربانی (صلیب مسیح) کا محض تمہید اور عکس تھیں حالانکہ اس تصور کا عہد قدیم میں کہیں اشارہ تک موجود نہیں ہے۔

چنانچہ جناب پولوس نے اس مسئلہ کو جدید پیرایہ میں پیش کرنے کے لیے عبرانیوں کے خط میں یوں تمہید شروع کی

"کیونکہ شریعت جس میں آئندہ کی اچھی چیزوں کا عکس ہے اور ان چیزوں کی اصلی صورت نہیں ان ایک ہی طرح کی قربانیوں سے جو ہر سال بلا ناغہ گزرانی جاتی ہیں، پاس آنے والوں کو ہرگز کامل نہیں کر سکتی ورنہ ان کا گزرانا کیوں موقوف ہو جاتا؟ اس لیے کہ جب عبادت کرنے والے ایک بار پاک ہو جاتے ہیں تو پھر ان کا دل انہیں گنہ گار نہ ٹھہراتا بلکہ وہ قربانیاں سال بہ سال گناہوں کو یاد دلاتی ہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ بیلوں اور بکروں کا خون گناہوں کو

دور کرے اس لیے وہ دنیا میں آتے وقت کہتا ہے کہ"

اس بیان میں جو فلسفہ بطور تمہید کفارہ جدیدہ بیان فرمایا گیا ہے' وہ بالکل غیر معقول ہے کیونکہ پولوس کا یہ کہنا کہ وہ سال بہ سال کی قربانیاں کسی کو کامل نہیں کر سکتیں ورنہ موقوف کیوں ہوتیں؟ ہم دریافت کرتے ہیں کہ انھیں کس نے موقوف کیا ہے؟ مسیح علیہ السلام نے تو فرمایا تھا کہ

۱۔ "یہ نہ سمجھو کہ میں توراۃ یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین نہ ٹل جائیں' ایک نقطہ یا شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔" (متی ۵: ۱۷)

۲۔ (مسیح نے شاگردوں سے کہا) "فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں' پس جو کچھ وہ تمھیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو۔" (متی باب ۲۳)

مسیح نے ہرگز سابقہ شریعت کو منسوخ نہیں کیا بلکہ ایسا کرنے والوں کو اور اس کی تبلیغ کرنے والوں کو سخت مجرم قرار دیا تھا۔ (متی ۵: ۱۹)

دوسرا اشکال پیش کیا کہ سال بہ سال قربانی تو گناہوں کو یاد دلاتی ہے' کتنی کمزور بات ہے۔ قربانی کا سابقہ گناہ کو یاد دلانا ایک قسم کی تنبیہ ہے اور گنہگاری کا تصور مع توبہ اور ندامت ہے۔ یہ عدم تاثیر کی دلیل نہیں ہے۔

اس کے بعد جناب پولوس اپنے اس بے بنیاد اور من گھڑت نظریہ کی تائید میں عہد قدیم کی دلیل پیش کرتے ہیں۔ اس میں سراسر ان کے اس نظریہ کا بے بنیاد ہونا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ وہ حوالہ سراسر تحریف کا شاہکار ہے۔ ملاحظہ فرمائیں عبرانیوں ۱۰: ۵ بحوالہ زبور ۴۰: ۶

"تو نے قربانی اور نذر کو پسند نہ کیا بلکہ میرے لیے ایک بدن تیار کیا"

وہاں اس کے بالکل برعکس ہے' خود دیکھ لیں۔ وہاں لکھا ہے

"قربانی اور نذر کو تو پسند نہیں کرتا۔ تو نے میرے کان کھول دیے ہیں"

ناظرین کرام' عہد قدیم کے حوالہ جات سے آپ نے کفارہ کا جو مفہوم

اور تصور سمجھا ہے، بعینہٖ وہی مفہوم خدا کی آخری کتاب سے ثابت ہوتا ہے۔ وہی مفہوم عہد جدید کے رسالہ اعمال ۳ : ۱۹ سے معلوم ہوتا ہے۔ جناب پطرس کہتے ہیں کہ

"پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تا کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں"

گویا توبہ اور رجوع الی اللہ سے خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے اور انسان کو اس کے جرائم کے برے انجام سے محفوظ رکھ لیا جاتا ہے۔ بس کفارہ کی یہی حقیقت ہے۔ اس کے ماسوا سب مغالطہ آمیزی اور نفسانی موشگافیاں ہیں جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔

باب ہفتم
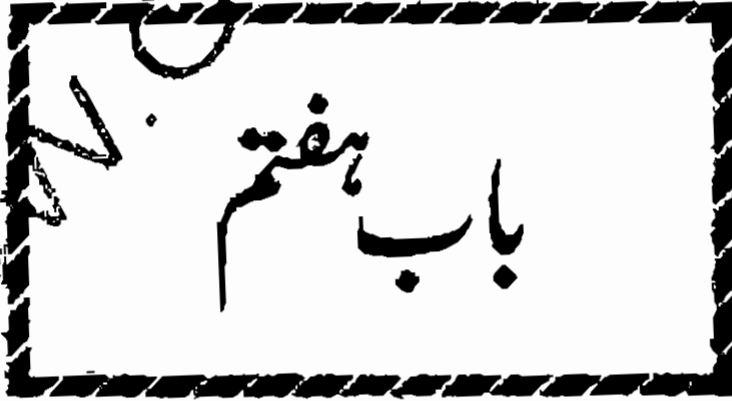
قرآن مجید ایک عظیم اور زندہ کتاب الٰہی

دنیا کی ہر کتاب کا تعارف کرایا جاتا ہے مگر قرآن حکیم (عہد جدید) وہ واحد زندہ کتاب ہے جو اپنا مکمل تعارف خود کراتی ہے۔ اپنے حالات و کوائف کا کوئی بھی پہلو مخفی نہیں رکھتی۔ یہ واضح اعلان کرتی ہے کہ

۱۔ میرا نام کیا ہے۔ ۲۔ میرا بھیجنے والا کون ہے۔ ۳۔ کس کے واسطے بھیجی گئی۔
۴۔ کس پر نازل ہوئی۔ ۵۔ کب نازل ہوئی دن کو یا رات کو۔
۶۔ کس ماہ میں نازل ہوئی۔ ۷۔ کس زبان میں نازل ہوئی۔
۸۔ کس مقصد کے لیے نازل ہوئی۔ ۹۔ اسکا دائرہ ہدایت و راہنمائی کتنا وسیع ہے۔
۱۰۔ کس انداز سے نازل ہوئی یکمشت یا قسط وار۔
۱۱۔ کلام مسلسل کی صورت میں یا آیات و سور کے انداز میں۔
۱۲۔ اس کی حفاظت و بقا کا بھی انتظام ہے یا کتب سابقہ کی طرح یہ بھی

حوادثات زمانہ کی نذر ہو جائے گی۔ اسکے تحفظ و بقا کے کیا ذرائع ہوں گے۔
۱۳۔ اس میں کسی قسم کا تردد یا شک و شبہ کا امکان ہے یا نہیں۔
۱۴۔ کیا اس کی کوئی مثل یا نظیر ممکن ہے یا نہیں۔
۱۵۔ کیا یہ سابقہ کتب و صحائف سے مربوط ہے یا ان سے الگ ہے۔

مندرجہ بالا دعاوی کی تفصیل اور دلائل

۱۔ اس کا نام کیا ہے؟

۱۔ انہ لقرآن کریم ○ (۵۶: ۷۷)
۲۔ بل ھو قرآن مجید ○ (۸۵: ۲۱)
۳۔ ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون ○ (۲۷: ۷۶)
۴۔ ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم (۱۷: ۹)
۵۔ واوحی الیّ ھذا القرآن لانذرکم بہ و من بلغ۔ (۶: ۱۹)
۶۔ الر ○ تلک آیات الکتاب و قرآن مبین ○ (الحجر ۱)

لیجئے یہی اس کتاب ہدایت کا نام "قرآن" خود اس میں ۶۸ مرتبہ آیا ہے۔ علاوہ ازیں اسے فرقان، کتاب اور ذکر وغیرہ اسمائے سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ اس طرح اس کے تمام اسمائے مبارکہ ایک سو سے بھی زائد مرتبہ ذکر فرمائے گئے۔

فرمایئے کتنی عظیم اور بے مثل کتاب ہے جو اپنا مکمل ترین تعارف خود کرا رہی ہے۔ اپنے جملہ حالات و کوائف مثلاً مقام و مرتبہ، ضرورت و اغراض و مقاصد، دائرہ کار، حقوق و آداب وغیرہ سب کچھ نہایت شرح و بسط اور بار بار مختلف انداز سے واضح کر رہی ہے۔ یہ ہے ایک زندہ اور زندگی بخش کتاب کا مقام۔ اب مذاہب عالم کو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ تم بھی کسی کتاب کو اس انداز سے پیش کر سکتے ہو؟ اگر جرأت ہو تو کرو ورنہ ہٹ دھرمی اور انانیت ترک کر کے اس مینارۂ نور کی طرف بلا توقف آ جاؤ، دونوں جہاں کی کامیابیاں اور سعادتیں خود بخود تمہارے دامن میں سمٹ آئیں گی۔ اب آگے دیگر تمام

کو اللہ کی تفصیلات سماعت فرمایئے۔

اس کا بھیجنے والا کون ہے؟

۱۔ حمٓ ○ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم ○ (الاحقاف ۲)
یعنی اس کتاب مقدس کا اتارنا زبردست اور حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

۲۔ حم ○ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم ○ (المومن ۱، ۲)
اس کتاب کا نزول غالب اور علم والے اللہ کی طرف سے ہے۔

۳۔ حم ○ تنزیل من الرحمن الرحیم ○ (حمٓ السجدہ)

۴۔ تنزیل من رب العالمین ○ (الواقعہ ۸۰)

۵۔ الم ○ تنزیل الکتاب لا ریب فیہ من رب العالمین ○ (۳۲: ۲)

۶۔ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم ○ (الزمر ۱)

۷۔ و انزل اللہ علیک الکتاب و الحکمۃ و علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما ○

۸۔ و ھذا کتاب انزلناہ مبارک مصدق الذی بین یدیہ (الانعام ۹۳)

۹۔ و ھذا کتاب انزلناہ مبارک فاتبعوہ و اتقوا لعلکم ترحمون ○ (۶: ۱۵۶)

اور (توراۃ و انجیل کے بعد) یہ کتاب ہے جس کو ہم نے اتارا ہے برکت والی لہٰذا اس کی پیروی کرو اور اس کی مخالفت سے بچتے رہو تا کہ تم پر رحمتیں نازل ہوں۔

۱۰۔ نزل علیک الکتاب بالحق و دیگر حوالہ جات

واقعتاً اگر یہ کلام لازوال رب العالمین کی طرف سے اترا نہ ہوتا تو کب

کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ اس کے تمام دعوے ملیا میٹ ہو گئے ہوتے۔ اس کا پیش کرنے والا گمنامی کے پردوں میں چلا گیا ہوتا۔ اس کی تمام تعلیمات اور ان کے آثار بے نام ہو چکے ہوتے۔ اس کی حالت بائبل سے بھی دگرگوں ہو چکی ہوتی۔ مگر ہم سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ان باتوں میں سے ایک بھی واقع نہیں ہوئی۔ اس کے تمام دعوے اور چیلنج آج تک ذرہ بھر بھی ماند نہیں پڑے بلکہ پہلے سے بڑھ کر واضح اور حقیقت افروز ہو چکے ہیں۔ اس کو پیش کرنے والی ذات اقدس کی عظمت و شان آسمان و زمین پر حاوی ہے۔ کائنات کے گوشہ گوشہ میں و رفعنا لک ذکرک ○ کا ڈنکا بج رہا ہے۔ آپ کی تعلیمات اور سیرت طیبہ کی حقیقت اور نورانیت روز افزوں ہے لہٰذا ہم تمام بنی نوع انسان کو اس حق اور مینارہ نور کی طرف پرزور دعوت دیتے ہیں کہ اپنے مسائل میں پریشان اور الجھے ہوئے انسانو' باہمی چپقلش اور تلف حقوق کے لیے احتجاج کرنے والو' آؤ اور پورے ولولے اور اخلاص سے دوڑو۔ اپنی ناکامی اور شقاوت کو کامیابی اور سعادت سے بدلنے کے لیے جلدی لپکو اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ آپ کے مبارک قدموں کو چوم لو' وہ تمہیں نہایت شفقت و محبت سے گلے لگا کر تمہیں دنیا و آخرت کی راحتوں اور مسرتوں سے ہم کنار کر دیں گے' تمہیں اسی عالم میں تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی وراثت باغ عدن میں دوبارہ داخل فرما دیں گے۔

وہ رحمت کائنات تمہیں آسمان کی بادشاہت اور خلد بریں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پہنچا دیں گے۔ اے نوع انسان جلدی کرو کسی شک و شبہ کے بغیر پورے یقین و اخلاص سے پیش رفت کرو' ورنہ پھر کوئی تلافی یا تدارک کا موقعہ نہ مل سکے گا وہاں تم اندھیرے میں دانت پیستے اور روتے رہو گے۔ اللہ کریم سب کا حامی و ناصر ہو۔

ایک قابل توجہ بات

یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق آپ اس کی اپنی داخلی اور ذاتی شہادت ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ یہ کلام الہیٰ ہے۔ یہ کسی مخلوق کی تصنیف یا تخلیق کا نتیجہ نہیں ہے۔ بخلاف اس کے سابقہ کتب الہیہ جو اگرچہ ابتداء میں خدا نے ہی نازل فرمائی تھیں مگر ان کے ماننے والوں نے اپنی عدم توجہی کی بنا پر انہیں ضائع کر دیا اور پھر بعد میں اپنی ذہنی اختراع سے انہیں کسی اور ہی انداز سے مرتب کر دیا یا خود انہوں نے اپنے خیالات کو اس طرز پر ملا جلا دیا کہ اصل اور بناوٹ میں کوئی تمیز باقی نہ رہی۔ قطع نظر اس کے آج عیسائی کہہ رہے ہیں کہ ہماری بائبل کو تقریباً چالیس آدمیوں نے سولہ سو سال میں مرتب کیا ہے جن میں نبی بھی ہیں' بادشاہ اور امراء بھی ہیں حتیٰ کہ چرواہے بھی شامل ہیں۔ اب بات ظاہر ہے کہ کہاں قرآن مجید جو ایک خدا کی طرف سے نازل شدہ اور زندہ کتاب ہے جس میں کسی بھی انسانی دست کاری کا شائبہ تک نہیں اور کہاں وہ بائبل جو کہ بقول ان کے چالیس عام اور خاص انسانوں کی ذہنی تخلیق کا نتیجہ ہے اور اس میں اغلاط و سہو کا صرف امکان ہی نہیں بلکہ وقوع بھی مسلم ہے۔ ان دونوں میں کیا موازنہ اور مقابلہ ہو سکتا ہے۔

بھلا جو کتب کے مانند عام انسانوں کی کتب تاریخ ہوں وہ خالصتاً الہامی کتب (قرآن مجید) کے مقابل میں کیسے رکھی جا سکتی ہیں؟

لہٰذا ہم عیسائیوں کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ صرف ایک حقیقت کو ملحوظ رکھ کر غور کریں تو اصل حقیقت واضح ہو جائے گی کہ واقعی کامیابی اور نجات کے لیے قرآن مجید ہی مفید ہو سکتا ہے۔ اور کوئی کتاب اس کے مقابلہ میں نہیں پیش کی جا سکتی لہٰذا عیسائیوں کو چاہیے کہ وہ اخروی نجات کے حصول کے لیے قرآن مجید کو پیغام شفا سمجھتے ہوئے حرز جان بنا لیں۔

س۔ یہ کتاب مقدس کس کے ذریعہ نازل ہوئی؟

ا۔ قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ

مصدقا لما بین یدیہ وھدی و بشری للمومنین ○ (البقرہ ۹۷)

فرما دیجئے کہ جو کوئی جبرائیل کا مخالف ہو (تو ہوتا رہے' اس کی مخالفت مناسب نہیں) کیونکہ اس نے تو اس قرآن کو باذن الٰہی آپ کے قلب اطہر پر نازل کیا ہے جو اپنے سے پہلی تعلیمات الٰہی کی تصدیق کرتا ہے اور اہل ایمان کے لیے (مکمل راہنمائی اور اس کے (انجام کے بارہ میں ایک عظیم) خوشخبری ہے۔

۱۔ قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق لیثبت الذین آمنوا و ھدی و بشری للمسلمین ○ (النحل ۱۰۲)

فرما دیجئے کہ اس کو پاک روح (جبرائیل) نے تمہارے پروردگار کی طرف سے ٹھیک ٹھیک اتارا ہے تا کہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور یہ فرماں برداروں کے لیے کامل ہدایت اور اس کے نتیجہ میں عظیم بشارت ہے۔

۳۔ و انہ لتنزیل رب العالمین ○ نزل بہ الروح الامین ○ علی قلبک لتکون من المنذرین ○ بلسان عربی مبین ○ (الشعراء ۱۹۲ تا ۱۹۵)

اور یہ قرآن مجید یقیناً رب العالمین کا نازل کردہ ہے (انسانی تخلیق نہیں) اس کو روح الامین (جبرائیل امین) نے آپ کے قلب اطہر پر اتارا ہے تا کہ آپ آگاہ کرنے والوں میں ہو جائیں واضح اور بلیغ عربی زبان میں۔

۴۔ و ما ینطق عن الھوی ○ ان ھو الا وحی یوحی ○ علمہ شدید القوی ○ (النجم ۳ تا ۵)

یہ رسول معظم اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے یہ تو پیغام الٰہی ہے جو وحی کیا گیا ہے اور اسے ایک طاقتور ہستی (جبرائیل) نے آپ کو تعلیم فرمایا ہے۔

۴۔ کس پر نازل ہوئی ؟

۱۔ نزل علی محمد (۴۷:۲)

یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے۔

۲۔ وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم ○ (۲۷:۶)

اور یقیناً آپ کو یہ قرآن مجید حکمت والے علم والے اللہ کی جانب سے حاصل ہوا ہے۔

۳۔ ولقد اتینٰک سبعا من المثانی و القرآن العظیم ○ (۱۵: ۸۷)

اور بلا شبہ ہم نے آپ کو سات دہرائی جانے والی آیات اور عظیم قرآن عطا فرمایا ہے۔

۴۔ و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی و ھدی و بشری للمسلمین ○ (۱۶: ۸۹)

اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کی وضاحت اور مکمل راہنمائی اور بشارت ہے مان لینے والوں کے لیے۔

۵۔ و قالوا یا ایھا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون ○ (۱۵: ۶)

کفار نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر یہ نصیحت نامہ اترا ہے' تو یقیناً مجنون ہے۔

۶۔ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب و لم یجعل لہ عوجا ○ (الکہف ۱)

تمام حمد و ثنا کی مستحق وہ ذات بالا ہے جس نے اپنے بندہ کامل پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں کچھ بھی کجی نہیں رہنے دی۔

کیا شان ہے اس کتاب کی اور پھر اس کی جس پر یہ نازل ہوئی کہ اس نے اس کتاب ہدیٰ کی تمام تعلیمات اور حقائق کو بإذن الٰہی صرف الفاظ کی حد تک ہی نہیں بلکہ اپنے عمل و کردار (اسوۂ حسنہ) کی صورت میں کامل ترین صورت میں پیش فرما دیا اور وہی عملی صورت حدیث رسول' سنت رسول اور اسوۂ حسنہ کے عنوان سے ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کی نظیر کسی بھی مذہب و قوم میں تلاش نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی کوئی فرد اس کو پیش کرنے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر فرمایا گیا ہے خُلُقُہٗ

القرآن کا آپ کا عمل و کردار بعینہٖ قرآن مجید کا ترجمان ہے۔

۵۔ کس ماہ میں اتری؟

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن (البقرہ ۱۸۵)

رمضان المبارک کا مہینہ وہ ہے کہ اس میں قرآن مجید اتارا گیا ہے۔

واقعتاً یہ نزول رمضان میں ہی ہوا اسی لیے یہ ماہ مبارک اب تک بیش بہا انوار و برکات کے نمایاں ترین اثرات دکھا رہا ہے۔ رمضان المبارک میں فضا اور ماحول کا یکسر بدل جانا اس پر شاہد عدل ہے۔

۶۔ کس وقت نازل ہوا، دن کو یا رات کو؟

۱۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

بے شک ہم نے اسے (قرآن مجید کو) بابرکت رات میں اتارا ہے

۲۔ حم و الکتاب المبین انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ (الدخان ۱ تا ۳)

قسم ہے کتاب واضح کی۔ ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں اتارا ہے

۷۔ یہ کتاب مبین کس زبان میں اتری؟

۱۔ انا انزلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون○ (یوسف ۲)

ہم نے اس کتاب حکیم کو عربی قرآن بنا کر اتارا ہے تا کہ تم سمجھ سکو۔

۲۔ و کذالک انزلنہ حکما عربیا (الرعد ۳۷)

اور اسی طرح ہم نے اسے (قرآن کو) عربی حکم کی صورت میں اتارا ہے

۳۔ لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی و ھذا لسان عربی مبین ○ (النحل ۱۰۳)

(کفار کے جواب میں فرمایا کہ) جس شخص کی طرف یہ کفار قرآن مجید مرتب کرنے کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی یعنی غیر عربی ہے (وہ کیا اسے بنا سکتا ہے) اور یہ قرآن فصیح ترین عربی زبان میں ہے۔

۴۔ و ھذا کتاب مصدق لسانا عربیا لینذر الذین ظلموا و بشری للمسلمین (۴۶: ۱۲)

۵۔ وکذالک انزلناہ قرآنا عربیا (۲۰: ۱۱۳)

۶۔ نزل بہ الروح الامین ○ علی قلبک لتکون من المنذرین ○ بلسان عربی مبین ○ (۲۶: ۱۹۳ تا ۱۹۵)

۷۔ وکذالک اوحینا الیک قرآنا عربیا (۴۲: ۷)

۸۔ قرآنا عربیا غیر ذی عوج لعلکم تتقون ○ (۳۹: ۲۸)

مزید حوالہ جات مریم ۹۷، ۴۱: ۳، ۴۳: ۳، ۴۴: ۵۸، ۴۶: ۲

واقعتاً قرآن مجید جو نوع انسانی کی ہدایت اور پیشوائی کے لیے تا قیامت کافی ہے جو عربی ہی میں نازل ہوا تھا تو جیسے اس کا نازل کرنے والا رب العالمین تغیر و تبدل سے پاک اور مکان و زمان کی قیود سے مبرا ہے اسی طرح اس کا یہ کلام مقدس بھی ہمیشہ تک کے لیے غیر متغیر اور لاریب ہے اور رہے گا۔ اس کے الفاظ و تراکیب، اس کے پیش کردہ عقائد و نظریات اور اصول و ضوابط ہمیشہ کے لیے قائم دائم رہیں گے۔ ان میں کسی قسم کی تبدیلی و تنسیخ نہ ہو سکے گی اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ اس کے مقابلہ میں سابقہ آسمانی کتابیں اپنی اصل زبان سے الگ ہو چکی ہیں بلکہ ان کی وہ زبانیں معاشرہ انسانی میں بھی متروک و فراموش ہو چکی ہیں لیکن قرآن مقدس کی اصل زبان چودہ سو سال سے زندہ تابندہ ہے۔ جیسے یہ اس زمانہ میں ادب عربی کا شاہکار تھی آج بھی اسی پوزیشن پر قائم ہے۔ آج بھی عربی بولنے والے کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ اس کی تعلیم و ترویج کے وسائل و اسباب بکثرت زیر استعمال ہیں جبکہ دنیا کی کوئی بھی زبان (الہامی یا غیر الہامی) آج

قدیم سے مجروح نہیں ہے۔ صرف یہ پہلو ہی اسلام اور قرآن کی حقانیت کا لازوال برہان ہے۔ ایک عظیم معجزہ ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ہے لہٰذا خدا کی خوشنودی اور دونوں جہاں کی خوش نصیبی حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کو حرز جان بنانے کے سوا چارہ نہیں ہو سکتا۔

۸۔ اس کے آداب تلاوت

۱۔ لا یمسہ الا المطہرون ○ (الواقعہ)

اس کو پاکیزہ اور باوضو لوگ ہی ہاتھ لگاتے ہیں۔

۲۔ فاذا قرات القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم ○ (۱۶ : ۹۸)

۳۔ و اذا قری القرآن فاستمعوا لہ و انصتوا لعلکم ترحمون ○ (۷ : ۲۰۴)

۴۔ ان الذین یتلون کتاب اللہ و اقاموا الصلوۃ و انفقوا مما رزقناھم سرا و علانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور ○ (۳۵ : ۲۹)

۹۔ کس مقصد کے لیے نازل ہوا؟

۱۔ الر ۔ کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور باذن ربھم الی صراط العزیز الحمید ○ (ابراہیم)

الر ۔ ہم نے یہ کتاب اس لیے آپ کی طرف اتاری ہے تاکہ آپ ان کے رب کے حکم سے انسانیت کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آویں۔ یعنی غالب ستودہ صفات ذات کے راستے کی طرف۔

۲۔ ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم و یبشر المومنین الذین یعملون الصالحات ان لھم اجرا کبیرا ○ (بنی اسرائیل ۹)

بلاشبہ یہ قرآن اس راستہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو نہایت سیدھا ہے اور ان لوگوں کو (حسن انجام) کی بشارت سناتا ہے جو کہ نیک اعمال و افعال بجا

سناتے ہیں کہ ان کے لیے بڑا اجر و ثواب ہو گا۔

۳۔ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب و لم یجعل لہ عوجا ○ قیما لینذر باسا شدیدا من لدنہ و یبشر المومنین الذین یعملون الصالحات ان لھم اجرا حسنا ○ ماکثین فیہ ابدا ○ و ینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا ○ (الکہف)

تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے اپنے عبد کامل پر کتاب عظیم اتاری اور اس میں کچھ بھی کجی نہ رہنے دی۔ بالکل درست ہے تا کہ وہ اس کے سخت عذاب سے آگاہ کرے اور ان لوگوں کو بشارت سنائے جو نیک اعمال کرتے ہیں کہ ان کے لیے (آخرت میں) بہترین اجر و صلہ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور تا کہ ان لوگوں کو بھی متنبہ کرے جنہوں نے کہا کہ خدا نے اولاد اختیار کر رکھی ہے۔

۴۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ○ (۲۵:۱)

وہ ذات عالی نہایت بابرکت ہے جس نے اپنے عبد کامل پر یہ فیصلہ کن کلام (قرآن مجید) نازل فرمایا تا کہ وہ تمام جہان کو (مخالفت کی صورت میں بد انجامی) سے آگاہ کر دے۔

۵۔ و ننزل من القرآن ما ھو شفاء و رحمۃ للمومنین و لا یزید الظالمین الا خسارا ○ (۱۷:۸۲)

اور ہم وہ قرآن اتارتے ہیں جو کہ اہل ایمان کے لیے (امراض روحانیہ) کے لیے شفائے کامل اور سراسر رحمت ہے۔ البتہ بے انصاف لوگ تو مزید خسارے اور ناکامی میں ہی رہیں گے۔

مزید حوالہ جات ۲۰:۱ تا ۳، الانعام ۴۳، ۲۷:۱ و ۲، ۲۸:۱ و ۲، ۲۹:۲۷، ۳۱:۱، ۴۴:۴، ۴۳:۴ و ۸۹، ۴۲:۷

۸۔ یہ قرآن کلامِ مسلسل کی صورت میں نازل ہوا

یا آیات و سورت کے طور پر؟

یہ سورتوں کے انداز میں آیا۔

۱۔ یحذر المنافقون ان تنزل علیهم سورة تنبئهم بما فی قلوبهم (۹:۶۴)

منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ ان پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے جو ان کو ان کے قلبی منصوبوں سے مطلع کر دے۔

۲۔ و اذا انزلت سورة ان امنوا باللہ و جاهدوا مع رسوله استاذنک اولوا الطول منهم (۹:۸۶)

اور جب کوئی سورت اس مضمون کی اترتی ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اسکے رسول معظم کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان کے خوشحال لوگ آپ سے اجازت طلب کرنے لگتے ہیں۔

۳۔ ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثله مفتریات (۱۱:۱۳)

کیا یہ منکرین کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس قرآن کو خود گھڑ لیا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ پھر تم بھی اسی طرح کی گھڑی ہوئی دس سورتیں ہی لے آؤ۔

۴۔ و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله (۲:۲۳)

اور اگر تم اس کلام برحق (قرآن مجید) کے بارہ میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ کامل پر اتارا ہے تو تم اس جیسی ایک سورہ ہی لے آؤ۔

۵۔ ام یقولون افتراہ قل فاتوا بسورة مثله و ادعوا من استطعتم من دون اللہ (۱۰:۵)

۶۔ و اذا انزلت سورة نظر بعضهم الی بعض (۹:۱۲۷)

اور جب کوئی سورۃ اترتی ہے تو منافق ایک دوسرے کی طرف (کن خفیہ) نظروں سے دیکھنے لگتے ہیں۔

٧۔ سورة انزلناها و فرضناها و انزلنا فيها آيات بينات لعلكم تذكرون ○ (۲۴:۱)

یہ سورۃ ہم نے اتاری ہے اور اس کے (مندرجات) کو ہم نے فرض قرار دیا ہے اور اس میں واضح آیات نازل کی ہیں تا کہ تم دھیان کرو۔

۸۔ و اذا ما انزلت سورة فمنهم من يقول ايكم زادته هذه ايمانا۔ (۹:۱۲۴)

اور جب بھی کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں سے کوئی ایک کہنے لگتا ہے کہ بتلاؤ اس سورت سے کس کا ایمان ترقی پذیر ہوا ہے۔

یہ کتاب بشکل آیات کی صورت میں نازل ہوئی ہے

۱۔ الم ○ تلك آيات الكتاب الحكيم ○ (۱۰:۱)

۲۔ الم ○ كتاب احكمت آياته ثم فصلت من لدن حكيم خبير ○ (۱۱:۱)

۳۔ الر ○ تلك آيات الكتاب المبين ○ (۱۲:۱ و ۲۶:۱)

۴۔ طس ○ تلك آيات القرآن و كتاب مبين ○ (۲۷:۱ و ۲۸:۱ و ۳۱:۲)

۵۔ المر ○ تلك آيات الكتاب (۱۳:۱)

۶۔ و اذكرن ما يتلى فى بيوتكن من آيات الله و الحكمة (۳۳:۳۴)

۷۔ بل هو آيات بينات فى صدور الذين اوتوا العلم (۲۹:۴۹)

۸۔ ان الذين يجادلون فى آيات الله (۴۰:۵۶)

۹۔ ذالك نتلوه عليك من الايات و الذكر الحكيم ○ (۳:۵۸)

۱۰۔ و لقد انزلنا اليك آيات بينات (۲:۹۹)

۱۱۔ و كذالك انزلناه آيات بينات (۲۲:۱۶)

رسولا یتلوا علیکم آیات اللہ مبینات (۶۵:۱۱)

مزید حوالہ جات ۵۷:۹، ۲۴:۳۵، ۵:۵۸)

۹۔ اس کی تفسیر و تشریح کا حق اللہ تعالیٰ نے خود لیا یا انسانوں کے سپرد کر دیا

لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ و قرآنہ ○ فاذا قرانہ فاتبع قرآنہ ○ ثم ان علینا بیانہ ○ (القیامہ)

اے میرے حبیب کریم آپ وحی کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے تا کہ آپ اسے جلدی سے یاد کرلیں (کیونکہ) بلا شبہ اس قرآن کا آپ کے سینہ اطہر میں جمع کرنا اور اس کا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔ لہذا جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اس کی تلاوت کی پیروی فرمایئے۔ اس کے بعد اس کی وضاحت کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

۲۔ و لا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق و احسن تفسیرا ○ (۳۳:۲۵)

یہ منکر قرآن کے بارہ میں جو مثل بھی پیش کرتے ہیں ہم اس کے متعلق حقیقت ہی پیش کرتے ہیں اور بہترین وضاحت بھی۔

۳۔ فانما یسرناہ بلسانک لتبشر بہ المتقین و تنذر بہ قوما لدا ○ (۹۷:۱۹)

سو ہم نے اسے آپ کی زبان اطہر پر آسان کر دیا ہے تا کہ آپ اس کے ذریعے پرہیزگاروں کو حسن انجام کی بشارت سنائیں اور جھگڑالو منکروں کو ان کی بد انجامی سے آگاہ فرمائیں۔

۴۔ فانما یسرناہ بلسانک لعلھم یتذکرون ○ (۴۴:۵۸)

سو ہم نے یقیناً اس قرآن کو آپ کی زبان اقدس پر آسان کر دیا ہے تا کہ وہ دھیان کریں۔

۵۔ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی و رحمۃ (۱۶: ۶۴)

اور ہم نے یہ کتاب آپ پر محض اس لیے اتاری ہے کہ آپ ان کے سامنے وہ امور واضح فرمائیں جن میں یہ اختلاف کرتے ہیں اور یہ کتاب مکمل راہنمائی اور سراسر رحمت ہے۔

۶۔ و انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم و لعلھم یتفکرون ○ (۱۶: ۴۴)

اور ہم نے یہ نصیحت نامہ آپ کی طرف اس لیے اتارا تا کہ آپ لوگوں کے سامنے اس کی وضاحت فرمائیں جو لوگوں کے لیے اترا ہے اور تا کہ وہ بھی غور و فکر کریں۔

۷۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ○ (آل عمران ۳: ۱۶۴، ۲: ۱۲۹ و ۱۵۱ نیز ۶۲: ۲)

بلا شبہ اللہ کریم نے اہل ایمان پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے جبکہ اس نے ان میں سے انہی کی جنس سے ایک ایسا رسول معظم مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم بھی دیتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

۸۔ و لقد جئنٰھم بکتاب فصلناہ علی علم ھدی و رحمۃ لقوم یومنون ○ (۷: ۵۲)

بلا شبہ ہم نے ان کو ایک ایسی کتاب عطا فرمائی جس کی تفصیل و تشریح ہم نے اپنے علم کامل کے مطابق فرما دی اور وہ سراسر اہل ایمان کے لیے رحمت ہے۔

بے شک قرآن مجید کے دیگر دعاوی کی طرح یہ دعویٰ بھی برحق ہے کہ اس کلام مقدس کی تفسیر و تشریح اور عملی صورت بھی ہم خود ہی (بصورت

اسوۂ حسنہ فراہم کرائیں گے۔ اسی بنا پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و فرامین (احادیث) آج تک اعلیٰ سطح پر محفوظ ہیں اور نوع انسانی کی بہترین راہنمائی کر رہے ہیں جس کی نظیر کوئی قوم و ملت پیش نہیں کر سکتی۔

۱۰۔ اس کی حفاظت و بقا کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا گیا ہے

۱۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ○ (الحجر ۹)

بلا شبہ اس نصیحت نامہ (قرآن) کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

۲۔ بل ھو آیات بینت فی صدور الذین اوتوا العلم و ما یجحد بایتنا الا الظالمون ○ (۲۹:۴۹)

(یہ قرآن مجید کسی انسانی تحفظ کا محتاج نہیں) بلکہ یہ تو ایسی واضح آیات ہیں جو کہ اہل علم کے سینوں میں نقش ہو چکی ہیں اور ان کا انکار تو صرف ظالم ہی کریں گے۔

۳۔ و انہ لکتاب عزیز ○ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید ○ (۴۱:۴۲)

اور بلا شبہ یہ تو ایسی زور دار کتاب ہے کہ جس کے آگے پیچھے اردگرد باطل پھٹک بھی نہیں سکتا (چہ جائیکہ اس میں شامل ہو جائے) یہ تو حکمتوں والے اور ستودہ صفات ذات کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ قرآن مجید کو بھیجنے والی ذات نے کتنا سچا اور بر حقیقت وعدہ اور دعویٰ فرمایا ہے جس کی حقانیت آج تک کو بعینہٖ برقرار ہے۔ یہ ہے علیم و خبیر ذات الٰہی کا کلام اور اس کا اعجاز جس کے مقابلہ میں کوئی بھی الہامی کتاب پیش نہیں کی جا سکتی۔

۱۱۔ کس انداز اور کیفیت سے نازل ہوا؟

۱۔ و قرآنا فرقناہ لتقراہ علی الناس علی مکث و نزلناہ تنزیلا ○ (۱۷: ۱۰۶)

اور ہم نے اس قرآن کو پڑھنے کا وظیفہ بنایا جدا جدا کر کے تا کہ آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائیں اور ہم نے اسے اتارتے اتارتے اتارا ہے۔ (یعنی ٹھہر ٹھہر کر اور قسط وار)

۲۔ انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا ○ (۷۶: ۲۳)

۳۔ و قال الذین کفروا لولا نزل علیه القرآن جملة واحدة کذالک لنثبت به فوادک و رتلناہ ترتیلا ○ (۲۵: ۳۲)

۴۔ اس میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ یا اس کی نظیر ممکن ہے؟

یہ اپنے شروع ہی میں اعلان کر رہی کہ

۱۔ الم ○ ذالک الکتاب لا ریب فیه (البقرہ ۱، ۲)

یہ کتاب عظیم بالکل شک و شبہ سے پاک اور مبرا ہے۔

۲۔ و ما کان حدیثا یفتری و لکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شئی و هدی و رحمة لقوم یومنون ○ (یوسف ۱۱۱)

یہ قرآن کوئی انسانی گھڑت اور بناوٹ نہیں بلکہ یہ تو اپنے سے پہلے کلام الٰہی کی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر چیز کی تفصیل و وضاحت ہے نیز مکمل راہنمائی اور اہل ایمان کے لیے حسن انجام کی بشارت دینے والا ہے۔

۳۔ الم ○ تنزیل الکتاب لا ریب فیه من رب العالمین ○ (۳۲: ۱)

بلا شک و شبہ اس کتاب کا اتارنا رب العالمین کی جانب سے ہے۔

۴۔ و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء کم من دون الله ان کنتم صادقین ○ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس و الحجارة اعدت

للکافرین ○ (۲:۲۳)

اے لوگو! اگر تم اس کلام برحق کے بارہ میں شک و شبہ کے شکار ہو جو ہم نے اپنے بندہ کامل پر اتارا ہے تو اس جیسی ایک ہی سورت تو بنا لاؤ اور اپنے معاونین کو بھی بلا لو اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو۔ پھر اگر تم یہ نہ کر سکو اور ہمارا دعویٰ ہے کہ تم یہ ہرگز نہ کر سکو گے تو (پھر اس کو تسلیم کر لو) ورنہ اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اور وہ ایسے ہی منکرین کے لیے تیار کی گئی ہے۔

نیز دیکھیے ۱۸:۱، ۴۱:۴۲، ۱۰:۳۷ و ۳۸، ۱۱:۱۳، ۲۱:۳۲، ۱۷:۸۸، ۵۲:۳۳ تا ۳۴

مندرجہ بالا قرآنی دعویٰ شک و شبہ سے بالکل بالاتر ہے اور آج تک بحال اور برقرار ہے۔ واقعتاً اس میں آج تک کوئی شبہ و تردد پیدا نہیں کیا جا سکا تو گویا یہ دعویٰ ایک زبردست چیلنج ہے جس کے مقابلہ میں آج تک کوئی ٹھہر نہیں سکا اور نہ قیامت تک کوئی یہ جرات کر سکتا ہے۔ ایسے ہی قرآن مجید کے دیگر دعاوی کی کیفیت ہے کہ آج تک قائم اور برقرار ہیں بلکہ روز بروز ان کی صداقت اور حقانیت ترقی پذیر ہے۔ نیز یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اس کتاب ہدیٰ پر قیامت تک جتنے بھی اعتراضات کیے جائیں اگرچہ وہ کروڑوں تک پہنچ جائیں ان تمام کا یہی ایک ٹھوس اور بے مثال جواب کافی ہے۔ گویا یہ چیلنج اور جواب بھی قرآن کا ایک معجزہ ہے۔

سوال کیا یہ کتاب سابقہ کتب الٰہیہ سے مربوط ہے؟

۱۔ وھذا کتاب انزلناہ مبارک مصدق الذی بین یدیہ (الانعام ۹۲)

اور یہ کتاب جو ہم نے اتاری ہے بڑی برکت والی ہے اور اپنے سے پہلی کتب کی تصدیق کرتی ہے۔

۲۔ وھذا کتاب مصدق لسانا عربیا لینذر الذین ظلموا (الاحقاف ۱۲)

اور یہ کتاب سابقہ کتب کی تصدیق کرتی ہے اور عربی زبان میں ہے تا کہ ناانصاف لوگوں کو ڈرائے۔

۳۔ وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب (۵:۴۸)

اور ہم نے آپ پر یہ برحقیقت کتاب نازل فرمائی جو اپنے سے پہلے نازل شدہ کتب کی تصدیق کرنے والی ہے۔

نیز ۲:۵۹، ۲:۹۱ و ۹۷ و ۹۸، ۳:۳ و ۵۰، ۳۵:۳۱، ۴۶:۱۲، ۴:۴۷، ۳۶:۱۱ ، ۴۶

ناظرین کرام' اوپر آپ نے بائبل کی ذاتی گواہی تفصیل سے ملاحظہ فرما لی ہے اور اب اس کتاب مقدس کی گواہی بھی ملاحظہ کر لی' لہٰذا خود فیصلہ فرمائیں کہ کون سی کتاب زندہ ہے اور وہ راہنمائی کرنے کی مستحق ہے۔ جب بائبل مندرجہ بالا امور کی روشنی میں اپنا تعارف کرانے میں قاصر ہے تو وہ راہنمائی کیسے کر سکتی ہے؟ کیونکہ جو چیز بولتی ہی نہیں حتیٰ کہ اپنا تعارف اور شناخت ہی نہیں کرا سکتی وہ زندہ کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتی' وہ راہنمائی کی قابل نہیں ہو سکتی۔

ایک خاص قابل توجہ بات

یہ ہے کہ عیسائی بائبل کے متعلق الہامی ہونے کے مدعی ہیں مگر یہ بات قابل تسلیم نہیں کیونکہ عہد قدیم اور جدید دونوں ہی انسانی تحریرات ہیں اور دیگر انسانی تحریرات سے ماخوذ ہیں' مثلاً عہد قدیم میں متعدد مقامات پر تحریر ہے کہ یہ بات فلاں کتاب میں مذکور نہیں' فلاں کتاب میں مذکور ہے جیسا کہ مقدمہ کتاب میں مذکور ہو چکا ہے۔

باقی رہا عہد جدید کا معاملہ تو یہ تو اس سے بھی عجیب ہے کیونکہ اس میں تحریف وتبدل ہے۔ کیا محرف ومبدل کتاب باعث نجات ہو سکتی ہے کہ اس محرف اور غیر یقینی تعلیمات کو چھوڑ کر غیر محرف' دائمی اور عالمگیر اور کامل نجات بخش تعلیمات کو تسلیم کر کے خدا کی دائمی بادشاہت کے وارث بن جائیں۔

بشارات خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ تعالٰی: الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم فالذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون ﴿۷: ۱۵۷﴾

ترجمہ: "وہ لوگ جو اس رسول مکرم کی جو نبی امی ہیں پیروی کرتے ہیں جسے وہ اپنے ہاں تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیک کاموں کا حکم دیتے اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور ان کو پاکیزہ چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام بتلاتے ہیں اور ان پر سے ان کے بوجھ اتارتے ہیں اور وہ قیدیں بھی جو ان پر تھیں۔ پس جو لوگ ان پر ایمان لائے' ان کی رفاقت اختیار کی اور نصرت و حمایت کیا اور اس نور کامل کی پیروی کی جو ان کے ساتھ اترا ہے' وہی لوگ نجات پانے والے ہیں"

ناظرین کرام اس کتاب کے مطالعہ سے آپ معلوم کر چکے ہوں گے کہ اللہ تعالٰی کی تمام تعلیمات اور انبیاء و صحائف ایک ہی مشن لے کر آئے تھے اور یہ تمام سلسلہ ہائے ہدایت باہم مربوط ہیں۔ سابقہ کتب و انبیاء اس آخری رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی بشارت دیتے آ رہے تھے تا آنکہ سالار انبیاءؑ مع صحیفہ ہدایت کاملہ (قرآن مجید) تشریف لے آئے اور انہوں نے الٰہی ہدایت کی تکمیل فرما کر قیامت تک کے لیے تمام انسانیت کو مکمل اور ہمہ گیر راہنمائی سے نواز دیا۔ تو جیسے سابقہ صحائف و انبیاء اس ہدایت کاملہ کی بشارت دیتے آ رہے تھے اسی طرح اس صحیفہ کاملہ میں بھی سابقہ ہدایات کا تذکرہ

کی تصدیق موجود ہے اور جیسے سابقہ انبیاء اس سالار انبیاء کی تشریف آوری سے مطلع کرتے رہے (اعمال ۳ : ۲۲) اسی طرح سرتاج انبیاء نے بھی سابقہ نبیوں کی عظمت وشان کو واضح ترین انداز سے بیان فرمایا۔ چنانچہ ہمارے اسلاف نے بائبل میں مذکورہ بشارات سید المرسلین ﷺ پر کافی مواد جمع فرمایا ہے۔ انہی کی روشنی میں بندہ حقیر بھی چند نمایاں اور جامع بشارات خاتم المرسلین ﷺ کے تذکرہ کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

ذیل میں، شائع شدہ بکثرت اور عظیم الشان بشارات کے علاوہ ایک نہایت واضح اور قرآن وبائبل کی مربوط بشارت سماعت فرمایئے :

قال اللہ تعالی : وھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شھیدا ۔ محمد رسول اللہ

ترجمہ : "وہ ذات اقدس کہ جس نے اپنے رسول مکرم کو ہدایت کاملہ اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان و نظریات عالم پر غلبہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ خود اس کی گواہی دے رہا ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں"

ایسے ہی فرمایا یا اھل الکتاب قد جاء کم رسولنا (المائدہ ۱۵ و ۱۹)

ان آیات میں ایک عجیب عنوان سے بتلایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص رسول کو ہدایت عالم کے لیے مبعوث فرمائے گا اور پھر اہل کتاب کو آگاہ کیا گیا کہ اے اہل کتاب، ہمارا رسول آگیا۔ اس عنوان وانداز سے دو باتیں واضح ہوئیں۔ (۱) ایک تو یہ کہ وہ کوئی خاص الخاص رسول ہوگا جس کو "اپنا رسول" کہہ کر متعارف کرایا جا رہا ہے ورنہ اس کے بے شمار رسول پہلے بھی تو آ چکے ہیں۔ (۲) دوسری بات یہ ظاہر ہوئی کہ اہل کتاب سے زمانہ گزشتہ میں اس خاص رسول ؐ کے بھیجنے کا کوئی اہم وعدہ کیا گیا تھا جس کے ظہور کی بحوالہ سابق اطلاع دی جا رہی ہے چنانچہ اب ذیل میں اسی انداز وعنوان سے بائبل کے آخری رسالہ کا ایک اقتباس سنیئے۔

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ خدا کے ہر نبی اور ہر صحیفہ و کتاب

نے سید کائنات ﷺ کی آمد اور تشریف آوری کی پیش گوئی فرمائی ہے۔ بائبل کے صحیفہ اول (پیدائش) سے لے کر آخری رسالہ مکاشفہ تک آپ کی بشارات سے مزین ہے۔ اسی بنا پر آخری کتاب ہدایت قرآن حکیم بھی بار بار اعلان کرتا ہے کہ یہ رسول معظم اور یہ قرآن مجید سابقہ کتب ورسائل کی تصدیق کرتے ہیں۔ ذیل میں اس سلسلہ میں بائبل کے آخری رسالہ (مکاشفہ) سے ایک عظیم بشارت نقل کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرما کر اپنے ایمان کو تازہ کیجئے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

"پھر میں نے ایک اور فرشتہ کو آسمان کے بیچ میں اڑتے دیکھا جس کے پاس زمین پر رہنے والوں کی ہر قوم اور قبیلہ اور اہل زبان اور امت کے لیے ابدی خوشخبری تھی اور اس نے بڑی آواز سے کہا کہ ڈرو اور اس کی تمجید کرو کیونکہ اس کی عدالت کا وقت آ پہنچا ہے اور اسی کی عبادت کرو جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کیے۔" (مکاشفہ ۱۴:۶)

ناظرین کرام! اس رسالہ مکاشفہ میں وہ حالات و واقعات پیش کیے گئے ہیں جو مسیح کے بعد اس دنیا میں پیش آنے والے تھے۔ تو بہت بالکل واضح ہے کہ مسیح کے بعد بذریعہ فرشتہ (جبرائیل) آسمان سے سوائے قرآن مجید کے کوئی اور ابدی خوشخبری نہیں آئی جو ہر قوم، قبیلہ اور علاقے کے لیے قیامت تک کے لیے سامان ہدایت مہیا کرتی ہے۔ جس میں توحید خالص کی دعوت نمایاں طور پر پیش کی گئی ہے بلکہ مسیحی دوست تو مسیح پر بذریعہ وحی کسی انجیل یا خوشخبری کے نزول کے ہی قائل نہیں اور نہ ہی انجیل دنیا کے ہر قبیلہ و قوم کے لیے تھی، یہ تو صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی۔

لہٰذا اب میں مسیحی دوستوں کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ وہ مندرجہ ذیل قرآنی آیات کا بغور مطالعہ کر کے مندرجہ بالا بشارات کا حقیقی مصداق معلوم کر کے اس پر دل و جان سے ایمان لائیں اور اس کی صحیح اتباع کر کے دائمی نجات اور خدا کی بادشاہت حاصل کریں ورنہ پھر تلافی کا کوئی موقعہ نہ ہوگا۔

وہاں صرف رونا اور دانت پیسنا ہو گا۔ (متی ۸: ۱۲ وغیرہ)"

قرآنی آیات مبارکہ یہ ہیں: یایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ○ (سورۃ البقرہ آیات ۲۱ تا ۲۲)

ترجمہ: "اے لوگو (مشرق و مغرب کے موجودہ اور آئندہ کے) لوگو! تم اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تمہارے پہلے لوگوں (باپ دادا) کو پیدا کیا تاکہ تم بچ جاؤ۔ وہ رب کریم جل نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو (بمنزلہ) چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا جس سے تمہارے کھانے کے لیے پھل پیدا کیے لہٰذا تم اس رب کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ بناؤ جبکہ تمہیں تمام حقیقت معلوم ہو گئی ہے"

یہ دائمی اور ابدی خوشخبری (قرآن مجید) کا مرکزی پیغام اور تعلیم ہے اور یہ بذریعہ جبرائیل" نازل ہوئی ہے۔ فرمایا: قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ مصدقا لما بین یدیہ وھدی و بشری للمومنین ○ (البقرۃ آیت ۹۷)

ترجمہ: "اے رسول معظم اعلان فرما دیجئے کہ جو کوئی جبرائیل کا دشمن اور مخالف (ہوتا ہے) ہو تا رہے) کیونکہ اس نے تو اسے (قرآن مجید کو) خدا کے حکم سے آپ کے قلب اطہر پر نازل کیا ہے جو اپنے سے سابقہ کتب و صحائف کی تصدیق کرتا ہے۔ نیز یہ ایمان و یقین والوں کے لیے ہدایت اور خوشخبری ہے۔"

قرآن مجید کے لیے یہ لفظ بشریٰ یعنی خوشخبری اور کئی مقامات پر آیا ہے جیسے النحل آیت ۸۹، ۱۰۲۔ سورۃ النمل آیت ۲۔ سورۃ الاحقاف آیت ۱۲۔

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ اور بائبل کے الفاظ باہم حیران کن مطابقت رکھتے ہیں اس لیے واضح طور پر معلوم ہوا کہ آخری اور دائمی خوشخبری یہی قرآن مجید ہے جو اپنے دعویٰ اور حقیقت کے مطابق دنیا کے ہر قبیلہ و قوم اور اہل زبان کے لیے پیغام ہدایت لے کر آیا ہے اور جو مسیح کی جو ابدی خوشخبری لے کر آئی، وہی قوموں کا مطلوب، دعائے خلیل" بشارت موسیٰ اور نوید مسیحا

کا مصداق ہے لہٰذا اسے تسلیم کر کے اپنے آپ کو ابدی ہلاکت سے بچا لو۔ لیکن اگر تمہیں اس قرآن مجید کے عالمگیر اور ابدی ہونے پر کچھ شبہ ہے اور محمد ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں شک ہے تو اچھی طرح سن لو: وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثله وادعوا شهداء کم من دون الله ان کنتم صادقین○ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارۃ اعدت للکفرین○

ترجمہ: "اے دنیا جہان کے لوگو! اگر تمہیں اس کلام برحق (قرآن مجید) کے بارہ میں کوئی شبہ ہو جو ہم نے اپنے بندے (محمد) پر نازل کیا ہے تو اس جیسی ایک سورۃ ہی بنا کر لے آؤ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ قرآن مجید خدا کی طرف سے نہیں) لیکن اگر تم یہ کام نہ کر سکو (اور ہمارا دعویٰ ہے کہ تم ہرگز کبھی بھی نہ کر سکو گے تو پھر (انکار کی صورت میں) اس آگ سے بچو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے اور وہ ایسے ہی ضدی اور ناعاقبت اندیش منکرین کے لیے تیار کی گئی ہے۔" (البقرۃ آیت ۲۳، ۲۴)

دوسری جگہ فرمایا: اے قرآن کے بارہ میں غفلت اور انکار کی روش اختیار کرنے والو! سنو، یہ قرآن مجید کوئی ایسی کتاب نہیں کہ اس کو خدا کے سوا کوئی اور بنا سکے بلکہ تو اپنے سے پہلی کتابوں (ان کی اصولی تعلیمات اور بشارت نبویہ) کی تصدیق کرنے والی ہے اور تمام احکام کی تفصیل ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں۔ یہ تو رب العالمین کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ (کسی انسانی ذہن کی تخلیق نہیں) کیا یہ منکر لوگ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود مرتب کر لیا ہے؟ تو اے میرے حبیب کریم، آپ ان کو قیامت تک کے لیے چیلنج کر دیں کہ اس قرآن مجید جیسی ایک سورۃ ہی بنا لاؤ اگر تم اس خیال میں سچے ہو۔ مزید یہ کہ تم اس کوشش میں خدا کے سوا تمام مخلوقات کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لو۔ (سورۃ یونس آیت ۳۷ تا ۳۸)

تیسری جگہ یہی مضمون یوں مذکور ہے کہ: ام یقولون افترا بل هم منکر

لوگ کہتے ہیں کہ یہ قرآن مجید محمدؐ نے خود مرتب کر لیا ہے؟ (خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں) تو اے میرے حبیب کریمؐ آپ پریشان نہ ہوں بلکہ آپ ان کو ڈنکے کی چوٹ قیامت تک کے لیے چیلنج کر دیں کہ اس قرآن مجید کی دس سورتیں ہی بنا لاؤ (سارا نہ سہی) اگر تم اپنے اس دعویٰ اور خیال میں سچے ہو تو اللہ کے سوا (اپنے وسائل کے مطابق) تمام جہان کو بھی شامل کر لو۔ (سورۃ ہود ۱۳)

پھر اگر یہ لوگ آپ کے اس چیلنج کو قبول نہ کریں تو اے عقل مندو اور متلاشیان حق! خوب جان لو کہ انما انزل من علم الله یہ ابدی خوشخبری (قرآن مجید) کسی مخلوق کا بنایا ہوا نہیں بلکہ اللہ کے علم سے ہی اترا ہے۔ نیز جان لو کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں (اتنی وضاحت کے بعد) فهل انتم مسلمون اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہو؟ (سورۃ ہود آیت ۱۴)

چوتھی جگہ ارشاد باری ہے کہ اے میرے حبیب کریمؐ آپ ان منکروں کی تکذیب کی بالکل پروا نہ کریں بلکہ ان کو علانیہ چیلنج کر دیجئے کہ اگر تمام جن وانس مل کر بھی اس جیسا قرآن مجید مرتب کرنے کے لیے کوشش میں مصروف ہو جائیں (تو ہمارا دعویٰ ہے) کہ وہ تمام کے تمام مل کر اس جیسا بے مثل قرآن نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ آپس میں کتنا ہی تعاون کر لیں۔

پانچویں مقام پر فرمایا: انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ○ (سورۃ الحجر آیت ۹)

ترجمہ: "اس نصیحت نامہ (قرآن مجید) کو ہم نے ہی بھیجا ہے اور ہم خود ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

چھٹے مقام پر فرمایا: وانه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید ○ یعنی یہ تو ایسی شان والی اور نادر کتاب ہے کہ جس کے ارد گرد باطل (غلط یا کوئی خلاف واقع بات) پھٹک بھی نہیں سکتا (چہ جائیکہ اس میں مل جائے) یہ ستودہ صفات اور حکمتوں والے

معبود برحق کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ (سورۃ حم سجدہ آیت ۴۲)

ساتویں مقام پر فرمایا: ویستنبؤنک احق ھو؟ قل ای وربی انہ لحق وما انتم بمعجزین ○ (یونس آیت ۵۳)

ترجمہ: "اور وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ (قرآن) برحق ہے؟ فرما دیجئے میرے رب کی قسم وہ یقینا برحق ہے اور تم اسے کبھی ناکام نہیں کر سکتے۔"

یعنی یہ "قرآن" منزل من اللہ ہے اور سو فیصد برحق ہے۔ یہ تو قولی دلیل ہوئی۔ اب مشاہداتی دلیل یہ ہے کہ تم اس کی تعلیم اور پیغام کو کسی صورت بھی ناکام اور مغلوب نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ قرآن غالب آیا اور مخالف ناکام ہوئے۔ چنانچہ جو دعوت حق کوہ صفا کی چوٹی سے یوں شروع ہوئی تھی قولوا لا الہ الا اللہ تفلحون پھر اسے سن کر آپ کا ایک قریبی بد بخت بولا تھا تبا لک الھذا جمعتنا اس کے بعد یہ مخالفت محاذ آرائی اور مخالف آرائی روز بروز بڑھتی ہی رہی۔ ادھر منکرین کے نت نئے منصوبے ظہور پذیر ہوتے رہے' ادھر غلبہ اور کامیابی کی بشارتیں نازل ہوتی رہیں۔ کفار نے کہا انک لمجنون ○ تو خالق کائنات نے فرمایا فستبصر ویبصرون ○ بایکم المفتون ○ کفار نے کہا بل تقولہ مالک الملک نے فرمایا لو تقول علینا بعض الاقاویل ○ لاخذنا منہ بالیمین ○ کفار نے کہا ھو الابتر مالک الملک نے فرمایا ان شانئک ھو الابتر ○ منکروں نے کہا ان اللہ قد ودع محمدا وقلی قادر مختار نے فرمایا والضحی ○ والیل اذا سجی ○ ما ودعک ربک وما قلی ○ کفار نے کہا لو نشاء لقلنا مثل ھذا رحمن نے اعلان فرمایا لو اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا ○ وقال: وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین ○ ہاں ہاں بات لمبی ہو گئی۔ مخالف نے کہا تبا

لک الہنا جمعتنا تو مالک نے فرمایا تبت یدا ابی لھب وتب ○

الغرض جو مخالفت کا سلسلہ اس مقولہ خبیثہ سے شروع ہوا تھا اس کا نتیجہ واختتام ۸ ذی الحجہ کو ہوا۔ بلکہ آسمان وزمین اور جن وانس نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ تبا لک کہنے والے کو جواب ملا تبت یدا ابی لھب و تب ○ اور اپنے حبیبؐ کو فرمایا اذا جاء نصر اللہ والفتح ○ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ○

یا اخوۃ الاسلام' یہ دونوں سورتیں کیسی ایک جگہ رکھی گئی ہیں اور خالق کائنات کی کتاب مبین میں بھی یہ دونوں ازل سے ہی اکٹھی مندرج تھیں۔ اس دعوت حق کی ابتدا اور انتہا علیم و خبیر کے علم میں تھی۔ اب دنیا جہاں دیکھ لے کہ ایک سورۃ مکی ہے' دوسری مدنی۔ مخالف کا جواب مکی ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا اعزاز مدنی ہے۔ میرے بزرگو' میں کیا کہوں؟ میرے ذہن و قلب میں بحر بے کراں متلاطم ہے۔ زبان و قلم ان کی ترجمانی سے قاصر ہیں۔ صاحب بصیرت خوب سمجھ لیں اور جتنی مرضی وضاحت کر لیں۔

دعوت عام

اے دنیا جہان کے لوگو! عیسائی ہوں یا کوئی اور' جو قرآن حکیم کی طرف سے غافل ہیں سن لو' حق گوئی اور حق گوئی ہر انسان کا فطری حق ہے لہذا ہم آپ کو نہایت ہی خیر خواہی' محبت اخوت اور پیار سے دعوت دیتے ہیں کہ مندرجہ بالا تفاصیل کو نہایت غور و فکر اور توجہ سے ملاحظہ فرما کر اپنی عاقبت کا فیصلہ فرمائیں۔ جلد بازی کسی بھی صورت مفید نہیں ہوا کرتی۔ یاد رکھئے کہ اس ابدی اور عالمگیر خوشخبری (قرآن مجید) کو قبول کر لینے سے آپ سے کوئی چیز چھنتی نہیں۔ کسی چیز (نہ انجیل نہ مسیح) سے انقطاع اور دوری نہ ہوگی بلکہ تمام نعمتوں کی تکمیل ہو جائے گی۔ تم اپنے مسیحا کو صحیح معنوں میں حاصل کر سکو گے کیونکہ اسی نے تمہیں بار بار آخر الزمانؐ کی تشریف آوری کی خوشخبری

وہی ہے کہ میرے بعد وہ روح حق' وکیل و شفیع اور تسلی دینے والا' مددگار آئے گا اور تمہیں تمام صداقتوں سے واقف اور متعارف کرا دے گا۔ وہ میری شان ظاہر کرے گا' وہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ یاد رکھو! جو اس کی نہ سنے گا وہ خدائی گرفت سے کسی طرح بچ نہ سکے گا (مکاشفہ ۱۹ : ۱۱) لہٰذا ہم پورے اعتماد و یقین کے ساتھ آپ کو دعوت حق دیتے ہیں کہ آؤ اور صادق وامین کے دامن بابرکات سے وابستہ ہو کر مسیحؑ کو دوبارہ پالو۔ اس کی صحیح شان کے جلوے ملاحظہ کر لو۔ خدا کی رحمتوں اور شفقتوں کے اتھاہ سمندر میں غوطہ خوری کر لو۔ اللہ کریم آپ کو اس ہادی عالم فخر دو عالم شفیع المذنبینؐ کے دامن اطہر سے وابستہ ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

۳۔ خاتم الانبیاء والمرسلینؐ کی ایک حیران کن بشارت

۱۔ قرآن مجید میں ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین كله وكفی بالله شهیدا ○ محمد رسول الله (الفتح آیت ۲۸'۲۹)

ترجمہ: "وہ ذات الٰہی کہ جس نے اپنے رسول مکرمؐ کو راہ ہدایت اور سچا دین دے کر اس لیے بھیجا کہ اسے ہر دین پر غالب کر دے (یہ عجیب کام کیسے ہو گا؟ فرمایا یہ ہو کر رہے گا اس پر) اللہ تعالیٰ کی شہادت کافی ہے (وہ رسول معظمؐ کون ہے؟ فرمایا) محمد رسول اللہؐ"

۲۔ یا اهل الكتاب قد جاء كم رسولنا یبین لكم كثیرا مما كنتم تخفون من الكتاب ویعفوا عن كثیر قد جاء كم من الله نور وكتاب مبین ○ (۵ : ۱۵)

ترجمہ: "اے اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) بلا شبہ تمہارے پاس ہمارا رسول معظمؐ آ پہنچا جو تمہارے سامنے بہت سے وہ امور واضح کرتا ہے جو تم کتاب مقدس (تورات) سے چھپایا کرتے تھے اور بہت سے امور کو نظر انداز بھی فرماتا

بے شبہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے (اس رسول مکرمؐ کے ساتھ) ایک نور کامل یعنی روشن کتاب (قرآن مجید) بھی آ پہنچی ہے"

۳۔ یا اهل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترة من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر و لا نذیر فقد جاءکم بشیر ونذیر والله علی کل شیء قدیر ○ (۵:۱۹)

ترجمہ: "اے کتاب والو یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول موعود آ چکا جو تمہارے سامنے کہ رسل منقطع ہو جانے کے بعد تمام حقائق واضح فرما رہا ہے۔ یہ اس بنا پر کہ کہیں تم یہ نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس تو کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ لو اب تو تمہارے پاس یہ بشیر ونذیر آ پہنچا ہے (لہذا مان کر اپنی عاقبت بنا لو) اور اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے"

ناظرین کرام! پہلی آیت کریمہ نہایت حیران کن عنوان کے ذریعے واضح کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی نے اپنا رسولؐ ہدایت اور دین حق دے کر بھیج دیا ہے۔ اس میں چند امور قابل توجہ ہیں

ا۔ پہلا یہ اس رسولؐ کو اپنا رسول کیوں فرمایا جبکہ سابقہ تمام رسول نوح، ابراہیم، موسیٰ، سلیمان، داؤد اور عیسیٰ علیہم السلام بھی تو اسی کے رسول تھے۔ یہاں صرف انہیں کو اپنا رسولؐ کیوں فرمایا؟

ثانیاً" فرمایا کہ میں نے انہیں ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے۔ جبکہ سابقہ انبیاء و رسلؑ بھی تو یہی مشن لے کر تشریف لائے تھے۔ ایسے ہی آیت ۲ و ۳ میں بھی یہی خصوصی عنوان اختیار فرمایا کہ اے کتاب والو تمہارے پاس ہمارا رسول مکرمؐ آ پہنچا۔ کیا ان کے پاس اس سے پہلے ہزارہا انبیاء و رسل نہ آئے تھے؟ جیسے کہ خود فرمایا افکلما جاءکم رسول بما لا تهوی انفسکم حضرت موسیٰؑ سے لے کر مسیحؑ تک ہزارہا سچے رسولؐ ہدایت و دین حق لے کر آتے رہے پھر اب یہ عجیب و غریب عنوان کیوں اختیار فرمایا جا رہا ہے؟ پھر خصوصاً" لقب رسول کا ذکر مزید برآں حضرت موسیٰؑ کے بعد بے شمار رسولؑ

ایسے بھی تشریف لائے جو یہود کو ان کی توراۃ میں گڑبڑ کرنے پر کھل کر ملامت بھی کرتے رہے ان کے سامنے ان کی فریب کاریاں کھول کر بتاتے رہے حتیٰ کہ حضرت مسیح ؑ بھی اس سلسلہ میں کافی حد تک اظہار حق فرماتے رہے پھر یہاں کیوں فرمایا کہ وہ تم پر تمہارے بیشتر چھپائے ہوئے امور واضح کر رہے ہیں۔

معزز علمائے کرام اور اکابرین امت! توجہ فرمایئے' غور کیجئے' ذہن و قلب کے تمام قویٰ اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے غور فرمایئے' توجہ فرمایئے کہ یہ کیا سر الہٰی ہے؟ فرمایئے کیا مجھ جیسے ناکارہ کی یہ سوچ اور اس کا نتیجہ درست ہے کہ ان آیات قرآنیہ میں اہل کتاب کو کوئی سابقہ حوالہ یاد کرایا جا رہا ہے۔ ان کو کوئی ایسا وعدہ ذہن نشین کرایا جا رہا ہے جس کا تذکرہ ان کی سابقہ کتب میں کیا گیا تھا کیونکہ یہی کتاب الٰہی قرآن مجید دوسری جگہ اعلان کر رہی ہے کہ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل (۷: ۱۵۷) نیز فرمایا یعرفونه کما یعرفون ابناء ھم یعنی یہود و نصاریٰ بالکل واضح طور پر اس خاص رسول معظم جس کی نمایاں صفت نبی امی ہے' کا تذکرہ اپنی توراۃ و انجیل میں درج شدہ پاتے ہیں مگر یہ حوالہ جات اجمالی اور غیر واضح ہیں اور یہ قرآنی آیات ان کے ہاں مسلم نہیں لہٰذا فریق مقابل ان کے صحیح مصداق کا انکار بھی کر سکتا ہے لہٰذا آیئے ہم مل کر سابقہ کتب کی ورق گردانی کریں۔ شاید اس قرآنی عنوان کی تصدیق واضح طور پر کہیں مل جائے۔ مجھے تو سو فیصد امید بلکہ یقین ہے کہ یہ واضح تصدیق لازماً" ملے گی کیونکہ قرآن مجید تاقیامت روشن کتاب ہے۔ اس کا کوئی دعویٰ' بیان' چیلنج اور وعدہ و حوالہ غلط نہیں ہو سکتا ورنہ اس کی دائمی اور عالمگیر حقانیت میں فرق لازم آئے گا اور یہ ناممکن ہے۔

یا اخوۃ الاسلام! کہو سبحان اللہ' الحمد للہ' اللہ اکبر۔ آیئے کامیابی کے پر مسرت شادیانے بجاتے ہوئے آیئے۔ ہمیں ہمارا گوہر مقصود مل گیا قرآنی

تصدیق کا جلوہ پوری آب و تاب کے ساتھ سامنے آ گیا۔ آیئے خدا کی کبریائی کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آیئے اور دیکھئے یہ لکھا ہے اور عین عنوان قرآن کے مطابق لکھا ہے۔

دیکھو یہ عہد قدیم کا آخری رسالہ ہے جو ملاکی نبی کا صحیفہ کہلاتا ہے۔ اس کا مطالعہ کرتے ہوئے جب ہم اس کے تیسرے باب پر پہنچے تو محمد رسول اللہ کا جلوہ نور تمام کائنات پر محیط ہو گیا۔ سنو اور کان لگا کر سنو یہ لکھا ہے کہ:

"دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے راہ راست کرے گا اور خداوند (حضرت' جناب' آقا) جس کے تم طالب ہو ناگہاں اپنی ہیکل (عبادت خانہ) میں آ موجود ہو گا۔ ہاں عہد کا رسول جس کے تم آرزو مند ہو آئے گا۔ رب الافواج (رب العالمین) فرماتا ہے پر اس کے آنے کے دن کی کس میں تاب ہے؟ اور جب اس کا ظہور ہو گا تو کون کھڑا رہ سکے گا؟ کیونکہ وہ سنار کی آگ اور دھوبی کے صابون کی مانند ہے اور وہ چاندی کو تانے اور پاک صاف کرنے والے کی مانند بیٹھے گا اور بنی لاوی کو سونے اور چاندی کی مانند پاک صاف کرے گا تا کہ وہ راستبازی سے خداوند کے حضور ہدیے گزرانیں تب یہوداہ اور یروشلیم کا ہدیہ خداوند کو پسند آئے گا جیسا ایام قدیم اور گزشتہ زمانہ میں۔ اور میں عدالت کے لیے تمہارے نزدیک آؤں گا اور جادوگروں اور بدکاروں اور جھوٹی قسم کھانے والوں کے خلاف اور ان کے خلاف بھی جو مزدوروں کو مزدوری نہیں دیتے اور بیواؤں اور یتیموں پر ستم کرتے اور مسافروں کی حق تلفی کرتے ہیں اور مجھ سے نہیں ڈرتے' مستعد گواہ ہوں گا۔ رب الافواج فرماتا ہے کیونکہ میں خداوند لا تبدیل ہوں اسی لیے تم اے بنی یعقوب تم نیست نہیں ہوئے" (۳:۱ تا ۶)

اب ان تمام جملوں کی وضاحت اور فٹنگ بھی (مختصرا) سماعت فرمایئے

۱۔ "دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا"

اس جملہ میں نہایت اہتمام اور توجہ دلا کر ایک خاص عظیم الشان رسول بھیجنے کا تذکرہ بطور وعدہ فرمایا گیا ہے جس کو ھو الذی ارسل رسولہ اور

جاء کم رسولنا میں پورا فرمایا گیا ہے۔ دیکھئے وہی لفظ رسول ہے اور وہی اضافت ہے (اپنا رسول' رسولہ' رسو ا) ذرا برابر فرق نہیں۔ سبحان اللہ

۲۔ "وہ میرے آگے راہ درست کرے گا"

یعنی روز عدالت قائم کرنے سے پیشتر وہ آکر خلق خدا پر نیکی وبدی کو پوری طرح واضح کردے گا' کسی عقیدہ یا عمل میں ذرہ برابر ابہام نہ رہنے دے گا اور روز قیامت کے تمام حالات وکوائف کو نہایت تفصیل اور مشاہداتی سطح پر پیش کردے گا۔ اسی بنا پر رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ بعثت انا والساعة کھاتین گویا روز جزا کی یقینی آمد اور اس کی مکمل کارروائی کھول کر بیان کردی گئی۔

۳۔ "خداوند جس کے تم طالب ہو' ناگہاں اپنی ہیکل میں آموجود ہوگا"

اس شق میں دو باتیں ہیں۔ (۱) وہ اقوام عالم کا مطلوب ومقصود ہوگا۔ (۲) وہ پوری عظمت و جلالیت اور شان و شوکت کے ساتھ اپنی عبادت گاہ میں اچانک آجائے گا۔

امر اول: واقعتاً" آپ کی ذات اقدس کی بعثت کا وعدہ الٰہی ابتدا سے کر دیا گیا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید (۳ : ۸۱) میں مذکور ہے اور لوحر کتاب اعمال (۳ : ۲۰ تا ۲۶) میں مفصل مذکور ہے۔ نیز کتاب استثنا (۱۸ : ۱۸) اور (۳۳ : ۲) اور پیدائش (۴۹ : ۱۰) اور بقیہ رسائل وکتب میں بے شمار مواقع پر آپ کی بشارات مذکور ہیں جن کی بنا پر ہر زمانہ میں انبیائے کرام اور صحائف الہیہ کے پیش نظر لوگ اس رسول معظم کی آمد کے منتظر رہتے تھے۔ اس بنا پر فرمایا کہ وہ ذات عالی ضرور آئے گی جس کے تم طالب ہو۔ چنانچہ انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ جب حضرت یحیٰی نے دعوت حق شروع فرمائی تو علمائے یہود نے ایک سفارت آپ کے پاس اس لیے بھیجی کہ ان سے پوچھو کہ وہ کون ہیں؟ اس وقت کیونکہ تین ہستیوں کا انتظار تھا' وہ نبی' ایلیاہ اور مسیح " تو حضرت یحیٰی نے فرمایا کہ "میں مسیح بھی نہیں' ایلیاہ بھی نہیں پھر انہوں نے کہا کیا تو وہ نبی

ہے یعنی جس کی بشارت موسیٰؑ نے استثنا (۱۸: ۱۸) میں (ریفرنس بائبل) میں دی تھی تو اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ (انجیل یوحنا ۱: ۲۱) یعنی آپ نے فرمایا کہ میں "وہ نبی" بھی نہیں ہوں بلکہ وہ ابھی آئے گا۔ پھر اسی یحییٰؑ نے ان کی بشارت الگ بھی بیان فرمائی دیکھئے متی ۳: ۱۱ و لوقا ۳: ۱۶۔ پھر حضرت عیسیٰؑ نے بھی یہ عظیم بشارت سنائی کہ

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا (وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی) اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا وہ میرا جلال ظاہر کرے گا" (یوحنا ۱۶: ۱۲-۱۴)

اسی طرح مسیح کے بعد پولوس بھی اسی عظیم المرتبت رسول ﷺ کی پیش گوئی سناتا ہے کہ

"نبوتیں ہوں تو موقوف ہو جائیں گی۔ زبانیں ہوں تو جاتی رہیں گی۔ علم ہو تو مٹ جائے گا کیونکہ ہمارا ناقص ہے اور ہماری نبوت ناتمام۔ لیکن جب کامل آئے گا تو ناقص جاتا رہے گا۔" (خط کرنتھیوں اول ۱۳: ۸)

ایسے ہی یوحنا مکاشفہ میں یہ اعلان حق کرتا ہے کہ وہ امین و برحق آئے گا۔ دیکھئے ۱۹: ۱۱ نیز ۱۳: ۶۔ الغرض ان جیسی شہادات کی بنا پر یہود و نصاریٰ سید الرسل ﷺ کی آمد کے طالب اور آرزو مند تھے۔

شق ثانی کہ "وہ ناگہاں اپنی ہیکل میں آ موجود ہوگا"

یعنی اس عظیم ہستی کی آمد نہایت حاجت کے وقت ہوگی اور اس کی آمد سے پیشتر اس کی ہیکل یعنی عبادت خانہ بھی موجود ہوگا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ خاتم المرسلینؐ کے سوا کسی نبی کا معبد پہلے سے موجود نہ تھا نہ حضرت موسیٰؑ کا نہ عیسیٰؑ کا۔ بلکہ یہودی معبد اور ہیکل موسیٰؑ کے ہزار سال بعد حضرت سلیمانؑ نے تعمیر کیا اور عیسائی گرجے آپ کے دو سو سال بعد وجود پذیر ہوئے پس یہ

شرف صرف اور صرف سید المرسلین ؐ کو حاصل ہے کہ آپ کا مرکز دعوت اور عبادت خانہ آپ کی آمد سے ہزارہا سال پیشتر ہی تعمیر ہو چکا تھا جسے آپ نے آ کر قیامت تک آباد اور منور کرنا تھا۔ پھر آپ کی آمد بھی نہایت حیران کن انداز سے ہوئی کہ آپ مخالفین کی بے خبری میں دس ہزار قدسیوں کی ہمراہی میں اچانک مکہ مکرمہ پر جلوہ افروز ہو گئے۔ (استثنا ۳۳ : ۲) ایسا منظر آسمان و زمین کی نگاہوں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ دیکھے گا۔

۴۔ "ہاں عہد کا رسول جس کے تم آرزو مند ہو' آئے گا"

چونکہ ابتدائے آفرینش سے ہی رب العالمین نے آپ کے متعلق تمام انبیائے کرام سے عہد و میثاق لے لیا تھا کہ جب تم سب کے بعد وہ عظیم رسول مکرم ؐ آ جائے تو تم نے اس پر ایمان لانا ہوگا اور ان کی نصرت کرنا ہوگی۔ تم نے اپنی اپنی امتوں کو تلقین کرنا ہوگی کہ اگر تم اس خاتم للانبیا کا زمانہ پاؤ تو ہماری اتباع ترک کر کے ان کی اتباع کرنا۔ (دیکھئے قرآن مجید ۳ : ۸۱) کو پھر بائبل کے صحیفہ اول کتاب پیدائش سے لے کر آخری صحیفہ مکاشفہ تک تقریباً" تمام کتاب آپ کی تشریف آوری اور بعثت کے متعلق ناطق ہے۔ (دیکھئے کتاب اعمال ۳ : ۲۲)

۵ '۶۔ "پر اس کے آنے کے دن کی کس میں تاب ہے اور جب اس کا ظہور ہو گا تو کون کھڑا رہ سکے گا"

واقعہ فتح مکہ کے دن اور اس کے بعد کوئی فرد یا قوم آپ کے مقابلہ پر نہ آ سکی۔ بلکہ ہر میدان میں فتح و نصرت آپ ہی کے ساتھ وابستہ رہی۔ آپ نے اعلان فرما دیا کہ نصرت بالرعب مسیرۃ شہر نیز آپ کی عظمت شان جلال کے لیے دیکھئے حبقوق باب ۳۔ آپ کی ذات اقدس تو کجا آپ کے بعد آپ کے اصحاب عظام ؓ ہر میدان میں ہمیشہ کامیاب و کامران رہے حتی کہ چند سالوں میں خطہ ارضی کا ایک معتد بہ رقبہ اسلامی جھنڈے تلے آ گیا۔ خلافت ثالثہ کے عہد میں ۴۵ لاکھ مربع میل پر اسلامی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اور حضرت

امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں یہی رقبہ ۶۵ لاکھ مربع میل تک پھیل گیا۔ تینوں براعظموں پر نور اسلام غالب آگیا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے بائبل کی کتاب یسعیاہ ۴۲ : ۱۰ تا ۱۷

۷، ۸۔ "کیونکہ وہ سنار کی آگ اور دھوبی کے صابون کی مانند ہے اور وہ چاندی کو تانے اور پاک صاف کرنے والے کی طرح بیٹھے گا"

واقعی سید دو عالم ﷺ نے یہ منظر دنیا کے سامنے واضح کر دیا۔ حق و باطل، مومن و منافق بالکل الگ الگ ہو گئے چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب نیز فرمایا قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ○

۹۔ "اور بنی لاوی کو سونے اور چاندی کی مانند پاک صاف کرے گا"

لاوی حضرت یعقوبؑ کے ایک فرزند کا نام ہے جس کے نام پر یہود کا یہ ایک قبیلہ تھا چنانچہ حضرت موسیٰ و ہارونؑ اسی قبیلہ سے تھے۔ اسی طرح مدینہ طیبہ میں بھی اس قبیلہ کے افراد موجود تھے تو جب نے آپ فرقان حمید کا پیغام پیش فرمایا تو کئی سعید روحیں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئیں جیسے حضرت عبد اللہ بن سلامؓ جو کہ حضرت ہارونؑ کی اولاد سے تھے تو بات واضح ہو گئی کہ بنی لاوی جو کہ ایک معزز شاخ تھی، ان کے قابل ذکر افراد کو نور اسلام کے قبول کرنے کی توفیق دے کر اپنا برگزیدہ بنا لے گا پھر وہ خدا کے حضور اپنے ہدیے، صدقہ و قربان وغیرہ کی صورت میں پیش کریں گے تو وہ قبول ہوں گے۔ اس سے قبل چونکہ بنی اسرائیل کی مسلسل بغاوت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان سے ناراض ہو کر ان کی قربانیوں کو بھی رد کر دیا تھا، اس لیے اب جبکہ وہ پھر آخر الزمانؐ کے ذریعے دوبارہ ایمان و راست بازی سے مالا مال ہوں گے تو رب رحیم پھر ان کے نذرانوں اور قربانیوں کو شرف قبولیت سے نوازے گا۔

۱۰۔ "اور میں عدالت کے لیے تمہارے نزدیک آؤں گا اور جادوگروں اور بدکاروں اور جھوٹی قسم کھانے والوں کے خلاف اور ان کے بھی جو

مزدوروں کی مزدوری نہیں دیتے اور بیواؤں اور یتیموں پر ستم کرتے ہیں اور مسافروں کی حق تلفی کرتے ہیں اور مجھ سے نہیں ڈرتے' مستعد گواہ ہوں گا"

خدا کا نزدیک آنا برائے عدالت یعنی اپنے عدل و انصاف کے مکمل اور عالمگیر احکام و ضوابط بواسطہ سید المرسلین ؐ دنیا میں نافذ کرے گا اور مذکورہ بالا تمام مجرموں کے خلاف تعزیرات اور قوانین جاری ہوں گے۔ ان کا مکمل انصاف ہو گا' کوئی کسی پر ظلم و ستم نہ کر سکے گا۔ بیوہ اور یتیم کے حقوق متعین اور وصول ہوں گے۔ ہر ضعیف اور کمزور کی حق رسی ہوگی' کوئی کسی کا حق یا مزدوری نہ دبا سکے گا۔ چنانچہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں ان تمام حقوق کے تعین کا ذکر اور حق تلفی کرنے والوں کو وعید سنائی گئی ہے۔ بدکار اور زانی کی جرم کش سزا یعنی رجم اور کوڑے مقرر کی گئی ہے۔ نیز کمزور بے بس ضرورتمند اور مزدور کی مزدوری کی ادائیگی کے متعلق نمایاں اور واضح ترین احکام بیان فرمائے گئے اور عہد رسالت سے لے کر تا قیام خلافت یہ تمام عدل و راستی کے ساتھ خلفاء و سلاطین اسلام نافذ کرتے رہے اور معاشرہ انسانی کو بلا تمیز مذہب و ملت عدل و انصاف اور سکون و اطمینان فراہم کرتے رہے۔

۱۔ "کیونکہ میں خداوند لا تبدیل ہوں اسی لیے تم اے بنی یعقوب نیست نہیں ہوئے"

یعنی خداوند قدوس ہمیشہ سے یکساں علیم وقدیر ہے۔ خالق مدبر اور قیوم ہے' وہ تغیر و تبدل سے ماوراء ہے' اس کے رحم و کرم اور سزا کے عادلانہ ضابطے بھی غیر متغیر ہیں۔

اس نے یہود کو بعض حکمتوں کی بنا پر بالکل معدوم نہیں فرمایا تاکہ حضرت مسیح ؑ دوبارہ آ کر ان کو تمام حقائق سے آگاہ فرمائیں' ان کے باطل اور غلط عقائد و نظریات کا رد فرما کر ان کو دعوت حق دیں گے جس پر تمام اہل کتاب نور اسلام سے منور ہو جائیں گے اور ان کے متعلق ضابطہ الٰہی کامل ہو جائے گا کہ جو ایمان سے انحراف کرے گا' وہ قتل ہو جائے گا۔ بقیہ تمام ایمان

قبول کریں گے۔

یہ ہے اس اقتباس کی مختصر وضاحت۔ اب آپ فیصلہ فرمائیں کہ قرآنی عنوانات کی کس عمدہ انداز میں تصدیق ہو رہی ہے۔ اسی بنا پر ہم اہل کتاب کو دعوت حق دیتے ہیں کہ آؤ اور دیکھو تمہاری کتاب میں کس صفائی سے خاتم المرسلین ؐ کی شان مندرج ہے لہٰذا آپ پر ایمان لا کر اپنی نجات کا بندوبست کر لو ورنہ تم نہ تو بائبل کے قائل ہو سکتے ہو نہ ہی موسیٰ و مسیح ؑ کے کیونکہ انہوں نے ہی آپ پر ایمان لانے کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو آمین۔

قدسی صفات اصحاب رسول ﷺ کی عظمت وشان

تورات اور انجیل کی روشنی میں

معلم کائنات علیہ السلام کی طرح آپ کے تربیت یافتہ مقدس افراد یعنی اصحاب محمد ﷺ کی عظمت وشان بھی بائبل میں نہایت تفصیل سے موجود ہے جسے باقاعدہ شاید ہی کسی نے مرتب کیا ہو۔ بندہ نے اپنے رسالہ "مقام صحابہ" میں اس بارہ میں بائبل کے چند مقامات کا ذکر کیا ہے جن میں سے صرف دو کا تذکرہ یہاں بھی سماعت فرمائیے۔ اس میں رحمت للعالمین علیہ السلام اور ان کے جاں نثاروں کا تذکرہ عجیب عنوان وانداز سے کیا حقہ بیان فرمایا گیا ہے۔

تورات کی بشارت

توراۃ کے پانچویں رسالہ استثناء میں لکھا ہے کہ:

"اور مرد خدا موسیٰ نے جو دعائے خیر دے کر اپنی وفات سے پہلے بنی اسرائیل کو برکت دی وہ یہ ہے۔ (۱) اور اس نے کہا خداوند سینا سے آیا۔ (۲) اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ (۳) وہ کوہ فاران سے ان پر جلوہ گر ہوا۔ (۴) اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ (۵) اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشی شریعت تھی۔ (۶) وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔ (۷) اس کے سب مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں۔ (۸) اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے۔ (۹) ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہو گا۔" (باب ۳۳ آیت ۱، ۲۔ اردو بائبل مطبوعہ

ناظرین کرام! میں نے یہاں کتاب استثناء کی صرف دو آیتیں درج کی ہیں۔ پہلی بطور عنوان اور تمہید اور دوسری بطور مقصود اور مطلوب کے۔ اب اس آیت کے کل ۹ جملے ہیں جن پر ہندسے اور نمبر شمار دیا گیا ہے۔ آپ ایک ایک جملہ کو میری نشاندہی اور راہنمائی میں ملاحظہ فرماتے جائیں۔

جملہ (۱) میں فرمایا کہ "خداوند سینا سے آیا۔" یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنی بعثت کا ذکر ہے کہ خدا کی ہدایت موسیٰؑ کے ذریعے کوہ سینا سے بنی اسرائیل کو موصول ہوئی۔

جملہ (۲) میں فرمایا: "اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا۔" یہ حضرت مسیحؑ کی تشریف آوری کا ذکر ہے اور یہ سعیر وہی پہاڑ ہے جس کو انجیل میں زیتون کا پہاڑ کہا گیا ہے جس پر حضرت مسیحؑ رات کو عبادت کے لیے جایا کرتے تھے۔

جملہ (۳) میں ایک خاص اور دائمی نبوت کا اعلان کیا گیا ہے۔ اسی لیے پہلی نبوت کے لیے لفظ آمد اور دوسری کے لیے لفظ طلوع اور اس کے لیے ایک وزن دار اور پر شکوہ لفظ بولا گیا ہے۔ وہ ہے: "کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔" اس میں آخری نبوت و رسالت کے نمایاں طور پر جلوہ فروز ہونے کا اعلان ہے۔ پھر چونکہ آخری اور دائمی نبوت تھی بلا قید زمان و مکان تھی' لہذا آگے چھ مزید جملوں میں اس کی شان کی تفصیلات ذکر فرمائیں جو نہایت اہم اور قابل توجہ ہیں جن سے روز روشن کی طرح اس کی تمام خصوصیات اور تفصیلات سامنے آجاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

جملہ (۱) میں وہی مرکزی بات ارشاد فرمائی کہ کسی نبی کی دعوت و مشن بغیر اعوان و انصار کے قائم اور دائم نہیں رہ سکتا۔ اس لیے فرمایا کہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے والا دنیا میں تنہا یا دس بیس ساتھیوں کا راہنما نہ ہوگا بلکہ اس سے مستفیض ہونے والے ایک درمیانی عرصہ میں دس ہزار ۲۔ ہوں گے اور آخر میں لاکھوں کروڑوں تک پہنچ جائیں گے۔

یہ دس ہزار کا موقعہ فتح مکہ کا دن ہے کہ اس وقت آپ کے اطراف میں

ہزاروں کا بے مثال لشکر جرار تھا جس کی نظیر ارض و سما نے کبھی پہلے دیکھی نہ بعد میں دیکھنی نصیب ہوئی۔

اے کوہ فاران مکہ مکرمہ کا وہ مشہور و معروف پہاڑ ہے جس کی ایک غار یعنی حرا سے یہ آفتاب نبوت طلوع ہوا جس کے متعلق حالی نے کہا ہے:

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

ہے عبرانی بائبل نیز قدیم اردو تراجم (۱۸۰۰) وغیرہ میں اس موقعہ پر دس ہزار کی تعداد مذکور ہے۔ اسی طرح ریوائزڈ اسٹینڈرڈ ورشن اور گڈ نیوز بائبل میں بھی دس ہزار ہی مذکور ہے۔ مگر اس کے بعد اردو تراجم میں لاکھوں کا لفظ درج کر دیا گیا ہے۔ فارسی بائبل میں کروڑوں کا لفظ ہے۔ اس طرح رومن کیتھولک بائبل اور عربی بائبل اور جدید انگلش بائبلز میں تمام ہندسوں و ہاسوز کر مرتبہ قادیش ایک جگہ کا نام درج کر دیا گیا ہے۔ یہ ان لوگوں کا قدیم وطیرہ ہے، خصوصاً آخر الزمان کی پیشگوئیوں میں لفظی ہیر پھیر کرتے رہتے ہیں۔

آیت ۲ کے پانچویں جملہ میں کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے والی ہستی کا تیسرا وصف یہ بیان فرمایا ہے کہ اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشی شریعت تھی۔ یعنی کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے والے رسول معظم ﷺ بغیر شریعت کے تشریف نہ لائیں گے بلکہ ان کے داہنے ہاتھ پر اس مقدس جماعت کے لیے جاہ و جلال والی ایک کامل شریعت ہو گی۔ آتشی شریعت سے مراد ہمہ گیر، جاہ و جلال اور جمال و قبولیت والی شریعت ہے۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیے کہ شریعت توراۃ کے بعد اس وصف والی کون سی شریعت آئی ہے، سوائے خاتم الانبیاء ﷺ کی قرآنی شریعت کے، جس کے متعلق توراۃ، زبور و انجیل میں کئی واضح بیانات آئے ہیں جن میں سے کتاب یرمیاہ باب ۳۱ آیت ۳۱ تا ۳۴ نہایت نمایاں حیثیت رکھتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شریعت توراۃ کے بعد یہ دائمی شریعت دی جائے گی جو اس امت کے باطن میں رکھی جائے گی اور ان کے دلوں پر لکھی جائے گی۔

جبکہ شریعت توراۃ پتھر کی تختیوں پر لکھ کر دی گئی تھی۔ اس لیے وہ زمانہ کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکی۔ اس بنا پر یہ شریعت خاص انتظام کے ساتھ افراد امت کے دلوں پر لکھ کر اور نقش کرکے ہمیشہ تک کے لیے محفوظ کر دی گئی۔

اب ظاہر ہے کہ اس شان کی شریعت قرآن مجید کے سوا اور کون سی ہو سکتی ہے؟ جس کو ایک سات سالہ بچہ بھی اپنے سینے میں محفوظ کیے ہوئے ہے۔ اسی طرح اس کا ایک ایک حرف اور لفظ آج تک اصل زبان (عربی) میں محفوظ ہے۔ جبکہ دوسری کوئی کتاب اس حیثیت پر قائم نہیں رہ سکی۔ اس آتشی شریعت کی یہ شان بواسطہ موسیٰ یوں بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ کلام لکھ کر نہیں، بلکہ فرمایا "میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" (استثناء ۱۸ : ۱۸) جس کے نتیجہ میں وہ کلام الٰہی آپ کے سینہ اطہر میں ایسا نقش کا حجر ہو جائے گا کہ بقول یسعیاہ وہ آپ کی زبان سے پھر آپ کی نسل کے منہ سے پھر آپ کی نسل کی نسل کے منہ سے شروع سے لے کر ابد تک جاتا نہ رہے گا۔ (۵۹ : ۲۱) یعنی کہ ہمیشہ تک زبان در زبان باقی و محفوظ رہے گا۔ اور آپ نے خود بھی ارشاد فرمایا کہ میری چھ خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نصرت بالرعب مسیرۃ شھر کہ ایک مہینہ کی مسافت پر ہوتے ہوئے میرا دشمن میرے جاہ و جلال اور دبدبہ سے مرعوب ہو کر ہمت ہار بیٹھتا ہے۔

جملہ (۴) میں چوتھا وصف یہ بیان فرمایا کہ "وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔"

یہ آپ کے وصف رحمت للعالمینؐ کی ترجمانی ہے کہ آپ صرف ایک علاقے یا قوم کے لیے نہیں بلکہ تمام جہان کے لیے باعث رحمت و شفقت بن کر آئے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورۃ توبہ کی آخری آیت میں آپ کے اس وصف کو واضح طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ تمہارے پاس تم ہی میں سے وہ شان والا رسول مکرمؐ آ پہنچا جس کو تمہاری تکلیف و مشقت نہایت گراں

گزرتی ہے اور وہ تمہاری بھلائی اور بہتری کا نہایت خواہش مند ہے اور بالخصوص ایمان والوں پر نہایت ہی شفیق و مہربان ہے۔

آپ کی رحمت و شفقت تمام جہان کے ساتھ وابستہ ہے صرف پیروکاروں تک محدود نہیں بلکہ مخالفین و منکرین تک حاوی ہے۔ جس کے عملی مشاہدے فتح مکہ اور دیگر مواقع پر کیے گئے ہیں۔ نیز جنگ و صلح کے احکام اس کے شاہد عدل ہیں۔

جملہ (۷) میں پانچواں وصف یہ بیان فرمایا کہ آپ کے تمام پیروکار خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ یعنی انتہائی فرماں بردار اور اطاعت شعار ہیں۔ اس جملہ سے شان صحابہؓ کا مستقل بیان شروع ہوا ہے۔ ان کے ایمان و اخلاص کو لفظ مقدس سے ظاہر فرمایا اور ان کی فرماں برداری اور اطاعت شعاری کو "خدا کے ہاتھ میں ہونے سے" تعبیر فرمایا اور یہ مقام و مرتبہ اصحاب خاتم الانبیاء کو علیٰ وجہ الکمال حاصل تھا' جس کا تذکرہ رب کریم نے قرآن مجید میں بارہا بیان فرمایا ہے۔ نیز کتب حدیث و تاریخ و سیر اور مشاہدہ تمام اس کے گواہ ہیں۔ کیونکہ اگر وہ مقدس جماعت اس صفت سے موصوف نہ ہوتی تو خاتم الانبیاءؐ کی دعوت اور تعلیمات اتنے ہمہ گیر اور وسیع پیمانے پر پھیل کر آج تک باقی نہ رہ سکتے تھے۔ اس دعوت کا قیام اور بقا انہی کے اخلاص و محنت کا ثمرہ اور نتیجہ ہے ورنہ انبیاء سابقین بھی خدا کے سچے رسول تھے۔ ان کے پیروکار بھی تھے مگر اتنی کثرت اور اتنے عزم و استقلال کے مالک نہ تھے لہٰذا ان کی دعوت و تعلیمات کے قیام و بقا کا اتنا مضبوط بندوبست نہ ہو سکا۔

اس عبارت کے آٹھویں جملہ میں نبی معظمؐ کا پانچواں اور صحابہ کرامؓ کا دوسرا نمایاں وصف یہ بیان فرمایا کہ "اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے۔"

یعنی وہ سب مقدس اور خدا کے برگزیدہ بندے جس طرح خدا کے کامل اطاعت شعار ہیں اسی طرح وہ اپنے آقا کے بھی نہایت عقیدت مند' جاں نثار اور وفادار ہیں۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے کامل ترین مصداق

ہیں۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا یہ وصف کوئی وقتی اور ہنگامی نہ تھا بلکہ ان کی زندگی کا ہدف اور محور ہی یہی تھا جس کا مشاہدہ اپنوں اور غیروں نے جلوت اور خلوت میں ہر موقعہ پر کیا اور حیران کن جذبات اور الفاظ میں اس کی شہادت دی جیسے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر عروہ بن مسعود ثقفی نمائندہ مشرکین نے تمام حالات کا گہرا جائزہ لے کر جو رپورٹ واپس جا کر قریش مکہ کو دی' اس میں یہ چیز نمایاں تھی کہ میں نے بڑے بڑے باجبروت شاہی درباروں کو دیکھا ہے مگر جو جاہ و جلال' عظمت و تکریم' عقیدت و محبت میں نے اصحاب محمدؐ میں دیکھی ہے وہ کہیں نہیں دیکھی۔ لہذا تم لوگ ایسے لوگوں سے لڑنے کا خیال دل سے نکال دو۔ ایسے جاں نثاروں پر تم غالب نہیں آ سکتے بلکہ تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ آپ کی اطاعت قبول کر لو۔ (کتب تاریخ)

ناظرین کرام! یہ حقیقت کسی دلیل و برہان کی محتاج نہیں کیونکہ اگر وہ مقدس لوگ واقعتاً ایسے عقیدت مند' جاں نثار اور اطاعت شعار نہ ہوتے تو آپ کی یہ دعوت اتنے وسیع اور مضبوط پیمانے پر آج تک قائم نہ رہتی۔ یہ مقدس لوگ اتنے پرعزم مستعد اور فعال تھے کہ ان کی کارکردگی کے کمالات کو دیکھ کر بے شمار غیر مسلم مفکرین ان کی عظمتوں کو سلام کیے بغیر نہ رہ سکے۔

چنانچہ پروفیسر فلپ ' ہٹی نے اپنی کتاب "تاریخ عرب" میں صحابہ کرامؓ کو شاندار ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کے تمام کمالات کو حیرت انگیز طور پر چند الفاظ میں سمیٹتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد ایسا معلوم ہوا جیسے عرب کی بنجر زمین جادو کے ذریعے ہیروں کی نرسری میں تبدیل کر دی گئی ہو۔ ایسے ہیرو جن کی مثل تعداد یا نوعیت میں کہیں اور پایا جانا سخت مشکل ہے (بلکہ ناممکن اور محال ہے)۔" (بحوالہ پیغمبر انقلاب از مولانا وحید الدین صاحب دہلوی صفحہ ۲۰۹)

اس سے جامع اور کامل تعریف انسانی بس سے باہر ہے۔

آیت ۲ کا آخری جملہ (۹) خاتم الانبیاء کا ساتواں وصف اور صحابہ کرامؓ کا

تیسرا ایمان افروز وصف بیان کرتا ہے کہ "ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگی"

یہ عظیم الشان وصف کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے والے رسول معظم کے مقدس صحابہؓ کا ایک نمایاں وصف ہے جس میں ان کا کوئی بھی ہمسر اور ہم پلہ نہیں ہے۔ کیونکہ اصحاب آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے آپ کی دعوت و تعلیمات قیامت تک قائم و دائم رہنا تھیں۔ اس لیے انہی مقدس گروہ کے ذریعے رب کریم نے اس آتشی شریعت کے ایک ایک حکم اور اشارہ کی عملی تفسیر افراد عالم کے سامنے عیاں کر دی۔ جن سے قیامت تک آنے والے افراد امت نسل در نسل اور زمانہ در زمانہ مستفیض ہو کر آج تک اس امانت عظمیٰ کو سنبھالے ہوئے ہیں اور اس کا تعلق اور واسطہ و رابطہ آج بھی اس مقدس جماعت کے واسطہ سے معلم انسانیت ﷺ کے ساتھ قائم کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ براہ راست رحمت کائناتؐ سے

ارشادات نقل اور نقل کرنے والے ساڑھے سات ہزار صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی مع تعارفی و شناختی کوائف کے آج بھی اسماء الرجال کی ضخیم کتابوں میں محفوظ ہیں۔ یہ عظیم وصف کسی بھی نبی ربانی کے ابتدائی پیروکاروں کو نصیب نہ ہو سکا نہ اصحاب موسیٰ کو اور نہ ہی اصحاب یوحنا اور عیسیٰ کو۔ ذرا اس تیسرے جملے کے ساتھ۔ یسعیاہ ۵۴: ۱۳ اور انجیل یوحنا ۶: ۴۵ بھی ملا لیں تو بات مزید واضح اور مربوط ہو جائے گی۔ وہاں لکھا ہے کہ "وہ سب خدا کی طرف سے تعلیم پائے ہوئے ہوں گے۔"

ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ خالق کائنات نے ان قدسیوں کی تعلیم و تزکیہ کے لیے اپنے حبیب کریم ﷺ کو یہی ذمہ داری سونپی کہ آپ ان کو خدائی آیات پڑھ کر سنائیں پھر ان کا تزکیہ باطن فرمائیں اور ان کو کتاب ہدیٰ کی تعلیم سے منور فرمائیں۔ (النساء ۱۶۴) چنانچہ آپ نے ان کو ۲۳ سال تک تعلیم و تزکیہ سے مشرف فرمایا۔ جس کے نتیجہ میں یہ مقدس افراد تمام جہاں

کے ہمیشہ کے لیے امام و پیشوا بن گئے۔ یہ لوگ نبی رحمت ﷺ کی تعلیم اور سیرت مقدس کے سو فیصد عکاس اور ترجمان بن کر اقوام عالم کو فیضیاب کرتے رہے جو تا قیامت جاری رہے گا۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ اس آیت کے ۹ جملوں میں سے پہلے دو جملے بطور تمہید نبوت موسوی و عیسوی کو بیان کر رہے ہیں۔ اس کے بعد چار جملے سید المرسلین' آپ کی مقدس کتاب (قرآن مجید) اور آپ کے اصحاب کرامؓ کے شاندار تذکرہ پر مشتمل ہیں پھر آخری تین جملوں میں محض اس پاکباز قدسی جماعت کا ذکر خیر ہے۔ یہ تذکرہ ایسی شاندار ترتیب سے ہوا ہے کہ جو واقعتاً اس عظیم رسولؐ اس کی دائمی اور ہمہ گیر شریعت اور ان کے مخلص پیروکاروں کے شایان شان تھی۔ جس سے اس پاکباز اور راست باز جماعت کا تعلق اور ربط نمایاں طور پر واضح ہو رہا ہے۔ جیسے قرآن مجید کی سورۃ فتح کی آخری آیت میں رحمت للعالمین اور اصحاب کرامؓ کا تذکرہ ایسے احسن انداز سے بیان ہوا ہے کہ گویا دونوں فریق ایک دوسرے کی صداقت کی دلیل و برہان ہیں۔ کیونکہ صرف آپ کے وصف رسالت کو بیان فرمایا پھر آگے آپ کے تربیت یافتہ گروہ کی شاندار سیرت بیان فرمائی کہ دنیا والو! اس مقدس جماعت کی سیرت طاہرہ سے خود اندازہ کر لو کہ ان کا مربی و مزکی کس شان کا مالک ہو گا۔

انجیل کی بشارت

"پھر میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ برہ (پیکر حق و صداقت) صیون کے پہاڑ پر کھڑا ہے اور (۱) اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار شخص ہیں۔ (۲) جن کے ماتھے پر اس کا اور اس کے باپ کا نام لکھا ہوا ہے۔ (۳) اور مجھے آسمان پر سے ایک ایسی آواز سنائی دی جو زور کے پانی اور بڑی گرج کی سی تھی اور جو آواز میں نے سنی وہ ایسی تھی جیسے بربط نواز بربط بجاتے ہوں۔ (۴) وہ تخت کے سامنے اور چاروں جانداروں اور بزرگوں کے آگے گویا ایک نیا گیت گا رہے ہیں۔ (۵) اور ان ایک لاکھ چوالیس ہزار کے سوا جو دنیا میں سے خرید لیے گئے تھے؛

کوئی اس گیت کو نہ سیکھ سکا۔ (۶) یہ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ آلودہ نہیں ہوئے بلکہ کنوارے ہیں۔ (۷) یہ وہ ہیں جو برے کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں' جہاں کہیں وہ جاتا ہے۔ (۸) یہ خدا اور برے کے لیے پہلے پھل ہونے کے واسطے آدمیوں میں سے خرید لیے گئے ہیں۔ (۹) اور ان کے منہ سے کبھی جھوٹ نہ نکلا تھا۔ وہ بے عیب ہیں۔" (مکاشفہ ۱۴: ۱ تا ۵)

تشریح و تفصیل: ناظرین کرام! مندرجہ بالا اقتباس میں حجتہ الوداع کے دن میدان عرفات میں محمد ﷺ کے زیر قیادت صحابہ کرام کے عظیم اجتماع اور ادائیگی حج کے مناظر کو نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس اقتباس میں صحابہ کرامؓ کی نو عظیم الشان صفات کو نہایت اہتمام سے واضح کیا گیا ہے۔ ذیل میں نمبروار ساعت فرمائیے:

۱۔ برہ یعنی حق و صداقت اور نیکی کے پیکر اور معلم جبل رحمت پر کھڑے ہیں اور آپ کے ساتھ حسب روایت ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرامؓ کی یکتائے دہر جماعت حاضر تھی۔

۲۔ ان کی دوسری صفت یہ بیان ہوئی کہ ان کی پیشانیوں پر ان کا اور ان کے باپ کا نام لکھا ہوا تھا۔ لهم اسم ابيه مكتوبا على جباههم۔ (عربی بائبل) تو ظاہر ہے کہ یہ طریقہ و رواج صرف عرب ہی میں پایا جاتا ہے کہ کسی آدمی کو باپ کے نام کے ساتھ بلایا اور یاد کیا جاتا ہے۔ دنیا کی دوسری کسی قوم میں یہ رواج اور طریق کار نہیں جیسے عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن عباسؓ عمر بن خطابؓ عثمان بن عفانؓ علی بن ابی طالبؓ ابو عبیدۃ بن الجراحؓ وغیرہ۔ لہذا یہ عنوان سوائے صحابہ کرامؓ کے کسی اور جماعت کے لیے نہیں ہو سکتا۔

۳۔ تیسرے نمبر پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ مجھے آسمان پر سے ایسی آواز سنائی دی جیسے زور سے پانی گرنے سے پیدا ہوتی ہے یا گرج کی طرح اور بربط کے ترنم کی سی آواز تھی یعنی اس آواز میں گونج' گرج اور ترنم وغیرہ تمام امور شامل تھے تو یہ اس پاکباز اور قدسی صفات افراد کے تلبیہ حج (اللھم

لبیک) کی پر ترنم اور گونج دار آواز تھی جو خدا کی توحید اور اپنی عبودیت کے اظہار کے لیے ان مقدس جماعت سے ظاہر ہو رہی تھی۔ سید الانبیاء اور اتنے کثیر صحابہ کرام کی پر جوش اور پر ایمان تلبیہ سے یہی کیفیت پیدا ہوئی۔

۴۔ چوتھا وصف اس منظر کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ پاکباز جماعت، تخت کے سامنے اور چاروں بزرگوں کے سامنے گویا ایک نیا گیت اور ترانہ گا رہے ہیں۔ سبحان اللہ، تو تخت سے مراد سید دو عالم ﷺ ہیں جن کے ہمراہ یہ دلنواز ترانہ توحید الٰہی گا رہے تھے اور چار بزرگوں سے مراد خلفاء اربعہ ہیں اور مراد یہ ہے کہ اس کے بعد یہ جماعت ان کی قیادت میں بھی حج بیت اللہ کے ضمن میں یہ منظر پیش کرتی رہے گی۔ یا اسی موقعہ پر آقائے دو جہاں اور خلفائے اربعہ کی موجودگی مراد ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ یہ حضرات اربعہ بھی موجود تھے تو یہاں پر ان کے تخت خلافت پر متمکن ہونے کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

۵۔ پانچویں نمبر میں بیان کیا کہ یہ نغمہ توحید (تلبیہ حج) صرف انہیں لوگوں نے سیکھا اور اختیار کیا۔ ان کے سوا دوسرا کوئی نہ سیکھ سکا (نیا گیت سے مراد قرآن مجید بھی ہو سکتا ہے) تو ظاہر ہے کہ حجۃ الوداع کے بابرکت موقعہ پر تمام صحابہ کرامؓ موجود تھے جو ایمان یعنی توحید الٰہی اور دین حق کو اپنائے ہوئے تھے۔ دوسرے افراد واقوام ابھی اس نور سے منور نہ ہوئے تھے۔ یہی لوگ تھے جن کو خدائے علیم وقدوس نے صحبت نبویؐ اور اقامت دین کے لیے دنیا جہان سے منتخب کر لیا تھا۔ ان کی جان ومال کو جنت کے بدلے خرید لیا تھا۔ فرمایا: ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ

۶۔ ان مقدس افراد کی چھٹی صفت یہ ہے کہ یہ عورتوں کے ساتھ ملوث نہیں ہوئے بلکہ گویا یہ کنوارے ہیں۔ عربی بائبل میں یوں ہے ھم الذین لم یتنجسوا مع النساء لانھم اطھار یعنی یہ لوگ نہایت پاکباز، عفیف اور خواہشات نفسانی سے دور ہیں اور نہایت نیک نفس اور پاکباز اور قلوب مطہرہ کے مالک ہیں۔ کسی قسم کی بد نظری اور فضول حرکت سے یہ افراد

ناواقف ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ وصف جماعت صحابہ کرامؓ میں بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ اس کمال عفت کو کنوارے پن سے تعبیر کیا گیا ہے۔

واقعتا یہ پاکباز لوگ عورتوں سے ناجائز ملوث نہیں ہوئے حتیٰ کہ آزمانے والوں نے آزمایا بھی کیا کہ ان کے لشکر کے سامنے حسین لڑکیوں کو لا کھڑا کیا مگر ان کنواروں نے ان کی طرف ایک نظر دیکھا بھی نہیں' ملوث ہوتا تو کجا۔ اسی طرح کئی مواقع پر خلوت میں ان کے پاس عورتیں بھیجی گئیں' مگر یہ لوگ کنوارے ہی رہے۔

۷۔ یہ وہ ہیں جو برہ (معلم اعمال صالحہ اور اخلاق کاملہ وفاضلہ) کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں یعنی اس کے کامل تبع ہیں۔ صبح و شام اور سفر و حضر میں امام المتقین کے قدموں میں ہی رہتے ہیں جیسا کہ کتاب استثنا میں ان کا یہ وصف مذکور ہے جمیع قدیسیہ فی یدیک وھم جالسون عند قدمک یتقبلون من اقوالک (۳۳ : ۳) یعنی تمام قدوسی تیرے ہاتھ میں یعنی تیرے فرمان بردار ہیں اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے تیری تعلیمات کو حاصل کر رہے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی ان کی کامل اتباع اور جاں نثاری کو بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر موقعہ پر نہایت وفاداری اور جاں نثاری کا مظاہرہ کرتے ہیں' کسی بھی موقعہ پر وہ آپ کا ساتھ اور رفاقت نہیں چھوڑتے۔ اسی لیے ان کو صحابہؓ کہا جاتا ہے۔

۸۔ پھر لکھا ہے' یہی پاکباز جماعت وہ ابتدائی لوگ ہیں جو خدا کے دین کی اقامت اور محمد ﷺ کی تعلیمات کے لیے پہلے نمبر پر دنیائے عالم سے خرید لیے گئے یعنی چنے گئے ہیں۔ گویا یہ لوگ اس مشن کا پہلا پھل ہیں۔ فرمایا:

السابقون الاولون من المهاجرين والانصار ○ (التوبہ)

عربی بائبل میں ہے: هولاء اشتروا من بين الناس باكورة لله وللخروف۔ یعنی یہی لوگ ہیں جو تمام افراد انسانی سے خدا کے لیے اور اس کے حبیبؐ کے لیے منتخب کر لیے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ وصف صحابہ رسول ﷺ ہی میں پایا جاتا ہے' اور کسی بھی نبی کی امت میں یہ وصف اس شان سے

پلیا جانا ناممکن ہے۔ نہ اصحاب موسیٰؑ اور نہ اصحاب عیسیٰؑ میں۔ جیسے کتاب ہدیٰ میں ہے۔ ان الله اشتری من المومنین ○

۹۔ اس پاکباز جماعت کا نواں وصف یہ بیان ہوا ہے کہ ان کے منہ سے کبھی جھوٹ نہیں نکلا اور وہ بے عیب ہیں۔ عربی بائبل میں ہے: وفی افواھم لم یوجد غش لانھم بلا عیب قدام عرش الله یعنی ان کے منہ اور زبان میں کوئی کھوٹ نہیں کیونکہ وہ تو عرش الٰہی کے سامنے نہایت پاکباز راستباز اور بے عیب ہیں۔ اس لیے کہ یہ صادق و امین نبیؐ کے تربیت یافتہ تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام اوصاف افراد انسانی میں سے صرف اصحابؓ خاتم الانبیاء ﷺ کی ذوات قدسیہ ہی میں اس شان اور کیفیت سے پائے جاتے تھے' جن کی بنا پر وہ تمام دنیا کے فاتح اور پیشوا و راہنما بن گئے تھے۔ وہ خداوند قدوس کے حضور نہایت فرماں بردار اور وفادار تھے جس کے نتیجے میں رب کریم نے انہیں ہر نیک اعزاز و اکرام سے دنیا و آخرت میں نواز دیا۔ کسی مجسمہ نیکی و تقویٰ افراد کے لیے امکانی حد تک جو خطاب' لقب' اعزاز و اکرام ممکن ہو سکتا ہے وہ اس قدسی جماعت کے حق میں وقف ہو گیا۔ ان کو اولئک ھم المفلحون' الصادقون' الفائزون' حزب الله وغیرہ کے نادر و عظیم خطابات سے نوازا گیا۔ رب رحیم نے انہیں دنیا و آخرت میں ہر قسم کے انعامات سے کامل طور پر نوازا۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ آسمان و زمین نے کبھی ایسے باکمال' پاکباز' راست باز افراد نہیں دیکھے جنھوں نے دنیا میں حق کو اپنا کر چشم زدن میں دنیائے عالم کو حق و صداقت اور امن و عدالت سے معمور کر دیا۔ گویا مسیحؑ کی موعود خدائی بادشاہت کو اس دار دنیا میں نہایت اعلیٰ سطح پر قائم کر دیا۔ یہی لوگ خدائی بادشاہت کے تخت کے وارث اور مالک بنے اور اقوام عالم کی ایسی قیادت فرمائی کہ جس کی نظیر تاریخ عالم میں بالکل معدوم ہے اور اسی صلاحیت اور کمال کے باعث یہ رضي الله عنهم ورضوا عنه کے عظیم الشان ایوارڈ کے بلا شرکت غیرے مالک بن گئے اور قیامت تک آنے والے افراد کے لیے یہ لوگ معیار حق قرار دے دیے گئے۔

قرآنی پیش گوئیاں صداقت قرآن کا ایک عظیم شاہکار

قرآن مجید میں کئی پیش گوئیاں بیان فرمائی گئی ہیں۔ جو ہو بہو اسی طرح اسی وقت سے پوری ہو رہی ہیں اور قیامت تک پوری ہوتی رہیں گی۔ چونکہ یہ دنیا کو پیدا کرنے والے کی طرف سے کی گئی ہیں اس واسطے ان میں سے ایک بھی خلاف واقع ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ کیا یہ بات کسی انسانی تصنیف میں ممکن ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

ذیل میں چند مشہور پیش گوئیاں ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح وہ قرآنی صداقت کا ببانگ دہل اعلان کر رہی ہیں۔ ۱۔ لاریب کتاب

الم ○ ذالک الکتاب لا ریب فیہ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ : "یہ ایک ایسی عظیم الشان کتاب ہے کہ جس میں کوئی شک نہیں۔"

قرآنی عظمت اور انفرادیت کا اندازہ کیجئے کہ یہ کتنے حیرت انگیز اور عظیم عنوان سے شروع ہوا ہے۔ دنیا جہان کی کسی کتاب نے اتنا پر اعتماد اور انوکھا دعویٰ نہیں کیا کہ وہ لا ریب ہے یعنی اس کے تمام افکار و نظریات، تمام دعوے، تمام تعلیمات اور ضابطے سو فیصدی برحق اور حرف آخر کی سطح پر ہیں اور تمام انسانیت کے لئے تا قیام قیامت حد کمال تک کافی ہیں۔

۲۔ فصاحت و بلاغت

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس عظیم کتاب کے الفاظ و تراکیب بھی فصاحت و بلاغت کی آخری حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ تمام کائنات مل کر قیامت تک ایسا کلام پیش نہیں کر سکتی۔ گویا یہ کتاب عظیم اپنے حروف و الفاظ سے لے کر معانی و مطالب تک ہر سطح پر قیامت تک کے لئے حرف آخر اور تمام کائنات کے لئے ایک عظیم دعویٰ اور چیلنج ہے۔

سبحان اللہ کتنی ذی شان کتاب ہے کہ جو اپنے افکار و نظریات اور تعلیمات پیش کرنے سے قبل اپنی کلی انفرادیت کا ببانگ دہل اعلان کرتی ہے اور جس کا یہ چیلنج دعوے سے آج تک ہو بہو قائم ہے۔ پھر یہ عظیم کتاب صرف ابتدا میں ہی یہ دعویٰ کر کے خاموش نہیں ہو جاتی بلکہ قدم قدم اور موقع بہ موقع اپنے اس دعوے کو زور کے ساتھ دہراتی چلی جاتی ہے۔

دھماکہ خیز اعلان

چنانچہ چند آیات کے بعد ہی ایک دھماکہ خیز اعلان کے ساتھ تمام منکروں اور مزاحمت کرنے والوں کو خوب جنجھوڑتی ہے۔ اعلان ہوتا ہے

"اگر تم اس کلام برحق کے بارہ میں شک و شبہ کرتے ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا تو تم اس جیسی ایک ہی سورۃ لے آؤ اور تم اللہ کے سوا اپنے مدد گار اور حمایتی بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پس اگر ایسا نہ کر سکو اور تم کر بھی نہ سکو گے تو پھر (اس مخالفت کی صورت میں) اس آگ سے ڈرو جس کا ایدھن انسان اور پتھر ہوں گے جو کہ اس کے منکروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔" (سورۃ البقرہ)

ملاحظہ ہو کتنا واضح اور جنجھوڑنے والا اعلان ہے کہ تم اس حیرت انگیز اعلان اور دعوے کو سن کو شک و شبہ نہ کرو' ذرا غور کرو۔ یہ کلام عجیب پیش کرنے والے ہمارے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تم خوب جانتے ہو۔ یہ تمہاری قوم اور خاندان کے ہی ایک فرد ہیں۔ ان کے ذاتی حالات سے تم خوب واقف ہو۔ پھر یہ کلام بھی تمہاری ہی زبان میں پیش فرما رہے ہیں اور تم بھی عربی دان ہو بلکہ ایک دوسرے سے بڑھ کر زبان دانی میں ماہر ہو۔ تمہارے آپس میں شعر و شاعری اور ادب عربی میں مقابلے ہوتے رہتے ہیں۔ آؤ تم سب کے سب شاعر اور ادیب مل کر بلکہ ارد گرد سے مزید معاون بھی بلا لو۔ پھر وقت کا بھی کوئی تعین نہیں کہ صرف اتنی مدت تک مقابلہ کرو۔ بلکہ کھلی اجازت ہے کہ تم سارے قرآن کے برابر نہیں بلکہ صرف ایک سورت ہی بنا لاؤ جو فصاحت و بلاغت میں اس کے مقابلہ میں رکھی جا سکے۔ اپنے ارباب علم و خیال سے گواہی لے کر بتا دینا کہ یہ کلام واقعی اس جیسا یا اس سے اعلیٰ ہے۔ دیکھئے کتنی سہولت اور رعایت دی جا رہی ہے مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کان کھول کر سن لو کہ تم قیامت تک اس مقابلے میں کامیاب نہ ہو سکو گے۔ تو جب حالت یہ ہے تو پھر اسے دل و جان سے قبول کر لینا چاہئے اور اسے جھٹلانے کے برے اور مہیب انجام سے بچ جانا چاہئے جو اس کے انکار کی صورت میں آ کر رہے گا۔

ملاحظہ فرمائیں، کتنے اعلان ہوئے ا۔ یہ کلام الٰہی برحق ہے۔
۲۔ اگر تمہیں اس کی صداقت میں شبہ ہے تو تمام منکر مل کر اس جیسی ایک سورت بنالاؤ۔

۳۔ یہ بھی سن لو کہ تم قیامت تک اس کا مقابلہ نہ کرسکو گے۔
۴۔ پھر اس انکار کے برے انجام سے بچنے کی کوشش کرو۔ اس پر دل و جان سے ایمان لاکر دونوں جہانوں میں سرخ رو ہو جاؤ۔ اسی چیلنج کو پھر سورۃ یونس آیت ۳۸ میں دہرایا۔ ۳۔ یہ کلام الٰہی ہے

اس اعلان اور پیش گوئی میں بے شمار افکار و نظریات، سابقہ امتوں کے عبرت ناک واقعات اور ہر شعبہ کے متعلق احکامات بیان فرما کر اور ان کے مختلف اور متعدد شبہات اور اعتراضات کے جواب میں بطور چیلنج فرمایا :

ترجمہ : "کیا وہ کہتے ہیں کہ صاحب قرآن نے اسے از خود ترتیب کر لیا ہے (اور یہ خدا کی طرف سے نہیں) تو اے پیغمبر آپ ان کو یہ کہہ دیں کہ پھر تم اس جیسی از خود بنائی ہوئی دس سورتیں ہی لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب معاونین کو بھی بلا لو، اگر تم اس معاملے میں سچے ہو۔ پس اگر یہ شک و شبہ اور اعتراض کرنے والے آپ کا مطالبہ پورا نہ کر سکیں تو پھر سب جان لو کہ یہ قرآن خدا کی وحی سے اترا ہے اور یہ کہ اللہ کے بغیر کوئی بھی عبادت کے مستحق اور لائق نہیں تو کیا تم اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہو؟" (سورہ ہود آیت ۱۳ ۱۴)

ملاحظہ فرمایئے کتنے انصاف کی بات ہے کہ
یہ انسانی کلام ہے ہی نہیں بلکہ صاحب قرآن کے فرمان کے مطابق رب العالمین کا نازل کردہ کلام ہے جو اس نے اپنے پاک پیغمبر کے ذریعے تمام مخلوق کی رہنمائی کے لئے اتارا ہے چنانچہ کفار میں سے کئی انصاف پسند ماہرین کلام بے ساختہ کہہ اٹھے، ما ھذا کلام البشر کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے
ایک مرتبہ رسول کریمؐ نے یہ اعلان کیا کہ دیکھو میں تم میں ایک عمر کا کافی حصہ (۴۰ سال) گزار چکا ہوں۔ میرے خاندان اور میرے تمام حالات سے تم پوری طرح واقف ہو۔ میں نے باوجود عربی ہونے کے پہلے کبھی یہ

دعویٰ نہیں کیا اور نہ کبھی ایسا کلام مجھ سے صادر ہوا۔ لہٰذا یہ معجزانہ کلام جو میں پیش کر رہا ہوں' الہامی ہے تو تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ تم نے از خود بنا لیا ہے؟ اچھا اگر بنا لیا ہے تو تم بھی ایسا ہی کلام بنا لاؤ۔ آخر کچھ تو عقل کو استعمال کرو۔

۴۔ جن و انس کو چیلنج

"اے میرے پاک پیغمبر آپ پھر اعلان کر دیں کہ اگر تمام انسان اور جن باہم مل کر بھی اس جیسا قرآن لانا چاہیں تو ہرگز نہ لا سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔" (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۸)

یہ چیلنج اس معاشرہ میں کیا جا رہا ہے جو اپنے آپ کو زبان آور اور دوسروں کو عجمی یعنی گونگا کہتا تھا۔ مخالفین میں بڑے ادیب خطیب اور شاعر موجود تھے۔ صبح و شام ان کے سامنے یہ اعلان دہرایا گیا۔ ان کے معاندانہ اعتراضات و شبہات کا جواب بھی دیا گیا مگر ان کے پاس سوائے بے بسی' معذوری اور ندامت کے کوئی جواب نہ تھا۔ انہوں نے اسلام کی مخالفت میں حد کر دی۔ مال و دولت صَرف کر دیئے۔ بڑے بڑے مخالفوں نے جنگ بدر میں جان دے دی۔ حد یہ کہ اپنے تین سو ساٹھ خداؤں کو داؤ پر لگایا مگر بار بار اکسانے کو ابھارنے کے باوجود چند جملے اور آیات قرآن کے مقابلہ میں پیش نہ کر سکے۔ سب کے سب ادیب اور شاعر اس قرآن عظیم کے مقابلہ میں عاجز اور درماندہ نکلے۔

عصائے موسیٰ اور قرآن کے معجزوں میں فرق

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا عصا پھینکا جس نے اژدہا بن کر فرعون کے جادوگروں کے تمام جادو باطل کر دیئے۔ تمام جادوگر اس کی نظیر لانے سے عاجز آ کر سجدے میں گر گئے تھے مگر آج نہ وہ عصا ہے اور نہ اس کا اعجاز باقی ہے۔ مگر قرآن مجید کو قیامت تک یہ فخر حاصل رہے گا کہ کوئی بھی شخص سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے اس کی ایک سورت کی نظیر لانے سے عاجز درماندہ اور قاصر رہے گا۔ اس جیسی فصاحت و بلاغت اور پُر از حکمت عبارت آدمی سے بن ہی نہیں سکتی۔

۵۔ حفاظت قرآن

"بلاشبہ اس قرآن مجید کو ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

قرآن مجید ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ یہ ایک ایسی پیش گوئی ہے جس کی تائید کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ سابقہ کتب سماویہ تورات زبور اور انجیل دنیا سے مفقود ہو گئیں۔

ایسے ہی دوسرے مذاہب کی کتب کا حال ہے کہ ان کی ابتدا کا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کس نے تحریر کی ہیں۔ ان میں ابتداء زمانہ سے کیا کچھ رود بدل ہو چکا ہے۔ ہندوؤں کے وید' پران اور مجوسیوں کی اوستا اور ژند وغیرہ سب کتابوں کا ایک ہی حال ہے۔ مرور ایام کی دست برد سے کوئی بھی کتاب محفوظ اور پائیدار نہیں رہی۔

۶۔ غلبہ اسلام

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله و لو کره المشرکون ○ "کہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین برحق دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک کتنا ہی ناگوار سمجھیں۔"

سورۃ فتح میں ہے : وکفی باللہ شهیدا ○ یعنی اس بات میں خدا کی شہادت کافی ہے کہ یہ ہو کر رہے گا۔ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی' اس وقت عیسائیت کا طوطی بول رہا تھا۔ رومی حکومت دنیا کے اکثر حصہ پر محیط تھی۔ عرب کے جنوب میں حبشہ کی عیسائی حکومت تھی۔ ادھر عرب کے کئی علاقوں مثلاً عراق' عرب' بحرین' دومۃ الجندل پر بھی یہی مذہب حکمران تھا۔ چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی میں عیسائیت نے عرب پر بہت محنت کی مگر جب ساتویں صدی میں آفتاب اسلام طلوع ہوا تو چند ہی سال کی مدت میں ان تمام علاقوں پر اسلام کی حکمرانی قائم ہو گئی۔

یہود بھی عرب میں کافی اثر و رسوخ کے مالک تھے مگر اسلام کے آتے ہی یہودیت عرب سے بے دخل ہو گئی۔

ادھر رومی حکومت کے مقابلہ میں ایران کی مجوسی حکومت بڑی شان و شوکت کی مالک تھی۔ بعض عرب علاقوں پر بھی ان کا قبضہ تھا' مگر دین اسلام کے ظہور پذیر ہونے کے چند سال ہی بعد یہ مذہب بھی ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گیا۔ اس کے علاوہ عربوں کی بت پرستی' دہریت' انکار حشر و نشر اور ستارہ پرستی کے تمام نظریات نور اسلام کے سامنے گھٹنے ٹیک گئے۔

نازی ازم کا حال دیکھئے اور سب سے زبردست تحریک اشتراکیت کا انجام ملاحظہ فرمائیے۔ کیا اس کے بانی اپنی آنکھوں سے ان تحریکوں کی ناکامی دیکھ کر دنیا سے رخصت نہ ہوئے؟ برخلاف صاحب قرآن ایک ایسے وقت میں کہ جب بظاہر کوئی اسباب کامیابی کے نظر نہیں آتے تھے بڑے یقین اور اعتماد سے ایسا عظیم اعلان فرماتے ہیں کہ جس پر دنیا والے ہنستے ہیں مگر یہ اعلان اپنی مرضی سے نہ تھا بلکہ خالق کائنات کی طرف سے تھا اس لئے دیکھتے ہی دیکھتے یہ ہنسنے والے یا ختم ہو گئے یا اس حقیقت کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔

کیا ملاکی نبی کی پیش گوئی پہلے سے ہی نہ ہو چکی تھی کہ وہ اپنے ہیکل میں اچانک آئے گا اور جب وہ آئے گا تو کس کی طاقت ہوگی کہ اس کے سامنے ٹھہر سکے۔ (ب ۳)

کیا یہ سو فیصد نظارہ فتح مکہ کے دن اور اس کے بعد مسلسل اس ارض و سمانے نہیں دیکھا؟ ان دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آنے والے کی تاب کون لا سکا؟ نہ غسانی ٹھہر سکے نہ ہرقل رومی اپنا تحفظ کر سکا۔ وہ فرعون سرشت کسریٰ کتنے دن جیا؟ تین سو ساٹھ خداؤں کو پوجنے والے ایک خدا کا اعلان کرنے والے کے سامنے کتنی مدت ٹھہر سکے؟

خالق کائنات کا ایک اور پیشگی اعلان سنو۔ خدا نے حبقوق نبی کی معرفت اعلان فرمایا تھا کہ

"خدا تیمان سے آیا اور قدوس کوہ فاران سے۔ اس کا جلال آسمان پر چھا گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہو گئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔"

(حبقوق نبی ب ۳)

کیا اس واضح پیش گوئی پر کسی تبصرہ یا اس کی وضاحت کی کچھ حاجت ہے؟ کیا کوئی فرد کوہ فاران کے قدوس سے ناواقف ہے جس کی عظمت شان سے زمین و آسمان معمور ہیں۔ روزانہ پانچ مرتبہ جس کا اسم گرامی فرش سے عرش تک گونجتا ہے۔ جس پر آسمان و زمین والے ہر لحظہ درود و سلام بھیجتے ہیں۔ جو زمین پر محمد اور آسمان پر احمد ہے۔ کیا کوئی بھی انسانیت میں اس کے مثل آج تک پیدا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اے اقوام عالم یہ پیش گوئی اس وقت کی گئی تھی جب کہ مہاجرین کو خوف و ہراس کی وجہ سے بے خطر ہو کر نماز کی ادائیگی بھی مشکل تھی۔ دشمنان دین چاروں طرف سے خوفناک اژدہا کی طرح منہ کھولے ہوئے مسلمانوں کو نگلنے کے لئے بیتاب تھے۔ جس کی انتہا جنگ خندق کے موقعہ پر واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے مگر خدائی تائید و نصرت سے کفر یہاں بھی مغلوب ہوا۔ آہا کتنا پر حقیقت الٰہی فرمان الٰہی ان الذین کفروا ستغلبون و تحشرون الی جھنم (۳ : ۱۲) اور ایسا مغلوب ہوا کہ داعیٔ حق صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے بندوں اعلان فرما دیا کہ اب کفر کا دم خم ختم ہو گیا۔ اب اس میں حملہ کرنے کی سکت باقی نہیں رہی اب ہم اس کے خلاف حملہ کے لئے جائیں گے۔ اب غلبہ شان و شوکت کا دور آ گیا ہے۔ اب تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی۔

ساتویں صدی میں جب تاتاری فوج نے تمام دنیا کو بمعہ اسلامی ممالک کے روند ڈالا مگر اللہ نے انہیں اسلام کی توفیق دے کر اسلام کا خادم بنا دیا۔ کیا یہ ایک زبردست دلیل نہیں کہ اسلام ایک سچا اور فطری مذہب ہے۔ یہ خود لازوال اور لاتبدیل ہے اگرچہ اس کے خادم بدلتے رہیں مگر یہ خود نہیں بدلتا۔

۷۔ دائمی استحکام اور عالمگیر وسعت

مثل کلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت و فرعها في السماء ○ تؤتي اكلها كل حين باذن ربها ○

ترجمہ : "پاکیزہ کلمے کی مثال پاکیزہ درخت کی سی ہے جس کی جڑ دور رس، مضبوط اور اس کی شاخیں آسمان میں پہنچی ہوئی ہیں جو خدا کے حکم سے ہر لحظہ اپنے پھل دیتے رہتا ہے" (سورۃ ابراہیم آیت ۲۵)

سابقہ ہر پیغمبر کا واعظ کار صرف اپنے علاقہ اور قوم تک محدود تھا حتیٰ کہ حضرت مسیحؑ بھی فرما گئے :

"اور تھوڑی دیر تک نور تمہارے درمیان ہے۔ جب تک نور تمہارے ساتھ ہے چلے چلو۔" (یوحنا ۱۲ : ۳۵)

"مجھے تم سے اور بھی بہت سے باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آ جائے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا" (یوحنا ۱۶ : ۱۲)

"وہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا" (یوحنا ۱۴ : ۱۶)

(نوٹ : وہ یعنی روح حق، دراصل یہاں وہ "نبی" کا لفظ تھا جیسا کہ یوحنا باب ۱ آیت ۲۱ میں ہے۔ تحریف کرنے والوں نے نبی کا لفظ ہٹا کر "یعنی روح حق" کا لفظ جڑ دیا تا کہ کہہ سکیں کہ اس سے مراد وہ روح القدس ہے جو عید کے موقعہ پر نازل ہوا تھا مگر بدلنے سے حقیقت نہیں بدل سکتی۔ یہ وہ روح حق ہے جو خط یوحنا آیت ۴ کے مطابق اس کا معنی ہے پیغمبر برحق۔ اور جو روح القدس ہے اس کے متعلق آمد کا لفظ ہے، اس کے متعلق نزول کا لفظ ہے۔ پھر جن پر نازل ہوا انہوں نے اس کا مصداق یوحنا والے روح حق کو قرار نہیں دیا بلکہ یوایل نبی کی پیش گوئی کا مصداق قرار دیا۔ (ملاحظہ ہو کتاب اعمال) اور نہ ہی کسی اور حواری نے اس کا مصداق روح القدس کو قرار دیا حتیٰ کہ انجیل یوحنا کے مصنف نے بھی اپنی پیش گوئی کا مصداق اس روح القدس کو قرار نہیں دیا حالانکہ یہ انجیل ۸۵ء تا سو سال بعد تحریر ہوئی۔)

ان حوالہ جات میں مسیحؑ اپنے مشن کو محدود اور اپنے بعد آنے والی ہستی کے مشن کو کامل اور دائمی فرما رہے ہیں کہ وہ یعنی روح حق آ کر تمام

سچائی کو واضح کر دے گا۔ چنانچہ جب وہ ہستی آ گئی تو اس کے ذریعہ یہی اعلان فرمایا گیا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اور فرمایا تمت کلمۃ ربک صدقا و عدلا کہ تیرے رب کا کلمہ ہدایت اپنی سچائی کو عدل میں مکمل ہو گیا۔ اب مزید کسی ضابطہ ہدایت و صداقت کو دنیا میں بھیجنے کی ضرورت باقی نہیں رہی اس لئے اس کی حفاظت اور بقا کا ذمہ بھی ضروری تھا۔ چنانچہ فرمایا انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ○ کہ ہم اپنے اس اتارے ہوئے نصیحت نامہ کی مکمل حفاظت کریں گے۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید ○ (حم سجدہ ۴۱، ۴۲)

کیا کوئی مذہب ایسا ہے جو اپنے منبع اور مرکز سے اکھڑ نہ چکا ہو؟ یہ صرف اسلام کی شان ہے کہ یہ اپنے مرکز میں ابتدا سے برقرار ہے اور لحظہ بہ لحظہ اس کی بنیاد اور جڑ مضبوط ہی ہو رہی ہے۔ جب سے یہ دین شروع ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک اس کے در و دیوار سے اشھد ان محمدا رسول اللہ کی جانفزا آواز دن میں پانچوں مرتبہ گونج رہی ہے۔ برخلاف مصر کے جو کہ موسیٰ کا مولد ہے اور بیت لحم جو مسیح کا مولد ہے وہاں ان کی کوئی آواز نہیں بلکہ وہاں بھی صدیوں سے اسی شہنشاہ دو جہاں ہی کا آوازہ فضائے کائنات کو لطف اندوز کر رہا ہے۔ اے اصحاب بصیرت ذرا اپنے قلب و ذہن میں مدینہ منورہ کا گنبد خضرا اور مسجد نبوی کے فلک بوس میناروں سے پنج وقتہ روح پرور اعلان اشھد ان محمدا رسول اللہ کا ذرا تصور تو کرو۔ ملاحظہ ہو کس شان سے مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء (سورہ ابراہیم) پوری ہو چکی ہے۔ پھر شجرۂ طیبہ کے انوار فیضان و برکات کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوئے بلکہ روز بروز افزوں تر ہیں۔ اسی کو فرمایا توتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔

بالفرض اگر کسی علاقہ یا کسی دور میں بظاہر کوئی کمزوری نظر آئی تو معاً

اس کے متصل ترقی کے نئے راستے کھلنے لگے۔ ساتویں صدی ہجری میں اگر منگول شجر اسلام کی جڑیں کاٹنے کے لئے آگے بڑھے تو چند برسوں کے بعد اللہ نے انہی منگولوں کو شجرۂ اسلام کی نئی کونپلیں بنا کر اس درخت کو مزید پر بہار بنا دیا۔ اسی طرح عہد قریب میں اگر اسلامی مملکتیں زوال پذیر ہوئیں تو ادھر مغربی ممالک پر اسلام سایہ فگن ہونے لگا حتیٰ کہ آج برطانیہ میں ہزاروں مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ روس میں دوبارہ احیاء اسلام کی تحریکیں زور پکڑ رہی ہیں۔ جرمن امریکہ اور افریقی ممالک میں دعوت اسلام رنگ لا رہی ہے غرضیکہ اصلھا ثابت و فرعھا فی السما تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا ایک ناقابل انکار حقیقت بن کر مذاہب عالم کے لئے ایک دعوے کی حیثیت ثابت ہو چکی ہے۔

۸۔ حقانیت اسلام کے دلائل

سنریھم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق الم ۵۳: ۴۱

"ہم بہت جلد ان کو اپنے نشانات قدرت دکھلائیں گے آفاق عالم میں بھی اور خود ان کے نفوس میں بھی جس سے ان پر واضح ہو جائے گا کہ اسلام تو ایک سچا مذہب ہے۔"

صداقت اسلام کے براہین و دلائل روز اول سے ہی دنیائے عالم کے سامنے واضح ہو رہے ہیں خاص کر میدان بدر سے لے کر (جس کو یوم الفرقان فرمایا) فتح مکہ تک ایسے ایسے دلائل سامنے آئے کہ جو لوگ پہلے اسلام کا نام سننا بھی گوارا نہ کرتے تھے، جس کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے جان و مال کی بازی لگا دی تھی، مگر جب ہر طرف سے حرماں نصیبی اور ناکامی کا منہ ان کو دیکھنا پڑا تو پھر ان کو احساس ہو گیا کہ یہ کوئی دنیاوی معاملہ نہیں بلکہ ایک علیم و قدیر ہستی کا انتظام کار فرما ہے جس کا مقابلہ ہم سے ہو ہی نہیں سکتا ہمارے تین سو ساٹھ خدا بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اکیلے واحد خدا کے سامنے دم

نہ مار سکے نتیجہ واضح ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت برحق ہے اور وہی بتوں کے پجاری اور ان کے لیے کٹ مرنے والے اپنے ہاتھوں سے ان بتوں کو چکنا چور کرنے لگے۔ بعض قبائل اس انتظار میں تھے کہ دیکھتے ہیں اگر قریش مکہ دعوت اسلام کے مقابلہ میں غالب آ گئے تو فبہا اور اگر وہ مغلوب ہو گئے تو اسلام ایک حقیقی اور سچی دعوت ثابت ہو گا جس کو ہم راضی خوشی قبول کر کے دنیا و آخرت کی سرفرازی کے مالک بن جائیں گے چنانچہ فتح مکہ کے بعد اتنے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے کہ ۹ھ میں و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کی تعبیر آسمان و زمین نے دیکھ لی۔

اس کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں سلطنتوں کی سلطنتیں اسلام کے زیر نگیں ہوتی چلی گئیں۔ لوگ اسلام کو اپنے لئے سایہ رحمت تصور کرنے لگے اور یہ ظہور صداقت آج تک ترقی پذیر جاری و ساری ہے بڑے بڑے دانا اور فلاسفر حقانیت اسلام کے قائل ہو گئے اور ہوتے جا رہے ہیں۔ نور اسلام خطہ ارضی کے چپہ چپہ کو منور کر رہا ہے۔

ہر گیاہے که از زمیں روید
وحدہ لا شریک لہ گوید

"گھاس کا ہر ایک تنکا جو زمین سے اگتا ہے وہ اس کے واحد اور لا شریک ہونے کی گواہی دیتا ہے۔"

مشرق و مغرب میں تعلیم محمدی کی اشاعت اور پذیرائی ہو رہی ہے۔ یورپی ممالک بالخصوص برطانیہ میں ہزاروں مسجدیں بن چکی ہیں جن میں پانچوں وقت خدا کی توحید اور اس کے حبیب کائنات کی رسالت کی صدا بلند ہو رہی ہے۔

براعظم افریقہ کے قریہ قریہ میں اس ذات اقدس کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ حضور نے ابتداء میں ہی فرما دیا تھا کہ دنیا کا کوئی کچا یا پکا گھر گھروندا ایسا نہ رہے گا جہاں اسلام کا کلمہ نہ پہنچے۔ (مشکوۃ)

آج دیکھ لیجیے کہ قطب جنوبی اور شمالی میں محمد مصطفیٰ شہنشاہ کائنات کا آوازہ گونج رہا ہے۔

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

۹۔ اہل اسلام کی روئے زمین پر حکومت

ویجعلکم خلفاء الارض تم کو زمین پر خلیفہ بنائے گا۔

اس پیش گوئی کی صداقت پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ ہجرت مدینہ سے لے کر آج تک اس کی تصدیق ہو رہی ہے۔ خلافت راشدہ، خلافت بنو امیہ، خلافت ترکیہ، خلافت عباسیہ، خلافت اندلسیہ عرب، ایران، افریقہ اور یورپ میں قائم ہوئیں اور انہوں نے سینکڑوں برس حکومت کی۔ ہندوستان میں تقریباً ایک ہزار سال اسلام کی حکومت رہی۔ آخری حکومت مغلیہ خاندان کی تھی جس نے ۱۵۲۶ء سے ۱۸۵۷ء تک ہندوستان اور افغانستان پر حکومت کی۔

۱۰۔ مہاجرین کے لیے دنیا میں اچھے ٹھکانے

فرمایا و الذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ و لاجر الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون○

ترجمہ: "جن لوگوں نے اللہ کے راستے میں ہجرت کی ستم رسیدہ ہونے کے بعد، تو ہم ان کو ضرور دنیا میں اچھا ٹھکانے دیں گے اور آخرت کا اجر و ثواب تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش کہ دوسرے لوگ بھی اس حقیقت کو جان لیتے"

(سورۃ نحل آیت ۴۱)

اس پیش گوئی کی صداقت قرطاس حقیقت کی زینت ہے۔ مظلوم اہل اسلام جب مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ تشریف لے جاتے ہیں تو کچھ مدت کے بعد وہی بے وطن اور بے سرو سامان لوگ بادشاہوں کے خزانے اپنے پاؤں

تلے روندے گئے۔ قیصر و کسریٰ کے تخت و تاج مدینہ کی گلیوں میں رلنے لگے۔

یہ پیش گوئی نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں صداقت قرآن' صداقت صاحب قرآن کو اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان و مقام واضح ہوتا ہے کہ جب ان لوگوں نے محض دین حق کے لئے گھر بار چھوڑا تو نظریہ مکافات عمل کی رو سے ان کو اس کا بدلہ ملنا چاہئے تھا جو چند سالوں کے بعد مل کر رہا۔ معلوم ہوا کہ وہ لوگ خلوص نیت اور صدق قلب سے دین حق کو قبول کرنے والے تھے' کسی لالچ یا حرص کی بنا پر حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع نہ ہوئے تھے۔ اللہ کریم نے ان سے دو وعدے فرمائے' ایک دنیا میں سرفرازی کا اور دوسرا اس کے بعد کر آخرت میں خدا کے منظور نظر ہونے کا۔ جب پہلا وعدہ علی رؤس الاشہاد پورا ہو گیا تو دوسرا بھی بہر صورت پورا ہو گا۔ اگر وہ لوگ صادق الایمان نہ ہوتے تو پہلا وعدہ ہی پورا نہ ہوتا۔ لیکن جب پہلا وعدہ پورا ہو گیا تو دوسرا بھی لازمی پورا ہو گا۔ اس سے ان کا دائم الایمان و الصدق ہونا واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے۔ کاش منکر صحابہ' منکر اسلام' منکر قرآن اس حقیقت کو سمجھتے۔

الف۔ خلافت راشدہ کی پیش گوئی

اور یہ پیش گوئی چھ شقوں پر مشتمل ہے۔

وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا و من کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون ○ (سورۃ نور آیت ۵۵)

"اللہ نے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے' وعدہ کیا ہے کہ

۱۔ اللہ ان کو خلافت ارضی سے نوازے گا۔

۲۔ جیسا کہ پہلوں کو خلیفہ بنایا تھا۔

۳۔ ان کے دین کو اللہ تعالیٰ استحکام اور مضبوطی بخشے گا۔ وہ دین جس کو اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے۔

۴۔ اور ان کے خوف کو امن و امان سے بدل دے گا۔

۵۔ وہ صرف میری عبادت کریں گے' میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں گے۔

۶۔ جو کوئی اس حالت کے مشاہدہ کے بعد بھی کفر کرے گا وہی فاسق اصلی ہو گا۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے صالحین اہل ایمان سے بطور انعام ایک کامیاب خلافت ارضی کا وعدہ فرمایا۔ یہ آیت مبارکہ ۵ ھ میں نازل ہوئی۔ اس میں آمنوا' عملوا الصلحت ماضی کے صیغے استعمال فرمائے۔ معلوم ہوا خلافت راشدہ کا وعدہ بالخصوص ان مومنوں سے ہے جو اس وقت کمل دولت ایمان سے مالامال ہو چکے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان خلفاء کا تقرر اور انتخاب مشیت الٰہی سے تھا اور بجائے حکومت کے خلافت کا لفظ استعمال کرنا اور پھر اس کی اسناد اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا خلافت کا ایک عظیم انعام اور احسان ہونا معلوم ہوا۔

فی الارض سے مراد یا تو کل کرۂ ارضی ہے یا وعدہ کی زمین جس کا وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہ سارا ملک تیری اولاد کو دوں گا۔ بنی اسرائیل تو با تمکین و اطمینان اس وعدہ کی زمین کو مکمل طور پر حاصل کر نہ سکے حتیٰ کہ عہد سلیمانی میں بھی سارا علاقہ قبضہ میں نہ آیا مگر جب اولاد ابراہیمی کی دوسری شاخ اسمٰعیلی خلعت نبوت سے نوازی گئی تو یہ سارا علاقہ موعود اہل اسلام کے قبضے میں آ گیا۔ ایک انچ زمین بھی باہر نہ رہی۔ سبحان اللہ کتنی عظیم الشان حقیقت ہے۔

رحلت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہرقل رومی' ملک حبشہ' ملک مصر' کسریٰ ایران عرب پر یکبارگی حملہ کر کے اسلام کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ پھر بعد از رحلت فتنہ ارتداد پورے جوش و خروش سے اٹھا خوف و ہراس درجہ کمال تک پہنچ گیا مگر قرآن نے پیش گوئی فرما دی کہ ایسے حالات پیدا ہوں گے مگر ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا کہ ہم ان کو خوف و ہراس کے بھنور سے نکال کر امن و سلامتی سے نوازیں گے چنانچہ یہ پیش گوئی ہو بہو دنیا کے سامنے پوری ہوئی کہ ایک قلیل سی مدت (۱ھ تا ۱۲ھ) میں تمام فتنے کافور ہو گئے اور سلطنت ایسی امن و امان کا گہوارہ بن گئی۔ کیا ایسے ابتدائی حالات میں ایسا پر اعتماد اقدام کرنا بغیر تائید الٰہی کے ممکن تھا؟

مخالفین اسلام خصوصاً سلطنت روما جو ارض مقدس پر قابض تھی اس کا ارادہ یہ تھا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد فوراً عرب پر حملہ کر کے مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے۔ ادھر مصر اور حبش والے اور ان کے باج گزار حکمران بھی اپنے اپنے محاذ سے حملہ آور ہوں تا کہ اس واحد یمن حملہ کر کے اس اسلامی حکومت کو ختم کر کے نئے سرے سے صلیب کا پرچم عرب پر لہرا دیا جائے کیونکہ اسلام نے صلیب سمیت تمام مذاہب کو جڑوں سے ہلا دیا تھا۔ قرآن مجید ایسے حالات میں ببانگ دہل اعلان کر رہا ہے کہ زمین موجودہ اہل صلیب کو نہیں بلکہ اہل توحید کو ملے گی۔ جو جو مخالف حملہ آور ہونے کی تیاری میں ہیں وہ سب کے سب مغلوب ہو جائیں گے چنانچہ اللہ نے خلفائے راشدین کے ذریعہ ان تمام ممالک کو اہل اسلام کے زیر نگین کر کے غلبہ اسلام کی پیش گوئی کائنات کی پیشانی پر مزین کر دی۔

پھر یہ خلافت ارضی صرف مادی اور دنیوی لحاظ سے ہی کامیاب نہ ہوئی بلکہ روحانی برکات سے بھی خوب مالا مال ہوئی کیونکہ یہ وعدہ بھی تھا۔ ولیمکنن لھم دینھم کہ ان کے دین کو خوب مستحکم کریں گے۔ مگر دین تو ایک عام لفظ ہے۔ کفار کا بھی ایک دین ہے لکم دینکم ولی دین۔ لہذا فرمایا کہ

اس دین کو مضبوطی سے قائم کرے گا جو اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے ان الدین عنداللہ الاسلام اور اسی کو اس نے خلفاء کے لیے بھی پسند فرمایا۔ پھر فرمایا الذی ارتضی لھم یہ پاک الفاظ اندرونی اور بیرونی نظم و نسق کے کمال اور اعلی درجہ کے پُر امن اور باعث برکت حالات پر دلالت کر رہے ہیں کہ تمام دنیا میں بغیر کسی کی حق تلفی کے امن و امان قائم ہو گا جیسا کہ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں یہ منظر دیکھ لیں گے کہ ایک عورت صنعا یمن سے تنہا چل کر حج کرے گی اور اسے خوف الٰہی کے سوا اور کسی کا خوف و امن گیر نہ ہو گا اور یہ منظر دنیا نے دیکھ لیا۔

اس کے برعکس دوسری بڑی شان و شوکت والی سلطنتوں کو ملاحظہ کر لیجیے کہ ظاہری دبدبہ تو بہت ہے' فتوحات لحظہ بہ لحظہ ہو رہی ہیں' آندھی کی طرح دنیا پر چھا رہے ہیں مگر اندرونی نظام بالکل خیر و برکت سے خالی ہے۔ اس زمانہ میں قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے داخلی معاملات کو دیکھ لیجیے۔ بعد میں تاتاریوں کو دیکھیے کہ تمام دنیا کو روند کر آگے بڑھتے جا رہے ہیں' اپنے علاقہ سے نکل کر ہندوستان اور روس کو روندتے ہوئے خلافت عثمانیہ کو بھی مغلوب کر گئے' چین اور دوسری حکومتیں بھی اپنی باری کا انتظار کر رہی ہیں' مگر داخلی نظام خیر و برکت سے بالکل محروم رہا۔

مگر خلافتِ الٰہیہ ان تمام آلائشوں سے پاک ہے۔ محض ملک گیری مقصود نہیں بلکہ خدا کی حکومت قائم کر کے خلافت ارضی کا حق ادا کرنا ہے جو انسان کو سونپی گئی ہے اس لیے کسی فرد کسی خاندان اور کسی بھی علاقہ کی حق تلفی ناممکن ہے۔ خیر و برکت اور امن و امان کی ایسی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں کہ ان کی حکومت میں رہنے والے غیر مذاہب والے بھی ان کی حکومت کے استحکام کی دعائیں مانگنے لگے۔

آگے یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا کے الفاظ سے ان خلفاء کی

صورت قدسیہ بیان فرمائی کہ وہ خلافت فی الارض پر متمکن ہو کر مغرور نہیں ہوں گے بلکہ وصف عبدیت سے مزین ہوں گے کہ جس سے اوپر مخلوق کے لیے کوئی اور مقام نہیں۔ اللہ نے انتہائی اعزاز و اکرام کے موقعہ پر اپنے کسی بندے کو اگر کسی لقب سے نوازا ہے تو وہ یہی وصف عبدیت ہی ہے مثلا سبحان الذی اسری بعبدہ' فاوحی الی عبدہ ما اوحی' قل ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا وغیرہ آیات۔ پھر خلفاء کی صفت عبدیت کی تکمیل کرنے کے فرمایا لا یشرکون بی شیئا کہ وہ میرے ہی بندے ہوں گے' میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرتے ہوں گے۔ شیئا کا لفظ لا کر تکمیل کو اور بھی کمال تک پہنچا دیا گویا آنحضور کی صفت عبدیت کے فیضان سے یہ حضرات پوری طرح مستفیض ہوں گے۔

آخر میں یہ بھی فرما دیا کہ جو شخص ان خلفاء کی بابرکت خلافت کا انکار کرے گا اور اس پیش گوئی میں شک کرے گا وہ فاسق فاجر اور مجرم کیونکہ وہ حقیقت ثابتہ کا انکار کر رہا ہے۔

تمام کفار عرب پر غلبہ

فرمایا: و اعلموا انکم غیر معجزی اللہ و ان اللہ مخزی الکافرین (التوبہ)

ترجمہ : "اور خوب جان لو کہ تم (اپنے تمام ساز و سامان کے باوجود بھی) اللہ کو (اس کے منصوبوں میں) عاجز نہیں کر سکتے۔ اور اللہ کافروں کو رسوا کر دے گا۔"

یعنی چونکہ یہ دین اسلام کا سلسلہ اللہ کا قائم کردہ اور نازل کردہ ہے' وہی اس کو غالب کرنے والا ہے اس لیے جو اس میں رکاوٹ بنے گا' وہ خود ذلیل و خوار ہوگا۔

دیکھیے اس کی گواہی بائبل میں بھی موجود ہے۔ لکھا ہے کہ:

"جو اس کی نہ سنے گا' وہ نیست و نابود کر دیا جائے گا۔" (استثنا ۱۸)

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ تمام عہد شکن کفار کو چار ماہ کا الٹی میٹم دیا گیا کہ اس کشمکش کے انجام میں اہل اسلام کا غلبہ اور کفار کی ذلت ہوگی چنانچہ دنیا جہان نے اپنی آنکھوں سے یہ نتیجہ دیکھ لیا تو کیا یہ اعلان کوئی انسان محض اپنے حالات اور وسائل کے بل بوتے پر کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ ماننا پڑے گا کہ یہ اس علیم و قدیر ہستی کا اعلان ہے جو تمام کائنات کا خالق اور مدبر حقیقی ہے۔

کفار پر رعب

ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا انہم لا یعجزون ○

ایسے ہی اور سنئے! سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا !

"ہم عنقریب کفار کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے' اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ ایسی ہستیوں کو شریک بنایا جس کی کوئی سند اللہ نے نہیں اتاری۔"

دشمنوں کی ہلاکت

تبت یدا ابی لھب و تب ○ ما اغنی عنہ مالہ و ما کسب ○ سیصلی نارا ذات لھب ○

"ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ ہو گیا۔ اس کا مال اور اس کی اولاد اس کے کچھ کام نہ آئی۔ وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ کا ایندھن بنے گا۔"

سبحان اللہ' پہلی ہی دعوت پر اس ملعون نے کہا تھا کہ تبا لک الھذا جمعتنا کیا یہ وعظ سنانے کے لئے تو نے ہمیں اکٹھا کیا تھا؟ اس کے جواب میں خداوند قدس نے اعلان فرمایا

تبت یدا ابی لھب و تب ○ اور اس سے پہلی سورت میں فرمایا

اذا جاء نصر اللہ و الفتح ○ و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ○ فسبح بحمد ربک و استغفرہ انہ کان توابا ○

"جب اللہ کی مدد آ پہنچی تو آپ دیکھیں گے کہ لوگ خدا کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں تو اپنے پروردگار کی تسبیح بیان کریں اور اس سے معافی مانگیے۔ بے شک وہ بڑا ہی قبولِ توبہ فرمانے والا ہے۔"

غور فرمائیے کہ جو دعوت حق روزِ اول پیش کی گئی تھی، وہ لاتعداد مزاحمتوں اور آزمائشوں سے گزرتے ہوئے اس مشاہداتی انجام پر پہنچی کہ مزاحمت کرنے والے ختم ہو گئے اور اہل حق غالب آ گئے۔ اس ذات اقدس کو جس نے تبا لک الهذا جمعتنا اور دیگر بے شمار گالیاں اور جگر شگاف خرافات ایک مدت تک سنی تھیں اور ایک ایک آدمی کی ہدایت کے لئے تڑپ اٹھتے تھے اور اتنے بے تاب ہو جاتے کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار تسلی دی کہ لعلک باخع نفسک ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا ○ کہ اے میرے حبیب کریم، آپ شاید ان کے ایمان قبول نہ کرنے کی وجہ سے افسوس کرتے ہوئے اپنی جان کھپا دیں گے۔ ایسا نہ کریں، آپ کے ذمہ صرف تبلیغ ہے، منوانا آپ کا کام نہیں۔ آپ تسلی اور حوصلہ سے فریضہ تبلیغ جاری رکھیں۔ ایک وقت آئے گا جب کہ آپ کا رب آپ کو اتنے مومن دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اے میرے حبیب، عنقریب آپ دیکھیں گے کہ خدا کے فضل و رحمت سے اکا دکا نہیں بلکہ فوجیں کی فوجیں آپ کے قدموں میں آئیں گی۔ اللہ کریم آپ کے اس سلسلہ کو بار آور فرمائے گا۔ چنانچہ ۱۰ھ میں رؤف و رحیم پیغمبر عظیم نے اہل ایمان کے گروہ کے گروہ دیکھ کر اپنے دل کو مطمئن اور آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیا اور جو دعوت انتہائی ناسازگار اور کٹھن حالات کے اندر شروع ہوئی تھی، اس کو اپنے پورے عروج و کمال تک دیکھ لیا۔ فرمایا کہ جب یہ پر بہار انجام نظر آ جائے تو رب رحیم کے اس

احسان عظیم پر اس کی حمد اور تسبیح کیجئے اور ہر قسم کی آلائش سے بچنے کے لئے دعا کیجئے اور ساتھ ہی اس ابتدائی اعلان ھو اللہ احد کا کھل کر اعلان کر دیجئے کہ دیکھو جاء الحق و زھق الباطل۔ جب یہ دعوت حق پر بہار ہو گئی تو رب کریم سے ہر قسم کی نظر بد سے بچنے کے لئے قل اعوذ برب الفلق سے لے کر والناس تک دعا کیجئے۔

اب ثابت ہو گیا کہ قرآن سچا ہے' صاحب قرآن سچا ہے۔ آپ کو مجنون کہنے والوں کو چیلنج کر دیا کہ فستبصر و یبصرون ۔ بایکم المفتون ○ چنانچہ یہ نظارہ بھی فتح مکہ کے موقع پر ارض و سما نے ملاحظہ کر لیا۔ اور اس دعوت کو قبول کرنے والے بھی بالکل صدق و صفا کے پیکر اور اس دین کے قائم کرنے والے ہیں۔ جو شخص ان تینوں میں سے کسی ایک پر حرف گیری کرے' وہ خناس ہے۔ اس سے اللہ کی پناہ مانگئے۔

کیسی عظیم اور مبنی بر حق پیش گوئیاں ہیں۔ کیا ابتدائی بے سروسامانی کے دور میں اتنا بڑا دعویٰ کوئی فرد انسانی محض اپنے بل بوتے پر کر سکتا ہے؟ غلبہ روم کی پیش گوئی کے متعلق تو کہہ لیتے ہو کہ یہ ایک تجربہ کی بات تھی۔ اگر یہ بات بھی درست نہیں مگر یہاں اس موقعہ پر کون سا تجربہ کرو گے؟ کون سی عقلی چھلانگ لگاؤ گے؟ اے نادانو! حق کے مقابلہ میں حیلہ سازیاں اور ہٹ دھرمی عقل مندی کا کام نہیں۔ آؤ اس خدا کے آخری نور سے منور ہو کر فلاح دارین حاصل کیجئے۔

۵۔ منافقین کا انجام

و ما لھم فی الارض من ولی و لا نصیر ○ یعنی روئے زمین پر ان کا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہو گا۔ جماعت منافقین کفار سے بڑھ کر دشمن تھے۔ ہمہ اوقات سازشیں اور منصوبے بناتے رہتے تھے مگر اللہ نے ہر قدم پر ذلیل و خوار کیا اور صاف اعلان کر دیا کہ یہ گروہ جو چاہے کرتا رہے شجر اسلام ہمیشہ سرسبز و شاداب ہی رہے گا اور یہ منصوبہ باز ہمیشہ ذلت و خواری اٹھاتے رہیں

گے۔ چنانچہ فرمایا کہ

سنعذبھم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم○

اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطن ھم الخاسرون○

"ہم ان کو دو مرتبہ عذاب میں مبتلا کریں گے۔ پھر ان کو ایک بڑے عذاب کی طرف پھیرا جائے گا"

"یہی منافق لوگ شیطان کا ٹولہ ہیں خبردار رہو کہ شیطانی ٹولہ ہی خسارے میں جانے والا ہے"

نیز فرمایا اگر منافقین اور جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں افواہیں پھیلاتے ہیں اپنی ان حرکات سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے۔ پھر یہ وہاں زیادہ دیر تک ٹھہر نہ سکیں گے یہ ملعون ہیں یہ جہاں بھی پائے جائیں' گرفتار کیے جائیں اور ان کو خوب قتل کیا جائے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ خدا نے جو یہ وعدہ فرمایا تھا یعنی اللہ ایسا نہ کرے گا کہ ایمان والوں کو مخلوط حالت پر چھوڑ دے یہاں تک کہ خبیث کو پاک سے جدا کر دے گے۔

کیونکہ قرآن مجید فرقان ہے یعنی حق و باطل اور کھرے کھوٹے میں حد امتیاز قائم کرنے کے لیے آیا تھا تو اگر یہ معاملہ اسی طرح رہتا تو نزول قرآن کے مقاصد پورے نہ ہوتے تھے۔ اس لئے اللہ نے حق و باطل اور کھرے کھوٹے کو الگ الگ کر کے چھوڑا۔ مدنی دور کی ابتداء میں مومن مخلص اور منافق ملے جلے تھے مگر خدا نے ایسا ارتقائی سلسلہ آزمائش قائم فرمایا کہ چند ہی سالوں کے بعد جنگ تبوک کے موقع پر مخلص اور منافق بالکل چھٹ کر الگ الگ ہو گئے حتیٰ کہ ایک موقعہ پر سید المرسلین ﷺ نے جمعہ کے اجتماع سے منافقوں کا نام لے لے کر باہر نکلوا دیا۔

۱۶۔ یہودیوں کا انجام

لن یضروکم الا اذی و ان یقاتلوکم یولوکم الادبار ثم لا ینصرون ○

"سوائے معمولی اذیت کے تمہارا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے اور اگر وہ تمہارے ساتھ لڑیں تو پشت پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر ان کی کسی طرف سے بھی مدد نہ ہوگی۔"

یہودی اپنے قلبی بغض و عداوت کی بنا پر ہمیشہ اہل اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ کفار عرب کو لالچ دے کر اور مدد کا وعدہ کر کے بھڑکاتے' مالی امداد کرتے مگر میدان میں آ کر لڑنے کی ہمت نہ کرتے حالانکہ فنون حرب کے ماہر تھے۔ ان کے پاس قلعوں اور ہتھیاروں کی بہتات تھی جس کی بنا پر تمام قبائل عرب ان سے دبتے تھے تو ایسے لوگوں کی ناکامی اور مغلوبی کی پیش گوئی بہت عجیب معلوم ہوتی ہے مگر تاریخ اور واقعات نے سو فیصد تصدیق کر دی۔

۱۷۔ عیسائیوں کا انجام

قل ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ○ متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعھم (۱۰ : ۶۹، ۷۰)

ترجمہ : "فرما دیجیے بے شک وہ لوگ جو اللہ کے ذمہ جھوٹ لگاتے ہیں کامیاب نہ ہوں گے۔ دنیا میں ان کے لئے کچھ فائدہ ہے پھر ان کی بازگشت ہماری طرف ہوگی۔"

ملاحظہ ہو کہ جو لوگ مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دے کر اس کے ذمہ جھوٹ گھڑتے ہیں وہ آخرت میں ناکام ہوں گے۔ ہاں دنیا میں متاع و مال ضرور ان کو ملے گا پھر ہماری طرف ان کو آنا ہوگا۔

۱۸۔ عیسائیوں میں فرقہ بازی

ومن الذين قالوا انا نصاری اخذنا میثاقهم فنسوا حظا مما ذکروا به فاغرینا بینهم العداوة و البغضاء الی یوم القیامة (۵ ! ۱۴)

"اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو خود کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ ہم نے ان سے عہد کیا پھر انھوں نے اس کا ایک بڑا حصہ فراموش کر دیا تو ہم نے ان کے درمیان بغض و عداوت قیامت تک بھڑکا دی۔"

رومن کیتھولک' پروٹسٹنٹ' یونی ٹیرین' گریک چرچ' ایشین اور انگلش چرچ وغیرہ کے باہمی اختلافات اور کشمکش کی تاریخ سے جو شخص واقف ہوگا' وہ اس پیش گوئی کی صداقت پر ایمان لانے پر مجبور ہوگا اور جان لے گا کہ یہ کلام من جانب اللہ ہے۔

۹۔ تمام اہل کتاب کا "مسیح" پر ایمان

وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته (۴ ! ۱۶۹)

"اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو مسیح پر آپ کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے۔"

کیسی عظیم پیش گوئی ہے کہ وہ یہود جو حضرت مسیح پر طرح طرح کے الزامات عائد کر کے صدیوں سے آپ کے خلاف رہے ہوں گے' وہ بھی اور وہ نصاریٰ جو آپ کی عقیدت میں آ کر آپ کو خدائی مقام پر فائز کر رہے ہیں' وہ بھی آپ کی اپنی حیثیت (انسان اور پیغمبر خدا) پر ایمان لے آویں گے۔ پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ اگرچہ اب آسمان پر زندہ موجود ہیں مگر بوجہ ابن آدم ہونے کے زمین پر آئیں گے اور طبعی وفات پائیں گے۔

ایک اور عظیم الشان تاریخی پیش گوئی

الم ○ غلبت الروم ○ فی ادنی الارض و هم من بعد

غلبهم سیغلبون ○ فی بضع سنین للّٰہ الامر من قبل و من بعد ویومئذ یفرح المومنون ○ (۳۰ ! ا تا ۴)

"رومی مغلوب ہو گئے اس نزدیک کی زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آ جائیں گے چند سال میں ہی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد اختیار اللہ ہی کو ہے اس دن مسلمان خوش ہوں گے۔"

یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جبکہ شاہ فارس بلاد شام اور جزیرہ کے آس پاس کے شہروں پر غالب آ گیا تھا اور ہرقل قیصر روم تنگ ہو کر قسطنطنیہ میں محصور ہو گیا تھا۔ مدتوں ایرانیوں کا محاصرہ رہا پھر بحکم خدا پانسہ پلٹا اور ہرقل قیصر روم فتح یاب ہوا۔

بدر کی لڑائی کے بعد رومی حسب پیش گوئی فارسیوں پر فتح یاب ہوئے۔ قرآن میں مدت کے لئے لفظ بضع استعمال کیا گیا ہے جو دس سے کم پر اطلاق ہوتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رومی دس سال سے پہلے ہی فارسیوں پر غالب آ گئے۔

یہ واقعہ ۶۱۴ء میں ہوا جب کہ خسرو پرویز کسریٰ ایران نے روم کو ایک مہلک اور فیصلہ کن شکست دی۔ ایرانی لشکر نے ہرقل قیصر روم کو قسطنطنیہ میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور کر دیا۔ بڑے بڑے پادری قتل ہوئے اور عیسائیوں کی مقدس صلیب بھی ایرانیوں کے ہاتھ آئی۔ اس ایرانی فتح پر مکہ کے مشرکین بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں کو طعنے دینے لگے کہ ایرانی کل کو تمہیں بھی مٹا دیں گے۔ اس وقت قرآن کریم نے ظاہری اسباب کے خلاف اعلان کر دیا کہ بلا شبہ رومی اب ایرانیوں سے مغلوب ہو گئے ہیں، لیکن ۹ سال کے اندر اندر رومی پھر غالب و منصور ہوں گے۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ قرآنی پیش گوئی کے مطابق ٹھیک ۹ سال کے اندر یعنی ہجرت کا ایک سال گزرنے پر عین بدر کے دن رومی غالب آ گئے اور مسلمانوں کو بھی خدا نے بدر کی لڑائی میں فتح دی اور مسلمان خوش ہو گئے۔

ایک اور حیرت انگیز پیش گوئی

قرآن کریم کی سورۃ الم نشرح میں وارد ہوا ہے و رفعنا لک ذکرک ۝ "ہم نے تیرے ذکر کو بلند و بالا کر دیا" یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب اسلام ابھی نمودار ہی ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اعلان فرمایا کہ اے پیغمبر ہم نے تیری یاد کو ارفع کر دیا اور تیری شہرت کو چار دانگ عالم میں بام عروج پر پہنچا دیا اور اسے تمام دنیا میں پھیلا دیا۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اقوام عالم یہ نظارہ ابد تک دیکھیں
شان ورفعنا لک ذکرک دیکھیں۔

دنیا کے ہر بر اعظم میں' ہر ملک میں' ہر بڑے شہر میں بلکہ اس کے قریب اسلامی ملکوں کے ہر شہر' ہر قصبہ' ہر گاؤں کے ہر محلہ کی ایک ایک مسجد میں ایک ہزار چار صد سال سے زیادہ عرصہ سے اشهد ان محمدا رسول اللہ کی صدا پانچ وقت شب و روز بلند ہو رہی ہے۔ اسلام کی صداقت کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟

آخری گزارش

ناظرین یہ چند پیش گوئیاں اس لاریب کتاب ہدیٰ سے پیش کی گئی ہیں جس کا ایک ایک حرف اور لفظ اپنے اندر حقائق کے خزانے سموئے ہوئے ہے۔ آپ ان پیش کردہ پیش گوئیوں کو چودہ سو سالہ تاریخ کی روشنی میں خوب پڑھ کر دیکھیں اور خوب گہری نگاہ سے جانچ پڑتال کر کے بتائیں کہ کیا ان میں روز اول سے لے کر ہنوز رتی برابر کوئی کمی یا نقص نظر آتا ہے؟ تو جب یہ سو فیصد مبنی برحق ہیں تو اس کلام مقدس کے ایک ایک نظریے اور ایک ایک ضابطہ حیات کو دل و جان کی گہرائیوں سے قبول کر کے دونوں جہاں کی سرفرازی حاصل کر لینی چاہئے۔ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ تورات کتاب

استثناب میں سچے نبی کی نمایاں خصوصیت یہی ہے کہ اس کی پیش کردہ پیش گوئیاں بھی ثابت ہوں۔ جب اس معیار پر سید المرسلین ہر پہلو سے سو فیصد پورا اترتے ہیں تو پھر کسی بھی یہودی اور مسیحی کو قبولِ حق سے گریز نہ کرنا چاہئے دیکھئے فرمانِ مسیح کس صفائی سے پورا ہو رہا ہے جو آپ نے نبی رحمت کے متعلق فرمایا تھا کہ "وہ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا" (یوحنا ۱۶: ۱۳)
آخر میں دعا ہے کہ اللہ محض اپنے فضل و رحمت سے ہر انسان کو حقیقت قبول کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔